

UNIVERSAL  
LIBRARY

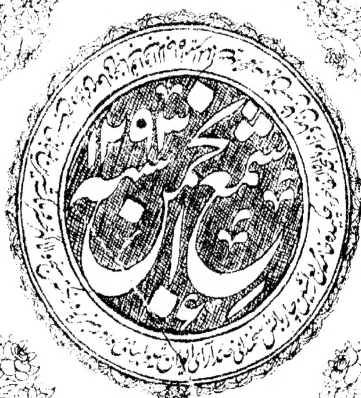
OU\_228301

UNIVERSAL  
LIBRARY

TEXT FLY WITHIN THE  
BOOK ONLY



الشَّعْرُ كَمَا فِي الْبَيْتِ مِنْ شَعْرٍ

[illegible]

باجتہام مخزن ہندوستان و لدی محمد عبدالجبار خان مفتاح طالع ربانہ اللہ

نيس الطاهر في افق انظار بيد  
مطلع بر شتا جاف من كدر

میزان کل شعرا ۹۷۸  
فہرست تذکرہ شمع انجمن

صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر
					خرف الالف
۲۱	افوری	۳۲	الفقی	۵۲	ابوسن کاشانی
۲۳	ازرقی	۳۳	اسدی	۵۳	احمدی
۲۴	آصفی	۳۴	اشرف	۵۴	اسیری
۲۵	اصغر	۳۵	آفرین	۵۵	اشنا
۲۶	ابلی	۳۶	آصف	۵۶	انسی
۲۷	ایسی	۳۷	امید	۵۷	امتیاز
۲۸	امیر	۳۸	افضلی	۵۸	اسحق خان
۲۹	امانی	۳۹	آگاہ	۵۹	اسیری مازی
۳۰	انصاف	۴۰	ابلی	۶۰	امانی اصفہانی
۳۱	ایجاد	۴۱	اقدس	۶۱	احمد قزوینی
۳۲	استغنا	۴۲	ایجاد	۶۲	اسکندر یزدی
۳۳	ادائے	۴۳	افتخار	۶۳	امینی
۳۴	اوسج	۴۴	امداد	۶۴	اشکی قلی
۳۵	آفری	۴۵	ادبم	۶۵	ابتری بدشتی
۳۶	امیدے	۴۶	الہی	۶۶	الفتی
۳۷	اوہم	۴۷	اتر		
۳۸	احمدے	۴۸	آرزو		
۳۹	ابوالحسن	۴۹	ابوالقاسم		
			احمد خان		

صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر
۵۹	ارشاد	۶۶	ابوالعلماء گنجوی	۷۸	تخلص شاعر
۷۸	احسان	۶۷	اتیسر	۷۹	بساطی
۷۹	ابوالفضل	۷۸	اوحیٰ اصفہانی	۷۹	بنائی ہروی
۶۰	آقائے	۷۸	آئی ہروی	۷۹	باقی نانسی
۷۸	انتخانے	۷۸	اسدیگ قزوینی	۷۹	بنا
۷۸	اعجاز	۶۸	امینی تربتی	۸۰	باقی سخوسی
۶۱	ابراہیم گیلانی	۷۸	اینا بختی	۷۸	بقائے
۷۸	ازل	۷۸	الفت ٹوٹری	۷۸	بسل
۶۲	ابراہیم ہمدانی	۷۸	ایما ہمدانی	۷۸	باقر اصفہانی
۷۸	شرف الدین میر باقر دلاور	۷۸	احمد بیگ	۷۸	بدیع
۷۸	اشرف خان	۷۸	ابوالفتح	۸۱	بیضا
۷۸	ارسلان مشہد	۶۹	النسی	۷۸	بازل
۶۳	آہی خیمائے	۷۸	آصفی	۷۸	بقائی
۷۸	آتم الکبر آبادی	۷۸	احمد جام	۷۸	بقائی تقرسی
۷۸	اختر	۷۸	آگاہ ناظمی	۸۲	بیکسی
۶۴	ابن یحییٰ	۷۸	انشا	۷۸	باقی
۷۸	ابو یزید	۷۸	آزردہ	۷۸	بیدل عظیم آبادی
۷۸	اقدسی	۷۳	امیر وزیر السلطان	۷۸	بیدل بختی
۷۵	آفتابی	۷۴	احمد	۷۸	بنی بی بیدی
۷۸	اصیلی قبی	۷۶	احمد	۷۸	بنائی کمال
۷۸	آذر اصفہانی	۷۶	حرف البہار	۷۸	باشیر کاشی
۷۸	افضل الدین محمد کاشانی	۷۷	بدر	۷۸	باسنے
۶۶	ابوالفرج رونی	۷۸	بابر	۷۸	بدیع اردستانی
				۷۸	بزمی شیرازی

صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر
۸۸	بہرام	۹۸	نہا	۱۰۷	جبرأت
۸۹	برسنے	۹۹	تائیر	۱۰۸	حب الی
۹۰	بازاری	۱۰۰	نقی اصغفانی	۱۰۹	جنونے
۹۱	بیخود	۱۰۱	تقطانی	۱۱۰	جانے
۹۲	بیخبر بلگرامی	۱۰۲	نقی شیرازی	۱۱۱	جعفر
۹۳	بزمین	۱۰۳	توفیق	۱۱۲	جاگرے
۹۴	حرف بار فارسی	۱۰۴	تسیم	۱۱۳	جسمی
۹۵	پروانہ بر بانویرے	۱۰۵	تعلیم	۱۱۴	جعفر
۹۶	پردل	۱۰۶	تمنا شیرازی	۱۱۵	جاہی
۹۷	پیائے	۱۰۷	لوسی	۱۱۶	جذبی
۹۸	پیروے	۱۰۸	تمنا مراد آبادی	۱۱۷	جذوی
۹۹	پیرے	۱۰۹	حرف التلاش	۱۱۸	جعفر بیگ
۱۰۰	پیام	۱۱۰	تلاش	۱۱۹	جدا فی ساوی
۱۰۱	حرف التار	۱۱۱	تلاش	۱۲۰	جعفر قزوینی
۱۰۲	ترائے	۱۱۲	تلاش	۱۲۱	جودت مداسی
۱۰۳	تراب	۱۱۳	تلاش	۱۲۲	جودت بدخانی
۱۰۴	تشیبی	۱۱۴	تلاش	۱۲۳	جامع
۱۰۵	تجلی اردکانی	۱۱۵	تلاش	۱۲۴	حرف الحار المہملہ
۱۰۶	تجلی کاشانی	۱۱۶	تلاش	۱۲۵	حسن غزنوی
۱۰۷	تجلی لاهیجانی	۱۱۷	تلاش	۱۲۶	حسن دہلوی
۱۰۸	ترکمان	۱۱۸	جلال الدین	۱۲۷	حافظ شیرازی
۱۰۹	تائب ہراتی	۱۱۹	جہانگیر	۱۲۸	حمایتی بخاری
۱۱۰	تخرید اصغفانی	۱۲۰	جمال	۱۲۹	حسانے

صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر
۱۱۹	حسین اصفہانی	۱۲۸	حبیب	۱۲۳	تخلص شاعر
۱۲۰	حافظ	۱۲۹	حاتی ترکمان	۱۲۴	خان
۱۲۱	حضور کے	۱۳۰	حقیق	۱۲۵	حصی
۱۲۲	حیرتی تونے	۱۳۱	حسن فرامانی	۱۲۶	خیال
۱۲۳	حسین اصفہانی	۱۳۲	حسین	۱۲۷	خضری قزوینی
۱۲۴	حسین	۱۳۳	حشمت	۱۲۸	خضری خوانساری
۱۲۵	حسن فہم ہمارے	۱۳۴	حسین	۱۲۹	خلقی طبرستانی
۱۲۶	حسین مشہدی	۱۳۵	حسین	۱۳۰	خازن
۱۲۷	حسین	۱۳۶	حسین	۱۳۱	خلاصی
۱۲۸	حیات لیدانی	۱۳۷	حسین	۱۳۲	خلقی شستری
۱۲۹	حیاتی کاشی	۱۳۸	حسین	۱۳۳	خوشدل
۱۳۰	حسین	۱۳۹	حسین	۱۳۴	خوشنود
۱۳۱	حکمت فنی	۱۴۰	حسین	۱۳۵	خاطر
۱۳۲	حسن بیگ	۱۴۱	حسین	۱۳۶	خلیل
۱۳۳	حقی	۱۴۲	حسین	۱۳۷	خلیفہ
۱۳۴	حافظ	۱۴۳	حسین	۱۳۸	خواجہ علی
۱۳۵	حافظ	۱۴۴	حسین	۱۳۹	خازن تبریزی
۱۳۶	حافظ	۱۴۵	حسین	۱۴۰	خصالی
۱۳۷	حافظ	۱۴۶	حسین	۱۴۱	خسرو جوہوری
۱۳۸	حافظ	۱۴۷	حسین	۱۴۲	حرف الہامی
۱۳۹	حافظ	۱۴۸	حسین	۱۴۳	دانش
۱۴۰	حافظ	۱۴۹	حسین	۱۴۴	درگاہ قلینجان
۱۴۱	حافظ	۱۵۰	حسین	۱۴۵	دانا
۱۴۲	حافظ	۱۵۱	حسین	۱۴۶	دوری

صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر
۱۴۹	دوامی	۱۵۹	ذوقی ترکمانی	۱۴۲	رازنی خوانی
۱۵۰	درد سے	۱۶۰	ذوقی اردستانی	۱۴۳	رافع کشمیری
۱۵۱	درد دہلوی سے	۱۶۱	ذوقی بلگرامی	۱۴۴	راغب
۱۵۲	داعی شیرازی	۱۶۲	ذوقی بلگرامی	۱۴۵	راغب
۱۵۳	دہلی	۱۶۳	ذوقی بلگرامی	۱۴۶	راغب
۱۵۴	دوست	۱۶۴	ذوقی بلگرامی	۱۴۷	راغب
۱۵۵	در کے	۱۶۵	ذوقی بلگرامی	۱۴۸	راغب
۱۵۶	دیر سے	۱۶۶	ذوقی بلگرامی	۱۴۹	راغب
۱۵۷	داؤد	۱۶۷	ذوقی بلگرامی	۱۵۰	راغب
۱۵۸	داعی ہمدانی	۱۶۸	ذوقی بلگرامی	۱۵۱	راغب
۱۵۹	داعی اصفہانی	۱۶۹	ذوقی بلگرامی	۱۵۲	راغب
۱۶۰	دانا	۱۷۰	ذوقی بلگرامی	۱۵۳	راغب
۱۶۱	درویش	۱۷۱	ذوقی بلگرامی	۱۵۴	راغب
۱۶۲	دانش ہا زندہ	۱۷۲	ذوقی بلگرامی	۱۵۵	راغب
۱۶۳	دوستان	۱۷۳	ذوقی بلگرامی	۱۵۶	راغب
۱۶۴	دستور	۱۷۴	ذوقی بلگرامی	۱۵۷	راغب
۱۶۵	دستور ایرانی	۱۷۵	ذوقی بلگرامی	۱۵۸	راغب
۱۶۶	دیدہ	۱۷۶	ذوقی بلگرامی	۱۵۹	راغب
۱۶۷	درومند	۱۷۷	ذوقی بلگرامی	۱۶۰	راغب
۱۶۸	حرف الذال المعجمۃ	۱۷۸	ذوقی بلگرامی	۱۶۱	راغب
۱۶۹	ذوقی بلگرامی	۱۷۹	ذوقی بلگرامی	۱۶۲	راغب
۱۷۰	ذوقی بلگرامی	۱۸۰	ذوقی بلگرامی	۱۶۳	راغب
۱۷۱	ذوقی بلگرامی	۱۸۱	ذوقی بلگرامی	۱۶۴	راغب
۱۷۲	ذوقی بلگرامی	۱۸۲	ذوقی بلگرامی	۱۶۵	راغب
۱۷۳	ذوقی بلگرامی	۱۸۳	ذوقی بلگرامی	۱۶۶	راغب
۱۷۴	ذوقی بلگرامی	۱۸۴	ذوقی بلگرامی	۱۶۷	راغب
۱۷۵	ذوقی بلگرامی	۱۸۵	ذوقی بلگرامی	۱۶۸	راغب

صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر
۱۸۵	زمانہ	۱۹۸	سعید الہیائی	۲۱۲	تخلص شاعر		
۱۸۶	نیتی	۱۹۹	سحائے	۲۱۳	سید		
	زادری		سعید قزئی		سیری		
	زربانی		سامی		سیف الدین		
	زالالی خوارزمی	۲۰۰	سلم		سلطان فی		
۱۸۸	زین العابدین		سروری	۲۱۴	سلم		
	زار و امغانی	۲۰۱	سیلم طرانی		سرامہ		
	زمانا اصفہانی	۲۰۵	سالک قزوینی		سودا		
	زیربنا بیگم		سوزی		سنخی		
	حرف السین المملوۃ	۲۰۶	سیفی قزوینی		سروش		
۱۹۱	سعدی شیرازی		ساقی چرکسی		حرف الشین المعجمۃ		
۱۹۲	سلمان ساوجی		سہا	۲۱۵	شہیدی فی		
۱۹۳	سعد	۲۰۷	سالک یزدی	۲۱۶	شریف تبریزی		
۱۹۵	سیف		سجوش	۲۱۷	شائق		
	سوائی	۲۰۸	سخنور		شکبہ کی شیرازی		
	ساقی	۲۰۹	سمرقندی	۲۱۸	شکبہ کی تبریزی		
	ستار		سرمہ		شکبہ کی صفائی		
	سیادت	۲۱۰	سلطان	۲۱۹	شانی		
۱۹۶	سنجر	۲۱۱	سہیلی	۲۲۰	شیدا		
	سپہر		سائر	۲۲۲	شوکت بخاری		
	شمیری		سائل رازی	۲۲۳	شرف قزوینی		
	سنجر کاشانی	۲۱۲	سوزی ساوجی	۲۲۴	شفائی اصفہانی		

صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر
۲۲۷	شوقی ساوی	۲۳۸	شراری	۲۵۵	صفت کشمیر
۲۲۹	شیابو طهرانی	==	شعلہ	۲۵۶	صبروری تبریزی
۲۳۰	شرعی قزوینی	==	شمیم	==	صادقی
==	شیری	==	شہود	==	صفائی خراسانی
==	شکوہی	۲۳۹	شہید طهرانی	==	صادق شیرازی
۲۳۱	شہید لاهیجانی	==	شوقی گویاموی	۲۵۷	صحیفی
==	شعیب	==	شائق	==	صیغہ
==	شہرت	۲۴۰	شجاع	۲۵۹	صاحی
۲۳۲	شادمان	==	شریف کاشی	==	صالح
==	شاه	==	شامی کاپوی	==	صارم
==	شاہی	==	شریف شیرازی	۲۶۰	صانع سیالکوٹی
۲۳۳	شرف الدین اصفہانی	==	شعوری	==	صاحب
==	شاعر	==	شہانے	==	صانع بلگرامی
==	شاہدی	۲۴۱	شگونی	۲۶۲	صہبائی دہلوی
۲۳۴	شکتہ	==	شفیع الد	۲۶۴	صوفی
==	شہید	==	شایحجان امیر	==	صابر
==	شاعر بلگرامی	۲۴۴	شہید امیندوی	==	صبیح
۲۳۵	شفیق	۲۴۹	شہید	۲۶۵	صفیقہ
۲۳۶	شاہ	حرف التثانی والہجۃ		==	صفیرازی
۲۳۷	شرف بوعلی قاف	۲۵۱	صائب	==	صفی نیشاپوری
==	شرف یحییٰ منیر	۲۵۵	صرفی سادجی	==	صاحی مشہدی
==	شریف جرجانی	==	صافی	==	صاحی ہشت
==	شرف یزدی	==	صبیحی	۲۶۶	صابر اصفہانی





صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر
۲۹۲	علامے	۲۹۷	عزنی شیرازی	۳۲۰	علیخان
۲۹۳	عشق	۲۹۹	عبدالقادر بدایونی	۳۲۱	علم الہدی
۲۹۴	عتابی	۳۰۰	عالمگیر	۳۲۲	عادل
۲۹۵	عشر	۳۰۱	عزت شیرازی	۳۲۳	عباس
۲۹۶	عابد	۳۰۲	عبدلہ خان اوزبک	۳۲۴	عباس ثانی
۲۹۷	عظیم	۳۰۳	عالمی بخاری	۳۲۵	عشق قزوینی
۲۹۸	عاشق اصفہانی	۳۰۴	عتابی	۳۲۶	عطا
۲۹۹	عاجز	۳۰۵	عزنی بزدی	۳۲۷	عظیم خیرآبادی
۳۰۰	عزت ایشوی	۳۰۶	علی	۳۲۸	عارف
۳۰۱	عاصم	۳۰۷	عالی شیرازی	۳۲۹	عزیز
۳۰۲	عشق جامی	۳۰۸	عصمتی	۳۳۰	عاصم
۳۰۳	عذری	۳۰۹	عشرت	۳۳۱	عزیز
۳۰۴	عاشق نقوی	۳۱۰	عالی تبریزی	۳۳۲	عظیم
۳۰۵	عماد	۳۱۱	عاقل	۳۳۳	حرف العین المعجمہ
۳۰۶	علمی	۳۱۲	عارف بکری	۳۳۴	غضائے
۳۰۷	عنایت اللہ	۳۱۳	عزالت	۳۳۵	غزالی شہدی
۳۰۸	عبدلنہی	۳۱۴	عطیہ	۳۳۶	غزالی شہدی
۳۰۹	محمدی	۳۱۵	عشق بکری	۳۳۷	غزالی شہدی
۳۱۰	عزیز	۳۱۶	عروسی	۳۳۸	غزالی شہدی
۳۱۱	عصم	۳۱۷	عبدالعزیز بکری	۳۳۹	غزالی شہدی
۳۱۲	علی قلی	۳۱۸	عجب بکری	۳۴۰	غزالی شہدی
۳۱۳	عزنی	۳۱۹	عظیم الدین بکری	۳۴۱	غزالی شہدی
۳۱۴	عنوان	۳۲۰	علوی	۳۴۲	غزالی شہدی

صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر
۳۳۹	عنی کشمیر	۳۵۹	فارغی	۳۶۹	فاطمہ
۳۴۰	غزلوں	۳۶۰	فہمی کرمانی	۳۷۰	فرخ لاہوری
۳۴۱	غریبے	۳۷۱	فہمی کاشی	۳۷۱	فائض
۳۴۲	غیرتے	۳۷۲	فہمی طہرانی	۳۷۲	فرقتی
۳۴۳	غبارے	۳۷۳	فہمی ہمدانی	۳۷۳	فارس
۳۴۴	غزالی ہجر	۳۷۴	فائض	۳۷۴	فراری
۳۴۵	غالب	۳۷۵	فروغی تنوینی	۳۷۵	فضیلہ
۳۴۶	غالب آبادی	۳۷۶	فضل علیخان	۳۷۶	فندی
۳۴۷	غانرے	۳۷۷	فسونی یزدی	۳۷۷	فہمی
۳۴۸	غازی قلندر	۳۷۸	فسونی شیرازی	۳۷۸	فہمی
۳۴۹	غلام مصطفیٰ	۳۷۹	فیضی کربلائی	۳۷۹	فہمی
۳۵۰	غریب بلگرامی	۳۸۰	فنائی شیرازی	۳۸۰	فرح اند
۳۵۱	غلام مصطفیٰ	۳۸۱	فکری مشدی	۳۸۱	فیاض
۳۵۲	غیر کرمانی	۳۸۲	فائق صفائے	۳۸۲	فطرت مشدی
۳۵۳	غضنفی	۳۸۳	فصیح کربلائی	۳۸۳	فرصت
۳۵۴	غضنفی بلگرامی	۳۸۴	فصیح تبریزی	۳۸۴	فہمی
۳۵۵	اغالب بلوی	۳۸۵	فیضان	۳۸۵	فارغ تبریزی
۳۵۶	عنایت خجالی	۳۸۶	فہمی	۳۸۶	فرستی ہمدانی
۳۵۷	حرف الف	۳۸۷	فہمی	۳۸۷	فائق
۳۵۸	فدوسی ملوی	۳۸۸	فہمی	۳۸۸	فہمی لاہوری
۳۵۹	فہمی	۳۸۹	فہمی	۳۸۹	فرد بلگرامی
۳۶۰	فہمی	۳۹۰	فہمی	۳۹۰	فیض
۳۶۱	فہمی	۳۹۱	فہمی	۳۹۱	فہمی

صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر
۳۸۱	فروغ مدرسی	۳۸۹	قدیدی	۳۹۸	کمال مجبندی
۳۸۲	حرف القاف	۳۹۹	فیضان بیگ	۳۹۹	کمال اصفہانی
۳۸۳	قاسم خان جوینی	۳۹۹	قسمت مشدی	۳۹۹	کمال
۳۸۴	قدسی مشدی	۳۹۹	قوسی تبریزی	۳۹۹	کوکی
۳۸۵	قراری گیلانی	۳۹۹	قاسم اردستانی	۳۹۹	کاکانی
۳۸۵	قاسم	۳۹۹	قاسم دکنی	۳۹۹	کافی اردبیلی
۳۸۶	قنبری	۳۹۹	قدسی	۳۹۹	کمال الدین حسین
۳۸۶	قنبر	۳۹۹	قتی	۳۹۹	کاظم تبریزی
۳۸۶	قائم	۳۹۹	قتالی	۳۹۹	کاظم قسی
۳۸۶	قاسی	۳۹۹	قتیل	۳۹۹	کانے
۳۸۶	قوسے	۳۹۹	قدرت گوپاموی	۳۹۹	کوکی گرجی
۳۸۶	قسمت	۳۹۹	قاسم مشدی	۳۹۹	کاظم تونی
۳۸۶	قاصد	۳۹۹	قاسم طوسی	۳۹۹	کامل خلغالی
۳۸۶	قابل	۳۹۹	قیدی	۳۹۹	کریمیا
۳۸۶	قانع	۳۹۹	قتبول	۳۹۹	کجی
۳۸۶	قائم	۳۹۹	قابل بکری	۳۹۹	کاسب
۳۸۶	قادر	۳۹۹	قمرالدین	۳۹۹	کاشف
۳۸۶	قطب	۳۹۹	حرف الکاف	۳۹۹	کمنگو
۳۸۸	قادر	۳۹۹	کلامی	۳۹۹	کلیم ہمدانی
۳۸۸	قادر پانی پتی	۳۹۹	کاجی	۳۹۹	کشمی بدایونی
۳۸۸	قانونی	۳۹۹	کاشی	۳۹۹	کوکب
۳۸۸	قانی	۳۹۹	کاجی کابی	۳۹۹	حرف کاف قافی
۳۸۹	قدسی	۳۹۹	کرک	۳۹۹	کرک

صفحه	تخلص شاعر	صفحه	تخلص شاعر	صفحه	تخلص شاعر
۲۰۷	گلشن لہوی	۲۱۳	مشتاق اصفہانی	۲۲۲	میل ہروی
=	گلشن	=	مصیب	۲۲۶	مظہری
=	گرامی شاملو	=	محفوظ	=	محمی الدین
۲۰۸	گلشنی	=	مبتلا	=	معین الدین
=	گرامی خوانی	۲۱۲	مہربان	=	مجد الدین
=	گلشن علی جنوبی	=	میر	۲۲۷	محمد عزیزی
۲۰۹	گوہر	۲۱۵	منت	=	ملک مشہدی
حرف اللام			=	ماجد	=
۲۰۹	لطیف اندیشاوری	=	مختار	=	مشققی
=	لطیف شیرازی	۲۱۶	مکین	=	مانی شیرازی
=	لاذنی	=	معجز	۲۲۸	منصف طهرانی
۲۱۰	مسائے	=	مصحفی	=	مسب خان
=	لامع	۲۱۷	معزی	=	محمد یگ
=	لائق بلخ	=	مجد الدین	=	مغلسی
۲۱۱	لائق جنوبی	۲۱۸	میر حاج	=	مسلمی
حرف المیم			=	محبی	۲۲۹
۲۱۱	مسعود	=	محمود	=	مؤمن
=	مجیر	=	محتشم	=	ملا محمد
=	مراد قزوینی	۲۱۹	مانلی	=	مجنون
۲۱۲	نوحے	=	مروی	=	مجتبائی
=	مفید	۲۲۰	ملک قتی	=	مقیم
=	معنی کشمیری	۲۲۱	مسیح رکن کاشی	=	مدہوش
=	میرزا شیرازی	۲۲۲	ماہر کبیر آبادی	۲۳۰	ملک

صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر
۲۳۰	تمجید	۲۳۶	مطیع	۲۵۱	نظام الدین تیر آبادی
=	سیم	۲۳۷	میر معین	=	نصیبی گیلانی
=	معنی	=	موجی بدشتی	۲۵۲	سجی کشمیری
۲۳۱	محمد گیلانی	=	میر معصوم	=	نوعی خیوشانی
=	ماہر گیلانی	۲۳۸	مخلص کاشی	۲۵۳	نوعی اصفہانی
=	مختار	۲۳۹	مظفر خان	=	نظیری نیشاپوری
۲۳۲	مالی	=	محمد سراج	۲۵۵	نہانی
=	مقیس	۲۴۰	موسوخیان	=	نظام الدین
=	محوے	۲۴۱	مظہر دہلوی	=	نقی
=	معروف	۲۴۳	محب بگرامی	۲۵۷	نکبت
۲۳۳	معلوم	۲۴۴	محزون بگرامی	=	نظام
=	موالی	=	میر مرادی	=	لطیفہ
=	مجد الدین	=	محمود	=	نادم لاہیجانی
=	مسرور	۲۴۵	مشرقی مشہدی	۲۵۸	نادم ہراتی
=	مخلص فی	۲۴۶	مؤمن تیر آبادی	=	نذرے
=	مشرقی	۲۴۷	منیر لاہور	=	نزارے
۲۳۴	مفرد	۲۴۸	مؤمن دہلوی	۲۵۹	ناظم ہرے
=	مؤمن	۲۴۹	مفتی برہنپوری	=	نسبتی
=	میرزا مقیمانی	=	مہری	۲۶۰	نجیب
=	مخلص	۲۵۰	محبوب	=	نامی
۲۳۵	متین	حروف النون		=	نسبت
=	میرزا حسن الدین	۲۵۰	نظامی گنجوی	=	نظام
۲۳۶	مرشد	۲۵۱	نظامی سمرقندی	=	نویدی

صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر
۴۶۰	ناصر	۴۸۷	نساخ	۵۱۹	تخلص شاعر وفائی
۴۶۱	ناصر	۴۸۹	نادر	۵۱۹	وفائی
۴۶۲	نظام	۴۹۰	نجف	۵۲۰	وفائی
۴۶۳	ندیم کشمیری	۴۹۰	نانی	۵۲۰	وفائی
۴۶۴	نجیب کاشفی	۴۹۰	نوش	۵۲۰	وفائی
۴۶۵	نصرت	۴۹۰	حرف الواد	۵۲۰	وفائی
۴۶۶	نور احمد بلگرامی	۴۹۰	وجدان	۵۲۱	وفائی
۴۶۷	نابجے	۴۹۰	والد داغستانی	۵۲۱	وفائی
۴۶۸	نجات	۴۹۰	واقف	۵۲۱	وفائی
۴۶۹	نشاری	۴۹۰	وحشی دولت آبادی	۵۲۱	وفائی
۴۷۰	نسبتی	۴۹۰	ولی	۵۲۱	وفائی
۴۷۱	نافع	۴۹۰	والی	۵۲۱	وفائی
۴۷۲	نرگسی	۴۹۰	واعظ قزوینی	۵۲۱	وفائی
۴۷۳	نامی ترمذی	۴۹۰	ذحبی قزوینی	۵۲۱	وفائی
۴۷۴	نامی خمیس آبادی	۴۹۰	وحید	۵۲۱	وفائی
۴۷۵	نصیبی گیلانی	۴۹۰	واضح	۵۲۱	وفائی
۴۷۶	نسیمی حسینی	۴۹۰	واحد بلگرامی	۵۲۱	وفائی
۴۷۷	نور جهان بیگم	۴۹۰	والا بخششی	۵۲۱	وفائی
۴۷۸	نطقی	۴۹۰	واسق بلگرامی	۵۲۱	وفائی
۴۷۹	ناطق	۴۹۰	وفائے	۵۲۱	وفائی
۴۸۰	نیر دہلوی	۴۹۰	وفائی	۵۲۱	وفائی
۴۸۱	نواب دام اقبالہ	۴۹۰	وفائی	۵۲۱	وفائی
۴۸۲	نور بارک الدینی عمر	۴۹۰	وفائی	۵۲۱	وفائی

صفحه	تخلص شاعر	صفحه	تخلص شاعر	صفحه	تخلص شاعر
۵۲۴	واصف شیری	۵۲۳	هاشمی بخاری	۵۳۷	تخلص شاعر
۵۲۵	وحید متوطن کلکته	۵۲۴	هاشمی اصفهانی	۵۳۸	یکتا لاهوری
۵۲۶	واصف متوطن کلکته	۵۲۵	هجری	۵۳۹	یقین
۵۲۷	وصفی امیندوی	۵۲۶	هجری قمی	۵۴۰	یتیم یزدجردی
۵۲۸	وفا جانگیر لکری	۵۲۷	هاشمی قزوینی	۵۴۱	یقینی خمائی
۵۲۹	وحشت	۵۲۸	هاشمی کاشی	۵۴۲	یحیی کاشی
۵۳۰	واصف فرخ آبادی	۵۲۹	هادی کاشانی	۵۴۳	یکتا خوشابی
۵۳۱	حرف مارپوز	۵۳۰	همت سستانی	۵۴۴	یاری شیرازی
۵۳۲	همایون استرآبادی	۵۳۱	همایون سهرابی	۵۴۵	یزدی
۵۳۳	هاشم قندهاری	۵۳۲	هدایت مشهدی	۵۴۶	یعقوب کمانی
۵۳۴	هلکی سهرابی	۵۳۳	همت گورکھ پور	۵۴۷	یوسف ترکمانی
۵۳۵	همت	۵۳۴	هادی شهدی اصفهانی	۵۴۸	یوسف بلکرای
۵۳۶	همایون	۵۳۵	هجرجوری	۵۴۹	یمینی شاه آبادی
۵۳۷	همت بلخی	۵۳۶	حرف البیاء التختیه	۵۵۰	یوسف گوپادی
۵۳۸	هاشم سهرابی	۵۳۷	یحیی لاهیجی	۵۵۱	خاتمه شمع انجمن از مولف دام مجرده
۵۳۹	همایون اصفهانی	۵۳۸	یگانہ بلخی	۵۵۲	خاتمه الطبع ارسید ذوالفقار احسن
۵۴۰	هاشمی جامی	۵۳۹	یحیی سزواری	۵۵۳	خاتمه الطبع ارسید ذوالفقار احسن
۵۴۱	هاشم اصفهانی	۵۴۰	یحیی اله آبادی	۵۵۴	خاتمه الطبع ارسید ذوالفقار احسن

۵۵۴	خاتمه از سید غلام مصطفی اله آبادی	۵۵۵	خاتمه از تنامراد آبادی	۵۵۶	خاتمه از سیرامپوری
۵۵۵	خاتمه از اخگر فرخ آبادی	۵۵۶	خاتمه از عظیم خیر آبادی	۵۵۷	خاتمه از رفعت شروانی
۵۵۶	خاتمه از احمد بهوبالی	۵۵۷	خاتمه از نوش بهوبالی	۵۵۸	خاتمه از یوسف گوپادی
۵۵۷	قطعه تاریخ از علی حسین	۵۵۸	قطعه تاریخ از نوش بهوبالی	۵۵۹	قطعه تاریخ از علی حسین



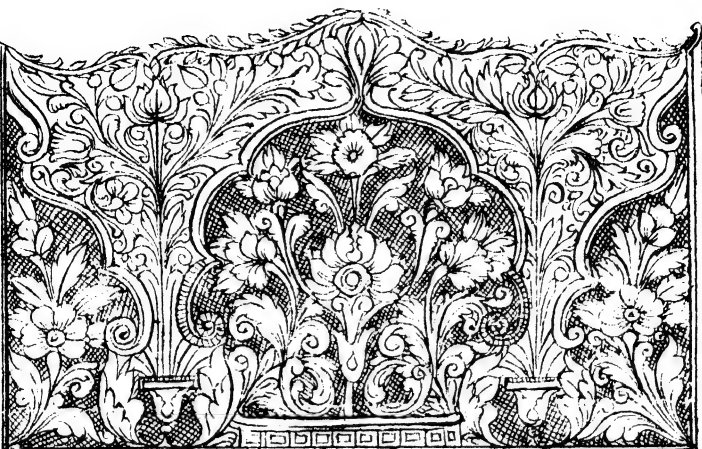
ان الشعب كفو ان من البيا لبحر

بهم رقت من حضرت نواب جهان بكيتا واليه رايست بھو بال انور وشن بھو بھو



باستقام مخزن جبرندی معدن جبرندی مولوی محمد عبد الجبار خان بتم مطابع

کا الطاکشا بکے انطبل مالک  
دکلیس جبرتا کلاوچن برور



بسم الله الرحمن الرحيم

زلاف حمد و نعت اولی است برخاک ادب خفتن  
 سجودی میتوان کردن درودی میتوان گفتن  
 بر خوش و ماغان نشسته سخن صورت این معنی جلوه گرست که در بزم کائنات ذوقی که ترب  
 ثبات دارد و جز چاشنی مایه سخن نیست و بر بهار آریایان گلشن یعنی راز این سخن شکفته  
 که در گلزار روزگار گلی که همیشه بهار بود و غیر از حسن روز و زینت و ناز سخن نیز اصواب  
 درین باب حرف نمیده گفته و گوهر انصاف در رشته بیان سفته

چراغ خلوت جان روشنائی سخن است  
 بهار زنده دلان آشنائی سخن است  
 و علی سهرزندی درین باره چه خوش سخنی فرموده و جاده تحقیق حق پیموده  
 سخن از عرش بدل بردن زندان آمد  
 این می صاف زنده شدیشه افلاک چکیده  
 و غنی کشمیری گفته

آب بود معنی روشن غنی  
 خوب اگر آب شود گوهر است  
 همچنین هر سخنی ز ما مورد معنی شناس بلند نظر که این جنس گرانمایه را بیزان اعتبار کشیده است

بقدر اوراک و ساقی ذہن چالاک در وصف این گوهر نایاب در نشان گردیده فضولی  
محض و مشکل پسندی صریح باشد که طبع قاصر من اوج پایہ رفیع سخن انشا ختہ آبہنگ مدحش  
پرواختہ و لیکن چه توان کرد کہ دل آرزو سندان تقاضای حب صادق ناچار ست خاطر لغت  
پیوندا تا تاثیر شوق کامل بی اختیار معیون دریافت کہ سخن پیش سخن مندان جان ست و  
نزد معنی پرستان قوت روح و غذای دان

سخن گر نجان ست بنگر بهوش چہ را آدم مرده ماند خموش  
ستاع روی دست تحمہ بازار امکان ست و نقد سر و کسبہ التم جان چہ حمد خدا و سخن آفرین  
بہستکاری او صورت بند و وقت رسول رجند با عانت او در عرصہ بیان خرامد آتش لغت  
درونان گوی فراق را آب صبر بر روی دل زند و آفرندگی مزاج دل مردگان بر زن بخیری  
را آتش شوق در نہاد خاطر افکند در دلمای صاحب دلان چنان نشیند کہ بود گل و باد و حباب  
و طلب لغت ستمندان را چنان کشاید کہ غنچہ را نسیم و خاطر را شراب آیند و رونمای سیرت موج دیبا  
ضمیر ست و چشم بصیرت را مردم و سپہر حقیقت را بد زنیہ اگر سخن نمی بود پیغام ایزدی سامع فروز  
نشہ کا مان آب حیات ہدایت نمی گردید و اگر این میولای شگرت پر تو طور نمی بخشید گرسنہ چشمان  
وادی دریافت را نعمت کلام سرمدی کمتر میرسد حقائق زہنای انبیاء پیشین و نواد و قائل  
روی زمین بر پستیان روشن نمی گشت و فضائل و کمالات علمیہ و علمیہ سابقین بر لاحقین واضح  
نشد از اینجا گفتہ اند کہ سخن لطیفہ ایست کہ معنی بصورتش جلوہ گر گشتہ و عشوق مہربانی ست کہ  
ہر خدا خواہ و دنیا جورا بدام دلبری خود آورد و تشبستان دل را روشن چراغ ست و تشہ بخش  
ایاغ و دماغ نظر را گیان جمال خود را بنظر بازان معنی جلوہ میدہد و معنی شناسان صورت  
خود را از تشبہ مجاز بفر از حقیقت می برد و رابطہ خوبی ست میان عاشق و معشوق و واسطہ  
محبوبی ست میان خالق و مخلوق بہر عشاق گذری دارد و بہ خاطر معشوقان را ہی پر از نری  
بستان مہوشی میدہد و ہشیاران گوشنی اہل عشق را بہستکاری او آہ و دفنان بر لب ست

و اهل حسن را بعد و بیان او صدر رونق و هزار طلب آیین همه شور و شغب عشق خانه برانداز  
 بواسطت سخن گلویش اهل دل میخورد و آیین همه کمال حسن و جمال ملاحت بدولت بیان او در معرض  
 تجلی می دود آفتاب عالم تاب است که تمام عرصه نفس آفاق بوجودش فیض یاب است و بجز خفاست  
 که همه گمراهی او با آب و تاب بهیرنگی است که بهر رنگ بقدر کمالش رنگ آمیزی یافته نیرنگی است  
 که بزرگ هر آینه گشتافته اگر بر رنگ تمام جلوه آب دهد و اگر بر آینه افتد رنگ شراب کمالش  
 از احاطه ادراک بیرون است و جمال کمالش از اندازه فهم و انشوران افزون با همه بیگانگان نرزد  
 آشنائی باز و با جمله آشنایان اسپ بیگانگی تازه و آشنائی او با بیگانگان بقدر استعدا و بهر جهت  
 و بیگانگی او از آشنایان بمقدار کمال گوهر خود یعنی ربی سخن ظهور نیست و ظهور ربی منی نور نیست چون  
 جان و تن از ازل با هم دست و گریبان اند و چون بود گل ساکن یک آشنای سخن نیست که  
 مغشیش بجای نرسد یعنی نیست که بی سخن در بر زم ظهور دهد و هر گاه سخن تماشا کردنی است که با چه  
 نیز رنگ جلوه گری پیدا ندهد است و از او قلمونی سخن پرده دیده او را که را غیرت باطل و سباحت  
 فی الواقع سخن اگر از سخن آفرین است بی سخن جبل متین ایمان و عروقه و ثقای دین است و اگر از  
 زبان حضرات انبیاء و رسل است بی حرف شمع راه هدایت و آب حیات خلایات چهار است  
 و اگر از عارفان است پرده کشای چهره عرفان و ملاوت بخش کام جهان است ناصر علی گفته  
 شمش جوت آینه دار جلوه انهار است نیست جز منظرگان حجابی را که برداریم ما  
 و اگر از اصحاب حکمت است زبانی کوچه عافیت و حضر صحای سلامت است و اگر از عاشقان  
 لایبانی است سرایان تضمن اذواق و مواجید لایزانی است حافظ شیراز کشف این از میکند و میفرماید  
 هرگز نمیرد آنکه دشت نده شد بعشق ثبت است بر چهره دیده عالم دوام ما

و میرزا اصحاب می سراید

بیضاقتان هلاک نسیم بهمانند از ماهتاب سونته گرد و سپند ما  
 و اگر از زبان معشوقان دلریاست فریبنده تر با گل ناز و اداس است

انتخاب از حسن و بخت نیست جز لطف کلام و ای بر بلبل که از گل یک سخن نشنیده است  
 و سخن موزونی که از معدن طبع شعرا آید و از خاطر معنی یاب سخنان را زاید مصیوتان دید که  
 با چه لطافتها همدوش است و با کدام خوبها هم آغوش خصوصاً و میکده پیش جوهر شناس خویش  
 جلوه میکند چه لطافتهای تازه است که موجب نمی زند و کدام خوبهای بی اندازه است که حلاوت  
 کام جان را شیرین نمیکند و کیف اینجا که انصاف بدست سخن است لب فرو بستن ستم بر جان  
 ایمان کردن است و بی زبان گشتن خون انصاف رخسار حکما گفته اند که هر چند در بدن انسان  
 عجائب گوناگون و غرائب بوقلمون است اما دوی چیز در نهایت ندرت و غایت غرابت واقع شده  
 که عقل از ادراکش عاجز و قاصر افتاده یکی جستن نبض که بی لطف خبر از اعتدال و انحراف و  
 اختلاف امزجه میدهد و اطباء از آن بریقم و صحت ابدان و ارواح مطلع میگردد و دوم شعری  
 کلام موزون که گریه بر باد میشت و مع ذلک بچه فصاحت و بلاغت و کدام لطافت ندرت  
 ترکیب می یابد و بصید و لهای انجمن آرایان حال و استقبال می پردازد و عرض که سخن در هر  
 آن و مکان پیش سخندان محبوب است و بهر رنگی که جلوه گری فرماید در رنگ سخن و بخت و بخت  
 مطلوب و باین همه اگر حسب حال و مناسب مقام آید از هر وادی که باشد دل از دست  
 اختیار می راید آری سخن موقع حسن انگیز است و حرف بجا لطافت خیر پس سخن شاهدی است  
 نیز نگ پردازد که هر طبع را بجهنم دگر مبتلای خود کرده و تصیادی است سحر ساز که هر دل را باندازد  
 و دگر در دام خود آورده و تلمذ اهر یکی را طوری از اطوار سخن مطبوع خاطر افتاده و هر کسی احسن  
 از آن منظور نظر واقع شده اما کسیکه ذات سخن را شناخته است و شطری از فهم و ادراک  
 و سرکار و بارش در بخته وی در هر صورت سخن جلوه همان یک معنی را تماشاکرده و بهیچ نقشی  
 از نفووس سخن نگوید و کمن جدا نشمرده غالب الهی درین وادی گفته

عقل از اثبات و وحدت خیره میگردد و چرا آنچه جز هستی است بهیچ و آنچه جز حق باطل است  
 تا زخم بر احوال بی طلال گروهی که نشسته سخن را در کیفیت شوق و وبالادارند و صحبت یاران موزون

و دوستان صادق را چون فرصت وقت غنیمت بارده می شمارند و سیله دخل من در بارگاه سخن  
و واسطه آشنائی من با بیت ابرو و غزل زلف و رخ و دهن حالات عشق و تقاضای محال است  
معشوق است که از ازل درمند آمده ام و با شوخگی جان و بیابانی دل قوی پیوند در ایام جوانی  
چنانکه افتد و دانی کاوش شوق درون هر دم جنون خیز بود و کاهش در دودل هر نفس لال انگیز  
چه در وصل و مجوری و چه در قرب و دوری در آن هنگام که دل نجیده دشمن کام صبر مرحوم و  
جان نمیده خصم آرام تن مهوم بود و در هر آن که بدردی تازه ابتلا دست بهم نمیداد هرگز تسلی نمیداد  
و در هر نفس تا زخم تازه نصیب دل نمی شد خود را کامیاب نمی دانستم شعری که بمضمون در دوشوق  
و متغصن فراق محبوب و نشسته ذوق می شنیدم خیلی دوست میشستم و بنا بر مناسبت حال مقتضای  
مقام غنیمت می شمردم

عشق می ورزم و امید که این فن شریف  
چون هنر بای و اگر موجب حرمان نشود  
با آنکه هیچگاه که چه نسق را پی نکرده ام و بدامن عشق ز املی پیوند انگرفتم  
نلیل کعبه ملک لقیتم  
مان خاطر اندوه آرمیده که رفیق طریق جذب من است با این اتفاق ساخته عشق پذیرت و دل  
رنجیده که همسایه شورش من است بی محابا ذوق محبت را در سنگیر تشاپور درین معنی گوید  
فضل تو داین با ده پرستی با هم  
مانند بلندی ست و پستی با هم  
حال تو بچشم ماه رویان  
کاینجا ست مدام نور و مستی با هم  
و کیف که دولتندان سخن را لذتی گوارا تر جز چاشنی کلمه با انیس همر از نیست و ادب باب شوق را  
لغتی گلو سوز تر غیر ذوق هم زبان با مخاطب هم در دونه

باجز عشق بخویان نیامخت  
خدا اجری و بد استاد ما را  
خوشا زمانی که با حریفان و ساز نکته سنج اسرار شوق و محبت بودم و با غالب و آزرده و حسرتی  
و اشیاه ایشان در حلاوت سخن رانی هر دم محو لذت بخلات این دور چرخ که کمال ازان هنر پروان

هم آهنگ و یاران یک رنگ باقی نیست و احدی درین انجمن از احیای صاوق و اصحاب  
 موافق ساقی نه حاصل آنکه را ذوق سخن رانی برین از هر طرف مسودست و لذت موافقت صحبت محقق  
 سخن میچشد از دل تا لب هم دستانی کو حریف راز داری کو رفیق نکست دانی کو  
 نگشتم منطری چشم کرم دیری ست بل عمری دل مهر آشنائی کو نگاه مهر باغی کو  
 هر چند بزم صحبتها رو میدهد و گلهای مجالست بو میدهد اما موافقت حال و مطابقت حال کو  
 و اتحاد ذوق و اتفاق شوق کجاست

و صل هم گشته مسیر مارا دل نشد شاد چه می باید کرد  
 آنری با این همه حیص بیص دلی دارم انیسی سخن پسندی رفیقی در دمندی شفیقی ارجبندی که هم نصیب  
 سخن میدهد و هم داد شوق و هم غمگسار و سازست و هم موجود انواع چاشنی ذوق  
 تعریف دل بوجه صله فکر شکل ست جز آنکه حاصل همه عمر همین دل ست  
 یارب چه طرفه دل همه آگاه و در دست گر خویش مصاحب هم رنگ قابل ست  
 و درست که دست خویش از تیر دل از احتلاط این دآن برداشته موافقت دل پر دخته ام و آن  
 توقع لذت و صحبت انبای جنس شده اندیکسته با ذوق خاموشی ساخته حالا هر عالمه که است  
 بادل ست و هر ذوقی که تناست از فیض فراموشی و برکت خاموشی حاصل و فی الواقع تا آنیکس  
 چنین برگریز اهل کمال و خزان بهارستان جمال بادل دیوانه بساز و چه صحبت بیگانه پرواز  
 یک آشنای با مزه یک عالم آشناست

انسان کبر آبادی درین وادی سخنی دل آویز گفته و نفسی در و انگیز بر آورده  
 که با صنم شفیق می باید زیست که تنهایی رفیق می باید زیست  
 انسان این بزم جای شکر و کلامت یک چند بهر طریق می باید زیست  
 از اینجا ست که درین قحط سال مردم مجبوری ضروری سخن در دمنان راهم تن گوش ست  
 و جاده حرف ستمندان را سراپا چشم خاصه آنکه مذاق طبع بلند و خاطر آسمان پیوند

شان با مذاق این سراپا درد و شوق موافق افتاده است از سلف باشند یا خلف با آنها  
دوستی جانی و اتحاد روحانی است و از گفت و شنودشان کتاب صدر رنگ جمعیت خاطر و دفع  
هزار گونه پریشانی و خلوت باد و اوین نگین سخنان و سازست و در جلوت با سخنها می موزون  
طبعان هم را از نتایج طبع و قادی سونگهان و ثمرات خواطر اساتذۀ زمان بخاطر شکسته این باک گسته  
چون نقش بر نگین و اشک بر زمین فرو بسته و زاذای خاطر پر ذوق خداوندان سخن پروده غیرت  
بر روی تماشای اداهای بیگانه فرو بسته با این همه زبان همدان اگر حرف نزنند چه کار کنند و با این  
بیان ذوق نشان اگر سخن نزنند زندگی مستعار چه قسم بسر برد و درین شیوه ستوده از هم زبان  
شیواییان ناچارست و درین حیات چند روزه از گفت و شنود هر گونه بی اختیار **س**  
که قصه شنج و شاب باید گفتن      که شکوه نان و آب باید گفتن  
انسان تامل گفتگو لابد است      افسانه برای خواب باید گفتن

درین نزدیکی که طبع اندوه آمیده و خاطر در گذریده نظر بر تذکره های شعراء فرس داشت  
و بگلشت بجا سخنها می موزون خاطران می پرداخت و از هر وادی سخن بگوش می خورد و دو دهن  
دل بگلگهای مضامین رنگین و اداهای شیرین شاد سخن نگلسته می بست خواستم که ازین بستان  
سراهای فرستاده افرازم زدا گلدسته چند برینیم و محوم بموم این سنجی سرا را که چون آب یاوریک  
صحرا بی پایان است نمیم مطالعه بهار این گلزار بی خار و گلگشت این چمنستان همیشه بهار بزم  
تا اگر صبا بدلی دیگر را بگمزد و وقت بر سر این حدیقه عنائ و روضه غنائ افتد و زمانی خاطر افروز  
را بسیر خوبان سبز رنگ این گلزمین بشگفاند و دراز حسن اتفاق نیست **س**

در دل در آفتاب گلگهای دایع کن      از خانه چون ملول شوی سیر باش کن  
چون حیات بی بقای این سرانقش بر آبی و نمایش سرایی بیش نیست و زندگی چند روزه  
این خاکدان فنا نمود و جایی در آرایش خوابی بیش نه آنی که بخوشد لی گذر دور و روزگار بهشت است  
و دمی که بی ذوق بسر آید سراپا زشت تسلیم درین محل چه حرف جرسته گفته و گوهر آبداری از



بحر طبع سلیم بخت آورده

حدر شعله مارا آب می فبند کتان با شیب ما بهتاب می فبند

و هرگاه انسان خود این حالت بر طالت دارد پدید است که آثارش چه قیام و نقوش او چه ثبات داشته باشد  
الا اثر سخن و نقش حرف نو و کمن که از آسیب حوادث فنا چندی مصون است و از دست بردنار هرگز  
قصا اندکی مامون بوجه آنکه روح سخن دو گونه قالب دارد یکی قالب لفظ دیگر سبکی و ادب پس اگر قالبی بر دم  
میگردد و قالب دیگر مثل اوبیالیش می نشیند بلکه در هر زمان قالب بای بسیار بلکه بیشمار می پذیرد  
تا آنکه غمخور میرود و سخن نمیرود

گمان مبر که تو چون بگذری جهان بگذشت هزار شمع بکشتند و انجمن باقی است  
باین رهگذر بر اوراق دو اوین شعر چند نقطه انتخاب زوم و رخسار شا بد سخن را بنحال خط ملاح  
آرستم و چون سخن بی ترجمه سخن طرازان خاطر نظر گیان را به تسلی نمی رساند و چشم تماشا نیان  
تو سرور ازانی نمیدارد و آجر پیش زایر او کلام موزون ترجمه شاعران را بلفظ موجز و حرویش  
رقم کردم و صورت ظاهر را بمعنی باطن پیوند مناسب بخشیدم و طایوسان معانی را بگلجام مسمیان  
بند ساختم و باین بهانه شادی نشانه برای رفع وحشت خاطر باران دل داده زلف سخن و معنی  
طرازان عشر کده حرف نو و کمن رفیق مرغ و مرغبان بهم رسانیدم پس این گلده مسمیان تازه  
برای افسردگی مزاج دل شدگان همچونی دلکاشت و این درج جواهر معانی بی اندازه برای  
برهنه زگی طبع شوریده جانان مفرجی نشاط افزا هم شرب میخواران هست و هم ذمب صمود  
داران مطلع دیوان شادی است و مقطع ایوان آزادی و هم دم دلهای ریش است چای غمخوار  
هر یگان و خویش سلسله جنان فنون جنون است و مجمره گردان شوق درون یک شهر سخن و  
یک عالم سخانی است و حاوی ارواح بسوی بلاد نکته دانی و هر چند حسن عالم آرای شاه سخن  
خانه دو گونه جلوه گری بر چهره زیبای خود کشیده است گاهی بکلیه شرنگین و گاهی بادامی  
نظم نمکین بوش زبای جهانیان کرده دیده لیکن چون حرف منشور از علیه وزن عاری است

گو بسلاست ربط و تناسب لفظ آرسسته باشد بی میانی نظم چاشنی بخشش از باب ذوق و مزه  
گذرا صاحب شوق نمی تواند شد لکن اجماعی از موزون طبعان انجمن نکته دانی مثل رضی الدین  
فیسابوری و ظهیر الدین فاریابی و بهاء الدین بیدق و خسرو دهلوی بترجم نظم بر شعر پرداخته اند  
و ادله نمایان و حجج شایان برین مدعا در معرض بیان جلوه گر ساخته این مختصر گنجایش ایراد آن مقامات  
ندارد و ذکر آن دلالات را بر نمی تابد بنا و علیه درین خبریده اقتصار بر سخن موزون رفت و از شعر با  
اهل سخن تعرض نشد و چون سخن را سرازشته شراب و سلسله تراز پر تو آفتاب ست آرزوی این  
بی آرزو و از یاران بزم حال و نو و واروان انجمن استقبال آنکه اگر احیا ناذوقی رود دهد و شوقی خیزد  
بدعای خیره پروازند و اگر سهوی و خطائی در یابند شفاعت صواب محو و منسی سازند و کیفیت که  
طبع نیز نگ خامه درین شیوه معذورست و شیشه بوقلمون نامه در قلمون مجبور مهید واری از جناب  
باری جل اسم است که بعد از تکمیل این نامه شغلی بهتر ازین چانه و چکامه که راست فرماید و ازاذوق  
فانیه اینجانب لذات باقیه آنجا رساند

### ق ف

الله نام پاک سخن آفرین ست و سخن یکی از صفات اوست بلکه وی اول کسی ست که سخن کرد و علم پرور  
و لایزال سخن گو ست همه نامه های آسمانی و محیض های ربانی مثل تورات و انجیل و فرقان سخن  
اوست موسی علیه السلام را سخن خود فو از اش کرد و محمد صلعم را وحی متواتر فرستاد سخن هیچ آفریده  
بسخن او نرسد و کیفیت که غنش حجت و برهان ست و سخن دیگر اهل سخن را لکمان و بهر چند او را ناثر  
و ناظم و شاعر خوانند اما شکم یعنی سخن گو و سخنور نامند و خودش ذات پاک خود را باین وصف قدیم  
و لغت کزیم یاد فرموده و لفظ و عبارت او را که در قرآن کریم ست جمودر شایخ علم نظم گویند ز شعر  
و لفظ زیرا که معنی نظم در لغت جمع لولو در سلاک باشد و معنی شعر پریشان ساختن معنی لفظ افکندن  
و اگر چه اطلاق نظم در عرف بر شعر نیز می آید اما در اینجا مقصود بدان عبارت سنجیده و لفظ گریدست  
نه سخن موزون مصطلح علماء و عرض و لکن اذواخترا یات کریمه را فواصل نامند نه قوانی با آنکه

علما نظم قدیما و حدیث اجل قرآنی را بطرز نظم موزون یافته اقتباس نموده اند و بعضی بلکه اکثر آیات کتاب عزیز را بی ساخته بیت درست و مصرع راست یافته و بنا بر تفریق و نظم قرآن و شعر و احسان در تعریف شعر قید قصد افزوده اند و گفته که شعر کلامیست موزون و مقصداً تا آیات و احادیث از حد شعر بر آید زیرا که کلام الهی و حدیث ختمی پناهی از شعریت منزّه است لکن عدم قصد الهی در آیات موزون محل تامل است چه نفی علم الهی از موزونیت آیات گنجایش نذارد و از اینجا توان دریافت که حد و کلام موزون نخست از مکمل قدیم است تعالی شانه و لهذا گفته اند الشعراء تلامذة الرحمن لکن چون اسما و الهی توفیقی است اطلاق شاعر بر ذات متعالی نتوان کرد سر خوش چه حرف خوش گفته گواه صدق این دعوی مصرع جسته بستم لیل الرحمن الرحیم که دیباچه طراز و عنوان آرای قرآن است و بیت بلند ابر و راجای بالای شهبامی خوب رویا و خوش نگامان استی تیر ز احصا ب میگوید

سخن بلند چو افتد بوحی مقرون است      ا تا قه میرصف کلام موزون است  
یعنی کلام موزون فوق کلام منشور باشد زیرا که فاتحه قرآن مجید که بسمله باشد منظوم واقع شده لیکن مصرع اول این بیت از تادیه مدعا قاصر افتاده چه معنی وی آنست که هر سخن که بلند افتد بر تیر جوی میرسد و این عام است از آنکه نظم باشد یا نثر چه تمام قرآن نثر است و نظم خال خال واقع شده و لهذا میرزا و بگلرانی روح اصلاح مصرع مذکور چنین فرموده ع خوش است نثر ولی شان نظم افزون است جمعی از شعر را که بسمله را منظوم یافته اند برای او مصرعهای ثانی بهم رسانیده لفظی گفته ع هست کلید در گنج حکیم و عمری گفته ع موج نخست است ز بحر قدیم و ظاهر و حدیث گفته ع هست نهالی ز ریاض قدیم و آزا و گفته ع تیغ سیاه تاب رسول کریم و و ناطق گفته ع جلوه جهان حادث و ذاتش قدیم و نیز قید قصد در تعریف شعر اصطلاح جاهله شعرا است و نزد ضلّاء علم نطق این قید ما خود نیست بلکه معتبر قبض یا بسط نفس است که از تالیف چند قدیم حاصل شود و برین تقدیر اطلاق نظم بر عبارت قرآن و دیگر کلمات فرقان بی تکلف صحیح می شود و آریا

که میزان علم منطق است گفته شعر قیاسی مولف از مقدمات است که منبسط می شود از ان نفس منتقصر  
مثلاً اگر گویند که باوه مصفی لون و ضرر خل است خاطر سابع بشکفته و اگر گویند که شند تلخ و قی آرنده و  
و هن را بد بکننده است دل از ان منقبض گردد و سید شریف در تعریفات گفته شعر دلفت بمعنی  
دانستن است و در صطلح کلام مقفی موزون بر سبیل قصد و قید اخیر خارج میکند نحو قوله تعالی اَللّٰهُ یَعْلَمُ  
اَلنَّصْ ظَهَرَ کَ وَ دَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ را از حد شعر زیر که این کلام اگر چه مقفی موزون است  
لیکن شعر نیست چه موزون آورش نش بر سبیل قصد است بلکه بلا قصد موزون واقع شده و شعر در  
اصطلاح منطقیین قیاسی مولف از تخيلات باشد و عرض از ان انفعال نفس است بر غریب و تنغیر  
مثل قول ایشان که خمر یا قوت سیال است و غسل مرقه متوج انتی تعرض که از زوی لغت و تعریف  
منطق اطلاق شعر بر کلام مرغ یا منفرست نظم باشد یا اثر و از زوی اصطلاح اهل عروض اطلاق او  
بر کلام مقفی موزون بقصد آید و گذشت که نفعی علم الی از موزونیت آیات محل تامل است بلکه خود آون  
شعر و اصناف بجز نظم را شمعان این علم از تطورات قرآن کریم استخراج کرده اند و ضوابط را در لغت  
و قافیة را از فرقان عظیم فر گرفته و مستنباط نموده و این غایت جمیع سخن سخن آفرین است که هر سخنور  
ذی بصیرت استفادۀ فن خود از ان کرده و میکند و هر قادی بقدر استعداد و جوهر او را که خود از ان  
استفادۀ گرفته و می گیرد و این است معنی این قول کلام الملوک ملک الکلام اما بر عایت مقام ادب  
عبارت او را شعر گویند و لفظ خوانند بلکه تعبیر نظم می نمایند که شعر بحسن بیانی و لطیف معانی و فصاحت  
نامه و بلاغت عامه است و امتیاز انسان از دیگر حیوانات نیز تقدیر سخن آفرین همین سخن و حرف  
شیرین و بیان رنگین باشد و کند اشعر بسوی آنحضرت صلا لکم نسبت به بسیاری از کلام محبوب تر بود  
چنانکه ز مخشری بدان اشارت کرده و در حدیث آمده بعض شعر حکمت باشد و بعض بیان شعر و قول  
فصل درین باب آنست که شعر سخن موزون است خوب او خوب و زشت او زشت و ذم شعر  
و شعر را که در کتاب عزیز و سنت مطهره آمده همه را جمیع بسوی اقوال اهل بطالت است و مومنان  
ستوده کار از ان شنی اند چنانکه تفصیل این اجمال عنقریب می آید و هم ابو البشر علیه السلام

نزد و این بشیر و جم غفیر از مورخین اول کسی است که جواهر سخن تازی را در میزان نظم کشید و این  
 ره آورده و گرانمایه را از خزانه عامه غیب بقلم و شهود رسانید میز اصحاب گفته **هـ**  
 آنکه اول شعر گفت آدم صفی الد بود طبع موزون و بخت فرزند آدم بود  
 و خسر و دلهوی فرموده **هـ**

ما همه در سبیل شاعر زاده ایم دل باین محنت نه از خود داده ایم  
 و برین تقدیر شعر می که از آدم آید آدم نوع اشعار باشد لیکن جمعی دیگر انکار این حنی نموده اند گفته  
 که پیغمبر این از گفتن شعر محفوظ اند زنجشیری و تفسیر کشف آورده گویند که آدم نزد کشتن قابیل  
 با بیل را مرثیه در شعر گفت و این کذب بخت است و نیست شعر مگر مخول و طحون و انبیاء از آن  
 انتی آبن عباس گفته آدم این را را با سبیل نثار کرده بود چون آن شریع رسید از سر کباب  
 بعضی ترجمه کرد و موزون ساخت قاسم بن سلام بغدادی گفته بود شعر عربی یعرب بن قطان  
 دوی اول کسی است که سخن بر زبان تازی موزون کرد و اندک هم دگر و بی برآنت که اشعر بن شیبان  
 را بیشتر کلام موزون بر زبان میگذاشت چون نامش اشعر بود و سخنها می موزونش را شعر گفتند  
 هر که بران سیاق سخن می راند نام شاعر بر وی اطلاق میکردند از آن بازان حرف رواج پذیرفت  
 و هنوز بر زبانها جاری است تا آنکه رؤسای کشور این فن نسق و نظم سخن طرازی را باو الا پای رواج  
 و قبول ساندند و هنگامه بزرگی برای شعر و شاعری برپا ساختند و اشعار شعر اعراب و فرس را  
 تدوین نمودند تا آنکه دواوین عظیمه و وفات خیمه بهم رسید و کان امر الله قل لا تعبدوا الا  
 بدایت شعر فارسی پس اکثر مورخین بر آنند که اول کسی که شعر فارسی گفت بهرام گورست و از شعر  
 نقل میکنند و بعضی وجود شعر فارسی پیش از زبان دولت اسلام هم نشان میدهند و چون شعر  
 پیش از اسلام موجود بود و اگر شعر فارسی هم موجود باشد عجیب چیست زیرا که ملک فرس اقدم ملک  
 روی زمین است و سلطنت این قوم اول سلطنت است ای عالم تا بعد از بهرام گور اول کسی که در  
 اسلام شعر فارسی گفت و سخن موزون بر زبان آورده عباس مروی است که در حلی مامون خلیفه

قصیده پرداخت و صله جزیل یافت بدایت سلطنت مامون در سنه یکصد و نود و سه هجری است  
و نیز بعضی ابتدای شعر فارسی از یعقوب بن لیث صفارست که در سنه دو صد و پنجاه و یک بوده  
و از وی تنی می آرند و نیز بعضی ابتداء او در اسلام از ابو حفص سعدی است که در سنه سه صد بود  
بآشی حال تا حد و در سنه سه صد هجری شعر گوئی اندک اندک و بی مرز بود و کسی بتدوین آن نپرداخت  
تا آنکه در عهد سلاطین سامانیه او اهل صد چهارم استاد رود کی ظاهر شد و دیوان شعر ترتیب داد  
و پیش از وی اشعار مدون از هیچ قافیه هیچ نشان نمیدهند که لیس در اعیان و ان قریه و در زمان  
رودکی که بدایت نشو و نما می شعر فارسی است شعر عربی بحال خود رسیده چه مستثنی کوفی که عهد  
موزونان عرب متأخر است آب شمشیر فنا چشید ما بهران فن میدانند که وی سخن تازی را بحسب  
رسانیده اگر چه محاوره او چنانکه باید و شاید بر هیچ عرب عاربا کمتر اتفاق افتاده و سخن را بر وی  
مولدین گذارده چنانکه ابن خلدون در کتاب العبر و دیوان المبتدا و الخبر بدان صراحت کرده و در  
عهد سلطان محمود غزنوی نشو و نما می شعر فارسی قوت گرفت و مثل فردوسی پهلو ان پائی تحت سخن  
بیدان درآمد و چون تکمیل صنعت بلاحتی انکار و تلاصق النظارت از عهد سلطان محمود  
تا زمان موجود در تب شعر فارسی از کجاست تا بکجا رسید و این نهال بلند اقبال از نشیب زمین تا به فراز  
عرش برین سربالاکشید و بمرو و بهر و مضی اعوام و شهور پائیدار رسید بجاییکه رسید و از قدسی  
ملوک و سلاطین و امرا و خواص و دیدار آنچه دید و بر انواع گوناگون از قفایه و غزلیات و قطعات  
و سیمطات و مثنویات و مسدسات و مخمسات و رباعیات و مستزادات و مثلثات و تراجم و تزیین  
سما و لغز و جز آن با وزن مختلفه غیر متجانسه تقسیم گردید و علاوه آن صنایع و بدائع که در قدام از شعر  
و طبعی و در متاخرین از شیخ حبیب الله کبیر آبادی بر روی کار آمد و مر قلب گفت در نیا دید موقوف  
بگلشت مولفات و جمیع ایشان است و هر چه نیکویش حواله بر زمان مستقبل است بر وقت خودش  
صورت پذیر گردد و زیاده تا وجود ارض و سماست جلوه شایسته بیمن رنگ تلون پذیر باشد  
و در بند آن مباحث که مضمون نماند دست صد سال می توان سخن از زلف یا گفت

دیده باشی که موشگافان دقیقه سنج و در هر زمان تکلفی دیگر و صنعتی نیکوتر بر روی کار می آرند و هوش  
 از سر تماشاگران کارگاه می ربایند و حسن چهره شاد مدعا بآب و رنگ تازه و طرز نازک و اداهای  
 رنگین و حرکات شیرین و خیال بندی و معشوق تراشی صفای دیگری بخشد و باعلی مدارج و لغز بی  
 اکمل معارج جان پروری میرساند و آرزو دیگر ایمی را شنیده باشی که در شعر عربی چه کار کرده و  
 کدام عانی رنگین و مضامین نکین از زبان هندی و فارسی سخن تازی برده و کلام جمال و ملاحص  
 و خال و صباحت بشا بدان عربی از زانی و شسته و آیین فن و دلکش و صنعت جان بخش را بچه مرتبه تکمیل  
 و اکمال رسانیده و در هر سه زبان کوس انا و لا غیر می خوانده و درین تدر که قطره از سحاب ذره آفتاب  
 و کر جمی از متقدمین شعراء و متأخرین نظام و که غازه اعتبار و اشتها بر رو کشیده اند و زمره که بدو طبع  
 بر کلام بلند آوازی برآمده در دلهای سخن شناسان مندرلی شایسته بهم رسانیده اند اختیار آید و مضبوط  
 جمله شعراء سابق و حال فرسهند چه شمار ایشان بیش از آنست که طائر بلند پرواز خانه معجز نگار  
 و دیوا احصا آن بال پرواز کشاید یا در فضای انحصار آن جماعه و الاتبار بازوی همت ببرد  
 بلکه باید و شمه از نتایج طبع هر یک بنمونه مقدار فرصت وقت و انتهای فرصت منت بر سامعه گذشت  
 و بضمایف طبع شریفگان شاد بر عنای سخن پرداخت بجهت آنکه کلام موزون و سخن ذوقنور و چو  
 گو را ترا از آبجیات و شیرین تر از جان باشد اما انما کلمی در سر کار و بارش خوب نیست و صفت  
 تمام زبان دران نامرغوب چه انقاس هر زبده را که فقیه البدل و عدیم المثل است و وقف فضول کاری  
 نمودن سر و چشم بگلو فرستادن است و عمر گرامی را که کبریت احمر و اگر عظیم است نیاز لا طائل کرن  
 متاع بینائی بنقد کوری فروختن و نیز حرف دراز لال انگیز خاطر متین نازک مزاجان است طول  
 مقال و حشمت خیر طبع آشفته حالان سخن همان خوشتر که در تیر دل ناظر نشیند و حرف همان بهتر که نرسل  
 و در گوشه خاطر سماع گزیند و با تامل چنانکه در بعضی گفته و بعضی تذکر باز جماعه شعراء هم وطن و چند  
 شعر فقط ذکر کرده اند و احیاناً و کلام احوالی که مصداق لایقین و لایقین من مجموع باشند و تورو  
 بواسطه آنکه آن اشعار بغایت مرغوب و نهایت تازه اسلوب بودند و طبع حریص ضایع باهمال نداد

و اسامی این طائفه بعضی گریافته شد مسطورا فتا و نیز بتبع معلوم شد که در صحائف استادان شعر  
 یکی بنام دیگری ماخوذست بغایتی که هیچ تذکره ازین حال خالی نیافته شد و درین مجاله اشعار از آنها  
 اصل منقول است اگر آن تفاوت درین کتاب شاید در بعضی مواضع بنظر متصفهان اولوالالباب باید  
 راجع بر اوی اصل خواهد بود و ناقل معذورت اسجد نام نامی و اسم سامی <sup>مصحف</sup> رسول الله <sup>صلی</sup>  
 الله علیه و سلم است هر چند عالیشان شاعر نبود و شعر درون مراتب علما است مرحوم است  
 تا بذات مقدس می چسبید و لذا او تنزیل وارد شده که ما و اشعار نیات و تقسیم و شعر گوئی او را نمی رسد  
 لیکن ارباب سیر اتفاق دارند که محفل شریفش نسیم سخن موزون می وزید و غنچه لعل مبارک بآینه شمشاد  
 میگردید و هرگاه خاطر ملکوت مناظر از استماع سخن میکشود و مخاطب بخواندن شعر دیگر پیشهم اشاره  
 می فرمود و موزونان پای تحت ریالت را بهج مشرکان مامور می ساخت و طائفه معنی طرازان را  
 بانعام صلات و اقسام غنایات می نواخت خطاب اهل الکفار فاذا اشد علیهم من شتی  
 النبل و نصب منبر برای حسان بن ثابت و دعای الله و ایداه روح القدس و حدیث  
 هجاء و حسان فشقی و استشف و عطاء سیرین نام جاری بحسان در وجه صلح شعر و انعام بر  
 مبارک کعب بن زهیر در جائزه قصیده بانت سعاد مشهورست و در کتب تواریخ و مسطور و چون  
 تابع بعدی شعر خود در حضور پرنور خواند فرمود اجل لا یفرض الله فاک و بهیق در واک  
 بانی مستقل عقد کرده و گفته باب اختیاره صلوات الله و حدیثی طویل از جابر آورده و در حدیث  
 شریف آمده ذکر عند رسول الله صلوات الله و حدیثی طویل از جابر آورده و در حدیث  
 قبیح و ابن سیرین گفته هل الشعر الا کلام لا یخالف سائر الکلام الا فی القوافی مقصد آنکه  
 شعر فی نفسه مذموم نیست بلکه حسن و قبح او راجع می شود بدلول و درین امر خود نظم و نثر مساویست  
 و معنی قبیح آنست که مخالف شرع باشد مثل چوب شتم مسلمان یا کذب و بهتان که موجب ضرر باشد  
 نه کذبی که محض برای تحسین کلام آرنده چه قصیده بانت سعاد و فراوان اغراقات دارد و متضمن تغزل  
 با سعاد و تشبیه رضاب بشراب است و قتال و صید لانی که از اکابر علما و دین اند گفته اند که کذب



کذب نیست زیرا که قصد کاذب تحقیق قول خود می باشد یعنی دروغ را راست می نماید و قصد شاعر  
محض تحسین کلام است آنجا ثابت شد که تخفیدات موزونان برای تزیین اشعار تجلیه نبات افکار جان  
باشد و آنحضرت صلعم گاهی مثل سیفر مودب مصرعی میگفت راست ترین کلمه که شاعر گفت کلمه البیست  
ع الاکل شیء ما خلا الله باطل و احیاناً مثل می زد باین صراع و یا تنیک بالآ  
من لهر تزود و هر جا در کلام خدا و حدیث مصطفی و م شعر و شعراء واقع شده باتفاق جموع ائمه  
دین درباره زنا ثغایان شکر گینست و نفی تعلیم شعر از جناب سالت و تنزیل از برای آنست که اگر کسی  
صلعم فکر شعر شاعر خود می ساخت پست فطرتان گمان می بردند که تکلم بآیات بینات از جهت سلیقه  
زبانی است نه سفارت ربانی و این نکته دلیلی واضح بر براعت این صناعت است تسبیح هذا احیاناً از  
مرتبه جامع کلام موزون سر بریزد از انجمله

اذا النبى لا کذب انا ابن عبد المطلب

و گاهی اصلاح شعر میفرمود سید محمد بزنجی در بعض رسائل خود آورده اند که کعب درین بیت  
ان الرسول لنور يستضاء به مهند من سیوف الله مسلول  
سیوف الله گفته بود حضرت سیوف الله ساخت وجه اصلاح آنکه لفظ هند بیکار نیفتد چه مهند یعنی را  
گویند که از آهن هند ساخته باشد چنانکه جوهری در صحاح گفته المهند السیف المطبوع من حدید المند  
و جمعی قلیل انکار این اصلاح و این شعر کنند و هو الراجح و در تجاری آمده ان من الشعر الحکمة  
میرزا در حجه الله تعالی در شرح این حدیث گفته مقصود ازین کلام بیان فضیلت شعر است و حق  
عبارت آنست که گفته شود بعض الشعر حکمة اما آنحضرت فرمود ان من الشعر الحکمة و تقدیم  
بر اصل خود گذاشت برای ایتمام شان شعر و افاده حصرو اسلوب معنوی را قلب کرد و حکمت را  
مخبر عنه ساخت بجهت مبالغه در مدح شعر یعنی ماهیت حکمت بعضی از شعر است پس لازم آمد که جمیع  
افراد حکمت بعضی از شعر باشد و مندرج در آن زیرا که اندراج ماهیت متلزم اندراج جمیع افراد  
اوست و نیز آنحضرت از افاده حصرو تقدیم خبر و اید او کلام با اسلوب تاکید چه قدر مراتب مبالغه

افزود و در این تفصیل شعر را تا کجا طی فرمود پس معنی کلام شریف چنین باشد که هر آنکه حکمت است  
 مگر بعضی از شعر و سبأ به شعر مناسبت داشت این مناسبت شعری را در کلامیکه برای مدح شعر  
 آورده رعایت فرمود و دستاویزی برای جواز سبأه وقتی که مصلحت شعری باشد افاده نمود و همچنین  
 حال آن من البیان لیسر را باید فهمید قطعی شایع مشکوة گفته خبر را در اینجا مبتدا ساخت و اصل را  
 فرع و فرع را اصل گردانید بحسب مبالغه و این باجه مرفوعاً روایت کرده کلمه الحکمۃ متضاللة  
 المومحیست و جملها فواحقها و قید شمار برای آنست که می باید نظر این کس بمقول باشد نه بقام و این  
 کلام بطریق ایشان و تعلیم واقع شده نه بطریق اخبار چه بسا چون که اصداط این از ادب بطریق اخبار وارد شده بجل  
 مؤن بفرمود که لکنانی کفایة الحاجة فی شرح سنن ابن ماجه و کلمه حکمت شامل شعر و نظم هر دو است بحسب عموم لفظ  
 آنکه اطلاق کلمه بر قصیده هم آمده و در زمان قدیم شعر عرب همین قصیده بود و چون حدیث آن من  
 الشعر حکمة را با قطع نظر از سبأه با حدیث ثانی منضم سازند شکل اول باین طریق حاصل میشود که بعضی شعر  
 حکمت است و کلمه حکمت متضال مؤن است پس بعضی شعر ضال مؤن است و دلیل است برین مدعا آنچه نزد مسلم آمده  
 مرفوعاً که گفت شریح صحابی روایت شد من آنحضرت را روزی فرمود آیا هست نزد تو از شعر اسیه  
 بن صلت چیزی گفتیم هست فرمود بیا پس خواندم بیتی که خوش آمد آنحضرت را فرمود زیاده کن  
 تا آنکه صد بیت خواندم و از اینجا استفاده شد طلب شعر محمود که نتیجه شکل اول است و استحباب طلب زیادت  
 و استحباب انشاء شعر و استحباب طلب از هر جا که باشد چه اسیه کاف بود و آنحضرت مسلم فرمود و امرت  
 لسانه و کفر قلبه و در کتب سیر آمده که شعراء مدح طراز آنحضرت مسلم صد شخصت و ثناء از رجال  
 و دوازده از زنان بودند و باستانا کریمه **اَلَا اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَیَرْثِیْنَ** از ایشان  
 می سودند و همچنین بسیاری از کبریا است و فضایل کثرت کنوز سببه عرش را بمقتایج زبانها کشوده اند  
 و نغایس معانی را با سلب شعر ادا نموده و همه تعالی انتهی حاصل و شک نیست که اشعار آید از کبریا  
 دین از علما متقدمین و متأخرین سرشار باد و حکمت است و سراپا افانست و هدایت بلکه بیان حکمت  
 و کلام موزون تاثیر دیگری در دلها دارد که در کلام منشور نباشد و بنا بر حکمت باعتبار است اگر اعتبار

در میان نبود حکمت باطل گردد و حمل الفاظ و عبارات اشعار بر معانی ظاهراً هر کار صورت پرستان است  
 و اهل دل و اصحاب نظر مضمون اشعار را بر معانی دیگر فرو می آرند و از اسباب پی بسبب می برند و  
 در ضمن آن حکم الهیه و حقائق کونیة ملاحظه می نمایند و ایمان خود بسخن آفرین تازه می نمایند خصوصاً  
 اشعار یک شتمل بترتیل و استعاره می باشد سر با حکمت و دانش می بود و لیکن ع سخن شناس نه  
 و لبر خطا اینجا است و چون ما برای سخن موزون مرقوم گردید اکنون توان دریافت که چنانکه قمریان  
 عرب ببلبلان فرس سامعه باران بخوشنوائی نواخته اند طوطیان هند هم ذائقه باران شرکری ریزی خیل  
 ملذذ ساخته کیسه آشنای و قائق السنه ثلثه است به غیر این سخن میرسد اما طالع عرب بلند است که  
 خاتم نبوت درین قوم معوث شد و قرآن مجید که لفظ معنی او معجز است بزبان عرب نازل شد سبحان الله  
 لطافتی که زبان عرب دارد هیچ زبان نداشته باشد و حر و فیکه مخصوص زبان عرب است بر لطف  
 و مزه بخش واقع شده مثل نا و حا و صا و ضا و طا و عین قاف بخلاف حروف السنه دیگر مثل با  
 و ژا فارسی و نا و و ال هندی که نزوار با بوق مخارج اینها بطافت مخارج حروف مخصوصه عرب نمی رسد و احوال  
 الف و لام و نزع آن در زبان عرب طرفه چیری است و در زبان تازی صیغه مذکر علیحه و صیغه مؤنث  
 علیحه و در فارسی یکی است و تسانی که نثر زبان عربی دارد ظاهر هیچ زبان نداشته باشد و تغزل شعرا  
 عربی با زبان است بخلاف شعرا فارسی که اینها بنا و تغزل برینی ریشان گذاشته اند و ظلم صریح و ستم  
 قبیح که عبارت از وضع شی در غیر موضع اوست اختیار نموده و حروف مخصوصه عرب را خاصیتی است  
 که در حروف زبان دیگر نیست یعنی این حروف در لغت هر کدام زبان که بیایند آن زبان را طی  
 از فصاحت و ست بهم میدهند بخلاف فارسی و هندی که اگر حرفی از حروف این زبانها در لغت عربی  
 آمیخته شود از وضع خود بیفته و سخت ناخوش و بی مزه گردد بلکه از صحت تلفظ و اعراب منقطع شود و  
 بخور عربی و فارسی و هندی اکثر مختلف واقع شده و قلیلی متفق مثل تقارب و کض و انجیل و سرب و  
 که در هر زبان است و در هندی صیغه مذکر جدا و مؤنث جدا و جفتی جدا آمده و بعضی بخور هندی قافیه در وسط  
 مصرع آید و خوش آئیده باشد و ظاهر چنین قافیه در هیچ زبان نباشد بسبب تنوع ردیف شعر فارسی

از دایره انحصار بیرون است و در شعر عربی ردیف نیست مگر به تبعیت فرس با لطف مصید  
 این گزارش پیر اراد و دارد که چنانکه درین نامه موسوم بشمع انجمن بانتخاب دو اوین و تذکره های  
 شعرا و فرس پرداخته همچنان از اشعار عرب و تراجم علماء ادب مراع الغزلان نام چراغانی تزیین  
 داده چشم یاران تازی دوست را گرم تماشاسازد چه من بچیدان بازبان عربی و فایض اردو  
 ریخته آشنایم و از هر سه سیکده بقدر حوصله قدیمی پیایم در عربی و فارسی عمر باسطا لعد و اوین  
 سخن کردم و نورسان عالی آشنا و بیگانه را در آغوش فکر پروردم اما سامعه را از نوای قمریان  
 عرب حظ وافرست و ذالیه را از چاشنی شکر فروشان گلزمین فارسی نصیبی بشکاشه معنی آفرینیان  
 تازی و پارسی خون از رنگ اندیشه بچکانیده اند و شیوه نازک خیالی را با علی مرتب اسکافی رسانیده  
 و افسون خوانان ریخته هم درین اودی پای کمی ندارند بلکه درین زبان نوخیز قدم از سحر ساهمی شیر  
 می گذارند کسی که فارسی و ریخته هر دو ورزیده و با سفیدی و سیاهی نیک آشنا گردیده بتصدیق چشم  
 می پردازد و جمل دعوی مرا بمهر شهادت مزین می سازد و موزونان این زبان در فواح دلی و صوبه  
 او ده قمران جلوه نموده اند و دماغها را بر وایع صندل تراشعار نو بزرگ انگشتی افزوده اما اینکه گویند  
 مضمون نمانده است مسلم نیست زیرا که فیض مبدی فیاض نامتناهی است اگر مضماین تمام شود  
 نقصان این کس سهل است نقصان افاضه مبدی فیاض لازم می آید و چه قسم تصور می توانستند

که چنین فیاض مطلق تمیز است شده از فیضسانی بازماند بلکه

بنیوز آن ابر حمت و فیضان است می و یحانه با مهر و نشان است

و کیف که سر نایب خانه او خم خم بصرف می پریشان در آمد و تا انقراض دور عالم بصرف در آید و هنوز شبح

از آن کم نشد باشد

در بند آن مباحث که مضمون نمانده صد سال میتوان بخوانی از لفظی گفت

درین جریده که شرف و قلیل را از شعرا نامدار وقت خود همان کرده ایم و جمعی را از پیشینیان عوت  
 نموده و بآنست که حیات فانی گریستی برباد چشم بقا از دستوان و شست و پیکر جهانی جبابی است

### برآب کارایی من نفس دیگر نباید گذشت

پرتو عمر چراغی است که در بزم شهود  
 نسیم مژده هر ستم دنی خاموش است  
 و خزانۀ عامه خوش مضمونی مناسب این مقام نوشته و گفته پیران اشته خفیه یعنی انلاک بخت  
 زندگی جاوید متنازاند و کس سالان جهان دیده یعنی کواکب بحرمت این دولت غظمی سرفراز آما  
 که نصیبان عالم سفلی با آنکه نتایج آبا و علوی اند اینهارا از عمر مستعار حصه کمی بسید و مایه تنگی که هیچ نبرد  
 تسلیم گردید لایسا نوع انسان که با وصف حسن تقویم و تحقیق تکویم و نظیرت جلال الهی و جامعیت  
 کمالات نامتناهی این طالعظم بفرصت جهانی و بزم می شکند و این چراغ عالم به ملت شراری چشم برهم  
 میزند چه آنکه از نشو و نما تا بنگام بلوغ که اکثر آن پانزده سال است بفرقت می گذراند و تبارندم  
 حصول تمیز قدر عمر گرامی کمتر میدانند و بعد از تقضای اربعین وقت تحلیل قوی و تبدیل آب و هواست  
 پس عمری که آنرا عمر توان گفت بشرطیکه از اجل فرصت و تندرستی و فراغ دستی هم نصیب د  
 همین بخت و پنج سال است و اگر اوقات خواب که برادر مرگ است برآید مقدار نذکر هم بقصان  
 می گراید الا نقش سخن انتهی پس آل رزومند خواهش کرد که در بیت سخن نیز بر می چسبند و جاده این  
 وادی را هم بپای خامه پی سپرند لاجرم درین گارین نامه احوال نقش مطلب اصلی را بر کرسی نشانی  
 و بخت نمودن طبعان بر ترتیب بچامی پرداخت و دو بالند التوفیق

### حرف الالف

النوری شیخ احوال دین غاوری استاد فقهی که از زسل ثلثه فقه و سخن مست مطلع خویش بنخوری و خوشه پهلای عسری  
 بود از مداحان و وظیفه خواران سلطان سبزه سلجوقی بود سلطان دو با خانه او را بر تو قدم برافروخت  
 و آخر عمر سری بلخ کشید و از مردم آنجا بد سلوکی بسیار دید تا آنکه در سنه پنجمه هشتاد و پنج بسکونت  
 شهرستان عدم پرداخت دیوانش بمطالعۀ درآمد و عیوب طبلع مردم این زمانه نزل باشد و شعر  
 قدما به بیشتر قصائد است و آن هم بمیزه و در قصیده چهار موضع است که بجمال زیبایی و رعنائی آراسته  
 می باید یکی مطلع چه اول چیز که قرع آذان و مصافقه آذبان می کند راست اگر در غایت حسن جلوه گرفت

طبیعت ازان بهتر از می آید و ساقط بر دشته مشتاق سخن آئیده می شود و اگر قضیه بر عکس است  
طبیعت رم و سماعه از طوطو خلاف متوقع بی خطا شده خلش بهم میرساند گو باقی کلام در نهایت  
زیبائی و رعایت رعنائی باشد و تمهیدیکه در آغاز قصاید آرند مثل ذکر معشوق یا بهار یا خزان یا نش  
تشبیه است بشین مجید و آن را السیب بسین مملو هم گویند و اول مشتق از شباب است بمعنی ذکر  
ایام جوانی و دوم را معنی ذکر نساء است و حاصل تغزل عرب بزنان است اکنون اطلاق این هر دو لفظ  
بر طاق تمهید کنند خواه ذکر جوانی و زنان باشد یا غیر آن و دوم مخلص و آن را اگر بخواهند این موضع  
شکاکتر بین مواضع قصاید است که دو مطلب نا آشنا را با هم ربطا می دهند و دو وحشی را با یکدیگر الفت  
می بخشند و اگر نیز جان قصاید بلکه ایمان او است سوم حسن طلب که شاعر در تحصیل مقصود از مدح  
نوعی از سحر بیانی و افسون کاری بعمل آرد و بر وجهیکه بخیل را کریم و ممسک اسخی گرداند و بحسن تقابل  
و لطافت مثال کار از پیش بر وجهی هم مقطع که آن را حسن خاتمه هم نامند و آن ختم سخن است و وجهی که  
سماعه مستوعب خطاب بوده آرام گیر و تعلقی که با صفا کلام داشت آنها پذیرد و انوری در قصاید  
خودیش این مواضع اربعه را با حسن اسلوب مودی ساخته ایراد آنرا در آیه می بخواند و در اینجا دو شعر

از سنجش غازه خسار ورق نموده می شود

ای کرده خجل نسیم خلقت	در ساحت بوستان صبارا
گرد پست بکم رو کرد	از خانه دیده توتیارا
خاک قدمست بقبر نشاند	و گوشه فقر کیسار را
چون نیک نگه کنم زیبد	جز نام تو ز یوری شنار را
آبوالفضل این قطعه انوری را از تمام دیوانش انتخاب نموده در مکاتبات خود ایراد کرده است	
من و این عهد که با قبیله غنای جهان	چون خسان عشق باز من نه بسوزد بعد
قدرت دادن اگر نیست مرا باکی نیست	قوت ناستدن هست و منم محب

در آرد آگ ز تو کار من بجان آمد  
عجب عجب که ترایا دو دوستان آمد

وله

ای دید بدست آمد و بس و در بختی  
آتش زوی اندر من و چون دو دو بختی

وله

مرا خدنگ تو ممان خانه بدن است  
کیکه خانه بهمان گذشت جان من است

رباعی

تا کی بغیر رخ تو خون شود دل  
آزار جفای تو بجان جوید دل

بخشای کز آسمان منی بار و جان  
رحم آر که از زمین منی روید دل

ازرقی

ازرقی جامع فضیلت و حکمت و شاعری بود و از ثنائی گستران طغان شاه سلجوقی و والی خراسان بسا  
نیلو فر که از پیشه سار سخن بدست آورد و لهذا ازرقی تخلص گرفت و باین گل آبی رنگ لاله محمدی است  
سلطان و بان او را بدینا بر ساخته بود و زیرا که سلطان و قبی با احمد بدی بی تخمه نزد می باخت و آخر باقی  
سلطان سه مهره و شش گاه داشت و احمد دو مهره و در یک گاه و کعبه تین در دست سلطان بود و آن را  
مینداخت تا شش زنده تر خالی آمد و سلطان بیدل غش شد و می این رباعی بعرض رسانید  
گر شاه شش خواست سه یک نقش فدا  
تو وطن نبری که کعبه تین داد نداده  
شش چون نگر است شصت حضرت شاه  
از هیبت شاه روی بر خاک نهاده

شاه پانصد وینار صلوات و از خشم با نبساط آمده

چچیدن افعی بکندت ماند  
آتش ایسان دیو بندت ماند

اندیشه بر رفتن سمندت ماند  
خوشی بهمت بلندت ماند

الفیه و سلفیه نام کتابی در آداب صحبت زنان نگاشته که بملاحظه اش خواهنش و الی نیز فیه باد شاه عود کرد  
اصف شیرازی سلیمان مملکت سخن طرازی و غنای پیر مایند پروازی است شاگرد و جامی بود  
و بلبل بوستان خوش کلامی و وزیر سلطان ابو سعید ایلخانی است کلیاتش قریب چهارده هزار بیت

ایلی

بنظر رسیده این چند بیت از وی است

دل که طومار وفا بود من محزون را      پاره کردند نه بسته بتان مضمون را  
 قاتل من چشم می بند و دم بسمل مرا      تا بماند حسرت و دیدار او در دل مرا  
 تو هم در آینه حیران حسن خوشتنی      ز مانا ایست که هر گنج دیگر قنارست  
 چند آن پیش دید که بهوشی آورد      شاید که یاد ما بفراموشی آورد  
 من طور و تجلی چه کنم برب بام آی      کوی تو مرا طور و جمال تو تجلی است  
 رخت کافر چه خون مسلمانان را      یاد آن روز که من نیز مسلمان بودم  
 سبب چاک گریبان من خسته پیرس      که شب غم با جل دست و گریبان بودم  
 آدم مست بکوی تو و مجنون نیستم      خبرم نیست که چون آدم چون رفتم  
 غنبر دیده بسوزم که پری و ارمباد      بوی مردم شنود یار و مریدان گیرد

اصغر مرزا اصغر سخن پر تمیز است و فرزند میر غیاث الدین عزیز بسیار خوش و ابود و صاحب

سلطان حسین میرزا این یک بیت از وی است

بیت این نظر حسن تر با ماه سنجیدم      میان این آن فرق از زبان آسمان یدم  
 اهل شیرازی فارس میدان سخن طرازی و مرکز دایره بلند پروازی است      بسیار خوش گو بود کلیاتش

دوازده هزار بیت بنظر رسیده این ابیات از وی است

و مید صبح نیاسود چشم راحت ما      سپیده دم لگی بود بر جراح ما  
 اتر و زعیان شد که ندانی سر اهل      بیچاره غلط داشت بهر تو گمانها  
 بی تو چو شمع کرده ام گریه و خنده کار خود      خنده به دست تو گریه پر روزگار خود  
 دروغ و عده من خلق و فغان ارد      که چو غنچه دمانی و صد زبان دارد  
 فرمود که بر جان من این داغ لمانی      از دست کسی نیست که فریاد توان کرد  
 هر چند که از جور تو ام خون رود از دل      از وجود آئی همه بیرون رود از دل



چه اندیشه ام از خاطر ناشد روی  
 چه بخاطر گذرانم که توانی دوری  
 از دیده رفت و ز دل پر خون نمی رود  
 در دل چنان نشسته که بیرون نمی رود  
 ز آید بره که لب برود کین به دین است  
 خوش تی رود اماره تقصود تا این است  
 نپرورد و هوای گلستان این گم  
 تا ب نسیم غله ندارد و ما رخ ما  
 خواهم غبار گردم و از کوی او بر ایم  
 تا هر که بنده او را در چشم او در ایم  
 آتی خوب جفت کرده بهر چه فریبی  
 دانه که فراموش کنی عادت خود را  
 ابله گو که عقل و دل و دین ز دست رفت  
 و چشم فرشتان منزل که سازی تا به گاه بخانی  
 بر فلک بهر شب رسانم برق آه خویش را  
 جفا و جور تو کم شد مگر شدی آگاه  
 چون لاله بهر دلق و فلاح نیایی  
 عجب که شمع شبی در سراسر من سوزد  
 من آن نیم که کسی از برای من سوزد

امیسی علی قلی بیگ شامو از ایران دیار بسیر جنبه خرامید و متماور ساینه قدر دانی خانمانان رسید  
 نکته سنج یگان و نویس معانی بیگانه است در برهان پور و سینه یکبار پانزده بگذشت از وی می آید  
 بریم با غم نوهر نقش بخانه خویش  
 چنانکه مرغ بر دهنش آشیانه خویش  
 خبر گل مرسانید بهر غان قفس  
 کس چرا فروخته نوروز برندان آورد  
 یادگار از مادرین عالم غم بسیار ماند  
 رفت اگر آتش نشان دود و بدیوار ماند  
 تا شیفه و فای خویشیم  
 ورنه ز که دل نمی توان کند

مقصود محمود و ایاز را نظم میکند مرگ قطع سخن کرد و آن نقش نیم کاره و تصویر نگاره ماند و در وصف

پشتمه گوید

بخی سهر که ز بیم فرودن  
 نیار و کس فرودی غوطه خوردن

طی می شود این به پیشین بر  
 باخبران منتظر شمع و چراغیم

اسیر میرزا جلال بن میرزا مومن شهرستانی کمینده قصی هر دی و معتقد را و تمند میرزا صاحب  
 بود شاعر و ابدست و موجد اندازهای لپند از سادات صفایان و همایون شاه عباس بوده  
 پیوسته سرگرم صحبت اهل کمال بود و بعلوم و هنر و فطرت انصاف داشت اما از فطرش جام و  
 شرب مدام در عین جوانی بستر ناتوانی افتاد و در سنه یکم از و چهل و نه غبار هستی بر باد فنا و افق  
 تازه کمر طوع یداد بوده و یونش غث و سمینی دارد مع هذا میرزا صاحب سخن او را مکرر تعین میکند  
 و مقطعی نگوید

خوش کسی که چو صائب رضا جان سخن  
 تسبیح سخن میرزا جلال کند  
 و ابوطالب کلیم گوید

میرزای با جلال الدین بس است  
 راستی طبعش استاد من است  
 از سخن بخت طلبگار سخن  
 کج نمهر بفرق دستار سخن

این چند رتبه چکیده خفستان طبع است

با سب کسی نگذاشت بیدارش دل مارا  
 پس از عمری بسویم که گاهی کرد جا دارد  
 اگر چه آن قیمت ندارد دل که پامالت شود  
 خیرانی بطلع نظاره دیده ام  
 دل رسیده بصدا آفتاب می سوزد  
 بخوابم آمد و نهان زد آتشی بدلم  
 گداخت بر لب حسرت ترانه دل ما  
 گشتم غبار و از سر کویت نمی روم  
 کدام روز که شد مشق انتظار نمیت  
 حسد اجری دهد و کشتن با قاتل مارا  
 شهید زخم شمشیر تغافل اجرا دارد  
 صفت آتش بازی طفلان هسالت شود  
 دل شیشه ز دیده خبر دار می شود  
 گهی بصبر گوی ز اضطراب می سوزد  
 چراغ بخت اسیران بخواب می سوزد  
 تبسمی کن و بشکن بهانه دل ما  
 دیگر چه خاک بر سطاقت کند کسی  
 کدام شب که سرگریه در کن رزم نیست

خاطرم زیر فلک از جوش دل غلی گرفت  
دامن این خمیه کو تا و را بالا نرسد  
شکستی کز دل افتادگان خیر و خطر دارد  
مبادا شیشه یارب ازین طاق بلند افتد  
شش جبهت مشت شراری نذر پرواز گرفت  
برق جولان که در خرمن خاک افتاد است  
امانی مرزا امان اندخان خلف متاثران خانان طبع سادشت دیوانی رنگین گذشت از د  
گر نیم نامل خسار تو سیب رانی صیت  
ورندام سر زلف تو پریشانی صیت  
در ره عشق صلاح از من رسوم طلب  
کاف عشق چه دان که سلمانی صیت  
هستی جاوید دارم در لباس نیستی  
زنده دل مانند اسگر در تر خاک ستم  
جان بلب دار و امانی چون چراغ صبحی  
جنابش زان استین باید که کار آخر شود  
ز پای تابشش هر کجا که می نگرم  
کرشمه دامن دل می کشد که جای نداشت  
انصاف محمد ابراهیم جوانی طالب علم بود طبع مخفوری نیز درست داشت بخندت موسوی خان  
شعری گذر اند یعنی تازه فکر میکرد در عین جوانی بقضای ربانی و ولایت زندگانی سپرد و بعالم  
جاودانی شافت آرزوست

نسازد غم به بیتاب محبت شادمانی هم  
گر آن باشد برین بیار مردن زندگانی هم  
سوی پستی است در هر پایه نفع نهان بره  
بود این کوه را هر تخته سنگی بر سر چاه  
بمای جان بود در دیکه خاموشی ست و سازش  
خدا صبری دهد بیار چشم سر رسد سالیش را  
بآیندی زیارت میکند خاک شهیدان را  
که پنداری گذر بخاطر بر آرزو دارد  
نگاه شرم از پر کاریش انداز میگردد  
ز تنگی آن دهن سازد سخن را از صد غریب  
حیا از سوغتن آییند دار ناز میگردد  
هوس در دل چو گرد و جح رنگ عشق میگیرد  
رسد تا بر لب لعلش تبسم را از میگرد  
ایجا و میر محمد حسن از نجبابی سادات سامانه است و در خوش خیالی و نازک بندی یگانه زمانه  
بوس در دل چو گرد و جح رنگ عشق میگیرد  
طپیدن چون فرا هم می شود پرواز میگردد  
صاحب فکر بلند بود و از علوم متداوله هم بهره مند غریات طرح را بقدرت و سامان تمام

ناله

ناله

ناله

میگفت و شراب طرز خاص خودش می نگاشت از دست ۵

شب ناله و دوزخ شهر میگره اثر شد      خاکستر دل بال و پرانشانند سحرش  
طوبار هوا یک قلم از شمشیر ۱۰۰۰      چون کاغذ آتش زود افشان شرش  
حال سنگینی حب این توانش اگر دم      سطر مدغمه فرو رفت چون شبیه آب

استغنا میرزا عبدالرسول شعر بطرز قدیم میگفت این بیت از دست ۵

می توان آورده استغنا سفارش نامه      چرخ کجور اگر دانیما این کسیت  
آگاهی چیست سیر دنیا کردن      در مملکت وجود سودا کردن  
چون مفسر کن که بود کار زبان      از سر نه سایه دیده بینا کردن

اولانی میر محمد حسن نیری در دیار خود تتمه با محارث و مجال قیامت ندیده است بوست آبا میند  
کشید کارش ادای خوب دارد و انداز بای مرغوب در نه کیفر استی در لاله دکن مرحله زندگی

طی کرد سیارات نظمش از افق بیان چندین طلوع میکند ۵

چاشنی گیر زهر کاسه این خوان گشتم      خوش نمک تر ز سر انگشت پشیمانی نیست  
آین عمر بباد فو باران ماند      این پیش بسیل کوهساران ماند  
ز نمار چنان بزخمی بولد ز من      انگشت گزیدنی بیاران ماند

اوجی اختری با حسن خان شاملو تا که برات بسرمی برود درین اوقات ساید بسیار پردخت فکر  
بندش طرفه اوجی دارد و شعر آبرایش عجیب موعی تیر از اصابت سخن را و وی سخن میزد از قصین

کرد و گفت ۵

این جواب مصرع اوجی که وقتی گفت      پادشاهی عالم طفلست یاد او انگ

و اوجی نسبت به زایگوید ۵

صائب نمود وجه شعر مرا بمن      تیغ بر نهتم کم که برگردار یافتم

این چند بیت ملاحظه از سفینه سخن است ۵

اگر شایه گشتیب و گر معشایب است  
 بوسه بی او بمکنج لب یار کجاست  
 آنکه در آئینه یک جلوه بصدنا ز کند  
 چندان امان نداده خالی بر کنم  
 صرف آنست که در گردن دشمن بهش  
 کریم ساخته بودن کم از گدائی نیست  
 هزار شیشه دل از شکستن رنگم  
 بر خاستن برای کسی اعتبار نیست  
 که صلح داد بهم آفتاب و شبنم را  
 آفری شیخ جلال ابن حمزه بن عبدالملک طوسی اسفراینی در آذر ماه متولد شد آذری قفص گرفت

اما آثار آردی بهشت از طبع او نمایانست

فاضل شاه عرد و لیش منش بود شاه فرخ سلطان او را خطاب ملک الشعراد او و حج بر او رد و بهر  
 هند شافت و از دلی بکن آمد و احمد شاه بهمنی را ممدوح گرفت و قصائد پر دخت و صلوات یافت  
 ذکر او در تاریخ فرشته مرقومست چون دارالاماره با تمام رسید آذری این دو بیت گفت

هذا قصر شیخ که ز فطر عظمت  
 آسان هم نتوان گفت که ترکاوبست  
 آسان پائیز سده این درگاه است  
 قصر سلطان جهان احمد بهمن شاه است

پادشاه چهل هزار صره روپیه داد وی گفت لا تحمل عطایا کم الا مطایا کم پس بست هزار روپیه بران  
 آفرود و دستور عظم را فرمود و داد که سفته زر مذکور در ایران فرستاده رسید از خانه اش طلب داشت  
 حواله آذری کند چنانچه دستور همچنان کرد و بهمن نامه بطور شاهنامه در احوال ملوک بهمنیه تا زمان  
 احمد شاه تالیف اوست چهل سال بر مجاهده عبادت و قناعت متکی بود و بفقروفاقه گذر نید  
 ملوک و امر معتقد وی بودند از شعر اصفیه است آذر در آتشکده ترجمه حافله او نوشته انجادیست

### این چند گمراخته از خزانۀ سخنش چیده شده

که ما نیتا قلم چون رفت در رو و قبول ما  
همه از انتها ترسند و ما نیتا بد استم  
شدیم پیر یعیسیان و چشم آن داریم  
که جرم با بچو انان پار سا بخشند  
بان گروه که از ساغر وفا مستند  
ز ما سلام برسانید هر کجا هستند  
اگر پسرش جان امید و آرائی  
من از سیان بر دم تا تو دکن آرائی  
ز بهل و ز جزا آذری چه می ترسی  
تو گیتی که در آن روز در شمار آئی  
اگر چه دولت و صلت بچون منی رسد  
درین امید بپیرم که خوش تمنای ست  
قیمت دولت وصل تو اگر جان بودی  
کار بر عاشق دل سوخته آسان بود  
گر رسیدی بخیم طره او دست مرا  
کی چنین خاطر مجموع پریشان بود  
سورخ می شود دل با چون گل حسین  
هر جب که ذکر واقع که بلا رود  
جانی که داشت کرد فداست تو آذری  
شرمند از تو گوشت که جانی دگر شد  
غلام است آن عاشقان با کریم  
داشت لعل امید ی تخلص کرد در نزاع عقاری با شار که قوم الدین کشته شد از شعر آمد  
امیدی رازی شاگرد علامه دوانی است و جامع فضیلت و سخندانی چشم تاید از روح الامین  
شاه اسماعیل باضی صفوی است از وی می آید

مرا زمان جو خولیش چهره کا هی به  
که از شراب حرفان سفل گلکاری  
اگر کنی ز برای جو و کناست  
و گر کنی ز برای نجوس گلکاری  
درین دو فعل شنیع افتد شایسته  
درین دو کار که به آن مشاب و شواری  
که در سلام فرو با بکان صد شین  
بروی سینه نمی دست و سرفرو آری  
کاش گردون از سرم بیرون برود و ای تو  
یا مراضبری و به چند انکه استغنامی تو  
تو ترک نیم مستی من مسید نیم بسمل  
کار تو از من آسان کام من از تو مشکل

مستی و میروی بی آزار خلق آه  
خود را در گر بر آتش آبی که میزنی  
زلفت کند افکن چو پست کید کشای  
بالشکری چنین بسپای که میزنی  
شب قصه هجران جگر سوز کنم  
روز آرزوی وصل ال فروز کنم  
الفقه که دور از تو بعد خون جگر  
روزی بشب آرم و شبی روز کنم

او هم کاشی بیشتر در بجا دسری برد اگر چه از کاشان بود بعد سیاحت بسیار پای اقامت در  
تبریز افتاد و بهانها در فاصله طعمه تیغ فنا کرد و یغش زنجیر پای و حشاش خیال ست دوام گرفتاری

آهوان مقال این دو بیت از وی است

مقیم لب او شهید راحت ست مرا  
ملاحظش نمکی بر جراحات ست مرا  
خیال دوست که گاهی ز بهوش می برم  
و گر نه کی خبر از خواب راحت ست مرا  
احمدی خواجه احمد لکنوی در ویش خالی بود و صدر نشین ایوان شندانی از کلبه انزو اکثر پادشاهان

می نهاد صاحب ایوان است از وی می آید

قطع مد نظر از سیر تماشا کردیم  
دید و راکنه در سر آبله پاکردیم  
آزبکر از خطبه عشقش که گفت  
منبر عزتش کن که بلند است شانش  
آز بس تنید بر راه تو دیده مانگگاه  
زمین بصفحه سطر کشیده می ماند

ابو احسن فرغانی از فصاحت عالیقدر و فضیلتی نامدار عصر بود علم شاعریش سرشته با فرسوده  
و وی سر طبقه شاعران زمان شاه عباس ماضی صفویه بوده آینه ابیات از وی است

زندگانی و ادعش از تو دل فزوده  
آری آتش آب حیوان است شمع مرده را  
در حشر که از تو می تو بوی بن آید  
بر خیزم از آن پیش که جان سوی تن آید

رباعی

حال دل از آن بهانه جوی پریم  
بد حالی دل از آن نگو می پریم  
آشفته بزمین که دارم دل را  
در دامن خویش حال از وی پریم

## رباعی

شوقی که گسته بود چنان از من      بنشست بر کم کشیده دامان از من  
چون بوی گلگی که با صبا آید و      هم با من بود هم گریزان از من  
الضقی نیزی درین آمده بچند با همایون پادشاه گذرانید بعد به باعلی قلیخان بسمرقند خانان

در جائزه این مطلع هزار روپیه یا تسکیم کرد

نشست فاشا کیم و داریم آتش همراه خویش      دور نبود که بسوزم از شر آه خویش  
اسدی طوسی گویند استاد فردوسی است مناظرات او در شعر اعصر شهرت دارد از انجمن کی مناظره  
روز و شب است که شاه عبدالعزیز دهلوی بنا بر لطف سخن در تفسیر خود فتح العزیز باریاد آن پرداخته

بشنو از بخت گفتار شب و روز به هم      سرگشته می که ز دل دو کند بخت خشم  
هر دو در افاست جد از سبب تنی فضل      در میان رفت فراوان سخن از جیت و نوم  
از منظومات اوست که تا سب نامده هزار بیت که حد بلاغش از آن می شود این ابیات از آن است

هم بادشاهان را بدست و بیم      یکی با سموم و یکی با نسیم  
میدین نرمی لبست شمشیر نیز      کن رش نگرگاه زخم و ستیز  
ز گرد سپه خنجر جنگیان      همی یافت چون خنده رنگیان  
بگفتار شیرین فریبنده مرد      کن آنچه توان بشمشیر کرد

هر دم چشم بیایستی که افتد به راه      که مر القطع زنی کن با نامه فرست

اعتراف عالم سید میر محمد صالح مازندرانی است به عدا لکیر پادشاه هند و موعظه زیبا لسانا مقرر شد در آن روز  
باشا بزرگ و غلیظ الشان بن شاه عالم به عدا لکیر پادشاه هندی برادراده حج برآورد و در راه لکیر از آنجانب  
رسیده نزول بنزد کرد و بعد از آنکه رسید فاضل صاحب جودت بود و شاعر و الاقدیس طبع چالاک و شجاع  
تا نه بهم برسانید و گهای سخن رنگین و جیب و دامن سامعه می افشاند این چند گانه از بحر طبع است  
اشکی که از عشق بگوید فشانندی است      طفلی که خوش محاوره افتد نمانندی است



<p>تمام روز باشد حسرت شب وزه داران          همچو آن حافظ که مصحف را تمام از بر نوشت          میکند مالیدگی سستی اعضا را علاج          جامه تصویر از روغن مصفقا تر شود          عاشقان پیش تو اول جان سپاری میکنند          فرد چون گردید باطل جلد و فست می شود</p>	<p>در ایران نیست جز بهند آرزوی روزگار از          گشت مستغنی و وصل اشرف بیاد عارض          کابلان را جز لکد کوب حوادث چاره نیست          غافلان را چرخ دنیا فیست زینت دلرباس          چو خود رویی که شیرینی بر تنم برود          جابلان ابل جهان را تیر روی ترکشانند</p>
--	--

## رباعی

<p>ای سوزگنان ز ما تمنا ندیشه کنید          از آتشک جهنم اندیشه کنید          می شود در وقت پیری حرص دنیا بیشتر          چون چراغ مغلسان عمرم بجا موشی گذشت          که چون فصل زیستان شد نفسها دو میگرد          تا جوانی عاشقم چون پیر گردیدی مرید          هوا چون در میان مشک آید سخت میگرد          کوه ملکینش دو بالا کردند و مرا          هر چند بد نوشت ست اما غلط ندارد          جامه صبر کتان بود و نمیدانستم          القفا رمضان بود و نمیدانستم          هزاران حرف در بر قطره اشکی نمانم          دانه زنجیر و دوام ست صبا و مرا          گویا که از سیاهی لشکر نوشته اند</p>	<p>از آخر کار عالم اندیشه کنید          باقیه دنیا نمکند آسینش          نقره چون انگشتری گردیدی همه بلبل          از غم افلاس اوقاتم به بیوشی گذشت          حیات از صحبت افسرگان نابود می گردد          مهر خود را از تو ای بی مهر کی خواهم برید          بدینا چون در آید آدمی بد بخت میگرد          جلوه نازش رسای داد بید او مرا          دیوان سر نوشتم چون نسخهای اصلی          تا سحر سیری محتاب جالش بودم و          قرب یک ماه بختانه اقامت کردم          چو آن آبی که شود بطل از وی شقی خود را          کی شود از او از زلف گره گیرش کسی          در نامه زمانه بجز حرف جنگ نیست</p>
---	---

در جوانی روشنی حال پیری دارم  
 کار خود کن راست چون فواره بی امداد غیر  
 چون برگ لاله نشینند گرمسرم عشاق  
 طفل صاحب حسن اور خانه بودن بهرست  
 در دوسه بیمار را بسیار دادن خوبست  
 همچو چشمی درونانی که فروغ آید بهسم  
 کام شیرین کنم از قی زنبور عسل  
 بوقت عرض مطلب قفل خاموشی بلب ارم  
 آفرین لاهوری نامش فقیر است شاعر است معنی آفرین و شایسته صد هزار تحسین آفرین  
 در لاهور متولد شده اصلش از قبیلای حویه شعبه قوم گوجرست و هم در آنجا در شهادت وفات یافت  
 سیر از او گوید و گفته در لاهور بااد بر خوردم بسیار خوش خلق متواضع بود در آن ایام قصه سیر اینجا  
 نظم میکرد پیش فقیر داستان خواند این بیت از قصیده بسیار آمد  
 بهر یان تنی تمس نوردد که عید آمد و جامه گلگون نکرد  
 مشنوی امان معرفت بخط خودش بطریق یادگار تسلیم فقیر نمود عنوانش این است  
 ای معنی بوضوحی تعبیرید صبح شد صبح نماز توحید  
 صبح یعنی که ظهورش چه است شش جبهه چو خورشید است  
 دیوانش مثل بقصاید و غزلیات و دیگر حسن شعرت این چند بیت از آنجا فر گرفته شد  
 هنوز حسن تو نوش خلق جلوه پیرانیست هنوز اول درس کتاب و عنایت  
 هنوز چشمه نوش تو بوی شیردود هنوز لعل لب غافل از سحابت  
 هنوز سر و قدت کوچه گرد آغوش است هنوز لعل شکریه در سنین خلایق است  
 هنوز ز امانی حسنت ز صبح پاک ترست هنوز ماه تو امین ز داغ رسوائی است

نهال مرو و غاتا چه باری بندد  
 دیوانگی دوستی از بوی تو می خیزد  
 همه چون شمع درین بزم سرفراخته اند  
 ما را نه جنونی و نه سودای بهارست  
 بدامن گیریش تا چند گساخت آفرین دستم  
 خنجر محیط تحت روان سید هز موع  
 هر تنگ ظرف کجا تاب جفائی تو کعب  
 نیست جز دامن ترش بنم باغ کرش  
 تو آبش از وضوی آب کوثر بیج میگیرد  
 همین آواز در گوش من از دولا می آید  
 گهر بگوشش تو می گوید از صدف بیزار  
 بود کانی ندامت قطع طومار معاصی را  
 ستم بر زیر دستان مرد سرکش اخط دارد  
 شمشیر سپاه تخلف پل صفت آرائیست  
 بقدر تاب طاقت مگذر از تسکین محتاجان  
 حسن را در اضطراب آرد شکوه عجز عشق  
 مرد حق محکوم نماند اگر شود بید نیست  
 تجرد حجت قاطع بود صاحب کمالی را  
 حجاب مستحضره از خصمت سوال بوسه تو ما را  
 خطراتش را که نخواهد گشتن  
 آصف تخلص نواب آصف جاهداری اوسعد الله خان وزیر شاه جهان بود و جد پدری

عابد خان از اکابر قزاقان از افغانو شیخ شهاب الدین سرور دی و نام او میر قمر الدین است در سنه  
 متوله شد و سال و انجوس محمد فرخ سیر مخاطب نظام الملک بهادر فتح جنگ شد و منصب هفت هزار  
 و صوبه داری دکن یافت و در ساله فتح بخت وزارت گردید و در ساله مخاطب باصفه گشت  
 نادر شاه در زمان او آمد و در ساله وفات یافت و در روضه که قریب قلعه دولت آباد است مدفون شد  
 و هجرتین سال محمد شاه پادشاه و وزیر او اعتماد الدوله فخر الدین خان را بخانی شد و آثار بسیارش  
 حصار شهر بران پور و شهر ناهید آباد و نهر که در وسط او ننگس آباد می آید و آبادی نظام آباد با مسجد  
 و کاروان سرا و پل نوی باقی است دیت الجعلی هذا الکذا اینها مطابق نسخه تاریخ احوال  
 این آبادی است نسی سال بجایست شش صوبه دکن که قلمرو چندین ملوک بود پرداخت و فقرا و علما  
 و صلی اهل تحقیق را از عرب و بلاد النهر و خراسان و عراق و عجم و اطراف هند متحول علی طیفی حد و حد  
 کرد ریاست حیدرآباد و نیز در دو دکان دست سخن هم موزون می کرد و دیوانی ضمیمه دار و توجیل و خیرین یک مینه

طرح کاشانه مار بخیر ترنگ فاست	عرق آلوده رو سیل زویرانه ما
ز شوشه بحر گزیده بخت جبابش را	بسامان فغانی خود میا شو جبابش را
در طلب بیدست و پاییم حتی ای و در دل	تا بر وسیلاب شکستجا باستانی مرا
سیر گلزار نداشت هم بهاری و نه سیت	می برد در عالم دیگر پشیمانی مرا
رفت آن عهد که نیکی رسد از کس بکس	این زمان ترک ضرر هر که کند بستان
چو دل بر دین مردم تعلق بسبب کردم	بدشمن نیز چو شمیم بهان گری که تپ کردم
قطره بودم و دریا شد خرم بود امید	عقد در کار من افتاد که گردیدم

امید قزاقان شایان همدانی محمد رضا نام از همدان باصفهان آمد شاگرد و مرزا طاهر و حدیث و در  
 عهد عالمگیر به بند بستان رسید و رفته رفته باصفه پیوست و حج بیت الله بر آورد و چون آصفه  
 به بلی رفت امید به کابلش بود و در سفر به پال نیز قزم رکاب نامه با زاد ملاقات داشت  
 خوش خلق و مکرین صحبت بود و فالتش در بلی و در ساله هجری اتفاق افتاد این چنین گل از

## از گلستان طبع اوست

یک شب اگر تو هم بنشین بر دامن	رخشن شود به پیش تو چون شمع سوز من
برنگ ماه نو هر شام پر می گشت آغو شمع	خوشا وقتی که می بالید از جانان برود شمع
بر گرد دست چرا نگردم	سگرشنگی ابطال هم هست
شنیدم کلفتی داری نصیب و ثمنان باشد	خدا ناکرده اند و هست چرا از دوستان باشد
کلبه روزی استاد قفل گرفت قفل است	بساکشاد که در بستگی شود و ظاهر
چون کمان حلقه بیرون شد درون خانه ام	گشت روگردان ز بس آبادی زویرانام
که نیاورد بدم الفت صبا و مرا	نسم آن آهوی وحشت ز دود و دشت چون
کس بهیچ گیسو درین دیار مرا	برنگ سر که در چشم کور بقدر است
سفر ز کوی تو بسیار شکل ست مرا	ز آید دیده ز پس پای در گل ست مرا
چشم منور تو خود از همه بسیار تر است	پاس و لمانی جگر خون شده چون خوابد است

## رباعی

صد ساله کند بد آهی بخشد	بر در که دوست هر گاه نمی بخشد
زنجاست که کوه را بکانه می بخشد	غفو گنم بنا تو آنی که روند

افضل بنی تخلص شیخ محمد ناصر بن ادرش شیخ محمد فاخر زائر الی آبادی است در ریگان جوانی آن شجر  
سایه اکل از پافساد و این حادثه در سال ۱۲۰۱ هجری اولی روز چهارشنبه رود و نوک از دهن  
بر درجه کمال داشت و شعر بعزت تمام میگفت صاحب دیوان است میگوید

چو صبح صافی آینه ام ز دم زدن است	صفای خاطر روشن دلان همین سخن است
عقیق کند نام و در چه کار آید	لب گزیده اغیار را چه بوسه زخم
چون نمین در حلقه خود را از برای نام کرد	ز آید از خلوت نشین فکر صید عام کرد
که صافی ترک کند گرویتی آب گوهر را	متنور چون بمیرد شعر او مشهور تر گردد

خیال لعل لب او بچشم دل غمن است      فتنه از رنگ یا قوت در چرخ مرست  
آگاه محمد کاظم غنم سنج نیکو و سنگاه بود شاعر پر شعور بوده و فیوض کان نیشا پور آیین بیت

### از دست

گیرد بغیل تنگ ترا هر که بخواد      از بسکه تو چون شیدنی می پنبه دها  
ابلی خراسانی دیوانش قریب است هزار بیت دیده شد از دست  
در کشور عشاق دل شاد نیابند      یک خانه ز تاراج غم آزاو نیابند  
گره شد در دلم صد آرزو از شک نخیرش      که اول از خم پیکان مرد و من از سر تیرش  
منگم چون لاله کفن غرق بخون آیدم      از دل چاک بشق تو برون آمدم  
اقدس میرضی شوستری در شیشه متولد شد پدرش منصف شیخ الاسلامی آن دیار داشت  
عراق عرب و عجم را بقدم سیاحت پیموده لطفای عزم بگلشت هندوستان برست و در شیشه  
از بند بصورت بدست سورت فرو داد و برادره در یاسری بر یا بجنگال کشید و در سایه عاطفت  
نواب شیخ الدوله ناظم نگال مدتی بمصاحبت گذرانید و بعد از تقاضای همراهی نواب مشرف الدین  
برکن آمد و ملازم خدمت آصفیاء گردید و آخر الامر دست از مصاحبت او کشیده گوشه انزوا  
گرفت تیر در زمان خود بی نظیر زمان بود و در طاعات اسان و صنوف فضائل ممتاز اقران

### صریح کمال اقدس سامعه می افروزد

خالم از عریده باریستم خویش کشد      عقرب از کجوشی بر سر خود نیش کشد  
تباشه خود نمائی مروم افتاده از پارا      که رنگینی نباشد سایه گلگامی رعنا را  
عمر هیچ میرود رسم و جفای یار کو      وصل بسبک عنان چه شد سحر گران قار کو  
نرم شو که سخت رویان کار صورت گیریت      خامه فولاد هرگز لایق تصویر نیست  
رفته رفته ظلم گردون میسر از عدل شد      این کمان از بسکه کجا ماند آخر خانه کرد  
ریاضت در جهاد نفس باشد حربیه مردن      خوش آن پهلوی که ترکش بنده نقش بود یار کرد

سخت رویان فایز اندازک و شل چنان  
 دولت بی رنگان سرایه سنگین دلی است  
 در زمین سخت رسم کردن بنیاد نیست  
 خاک چون با قوت گردد و سنگ خام شود  
 تا چند بار غلطه دلهما توان شدن  
 یک چند سیر کشور نیانم از دست  
 ایجا و مرزا علی نقی از قوم قاچار است پدرش از بهلان بود از سرکار آصفیه بخدمت دیوانی  
 حیدرآباد امتیاز داشت جوهر قابلیت سرایه اوست و زیور تمذیب اخلاق پیرایه او این چند  
 بیت از دیوانش فراچیده شده

بدست یار سپرد اختیار مرا  
 دلم تو بروی و من انتظا را با دارم  
 توان ز رنگ خنایافت رنگ کار مرا  
 آتی مصور از لباس یار و مالش بکش  
 بر پهلوی من با تو کار با دارم  
 خطاست اینکه بگویم بجهت داری  
 حمله اندر ده مگر در گره همین داری  
 گفته دل شکنان بکه فراموش کین  
 این گهر بین ندار که تو در گوش کین  
 بروی مشهد پروانه شمع را دیدم  
 که چادری ز گل داغ می کشید مشب  
 بالیده بود پر بخود آخر خراب شد  
 چشم حباب کور شود این سزای اوست  
 دلم از دست یغواهی بزمین بکیش کردم  
 بهر صورت ترا آینه در کارست میانم  
 اول ابروی تو دیدیم ز محمود حسن  
 مادرین شهر مبارک شب ماه آمده ایم  
 پرسند هر چه از تو بگفتن شتاب کن  
 خود را مثال آینه حاضر جواب کن  
 خط پشت لب حرف تو در دل کرد تا کبر  
 بقربانت روم ظالم چه تحریری چه تقریر  
 بی خورده دل لاله بر دواغ زگلشن  
 آرام متاعی است که بی زرت توان هست  
 دار و همیشه در بر پیر این معطر  
 ما را گل خوش آمد این وضع میرزائی  
 تیرگشتی و هوسهای جوانانه بهاست  
 صبح روشن شد و تاریکی این خانه بخت  
 افتخار عبدالوهاب بخاری سلسله نسبش از طرفین بمندوم جهانیان منتفی می شود در احمد کر

نظام شاهیه متولد شد و در دولت آباد طرح اقامت رعیت از معاصران میرزا ابوبکر امی است

### از وی می آید

جو سیر غنچه کردم اعتبار این چنین دیدم  
غیرت افزای بسارست گل خسارت  
نسب کنی جلوه بصدرنگ چو آئی بخرام  
تیا چشم باز کرد خدا دیده و در  
سنگین دل است آن بت و من آگینه دل  
آبروی دیگران ز سدا بروی ترا  
بدروی هم ترا بر من نظر با هست میدانم  
تسینه را از غیر یزدان رفت دروبی کرده ایم  
در پناه آهین حصن ندانست می نیم  
دل گرفتگی و ز خود کرده بمن دادی باز  
چشم حیران و دلی خالی از اندیشه گواه  
اهد او شیخ غلام حسین باشمی بر بان پوری کتب اول دینی کتبا بنوده و نقش او با مشق سخن

### درست نشسته از وی می آید

از تو پنهان می کند آینه روی خویش را  
گل کند از باطن صاحب دلان بی قصه ترا  
چون سر زنا ز کس سخن بیده که شو  
قصه دل زنگ بنی که سر در مان دارد  
بدان خجسته ای وای سوختند مرا  
چنان کنم مژه را و ابوی روی پناه  
هر کسی منظور دارد آبروی خویش را  
در گره بستن نذر غنچه بوی خویش را  
از حرف سبک نیست الم گوش گران را  
در دهم گرد سر با تمسک گردد  
بدیهی که نباید فروختند مرا  
نگه چو جوهر آینه دوختند مرا



قول زدستم منت بمن رحم نفهم ای قاتل بیا  
گر برای من نمی آئی برای دل بیا  
حسیر کتاب عبرت ازین باغ نمی کنم  
از داغ دل چو لاله ورق داغ می کنم  
بچه آن طائر که بخود پرزند در باو شد  
با کمال اختیاری خویش محسوب ریم ما  
او هم مرزا ابراهیم بن میرضی از سادات اریتمان من توابع جهان است او هم بیانی خوش دارد

جمله

وز بانی دلکش میرزا صاحب سخن او را تصنیف میکند و میگوید

این جواب آن غزل صاحب که او هم گفته است  
گر منش دامن گیرم خون من خود مرده است  
در عهد شاه جهانی قصد گلگشت هندوستان کرد و باریا محض خلافت گردید لکن ز بسکه پندی و  
بیباکی مجبور بود و سودائی ساخته نیز در سر داشت با اعیان شوخها که در آخر تقرب خان او را محبس  
فرستاد و در تنه شاه جهان آبا و زندان هستی را پدر و خود و تبار خویش چنین جوش میزند  
رسائی بمن که چون برخیزد از جاذبه غنائش  
فقد گیسوی او چون سایه شمشاد بر پایش  
و سینه دلم گم شده تهمت بکه بندم  
غیر از تو درین خانه کس راه ندارد  
چمن جو یابی وصل کسیت که جز در خیالش  
سراسری رود چاک گریان تابدا مانش  
آنگهی میرزا عابدین محمود از سادات جهان است در صفایان بسیار بوده و با حکیم شافعی و افکار  
همنشین مانده آخر بنزد بنگر هندی شافت و در سلاک ملازمان جهانگیر پادشاه انتظام یافت و در  
سلطنت بگذشت کلامش لطافت و عذوبت دارد و دیوانش چنبر اربیت دیده شد تیغ گلکش جوهر

ناله

سخن باین خوبی عرض میکند

زمانه بسکه مرا خاکسار مردم کرد  
ز آب دیده من میتوان تیمم کرد

رباعی

از دوریت ای تازه گل باغ مراد  
چون غنچه چیده خنده ام رفته زیاد  
گریان چو پیاله پریم در کف دست  
نالان چو سبوی خالیم در ره باد  
دو عالم که بر روی نگار با حجاب آید  
ز بیدای جمالش در نظر پیش از نقاب آید

دهر انتقام آن کشاکش ز من که دشت  
آسوده چند روز به پشت پدر مرا  
ز بس طراوت رویش نمیتوان دانست  
که شبنمست گل یا گره به پشانی

## رباعی

رخسار تو آب در رخ گل گذشت  
زلعت تو فلک بمجد سنبل گذشت  
تا همچو بهار از گلستان رفتی  
گل نوبت فریاد به بلبل گذشت  
دل خود برو زگار جوانی کباب بود  
موی سفید شد نمکی بر کباب ما  
عیب و هنر مجموعی آنی ز کفر و دین  
عاشق بهمت خود و عارف بدین خویش  
اثر شفیعی شیرازی پدرش از موضع بیگفت از اعمال شیراز بودی در شیراز متولد شد  
و در خرد سالی چشمش از آبلبنی نو گشت اما چراغ بصیرتش روشنی کامل داشت بینندگانش میگفتند  
بسیار که این نظر بود اما هنگام نطق مجلسیان را شفیقه حسن کلام خود میساخت بعد از آنکه بمرد این  
چند بیت مطلقاً از دیوان اوست

رشته طول امل تا می جهان طنبورست  
چه قدر بر سر این کاسه خالی شورست  
ز آب گلستان آموخت شو قمر بافتشانی را  
بیای نونمالان صرف کردم زندگانی را  
خط کرد ظاهر آن دهن غنچه رنگ را  
در کار بود و حاشیه این متن تنگ را  
دوستان از کسوت تجریدی پوشید خدا  
شاه می بخشد بخاصان خلعت پوشیده را  
ز غفلت خانه خود گوشه درویش محزون را  
چنان باشد که گیر دپا و شاهی ربع سکون را  
نثار دهن شناسان را عقید زبور دنیا  
ز انگشت شهادت دست کوتاوت خاتم را  
اثر آخر زلف پرفن بود نقد جان دادم  
امانت دار خود کردم ز نادانی پریشان را  
آرزو سراج الدین علیخان اکبر آبادی سراج شعر او طراز فصاحت در تماشای جوان معانی  
تمام آرزوست و در کسب لطائف مبانی سراپا جستجو پنجاه سال در گلستان سخن غنچهایی کرده و  
عمری در از بدست یاری ثقیان خاصه باز از سحر سامیان شکسته در آنکه متولد شد بهنگامه مخوری

گرم داشت صاحب فراوان تصانیف است مثل رساله موهبت عظمیٰ برین معانی و رساله عطایه کربی  
 در فن بیان هر دو زبان فارسی مثل مفتاح و تخیص است و فرہنگ سراج اللغه بطور بران قاطع  
 و جریح ہدایت در بیان لغات و اصطلاحات شعراء جدید که در کتب سابقہ نیست و نواد الافاظ  
 مشتمل بر لغات ہندیہ کہ فارسی و عربی آن در ہند غیر مشہور است و خیابان شرح گلستان غیور و نادر  
 مجمع النفائس تالیف اوست و در جمع اشعار آبدار و انتخاب در او این شعراء نامدار اہتمام عظیم کیا  
 بروہ گوئی قنای اشعار تقدیم و متاخرین است ہو تن اللہ ولہ اسحق خان شوشتری و پسرش  
 نجم اللہ کہ یکصد و پنجاہ روہ یا مہوارش میدادند جدہ در سکر او دہ یا ہستہ صد روہ یا شش روہ  
 گردید و در سکہ دہلہ لکنؤ بجوار رحمت حق پیوستنش اورا بشا اجمان آباد بروہ و فن کردند  
 کلیاتش فقط و شراً قریب نئی ہزار بیت باشد این اشعار و مانتقظ از مجمع النفائس غیرہ است

کن از منبت دلم و نفس آزاد مرا	بال و پرستہ بد بہر کہ بصیاد مرا
عقل است سر اسیمہ تراز عاصی نحس	کز عشق تو ام شوقیاست بلقنا
عند لیب نوحہ گر چون بن کجاست	آشیان بر نخل ماتم بستہ ام
ز تو چشم محرابی و گرامی فلک ندارم	شب ہجر بود مکن کہ سحر کنی نکردی
مگو کہ چارہ دل از سبونی آید	کدام کار کہ از دست او نمی آید
چند چشم دوستی زین سادہ لوحان داشتند	چشم حفظ الغیب از آیینہ نتوان داشتند
تخص معدومیم و در عالم ہویدا ایم ما	خوب اگر فکرمی تصویر غفا ایم ما
دفع غفلت زندگی اغراضی انسان شود	عمر از شب زندہ داریہاد و چندان میشود
دبران با ہم آشنا نشوید	مبتلا ایم ما شما نشوید
عرض بطایفی خود بچہ اندازد ہم	بشکنم شیشہ دل تا بتو آواز دهم
اگر از نازستان اذن تماشا گیرند	از کف آیینہ گذارند و دل ما گیرند
گلرخان تنگ دلم خاطر من شاگرد	چون شود بند قبا باز مرا یاد کنید

بتوش خون دل من که خوش نک دارد  
 نذر دیا دایم جدائی چشم مست او  
 و حشت آموز غزالانم من  
 شنیدم از ره دور آمد آن شوخ فریبنده  
 گرفت آن مه هندی مه و گر در بره  
 نیست خالی از تناسب عضو عضوان پری  
 نمی فهمم زبان ترکی چشم سخن گویت  
 آرزو بجاست سعیت در تمنائی وصال  
 کین دل ما آخر از آن شوخ کشیده  
 پامال کرد خون من تیره روز را  
 نصیب اهل کمال است از جهان تعذیب  
 زبود از دل عشاق بیضوری را  
 ز نار و تشنه مالی سبزه نباشد  
 شود چو بازی من ناز بالش خوابت  
 شکسته پابشین آرزو بگوشه صبر  
 بپر که خود تربیت خود نکند حیوان است  
 تغافل این همه رسم کجاست جان کس  
 گر تصعب عذار نوافد بدست من  
 قریب خوش سپهران خوردن آرزو رسم است  
 میدواند آسمان را بهر کار خاکیان  
 دیده باشی گل شبنم آلود

شراب میگده ام لذت نگر ندارد  
 حسابی نیست در پیش فرنگی سال هجرت  
 شهلا استاد بیا باغم من  
 شود ای کاش شمع محفل من ماه آینه  
 و گر میسر حکایت که چند در چندست  
 ساق سیمن دست آینه زانوی است  
 اشارتهای ابرو شاید اینجا ترجمان باشد  
 عالمی گر جان دهد آن شوخ کی تن می دهد  
 ای آینه ما قدر قولش ناخته بودیم  
 زانوسیه سمند سواری که دیده ام  
 که در شکنجه فتد چون شود کتاب تمام  
 غبار خط تو خاک شفاست پندار  
 چون شمع جمع کردیم رندی و پارسای  
 تو خود بگو که مرا آن زمان چه باید کرد  
 که شاه مملکت فقر چون تمرنگ است  
 آدم آنست که اورا پدر و مادر نیست  
 بخلف و عده دلم نیز شرمسار تو نیست  
 ختم نمی بشوق بیک بوسه کردن است  
 ز روی تجربه گفت این چنین پدر ما را  
 از بزرگی ما بود گر بی وقارم کرده اند  
 گریه را هم دل خوش می باید

خطاست اخذ معانی ز فکر هم طرآن  
زمین شعر کجای حق تنقه دشته ست  
آن دو گیسوی سید بر وی خرنشان آرزو  
شعر هندی بوده ست از میز بار و شن میر

## رباعی

زلفت که از وظم جهان سنست  
نازل شده سوره بشان حسنست  
خطت که بر و شده ست غونی نهجتم  
پیغمبر آخر الزمان حسنست

آرا و میر غلام علی بن سید یونج بگرایم روح از نسل زید شهید ست تولد او در ساله اتفاق افتاد  
جامع فضیلت و خندانی ست و فارس میدان بهانی و معانی سلطان اصحاب فصاحت و برهانی  
ارباب بلاغت ست ز او طبیعتش شور و جلال دارد و بلکه مرتبه الامام با وجود بسیار گوی بیگنی که او  
سخن او قالب نفیس سخته و عبارات بلوغ و خیالات عجیب بر انگیزنده از دیگر می معلوم نیست سخنان  
شور انگیزش نمک جلال ارباب دانش ست و کلمات سحر آمیزش حیرت دید و اصحاب غیش طبع  
گه بارش ابر نیسان ست و سواد اشعارش آبجوان معانی علوم بی غایت و خردن فنون لایسته  
صاحب تالیفات نفیسه و تصانیف کثیره ست و او بین عربی و فارسی دار و عربی سه هزار بیت  
باشد و سخن تازی را بطرز خاص ادانی کند و باز از انصون خوانان بابل می شنند لقب بحسان الکبیر  
زیر که تصانیف بی شمار در هیچ جناب نبوت صلعم پر داخته و مخالف غزیه برشته ابدان کشیده و کلو  
چند ست با قمریان عرب و مساز نعمه شمع پورب ست با خوش نوا یان حجاز هم آواز معلوم ست  
که در گلزمین هند از ابتدای فتح اسلام غنایابی باین خوش نوا فی بر جاست باشد و فاضلی با جمیعت  
و بست گاه و نظم بلوغ و ترنم و اقران و اقطار نام شهرت و قبول بر آورده و دیوان عربی و فارسی  
ایشان مرز از مرز نگار موجود ست و بدربارانی خوبان طبائع شکل پسند ست ترجمه جافایا و در  
اتحاد النبلاء نوشته ایم و غزالیان سخن تازی و پارسی او را و میدان صفحه بچولان آورده برخی

منظومات از دیوان او در اینجا ثبت می افتد

سر آرا از ملبم الد تیغ خوش مقالی را  
مسخر کن سواد اعظم نازک خیالی را

لکهای بست چشم یار را با چشم گریه غم  
 دل ویرانه آذ او را آید کن یار ب  
 آتشی ناله گرمی دل دیوانه مار را  
 مدد در دست زنگار بوی آتش دل را  
 کریان را نظر زشتی همان نمی باشد  
 بقی فغانی خود میسریت دیدار شما  
 مشک با شمع تا شوم در بنرم و الا بار یا  
 آخر ترا گشت دانه عشق را چه ما  
 چندین بزم میکده را وقت میکشم  
 ز بکان از گره دام غم برین دل را  
 چرا از حلقه احباب میرودی بیرون  
 قتی داو چشم یار و دل زخم دیده را  
 پیری رسید بر و طاعت نعیم شو  
 آتشی معالج دید که گرسنه یار مرا  
 سوخت از پر تو خورشید چینی دل را  
 آتشی وای رنگ و بوی چین کرد عازیت  
 آخر شو و کن غزال بمیداده  
 همان آغاز باشد انتهای سیر کامل را  
 و با آتش چشم و آتش ستم باز نخواست  
 سرشورید و من طاف او بی دشت و طالع  
 بهار این چنین آزاد و آخر رنگ می باز د

کهستان دوست سید زلمیر بزرگانی را  
 پریزادی که غمهای این مینای خالی را  
 کرامت کن نهال آتشینی رانده مار را  
 بحسن خویش کن با و حیرت خانه مار را  
 مبلز باغ بیرون سبزه بچکانه مار را  
 میفرودش خویش اول خرد یار شما  
 تیکم هر را خدای پای دیو ایشما  
 گیر از دست از سر زلف تو دام ما  
 روزی که جام چشم تو کرد و بجام ما  
 بعلوم شاه شگن این طلسم شکست ما  
 مکن برای خدای چرخش محفل ما  
 و اند که نافع است جراحت رسیده ما  
 ضلالت مساز عاتقه قدر تمسب ما  
 بر طبیعت همچو او بگذار بیا مرا  
 آتشی شایسته بود چشم تماشا ما  
 کم فرصتی ز زلفی ستار ما  
 آزادیت از آتش زلف ما  
 منت می کند با و در غم این ساسل را  
 لب چای غایت می شود کم کرده منزل را  
 که در وقت جاگردان بپا افتاد و قاتل را  
 چو شمع از جهان رنگ و بوی برین محفل را

ای نمک بر زخم دل از لعل خندان شما  
 نقشه مار با آسانی توان سیراب کرد  
 اگر بخاطر عطر بود شهادت مرا  
 بشنید خنده آب ریخت ترش می دشنام  
 بر خاطر و مشت زده حق ستالم را  
 رفت ز وعده سالها چند آنم حساب را  
 حالت خویش گفت مثل زیر ناز گفت بس  
 تشنه جاف بود حضرت گل داد رس ما  
 آنرا اندازیم سرشکوه غار  
 بیا که چون اهرم میتو چشم تر باقی ست  
 جدا ز بزم تو هر چند کرد خاموشم  
 دل با علو محبت خود از جهان گذشت  
 با من نسیم صبح حدیث صحیح گفت  
 حرفی که آشنای سخن شد جهان گرفت  
 روز بدعا جنت شرافت بد و نمان افت  
 در دلم باد تو از چار طرف می آید  
 و کی که آینه مهر احمد عربی ست  
 گرد آری نظر رحم من بر خود کن  
 من از قنوج این گلستان نظر بستم  
 عجب که با قدم خدی می که دارم گفت  
 سقیم دشت جنون با سبان نمی خواهد

صبح محشر دماغ از شور نگدان شما  
 بیس کانی ست از چاه زنجاران شما  
 ز دست و تیغ تو بروی منی سادوتا  
 انا ریخوش او میش کرد و رغبت ما  
 صیاد شبانی کند آهوی حرم را  
 وعده سال بیش نیست دور و آفتاب را  
 گوید بد مراد من بنده ام این جواب را  
 آونخت صیاد و ز گله بن نفس ما  
 چون غنچه گل پاک بر آید نفس ما  
 تمام خشک شد م لیکن ایقدر باقی ست  
 توان لذت مرا آه در جگر باقی ست  
 بر پشت این براق زنده آسمان گذشت  
 بیار شد کسکه برین گلستان گذشت  
 این طفل فی سوار زمین و زمان گرفت  
 تکیه گاه سربلر نیز تفکر زانو ست  
 راه آن خانه که افتاد ز پا از هر سو ست  
 درون خانه چراغی و شمشیر حلبی ست  
 مشکن ای جان فل آباد که این خانه ست  
 که او ملع که ممنون باغبان باشد  
 چرا بجا شمشیر بزم من فلان باشد  
 که آهوان حرم را حرم شبان باشد

دارم دلی که عشق تمنای او کند  
 اگر چه طرف کلاه تو جز ستم نکند  
 تر از پر تو رخسار خود در میان سمن  
 قناده هست بزنجیر آتشین کارم  
 روزیکه قضا فرصت عمر شد رم داد  
 نقشی ست عجب دایره هندی خطش  
 و اند که من قابل پرواز نبودم  
 دوش صد دست دعا در خم موئی تو بود  
 شب زما آواز پاد دینت سودی داشت  
 نقش حسن روز افزون ترا مانی کشید  
 خط بر رخ زیبانه پسندید بک کرد  
 دل در برین چنان نشیند  
 مرا آزاد وضع پر تو خویشید خوش آمد  
 زمانه جلوه کند هر نفس بحال دیگر  
 فتد تونشو و نما کرد در دل خوبان  
 بقربانت روم بای تو بوسه جانانی ل  
 زدم بر دست او اگر بوسه گستاخ معذورم  
 چه می پرسی ز حال نسخه دل چیست تحریرش  
 سعادتمند بیند زلف مشکین تو در رویا  
 بالاک حیرت از شوخی ناز آفرین طفله  
 سرت گرم شنود از قاصد آواز پیغامی

آتش بجانب کردن خویش زد کند  
 حرف تسلط این سر فرازم نکند  
 مرا ز دیده ترا آستین و دامن سرخ  
 که زلف او شده از چهره دوشان سرخ  
 تا چشم کنم باز نوید سفرم داد  
 کز سایه خورشید جمالش خبرم داد  
 دلگرمی آن شمع و فابال و پرم داد  
 لیلیه القدری که میگویند گیسوی تو بود  
 نمکت گل فاش از خاک بر کوئی تو بود  
 ساعتی گذشت تا دیدم پشیمانی کشید  
 این صفح غلط بود ترا شنید بک کرد  
 او پهلوی و لسان نشیند  
 سحرگر بر زمینی می نشیند شام بر خیزد  
 پیاله نوش و مکش انتظار سال دیگر  
 چو آن نمال که روید و در سال دیگر  
 کمی آنی ز سیر لیلیه المعراج گیسویش  
 مرا تعلیم شوخی مید بد تعویذ بازویش  
 کتابی دینل دارم که قرآن ست تفسیرش  
 که چون در خواب آید از دکانج تفسیرش  
 کند صد رنگ بازمی زمین صغی تصویرش  
 چه غمخواران که ظاهر میشود از طور تفسیرش



<p>اشک بیتابم کند در دیده صبح شام قص          گیرد بادم کار من دیوانگی آشفته گشت          کسی چگونه شود آشنای نشسته تاک          کمر بکوشش دنیا ببند چون جاربوب          نروزی قیامت هر کسی در دست گیر و نام          از دست موج اولین بیاطاعتی کنی</p>	<p>میکند این طفل نادان بر کنار بام رقص          میکنم کیدست از آغاز تا انجم بام رقص          غذای دوزخیان است آب آتش ناک          که نیست حاصل روی زمین ترا جز خاک          من نیز حاضر میشوم تصویر جانان در غل          دار و جباب آسمان بسیار طوفان در غل</p>
---	---

## رباعی

<p>هر چند ندرگی نه توانی دارم          اما ز محبت رسول الثقلین          کشید اندر زنگ نیاز تصویرم          و آمان وحشتی ز جهان بر کمر زدم          تا آدمم چون غنچه زنگس درین چمن          بیا چشم او در انجمن دیوانه گردیدم          به پیش غیر با من مناسب دیدار پیش          کجا در بزم من آن شمع بی پروا دافراز          چو سایه در قدم سرو سرفراز تو ام          نگاه تست با زاد میش از دیگران          شبی که گم شده آن آفتاب از نظر          ز من جدا شده دل رفت در پی پیش          تو آفتابی و من ماه بی نصیب محاق          یار را دیدن من در عرق شرم نشاند</p>	<p>در زاویه خمول جانی دارم          در سینه بهشت و دکشائی دارم          خط شکسته از خوش نویسن تقدیرم          چون بوی گل شکسته قفس بال و پر زدم          چشمی کشادم و گل حیرت بر زدم          ز جابر بنیستم گرد و سپیده گردیدم          ز انداز گنجایی یافتم بگانه گردیدم          خیالش در نظر آوردم و پرده گردیدم          مرید سلسله گیسوی دراز تو ام          غلام معتقد حسن امتیاز تو ام          ز اشک ریزی میترسان ستاره می شرم          ازین مسافر راه عدم نشد خبرم          بیا درین دوش شب بیتوداغ شد بگرم          از نگاه و غلط خویش پشیمان گشتم</p>
---	--

حقوق بنده صاحب و فارغیت کن  
 اسید وار اگر قناریم درین صحرا  
 گره زابروی خود و انکر د قاتل من  
 حباب خوش منظم میزیم بوضع صفا  
 چو شیشه که دران زگس از بنر سازند  
 بحال مجلسیان طرفه گرم دلسوزی ست  
 رسید بوسم گل راه گلستان سر کن  
 غنیمت ست اگر قطره رسد از می  
 نگر د و محو از لوح جهان حرف ثبات من  
 تمییز گر شود آزاو این مطلب چه خوش باشد  
 دل هر شمع بر میتابی پروانه می سوزد  
 دل که شد واقف اسرار زیان من و تو  
 کشته را اگر دسر قاتل او گردانند  
 تمن هم آخر و در من چشم بیا بر تو ام  
 خاطرت آزاد دارد دخت بی جمعیت  
 الهی تا زخم در هر خیم گیسوی او دستی  
 تمیستی در عالم ایجاد از طایوس کم  
 بتیود لهای مهبان چه خرابه دارد  
 آییند وار لقصیه گر آرزو کنی  
 آزاد پر سیکده ارشاد می کند  
 قوا ز کشیدن گردن همیشه د خطری

نقدی سرخ و دیو سه عنایت کن  
 دوام چند بخود حلقه اگر انت کن  
 شنید این دو کمان مهره ست ببل من  
 ز آب صرف بنا کرده اند منزل من  
 خیال چشم کسی جا گرفت در دل من  
 حسد او را ز کند عمر شمع محفل من  
 چو گل زریه ترا هست صرف ساغر کن  
 برنگ برگ گل از شبنمی زبان تر کن  
 که باشد در دم تیغ قلم آب حیات من  
 دمی با گل نشستن در بروی باغبان ستن  
 چه باشد که برای ما تو هم تشبیهان باشد  
 نیست و سوس که او هست ازان من و تو  
 خلق حیرت زده رسم زمان من و تو  
 اسی بقربانت روم در شک در مان که  
 خیر باشد و اله زلف پریشان که  
 کرامت کن مرا چون شمع منبل موبودی  
 گلستان یابی اگر خود را تماشا میکنی  
 شهر بامی شود آباد اگر می آئی  
 دل را ز آب و پیده خود شست و شو کنی  
 در پائی خم نشینی دمی در سبو کنی  
 بر تیغ و داو شمع را ز پاده سری

فرنگ هوش را با طره کافرتان است  
 قدم فشار بدارالامان بجای  
 نمود جلوه اعجاز شمع مطلبی  
 نماند شمع چشم شرابو لبی  
 فدای خاصیت وادی عقیق شمع  
 که کرد ریگ روانش علاج تشنه لبی  
 زیادت تو کند آفتاب شرب نذر  
 رو و صبح جلوریز جانب غرنی  
 ز بسکه ذوق شکست تو دشت ساغر ماه  
 گرفت رنگ نرنگت رشت شیشه حلبی  
 خوش است حسن تقاضا ز باغبان کریم  
 نصیب ذائقه ام کن علاوت رطبی  
 آفتاب نبوت رسانده ایم نسب  
 توان ز ذره مادی نور خوش لبی  
 بک هندی چون نیست طوطی آزاد  
 که کرد تربیت من شکر لب غرنی  
 ابو القاسم شیخ گادرونی فاضل کامل سخن بود دیوانش قریب دو او زده هزار بیت بنظر  
 رسیده بر اقسام شعر محتوی است از انجملت

بر لوح دل چو خفته تسلیم کو دکان  
 هر حرف آرزو که نوشتم خراب شد  
 زبان شکوه ندارم و گرنه می گفتم  
 که دوستی تو مارا بکام دشمن کرد  
 ز معجزهای عشق است اینکه ابر بر کوش  
 نگاه بام و درالذبت دیدار می باشد  
 احمد خان پادشاه گیلان از اجله سادات حسینی بود در شصت و سه سال رویش بگشایست  
 پرواز کرد و مراتب نظم طبع خوشی داشته اشعارش تخمیناً چهارصد بیت دیده شد از ویست  
 شام فراق کار من زار مشکل است  
 صبح وصل اگر نه و مدکار مشکل است  
 جان داد غم پیش تو آسان بود ولی  
 محرومیم زدولت دیدار مشکل است  
 تا صبح گو که قطع نظم چون کنم ازو  
 حسنش همان و عشق همان دل همان که بود

رباعی

اغیار پرواز گار حیرانی ما  
 دل شاد شد نداز پریشانی ما  
 سهل است اگر چه پاریشان بایم  
 جمعی شاد انداز پریشانی ما

ابو القاسم

احمد خان

سوزان ز آتش دل انسان بمحشر آیم	کز سوز دل گریزد روز قیامت از من
بدگمانی بین که با هر کس حکایت می کنم	اول قصور میکند کز وی شکایت می کنم
ترا ای همنشین برگریز من خنده می آید	چو من کارت به سیرجی نیقا دست بندار
مسافری ز سید ز عدم کز و پرسم	که پیر چرخ کجا برد نو جوان مرا *

## رباعی

ایام شباب رفت خیل چشمش	تلخ نست می پیری و من خمی چشمش
خم گشته قدم ز پیری و من عصا	زده که دام این کمان خوش میکشیش
ابو الحسن کاشانی ولد ملا احمد فاضل سخندان بود صاحب تصانیف عالیه است از دست	سوزم چو بن گرم در آئی که مسبا دا
اختری یزدی هزار بیت از اشعارش دیده شد خوشگو معنی جوست از دست	این مهر و وفا باو گری داشته باشه
روز محشر که بود دستی شهیدان ترا	کار خواهد بود مشکل طرف دامان ترا
زاندم که چشیدم نمک خوان تنها	هر چیز که خوردم مزه خون جگر داشت
حکم عشق است که در کوئی توانغان نکتم	تا ترا ازستم که ده پشیمان نکتم
از دوش بردم اسیر رشک آخر کار	اختری چون گله از دیده گریان نکتم
هلاکم میکند در عشق بازی رشک پروانه	که گاهی رخصت برگرد سرگردانی دار و
ترسم که نامه ام نرساند صبا بیا ر	بد کرد جان که مهر و باد صبا نرفت
اسیری میشدی از سخنوران عده بوده از وی می آید	

در عمر خویش مرحله پهای عشق را \* چندان امان نبود که غاری زیبا کشد

اسیری طهرانی نامش امیر قاضی بوده خلف قاضی مسعود سیفی حسینی وی بهند آمده و بنیدگان

اکبری اخراج یافت در آخر عمر متوجه دیار خود گردید و در کوه چمن فنانزل گردید از وی می آید

خوش آنستی که از بیخانه در بازارم اندازد یکی گیر و گریان دیگری دستارم اندازد

از غیر کنم شکوه چو آن سیمین آید  
شاید به هوا داری او دشمن آید  
احمدی سید لطف اند بگرامی سیدی بود پاک نژاد دست بدامن صلاح و تقوی زده چنانگی  
لذت فقر و فنا گشته میل بر باغی داشت زیاده بر چهار صد رباعی گفته در آستانه انتقال فرمود  
از وی می آید رباعی

آنکس که گزند نکرد پیدان بود  
او خود خلف آدم و حوا نبود  
حق است اگر خطا ز انسان نشود  
عبدست اگر عفو خدا را نبود  
آز برستی خدنگ تو آید بجان نشست  
آری برستی همه جامی توان نشست

ایمان بندگی سید محمد حسن بگرامی گل سربد چمن استعدا بود و نهال سر بلند قابلیت خدا را نمود  
ازل برای او حسن صورت را با حسن سیرت آمیخته و رنگ حیرت در دیده تماشا نشان رخبت حافظ  
مصطف بود و جامع فنون عربی و فارسی و مهندسی شعله آوازش دل سنگ میگذاشت و حسن اکثر  
ایمان سامعه را تازه می ساخت در آستانه رحمت حق پیوست اِنَّمَا أَشْكُو بَدَقْتِي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ  
تا پنج رحلت اوست که میر عبد الجلیل بگرامی یافته این چند بیت از ایاست +

کشاد کارم از جمعیت خاطر آید  
نشد چون غنچه بی چاکل گریبان فتح با بین  
بماش بسکدر بزم تخمیل جلوه پیراشد  
سوید ای دلچون مردک محو تماشا شد  
وصف تو اگر برب در یگد ز آرد  
از گوش صدن پنبه گوهر بدر آرد  
مگر در یاد ماه من ز بلبل ناله میخیزد  
که بد شاخ گلها در چمن چون ناله میخیزد  
رسید قاصد و او شد گره ز غنچه دل  
هوای بال کبوتر نسیم باغ من است  
ز تمکین تو ای ظالم فغانم جوششی دارد  
سکوت گل ز ندامت دل مسکین بلبل را  
نیاز و نیاز با یکدیگر خوش جلوه می بخشد  
در آینه های دست من از دهن کشید نما

اگاه سید علی رضا فرزند میر عبد الواحد ذوقی هم عمر و یار دلپذیر میرزا بود بد قائل شعر خوب  
میر سید خود هم فکر میکرد از وی می آید

احمدی

حافظ

گلزار

پاتسید یکد آید یار سسح سلم  
 گر آرزوی جمال تو نیست در دل او  
 نه پیوند بهم دیگر لب زخم کن سلم  
 بهشت آینه سیاه در کین گزیت  
 غرض چو متحد آمد مخالفان جسمع اند  
 بر آشنائی ارباب و هر غره مباحش  
 شکر احسان تو قاتل چون تو انم شرح و  
 سنج کردی جامه عریانی آگاه را  
 و انشد آن فتنه جور از سر بر او گره  
 باز نتواند نمود از شاخ خود آهو گره  
 از سنگ جفا ضرزندیم

احسن میرزا احسن ابد مغاظم بطفر خان بن خواجه ابوالحسن تربتی در عهد کبریا د شاه و انند  
 شد و بوزاحت شاهزاده و انیال و دیوانی دکن اختصاص یافت چون جهانگیر بادشاه سرور ارشد  
 بقولایض و وزارت اعلیٰ و منصب پنجهزاری متاخر ساخت و در سینه حکومت کابل ضمیمه وزارت گردید  
 چون خواجه و اعلیت حیات سپرد بطفر خان را صوبه کشمیر مفوض گردید و منصب سه هزار سی و علم  
 و نقاره و حرمت شد صاحب جوهر و جوهر شناس بود و سری بصحبت و تربیت ارباب کمال داشت  
 اقتضای شش مین بس است که مثل میرزا اصحاب مادی آستان اوست طفر خان چند جا در مقاطع غرب  
 میرزا را یاد میکند از انجمل این

طرز ایدان پیش حسن بعد ازین مقبول نیست  
 دیوان مختصری از طفر خان طالع و فتا و این چند گوهر شاهوار از خزینه طبع اوست  
 تاز و گونی های او از فیض طبع صائب است  
 دلم بگوئی تو امید و ارمی آید  
 در گوشه میخانه همین گفت و شنید است  
 نگاه دار که روزی بکار می آید  
 شادوم بدل شکستگی خود که پیش من  
 یاران برسانید و اعی شب عید است  
 گوشه چشمی اگر ساقی با دار و بجا است  
 یاران برسانید و اعی شب عید است  
 به تیغ بی نیازی تا توانی قطع هستی کن  
 برای باد فروشی دکان سخته باید

ز بهر مستقیم کی کار با جام و شراب افتد  
 بسکه بر خاک درش ناصیه سودیم حسن  
 مرا از گفتگوی باد و سرخوش میتوان کرد  
 آیه سجده توان خواند ز پیشانی ما  
 آشنایم ز احمیاط هر مخاطب بنایت خان بن ظفر خان مذکور در عهد شاه جهانی منصب  
 هزار و پنجاهی داشت بعد جلوس خلدیگان در کتیر زاویه عزلت گزید و در آنجا زنت بنام خان  
 عدم کشید و دیوانش محتوی برانوال سخن ست در ساقی نامه خود گفت **س**  
 حکیمان ساقی بجلش است  
 چنانض مینا گلیر د ب است

این چنان بیت زاوۀ طبع بلند است **س**

الفت میان دو بنگر نمی شود  
 دندان مار قبضه ننجیر نمیشود  
 بسکه در راه فنا خاک یکسان شد تخم  
 می توان همچون خبار افشانند از پیراهنم  
 از حوادث گوهر مروانگی کمتر نشد  
 تیغ اگر در آب و آتش رفت بی جوهر نشد  
 هر دم نوید لطفت و گرسید به مرا  
 دل می برد ز دست و جگر مید به مرا  
 گر بپوشم چو نافه کشد آسمان بجاست  
 موشد سفید و تیرگی دل همان بجاست  
 کدام چیز عزیزان ز گدگر گیرند  
 بغیر این که از احوال هم خبر گیرند  
 بیاید روی تو شبها کنم نظر ده ماه  
 زیر سفید بود از برای روز سیاه  
 تا بزندان غمت خوابشستن کرده ایم  
 گاه گاهی ناله بر خیزد از زنجیر ما  
 لقمه چرب خوشامد نکند رام مرا  
 دل من از سنگ کوی تو فوفا دار ترست  
 از بسکه دست من ز تعلق بریده است  
 آسمان دل ز قطع تعلق شود زیاد  
 رنک گرفت را بجنا باز سید به  
 عقل ناچار کشد ز رحمت آلایش نفس  
 گل بیشتر دبد چکنی شاخ را قلم  
 تا برون پر بود از تفرقه دل وانشود  
 دایه پر میزند طفل چو بیار شود  
 پیوسته همچو عکس خود مر در گین خویش  
 چون پر آشوب بود شهر دکان نکشاند

نیت نازک طیفستان اطاعت سیاحی لیش  
 دیده نرگس ندارد تاب سیاهی چراغ  
 چند چون شیشه تسبیح شوی سرگردان  
 نتوان کرد در برشته زرقه دیر برون  
 انسی محمد شاه قندهاری از ارباب زاوای قندهارست همراه با برپادشاه در زند آه و دوتا  
 واقعه نویسی بوده بعد در عهد بهایون پادشاه نیز مناصب ارجمند سر فراز گشت و در لاهور در

### سنت و گذشته از وی می آید

بر شکم رفته رفته بی تو در یاشد تماشا کن  
 بیاد کشتی چشم نشین و سیر دریا کن  
 خنجر بیان تیغ بخت چین بمبین باش  
 خوزیر خفا پیش کن و بر سر کین باش  
 از ابل و فاجعه جبری را چه کست کس  
 مایل به فاسد سیر می را چه کند کس  
 امتیاز زعفرانی زعفران فروختی و آزادگی نظری و دشتی بغایت شگفته و بدیگر  
 بود و شعر با هر چه بخت کیفیت خوشی داشت اشعار خود را بر مرزا صاحب خوانده و با آنکه مواظف  
 مذات و دیوانش است هزار بیت باشد هرگز در توانی به تمام لفظ بوق خود غلط نکردی  
 آخر ترک شهر خو و کرد و مکان شد شد از دست

رفیقه ز من بیت نامه بان من  
 حرفی شنیده تو مگر از زبان من  
 تو نم طلال باد و بخت من اگر گشت  
 یک بار در حضور تو خاطر نشان من  
 چون سیاهی مرا زایل گشت  
 چشم پروانه بر چرخ افست  
 آفتابی کند طلوع از ماه  
 عکس رویش چو دریا غ افست

احتمال خان شهر سحری مخاطب بهو تن الدوله امیر معاصی جوهر بود پرورش از شوهر بهند آمد  
 و در شایعان آبا و اجدادین گردید و احتمالی خان در هند پیدا شد و کسب کمال پرداخت و از دست  
 عصر برآمد خوش فهم و قیقه بیغ بود و در شعر و نظم عربی و فارسی و سستی بالا داشت و در سلطنت

### در اعتبار زاریت و در شیشه ایوفات یافت از دست

نفس خواب من شب صغیر بلبل بود



اسیری صاحب فضائل و کمالات بود چند سال پیش حکیم الملک تلمذ کرد از خوش طبعان  
روزگار بوده آب و هوای هند با وساز و آریا مدلولایت رفته در بلده ری که وطن آباد بود  
از محنت دنیا میا سود این اشعار آفرینش که بلاغت شعرا و است **س**  
قاصد رقیب بوده و مرغی غافل از فریب      بیدر در مرغای خود اندر میان ساخته  
دستی که بر حال من زلشده خندیدن داشت      اضطراب من خندیدن ناو ویدن داشت  
دل خسته ام ز ناوکل طفلی که روزگار      در دست او نداده بازی کمان هنوز  
امید وصل تو نگذاشت تا دم جان را      و گر نه روز فراق تو مردن آسان بود  
امانی میر شریف اصفهانی سلیقه شعر دلاوریز داشت است سال در هند او قاتش تجربه گشت

این چند بیت رخیه کاک متنی نگار است **س**

دوید سیل شرم لبسوی خانه او **+**      که گرد غیر بشوید ز آستانه او **+**  
لعلت که آب زندگی از وی نشان دهد      کو نضر تا به بیند و از ذوق جان دهد  
تا به نیست چو امانی سر خود در بازم      جان سپر ساخته و صفت سپاه آمده ام  
احمد قاضی احمد غفاری قزوینی فاضل و نیشی و نوح خوش طبع بی بدل بود کتب نگارستان  
و جهان آرا بسیار خوب نوشته در آخر حال دست از وزارت شایر اگان عراق باز داشت  
و متوجه چین گردید و آن سعادت را در یافته هندوستان می آمد ناگاه دست تفصا و رت  
بستی آن بی بدل خلل انداخته و شکر به عالم بقا کشید این بیت از دست **س**

پس ز عمری نشیند گردمی در پیشم آن چو      طبع دل در برم ترسم که ناگه زود برخیزد  
الهی یزدی دیوانش چهار هزار بیت بنظر رسیده بیشتر در نزل یا مدح میر میران یزدی **ن**  
عمد بستم که ازین پس غم عالم نخورم      تو به کردم که در گداده خورم غم نخورم  
تو من شیوهائی را بدست داند      ولی دل داری آن لونی عیلمی باید نمی داند  
امینی یوسفی بیگ شاملو از شجاعان شهرو بخن سرایان معروف است دیوانش تخمیناً هفت هزار

### بیت شکر اقسام سخن است از دست ۵

نیاز بود الهوس اگر محبت نام خواهی کرد  
و فار هست پیمان آرزو را خام خواهی کرد  
جستی که در آغوش تو آوردمی  
دستی است که در گردن غمهای تو دارد  
چو مرغ نیم بسمل می طید تا حشر از شادی  
بخون غلطی و شمشیر او مردن منب اند

### رباعی

وصل تو کجا و جان مهجو کجا  
خفاش کجا و پر تو نور کجا  
هر چند ز سوختن ترس آنخ  
پروانه کجا و آتش طو کجا  
از شراب غم تهی گردیم صد میانه را  
ساقی ما همچنان پر میدهد چایانه را +

### رباعی

من مست محبتم شرابم ندم  
در آتش افکنند و آبخم ندم  
گر شکوه کنم و گر عتاب آغام  
با او ست حدیث من جوابم ندم  
اشکی فنی در شرخیالات خوش دارد و قتی آصفی میکند و اگر درخت رحلت بر باد پای اهل است  
در مرض موت و دوا وین خود را بمیر جدای ترندی سپرده بود که مر بو ط سازد و میر نکو را نچ کجا آید  
بنام خود کرده باقی را در آب انداخت منطو ماتش دو دیوان غزل و یک دیوان قصائد و یک دیوان  
بجو مجموع از دوازده هزار بیت تجاوز بوده از وی می آید ۵

بسی رنگ از غمت بر سر من اتنگ خواهم زد  
اگر دستم رود از کار سر برنگ خواهم زد  
تستانه کشتگان تو بر سوخته اند  
تیغ ترا اگر که می آب داده اند  
تسکه تن بگذاخت بی او آتش سودا مرا  
گر نمی زنجیر برگردن فست در پا مرا  
ابتری بدیشی اسم بسی بود سخن چند از فتومات کی و خصوص احکم یاد گرفته در ایمان فرعون  
بخت میکرد از ان جبت نام بود کیل فرعون بر آورده این مطلع از دست ۵

گفتی و فاکنیم با حباب یا جفا  
ای شیخ بنده سخن اولیم ما

الف

ب

ج

د

الفی قلیخان بفضل علی بکمی آهسته بود و منصب پنجزاری داشت و بدارانی کامل  
 ممتازی زلیست طبع نظم شعر هم داشت از دست  
 کشته آن نرگس ستم که در عین خار عالمی را کشته بود خود را بخواب انداخته  
 و بر ترک سرت تو آشوب عقل دین من اند کمان کشیده زهر گوشه در کمین من اند  
 نیست در دل غنچه پیکان آن قاتل مرا بی لبش خونی که خوردم شد گره در دل مرا  
 ارشاد میر دربان علی بگرامی سلیقه نظم داشت و شعر مناسب میگفت از دست  
 نینداختم سر جنگ که داد و ترک چشم او که باشد از گناه خویش تن شمشیر بردوشی  
 کدامی جنگ جو تیغ نگر را تیری سازد که شد زیر نمد آییند از جوهر زره پوشی  
 احسان میر احسان علی بگرامی شاه عروشا بود و این بیت از ان اوست  
 شط است خطرب نکردن قتیل را آخر رسید فیه ذبح غلیل را  
 ابو الفضل برادری فیضی داشت بود و آدم و دگر کتبت بحدت طبع و رسائی فهم بود و جو صله  
 کسب فضائل نموده و حیدر عمر گردید و در مزاج اکبر پادشاه چون آب در گل سرایت کرد و در فن  
 انشا صاحب ید مضیا بود و باتفاق فصاحت و شوی که او اختیار کرده عدم المثال است با آنکه کلمات  
 منشیانه هیچ نزار و لیکن تنانت کلام و سلاست سخن و استخوان بندی الفاظ و ترکیب عجب لایه وضعی  
 افتاده که دیگر را قبیح آن دشوار تا آنکه نصیر حمدانی در بعضی نشات خود قسم خورده و گفته بساده نویسی  
 ابو الفضل مندی با جمل قوت ناطقه او در کبر نامه باید دید که جوهر قلمش تا چه قدر در جوش است  
 آثار سوزونی طبع از و پیدا نیست مگر بعضی مورخان این رباعی بنام او نوشته اند

رباعی

نفس دارم که هر نفس می گردد	گویم که ز پشتم دهم به گرد
هر چند بجهل لغزش میدارم	از یک سخن فصول فر به گرد
و آخر عمر منصب پنجزاری و نظم مالک و کن مامور بود پادشاه او را جریده از و کن با گره طلب	

نو چون بسرد راجه برسنگد یو بند لید رسید باشاره شامزاده سلیم برالندگشته ست چون از  
 دین اسلام انحراف داشت مورخی تبعید اسقاط دودعد و چندین تاریخ یافت مع تنج از جانبی اب  
 سمرغانی بریده و این بدان ماند که تاریخ وفات برادرش فیضی فیاضی فصیح چنین گفته است  
 فیضی بدین چو مرد سال وفاتش فصیح گفت سگی از جهان رفت بحال قبیح  
 آقائی گویند زنی شاعره بود در ایام سلطان حسین در بلده هرات بسرمی برد و نزد بعض دختر  
 مهتر قرائی خراسانی ست که از محمد خان ترکمان منصب عزت داشت و اندک علم این مطلع است  
 ز بهشیاران عالم هر کراویدم غنی دارد دلا دیوانه شود و لو انگی هم عالمی دارد  
 آتجانی وردی بیگ منتخب روزگار بود و ساد و پرکار صلش از خراسان ست و در سنه  
 نشو و نما یافته در عین جوانی بهار عمرش از سر صرا بل خزان گردید از وی می آید  
 دو ددل کرده غبار دل افلاک مرا این چه گردست که بر فاسته از خاک مرا  
 میکند ساقی مایاده بجام از سر زلفت خون دل میدهد از شیشه رگ تناک مرا  
 عصمت آن روز که شده پرده نشین تبت کرد حسن را دامن پاک و نظر پاک مرا  
 تو کنتی حیدر و ام هیچ و تا بهم کرد دست نو خطی استاد شوق اضطرابم کرده ست  
 و انغم از دوشی این مصرع صائب گفت گرم خوی آتشین روی کبابم کرده ست  
 شکایت نامه مارا پر پروانه ست باید که نوک کلاب ما چون شمع آتش بر زبان دارد  
 اعجاز شیخ محمد سعید بولوی مولش اگر ست بحدیث شیخ عبد العزیز عزت کسب علوم نموده و بامیر علی بکلیل  
 بلاغی اخلاص و تباط نام داشته در سر کار نواب مکرم خان المصطفی بکتان مرجع را با تبت بود و چون کلاشن  
 ماگزیدای فراق اسحر طالع عقد کشای طلسم ستر معاش فلخن فک وقت گزینان محال این چند بیت از اعجاز ست  
 نکستی ریزد از صبح طرب در جام اقبالم بهستم آسمان ساغر دوازده گوش عالم  
 چه آتش ریخت ذوق سوختن در سینه تنگم چراغ کشته روشن میشود از جستن رگم  
 چو بوی غنچه لعلی نفس را در گود دارد شکست خاطر مرا ز پرده برین نیست انگم

قالب

قالب

قالب

خوشی آینه پر داز جوهر بوش است  
 بغیر ز گس و نباله داریار که وید +  
 هزار جام گل پوشیده های غنچه شکست  
 خسیال یکسی من وفا بیا دوش داد  
 کشیده ام بجنون ساغری که بوش نماند  
 بینگ گرد او آشنه ام و درشت بینا  
 شب که بی روی تو گشای غنچه و اینک بود  
 ابراهیم بن عبد الله اهل کلبه ایلم شمع علی حزن است ترجمه بسطی او و تذکره حسین قوسم  
 این بیات بر نام وی نوشته و ذکر خلاص نکردد ۵

با چراغ غم و خورشید چه کار است مرا  
 سیر تم به چه نقویر ده گفت و شتود  
 آشنی که از دل تو نشوین غیب ز من  
 تا چند اضطراب کند دل بسینام  
 این مرغ را ازین نفس آزادی کنم

از دل خدایین جوهر خج و متقامت سلیقه اش کمال و در شاعری قدوة اشغال بود از نظر  
 علو همت و تقوی بر گزیده مشاغل دنیا آلود داشت بوضع گوشه نشینان معاش می نمود و در ۲۵  
 بلاه علی اتصال هست این در غر رازان الا که است ۵

از حجب و ردی که غم جاودان نشست  
 چون تیر پا بودی آوار گه گذار  
 گر خدایم کنی ای عشق چنان کن باری  
 شب که در بزم می رخ گل رنگ تو بود  
 یکدم برای خاطر مای توان نشست  
 در حنا نه بچند توان چون کمان نشست  
 که نباید و گرم منت تمییز کشید +  
 میتوانست گلاب از گل تصویر کشید  
 دانه را مور بزور از دهن شیک کشید

بر نشاطی که دل از عشق جوانان انداخت  
 پیش تشریف رسائی کرم دوست ازل  
 اقتفاش همه از من فکاک پیر کشید  
 خجالت از کوتاهی قامت تقصیر کشید  
 ابراهیم میرزا همدانی طبع سوزون داشت شیخ علی حزین او را دیده اند و ست ست  
 چه گزند دست بدل سردی افلاک مرا  
 نکه گرم تو بر پشت از خاک مرا  
 در آتشی که بتو دل دهنده سوخت  
 میسوخت آن چنانکه دل رو بکا خست  
 بر یک در آتشی من و پروانه سوختم  
 اورا وصال شمع مرا جگر یار سوخت  
 اشرف میرزا بن میرزا عبد الحمید بنو امیر باقر داماد بود صاحب استعداد گاهی اتفاقات  
 بختن شعر میفرمود اشعار بنجیده دارد از انجمن این چند بیت است که زیب این میگوید میثود  
 مگر گیت زنگانی در زیر پایست  
 کوهی که از تر خراب بقا نخواهد  
 سوختن سبیل است ازین اغم که در روز جزا  
 بر شمعانی تو مبر دغ محض می شود  
 بر دانه وار میزند آتش بجان ز رشک  
 چون شمع جبهه من نفس مانده از حیات  
 وقت است اگر عیادت رنجور میکنی  
 نیست شکل گذار ازادی خونخوار جهان  
 گرنه خود ترک تعلق کنی آسان گذری  
 اشرف خان مشهور بپیر منشی نانش محمد صغری بوده از سادات حسینی مشهد مقدس است  
 در خوشنویسی انگشت نامی اهل قلم بوده و به تنهادرگاه اکبری بمنصب شایان خطاب اشرف خان  
 سرفرازی داشته و هم دریندوفات یافته از دست

### رباعی

یارب تو مرا با آتش قهر سوز  
 در خانه دل چراغ ایام افروز  
 این غیبت بنگی که شد پاره زجرم  
 از راه کرم پرشته عفو بدوز  
 ارسلان تخلص قاسم ارسلان مشهدی است که در ملک ملازمان اکبری بوده و در شعر و تاریخ  
 و خوشنویسی و خط شاسی و دیگر صفات حسنه مشارالیه میراست در لاهور رسیده و گذشته است

نقد

نقد

اشرف خان

ارسلان

کریان چو بسر نزل احباب گذشتیم صد مرتبه در هر قدم از آب گذشتیم

آهی از امرای الوس چغنائی و نخلبند بوستان سخن آرائی ست نویم شاه غریب مرزا بود و مرد  
شوق پیشه اشعار و تیر برین مدعا دلالت دارد در شش جاده آخرت پی سپر کرده از دوست

فنا نه ام جو معلوم چون شود که ترا + بنور حریفی از ان ناشنیده جواب گرفت

نتیجدم و مطلب او و نمی پرسیدم خبری او کسی تا که نگوییدیم +

خسته بودم آمدی و لطف پرسیدی مرا گرمیدیدی مرا دیگر نمیدیدی مرا

روز بجزت گفت بنمایم غم جالسوز را دارم هیچ یک نماینده آن روز را

میکنم گریه چو شد فاک بکونی تو رقیب تابیل مرزا ام از سر کوی تو رود

شدم سر شاک نشان چون رخ نقاب گرفت شو دستاره نمایان چو آفتاب گرفت

آختم شیخ حفیظ اندک کبر آبادی حافظ قوانین سخن ایجابی ست از خوشان خان آرزو بوده

در شش چشم از تماشای عالم فانی دوخت از دوست

صبح در پرده شب طرفه تماشا دارد دیده ام از سر زلف تو بنا گوش ترا

کس ز دشنام لب لعل تو آزرده نشد در جهان هیچکس از آتش یا قوت نسخت

اختر قاضی محمد صادق خان از قاضی زادگان هوگلی نواح کلکته ست در ستند ان زمانه معذ

بود صبح صادق و نور الانشا و محمد حیدریه و نقود حکم و دیوان فارسی و اردوی ریخته تالیف

اوست عمری و لکنخو بر بیایه عنایت غازی الدین حیدر پادشاه بسوزد و بخطاب ملک الشعراء

سر بلند گشت از شعراء معاصرین است بر او مرحوم او را دیده بود و محرر بطور بعضی تو ایفش

اگاه شده سلیقه انشا فارسی و شعر اردو نیکو داشت و لکنخو بعد زمانه غدر هند و ستان مقررت

گزید از کلام دست

بیابان داده ست از یاد خود و دلی مجنون بنون می خیزد امرو از زگر بیانی که من دارم

پیر یا شعل زسا او پروانه نی سازد نثار و بهج مفضل شمع تابانی که من دارم

شگفتن غنچه دل را بود از شعله آهسم  
ز آتش آب می یا بد گلستانی که من دارم  
چو ماه بدر سرشار است اختر ساغر بوشم  
تجلی شد محیط چشم خیرانی که من دارم  
تماشای عرق افشانی او میکنم خست  
ندارد و بچایس سید چرخانی که من دارم  
ابن کین ناش امیر محمود خلف امیرالدین طغرانی است از فضلا  
عصر بود صاحب خلاق حمید  
و اوصاف گزیده تحصیل معاش از دهقانی میکرد و تخم معانی در گلزارین مبنای میکشت معاصر  
سر براران بود این چند قطعات از دیوان اوست

دو قرص نان گراز گندم ست یا از جو  
دو تابی جامه اگر گند ست یا از نو  
چهار گوشه دیوار خود بخاط جمع  
که کس نگوید از اینجا بجز و انتخاب  
بزار بار نکوتر بنزد این سین +  
زنت حکمت کی قبا و و کجاست

## رباعی

منگر که دل ابن کین پر خون شد  
بنگر که این سرافانی چون شد  
صحف کتب چشمه روی بست  
با پیکل بل خنده زمان بیرون شد  
سرمه ای دیده هر زم اشک غاثر مرا  
تا نسازد فاش پیش مردمان راز مرا  
عشق تا در دل آدم ندرا آمد نمود +  
با و پر شور شد تا که برستان ز رسید  
ابو نیزید سلطان آل طغر برادر شاه شجاع بود حالش زیاده برین در ایالت نش از دست

## رباعی

از واقعه ترا خبر خواهم کرد  
آن را بد و حرف مختصر خواهم کرد  
با عشق تو در خاک نمان خواهم شد  
با مهر تو سر ز خاک به خواهم کرد  
اقتدی گویند و خود پسند و ناساز کار بود و باین علت اکثر اوقات بکس مین یا با من می ن  
شاعر عالی ضمیر و خوش تقریر است شاه عباس ماضی چند بیت او خوش کرد و بدوق تمام بخواند  
تا او نیز بعبه شاهی رسیده و بر احم شاهانه متناز گردید از دست



بپای نافرودشان دل شکسته گیت  
 که این صد اصدائی جبرسنه مانده  
 ز غمت جهان چنان شد که صبا نمی تواند  
 به تبسم نهانی لب غنچ باز گردان  
 سرفاقلی بنامم که ز کثرت ملائک  
 بجنایه کشیدش نتوان ناز کردن  
 دل جدا ز گلشن کویت گل پر مرده است  
 دید و بی نظاره رویت چراغ مرده است  
 آفتابی از مردم سادوست طبع غنیم داشت از دست بدگفت +  
 بیای من چون ببیش او شد  
 می میرم ازین غم که چرا بستم امروز  
 اصیل میرم خود می از سادات بلوک جاسپست این دو شعر از نوشته می شود  
 نیاز عاشقان معشوق را بر ناز میارند  
 تو سر تا پا وفاداری ترا من میوفا کردم  
 گویند دل بآن بت نامهربان مده  
 دل آن زمان بود که نامهربان نبود  
 آذر لطف علی یک اصغمانی در شکله در اصغمان متولد شد و در اواخر ثانی ثانی عشر مرطبه زندگانی  
 طی نمود و وصیت جمعی از افاضل علماء و اکابر شعر اکسب کمالات نمود تا اگر دید علی مشتاق است  
 و صاحب تذکره موسوم به مشکله عجم از اشعار خود درین تذکره ابیات مشنوی یوسف لرین  
 بسیار نوشته خوشگوست ترکیب و کشین و معنی تازه کست در دوازده دست  
 بستی بی خون ریخته تم تیغ ستم را  
 نشناختی از صید و گر صید حرم را  
 مثلت نتوان یافت که چه فتح تقدیر  
 نام تو نوشتند و شکستند قلم را  
 قوت پر دازی صیاد چون سوئی نیست  
 آهن که در قفس افتاده ام نیدانے  
 چگونگی گذرد ای هم آشیان تنها  
 تشنه آشکار ز کم ظرفی حریفان راز  
 و گرنه پیرمخان هر چه گفت پنهان گفت  
 منترس ز راه شهیدان که ساکنان سپهر  
 کشاده دست تو دورهای آسمان بستند  
 شب بگوشت چو رسد ناله مرغان اسیر  
 ناله بی اثر از مرغ گرفتار من است  
 افضل الدین محمد کاشانی عنوان صحیفه فضائل و دیباچه مجموعه افاضل بوده و نظیر طوسی

آفتاب

اصیل

خود

افضل الدین محمد کاشانی

بفضل وی محترف بوده سلطان محمود غزنوی نزد عزیمت ایران او را مقرب خویش گردانید  
تالیفات نافعه دارد از اقسام نظم با نثر در باغی بیشتر پرداخته از دست +

## رباعی

باطنج لطیف از ره لطف درآ  
دیده و گل تاملی کن که قفسا  
باطنج کثیف از ره جور و جفا  
آز آبه بشکافت این ابصبا

## رباعی

باز آ باز آ بهر آنچه هستی باز آ  
این در گیه ماور گیه نمیدی نیست  
گر کافور نوبت پرستی باز آ  
صد بار اگر تو به شکستی باز آ

## رباعی

این کبر و منی ز سر بید باید کرد  
دنیا داری و عاقبت می طلبی  
انگه با کوئی او گذر باید کرد  
این نایب خانه پدر باید کرد

ابوالفرج بن سعد درونی رون مقبیه از مضامین لامبورست وی از عمده شعراء هندو  
و بلبل خوش الحان این بوستان است با اتفاق اساتذ و مثنائت عبارت و لطافت اشارت و حیه  
علیا و مرتبه قصبوی دهمه سعو و سعد سلمان و انوری و فیضی مداح او بوده اند و سلطان  
ابراهم بن سعد بن سلطان محمود غزنوی عظیم دهمه که از زندان دنیا بزم هست با و عقی  
شافت دیوانش متداول است از دست +

## رباعی

باوی که در آئی به تمجید و نفیس  
آبی که بوزنده توان بودن پس  
ناری که بسوزی دل عالم بهوس  
خاکی که بپشت باز گشت همه کس

ابوالعلا گنجوی گمنان استاد وی او را مقبول میدانند و در فرامین سلاطین نقیض تالشعراء  
می گاشتنده و خرد و خاقانی داد چون سلوک خردانه از دندید و جو با کرد از جمله ست

بدره

بدره

عمری بچشم خویش تن از عین مرد می  
چون طفل اشک عاقبت آن شوخ بی وفا  
چاکر دشمن که باشد از اغیار ناپدید  
از چشم ما برآمد و بر روی ما دید +

اشیر خسیکی از نصفا قدما بوده و در آخر عمر صحبت خلق و امن کشیده در موضع خلمان قدم  
فشر و طاعت و عبادت را زیور خود گردانیده در شش رود زقاب عدم کشید میان می و خاک  
مناظرات و معارضات اتفاق افتاده که در کتب مبسوط مذکور است **منه**

اشب نم و صالی آن سر بلند  
گر لعل لبش چاشنی یافته قند  
ای شب گرت هزار کارست مرو  
ای صبح گرت هزار شادی ست مخند

او صدی صفه مافی عارف ربانی و مرید شیخ او جالدین کرمانی است و از نجیب او صدی تخلص کرده  
سخنانش در شیرینی نبات است و نظم روانش در لطافت آب حیات مستنوی جام جم و دیوانش  
محتوی اقسام نظم و ستور اصحاب توحید و منظور ارباب مواجید است در شش فوت شده از دست  
بسکه بعد از تو خزان می و بهاری باشد  
خاکساران جهان به بقارت مسنگر  
بیا و بروی تو هر باداد و دیح من +  
امرو ز چون بدست تو دادند تیغ فتح  
حقیقم آنیک که ترا جامی کنم در دل تنگ

یوسفی چون تو سزاوار چنین زندان نیست

رباعی

ای آمده گرین تو و خندان همه کس  
امرو ز چنان باش که فردا چو روک  
وز آمدن تو گشته شادان همه کس  
خندان تو برون روی و گریان همه کس

آنی هر وی قریب شصت سال در کشمیر گذرانیده و غالی از جوهر قابلیت نبوده **منه**  
عرق شسته ز پندم رخ نگوئی ترا  
زمن مرغ که میخواست آبروی ترا  
اسد بیگ قزوینی بهند آمده سالها بدگاه اکبر پادشاه و جهانگیر پادشاه بسروده و در آخر

### حال پیشرو خان خطاب یافته منده

در جهان هر چه کمی باید بست سخن ست ای که چنین بایستی  
 و ز نیم پای فضولی مبیان همه عالم به ازین بایستی  
 امینی ترقی صاحب ذهن سلیم بطبع مستقیم بوده و باستانی واقعه سی و نظیر شهیدی مشق سخن  
 کرده این بیت از خوش کردم

جان رفت و عمر هست که در انتظار تو در دید دایم مانفسم اسپین خویش  
 امینا بنفص پدرش ملا محمود کلب دار و دست علوی بوده از دست \*  
 دوری ز درت نمی توانم چون گردنم استانم  
 فزین نکمت گل خوردم و ندانستم که نه نفس بشامی گندم آغوشی  
 فرستم کی شد که گیرم دامن وصلی بکف از گریبان دست گیرم بر شدم

### رباعی

زاده بخواهی خلد سرگردان ست و در رخ محک تجربه مردان ست  
 گویند که درد و غم نباشد بهشت معلوم شد که جای بیدردان ست  
 الفت شو تری نامش ملا داوود دست میگوید \*  
 بیا و جلوه اش چون گرد باد از یقینارینا طبع نهامی دل سحر البصرا می برد ما را  
 ایما بهدانی ناش شاه میر ست منده  
 چون جرس ناله کنان از پی محمل فرستم سنگ بر سینه زنان از طپش دل فرستم  
 احمد بیگ وطنش تبریز و بخش لا ویز ست منده  
 شاه غنچه یاران چین بود گذشت بوی گل گرد سواران چین بود گذشت  
 ابو الفتح از ملک زادگان سیستان بوده منده  
 جندبه توفیق بخوام که از خوشیتم برد آنقدر که کاروان پس مانده ام پیشم برد

دینار

دینار

دینار

دینار

دینار

دینار

انسی حسن بیگ نام مردی خوش خلق بود در شاعری قدرتی بر کمال داشت **من**  
 من خفته نو آه گرم بسیار چون شمع که بر مزار سوزد  
 آصف قی نهش محمد قلی بوده از اترک است در عهد شاه جهانی بنده آمده میگذرانید گیوید  
 عمر و روزه قابل سوز و گداز نیست این رشته را سوز که چندان دراز نیست  
 می نام از خجالت عصیان بجاک دو مطلب مرا از ناصیه سائی نماند نیست  
 احمد جام سر مست جام توحید و سر خوش باد و تقریر بود در <sup>۳۲</sup> وفات کرده از کلمات

### طبایات اوست

تا یکسر موی در تو پستی باقی است آئین دکان خود پستی باقی است  
 گفتی بت پندار شکستم رفتم آن بت که ز پندار شکستی باقی است  
 آگاه مولوی محمد باقر نایطی مدرسی صدر دیوان سخن شناسی است اصلش از بیجا پور بوده  
 و در ویلور متولد گشته در خیابان کرناهاک همچو او نهالی سر بالا نکرده و از گلزمین مدراس مثل او  
 کلی خوش رنگ ندیده صاحب تصانیف گزیده و کمالات حمیده بود در <sup>۳۳</sup> وفات یافت

### طبع نظم داشت این ابیات از اوست

غم فراق تو از بس که کاست جان مرا عصا ز آه بود جسم ناتوان مرا  
 بستم بطره تو دل زار خویش را آخر گلنده ام بستر باز خویش را  
 شیخ در خجانه با هرست یاری میکند ظاهرا باو خیره نه خواستگاری میکند  
 انشاء امیر انشاء الله فان دلگشوی با سعادت علیخان بصری بر دو زبان فارسی و عربی و <sup>۳۴</sup> شاعر  
 داشت دیوانش مرتبست غث و رقیق بسیار دارد و هنر او بیشتر از جد بوده زهد و تقوی تشیع  
 داشت این چند بیت از دیوان فارسیش برجسته شد

مشرپ رزانه سپید ایم و میجو شیم ما با شیم ندی چون خم هم آغوشیم ما  
 ده چه خوش باشد اگر آنست صهای غم خود گویید دیگر اشب با ده می نوشیم ما

انسی

آصف

احمد جام

آگاه

انشاء

تا صدای آید از بابک سلی کاروان  
 غلطیدن من بر در میخانه ضرورت  
 از آن فریغ که شد نور آفتاب درست  
 زندگان صبح و شامی میشینست  
 هیچ کیفیت ندارد سیر خلق  
 گنجه شسته بحض دروی کشان اگر  
 ضعف آنچنان که ضبط فغانم نمیشود  
 آن احتلاط و گرمی صحبت کجا که او  
 آیین نبود راحله و او سه آیین  
 افتاد و گاه تو چنان گرم که انشا  
 لباس اطلس و دیا چه تنه کنی دارد  
 بتین بطارم افلاک انجسم و مه و مهر  
 جبار بی تو برنگ پریده می ماند  
 تو وقت ای تو ای شیخ راست خواستی  
 کج و واکج نشستن نگرید  
 پای کو بان بوجده رفت انشا  
 نگاهت رنگ مستی بر در میخانه می نرزد  
 حیا و یک نفس نفس اندر چمن گذار  
 تعظیم ما اگر کنی خاک بر سرست  
 از رویه تخلص مفتی صدر الدین خان بهادر دهلوی است استاد و مقرر بود و شاکر  
 شاه عبدالعزیز و شاه رفیع الدین دهلوی و مولوی فضل امام والد مولوی فضل حق خیر آبادی

همچو گل از فرق تا پا جلگی گوشتیم ما  
 بزکمت می لغزشش مستانه ضرورت  
 نمود پیر یغان نشو شراب درست  
 حاصل از عمر نامی بیش نیست  
 خوب دیدم از دحامی بیش نیست  
 پیرا من تو این همه بوی شراب صیت  
 این هم نمیشود زمین آن هم نمی شود  
 اکنون بسوی من نگران هم نمیشود  
 صد قافله را عشق درین را بگذرزد  
 پنداشت بدل صاعقه بر شاخ شجر زد  
 که ساکنان طریقت پلاس می پوشند  
 چه دیده اند در آنجا که جلد خاموش اند  
 گل شکفته بجیب دریده می ماند  
 شما مل تو هیچ آفریده می ماند  
 وضع شمشیر بستنش نگرید  
 اندرین حال بستنش نگرید

باندازی که صبا از لب چایند می ریزد  
 با عنایب زمره گاه نکرده ایم  
 خود سیدیم و عالم و متراض عالمیم  
 از رویه تخلص مفتی صدر الدین خان بهادر دهلوی است استاد و مقرر بود و شاکر  
 شاه عبدالعزیز و شاه رفیع الدین دهلوی و مولوی فضل امام والد مولوی فضل حق خیر آبادی

افضل فضلا، واکرم علماست ذکر محمد ایشان درین جریده آوردن نمی شاید لیکن این نامه  
بی نام نامی ایشان در نظر اهل بصیرت و خیرت قبول نیاید و دود ایشان خاندان علم و اعتبارست  
و ردی مولود و نثایافت و صدرا لصد و آنجا از طوط حکام فرنگ مقرر شد خلق مجسم بود و طوط  
مصور و رفنون او به ثانی اشقی و جریرست و در فنون حکمیه ثالث باقر و نصیر باین فضیلت شای  
از ایران سرکشیده و باین عظمت ساحری از بابل نرسیده از معاصران دیاران غالب مومن  
و حسرتی بود در هر زبان تازی و فارسی و ریخته دستگاه بلند داشت و در معجز بیانی و سخنگاری

### پایه ای چند بیت از سفینه طبع اوست

آز رده زمن حال شب وصل چه پرست	نی دل خبرم داشت نه از دل خبرم بود
تو خود انصاف کن ای آشنا دشمن روا باشد	مرادر تو در پهلوتر ایگانه و در پهلوی
باین تقوی درون نیکه آزرده را دیدم	صرافی در بغل ساغر بکفت چای نه در پهلوی
کو عشق تا به پیشکش آرم گنج علم	آسان در بیم آنچه بشکل گرفت ایم
ز آبدیای موت شهیدان عشق بین	کین موت زانند زندگی جادوان رسد
طوبی ملک از ملاکات حمت خور و گبوش	هر دم ندای ارجی از آسمان رسد
عالمی کشته شد چشم تو درنا ز همان	صد قیامت شد و حسن تو در آغاز همان
آتش عشق فلک در دل و در جانم خست	زانکه از داغ و گردید که توانم سوخت
روز هجران تو میسوخت مرا حشر وصل	در شب وصل تو اندیشه هجرانم سوخت
هیچ که چرخ جفا پیشه نمی ساخت بمن	شکر ایزد که ز آتش را افشانم سوخت
ز حمت از بهر عذابم کمش ای ناز حیم	که سر پای مرا بخت عصیانم سوخت
شر و دروخ جانتاب بسی بود بلند	چون مقابل شده با سینه سوزانم سوخت
برگ و جمعیت دیوان جزا برهم خورد	جنت از حسن تو و دروخ از افغانم سوخت
باز آن بستر خراست و همان بالش سنگ	سر شوریده من زانومی یار انم سوخت

بزم افروز شبستان نشدم آن شمع  
 دل پرورده بخوناب جگر سوخت مرا  
 هرگز گدکان بت ترسایچه در کارم کرد  
 کونسیی که زیشرب وزد و سبز کند  
 گر ز آتش سنجی هیچ کمالم نفرو  
 حسن کی راه زن کافر و دیندار نبود  
 یاد روزی که جزا و مسیح پدیدار نبود  
 هر دری بر رخم از روضه رضوان بود  
 این مشر و شور نه در صحبت زندان بود  
 رب الرنی ز لب مستی من سر می زد  
 مست در گوشه میخانه وحدت بودیم  
 عشق بی پرده تماشای جمالش میکرد  
 بود سر رشته کارم بسر زلف سیاه  
 شکر مد چو بطوف حرمم آوردند  
 دست تابند نقابش برساندم مردم  
 صحبتی بود عجب دوش میان من و یا  
 دل خون گشته مدد کرد و گرنه صد گسر  
 گرد غم جز دل ناشاد محله نگذید  
 سهل و آسان شده امروز بعد تو چنین  
 از کسای دهنرست این که هیچ نم خنند  
 لطف ساقی بنگر دور بمن آخر کرد

بخت خوابیده سر خاک شهیدانم سوخت  
 آنکه یک عمر باو ساخته ام آنم سوخت  
 آتشی بود که زو خرمن ایام سوخت  
 خاست از هندی مومی که گلتانم سوخت  
 لیکن آزرده از و جان حسودانم سوخت  
 آفت سبجه بلای بت و زنا رنبود  
 پرده دیده مرا مانع دیدار نبود +  
 خواهش بوی گل از رخنه دیوار نبود  
 جمله بدست و می حوصله بردار نبود  
 لن ترانی ادب آموز طلبگار نبود  
 کار ما باده کشی بود و دیگر کار نبود  
 همچو بخود ز می وعده دیدار نبود +  
 قصه کشمش سبزه و زنا رنبود +  
 روی دل جز بطرب خانه خمار نبود  
 سعی خوشش بود مگر بخت مددگار نبود  
 صد شکایت بلب و نصرت اظهار نبود  
 خرج یکروزه این چشم تلف کار نبود  
 ورنه آینه ما قابل زنگار نبود  
 ورنه دشوار تر از ترک و فاکار نبود  
 جنس تابو و گران ناز حسد یادار نبود  
 چون مرا حوصله ساغر مرث رنبود



در دلم آن مژه صد خنجر الماس گشت  
 از علاج دل بیار چو اوست کشید  
 خواهم دم دعا بد عا ناگرستن  
 دل قطره قطره خون شده از چشم چکید  
 پیشش بضبط گریه بگو شمر ز شک غیر  
 از اشک ریزی مژه خالی نشد دلم  
 بی عنایب خوش نبود ناله در چمن  
 واعظا اگر بی دق دی گریه نارواست  
 ای چشم جلد ریز ادب را نگا هدار  
 رسوا شدن چو برق بود با تپید غم  
 دل را همیشه خنده من غم کند چو گل  
 ای دل غمین مباش از الفت که شمع وار  
 یارب نگاه بوالهوسم ده که شد مرا  
 امیر غریب سید محمد میر علیخان بیاور وزیر سلطان معتقد گوشت رفیع الشان نزیل نارا لا واکلته بن سید الدین احمد  
 معروف شیخ احمد علی بن سید وارث علی اجلا و امجا و ایشان از ساوات ارام کرمان بوده اند نخستین که از آنها از  
 دارالسلام بغداد به خاسته بگشت گلزمین هند غریب قاضی سید فوج موسوی که با فرزند خود سیل و کو قدم بدلی افشرد  
 و از حضور سلطان ملقب بشاه و عنون شیخ الشایخ و متنازع بطای تولی و سوبه بهار گشت که هنوز بعضی از ان اقطاع  
 باقی است ایشان نیز حکم الولد البحر یقندی بابایه الغر و ارث کمالات علمی و علی آباء ارام خوانده و با وضا  
 اگر انما به متصف و بلطف طبع و حسن محبت و تهذیب مجلس و سعادت خلق و جوهر مردم شناسی و موصوف  
 و بجزیر اعتبار و سرکار عالیله انکشی و شاه اوده و ابجد علی شاه لکنوی متوطن مشیا برج کلکته  
 مفتوحه بطور چون تقریب شرکت دربار نیشتا هزاره و یزد و لید و جواهر انکشتان باده

و یقیناً هجری نزول بنزل کلمته کرد و درخت سفر بوتهی عطیه گور نر جنرل بکشاد باجناب ایشان اولاً برکنان لشف صاحب بها در لار و پادریان لقاء یکدیگر دست بهم داد و خرمیها حاصل شد سپس بر خور و دیگر پرسکن بارت مخزن لطافت موطن ایشان اتفاق افتاد بعد به فردگاه محروسه قدم رنج کردند و در صحبت و مجلس متن متین اخلاق را شرح بسط نمود و قیامال لطف بکل معانی الفاظ تمذیب پر داشتند ترجمه حافظه ایشان در امیر نامه موقوفه خودشان مرقوم و بر دستگاه نام ایشان در انشا فارسی و املاء نظم از قصاید و غزلیات وزیر نامه شایسته معلوم این چند بیت مشتی نمونه از خرد است و گلی تازه از گلزار اشعار آید **۵**

نخل بن تطفار کام دل آور دبار	در چمن روزگار دم زده فصل بهار
فصل بهاری که داد برگ و بر دی بباد	خار بن از پافتا ملک خزان تار و مار
کهنه درخت امید سبز شد و قد کشید	گوش جهان را رسید خردۀ فصل بهار
زهره بکر نشیست بر بطشاوی بدست	بو قلمون نقش لبست مادرۀ روزگار
زخم زبون را دهن تا نشود خنده زن	خشک کند غن بن آهوی مشک تار
برق که بر بند و پاک بسوزد و جو مو	طرفه که در عهد او نور کند کارزار
بلامی عشق را آسان نگیرید	اگر اندک و گر بسیار باشد
چه پر سی حال دو راقبا و دوازیای	که با غم ساز و دواچار باشد
بود آسان تر از جان و گذشتن	ز جانان در گذر و شوار باشد
زهر فکرت امیر اهر و ز آزاد	که صید دام زلف و یار باشد

اخگر حکیم اصغر حسین بن منشی غلام غوث فرخ آبادی سلم الله تعالی ولادت ایشان در شنبه سیزدهم محرم شانزدهم هجری بوده کسب علوم متداوله و فنون رسمیه از هر نوع بخدمت مولوی سراج الدین و مولوی مردان علی و دیگر علماء فواح کردند و در اندک فرصت وقت با استعداد و فن و قوت فکر پایه علم ایشان بلندی گرفت و در فن طبابت و سنگاچی تام بکسبید

مشق سخن بخدمت مولوی عبداللہ خان علوی کردہ اندرین حین بسبک ملازمان معترف  
ریاست بھوپال منتظم اندوہاوارہ صدر و پید و تعلق محکمہ ایل و مشورہ ممتاز شرف و نظم این  
بنایت شیرین و نہایت تمکین می باشد از احباب مکرم نامہ نگار اند این چند ابیات رنجیہ خانہ

### بلاغت جامعہ ایشان ست ۵

بہاران ست پر کن ساقیای دنیا می خالی را	بود کیفیت دیگر ہوائی بر شکالے را
مگر بوی ز مشکین طہرات دزدید می آید	نباشد این ہمہ جان پروری باوشمالی را
پس از خون ریختن ظالم جنائی پای خود کردی	بنازم سرفرازی را بنازم پایامی را
نگاہ اتفاقی کن بفریاد و فغان من	کہ چشم سرمہ ساداند و دوائی زار نالی را
خوش آسودیم زیر سایہ سرور سرفرازش	نگہدار و خدا بر فرق من این نخل علی را
ہوائی در سم چپیدہ از زلف پریشانی	صلائی خیر مقدم از من آشفته حالے را
کیم انگر کہ آرد در حسابم داو و محشر	کہ می پرسد و ران بنگامہ بر ندی لا ابالے را
ساقی پالہ کہ کست بخور مرا	در بخودی بعالم دیگر برد مرا
جز نفس پروری نکند روز و شب عمل	نازم جہتتش کہ چنین پرورد مرا
از دست بر وضع بدستم نماند ست	آن مایہ قوتی کہ گریبان دردم را
انگر ہوائی دلبر کیتایم آرزوست	نقش دوئی در صفحہ دل بستر و مرا
اشک کل کرد دشت و ہامون را	آب دادیم خاک مجنون را
آنقدر شمرہ گشتہ ام در عشق	کہ نگیرند نام مجنون را
چہ نو لیم بنامہ ہای نیاز	یا دزدول ربو و مضنون را
ساقیا غری کہ از رشکش	خون بساغر کنیم گردون را
بین سبیل اشک تابیر مار سیدہ ست	این شوخ دیدہ طفل بسی سرکشیدہ ست
دشمن او بہای نگاہی چہ آورم	کو عالمی بنیم نگاہی خریدہ ست

همین روز از آفاقه اسیر گشت جوهرین جان

هنوز چون هوس رنگ کوکوبان باقیست	چرا رویم ز کوشش بود ای مجنون
تلاش او کجوی طره بتان باقیست	سراغ از دل دیوانه نیست در پهلوی
ولی بدل خطر از کین آسمان باقیست	اگر چه آن مه لوگشته مهبان برین
سیا بسوی من اکنون کاین نشان باقیست	هزار سینه دلف کردی او کمان ابرو
- بسینه خار زانده نشسته رخزان باقیست	خوش است سیر چمن موسم بهار ولی
جهان بکام دلش باد تاجهان باقیست	مرا که حضرت نواب کام دل بخشید
سر بالین من غم زده کی می آید	آنکه جانم بلب از دوری وی می آید
فصل گل می رود و موسم دی می آید	بلبلان صحبت رنگین چمن منتقم است
خوش گایان ز شمای خواهم	گاه گاهی نگه ناگاہ
نال زور رسا می خواهم	اوج تاثیر بلند است آنکه
پروانه محفل شما میم	آی شمع رخان ز ماتکیر
الند چه جنس بی بهائیم	در دهر نمی خردند مارا
حالی زاری و رنگ زردی	آشکی گرمی و آه سردی
از عشق مگر تو داری دردی	زین رنگ شناختم که در دل

احمد منشی احمد علی ولد محمد اسماعیل متوطن سروج که از بھوپال سنی کرده جانب شمال واقع شده است خودش در حیدرآباد دکن متولد شده الحال نزیل بھوپال است اصلش از قوم بوہرہ بود و بھوہرہ بطور رابطہ محبت استحکم دارد جامع مروت و خلق و سخنوری است خصوصاً در تاریخ گوئی ممتاز از قرآن است توابع طبع و تالیف مصنفات این بی بضاعت بسیار نظم کرده و گوی سبقت از اقران برده چنانچه اکثری از ان دلا و آخر کتب مطبوعه زیب ارتسام یافته طبع موزونش بیشتر در نظم قصاید مدحیہ نواب شاہجہان بیگم صاحبہ فرامروای بیست و پانچ و این مسافر گذر گاہ ہستی صرف وقت میشود و نظم غزل کمتر اتفاق می افتد این دوسہ بیت

۱۰۶

بحضابطه درین ثابت افتاده

سرور ارستی حمایت کرد	نکشد رنج دست بردخزان
کار آمدین زمان دیوانگی	پیش زین دانش بسی آموختم
اوقات مگر قلب درانه	هر چند لباس شمع دادم
خود بخلوت وانجمن در ول *	شیخ زین اعتکاف حاصل پست
اتفاق رفتم اندر بشت افتاده ست	من ندیدم یک بنائی مفتح چون قصر یار
که میدانم شب مارا سحر نیست	حتی ترسم من از روز قیامت
من چراغ ماه را پر دانه ام	روئی پر نور تراد یوانه ام
جز دل نخورد بجای دیگر	تیر می که ز بشت او کشاید
حرارتی که درین بشت استخوان باقی ست	هزار دجسه کشیدم ولی نشد زائل
خلاف حق نزوم تا بجسم جان باقی ست	کس از نداد خودش هیچکده برگردد
برین زمین اثر پای خفگان باقی ست	شگفت نیست اگر ره برم بنزل خویش
درین دیار ز آل نبی نشان باقی ست	امیر ملک سلیمان شکوه والا جباه
همیشه بر شنایش مرا زبان باقی ست	دام بهر ولایش مراد لی ثابت *
بچار سوی سخن یک همین دکان باقی ست	غنیمت ست که احمد چراغ میسوزد

بسیار درین سخن خفاست

حرف الباء

بدر ماجری بدری ست مطلوبانوار کمال بکایه مری بر سپهر بدیع مقال بدیع خواه بهاء الدین  
 بود شاگرد مجد هکرافسی ست در اصفهان می ماند محسنات علم بدیع بسیار پر شته نظم کشیده  
 و قصیده عربی ابوالفتح بستی را ترجمه موزون مستعدانه کرده دولت شاه و زنده کرده خود این

غزل بنام او آورده

با عقیق لب و لعل بدخشان کم گیر با گل عارض او لاله نعمان کم گیر

سخن سرکشی سروسی بیش مگو + مت دیارم نگر و سر و خرامان کم گیر  
 با وجود لب لعل و خط مشک افشانش یاد ظلمت مکن و چشمه حیوان کم گیر  
 وصل آن حور پری چهره گرت دست و ده نام جنت مبر و ملک سلیمان کم گیر  
 لیکن این غزل در دیوان خواجو کرمانی هم نظر آمد خداوند نخلبند شعر شلخ بیگانه را با نخل خود  
 پیوند کرد و یا لبو الفضولی شعاع غیر را بیدار زانی داشت یا تو از دو خاطر بر یک معنی صورت گرفت  
 بابر ظمیر الدین پادشاه بد که بر کفر عمده سلاطین هند بود از غایت شهرت محتاج تحریر ترجمه است  
 طبع نظم داشت این بیت از دست **ع**

بلاک میکندم فرقت تو دالستم و گرنه روضه ازین کوی میوایستم  
 بساطی سمرقندی بساط شاعری بر صفت بلند می گسترده و تماشای تازه میکرد مولوی جامی  
 فرموده که اشعارش خالی از لطافت نیست اما از فضائل نکته دانی عاری بوده به سلطان خلیل  
 بن میران شاه گورگانی در خط سمرقند ظاهر گردید و یاریافت بود با کمال خجسته معارضه آغاز نمود

شیخ کمال اورا نفرین کرد و هانوقت بمرد از وی می آید **ع**  
 از لب و دل کشم من اگر هم جان برود که بسی حق نمک بر جگر من دارد  
 چون نیست بعدد خانه جایم رخساره بر آستان بسایم  
 نظر بغیر کنی چون نیرم از غیرت که کشته تو شود و دیگری من زند  
 خیل خیالش آمد و من در حجاب المم که ز جوش اشک خانه چشم حکید هست  
 گفتم بشن یک نفس ای عمر من آخر گفتا چکنم عمر گرامی پشت تابست  
 نیلوفرم بچشمه مهر و وفای او در روزگار تر بهیم آفتاب نیست  
 دل شیشه و چشمان تو هر گوشه بر بندش مستند مبادا که بناگه شکنندش

سلطان خلیل برین بیت اورا هزار دینار صل داد  
 بتائی هر وی سوار طبعیت او بنای سخن بلند ساخته و مهندس اندیشه او طبع معنی و لفظ بلند

مای شعر او شاعر ملایان ست مداح علی شیر و سلطان احمد میرزا ست و سینه بنای حیاتش  
منهدم گردید طرح سخن چنین می اندازد

ترا نه تکه لعل ست بر لباس حریر  
شده است قطره خون سنت گریبان گیر  
تختی سازم دره جانب کولش فلک نم  
تا بتقریب سخن چشم برویش فلک نم  
در چنین گریه کنان بی گل رویت بودم  
ماند در سینه چو گل ناخن خون آلودم  
باقیا نمانی در عهد جاوید  
وار دهند شد و بنارس اقامت گاه ساخت و روزگار  
بتماشای پری طلعان گذرانید و در موسیقی ساز عمارت می نواخت  
در سینه بعد شایه جانی  
بدلی آمد و در شعر طبیعت روان داشت و سخن فارسیش از آفرینش لغات هندی تاثیر فراوان  
در آخر عمر احرام حج بر بست و از انجا بایران دیار گشت و بهانجا تخته ایام حیات بانجام رسانید  
نقش سخن چنین می بندد

کی توان در گل مصنوع رخ نیردان دید  
معنی از لفظ توان یافت ولی توان دید  
چون غنچه بسته ام و دهن از گفتگوی تو  
لیکن چو گل شگفته ام از رنگ بوی تو  
همه را نسبت خاصیست بمنزله دوست  
بیچکس نیست که خود را از کسی کم داند  
بنام صدرالدین رشتی از علماء نامور بود و در بلده رشت از قید هستی پرست عمرش بهشتا و  
رسیده بود و از دست

و عده وصل سحر را از تو باور و هشتم  
چشم بر راه تماشایت چو اختر داشتم  
قطع پیوند زلف تو بحال ست مرا  
عمر باشد که باین سلسله محرم شده ام  
چراغ مهر او در سینه ما روشن نمیداند  
گل داغ جنون عشق پر مردن نمیداند  
باقی سرخسی از صاحبان بهایون پادشاه بود و از دست

بروند و دم عشوه گری لب شکری چند  
غنچه دهنی سر و قدی سیمبری چپ  
دیرست ز بیدار و بتان دیر نشستم  
باقی چه سزاید ز حسد این خبری چند

## بقای خوارزمی حزمین ذکر او کرده از دوست

نیخواهم که دل در بند آن زلف دوخته  
چرا از پهلوی من در مندی در بلا افتد

## بسم نامش میرزا محمد است از شعرا هم بوده معنی

از خویش رفته اند و بهم گرم الفت اند  
کیفتی بصورت مستان نمی رسد

با قمر میرزا صفهانی عمده العلماء و زبدة الحكماء بود در عشر سبعین بعد الف مراحل این جهان

## فانی را پدر و ذکر او از دوست

بگذار بود و محشر خوشی به ما نم  
پیدا است چو آینه ز دل راز نهانم

آوا گیم منزل مقصود ندارد  
چون تیر هوایی بنظر نیست نشانم

میسند زویدار تو محشر و صم بماند  
از دیده بر آید بعد اسید نگاهم

روشن تش میگردد احوال دلم در پیش پای  
هر که چون پروانه میشب شود دهان شمع

یستم هیچکدام از اختلاف دوستان طرفی  
برنگ رشته گلستانه با مال عزیزانم

جان در تنم بر قص روایت از نشاط  
گویا تو یاد این دل مجبور میکنی

ز عشق آن روز لذت میتوان برد  
که داغی را نگذارد کرده باشی

بدیع خلف میرزا طاهر نصیر آبادی صاحب تذکره مشهور تربیت یافته پدر میر و است پدر حمزه

پس و تذکره نوشت عاشق سخن بود و دمی خود را از خدمت خوبان معافی نمیداشت و شوق

تاریخ گوئی را بجائی رسانیده که محاسب اندیشه از احصاء حدش بعجز میگردد بلکه الشعرا بی پایخت

ایران سید و از هفتاد سالگی گذشته در ساله راه عالم عقبی گرفت نقش سخن را چنین بپوشی می نشاند

و ارم دلی که دارد در فزونی هوا می  
چون خرده گدایان هر باره ز جانی

گشته زهر تغافل تا بدنی نشانه نیست  
چون گل تر باک لغنی در کفن داریم ما

نمکنند بیدار اسنان دولت خوابیده را  
عطسه می سازد بسک مغز گلان گردیده را

محتاج مشکین نیست گرد عارض گلزار تو  
هست رحل آبنوس مصحف رخسار تو



بایستی

بیمینا میرزا ابوتراب همراه ذوالفقار خان خلف اسفغان و وزیر اعظم خلدکان بسوی بزرگ  
روزی امیر این مصرع نرد قهوه خوردن گفت صح عرق داغ لاله قهوه ماست ۴ میرزا بدیده  
رساند صح نور چشم پیا له قهوه ماست ۴ امیر خیرآباد و پید و صله داد

بایستی

باذل رفیع خان بن میرزا محمود مشهدی نسب او بخواجه حافظ صاحب لیوان میرسد  
در دلی متولد شد و حکومت بانس بریلی سرفرازی داشت در سال ۱۰۰۰ بمردخیلی قوت بیانی دارد  
و باقتضا تخلص خود فروزان گوهر آبدار بدل می نماید جمله حیدری او قریب نو و هزار بیت شش  
عالمست نقشی از کلاش در نگین صدف می نشیند

بایستی

امشب چو شمع ز بهر نار موی ما  
هسگر یکه بود گر در گلویی ما  
ماست جام غنیمت و مینای گر دیم  
بر دوش میکشند نگویند سبوی ما  
چه نشاط باده بخشد بن خراب بی تو  
بدل گرفتند مانند قیج شراب بی تو  
تو چنان رسیدی از من که بخواب هم نیای  
بکدام امید داری بروم بخواب بی تو  
عشق را با هر دلی نسبت بقدر جوهرت  
قطره بر گل شبنم و در قعر دریا گوهرت  
بسکه شرح غم دل مضطرب احوال دهم  
بکبوتر چو دهم نامه پیر و بال دهم  
بقای از ولایت خود سری بدیار دکن کشید و باناک قبی می بود و از انجا در گجرات رسیده  
بامیر نظام الدین احمد بسری برد شعر و حالتی دارد و چون وضع او هموار است از دست

بایستی

منه یاد که تا چشمم زدم تیر خیالش  
در دیده فرو رفت و سر از دل بدر آورد  
بجای اشک چشمم دل افکار می بارد  
همه خون جگر زین ابرو آتشبار می بارد  
میرزا با صید چشم او شکار انداز بود  
هر سر سو بر سرم چون مرغ در پر واز بود  
بقای میرزا ابوالقاسم از سادات تفرست بزیور قابلیت و استعداد عملی بوده مکره نظم  
آورد که در وی شعر احمد شاه عباس ماضی را جمع ساخته منده  
کاشانه مار و شنی شمع ندارد  
در خانه اگر بود چراغ دل مالمود

بیکسی غزنوی بود و فضائل و صنوف کمالات انصاف داشت بزیارت حرمین شریفین  
رسیده بهند آمد علم حدیث خوانده بود و بخت کبر سن توجه وطن شد و در شش و در منزل پناه و زند  
اربعی از یک اهل شنیده بجوار رحمت ایزدی پیوست از وی می آید

در دیر و کعبه جز بتو مانع نبودم  
هر جا که بودم از تو غافل نبودم  
فلک از سم جبری نه در دوران مابوده  
که دوران فلک تا بودم بی محروم و فابوده  
باقی کولانی از شعر احمد کبریا و شاه بود طبع شعری دهشت از دست

ز فرقت تو گرفتار صد الم شدن ام  
تو شاد باش که من مبتلای غم شدن ام  
خوبان اگر ندانند امر و ز قدر ما را  
دانشند قدر ما را فردا که ما نباشیم  
بچشم گاه خون دل گس خون جگر بسته  
من غم دیده را بی روی او را نظر بسته  
نگرد و بچو سرو آزاد و باغ جهان هرگز  
چو ز گس هر که چشم طمع در سیم و ز بسته

بیدل میرزا عبدالقادر عظیم آبادی در پند از شبستان عدم بصحکه دهنستی رسیده و در بند  
نشو و نمایافت بیشتر بگلایه بسری برود و آغاز شباب نوکر شاهزاده محمد عظم بود وی خواست  
که بیدل ببح او بر داند و در آن ترک تعلق کرده بلی آمد و بقیه عمر در نجایان رسانید و بیکدیگر  
سخن دانی و افلاطون خم نشین یونان معانی ست کرد و توانائی که بطرز تراشی او توان اندر رسید  
و گریار که گمان باز وی او تواند کشید و عجب طرازان و شهر و سحر و دازان ست و اقسام  
نظم پایه بلند و در سالیب شربت بهار چمن دار و طبع دراکش چه قدر معانی تازه بهم رسانیده و  
که در شربای نور که از انصال قلم نیشاند خلاصه کلامش شراب بیخانه هو شیران و طلائی  
و ستایه کامل عیاران ست از آغاز شعرتا دم آخر چشم بر سیاهی منتهی و دوخته و چرخ عجمی بر مزار  
خود افروخته می فرماید

مدعی در گذر از دعوی طرز بیدل  
سحر مشکل که کیفیت اعجاز رسد  
میرزا و گفته

رساند پایه معنی با آسمان نسیم  
بلند طبع شناسد کلام بیدل را  
نشسته فقر و فنا جزود ما غش بود و فروغ روشن دل نور چراغش اصلش از قوم برلاس است  
سوم صفر ۳۳۰ بعالم قدس خراسید میرزا معنی آفرین بی نظیر است اما انشاء بطرز خود دارد  
و در زبان فارسی چیزهای غریب اختراع نموده که اهل محاوره سر بقبولش فرود نمی آرند و شمار  
او بطور جموری نیز افزوان است اگر صاحب استعدادی از کلیاتش آن اشعار را انتخاب کند نسخه  
اعجاز دست بهم بد و خط نسخ بر نسخه سحرآمیز کشد غزل و مثنوی و رباعی و قصیده همه دارد  
کلیاتش باین نود و صد هزار بیت خواهد بود میرزا ابجر کامل مرغوب تر افتاده درین بحر شای  
کرده خالی از عذوبتی نیست از مطلع او درین بحر است

سین سنگدل چه اثر برم ز حضور ذکر و وام او  
چو نگین نشد که فرو روم بخود از خجالت نام او  
نه دلیغ دیده کشودنی نه سرفسانه شنودنی  
همه را ر بوده غنودنی بکنار رحمت عام او  
این چند گمراه محیط طبع روان است

مست عرفان اشراق بگیرد و کائنات  
جز طواف خویش و بر ساغری دکانیت  
عبرت تو کمال باز بزیان بهم دوز و مرا  
خند با بسیار کردم گریه آموز و مرا +  
کافرم گر محفل و جناب می باید مرا  
سایه بیدی برای خواب می باید مرا  
بر روی ما چو صبح نه رنگی شکسته است  
گردی ز دامن تپش دل نشسته است  
مالان محبت از ده و عجب ریزیم +  
پرواز ما چو رنگ ببال شکسته است  
ستم اگر بوست کش که بشت سرو چو آ  
قوز غنچه کم نه میدوده در دلکش بچمن در آ  
بی نا فهمای ریده بود میسند ز دست جستجو  
بخنیل حلقه زلف او گره خور و بخت در آ  
غم انتظار تو برده ام بر بخنیل تو مرده ام  
قدمی سپرش من کشاف نفسی چو جان بیدل آ  
نه نوا ای اوج نه بسطیت نه خروش نه شوق و نیست  
چو سحر چه حاصل ستیت نفی شو و بسخن در آ  
بکلام آمیزه یابی که ز فرصت این همه غافل  
تو نگاه دیده بسمل مرز واکن و بکفن در آ

نی نقش چین نه حسن فرنگ آفریدن است  
 شکوه فقر ملک بی نیازی کرد تسلیم  
 جمع گشتن دل ما را بستی نرساند  
 چه وجود و چه عدم لبست کشا و مژه است  
 دل سخت گره شد بخم ابروی نازش  
 کینه و طبع ملایم نکند نشو و نما  
 حسن بی مشق تامل نگذشت از دل ما  
 کس ز رفتی بعدیم هستی اگر جامیداشت  
 کاش حیران داد من میداد اگر وصلی بود  
 در زیر چرخ یک مژده راحت طمع مدار  
 آئین نتوان بود ز بهواری خطالم  
 ندانم از اثر کوشش که ام دل است  
 ز غصه چار و ندار و دلی که آگاه است  
 جندی که ز کلفت کده جسم بر آئے  
 انقدر نیست درین عرصه نمایان گشتن  
 موج جنون میزدنا شک پریشان گیت  
 رشته الامواج را عقده نگردد حباب

بهرادی تو دوست زد دنیا کشیدن است  
 با قبالیکه دل برخاست از دنیا بختیم  
 از گهر کیست برو شیوه غلطانی را  
 چون شرر هر دو جهان را بجگای دریاب  
 در طاق تغافل همه نقاشی چین است  
 فارغ از جوش غبارست زمینی که نرم است  
 صفی حیرت آینه عجب خوش قلم است  
 خلقی از تنگی این خانه بصیر زده است  
 شمع تصویرم که از من بوقن بزمناک داشت  
 آفت شناس سایه سقف خمیده را  
 در رستی افزونی ز خم است نشان  
 که می کشند بیابوس یا رگیسور  
 فریغ گوهر پیش چو شمع جا بجا و ست  
 هر دانه که از خاک برون جست نهالت  
 سروئی اگر از خویش برای علم است  
 ناله بدل میخند بسمل مژگان کست  
 آبله در راه شوق مانع جولان گیت

## رباعی

تا در کعب نیستی عنا نم دادند	از کشمش جهان ما نم دادند
چون شمع مقام را احتیاجی جستم	زیر قدم خویش فشانم دادند
چون سجد کرد و روز که با هم نشسته ایم	از یکدیگر گریسته فرا هم نشسته ایم

هر چند درین مرحله بنیاب و توانم  
 چو زخم صبح ندارم لب شکایت غیر  
 شکوه اسباب تاکی زندگانی مفت نیست  
 اگر خد دل از نشاط و لب از خنده بی نصیب  
 شیرازه موافقت آخر گسستیست  
 گویند بهشت هست و همان احتیاج دارد  
 مرده هم فکر قیامت دارد  
 پیکاران عجز و هر کس غلبه اند  
 خوار می دیوان و هر عزت مابیش کرد  
 بزرگ آب سیر بزرگ این چمن کردم  
 بزرگ نام بیدل از بیداد چرخ  
 چو برگرد و مزاج از احتیاط خود خوشی  
 ز دل حقیقت رقبه قبول پرسیدم  
 اگر مردی در تحقیق اسباب تعلق زن  
 هیچ ادایانه بار باب مطالب سر کن  
 و هر لبریز مکافات است اما کوتینند  
 هر چند کار فرو است هر وقت خود گیر  
 سایه از جلوه خورشید چه آنها رکند  
 آری ساغر تخیال ازین تشنه سلامی  
 وضع فقری مانا ساز هیچکس نیست  
 چند آنکه ز خود میروم آن جلوه پیش است

چون آبله سر و دستم را هر دو انهم  
 همان تبسم خود میکند نمک سودم  
 تاسری داریم باید در دس بر داشتن  
 یارب ز چشم ما نشود کم گریستن  
 باید دور و روز چون مژه با هم گریستن  
 جانی که باغی نرسد دل چه مقام است  
 آرمیدن چقدر روشوار است  
 آنکه از مردان مجردی باج میگیرد زن است  
 فرد چو باطل شود و سوزی و فقر است  
 گل داغ است بیدل که بوی از وفا دارد  
 خواب من آواز این دو لایب برد  
 سلامت سخت می لرزد بران شکی که می باشد  
 بخنده گفت بیایا بر که می پرسد  
 که انگشت دگر انگشت نزدیک بندگم دارد  
 راستی بر دل این قوم نشان می باشد  
 کم کسی اینجا بحال خود ترجمه میکند  
 شاید دماغ طاقت وقت دگر نباشد  
 رفتم از خویش ندانم بچه آئین آمد  
 خوش خیمه بران چشمه کوثر زده باز  
 ویرانه ایم اما بسیار خوش جوانیم  
 رنگی بد شکستم که برنگی پرسیدم

گرده خود شتیم چند انیکه خود را سوختیم در خاک نشستی و بران در لیشستی آنجا هم اگر دماغ باشد سرت اگر بفک سود خاک ساز نشین سبک چو رنگ شود بر بن بهار نشین بهر کجا که نشینی مگاهد از نشین ز خود برآ بسرو چشم روزگار نشین در یاست می ریخته از جام حسابم آئینه نغمه که من با که دو حسابم تکلف بیش ازین نتوان بعضی خاک گردان تو هم آخر زبان حیرت آئینه میدانی	نشسته تحقیق ما را شعله جواله کرد بیدل همه تن خاک شدی لیک چه حاصل گویند بهشت جای خوبی است برون چو گرد و دامن اعتبار نشین درین بساط گران خیز همچو سنگ مباحث تمام خانه چشمی است این تماشاگاه کم از غبار تهای بخود سدی مشتاق کم از غنیم از غفلت خویش است و گرنه در وصل ز محرومی دیدار مبر سید طعیدیم ناله کردم آب گشتم خاک گردیم چه پردازم بعضی طلب دل سخت حیرانم
---	---

## رباعی

هر صبح که در ماهی فلک باز کنند قوال فلک بدست گیر و دهن مهر مردم قانون جستجو ساز کنند دنیا طلبان باز و ن آقا ز کنند بیدل یعنی درست گو بوده از دست	می برود هر کس به پیش یار از جان تحفه بی بی بیدی حزن ذکر او کرده خواهر شیخ عبداللہ یوانه بود و در هرات لبر سیر و این بیت از روم باغ و زنگرس دو دیده و ام کنم که تا نظاره آن سرو خوش خرام کنم بنامی ملاکمال الدین نامش شیر علی بود و در فضل و هنر عجوبه وقت تیر علی شیر از کنه گیر سهای اواز دیشته ناک می ماند و همچنین ملا جامی از دغلهای بجائی او از دست زان میخورم شراب که بیو شسته آورد و زهر چه غیر اوست فراموشی آورد
--	---

نقد  
نقد  
نقد

بهاش گفتگوئی اوزان نیست      که عاشق را زبان او در دهان نیست  
 پیکان تیر آن مه کاغشته شد بخونم      شمع است گشته روشن از آتش درونم  
 باقر محمد باقر کاشی غفور خوش گور است گفتار بود آرزوست +      ۵  
 روزیکه چرخ خاک وجودم و دهبیاد      سرگشته گرد کوی تو گرد و غبار من  
 کدام غم که نور زید با دلم عشقه      روم بیت ز که سعود روزگار منم  
 بانی بانی مبنای ستمدانی است جان جان معانی از معاصران حکیم شغالی بوده از دست

رباعی

عمریست که تیر فقر را آماجسم      بر تبارک افلاس فحاکت تا جسم  
 یک شمه ز حال خویش ظاهرازم      چند آنکه خدا غنی است من محتاجم  
 بدیع الزمان بن قاضی شمس الدین محمد اردستانی صفایانی دیوانش قریب ده هزار بیت  
 دیده شد و با وجود نهایت فضل و تقوی در محبت محمد تقی پسرتاهاک معارف صفایانی عمر  
 گذرانیده شعر بسیار رفته و سفته میگوید از دست ۵

رباعی

هجران تو چشم عقل را سیل کشد      و ز جور تو چرخ جامه در نیل کشد  
 آن غمزه چو حکم جان سپردن فرو      جان رخت ز کالبد بتعمیل کشد  
 ز تعافلت زنجیرم که قریب غمزه تو      و دهم چنان تسلی که ترا خبر نباشد  
 دو شمشاد شکر آمد و هشیار شدم      یاد آن خواب گران کردم و بیدار شدم  
 خلد را از کف بینائی شرابی میدهم      گر بنائی داد آدم من بآبی میدهم  
 بزمی اصلش کرمی و در شیراز نشو و نمایانست      حزین این ابیات بنام او آورده ۵  
 ز تاب مشق تو ز غیگونه دوش تن میبخت      که هر نفس ز کف سینه پیرهن میبخت  
 شهید عشق ترا شب خواب میدیدم      که همچو شعله فانوس در کفن میبخت

بیا

بیا

جمع ابیات

مبصر

ز آه نیم شب و ناله سحرگاه  
ستاره بر فلک و غنچه در چمن میبویخت  
درون سینه من در گرفت آتش عشق  
که آه در جگر و ناله در دهن میبویخت  
بهرام میرزا بن خاقان سلیمان حنین این رباعی را بوی منسوب ساخته

رباعی

بهرام درین خرابه پر شد و شور  
تا کی بچنین حیات باشی مغرور  
کرد دست درین خرابه صیاد اجل  
در هر چیزی هزار محبس ارم گبور  
بر قی خواج غیاث الدین طبعی شمع داشت باین وجه در آستر آلود گشته شد این رباعی از دوست

بنگفته رباعی

جانا غم نیکو آه می باید داشت  
فکر دل بگیناه می باید داشت  
دل از کف عاشقان هرون آورد  
سهل است ولی گاه می باید داشت  
بازاری خواج علی حالش ازین تخلص توان دریافت این رباعی از دوست

رباعی

بادل گفتیم که ای دل احوال تو چیست  
دل دیده پر آب کرد و بیارگریست  
گفتا که چگونه باشد احوال کس  
کوار بر باد و گیری باید زیست  
ببخود و ملاخو و ناما رخا جامی صاحب طبع و دیوان بود و در تاریخ یابی کارهای دست به میکرد

از دوست رباعی

هر کس که دل از مدار دنیا برداشت  
عبرت ز شمار کار دنیا برداشت  
گویند زمین بر سر گاو است ملی  
گاو است کس که بار دنیا برداشت

بخیر بی غیبت اند بن سید لطف الله احمدی معروف بشاه لد با بگرا می از شعر و صوفیه صافی  
و بند کشائی نقاب حقائق و معارف و افیه کافیه طرز کلاش بگینی ادای خوبان آما و بیانش  
بدنشینی عشوه مجربان بخت خلقت سرمایه مختننا و رنگینی حرفش ساز و برگ چمنیا بخت تخلص بی میکند



زیراکم باخبر و خیر بود تذکره دار و دوسی بسینه یخچر در آن مجلس خود را با میرزا بیدل ذکر کرده کلیاتش  
 قریب هفت هزار بیت است میرزا دو دوسفری رفیق او بود و بخش نامه نگار را بسیار خوش می آید  
 و از چاشنی در دو شرب شوق و مذنب فقر و فسادت خاص لطف می کند و در شاهجهان آباد در  
 ۱۲۸۲ هجری بمیراستان قدس خرامید ساغر عرفان چنین میگردد اند + + ع

سخت ز نانی است هستی ای ز خود غافل بر آ  
 ما غریبان از زیر خاک هم ننگه داشتند  
 تا تو ان لیلی شدن حیف است آبتنگ جن  
 تا کی نمی برای صبحی بس باغ پا  
 صد کاروان بر خوشنیم راه می روند  
 آنرا که زیر خاک کند چرخ مرده نیست  
 عشرت درین زمانه بمن غفلت است پس  
 صبح دیدم ز سرستی خودم گزرد  
 تا بکی داری چنین حیران و سرگردان را  
 کی بود باز یخچ شادی و غم آئین ما  
 صحبت یاران موزون سرو گل از یاد ب  
 تا کجا بر چیده بندی زلف را از روی لیش  
 زیاران لباسی کی نماز عاشقان آید  
 کوئی رضا گزین ز غم خیر و شر بر آ  
 تا کی اسیر هستی موهوم بودنت  
 تنگویم باندی برگزین یا سیر پستی کن  
 اینقدر مهره چپ راست دویدن عیبت

میشوی با پند آخر پیشتر زین گل بر آ  
 صبح محشر میکنی فریاد کز منزل بر آ  
 این چنین کز خویش برمی آئی از محل بر آ  
 چشم کسی بدین و بزین بر آید با  
 در تیرگی است گر چه مرا چون چراغ پا  
 چندی دراز کرد بجای من باغ پا  
 می نیست گر بکام تو بشنوفسانه را  
 یا دم آمد که مخاطب سفری بود مرا  
 یکدم ای ظالم بگرد خویش تن گردان مرا  
 گردش احوال قربان است بر مکن ما  
 غیرت گلزار باشد مجاس رنگین ما  
 در چمن بگذارتا رقصند این طاووسها  
 وضو بسیار دشوار است این تنگ آستینان  
 تسلیم کن سر خود و از در و در بر آ  
 دستی بخود نشانده چو آه از جگر بر آ  
 بلند و پست عالم دیده هموار کن خود را  
 چاک کن سینه خود را سر را بی دریاب

باد گل رنگ و چین سبز و بواد یار  
 بنخبر هر چه از خانه برون می آید  
 این جهان و آن جهان تبدیل جای میشست  
 گرچه شب و خواب و درم و قلع و نوشی گذشت  
 خواهش ملک سلیمان الهی است  
 قهر خنجره پیران معجزه میگویی  
 هرگز بسید خانه لیلی نکست میل  
 طللی که بر احوال شهین نظرش نیست  
 هرگز فروتنی نگزیدست پیکرت  
 همچو آن شاهی که روشن گردان زنگ شفق  
 کس نشان دل نگرفته من بسیج نداد  
 ستم رسیده غمهای جسمی دانند  
 این سرو با که سرگلستان کشین اند  
 بر چند حسن از پس صد پرده رو نمود  
 جمعی که طوف کعبه گزیدند زنجب  
 کیست تا از دست برد حسن صورت بگذرد  
 هر قدم هر گام گزینی است خارین طریق  
 بنخبر زین حلقه احباب می باید رسید  
 قیامتی است ز جای لبست افتادان  
 ز داغ جبهه زاید گرفته ام عبرت  
 کنون که پیشی از خود ای فلان بگذرد

لذت این همه زاید گناست دریاب  
 باش فرش و ریخ و مسند جاس دریاب  
 آنچه پنداری بقا آخرت بغیری فناست  
 اینقدر شادم که عمر من به بهوشی گذشت  
 دولت پاینده در دست تھی است  
 که عمر باکران گشت بر سرفا دست  
 در سایه دیوار خود آنکس که غنودست  
 مردیم که از شوخی خود بهم خبرش نیست  
 خاک بر کسی نشدی خاک بر سرت  
 کاکلت از تاب رخسار تو زنجیر طلاست  
 آه و زلف شکن و شکنش چربی است  
 که ماه نو بکفت چرخ تیغ عریان است  
 ششیر بازی می تابد او را ندیده اند  
 ناموس پرده ایست که زندان دریده اند  
 بیت المقدس دل خود را ندیده اند  
 معنی بیگانه باید که عبارت بگذرد  
 مردمی باید که زین میدان سلامت بگذرد  
 بگذرد عمر عزیز و در اطاعت بگذرد  
 ز بیم روز بی حساب جا نتوان کرد  
 که در نماز یار و سیاه نتوان کرد  
 ز قهر خم شده چون تیر از کمان بگذرد

کسی ز هر دو جهان کسی ز خویش رود  
 کار و دنیا و گرفتاری بود هر گز زلف  
 خوشا جهان تهیستی و غریباننش  
 فلک تمام شفق پوش شد چه شام است این  
 و باغ ناز که فقرم ملامت برسنه تا بد  
 گرد مال کند دل صد چاک بخشیم  
 بودیم پای سی دلی از زنجیر خار  
 تا آمده است فرد حقیقت بدست ما  
 زاده از چشم تان روغن با دام طلب  
 بار بار از سخن خویش بوجد آمده ام  
 در دلم زین ره درمی که جهان میدارد  
 آخر ز راه و رسم جهان خیر شدم  
 فیض سخن مست این که هر بزم رسیدم  
 بهر تحقیق خود از پیش خدایم  
 دوش تا تبه منصور من میداوند  
 نیم شب نم که که دباغ و که در راغ بنشینم  
 قرار بر سینه جمعی نشاند  
 ز بس سحر ای امکان و شست انگیزت چشم  
 ز بسکه تنگ شدم در میان هر دو جهان  
 بی نیازی بختی دارد که میان واقف اند  
 گناه تاب رخ خورشید دارد دیده شبنم

نیروی تو اگر کمترین چنان بگذرد  
 و اگر غرق عفت ده بند و اگر پیکانست  
 زوال نیست در اقبال بی نصیبانش  
 پرید رنگ مگر از رخ غریباننش  
 همان و اگر ده دستار از برای و در دستم  
 برداشتم بر سر مقصود و در خستیم  
 چون سایه در حمایت دامن گزینیم  
 سر رشته حساب دو عالم گینیم  
 سر خشاک تو صفای ست که من میدانم  
 قالی را رتبه حالی ست که من میدانم  
 بجز سخت ملالی ست که من میدانم  
 رنگ زمانه دیده برنگ و گزاشتم  
 از بال و پر مصرع بر جسته پریدم  
 فکر بیا بلندم ز کعبه ایم  
 بر سر و دل کم حوصله غم می کردم  
 توکل بر کعبه خست و بد چون داغ نشینم  
 آتشی بر سر آن کوشینم  
 در اول دیدنی بچه نگاه و پسین جستم  
 رهی نماد که در خود گزینتم ز شتم  
 ماهم از دست روخ و چرخ باخشیده ایم  
 تو در بزم آدمی من خویش اسخیم و خستیم

غایت دل زین جهان پر خطر برداشتم  
 از خجلت دیروز که آهی نکشیدم  
 از ضعف مفرگان خوزیش نگاه آید برون  
 رند میدانم که بیرون آمدن از خویش چیست  
 عالمی از بسکه غلین رفت در زیر زمین  
 از و چشم او نگه مستانمی آید برون  
 کی شود یارب که در بنیم وصال آن پری  
 شبی اما توانی سیل صحرانی شوی  
 عقل را در بارگاه حسن برگزین نیست  
 تا توانی بیخبر تنها نشین و شاد باش  
 لغزشی در محبت والای من خوابد قریب  
 وکت پرمی طید بر افتلاط صحبت دنیا  
 بر همین چند بهمان زمانه ارسا کن اگر خالی از او استی نبود در سر کار و دارا شکوه عنوان  
 منشی گری داشت بعد قتل و بی ترک نوکری نموده ایشهر بنارسفت و در آنجا براه و رسم خویش  
 مشغول بود تا آنکه در شکله فنا خاستر گردید شیرخان در مرآة انجال این غزل از تمام  
 دیوانش انتخاب زده

کتم ز ساد و ملی بند دیده مفرگان را  
 همیشه زلف ترا اضطراب و کارست  
 شبی خیال تو آمد بخواب و آسودیم  
 بر زمین از تو سخن بی دلیل میجویم  
 بهرگز کسی نکردم گاه بروی ما  
 بهشت خست توان بست را و طوفان را  
 چگونه جمع کند خاطر پریشان را  
 و گرز بهم نکشادیم چشم گریان را  
 که آفتاب نباشد دلیل و برهان را  
 کس گرم تر ز اشک نیا مدبرونی ما

دیار

دیار  
دیار

چشم تا بر هم زدم انجام شد آغاز عمر	طی شد این ره انچنان کاوا پای بر سخت
آتشکده سینه ما بر سر جوش است	خونین مژده بر دیده ما شعله فروخت
از هر چه راحت نشیندست ندانی	عمریست که داغ دل مانده بگوشت
خیال روی کسی جلوه کرد چون بخورید	غرو خلعت شبهای انتظار شکست

### حرف با فارسی

پروانه شاه ضیاء الدین بر بانپوری ازوست ۵

دل سنگین لور از مژگرد آبی چنین باشد      تخلف بر طرف دل را بدل آبی چنین باشد

پرو دل مرزا محمد تقی اندام جانی جوان خوش چیده و شکفته پیشانی بود و بنا بر کمال دلاوری پر دل

تخلص کرد و تلاش تازه گوئی بسیار دارد از وی می آید

با خیال سر زلف تو بغلیگر شدیم +      سو خیم آفتاب را ز شوق که اکسیر شدیم

ای بسا سنگ که خوردیم چون بر سر      را نگان نیست که شایسته از نجر شدیم

قصر تن راست چو دیران شد آن آخر و پیش      پر دلاهر چه و البته تعمیر شدیم

جانی نشسته دیوانگی او نتوان خواند      مضمون جنون از ورق ساده صحرا

مجنون چو سفر کرد مراد و خلافت      یعنی که توئی صاحب سجاده صحرا

پیامی شیخ عبدالسلام از ولایت خود بسیر هند شافت و بنحیث نظام شاه درجه امارت

یافت و در بعضی محارک جرحه شهادت چشید این بیت ازوست ۵

بزمی که در روی سخن جانب ما نیست      ایدل کمی از ماست که بسیار نشستم

پیر رویی پیر و خواب آصفیست در تصویر کشی دستی چابک داشت و از راه صورت پی بمی برده

رساله صورت معنی نوشته از وی می آید ۵

بیدر در اشرب محبت کجا دهند      کیفیتیست عشق بتان تا کرا دهند

دزدیده چون نگاه بان از من کنم      چون بنگر در شرم نگه بر زمین کنم

نایب

نایب

نایب

تلفل اشکم بره یار سرخویش نهاد  
خوش یقینانه درین ره قدمی پیش نهاد  
ناز پرورده چو تابستم عشق ندانست  
یار را نام جنابیش و بد کمیش نهاد  
پیری درویش علی نام داشت چون بنی صد سال رسید باین لقب اظهار یافت طبابت و تصوف  
هر دو میکرد از دوست

منمای بغیر من رخ ای سیم زوق  
کز خایت غیر تم رو و دجان از تن  
خواهم که شوم مردمک دیده خلق  
تا روی تو میچکس نه بیند جز من  
پیام شرف الدین علی نام اصلش از اکبر آبادست در فنون شعر مهارت شایسته و در فخر گوئی  
لیاقت بایسته داشت شاگرد خان آرزو دست دیوان هفت هزار بیت فراهم کرده و در عشره  
اوسط فاس بعدایه و الف پیام اجلش در سید و رگرای عالم بقا شد از دوست  
چو آن نسیم که باغچه میشو و گستاخ  
بزور بوسه کشایم دهان تنگ ترا  
ناک میقصه گرگو شمش بفریاد من است  
می طپد دل شاید آن بیرحم دریاد من است  
چمن از جلوه رنگین تو انداز آموخت  
نکست گل ز خرامت سبق ناز آموخت  
اشک گرم که زش دوش بزرگان افتاد  
آتش بود که ناگه بزیستان افتاد  
مرانه از غم مردن بدل گرانے بود  
که خصم جانم اگر بود زندگانی بود  
ایام زندگی همه باین و آن گذشت  
عمر عزیز ما چه قدر رایگان گذشت

### حرف التماس

ترابی ملا بلخی خاک پایی نازنینان معافی بود و تراب اقدام نو آیینان خوش بیانی قصیده ها  
که بوسیله آن بزرگشیده شده و بعدا بماتش چهل و نه باشد مطلق این است  
گزیدم عمر با چون برهن کنج کلیسای  
دگر آن به که سازم و دریم کعبه ما و ای  
از وی می آید

بنگ خننه شد از بس گریستم نه تو  
ز رنگ سخت ترم من که زلایستم بی تو

ناله

تراب میرزا ابو تراب بن میرزا محمد طاهر التفات خان است و آرزو گفته پسر میرزا محمد علی است  
و این راجع است زیرا که آرزو با وی بسیار مربوط و هم صحبت بود در معرکه مبارز الملک در ۳۳  
جرعه شهادت چشید پیشتر غبار تخلص میکرد چنانکه در جواب رباعی جو جعفر میگوید

رباعی

گویند که بجو کرد ما را جعفر شیرین و لطیف بجو شیر و شر  
صد شکر که انچه عیب با بود و غبار امروز برای دیگری گشته بهتر

این چند شعر از وی آمده

طفل بدخوی سرشک من نمی گیر و قرار خواب آسایش مگر در دامن محشر کند  
نکمت گل رساند پیغمبی بیدماغی نداد هیچ جواب

ناله

تسبیحی کاشی بدیش گاوری سیکرد و او دوشه مرتبه بند و ستان آمده و رفقه دعوت احماد  
می نمود در لاهور سر و پا بر بهتر اوقات بسری برداشته بسیار دارد و چنانچه سه دیوان و مثنوی

دوره و غور شیدا زودیده بشان دوشه بیت از دست

یکی بر خود بیال ای خاک گورستان ز شادان که چون من کشته زان دست و خنجر در حد فاس  
تو هر رنگی که خواهی جامه می پوش که من آن جلوه قدیمی شناسم  
تست آنچنان خوش است که گوید بر روز حشر من کیستم شاه که سنانید این چه جاست  
شاد از شهر عراق آواره تسبیحی خدا داد سیاهان دکن کشتند یا سبزان کشمیرش  
گفت با هر زمینی که رسد توان زمین را بلب خیال بوسم همه عمر آن زمین را  
زبس حرارت دل خونم از دماغ چکد بسان روغن پر شعله که ز چراغ چکد

ناله

تجلی ملا علی رضا اردکانی بعد تحصیل علوم در سیه هند آمد و محکم فرزند امیر الامرا علی مردان خان  
گردید باز همای وطن اصلی او را در حرکت آورد و بصفاهان معاودت نمود و از شاه عباس  
ثانی قریه از مضافات اردکان در سیورغال عنایت شد بعد در ۳۳ مصاحب شاه سلیمان

مصفوی گردید و بعضو مجلس او مختص شد و بر جاده ذکر علم و تالیف در صفایان مقیم ماند تا آنکه  
بنزل خاموشان شتافت شاعر خوش خیال معنی یاب و بطالع شهرت کامیاب ست دیوان غزل  
و قصاید دارد و مشنوی معراج انخیال او مشهور است این چند بیت از وی بجزیر رسید

خیالش چون شود خمیازه فرمائی برود و شوم لبالب میشود چون مال از میناب آغو شوم  
گل شکفته بیانک لبند سی گوید که ناخن گره دل لب خموش آمد  
در رد محمل نشینان وفا واپس مباحش تا توانی بوی گل گردید خار و خس مباحش  
هر چه آید در نظر آید در ایناز اوست کفر و ایمان چون دو چشم از یکدادگر در پیش  
نفس بردارگر سد فیضی نصیب دیگر است آنچه باز بومی ماند بهمن نیش ست و بس  
رفت ست زبیداد تو جور فلک از یاد هر سم شده داغ لوتو داغ کهن را  
گر در سر کوی تو نسالم غمی نیست در جایی خطرناک به بندد جبرس را  
تو کوشی باده و تحبلی آه آتش آنجا بلند و دود اینجا

اشکین جسم بوعده بسی اضطراب را مانند تشنه که به بنید سرب را  
چنان کن که هم آغوش لب کنم گل را براه باد گذارم چراغ حوصله را  
چه شد که رخ نمودی و دین و دل بردی بر دمی بسته حریفان ز زند قافله را  
هجر جانسو چه یکدوزه چه یکساله کی ست نقطه و دانه و شعله و جواله کی ست

تجلی کاشانی از پروردگان و ترتیب یافندگان ملا نظیری نیشابوری است دوا اول شباجلت نموده نظری  
از فطامت اشعار او را که قریب کنیز است بعد نظر بدین نموده در یک مجلد قرار داده از بستان  
دودانها و گوش برآرد غسان ما اخگر بجای نغمه برین تار بسته ام

بر مزار ماشپیان نی چراغی نی گل بر طرط پروانه و هر طوط و هر سوسیلی  
تجلی لاجبی در بند نشود نیافته و در آخر حال بجانب ایران فرسته

دل زنده تر از پیر خیالات کسی نیست جز شیشه می خضر سیمای نفسی نیست

دختر

ایام



یک خاطر آسوده در آفاق ندیدم \* دیگر ترا ز گنبد گردون نفسی نیست  
 تمام از گریه بسیار در دل آفند خوم که گر خواهم بچشم داد خواهان چنین علم  
 ترکمان نیز از عجز قلی شیرازی الاصل و میند و ستان تولد شده جوانی خوش رو خوش خود بود  
 و در نظم و شعر خوشگو و درو خرامه های عشر آبخانی شد این ابیات از وی است  
 دل غم گرفته ما ز نشا و کنی شاید نه بخواهی باغ ساز و نه فغانی گشت مار  
 گفته بنویس نام من بدل این سخن در دل جهان خواهم نوشت  
 گوهر یعنی که چشمی تو رنجت چهل بریا و کان خواهم نوشت  
 باو نوش از جام وصل باین باید شدن مست از کیفیت دیداری بایست شدن  
 هر چه هست از خویش می باید بجام باو دا چند در بند سر و دستار می باید شدن  
 گردت نکشود دست از نه نقاد و در بعد ازین خاک در خمار می باید شدن  
 ترکمان گفتی جواب آنکه صواب گفته است صبح چون روشن شود بیدار می باید شدن  
 نمی گنجید بطرف جذبه دل اضطراب من برون از شیشه با شمع زان جوش شیرین  
 نگارین شایسته بی و را خوش طلب باشد اگر از جلوه برق فضا سوز و حجاب من  
 گشته ام معید نگاه دار با من تازه فتنه انگیزی خرد سوزی بلا من تازه  
 کرده با عشق آشنا و از خرد بیگانه ام شوخ الفت دشمنی رم آشنای تازه  
 بسته ام دل را بر زلف سنگدل عاشق کشی و بر صلیح زود بخشی بوفاس تازه  
 دل تا نیافت نشاء عشق تو بانشد انگشت غنچه تا بر نسیم آشنانشد  
 تا نباشد عملش از بهرست اما در بخار نشو و نمایافته از دست  
 و ازین غفلت پرتیما که هر موی سفید بر کتان تو به من کار صد و ستاب کرد  
 تجرید اصفهانی ناهش شریف و شعرش لطیف است  
 از بس نشست گریه بی بگوهرم مانند سایه در تیره دیوار مانند دام \*

باز

باز

باز

سهمایر از عبداللطیف خان شاعر دلپذیر بود و خواهرزاده میرزا جلال سیریلوانی صوبه پنجاب  
داشت و در او اخلاص و عفت و اخلاص و آخرت پیو و از وی می آید

میتوان از ضعف تن فمید احوال مرا      میکشد این خامه تصویرت حال مرا  
یا رم کنج نمکده تنه نشاند و رفت      گفتم که من غبار تو دامن فشان و رفت  
خشکی زاده شود از گریه سوا بیشتر      میشود از بارش دی جوش سر بیشتر  
آفتاب در دهر بانا گفت گو دارم      نگاه حسرتم و گریه در گلو دارم +  
جز که بزم آن بت بکیش میروم      از خود همیشه یکد و قدم پیش میروم  
تا شیر محمد حسن بهند و تارت حاکم افغان      سرفراز بود از هر نوع شعر بسیار گفته نظرش  
بر قاق سخن رسا و بلفظ و معنی آشناست این ابیات از وی خوش آمد  
هر نامه بمن آن بت محبوب گذشت      لعل احب که این ماه بمن خوب گذشت  
گرچه از نیکان نیر خود از نیکان بهرام      در ریاض آفرینش رشتند گلستانم  
بشکست چو دل چاره و تدبیر ندارد      چون خنث شود آید به تمهید ندارد  
با بخت تیر و پشش دل یار کی کند      در شب کسی غنای شب یار کی کند  
از بسکه گرم میگذرد کاروان عمر      هر جا نشسته بر آتش نشسته ایم  
از بس که داشت عشق تن ناتوان مرا      شد صرف لعل اشک چو شیر استخوان مرا  
در بر نصاف و مطب عاشق رواندشت      هر غنوا و غنوا و گریه و بار ترست  
تقی آصفی فی شاعر عارف معنی جوهر کند و از این میگوید ابیاتی بود از دست  
که خوش چین زلفم که دانه دانه خال      چون مور خط وید به بحر من خستاده ام  
ست نازی و سب خانه خرابی داری      از سر کوچه مانیکد ری خوش باشد  
تقطعاتی قبی از تلامذه میرزا اصحاب بود و بسیارند مقدم فرسوده و در او اخلاص و عفت  
جاده آخرت پیو و از وی می آید

دل از جوش حسرت بسکه دم در خوشی تن زد  
برنگ آبوی تصویر رم در خوشی تن زد  
و آغوش خط دارد در مشکم جسم خاکی را  
شکست افتد بدیواری که نم در خوشی تن زد  
تقی حکیم محمد تقی شیرازی از حذاق اطبا و هدم سیاح و حنین اوراد شیراز در یافته میگوید  
در شاعری و سخن فهمی رسانی و باعرائس معانی آشنائی داشت از دست

دوش در بزم تو ذوق گیریم بیاب کرد  
انچه آتش میکند با شمع با سن آب کرد  
خون دل از پیرد بانی دیده ام گردید صفا  
آتش حل کرد در چشم شراب ناب کرد  
در باغ و بر گرز مکافات آسوده  
منشان نهالی ظلم که انغان شود لب  
توفیق مولوی محمد توفیق کشمیری در نظم طبعی داشت در غرض شاد و در سالکی او از غرض اندویم  
رو نور و عالم بقا گشت

تیرت از سینه من غمزه آید بیرون  
همچو آئینس که در ماتمکه آید بیرون  
تسلیم خراسانی ناسش شاد و ریاضت مردی درویش بوده و در بند بگذرانیده  
زال افشانی پرواز رنگ خود از ان شادم  
که گاهی از شکست شیشه و امید بر باد  
تعلیم ملا محمد تقی مازندرانی در جوانی با بعضی زمان آمد به تحصیل علوم مشغول شد و صحبت شیخ علی جزینی  
بعضی نهاد علمی و مراتب شعری تحقیق نمود و بخش خالی از لطف و صفائی نبوده است میگوید  
هر گشت ته دار و تابکی در حضرت کوی  
آهی آتش آبی جهان آسمان افتد  
عشق را در سینه ابل بوس نبود قرار  
کی گذارد شیر در بریش پهلوی بر زمین  
متشابه او حسن میرزا از سادات شیراز بود و بانو اسحاق و سزا از دست  
باز چشمه ناتوانی برده از بوشم بزور  
کرده است آینه خساری ند تو شمر بزور  
در لباس زندگی رست نیا نم که پست  
این قبائی تنگ است می تو شمر بزور  
بسته در دام تو ام در کوی دلداروگر  
باقفس رفتم ازین گشن بگذرید و گر  
میکشد از خود نمنا انتقام خوشی تن  
کرده ام وقف گریبان دست انگلیز را

لایحه

لایحه

لایحه

لایحه

لایحه

تو سنی تخلص ای منویر ولد لوندکن راجه سانبهرست صاحب حسن غریب و ذوق منعمیب بود  
 بند و نثر اوی ست که چون آب حیوان ظاهرش لباس خلعت پوشیده و باطنش بهوای مشرب  
 ایمان جو شیده اکبر پادشاه اورا خطاب میرزا منوهر داد همیشه باشعرا اسلام نمیکند بوده  
 و طبع نظم و هشتاد شاعرش مدون ست

## رباعی

شمع آمد و گفت جان من می برند      و زمین همه دوستان من می برند  
 ناگفتنی نگفتم اسم در همه عمر      پس از چه سبب زبان من می برند  
 متقا مولوی محمد حسین مراد آبادی سلم الله تعالی معنی یاب سخن آفرین و گلدهنده افکار  
 رنگین ست جوهر آبدار سخنش در نهایت تابانی و کواکب منظوماتش در رعایت و رنجان از  
 شرفا بلده مراد آباد ست و صاحب ذوق و فکر خدا داد از عمری و از زلف سخن را شاد میکند  
 و رخ زیبای عرائش بیانی و معانی را غاژه تازه می مالش اگر شیخ محمدی علی ندکی ست که در  
 اواخر عهد شاه اود و مثل او شاعری بر خاسته و نیز زانوی استفاده و بخت میرزا اسد خان  
 غالب دهلوی که دره میرزا السید شعر از نامداران است و استاد بهادر شاه پادشاه و بی چند  
 سال گذشت که از وطن مالوف بسوی دیار دکن خراسید و بجد آباد دخت اقامت کشید چون  
 زمانه سخن نهند این ست و اهل زمانه صد چندان صحبت ایالی و موالی آن الکه گیرانفتاد و حسب  
 و خواه تعاقب آن ریاست و دست بزم نواز ناچار مراجعت بوطن کرد و بر بلده بجهوپال که سرحد  
 مالو به دکن است گذر فرمود و نگارنده سطور در الوقت نزیل این بلده و متوسل این ریاست بود  
 ملاقات مکرر دست او و چاشنی در و دو مذاق شگفتگی بر و جاتم دار و دسر پایش بحسن اخلاق  
 و جلال اوصاف و مکالمه منصفال آراسته و پیوسته الحال و مراد آباد و دارالامین انزوا  
 بسوی برو و با مردم دنیا که اختلاط می باشد و رحین تحریر این خبریده خطی بطلب بعض نتایج  
 نگارش فرستاد و این چند گل از گلستان طبع خود را سخنان محفل تحریر فرمود

غمخوار کجا در طلبش آبله پارا  
 گزست چنین ریزش جوهر طبعین  
 نشیم که دو تادوش به این استانش را  
 هر کجا سو وای حسن او لطافت گسترست  
 بقدر که او فتاوم قطع شد صحرانوردین  
 گردش چشمش نماید سر بسر تسخیر ما  
 ذره ذره نه بخون بر سر کارست اینها  
 سوخته ریگ روان نیست بخاک عشاق  
 چو برق شوخیش دیوانگان را محسوس فروزد  
 نگردد و محرم تحریر نقش شوخی نازشش  
 چه گوئی حالت زاده که بهوشانه می آید  
 سدیانی دل عاشق نگار باشد سپند اینها  
 موند غم به نفس طوفان فریاد مکت  
 در جهان نبود بدست هیچکس معموریم  
 کند راه گلو از جیوهی گلبسکه آواز م  
 ز موی دو و آه گمرد و باد و می خیزد  
 نباشد دور گردل بر در و مضطرب فغان  
 شور یار بهای من نیست در بزم صنم  
 تخمه مشق جور طفل سخت ناله ای شدم  
 جفا کن جور کن ظلم و تم کن کج ادانی کن  
 متعلق از من دیوانه خود یک قلم گسل

آتش کند آن گرمی ز قفا چنار  
 وحشی گلمان دام کنند آینه بار  
 باور دام باشد سایه زاع گمانش را  
 میتوان در شیشه کردن چون پری دیوانه را  
 بد آه بستم در زین آسین را  
 اندرین صبح ارم آه بود و نجیب را  
 صد پری شیش بهرشت غبارست اینجا  
 جوش نمایانده آغوش و کنارست اینجا  
 پری رقصان بگره شمع چون پروانه بنیزد  
 طلسم حیرت مانی بود و بیرنگ پروازش  
 پری هم از سر کوفی کسی دیوانه می آید  
 که دو دو خونچکان از محفل جانانه می آید  
 ماضی داریم که مرگ ناگمان شادوم کند  
 خانه عشقم خرابی غم آبادم کند  
 نماند پروهای سازماند نغمه رازم  
 بیا و شوخی چشمی بصحراییک می تازم  
 ز جوش نغمه نزدیک است که هم بشکند سازم  
 از خد اخلاص نیم هر چند و تجانه ام  
 جمع شد مضمون غم چند آنکه دیوانی شدم  
 بخاطر هر چه داری کن نه ترک آشنائی کن  
 وفا گر نیست جانان بیا و بیوفائی کن

آشفته زلفم بروای شور قیامت  
 بهنگامه کن جمع که در بهر همیم من +  
 بشوق روی او از بسک میگذرد فاشه  
 بدست بخودی آینه میگرد و عبا بر من  
 نتوان خور و فریب دم پر جوش شک  
 شب و آغوش کسی روز و آغوش که

### حرف التاء المثلثة

شامی خوابه حسین شمدی از پهلوانان عرصه سخنوری است و دلیران معرکه یعنی پروری از  
 شهید بسیر چند خراسید و باغینی و عرفی بهنگامه مشاعره گرم کرده و دلانش پنجه زار بیت دارد  
 این چند بیت ز نجاست

روزی که وقف روی تو کردم نظاره را  
 دیدم بدامن این جگر پاره پاره را  
 خوش خجالت آن عاشقی که در شب حجر  
 بخوابش آتی و او شرمسار خرسید  
 تمام قیامت بر حرف ز محشر گاو  
 گردش بالین بدین در شب جبران او  
 زمان بی مهر و گیتی دشمنی دلدار استغنی  
 مرا بر آرزو و باغی نمائی خنده می آید  
 خوش آنکه سوی من از نازیک نظر دید  
 باین بهانه که نشاختم و گردید  
 ناقد سیرمفاخر حسین عم همیر محمد زمان راسخ بود طبع معنی یاب و ذهن سلیم داشت ساکن  
 سهند بود و با نجا گذشت از دست

راه رو را بهما افتاد گیسو میشود  
 هر کجا پائی بلغند و جاده پیدا میشود  
 نزد ستگیری غیبت بیاست جلو دمن  
 چو موج ریگ روان گردد و راه خوشیتغم  
 اشک چشم سرگردم درین سرگشتهگی  
 شام عزبت می برم با خولیش بر جای میروم  
 ثابت میر محمد افضل الزبیدی از احفاد میر ضیاء الدین حسین مخاطب با سلام خان خوشی نصیب  
 متخلص بواسطه ثابت نیر آسمان و الافطری و سیار فلک بلند فکری است پای فضیلت دریا  
 محکم داشت و در گفت و فهمید شعرو زبان دانی فرستاد مسلم کمالان دلی میر زیست اقسام  
 سخن را بمسلط تمام میگود و بتر زبانی کلک نسخه سحر سامری را می شنوید مناقشه او با عبد الرضای

متین صفای معروف ست وی در پایان عمر آستین استغفار بر رخاوت دنیا افشاند و قطعاً  
 بسر می برد تا آنکه دامن از غبار هستی بر چید و در شعله بمرادین آیات از منتخب دیوان چید  
 کشد جو صبح وصال تو شمع جان مرا  
 شمیم زلف تو از دواغ دل بر آورده  
 طفل بیرحمی که می بست و پر پروانه را  
 دشنه حاجت نیست خون زیر دل میتاب را  
 شد محشر صد جزسم تنها جگر ما  
 شما از لعل جان بخش تو خواهم چشم ببارت  
 تا حنا بر پنج بستی ریخت خون دیده ام  
 دل بسته معنی نشود عاشق صورت  
 دور از تو بس دیده اما خاک بس کرد  
 مردم حلقه زنجیر جنون شویان کرد  
 انار باغ بهشت ست روی نداشتش  
 مردم هر دم قطع اسباب معیشت میکند  
 قسم بصحیف گل عندلیب باغ تو ام  
 صبا بارگر توانی مانند بنفش جستن  
 بجای نه نشستم بنیر خانه خویش  
 غنی چو آتش سوزان همیشه چون حمام  
 شمع افروخته را کس نفر و شد ثابت  
 خواب دیدیم که آیین معارض بتو شد  
 چشم ببارترا حاجت تقویدی نیست

بر بشمار پروانه استخوان مرا  
 چو بوی نافه پین موکشان فغان مرا  
 گرم صحبت کی کند با خود من دیوانه را  
 کار با خنجر نباشد کشتن سیاه را  
 شمشیر تو آورد قیامت بسرا  
 فرنگی لائق کار خدائی وید عیسی را  
 در فشار دل ید بیضا ست این گلده ست  
 از خانه موسلسله بر پامی سخن نیست  
 تا نگه مالک خط عذاب است  
 شور عشقم اثر می در جگر آهن کرد  
 کسیکه کرد قناعت باب و دانه خویش  
 هر چه می افتد بدست تیغ قسمت میکند  
 بمرگ شمع که پروانه چراغ تو ام  
 صورت نمی پذیرد از دست خلق ستن  
 شدم برنگ نگین سنگ آستانه خویش  
 عذاب میکشد از پهلوی خزانه خویش  
 داغ و گرمی بازار ندارم چه کنم  
 میکند صورت این واقعه حیران مارا  
 بیکل ناخن شیرست صفت مرگانت

نیستی چون همه بهم رباط عزیزان جهان  
 نه یکی ماند ازین سلسله بر جان صدی +  
 همچو گردی که بلند از اثر قافله شد  
 داد بر باد و رفتن یاران مارا  
 ثبات میر محمد عظیم خلعت محمد فاضل ثابت باشیوه سخن سخن فنی را آشنا واصل او ثبات  
 و فرغ غمخواری او و رسا و رعین جوانی از جهان فانی در گذشت دیوان خود را که قریب چهار هزار  
 بیت باشد برای اصالح پیش آرزو فرستاده بود بقدیر فهم و محو و اثبات آن مضائقه نکرد و باره

### از اشعار او در اینجا نوشته می آید

چون شمع تا قفا و بیزست گذر مرا +  
 در اشک و آه زندگی آمد بسر مرا  
 چون دانه غنیمت که بچسبید برگ تاک  
 از کف نمیدهم من بیابک شیشه را  
 با آنکه همه عمر زنتم ز ذرا +  
 پرسد زمین از نماز ترا خانه که راست  
 دیگر چگونه خاطر من و اشود که یا -  
 چون بیند مزد و رگه بر جبین زند  
 جز محض تصور درین باغ ندیدم  
 میکشد غمنازه مانند کمان بی اختیار  
 بزمی که کسی را کس کار نباش  
 شمعین شمع غلام حسین بگرا می جوان خوش طبیعت بود گاهی فکر شعر میکرد از دوست  
 یاد می آرد و چون زخم لذت تیر ترا +  
 از یک سو دم از این فوس کف بهم  
 شمعین شمع غلام حسین بگرا می جوان خوش طبیعت بود گاهی فکر شعر میکرد از دوست  
 زنگهای جفا شکن ای پری پیکر  
 ترمی که مرا منزلت شیشه دل  
 ثانی ملا حسن پسر ثانی نیز شاعر خوشگلو بود و در عهد جابین جوانی و شسته گرفتار  
 با دم اللذات گردید از وی می آید

چه آدمی بچو مان نیست دل بهر که بندم  
 کس ز صفحہ خالی چه انتخاب نماید  
 شایب بی نمک من که شرابش نام است  
 گر می صحبت او کرد کجا بهم چکند

### حرف الجیم

جامی مولانا عبد الرحمن مجلس از اصفهان است و مولدش قرطبه جام نسبش بامام محمد تقی است



شاکر و امام ابوحنیفه کوفی میرسد و مسلمة متولد شد عالمی از کیفیت کلامش بدو پیش و همان  
 ناشیة اعتقادش بر دوش سزا داشتند این فن و امام احمد سخی است سلطان حسین و میر علی  
 شیراز متقدان وی بودند تصانیف او در عربی و فارسی مثل شرح کافیة و سلسلة الذی یحب سحابة الابرار  
 و یوسف زلیخا متداول است گویند مجموع تعداد تالیفاتش به پنجاه و چهار کتاب میرسد شہرت  
 اسم و رسم وی از بیان حالش منفی است نام او درین جریده تبرکات و تمینا بر زبان خالص آورده شد  
 کاشف سرال تاریخ و وفات است پیش ازین کلیات وی نزد محرم مطور موجود بود و قدرت اندکان  
 گویا سوسی و نتایج الالهکار اشعار بسیار بر نام وی نوشته آید چند بیت حسب ابطه نوشته می آید  
 جامی آن به که درین مرطه آن پیشه کنی      که زمرگ و گران مرگ خود اندیشه کنی  
 بنده عشق شدی ترک نسب کن جاسی      که درین راه فلان ابن فلان چیزی نیست  
 چنان تن فرسوده را با غم هجران گذاشت      طاقت همان نداشت خانه بهمان گذاشت  
 آواز آن شوخ که بهر سرسرای که روم      بهر محرومی من از رو دیگر گذرد  
 بر تن از جور تو هر چند که بیدار رود      چون رخ خوب تو بنیم همه از یاد رود  
 شب دل سوخته آبی ز سرور کشید      صبح بشنید و همان دم نفس سر کشید  
 مرا بگوئی تو خواهم که خانه باشد      برای آمدن آنجا بهانه باشد  
 هر چه اسباب کمال است رخ خوب ترا      همه بروند کمال است کمال استغنی به  
 کسی بوسه بستی پای ختم که دست پیان      کنم دیو زه فیض از بزرگ و خرد میخانه  
 دل بآن محضه خونریز کشد جاسی را      صید را چون اجل آید سوی صیاد رود  
 مریض عشق بکوی تو غبار نشد      ز ضعف تن نتوانست کز زمین خیزد  
 جلال الدین اکبر پادشاه بن جالون درگاهش مجمع مستعدان هفت اقلیم بود و در احاد و کفر  
 گوی سبقت از اهل جاہلیت بر بود ترجمه او در منتخب التواریخ بدایونی و دیگر فیست و عمرت  
 گرفتنی طبع نظر هم داشت این آیات ازوست

شب بزم گلو که برود قی گل فدا ده ست  
 کان قطره باز دیده ببل فدا ده ست  
 دوشینه بکوی می فروشان  
 پیانه می بزر خیزیدم +  
 اکنون زخار سرگر انجم  
 زرد ادم و در در خیزیدم  
 من بنگ نیخورم می آرید  
 من چنگ نیز نم نی آرید  
 جهانگیر نورالدین بن اکبر بادشاه از غایت شهرت محتاج ترجمه نیست میل بسوی نظم سخن  
 دشت این رباعی از و آمده

## رباعی

ای آنکه غم زمانه پاکت خورده  
 اندوه دل و سوسه ناکت خورده  
 مانده قطره بای شب بزم زمین  
 جا گرم نکرده که خاکت خورده

## رباعی

هر کس بضیع خود صفا خواهد داد  
 آینه خلیش اجلا خواهد داد  
 هر جا که شکسته بود دستش گیر  
 بشنو که بهین کاسه صدا خواهد داد  
 دل بد کن که عمر نماند هیچ کس +  
 این یک نفس که خوش گذرد بس غنیت  
 آنا نامه برگ گل نوشتم  
 شاید که صبا باور ساند  
 جام می را بر ریج گلزار می باید کشید  
 ابر بسیارست می بسیار می باید کشید  
 جمالی دهبوی جمال با کمال و زبان خوش مقال دار دانش شیخ فضل العبدی جمال خانست  
 و اصلش از قوم کنبه جمالی در عهد سلطان حسین میرزا بخراسان رفت و جامی و دوکانی واکا بر  
 دیگر را دریافت و بهند مراجعت نمود و زیارت حرمین شریفین سعادت اندوخت و در ۹۳۲  
 متوجه ملک بقا گشت قصاید او بهتر از غزل مثنوی است در نعت گفته  
 موسی ز بهوش رفت بیک پر تو صفات  
 تو عین ذات می نگری در تبسمی  
 زمین سخن را چنین ملی میکند

یاد لب تو در دل نگین بود مرا + جان کندن از فراق تو شیرین بود مرا  
 آن جفا کار دل آزار جگر خوار جهان گر چه کافر نتوان گفت مسلمان هم نیست  
 میگویم فکری که آن زلف دراز آید بیت دست کوه دارم اما میگویم فکری دراز  
 زلف نگار تو توبه ما و سر رقیب این هر سه را کدام شنیدی شکسته به  
 هر کس که بیند آن لب مانند قند او چون نیشکر شکسته شود بندبند او  
 گویند زنده میشود اندر غار دل محراب ابروی تو مراد نماز گشت  
 بگفتش که بعشاق رحم کن نه جفا بخنده گفت لکودینکو ولی دینی  
 عشق را طبعی لسانی ست که صد آله سخن دوست بادوست یک چشم زدن میگوید  
 چون غنچه کند پیش دمان تو تبسم خاکش ز کف باد صبا در دهن فست  
 چراغ میر محمد باشم می طلب بموسوی خان بن میر محمد شفیع در کباب میر الامیر اسیدین علیخان  
 بسیر چند شافت و صحبت اصحاب کمال مثل میرزا بیدل و میر عبد الجلیل بلگرامی دریافت از سرکار  
 آصفیاه بمنصب دو هزار و پنجاه صدی و خدمت دارالانشاء سرفرازی داشت بعد از خطاب معزله  
 و منصب چهار هزار می بلند گردید میرزا روح او را در یافته و با هم مجالس مستوفی اتفاق افتاده نسیم  
 سخنش گره کشای غنچه دلهاست و گلریزی حرفش رنگ افروز چهره مدعا این چند بیت از دیوانش  
 فرا گرفته شد

پاس دل گرمیتوانی داشت سلطان میشود این نگین را اگر بست آری سلیمان میشود  
 نه بهر آنکه منزل دور و پانگست می نالم دلم را چون جرس جانی پیش تنگست می نالم  
 در دیده ام خیال رخ خوب یار ماند این نقش بر جریده لیل و نهار ماند  
 فارغ از هر دو جهان بنده احسان تو ام سرو آزاد و پابنده گلستان تو ام  
 بسطم کردی و پر می تیمم آزرده مشو به میگویم رقص که در ذیل شهیدان تو ام  
 بی بساط خلق شهرت با هنر و مسافرت محبت کل بی شکفتن قابل پرهیز نیست

منتهای کار عاشق از بدایت روشنست  
 شد صرف سود عشق بیانی که یانستم  
 شمع را آئینه انجام جز آغاز نیست  
 مانند شمع سوخت ز بانی که یانستم  
 منظور از نظاره حسنت شهادتست  
 از جانان نیز معشوقست باید پایش  
 تا توانی همچنان بوی گل دار و مرا  
 از جلوه‌ات آبا شود کشور و دها  
 لذت همه در مناسبتهاست  
 هوس زخم بختاب تجلی دارم  
 تو آن خدنگ بگاه مسوئی فافکند  
 آمد اندیشه دنیا بطلبکاری دل  
 بنجاک میکده رندانست محترم اند  
 تا درینند از پی روزی بیگدگر  
 جدائی میرسد علی ترمزی عمده مصوران  
 هایلون بود و در عهد اکبر پادشاه سعادت آندون  
 زیارت بیت امده گشته این مطلع از دست

حسن بیان کعبه عشق بیابان او  
 سر زلش ناکسان خار مغیلاں او  
 جنونی قند هاری شیفته شاد گزشتی بعراف عمر فته و معاودت بولن کرد پای سفر  
 شکسته این یک شعر از دست

حلقه ماتم و بنگاه شیون صد بار  
 به زبمی که در و انجمن آرای نیست  
 جانی مقلد بخاری جسم جان سخن سرانیست و استاد معنی پیرانی از ولایت خود پسند آید  
 دوطن گزیده سخن چنین بر آید  
 چون گرد باد جانی سرگز گز نکر دم  
 کز دست فرقت تو خاک بسز نکر دم

جعفری سادجی نو و الفقار خان نام دارد شاعر و شاعر خن جوست این ابیات از وی است  
 دل رفته و جانم بدست ناک و ناز است  
 اینها همه از شوقی اطهار نسیب زست  
 گردل بی تکلم پیش تو پرده در شود  
 شکوه بی نهایت باعث درد سر شود  
 غمره دوباره بایر و طاقت بی نهایتی  
 تا دل دور مانده را کیش غم سحر شود  
 حرف دشمن مشغول کش دوست کش  
 ظلم از حد میراموز که فردای هست  
 چاکری شیرازی بلالی مشغول بود شعر بسیار و در گاهی ابیات عالی از طبعش سر میزد  
 هر تیر که آن شیخ بود در دل چاکم  
 سروی شود و سایه کند بر رخ فاکم  
 قوی بینی بر عید و من ابروی قوی نیم  
 بلال عید را یماه در روی قوی نیم  
 جسمی بهمانی دیوانش قریب نئی هزار بیت بنظر سیده از دست ۵

بگریه زادم و با گریه از جهان رفتم  
 درین دیار چنان کادم چنان رفتم  
 مرا گذاشته زینسان مناز بر سر غیر  
 اگر مراد تو جان ست نیز جانی هست  
 تا وید زنده اند شیدان غمره است  
 تیغ تو جای عیسی میخ گرفته است  
 خردمستم نیستی لاف محبت مزان  
 کوشش تدبیر مانع تقدیر نیست  
 چون شدنی میشود ز محبت بجا کش  
 جعفر شمدی و غم شاه عباس باصفهان تحصیل بسیاری کرده از افاضل دوران گردید مرد  
 صاحب سخن بود و با میرزا محمد وزیر سمری بر دوازدهی می آید ۵

من از وصال بهیچ ندیدم بغیر رشک  
 بیو ده هجر و حسد در انتقام شد  
 اگر بروز قیامت کشید وصل چشید  
 وصال ایر با این تظسار می آرزو  
 عجب نبود اگر عاشق ز چشم ابروی نیست  
 طبیب مهربان از دیدن بیمار می نیست  
 دولت گر با ترحم آشنایند و عجب نبود  
 بهم بجانگان را گاه گاهی کار می نیست  
 چون کسی بدوری جانان نرسد  
 با مرگ غیش دست و گریبان نرسد

جعفری

جعفری

جعفری

جعفری

معدوم از فراق تو جاسی نبرده ام  
خو کرده رسال بهیچان نرسیت مست  
سوزنده ترا عادت و دینج شده ام من  
این شعله مگر عادت خوبی تو گرفته است  
جای ابو الفتح ابراهیم میرزا بن بهرام بن شاه اسمعیل صفوی در مزید بهوشمندی و فطانت  
و جایت علم و هنر یگانه روزگار بود هیچ علمی و هنری صنعتی نبوده که وی را در آن مهارتی  
تام نباشد شعرا و رطافت و چنگی بمرتبه کمال رسانیده و یوانش از هزار بیت افزون است  
در عهد اسمعیل میرزا و را و آخر نامه عاشقانه و تائید از وی می آید

ای ترا غم به خونریز نهانی مشتاق  
دل بوصل تو بصد دل نگرانی مشتاق  
مریض عشقی دوائی بغیر صبر نه اشت  
ولی کشنده ترا ز در بود در عاشق  
آن حسن دار باست که هنگام دیدنش  
بیدست و پا شود دل بی اختیار چشم  
بعد از جزا شب که بوحاش رسیده  
جایی غایت است از و بر مدار چشم  
در کنج جبرانی که هر شب ز آتش دل  
بر یاد عارض تو سوزم چو شمع محفل  
دور از نهال قدش شربخو نامیاد  
از غصه دست بر سوزگره پای در گل  
عاجی رود و کعبه جایی بکوهی جانان  
هر کس کند ز جایی مقصود خویش حاصل  
تا آنکه دولت بدشمنی تیغ افراخت  
این دوستی و گر که هر دشمن را  
شنیدم که چشم تو دار و گزند  
گفتی که چرا جایی سکین شده خاموش  
آین دوستی و گر که هر دشمن را  
شنیدم که چشم تو دار و گزند  
گفتی که چرا جایی سکین شده خاموش  
بند بی خلف شاه قیسمان اصلش از کرا و حوالی بغداد است در هندوستان آمده شهرت  
بشجاعت یافت طبع خوشی داشته از وی می آید

من آن نیم که بقاصد و هم نشان خویش  
که ساندش ز پی مدعا بهمانه خویش  
جندوی اصلش از اوس چستانی است در اصفهان نشو و نما یافته و همانجا درگذشت

## آزوست

عاشق و بدنامم اگر گشتم دلم باری خوشست  
عاشقی بدنامی دار و ولی کاری خوشست  
جعفر بیگ از اکابر و یاق بیکدی برادر مومن خان وزیر علی بود جد مادری لطف علی

## آزوست

هر شگاف خرابه دهنی است که معموره جهان خندد

جدائی از مردم ساده دست در آتشکده این ابیات بر نام او نوشته

گیرم که توبه از منی نگاون کند کس  
بآن دو لعل توبه بشکن چون کند کس  
پیش شمع گر پدانه سوز نیست دشوارش  
چپاک از سوختن او را که بر بالین بودارش

جعفر میرزا صفت خان خلعت میرزا بیع الزمان قزوینی است در زمان اکبر پادشاه بنده سید  
مورد عنایات فراوان گشت و در او آخر عمرش بدو خطبهای وزارت شرقی گرفت و در زمان  
جنگگیر پادشاه بهم دکن با موگر دید و بهانجا در آتش رخت بدار البقا کشید آزوست

جعفر ره کوئی یار دانست مشکل که دگر ز پاشند

بنگای همه احوال نهان می داند چشم بدو در ز چشمی که زبان میداند

آما ده شته ام دگر آشب نظاره را پیوند کرده ام جگر پاره پاره را

بترس ز تیر آدمین که چون شد گرم تابیدن دل دیوانه من دوست از دشمن نمیداند

ز بدگمانی او یافتم که عاشق را ز جور تا نکشد ترک همچنان نکند

بابا دصبا بوی کسی است که یعقوب چشمی که ندارد برو قافله دارد +

تنبلی وقت سحر گشت هم آواز بن ناله کرد که نگذاشت مرا از بین +

جودت غلام حسین بن محمد یار خان از مردم با آس است جودت طبع و ذکا، ذهن داشت

## در گذشت آزوست

بسکه از نازک مزاجی بید نام کرده اند می برد از تویش صبح چین پیشانی مرا

بنا

بنا

بنا

بنا

از پی درمان نشد منت کش تا ز طبیب  
هر نفس منون تنهنای آزار خودم  
تا که ام فاخته سرو قبا پوشش کے  
داغ دل آئینہ حسرت آغوش کے  
تا لہابی اثر و رسم بد لہا کت  
چہ رسد آہ بفریاد گسے گوش کے  
جو دت از شوخی تقریر خیالت دارم  
نکتہ یافتہ ام از لب خاموش کے  
جو دت میرزا محمد ایوب بخشانی بعد کسب حیثیات در ریجان شباب بہمت دکن شافتہ و  
در سلک منصب داران عالمگیر بادشاہ داخل گردیدہ و در سال ۱۰۲۰ ہجری شریفہ شاعر خوش طبعیت  
پاکیزہ رویت بودہ از دست ۵

بود ملاوت تن پروان ز طول امل + ثبات ہستی شان پای بندین تارست  
ز رجبت بشیر باشد صلابت خاکساری زبالا سوی پستی ہر کہ می بیند ہراس آید  
جامع خواجہ مسعود کشمیری شاکر دہلوی قبول ست منہ  
سخن سازی ناسانست عمری باید و جدی چو شد بویوم سفید اشعار نگینم بیاضی شد

### حرف احوال

حسن غزنوی حسن الاخلاق و خجالت النفس و آفاق بود مسامح روحانیان را بلالی ناطقہ می بود  
و وعظا در انگیز می گفت قصیدہ افتخار دینا و شہو ست کہ سخن سخنان بسیار بجواب آن پرداختہ اند  
و تا زمان حال سلسلہ جواب بر پاست اولہ

داند جهان کہ قدرت عین حمیہ بر م شایستہ میوہ دل زہرا و حیدرم  
و فاش و رشہ بودہ دیوانست میسرست اما دل بخت انتخاب نگرا ئید این دولتہ رباعی از وی  
نوشته شد رباعی

ہر شب کہ رخ سپہ گلشن گردد عالم تار یک چون دل من گردد  
صد آہ بر آورم ز آئینہ دل کا عینہ دل ز آہ روشن گردد

رباعی



در خدمت کس گزیدم پشت بزم  
 شاید که زمین بدوی نگراند هم  
 چون من سرخو نداهم از بیخنی  
 پای دگری چه گیرم از بهر دم  
 گفتم رسد بگوش تو پسندم چو گوشتوار  
 آری رسیده ست ولی حلقه درست  
 حسن دهلوی معاصر امیر خسروست گویا هر دو در غنوری توانان اند و صدق ان هذان  
 لسا حیران در کارم اخلاق و استقامت عقل و روش صوفیه و تجرید و تفرید و خوش گذراندن  
 بی اسباب دنیاوی مثل او کتر دیده و شنیده شد مرید شیخ نظام الدین اولیاست در عیش و نشاط  
 اتفاق افتاد و قبرش در دولت آباد کن است چند شعر از وی در اینجا صورت ارتسامی پذیرد  
 کاریک بود با تو مرا بیشتر ز رفت  
 سر رفت در هوای تو این درد سز رفت  
 مرا از زلفت او سوئی بسندست  
 فضولی میکنم بویی بسندست  
 چه لشکر میکشی بر قلب عشاق  
 صف مغلوب را هوئی بسندست  
 گشتم ز فراق تا بقدم حلقه چون رکاب  
 آن شمو ازین قدم از من برین دشت  
 ز سوار ز ما ز سر کوی تو ز ابدان  
 بر سر سبوی باد به بجای عامه  
 تو آفتابی من صبح میتوان دانست  
 از خویش برون روز در دوست دوان  
 نیست چو رویت بگلستان دگر  
 یار چه سخت ست دل کافرت  
 از دقت عشقت بگرم پخته شد  
 غمزه خو خوار تو خونم بر سخت  
 گفت اگر عاشق دانی بمیبرد  
 غمزه دگر باشد و دیکان دگر  
 چشم حسن من در دو سوخ خون  
 عشق دگر باشد و قربان دگر  
 تن بودم کنجی و جانی و سهرودی  
 سوخ دگر باشد و طوفان دگر  
 غم را که نشان داد عمار که خبر کرد

شکل سروکاریست که بر دوده مشتوق  
صدا بر نتوان بود و تقاضا نتوان کرد  
حسن دعای تو که سبب نیست مرگ  
ترا زبان و گرد و دل و گرد و ما بچند  
یکسر سوادت سفید نشد  
گرچه موی بنی سیاه نماند  
ای حسن تو به انگلی کردی  
که ترا طاقت گناه نماند

حافظ شیرازی از خواص سکاریست و بر خال هند ویش بخشند و سمرقند و بخارا و درسی  
از میخان و عرفان کشاده و صلاهی او در کاسا و ناولما داده و محمد سلطان محمود شاه بهمنی غیب  
سفر دکن شد و تا مهر فرسیده برگشت آناه ماجرا در یافته هزار تنگه طلار است و هند خریدیه برای  
خواجہ شیراز فرستاد و چون غزل وی

شکر شکن شوند همه طوطیان هند  
زین قند پارسی که به بگلکله میسرود  
بسلطان غیاث الدین والی بگلکله رسید خدمت شایسته تقدیر رسانید و در شیراز بمحاکم  
مصلی مدفون شد و خلف خواجہ شاه نعمان بهند آمد و در بر بانپور وفات یافت قبرش نزدیک  
قلعه آسیرست اشعار خواجہ و در مناجاتیان و زمزمه خراباتیان است و تمام دیوانش گویا نقطه  
اتحاد است حاجت چیدن ندارد و تمیما این چند بیت حواله زبان می‌دهیم

الایا ایها الساقی ادر کاسا و ناولما  
که عشق آسان نمود اول ولی افتاد شکلا  
شب تاریک و بیم موج و گرداب چنین عالم  
کجا بهند حال با سبکباران ساحلما  
مراد منزل جانان چو این عیش چون بزم  
جرس فریاد میدارد که بر بندید محلما  
آسایش دو گیتی تفسیر این و حریت  
بادستان لطف بادشمنان مدارا  
در کوی نیکنای ما را گذر ندادند  
گر تو نمی پسندی تفسیر کن قصارا  
تا در پیا له عکس رخ یار دید و ایتم  
ای بخیر لذت مشرب مدام ما  
هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق  
ثبت است بر جریده عالم دوام ما  
چه نسبت است برندی صلاح و تقوی را  
سلع و عطف کجا نفیر باب کب

دلم ز صومعه بگرفت و خرقه سالوس  
 زرد وئی دوست دل شمنان چه در یابد  
 ز عشق ناتمام با جمال یارستغنی است  
 بدم گفتمی و خرسندم عفاک الله لک و گفتی  
 تا آرد و رون پرده ز زندان است پرس  
 عفا شکار کس نشود و دام باز چین \*  
 ترسم آن قوم که بر درویشان میخندند  
 ملک آزادی و کنج قناعت گنجی است  
 حسن خلق توان کرد صید اهل نظر  
 ندانم از چه سبب رنگ آشنائی نیست  
 جزین قدر نتوان گفت در جمال تو عیب  
 در دلم دیدم و خبر میداد از سوز درون  
 بستر گر همه عالم بمرم بخروشدند  
 گمان مبر که بدور تو عاشقان ستند  
 بر طمع زلفت از گداز آتش دل دوش  
 ای دوست بهر پیدن حافظ قدمی نه  
 باغ مرا چه حاجت سرو و صنوبر است  
 از آستان پیر میان سر چرا کشم  
 یک قصه بیش نیست غم عشق و این عجب  
 فراق است ز آب خضر کلمات جای دوست  
 در راه عشق مرطوب و بخت نیست

کجاست ویرانان و شراب ناب کج  
 چراغ مرده کجاست شمع آفتاب کج  
 آب و رنگ و خال خطه حاجت رویی یاب  
 جواب تلخ نمی زید لب لعل شکر خارا  
 کین حال نیست صوفی عالی مقام را  
 کاینجا همیشه با دیدست و دام را  
 در سر کار خرابات کفندایان را  
 که بشمشیر میسر نشود سلطان را \*  
 به بند و دام نگیرد مرغ دانارا \*  
 سسی قدان سی چشم ماه سیار را  
 که خال مهر و فغانیت روی زیبارا  
 و این خشک و لب تشنه چشم تر را  
 نتوان برد هوای تو برون از سر را  
 خبر نداری ز احوال زاهدان خراب  
 آن دو دو که از سوز جگر بر سر گرفت  
 زان پیش که گویند که از دار گرفت  
 شمشاد سایه پرورین از که کتر است  
 دولت درین سرا و کشایش درین دوت  
 از هر کسی که می شنوم ناکر است \*  
 تا آب ماکه سنبغش الله اکبر است  
 می بینمت عیان و دعا میفرستمت

در روی خود تفرج صنع خدا بکن  
 خونم بریز و زخم هجران خلاص کن  
 حافظ شراب و شاد و زدی نه وضعیت  
 ملا متمم بخوابی مکن که مرشد عشق  
 سرشک من که ز طوفان نوح دست برد  
 معنی آب زندگی و روانه ارم  
 پیوند عمر بسته بموئیت هوشدار  
 سهو و خطای بنده چو گیرند اعتسار  
 زاهد شراب کوثر و حافظ پایاله خواست  
 ناکشوده گل نقاب آهنگ رعلت ساز کرد  
 از زبان سوسن این آوازده ام آید بگوش  
 خواب این نرگس نشان تو بی چیزی نیست  
 دوش باد از سر کویت بگستان بگذشت  
 دانی که چنگ و عود چه تقریر میکنند  
 گویند رمز عشق گویند و مشغوبید  
 می خور که شیخ حافظ و مفتی و محتب  
 دوش و دیدم که ملائک در حین از دند  
 با بعد خرم پندار ز ره چون نرویم  
 جنگ هفتاد و دو دولت همه را عذر بند  
 این مشور عشوه دنیا که این عجز  
 گریه آبی بر رخ سوزگان باز آورد

آینه خدای نمایم دست  
 منت پذیر غمزه خنجر گذار دست  
 فی احوال سکنی و فساد میگذاشت  
 حوالتم بخرافات کبر و روز نخست  
 ز لوح سینه یار دست نقش مهر داشت  
 جز حرف جو بار و می خوشگوار است  
 غمخوار خویش باش غم رو بکار است  
 معنی عفو و رحمت پروردگار است  
 تا در سیاه خواسته کردگار است  
 ناله کن ببل که گلابان لنگاران خوش است  
 کاندین ویر کین کار بسکاران خوش است  
 تاب این زلف پریشان تو بی چیزی نیست  
 ای گل این چاک گریبان تو بی چیزی نیست  
 پنهان خورید باده که کفیر میکنند  
 مشکل کجاستی ست که تقریر میکنند  
 چون نیک بنگری همه ترو میکنند  
 گل آدم بشنوند و به پیانه زدند  
 چون ره آدم غمگی بسکی دانه زدند  
 چون ندید حقیقت روافسانه زدند  
 سکاره می نشیند و محبت اله میرود  
 ناله فریاد رس عاشق مسکین آمد

یا وفا یا خبر وصل تو یا مرگ رقیب  
 غلام نرگس مست تو تا جدار است  
 بیا بمیکده و چهره ارغوانی کن  
 حسن بی پایان او چند آنکه عاشق میکشد  
 دمان یار که در آن درو حافظ داشت  
 شراب لعل کش و روی مه جبینان بین  
 بنیر و لقی مرقع کسند با دارند  
 بحر من و دجهان سرفروغی آرند  
 اسیر عشق شدن چاره خلاص من است  
 غبار خاطر حافظ بر دصقل عشق  
 زان پیشتر که عالم فانی شود خراب  
 مابحت خویش و خوی ترا آزموده ایم  
 ای پیر خائنه بخرابات شود من  
 به پیر میکده گفتم که چیست راه نجات  
 عنان بمیکده خواهم یافت زین مجلس  
 بفلک بر صفین زندان نظری بهتر ازین  
 نا صم گفتم که جز غم چه هنر وارد عشق  
 گر بگویم که قبح گیر و لب ساغر بوس  
 باوه خور غم خور و نپند مکن مشغول  
 مطبوع تر ز روی تو صورت نه بست هیچ  
 نوش فرش بور یا و گدائی خواب من

باز می چرخ ازین کید و ستاره کاری بکند  
 خراب باده لعل تو بهوشیار آید  
 مرو بصومعه کاخجاسیاه کار آید  
 زمره دیگر بعشق از غیب سر بر میکند  
 فغان که وقت مروت چه تنگ حوصله بود  
 خلاف ندهب آمان جمال ایسان بین  
 دراز وستی این کوه آستینان بین  
 دماغ کبر گردایان خوشه چینان بین  
 ضمیر عاقبت اندیش پیش بینان بین  
 صفای نیت پاکان و پاکدینان بین  
 مار از جام باده گلگون خراب کن  
 باوشمنان قبح کش و بااعتاب کن  
 غسلی بر آرزو تو به نهاد سال کن  
 بخواست جام جمی و گفت باده نوشیدن  
 که و عطشی عملان واجب ست نشیندن  
 بر در میکده میکن گذری بهتر ازین  
 گفتم ای خواه عاقل هنر بهتری بهتر ازین  
 بشنوی جان که نگوید و گری بهتر ازین  
 اعتبار سخن عام چه خواهد بود  
 طغر نویس ابروی مشکین مثال تو  
 کاین عیش نیست در خور او رنگ خمر و می

کای نور چشم بن بجز از کشته نندید  
فراغتی و کتابی و گوشه چمنه  
اگر چه در پیم نهند خلق انجمنه  
ز زهد و چو توئی یا ز فسق همچو من  
ز عادات زمانی رخ مشکوه بینی  
بعد ز نمیشی کوشش و ناله سحر  
صبا بغالیه سالی و گل بجلوه گر  
نه در برابر چشمی نه غائب از نظر  
که هر صباح و ساشمع محفل دگر  
بر سر میکده باد و نی ترسانی  
وای گرد رپی امر و زبور و فرزان  
حیاتی بخاری از هر سه حیاتی مخلصان که از توران و بهارت و خنجر بوده اند اشعرت دیوار

### تسه چهار هزار بیت بنظر رسیده از دست

خلق بتو مشغول و تو غائب ز میان  
ما شوق بس و غم و محطرب بتران  
او خانه همی جوید و من صاحب خانه  
گم کرده ره و اندلی قدر شب کو تاه را  
گویم چشم خوشین تا پاک سازد راه را  
اگر بعد از اجل دوران ز خاک من بید سازد

حسابی میرزا سلیمان از مستعدان اصفهان و از باب کمال و عرفان بود و خاصه در فن  
موسیقی که نادرالدهر بوده شعر در نهایت خوبی میگفت و در دیگر فنون هم دخل داشت اما

و همان سال خورده چه خوش گفت با پسر  
دو یا زیرک و از باده کمن و دوسنی  
من این مقام بدینا و آخرت ندختم  
بیا که رونق این کارخانه کم نشود  
بگوشه بشین سرخوش و تماشا کن  
می صبیح و شکر خواب صبح دم ناپسند  
بوی زلف و رخت می روند و می آیند  
ز بهر و وصل تو در حیرت چه چاره کنم  
هزار جان گرامی بسوخت زین غیرت  
آه چه غم چه خوش آمد که سحر که میگفت  
این چه حال است که...  
گر مسلمانی همین ست که حافظ دارد

حیاتی بخاری از هر سه حیاتی مخلصان که از توران و بهارت و خنجر بوده اند اشعرت دیوار

ای تیر غمت را دل عشاق نشاند  
هر کس بزبانی صفت حمد تو گوید  
حاجی برو کعبه من طالب دیدار  
گیسو برید و شد فزون مهرش من گمراه  
خاک ریت شکم اگر با خون بیامیزد من  
هنوزم دست بر سر باشد از شوق می لعلت

الح

نشان

نشان

بکینل سیج فن چنانکه باید نپرداخته نظر فا و او را و کان پس کوچ میگفتند خود را بقزوبن رسانید  
 و روزگار خود را بشوق گلرخان می گذرانید و یوانش قریب چهار هزار بیت نظر سیده اوست  
 زین بزم بیرون رفت و موقوف حسابی  
 امشب کسی بحال من نالتوان نبود  
 شبهای هجر را گذراندم و زنده ایم  
 ز قریب و عده امشب نزد خیم چشم بریم  
 حسابی یار می آید آیینی که مبدائی  
 بر من شبنمی نیکدزد و کز هجوم رشک  
 این استیاز از و گران پس که وقت خشم  
 بیتا بیت اندول هر بهر سنگ بود  
 تن ای بدم دل شمشیر غریب خورده دارم  
 شب او بوده است و غیر صحبت می خلوت فاک  
 اگر دیرانه برش بر خاتم معذ و در داریم  
 حسابی رفت و با خود بر داین حسرت که او گوید  
 بخت نداشتن و م و این کنم بهای خویشی  
 حسین صراف اصفهانی حکم طلای تازه بیانی ست عیار سخن چنین میگردد  
 قاتمی خون مرا ریخت که در روز جزا  
 آلوده گردی ز پی صید که گشتی به  
 غرق عرقی از دل گرم که گذشتی  
 حاصلی تبریزی ز دره سیاحت و شعر خوب یکفایت مطلع و خوشه زروت  
 سوسن با تم زده لاله خونین کفن به  
 سرخ و سید گشته اند بهر حسین حسن  
 حافظ حافظ علی شاعر خوشگلو معنی جوست این رباعی از وی می آید

بکینل

بکینل

بکینل

هنگام سحر که ز کس لاله شکفت  
می نوش که بی نشه بسی خوابی بود  
مرغ سحری بناله و آه بگفت  
برخیز که در خاک بسی خوابی خفت

حضور قتی عزیزانه نام دارد از استادان سخن و مورخان کهن بود و بشرف حضوری  
شاه طهماسب صفوی بهره مند گردیده در او آخر سنه در نجف بمرد و یوانش قریب بیست هزار

بیت دیده شد این ابیات از وی است

براه عشق بتان شام بنیوالے ما  
دل شکسته بود کاسه گدائے ما  
بی یار زنده بودن غیرت نمیکند ارد  
بر مرگ دل نهادن حسرت نمیکند ارد  
چو شب در فکر آن بهای میگون افکنم خود را  
ز حسرت آنقدر گریم که در خون افکنم خود را  
با تو در خواب دلم عرض تنهایی کرد  
در گلو گریه کرد و بدو چو بیدار شدم  
حضور میسر و دبا چشم گریان از سر کویت  
بخیر از ناامیدی حسرت بسیار هم دارد  
تنهایی کز دور و دل امیدوار من  
تکلفت نیست می از درد و انتظار من  
سرخ حضور می و فراق خون چکان بینید  
هوای دیدن چاک سوار من نکنید  
بامید یک شایه غیر هم برخیز و از مجلس  
پس از عمری که در برش نشینم زود برخیزم  
بجرم آنکه نردم ز ذوق روز وصال  
فراق آنچه بمن میکنند سزای من است

حیرتی توئی حیرت افزایی دیده و روان است و مهر بلب گذار زبان آوردان و بذلتی خج حاضر و  
هنرال معرکه آرد بود شعر بسیار در کمال روانی دارد و بعضی گفته اند از کاشان است و نزد بعضی  
از ما و از انظرند شب تشیع داشت حزین گفته است حق تعالی او در تشیع نهایتی داشت شب روز  
در تخریب داده بود تا آنکه در گذشت از وی می آید

پرسید کسی میتوز من قصه یعقوب  
گفتم پدری بود فراق پسری داشت  
تجاک رفتم و از هر چه بود در دل من  
بخیر حسرت آن خاک است تا نماند

حضور

تجاک



سبب آن خلق ستم برین افکار مکن  
 چه سز نوشت مرا کاک کردگار نوشت  
 کل بهر حرف همان به کینه اندک گوش  
 نظر کن سوی من در میان خلق مباد  
 مانند زلفه تو دل وای بران مسکین  
 چه شبهای در آنرا حجب دیدیم  
 چاره ساله می گرفت اطفاله عمری است  
 جز من کردند و عاشق از سرگشته ام  
 تحت روزه قیامت که عذاب است الیم  
 تیرتی تال و در دل خود چندان کرد  
 حرفی انصافی نشود و نماند یافته حریف  
 و تافیه و فدا و انشا است نگاهداشت  
 با وجود آن چنان ظلم طاقت نداشت  
 این موقوف لسان باید دید

هر طرف ندو آرد و نماند دست  
 یک شمع بیکی از شوق رخسارش بدین  
 روشنید که رفتی و برم یار که بودی  
 یار را خرافت قامت رسیده  
 هزاره او دست تو این چه بیدوست  
 میرسد آن شمع غویبان عشق  
 یک سیگولی مروارید راه رخسارش بدین  
 می پاک زوی شمع شمع تار که بودی  
 فتنه ارباب سلامت رسیده  
 مشوه شمار که قیامت رسیده  
 اجل پشیمان تو ای شاه شاهرخ  
 سید رقی تبریزی شاعر خوب و جان جانم  
 در دست شرف زیارت حرمین شمشیر

در یافت و دو بار سیر چند کرد و به ولایت خود برگشت مدح اکبر پادشاه و امرای اکبری کرد و  
 و صلوات گرفته شیخ عبدالقادر به ایونی گوید دیوانش ششصد چهارده هزار بیت بنظر آمده اما قافش  
 نیک در آن بغایت اندک دیده شد سماعی که در سخن چنین میگردد اند \* **س**

چو زیم اشک از دل دور و دور و دور  
 بلی چون آب بر آتش بریزد و دو بخیزد  
 نه که تیر جفا می ترا نشان شده ام  
 جدا از آن سگ کوشش استخوان شده ام  
 در آتش مست ز عشقت من بلاکش من  
 آب تیغ تو خواهم نشیند آتش من  
 اگر چه مراد شنی گفت کس \*  
 من سرش را بش بدوستی خواهم گفت

میان حیدری و وحشی نزوی مهاجرت یکدیگر بوقوع آمده چه او را به سبب سرای جمعیتی که از هند  
 به سرمانده رفته بود به وحشی فرستاده می دادند حال آنکه حیدری در او اهل تیغ و وزی سیکر  
 حیدری در اشعار خود مذمت هند کرده سیر آزاد و درین مقام سیفر مایه اهل ولایت ایران و  
 توران قاطب با آنکه بهند آمده از حالت گدایی به مرتبه امیری میرسند و از کبک قلندری برآمده  
 بدولت سکندری نه از تیشوند پاس حقوق اصلا بمخاطر نمیکند از زبان خود را که در آنکس از خوان  
 اوان هند خورده به انواع مذمت می آلایند اگر هند مطابق اعتقاد ایشان است چرا از خود  
 بی طلب کسی نقد بگوید و خود را بشیوه حق ناشناسی و عیب جوی انگشت نماسیند از طرف  
 آنکه ولایتیان هم هندی الاصل اند زیرا که آدم از بهشت در هند نازل شده چنانکه از اخبار و  
 آثار صحیح ثابت گردید چون او را و بعد کثرت رسیده از هند منتشر شده رفته رفته اقاییم به  
 آباد ساختند پس وطن اصلی سیم بنی آدم هند است انتی

حسینی سیر اساطین حسین مالک ملک حانی است و ناظم کشور شیوا بیانی جامع عظیم از غلا  
 و شعر اشعار بی سبب تربیت کرده خود جسم طبع عظم داشت آینه مطلع از دوست **س**  
 از غم شست وانی تن نه جانی ماندوست  
 این خیالی گشته و آن یک گمانی ماندوست  
 حسن قناری شاعر صبور بود قصه پر سخن چنین میگردد **س**

۱۲۳

۱۲۴

چون نالدم که درین سینه دل آری هست راحت نیست در آن خانه که بیامی هست  
 حسین بنی شهیدی بخندان بلند و سنگاه بود و نوکر شاه جهان پادشاه آیین مطلع از دست  
 هیچ دل نیست که سرگرم دل افروزی نیست رنگ خاکستری فاخته بی سوزی نیست  
 حزنی تقی الدین محمد صفهانی شمع شبستان روشن بیانی است و انجمن افروز کاشانه سخنانی  
 از ولایت خود بهد اکبر پادشاه بگلگشت گلزمین بند خراسید و رانشای او خطه لاهور حریف  
 فنا از صفی عالم برخواند آذوی فی آینه

ز گرمی جگر دم دوش چشم نرمی سوخت چرخ دیده پراو تو تا سحر می سوخت  
 نماند روغن بادام چشم سپید برسم که پاره دل و پر کالاجبگر می سوخت  
 حزنی ساده دل امروز و اگر چون هر روز لبخند می دروغ تو تسلی شد و رفت  
 گرد دل گردم و بینم که در دجائی هست غم سعادند اگر نیست تنهایی هست  
 در چمن بود زلیخا و بحسرت میگفت یاد زندان که دور و انجمن آرائی هست  
 نماندیم ز تو اما محبت چه کنم که میان من و او رسم تقاضائی هست  
 مدعی حاضر و این روز جزایان ای دل مدیونانی کیستی گفت که دعوائی هست  
 آسوده ز در دلدل فرسوده نگشتم تا خود تگر فتم بغم آسوده نگشتم  
 این پاکه ای جین که ز جبران تو صد بار در خون جگر گشتم و آلوده نگشتم  
 بزمین نگهم دار که دل بر سر ناز است کنج شک مرا رسته پرواز دراز است  
 نیست یکدم که ز سر حد شیدان فراق بر سر کوی تو صد قافله جان رسد  
 دوش و در بزم تو آزرده و ناشاد که بود من نبودم هفت ناوک بید او که بود  
 و آید ساق و لوجیه های حزنی خنده می آید که عاشق گشت و چشم مرحمت از یاد بید  
 حجت میرزا مهدی شهیدی شخورد نامی و صاحب دیوان گرامی است میگویی  
 دولتی بهتر ازین نیست که از سپلوی او غیر انجمن گره از دست قبا بخیزند

۱۳۳

۱۳۳

۱۳۳

حیاتی گیلانی نفس و روح پرورش محضیات است و نوالی استوار آورش مخرج ذات باصور و با  
 کاشان بجاده مشاعره می پیوسته و قنای در گیلان میلی شاعر و حالات مستی شمشیری بر دست رشتن  
 زود چون آن حرکت سنا بود با وجود رت از قصاص و گزشت و انتقام گرفت و از نجا  
 بجانشان رفت بهار العیم هند رو آورد و نزه اکبر پادشاه اعتباری بهر سانسیده سرایه جمعیست  
 و در پایان عمر دامن دوات خانانان گرفت شیخ معروف بگری در فرخنده انجمن گفت خانانان  
 ملا حیات را در نوزاد برادر قدری که توانست برداشت و فاشش در ششده واقع شد آب حیات  
 سخن از ظلمات دوات چنین می برآید

بهر سخن که کنی خویش را نگهبان باش	در گفتنی که دلی نشکند پشیمان باش
چو بال مرغ که گزشتل روزگار این است	ز هر چه قدری وام کن گریزان باش
تا کنی بغیر با وین سرگران بود	بار و ست این چنین و بشن چنان بود
ای دل اگر ندیده بسویت مرشح از د	شاید که یار در صد دستخشان بود
چو رسد قریب خندان کشم طعید دل	که مباد دیده باش نظر غنایت از تو
بعد مردن بتو معلوم شده در پنج حیات	بهر آن خطه بنال که بمنزل برسد
آید از خاک هزارم بعد مردن بوی زد	بسکه در جبران او گلهای غم بپا کرد ام
ترا هرگز گریانی نرشد چاک	چه داسنی لذت دیوانگی را
از بسکه روزیم و شب چاک	این سینه همه بدو مقن رفت
در میان کافران هم بود ام	یک میان شایسته ز نار نیست

حیاتی کاشی شاعر شیرین ابیات است و سیر آب حیات را با حال متغالی تمام کرد  
 و نقد پوشش و عشق حران پسری باخته همراه او از کاشان بقرقورین رفت و در قطعه که در آن  
 فقط بیان بود آخر قطعه را از لوح خاطر شسته سر خط قرین نبوی گذاشت و بدکن آمده در  
 آن بگری بر دهنه گیر پادشاه یکمیل مویست بقعه و تعلق نامه مشرب و دلجوی او را بر سر

و سپید بنجید آرزو را در مجمع انفاس در حیاتی گیلانی و حیاتی کاشی غلط افتاده آیین

### چند بیت از انفاس روح پرور حیاتی ست

فغان که رخبش چنان بان مقام رسید	که هر که کرد گنه از من انتقام کشید
درد دل من در دافزودی و یگونی مثال	آتش در جانم افکندی و یگونی مسوز
خاک کوی تو ز سیل مرده پر خم کردیم	تا غباری بتواز رگبذر بر ما نرسد
میتمایم شاد خود را اگر چه میم ز چور	تا نیاید رسم در خاطر جفت کار مرا
بهر شوخی کونداند دوستی در اصلیت	خلق را با خود حیاتی از چه دشمن کرده
بی لعل تو گر خون رود از چشم تر من	شادم که نیاید و گری در نظر من
ترسم که شود یار غمین غیر شود شاد	ای باد کن بجانب آن کوخبر من

### رباعی

بر صفا آرزو خطاسیان کش	نی وصل طلب محنت بجران کش
خواهی که کس انگشت بجزت نهند	بنشین و چون نقطه پای در دامان کش

حشر می تبریزی در عباس آباد اصفهان ساکن بود و مبلغی از سرکار وظیفه داشت چون  
منقطع شد رباعی بمیرزا حبیب الله صدر فرستاد و با او بهرمی بروسی تومان در بازه وظیفه  
او مقرر گردید رباعی این است

### رباعی

از قطع وظیفه گر کنم شکوه خطاست	آنگس که دهد وظیفه رزق خداست
جان شد در گور و زنجی و رازق ضامن	دارم گرد و ضامن من پا بر جاست

حالتی نام او یادگار است از طائفه چفته بود در سلک ملازمان کبری امتظام داشت صاحب  
دیوان ست اوربست

نماند آنقدر از گریه آب در بگرم که مرغ تیر تو منقار تر تواند کرد و

لعل

لعل

تجائی رشته پیرمندی کاشن بشم  
در ناله زرعنائی کن گل شده ام باز  
باین تقریب شاید با تو در یک پیرمندی  
گل دیده ام امروز که بلبل شده ام باز  
صبحی عجیبی سر زو از ان چاک گریان  
بیدار شو ای گوشه نشین وقت نماز است  
گر زرد و دل نریزد آب چشمم دور نیست  
زانکه دو دخانه ویران سوئی روزن رفت  
صلواتی ملا صادق سمرقندی رتبه او از ان عالی تر است که در شمار شعرا در آورده شود و بنده  
بج رفت و در نشه بوطن برگشت در شعر سلیقه خوب و فطرت عالی داشت صاحب دیوان است

### آین بیت از دست

دل گم شد و نمیدهم کس نشان از و  
در خنده ست لعل تو دارم گمان از و  
حاجتم کاشی از مشاییر شعرا کاشان است پدرش سمار بود او نیز و او اهل همین شغل الکتاب  
معیشت میکرد بسیار سبز چهره و سیاه لون بوده ظرافت او را بهند و سیاققتند و دیوانش تقریب هفت هزار

### بیت بنظر رسیده از دست

پیکان ترا آب خور از چشم تراست  
آرایش تیغ تو ز خون جگر تراست  
بر گردن خورشید نهد تاج لطافت  
این دست که امروز نظر از کمر تراست  
بنهاگشته بخود خورش اگر بر انگیزی  
چو گرد خیزد و چون باد در عیان بدود  
بگره های ستی من شب سبوی من  
خندید آنقدر که شکم بر زمین ریخت

### حدیثی اصفهانی علی حزمین گفته کم سخن پاکیزه گوست از دست

رباعی

شوخی که ز جو چشم مستش به  
هر گوشه چمن هزار گشته بهتش  
ترسم که بخشن نیز دادم ندهند  
هر چند که فریاد کنم از دستش  
دستی بفرستادم دوستی بدیده هم

رباعی

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله رب العالمين

حکمت فی از شعرا و خلیفه جواهر میرزا جانان است آرزوست  
رم میکند از بسکه زنتال خود آن شوخ از عکس رخس تا برخش راه و دواست  
حسن بیگ شیدا علی مقبی و لولوشن بخط او تخمینا یک هزار بیت دیده شد و در همدرفته پیش خانان  
عبدالرحیم فوت شد آرزوست

بر سر کوی تو جمعیت اغیارم سوخت چه شد آیا فلک تفرقه انداز کجاست  
گره بکشا زلف از قید جان آزاد کن مارا علم کن تیغ کین یا خاطر غم شاد کن مارا  
قرار مرگ با خود داده رستم از سر کویت بحسرت مرد بهر جا که بختی یا دکن مارا  
حق خوانساری عارف دانستند و شاعر محبت بود در شعرا و شاد است آرزوست  
امشب دل راز چرخ زلالان دیدم به جان را با جل دست و گریبان دیدم  
قربان سرت دی بکه همراه بود که امشب همه شب خواب پریشان دیدم  
حافظ حکیم حافظ بن حکیم هاکمیلانی واقف فن است و بنص شناس سخن میرزا صاحب گوید  
جواب آن غزل حافظ است این صاحب بچار دیدم و گل دیدم و حسن زن دیدم  
مولد حافظ فتح پور سیکری است شاه جهان دشا و اورا سفارت نزد امام قلیخان والی توران نخست  
نمود و بعد مراجعت بمنصب سه هزار ری و خدمت عرض مکر امتیاز بخشید در پایان عمر در آگره گشته  
انزو و اگر رفت و وظیفه سالیان از چهل هزار رسید و نه شربت فنا چشید او هم خامه را با این روش

جولان سید به

ز گردش فلک سر را محو شد فاش بیک کلاه و دو شکل است پوشیدن  
شد دشمن من کمال بیار چون برخ خوب خال بسیار  
تا قدر جوانی چه شناسیم کز اول تصویر کشان قامت مایه کشیدند  
بقول من نرسیده است فعل من هرگز خوشا کسی که دراز است از زبان و کشتش  
تمود فاش بد انسان که گوشه نشین سکوت من سخن نرسیده بر لب را

عزیز

حلیب اصفهانی و عقایات مشهور زبان بود و تالیف افکار حکما را با معارف اصحاب شنود  
تطبیق می نمود و عباس آباد اصفهان بجوار رحمت آبی آسود از دست ۵

دور آید بزم زمان تا به بینی عالمی گیر  
بهشتی دیگر و لایسین گیر آدمی دیگر  
تسبی خراب کردم و پیچانده ساختم  
تسبیج را شکستم و پیچانده ساختم  
بدل ز نسیم نایان از تو دارم  
چون منتما که بر جان از تو دارم

حالتی ترکمان قاسم بیگ نام از شایر قزلباش است در بلده طهران نشو و نمایافته در عهد شاه  
تلماسپ در قزوین بلا مشهور شار طبع سلیمی در شعر داشته دیوانش قریب به هزار بیت دیده

### از دست ۵

آمد خبر وصل و ز خود خبر م ساخت  
فریاد که مکتوب تو شتاق ترم ساخت  
آه در شهر یکی فتنه خوابیده نماند +  
که سر بازده مژگان تو بیدار نکرد  
هر جا حدیث جو رو جفائی بتان گذشت  
بی اختیار نام تو ام بر زبان گذشت  
خطا برو مید و لعل لببت جان نذر اینوز  
جان سیتوان بجور تو کردن خدا هنوز  
رفت آنکه غصه بر دل تنگم گذر نداشت  
عاشق نبودم و دلم از خود خبر نداشت  
نی صبر کرد و دستم عشق و نه سفر  
این دروغی مرگ علایمی دیگر نداشت  
روزی لبش رساند عجب بی تو حالتی  
هرگز گمان صبر بخود اینقدر نداشت  
آواره که بهر تو از خانان گذشت  
از غیر بهر خاطر او سیتوان گذشت  
از دشمنان سپرس که در دوستی رو است  
آنها که از جفای تو بر و وستان گذشت  
صبر از من و وفا تو این بود و خود بگو  
عهدی که روز محرو و وفاداریان گذشت  
پی گم شده ز راه روان طریق عشق  
با آنکه کاروان ز پی کاروان گذشت  
غم تو میکشم بر قریب تهت نه  
که بهر کشتن او هم بهانه می باید  
آفتادگان چون کیه بدست و مکنند  
صدور و را بقطره اشکی دو اکند



در آتشم ز شرم گند و اسی بردلم  
 ز لطافت نمان او شد کم اکنون برین  
 پس از هزار جنایک دروغ غدر آمیز  
 تمام میکشی تا بر که میخواهی نمیمنت  
 بقاصد جان ندادم حالتی از مرده و صلوات  
 در عاشقی ز حجب ندانم که بردلم  
 از تو وفای وعده نباشد هوس مرا  
 حالتی سوخت دل خلق دگر ناله کن  
 تو کی بود عده و فاکر دلی چه کند  
 قاصد اوقت سخن گفتن بسیار کجاست  
 بن روز جدائی و عهد با کردی و می پرسم  
 بعمری یک سخن گر با من آن نامهربان گوید  
 حقیقی اگر چه خود را بشیوه صلاح و فروتنی و تواضع حقیر می نمود لیکن بر تبت شاعری و لطیف نظم  
 درست عزیز جهان بود و طریق عاشقی را بر استی و دوستی می پیوسته و آن دست  
 دوش و مجلس حدیث آن لب یگونی گذشت  
 تا گرفتارم در عشق وقت من خوش است  
 کسی که از تو شکرستم هوس نکند  
 قصه نگه جانی که او باشد بهر میکنم  
 تو به وصل فرستد زمان زمان و نیاید  
 تو هر پیش تو هر خط پیام و گران  
 با وجود دلی و فانیهای او

گرد عذاب من بهین گفتا گنند  
 که گر لطفی کند با دیگران ازین نمان دارد  
 بس است از تو برای سید واری ما  
 و گرنه من که باشم آشکارم میتوان کشتن  
 بجرم این زور و تهاجم میتوان کشتن  
 هجران نکرد آنچه سید وصال کرد  
 شادی و عذای و فانی تو بس مرا  
 یا چنین کن که کسی نشنود آواز ترا  
 بخویش اگر نهد دل قرار آیدنت  
 تا کجایم یار آمده یار کجاست  
 که آزار برده باشد استداد هجران یاد  
 نشیند با رقیبان عذر با از بهر آن گوید  
 درست عزیز جهان بود و طریق عاشقی را بر استی و دوستی می پیوسته و آن دست  
 من ز خود رستم ندانم که آخر چون گوشت  
 وقت آنکس خوش که بنیاد و تقاری نهاد  
 بخویش من ستمی میکند که کسی نکند  
 تا به قریبی گانسته جان او یکسوم  
 که تا به صبرت بسیار ز انتظار بر میرم  
 گویت تا سخن خویش بنام و گران  
 سوخت جانم ز آشنایهای او

حسن میرزا ابوالحسن اصلش از فرمان ست دیوانش ملاحظه شد بخینا دو هزار بیت باشد  
اکثر غزلیات تخلص ذکر میکند این اشعار از دست **س**

خوشم بنگد لپهای او که در دمره  
دل از سنگ بود طاق شنیدن نیست  
نیخواهم کسی جز بن بسیار من سخن گوید  
اگر چه قاصد من باشد و پیغام من گوید  
تا آسیدم گرچه دار و گوش بر فرازون  
ز آنکه میدانم نمیداند که فریاد من است  
تو مرا سوزی و من سوزم ازین غم که بسا  
با دیر و نبرد از کوی تو خاکستر من  
حیرانی در اصل قیامت و در همان کنه شده چندی در کاشان لیل بچوانی داده بود قاضی  
آنجا حکم با خراجش داده صاحب ثنویات و قصاید است و فاش در سینه اتفاق افتاده از دست  
دوش آتشی که بر سر کوی بلند بود  
آتش نبوده آه من مستند بود

تجرم عشق خواهم روز محشر دست خود بسته  
که ترسم غافل از من دامن آن نازنین گیرد  
صباح عید گریمن دست آن نازک بدن بوس  
ز شادی تا شب آن روز دست خوشن بوس  
حشمتی حیرش می باشد صحبت داشته دیوانی بطرز قدیم دارد یک بیت اواند که با فزوست **س**  
موی سر کردم سفید هیچ کارم نرشد  
دست و پایی نیز نم اکنون که آب از سر گذشت  
حیران شیخ محمود در بحر ریختن تعلیق و ثلث دستی عالی داشته و در تعلیم خطوط معلم النبیانیم  
بوده سرغوش گویند خواست که تقلید ناصر علی راه رود راه اصلی خود را هم که گرد حیران است **س**

آهوشنیده ایم ندیدیم جز رے  
نقش جهان بگردش چشم که بسته اند  
چونیرنگی دل صد دغ من گردیده پاماش  
که رقصه صدم چن طاقش نقش پادشاه  
آن نهال شعله پروردم که ذوق سوختن  
چون رگ با قوت در آتش دواندیشام  
حزین شیخ محمد علی اصفهانی سلسله انبش شیخ زاهد گیلانی می چوند و در بهنگانه نادر شاه از  
از اصفهان رخت بدیاری کند کشید و از راه بهر که و سلطان بدلی رسید و چهارده سال در آنجا  
منزوی ماند بعد از آنجا برآمده چندی در آگره وقف نمود و از آگره به شهر تارس شتافت

در علوم عقلی و نقلی پایه بلند داشت و در شاعری و مخنوری مرتبه ارجمند زبان اواز غایت  
صفای آب زلال میانه و کلام او از نهایت آبداری نسب بسکات لآلی میرساند شاکر و محبت  
فنائی ست در شعله بھرین زنت محمد شاه پادشاه برای او سیور غالی مقرر کرد پس بآن داده  
توکل فارغ بال آسوده حال میگذاشتند میرآزاد بگرامی او را دیده ست میگوید بنارس اول نهاد  
توطن ساخت الحال در اینجا عافیت خانه ترتیب داده چشم بر راه داعی حق ست آرزد و بخرن  
وی اعتراضها کرده انتهی میرآزاد در آن محاکمه فرموده و هم حسین دوست و زندگه خود  
ذکر بعض اعتراضات مع سند آورده و قول فصیل درین باب از مولوی امام بخش صهبائی  
دہلوی ست دیوان چنین شملبر قسم سخن ست قریب بشت هزار بیت اشعار عربیه هم دارد  
اما بر تبه شعر فارسی نیست بلکه عربیت او محل نظر ست در شعله دامن از خار زار جهان بر چسب  
و در گور یک در بنارس برای خود میا ساخته بود خواب راحت برگزید برخی را از نتایج طبع او

### درین انجمن تکلیف ورود داده میشود

نبرد جلوه گل جانب گلزار مرا	می بردنانه مرغان گرفتار مرا
قمنون سپهرم که شکبج قفس او	نگذاشت بدل حسرت بی بال پری را
کوتاهی پرواز بود لازم بستی	پیچیده ببال و پر ماتا نفسها
در دل تنگ بود جلوه جانان مارا	یوسفی هست درین گوشه زندان مارا
هلاک گوشه دامان بی نیاز می تو	بشمع کشته سن منت صبا نگذاشت
نبود لائق حسن این همه بی پروائی	داد دل گزنتوان داد مدارائی هست
پستان آمدن خون جگر را شیر می سازد	جوان را یکدم اندوه غریبی پیر می سازد
شمع را شعله مسلسل زدل آید بیرون	آه دل سوخکان متصل آید بیرون
زلف شکنین تو هر جا که شود غالبیسا	نکبت از نافه چین منفعل آید بیرون
نیم بھر تو تناد و منشن دارم	دل شکسته کی جان میقرار کی

## رباعی

ساقی قدحی که دو گلزار گذشت	سطر به غزل که وقت گفتار گذشت
ای بنفس از بهر دل زار بگو	افسانه آن شبی که بایار گذشت
آه تو فاش میکنی عشق نهفت را حزین	و و و دلیل میشود آتش ناپدید را
تو خود به پیش من لعل با نغز اکشا	که قفل خاموشی عشق بر زبان مرست
شمره بر هم نزد ام آینه سان در همه عمر	بسکه در دیده من ذوق تماشای تو بود
باشد بچمن هر گاه گل دام بوسه	ریشک ست بازادی مرغان قفسها
آسی و می بر آسیری گزینار رفته باشد	در دام مانده باشد صیاد رفته باشد
شادم که از قیامان و افشان گذشتی	گوشت خاک با هم بر باد رفته باشد
و کم ز وعده بدلتش نگندی و رستی	بیا که سوختن این کباب نزدیک است
ز جوش اشک نگین خامه تصویر را نام	که هر مو بر تنم مرغان خونبارست پندار
اوب خلوت ستی بود آن ساعت که میگفتم	شمیم گل غبار کوچ یارست پندار
ز غیبت می تپدل در بر شنو کن کن شب	سپندی را آتش پاره کارست پندار

## رباعی

بی ضامن بمن ام می باید است	عقدا مارا بدام می باید است
دندان که معطل است در کام هست	نانیکه صلیح و شام می باید است
حسام محمد جلش از قصه خوان من اعمال قستان ست مقیم جاده قناعت بود طبع موزون	
و خاطر سخن فم داشت و شسته انتقال کرد از دست	
ای عزه بدین سکن دور و زده خاکس	بگو اگر که پیش از تو مقام دیگری بود
از هر که خبر جستم ازین راز نهان	فریاد که او نیز چون پیچیده بود
حاکم حکیم یک خان لاهوری پیش شادمان	خلج منصب بقصدی از خلد مکان داشت

و نایب خجندی رسید و بنوبت و تقارن و علم رایت امتیاز اخراجت و آخر دامن دولت فقر  
گرفت حکیم بنگیان کشید و بدلی را سیر کرده احرام حرمین شریفین برست و بانوار العین وقف  
قصد و کن کرد و در لورنگ آباد وقت آمد و شد با سیر آزاد بر خور و تحفه الجاس نام تذکره  
از وی است سخنورانی را که دیده در آن درج کرده آزادانش مردم دیده نهاد پسند کرد و  
همین نام مقرر کرد و چون بلباس فقر در آمد بشاه عبدالحمیم ملقب گشت حاکم شاگرد شاه آفرین  
لاهوری است آرزو در مجمع الفاس حاکم را و حاکم آرزو را مردم دیده بخوبی یاد کرده  
این چند بیت لفظ از دیوان است

حال دلم نپرسد و زلف خویش گاه	زان رو که شب نپزند احوال خستگان
گر شوم پیر همه عیش شباب است مرا	چون شو خشم قدیم جام شراب است مرا
بس بود سب زرق زین بجز مار چون جبا	آرزوی دولت بسیار کم داریم ما
فلک باین تن کا هیده اشک بدم ساخت	هزار شر که تسبیح ذکر یارم ساخت
حاکم بزرگ غنچه بگلزار روزگار	تنگی ز دل بجنده برون کرده ایم ما
حیرت زده ام غیر خوشی سخنم نیست	یعنی که چو تصویر زبان درو هنرم نیست
ز آبله مکن اشعار را وسیله رزق	بهین زمین سخن قابل زراعت نیست
کی بسرگوشی زلفت برسد	نافه چین دهن بود اوست
کسی به جز من زار بر زمین نه نشست	نشست نقش قدم لیکه این چنین نه نشست
شمت زردی دل را بکه بندم آخر	هر کرامی نگریم نام ترا میگرد
حشمت میرزا امام قلی مخاطب بعماد الدین خان ازامر امجد شاه پادشاه بود گاهی سخن میزد	میکرد از دست

ما جو رکشان نام نگیریم و قار  
از آن در پهلوی خود میکنم دل را بگمدا  
پرورده در دیم نخواهیم دوار  
که بزرگ و سر آن کامل مشکین بگردانم



دست بهم نداد این چند ابیات که در خزانه خیال افتاده بود با قطعه نامه فارسی موسوم به مفتی محمد  
صدرالدین خان بهادری صدر الصدور دهلوی که وقت مراجعت از مریدین شریفین تحریرش  
اتفاق افتاد و ریخته نوشته شد

ای از انفس خایه مشکین رسم تو	انرسین کده در جیب و بغل باد صبار را
بوئی تو به زلفه گل عندلیب را	کوئی تو خوشتر از وطن خود غریب را
با سنش این جنون که تو بینی تحمل ست	ناصح ملاستی مکن این ناشکیب را
بر حال نستان تو جائی ترسم ست	بیار میکنی بگاسه طبیب را
این مایه کین بهر عیانم نداده اند	هرگز عدوی خویش نخواهم رقیب را
لطفش بزم دلکش او حسرتی کشید	چون بوئی گل ببلغ بر دعدلیب را
خنده چه خوش شیوه ست از پیشم و عتاب	لذت دیگر بود ز خیم نمک سود را
بر طره پر شکن چه ناز	آخر زدم شکسته تر نیست
آغاز محبت ست ای چشم	هنگام تراوش بگر نیست
فزون زلفت کشد خط سبز تو دل را	بدیده بیش خلد سبزه که نو خیز ست
جای رحمت بران بسمل سکین که هنوز	نیم جانی پشش باشد و قاتل برود
بسان تو هوسناک فرستد پیغام	بکند تو سلام از دل آزاد رسد
آیکه تلخ از سخن تلخ تو شد عیش مرا	میتوانی که تلافی بشکر خند کنی
حسرتی مرد اگر فائده ات چیست جزین	که دل غیر باین واقعه خرسند کنی
وَم جان پرور تو هر چه که دارد دانیم	از ادب گر چه گلویم که اعجازی هست
خواهد اشوق نظر با زنی و من می ترسم	که درین جمع حرفی قدر اندازی هست
ظلمت شب برقرار و صبح ناپید اهنوز	حسرتی بیجا سر از خواب عدم برداشتم
مرا بنشیند و گاهی جز بدی نیکی ندید از من	نمیدانم کدامین جرم ایزد برگزید از من

ای فرض احترام تو از کعبه سوئی میسند نامه  
 زان مشرق لوامع قدس ز چه روی باز  
 بهر طواف کوی تو ای محراب فضل  
 ای حج و عمره را از تو دانیم رکن و شطوط  
 ای اگر از قطن الفت چه دور اگر چه  
 شیخ رئیس را بتو همسر نوشته ایم  
 پور قباد را بتو همپایه گفتم ایم  
 آن منظر شیون صفائی که اکتساب  
 آنی که دل بشیوه شیرین ربوده  
 مرآة دل بهر چو زنگب الم گرفت  
 جان از فشار دور و جدائی چو تنگ شد  
 زان پاره آتشی که دلش مجمر آذده  
 بر ما گیر نامه اگر کم نوشته ایم  
 در نامه نا نوشتن تو از تو پیش خود  
 وین نامه گر چه بعد دو سال نوشته ایم  
 هم در طواف کعبه ترایا کرده ایم  
 در کعبه داستان مریح تو خوانده ایم  
 هم بهر تو بمرده تنگ ننوده ایم  
 بهر جای کان محل اجابت شمرده اند  
 در خستم نامه عرض دعاگر کرده ایم  
 و آنکه دعا بوضع دیگر چه حاجت است

دانی که باز گشت چرا کرده ایم ما  
 اندیشه صرف تیر و سار کرده ایم ما  
 رو جانب زمین ز سمار کرده ایم ما  
 زین راه طلی مر حلهما کرده ایم ما  
 از قبله رو بقبله ناکرده ایم ما  
 پرستے اگر صواب خطا کرده ایم ما  
 انصاف سید هم چنان کرده ایم ما  
 از شیوه تیرسم و فاکرده ایم ما  
 آنی که جان بذوق فدا کرده ایم ما  
 از یاد عارض تو جدا کرده ایم ما  
 از وعده وصال دوا کرده ایم ما  
 آتش غبار و آب هوا کرده ایم ما  
 دانی که اعتماد صبا کرده ایم ما  
 صد گونه عذر با بسزا کرده ایم ما  
 اما هنر اناز بحب کرده ایم ما  
 هم آرزوی تو بستا کرده ایم ما  
 و نذر مدینه بر تو شن کرده ایم ما  
 هم بر صفاد عا بصفت کرده ایم ما  
 حق و فاد محسودا کرده ایم ما  
 ای حسرتی مذر زریا کرده ایم ما  
 چون بار با کعبه دعا کرده ایم ما



## حرف النجار المحمّدة

نقش

خاقانی حکیم افضل الدین شروانی حسان عجم و افتخار لوح و قلم ست ثنا گستر شروان شاه بود  
بر هر قصیده ده حیم هزار دینار صلح یافتی جامی اوراد و رسک اولیا سنخراط ساخته گویند در شاه  
بمرد و از حبیب السیر معلوم میشود که تا ۸۹۵ زند بود در عربیت نیز قدرتی داشت قصیده غزلی  
بمهر شروان شاه گفته صاحب یدربینا در ترجمه نوی اطالت بسیار کرده و علاج بودن او

## نوشته از وی می آید

نقش میب چون تواند بست	قلبی که دلم شکسته ترست
تا چشم تو رخیت خون عشاق	ز لعل تو گرفت رنگ ماتم
بدو میگفون لب پسته و بهنت	بسته بوس خوش فندقی شکنت
بحریرین و دیبایی رخست	به ترنج برو سیب و قننت
بفرغ رخ زهر صفتت	بفریب دل مار و قننت
به نیاز دل من در طلبت	بگذاز تن من در حرمت
که مرا تامل و جانست بجاک	جایی باشد بدک جان منست
تو بهمان دیر که خاقانی را	دل نمانده است ز دیر آمدنت
از بسکه شنید یاریم چرخ	از یارب من بیارب آمد
همسایه شنید نال ام گفت	خاقانی را و اگر شب آمد

خسرو دهلوی خسرو قلم و معانی ست و صاحب قران سواد عظم سخندانانیک کلامش شورانگن  
انجمنها و سوز سینه او آتش زن خرمها و دختر زاد و نهاد الملک بود از ملوک عظام و امر اکرام و اعزاز  
فوق الوصف یافت و دست ارادت بدامن شیخ نظام الدین دهلوی زد و هفت بادشاه  
خدمت کرد و در زبان عرب و عجم و هند سخن گفت عدد اشعارش به پنج لک شعر میرسد سخن آفرینی  
باین قدرت و سرنگی در ایران یاریم نه خاسته در ۸۳۵ بهرامی سرور خرامید هزارش پایان قبر شیخ

نقش

اوست ترجمه مافله او در دیبغا است این چند گوهری بها از خزانه عامه و خسر و مست

که ره نمود ندانم قبی تنگ ترا  
که میکشد ببران سر و لاله رنگ ترا  
ز کشته پر شده شهر کوشنده پید نیست  
و بان تنگ تو پنهان شد دست چیر می هست  
گفتم آنجا مروای دل که گرفتارشوی  
عاقبت رفت و همان گفته بد من پیش آمد  
نیت آن دولت که بوسم پائی لایت ولی  
پای آن بوسم که در کوی تو گاهی بگذرد  
ست آن دو قسم که شب در کوی خواشیم دید و گفت  
بیچاره خسرو خسته را خون بخین فرمودست  
کسیت این گفتند مسکینی گدائی میکند +  
نی جمال آنکه او را از دل خود بر کشم  
خلفی بنت یک طرف آن شوخ تنها یک طرف  
بمخترگر ترا پسند خسرو را چرا کشته  
فی دلی خالی که در وی دلبر دیگر کشم  
ذوق جفای ناز تو بر من جدام باد  
تنگ نیات چون بود لب بکشا که همچنین  
من کجا خشم که از فریاد من +  
مالاتی بجز این نیت آشنایان را  
کشتی که عشق دارد نگذار دست بدریان  
تو شبیه مینما فی ببر که بودی امشب  
دل بستم بزلت و ندانستم انقدر  
دین غم که بکس نمیتوان گفت  
خسرو غریب است و گدا افتاده در شهر شما

که می کشد ببران سر و لاله رنگ ترا  
و بان تنگ تو پنهان شد دست چیر می هست  
عاقبت رفت و همان گفته بد من پیش آمد  
پای آن بوسم که در کوی تو گاهی بگذرد  
کسیت این گفتند مسکینی گدائی میکند +  
خلفی بنت یک طرف آن شوخ تنها یک طرف  
بمخترگر ترا پسند خسرو را چرا کشته  
فی دلی خالی که در وی دلبر دیگر کشم  
ذوق جفای ناز تو بر من جدام باد  
تنگ نیات چون بود لب بکشا که همچنین  
من کجا خشم که از فریاد من +  
مالاتی بجز این نیت آشنایان را  
کشتی که عشق دارد نگذار دست بدریان  
تو شبیه مینما فی ببر که بودی امشب  
دل بستم بزلت و ندانستم انقدر  
دین غم که بکس نمیتوان گفت  
خسرو غریب است و گدا افتاده در شهر شما

### رباعی

آن روز که روح پاک آدم بدن  
گفتند در آغوشی شد از ترس بتن +  
خواندند ملائکان بمن داود +  
در تن در تن در آدر آدر تن در تن

از مخلص این میخروست که بعد تنبیل بر و بهار میگوید  
بر آمد بر و بخشش اگر زان پایه در غلطه  
نگیرد و بچسب دستش مگر شاه جهان گیرد  
ایضا بعد ذکر محبوب

ندارد روی آن نازک زگر مانع آسیبی  
جگر در سایه ریایات شاه و کامگار آمد  
خواج که مانی نخلبند اصول شعراست و سر بلند فحول  
ابو اسحق شیرازی قصیده گفته طبقی پر زربا و بخشید  
خواج بجزر و مشاهد آن شادی مرگ شد مضج و  
در نخل الکبیر شیراز است فوت او در سنه ۷۸۵ بوده اول  
کسی که خسته نظامی را جواب گفت این خبر و  
و خواجوست کلیاتش قریب است هزار بیت باشد و مثنوی  
همه و مثنوی بسیار بجا قابل مرجا  
گفته نخل سخن چنین می باشد

آنکه یک قطره فراموش گشت از یاد من  
ظاهر آنست که هرگز ننگند یاد مرا  
آن دو هندوی سیه کار بکنند انداز را  
همچو دزدان بستاند و در آفتاب بخت  
برین صفت بگلبر ز دوستان گذر  
اگر چه عمر عزیز می و عمر در گذر است  
ترشک من که بلورج زمین نوشت خط  
محقق است که او این مقوله شانی است  
کمی بر کنم دل از سرخ جاتان که محسوس  
باشیر و دل آمد و با جان بدر شود  
بقصد مرغ دل خستگان میگویند دام  
چشم تو نمی شکست از خواب  
چون خاک درت تمام خواجوست  
از آن مرز و بان تو هیچ قسمت نیست  
تو مرا عمر عزیز می و یقین میدانم  
خواهد که کند منزل بر خاک درت خواج  
لیکن نبود جنت ما و ای گنگاران  
خسرو خواهر زاده میرزا قاسم چابزدی است از سفر حجاز بحد و ستان رسیده لازم شاهزاده

بزرگ شد بچیزی نبود توجیه طبع است ۵

ز نور عشق به شد خسروی را دل چنان روشن  
که شمع هر قدر او میتوان کرد و استخوانش را  
نیاید شیران حرم سر بخوار از خونم ۴  
سگمان و دیر را ای هم نشین زین طعمه همان

خورشید بر خورشید علی بگر ای شاعر معنی یاب ست و در زمره سخواران انتخاب سلیقه شعر  
نیکو داشت و صیاد خیال را بصید معانی بر می گداشت صحبت شیخ علی حنین دریافته آرزوست

مفضل ست و در فرشتق نفوذ هیچ طرز  
ای وای را ز دل بچه مضمون کنیم عرض  
بس کینه جوست ترک ستمگ با عشقان  
آن به که حال خویش و گریه گون کنیم عرض

دل من مایل طفلی ست که خواند  
درس دیوانگی استادان و  
آگه ز بد معاشی تو بوده ام ۴  
روزی که دل بدست تو دادم گریستم

چون نکست گل زین چمن آهسته گذشتیم  
آگاه نگردید کس از اثر ما ۴  
خاکسار نواب شکار اند خان امارت را با فضیلت جمع داشت و جواهر زواهر حقائق النفس

و آفاق در رشته نشتر نظم می سفت این چند بیت از دی است ۵

آن چشم خون نشان ترا تیغ کشیده گفتم  
دز زخم آن بهر دل مرهم رسیده گفتم  
از حال دل چه پرسی چون زلف ابرو  
صد جانشان فتاده صد جا خمیده گفتم

دروادی محبت هر خار غنم که آمد  
در پای طالع من آن را بدیده گفتم  
تلافی بهر میر می جفای شما  
بیک نگاه ادا شد نهی ادا می شما

جزای خیر هر پیر عشق را که صدق  
دل سپرد بزللف گره کنای شما  
گر پانمی بدیده خونبار ما ز لطف ۴  
رنگین کنیم پای ترا از خنای اشک

تیغ تغافل همه خون سر شک ریخت  
بر گردن تغافل تو خون بهای اشک  
اشکم نماند بس که بر او تو خنیم ۴  
آید بجای اشک و دم بر قفای اشک

تسلی از خیال زلف چون زنجیر میجویم  
دماغ آشفته ام بوز گل تصویر میجویم

ز بس مضمون عالی بود و آیات حسن او  
 نبردیم پی بمعنی از خطش تفسیر میجویم  
 خالص سید حسین مخاطب بامتیاز خان صفا بانی حاجی حرم و زائر مدینه بود و بدینانی صوبه  
 عظیم آباد از طرف غلامسکان مامور و در عهد شاه عالم عازم دیار ایپان شد و اموال لکوک از نقد  
 و جواهراتش با خود می برد و خدایار خان مزربان سند چشم طبع بر مال او انداخت و کسان خود را  
 فرستاد تا مشی کار او تمام کردند این حادثه در سلسله واقع شد میر عبد الحکیم آه آه امتیاز خان  
 تاریخ یافته دیوانش مطالعه افتاد صاف گوست تلاشها هم دارد این چند بیت از وی در زبان  
 و دیوت میشود

بسال آنچه بر آید ترا ز دست بده	نگاه دار زبان را و هر چه هست بده
رسید فصل بهار و زمانه گلچین است	سپند آتش می شو چه جای گلچین است
تیره روزی مانع عرض کمالات دل است	روز شب چون میشود آینه فردا بطل است
تو تا از دیده رفتی مانعی بنیم خود را هم	جدائی از تو چون آینه تنهاسی کند را را
تا نخواند شو سبز بهر استخجنه	که نباشد بچمن فت در گل خود و را را
بگویش قاصدی میرفت بیدردان زن داد	همه مکتوب میدادند من دادم دل خدا را
آمی کاشش همچو رشته تسبیح تار عمر	در کر بلا گشته شود گر گسستی است
که بشهر آمده کن دیده حیران امروز	هر طرف می نگرم آینه بازار نمی هست
رتقبایم نیکو می گل و باغ و بهار ازین	بهار از تو گل از تو هر دو عالم از تو یار کن
باختی که لازم ارباب دولت است	دشنام میدهند بسا مل غنیمت است
نمیت بی لطفی جواب نامه گزشت و ست	از زبان خامه ما یاد تو انست کرد
دیوانه برایی رود و طفل بر است	یاران مگر این شهر شام سنگ ندارد
همت هر کس بقدر وسعت احوال است	آب چندین چشمه از یک چشمه می رود
لطف حق را که در باطن عصیان غضب	آب دریا را شب تاریک آتش میکند

ستا قی بیا که فصل خزان زود میرسد  
 اسی می تو هم بر من که سفر میکنند بهار  
 جناغی را که با غبار من و نخواهی بندی  
 اگر منظور دل بردن بود من هم می دانم  
 خلیل میرزا محمد خلیل همدانی رشید آبادی زلال فکرش آتش غم و دشتان دار الملک صدرا  
 گلزار ابراهیم ساز و موسی طبع فیاض در ماندگان بحار غفلت را از بین السطور بگو چه سلا  
 برو معانی بگانه را با خواطر چنان آشنائی میداد که ابر نیسان قطره را با صدف و مصرع را با بیت  
 آنچنان پیوستگی می بخشید که دست مشاطه قدرت بیت ابروی خوبان را با جبین پر شرف  
 در شنبه بخودت عمده سرکار پادشاهی قیام داشت از نستیج طبع او ست +  
 چشم از گلشن دیدار کسی نکلین ست  
 که ز تیر جبهه جانش می گل رنگین ست  
 بار در دو چشم یا قوت لبان نکلین ست  
 رشته آد و فتن چاک دلم شکنین ست  
 غنچه نورس این باغ دل خونین ست  
 گل گلزار محبت جگر صدف نکت ست  
 بدآم افتادنی در طالع من هست پنداری  
 رسیدن تا شما و نگاه او از من نمی آید  
 خضری لاری از شعر پایتخت امام قلیخان والی فارس بود و در سینه راه فنا میو و اندوخت  
 ناز و بغایت می بر و صبر دل نداشت در  
 بنجم آورد و بعد خون جگر تا در دوست  
 بنده ام آن می پستی را که در باغ وجود  
 تابوت من آهسته ازان کو گلزار نسید  
 میرم از هجر و نخواهم که بمن رادم شوی  
 امشب که جادو انجمن یار داشتم +  
 در بزم او کسی بدی هم نبرد نام +  
 یادت عمارت میکند جان خراب آبا و ا  
 مژده بر هم زن ای دیده که خواهم نبرد  
 شد چو ز گیسو بزرگ جام نتوانست کرد  
 چون نیست امید که بیایم و گر آنجا  
 ترسم از عشق من سوخته بدام شوی  
 از شرم گردید روی بدیوار داشتم  
 هر چند گوش در پس دیوار داشتم

د

د

خواری تبریزی از شعر از مشهور عهد شاه طهماسب است شاگرد لسانی شیرازی بود هم  
در آنجا در شصت و هجری وفات یافت اشعارش متفرق بنظر رسیده است **از دست**

حسرت دیدار جانان میکشد آخر مرا      آه ازین حسرت که هجران میکشد آخر مرا  
بخت آنم که خواب آلوده برغیزی شبی      ناله ام شناسی و گوشتی بغیر آدم نمی  
من که انگشت نما بودم از ان کور فتم      تا دگر تیر بلار که نشان خواهد بود  
آنز که یه بر جا که گذشتیم چمن شد      وز ضعف بهر جا که نشستم وطن شد

خالکی ناظم خوش ادا بود و معاصر سلطان حسین میرزا این بیت از ویست **از دست**  
آتش عشقی پس از مرگ نگردد خاموش      این چراغی است که زین خانه بآن غایبند  
خصی اصفهانی مالک معموره معانیست و عامر بلاد مبانی وضع درویشانه و شبت بسیرمند  
شافت و بوطن گشت این مطلع از دست **از دست**

ساقی بده آن باده که از بهوش خود افتم      من بار خودم کینفلس ز دوش خود افتم  
خیال میرزا غیاث الدین اصفهانی در تقوی و حسن اخلاق یگانه زمان بود بوزنی طبع از  
بدایت عمر بشعر و شاعری رغبت نموده غزل و رباعی بنجیده دارد و این چند بیت از ان نازک

### خیال است

هر که زیبایی جهان است ز زیبایی تست      حسن هر جا که رود صید تماشا لیست  
شمع میدان لبشها محنت پروانه را      قدر عاشق را کسی نداند که دغش پر دلت  
خضری قزوینی از شایر اهل سخن است طبعی خوش داشته است **از دست**  
سرکوی یاد خضری بجزیم کعبه ماند      که بهر طرف کنی رو بتوان نماز کردن  
نامد ز من گناهی و شرمند ام ز تو      پر سیل جنگ داری و بیعت بهمان نیست

خضری خوانساری پس ملا تاجرو دیگوید **از دست**

بر جسم نزنم اگر بیم      چشمی که در انتظار باز است

خواری

خالکی

خصی

خیال

خضری

خضری

تاکای ز بیم خوی تو آست که سده هم بازش عنان بتابم و سر در جگر دهم

خلقی محمد یوسف طهرانی صاف گو بود آتروست

بعد نیاز بروی تو جان برافشانم + چو زلف را تو بعد تاب در بر اندازی

خازن قاسم نام دارد این بیت از وی بگوش خورده

نگاهم را بدام افتاده عکس شعله پردازی خوش ای همنفس یکدم که در صید پر زانم

خلاصی از مصاحبان ملا محترم بود دیوانش تحمیلنا هزار بیت بنظر آمد آتروست

بمختر چون خلاصی سر بر آرد از کفن گوید خدایا شام هجران دیده ام دیگر مسوزانم

خلقی شستری ترانه سخن چنین می سراید

گر کفر پسندی بوس دین نکنم و رخار دبی حدیث نسرین نکنم

و ز حجب طلب کنی ز پاننشینم + تا دست بخون وصل رنگین نکنم

خوشدل مولوی مصطفی علیخان گوپاموی نسبش بمر بن خطاب رضی الله عنه میرسد اصلش

بلده قنوج است که وطن محرم طور باشد از احفاد قاضی مبارک شاج سکلم نطق است بعد سب

علوم و جمع حیثیات بعد از ابوالاجاه که از بنی اعلام او بود و بعد از آس مدریس مدریس گردید

بعد از بقضاء دایر سایر ترجمانی مامور شد سپس قاضی القضاة حکومت مدراس گشت و فاش

در سال ۱۲۸۰ بوده خوشدل مرحوم تاریخ انتقال است ترجمه حافظه اش در تلخیص الافکار مرقوم است

این ابیات از دیوان اوست

بوسه من بی برگ و نوا برگ حنار + تا بوسه به پیغام دهم آن کعب پارا

چون نیشکر ز راستی خویش نگذریم + خوبان جدا کنند اگر بند بند ما +

چگونه روز حساب از تو دوا بستانم + خدنگهای تو در سینه حجاب شکست

دعای نشین بهر من که خواب نزدی است + شکستن نفسم چون حجاب نزدی است

قضا چو خواست پریشان کند مرا خوشدل + فسون عشق بگو شدم مید و میخ گفت



من گشته آتم که قصار افشاند  
 زان بت بغاغم که کشت افشاند  
 گرفته خاصیت سر سره جوهر تیغ  
 که کشت گمان تو از آه و ناله خاموش اند  
 کاش از حال دل غمزه من پری  
 پیش از آن روز که پری زبانی نبود  
 زگریه ام همه آفاق عالم آب است  
 یکی بیابا شای اشکباری دل  
 فلک آسوده بکنج لدم هم نگذاشت  
 آسمان زیر زمین بود نمیدانستم  
 عمر بوخت گذراندم تمام  
 لیل و نهارم گذرود در سفر  
 منفعل از نسبت انسانیم  
 دانه تسبیح سیلانیم  
 خوشنود و محمدرضا علیخان خلف خوشدل مرحوم است کتب درسیه خوانده و دستگاه علمی  
 بهرسانیده و در سال نو که نو اب عظیم الدوله بهادر شده خدمت افتای محکمه عالیه داشت بعد  
 قاضی بخورشید بعد بجای پدر قاضی القضاة حکومت مدراس گردید طبع نظم داشت صاحب  
 این رباعی از وی خوش کردم +

## رباعی

بر نیز ز خواب میرو و عمر ز دست  
 بر گیر حساب میرو و عمر ز دست  
 خوشنود می بسوگواری بنشین  
 با چشم پر آب میرو و عمر ز دست  
 خاطری کا شانی در هند ببری بر دو همین جا بملک فنا نشسته منه +  
 با گریه زان خوشیم که آواره میکند  
 از آشیان دیده ما مرغ خواب را  
 خلیل کاشی نامش محمد باقر است شاعر ماهور و دیوانی قریب چهار ده هزار بیت و از علم و فن  
 یک ناله بیتو کرده ام از روی اشتیاق  
 از شش جبهت هنوز صد امتیوان شنید  
 گذار و هر سحر آرام ماند داشت  
 بنیاد آشیان بهرین گذار شستم  
 خلیفه سلطان نبیره اسدالدین خلیفه است وزیر شاه عباس ماضی بود و بعد مصداق شاه خلیفه  
 داشته و بعد شاه صفی از منصب وزارت معزول گشته رباعی بیشتر میگفت

خوشنود

خاطری

خلیل

خلیفه

## رباعی

افسوس که عمر گشت بیوده و تلف دنیا بلعب گذشت و رفت ز کف  
 ریخته خدا و خلق را رضی نشدند خلق که کردیم پاره آب و علف  
 خواجہ علی برادر زاده حاجی محمدخان قدسی است در شمدیش نماز بوده در آن باب گفته  
 این پیش نمازیم نه از روی ریاست حق میداند که از ریاستش نیست  
 اینک خوشم افتاد که در وقت نماز پشتم بخلاق است و رویم بخداست  
 خازن ناش محمد امین است از سخن سخنان تبریز و گنجینه دار معانی دل آویز است منه  
 بود زنگی دل غنچه سان دل جهم چو گل شگفتیم باعث پریشانی است  
 گلشن فروس اگر خواهی مرغان خلق را سدر اهی چون غبار خاطر اعجاب نیست  
 خصلی بروی ناش حیدر است بهند آمده آخر حال خود را در سلک ملازمان شاه جهان پاشا  
 منظر مگردانید و بخندست دیوانی صوبه کشمیر سعادت پذیر گردید منه  
 چنانکه کاه را بابرگ کاه را بر چید برهمنه پای من خار راه را بر چید  
 دل تسلی ز وصال تو نگردد بخیاں عکس گل بوی ز آیینہ بخش بدشام  
 خمر و از شعرا چون پورست اشعار بسیار دارد از دست  
 دیوانه عشق ترا هر پنج راحت میشود سنگی که آید بر سرش سنگ جرات میشود

## حرف الاله

دانش میررضی شمدی بن میر ابو تراب شاعر عالیجناب است معنی تازه یاب زلال کفش  
 مکالمه صفا و شیعی جمال بیانش در نهایت نازکی و دلنشینی در زمره سخنوران عمده اشخاص است و صاحب  
 طرز خاص انحصار نتایج نو آئینش همواره لایزال و خوبان مضامینش در خور قرات و ان کاو احترام  
 خانه خداست و مناسک زیارت تقدیم رسانیده و در عهد شاه جهان پادشاه باد اله خود بهند  
 آمد و در اشتیاق بهند گفت

خواجہ علی

خازن

۲۵۰

خمر

دانش

راه دور پست پابست وطن دار و مرا  
 چون حنا شمع میان رفتن بهستان خوش است  
 قصیده مع بعض پایۀ خلافت رسانید و هزار روپیه جازیه یافت بی اذن قصیده ایست  
 بخوان بلند که تفسیر آیت کرم است  
 خطی که از کف دست مبارکش پید است  
 و چندی باد را شکوه بسر برد و بالطف خاص نوازش یافت شانه زاده را این بیت او بسیار  
 خوش آمد و لک روپیه بهای آن مرحمت نمود بیت این است  
 تاک را سحر بزکن ای ابرنسیان در بهای  
 قطره تامی میدواند شد چرا گوهر شود  
 بعده دانش دروکن آمده نزد قطب شاه اعتبار تمام بهمرسانید این رباعی در فراق پدر خود گفته  
 که بر لوح مزارش نقش است

## رباعی

دانش کن اعتماد بر عمر دراز	کاید بزمان کم بسر عمر دراز
گیرم که چو عیسی بفک بر شده	آید بچه کار بی پدر عمر دراز
و در شش بشم رفت دوازده تومان تبریزی بطور سالیانه از سرکار باو میرسد و در ۶۷	
در زاویه خاک آرمید از وی می آید	
نش که بوسه بپائی هفت چو تیر دهم	گذشت عمر بختیاز ز لکان مارا
بوی گل شدفین بخش ای بو عشق و قوت بخودی	یکنفس بگذار در سیر چمن تنه مرا
گر زابر و چین کشاید در دم بسبل ایست	خون بهائی کشته ما خنده قاتل ایست
مردم رنجور مرا روز وصل	گریه شادی عرق صحت است
مرا که خنده گل سر بدر و سحر آورد	دماغ گریه بلبل درین بهار کجاست
آبروی دودمان تاک هم بر باد رفت	و خنجر ز را عس صد بار باستان گرفت
آو بلبل عرض چاک سینه میکردیم دوش	ناز پرورد و گلستان زخم خاری هم شدت
چه سان از قید این صیاد آزادی بپوشد	که پروانه بلندم تالپ با هم نفس باشد

چگونگی بار بمنزل بر دمسافران شک  
 نسیانم چه صیادی که نیر تیغ است ابرو را  
 مرد و انا به سز بدۀ اقران گردد  
 و اگر زلف سیاهش بر پی تاریخ ایمان شد  
 گر آو ندارد مگر بگرشگر که از من  
 پس از وفات کیادت کند بخور غم خویش  
 تصدیق یدیم شبنمی بر برگ گل غلطان بنار  
 غم و شادی مساوی دانم با گردون داران  
 درین رنگین چمن چون لاله زرد  
 نمک شناس ایران اگر از قفس سستند  
 روی ماه نو بروی باد و گلگون بسین  
 در بزم کنم سیر که جای دگر نیست  
 بنار ساز و درین بزم لب تبتی داریم  
 پر خد را ز آفت هم صحبت دیرینه باش  
 صفحۀ دشت باد را در فغان طی کن  
 متاب رخ نفسی تا بجای خود باشیم  
 بگذر تا بعکس تو عکس آشنا کنیم  
 شب عبودت و می بینم قیام در کوشش  
 درگاه قلیخان ترکمانی از سرکار آصفیاه اول  
 سر بلند شد پس خطاب موتمن الملک و نصب هفت هزار سی و دهمی و مراتب ممتاز گردید و شرف  
 و انشا و تاسیج دانی و حیثیات دیگر ممتاز بود و در لطیفه گوئی و مجلس افروزی بی انبار میرزا و ارا

که رهنری بکمین همچو آستین باشد  
 چو چشم و لبران در زیر ابرو خواب می آید  
 میوه رنگین چو شد از برگ نمایان گردد  
 بفکر رهنری افتد سپاهی چون پریشان شد  
 برو امن آینه غباری نه نشیند  
 چو خون مرده سیاه پوش شو با تم خویش  
 یاد دم آمد طفلی و دامان مادر سوختم  
 نه که از قبح عادت بدر دو صاف میان  
 غریبم و در میان هم نشینان  
 بنخل خانه صیاد آشیان بستند  
 آب عمر افزا بنوش و حسن و زافزون بین  
 از حلقه برون چون قیام می سفر نیست  
 خوش اندام نشاط از ضعف نالیا  
 کاش از اول نبودی شیشه با سنگ آشنا  
 چون قلمی دو سه باری بسفر نتوان رفت  
 چو عکس آینه مازنده از نگاه تو ایم  
 گلگشت باغ آینه تنها چه میکنی  
 شبستان حسا اشب چرخ روشنی دارد  
 درگاه قلیخان ترکمانی از سرکار آصفیاه اول  
 سر بلند شد پس خطاب موتمن الملک و نصب هفت هزار سی و دهمی و مراتب ممتاز گردید و شرف  
 و انشا و تاسیج دانی و حیثیات دیگر ممتاز بود و در لطیفه گوئی و مجلس افروزی بی انبار میرزا و ارا

با اوطا قاتها دست بهم داده یگوید چشم بدور اکثر بجا است و سوانست یکدیگر اوقات  
خوش میگذرد و بگلشت بساتین دماشای ریاحین دماغ شگفتگی آمویدی باشد در نشانه  
بمرض سرسام و دلعت حیات سپرد قراود را و رنگ آبا دست این چند شعر ترا ویده خامه  
قصاحت جامه است ۵

شکر محض ست گمان من و تو      من و تو نیست میان من و تو  
سعا شرانه سولی زد و دستان داریم      برای ما و شما این هوا چه میخواهد  
و انا میرزا محمد علی بن ملا محمد سعید یازند رانی مردی فاضل و شاعر بود در مرشد آبا و فوت کرد  
چند ورق اشعار بخط خودش بنظر درآمد از انجا گرفته شد ۵

تا سینه مانست رسانا و ک نازت      کوته نظری حیف ز مفرگان درازت  
دل زن رم کرده در ابروی جانان مانده      یاد من کی میکند و طاق نسیان مانده  
ز آن دل ز کشمش هند پریشان مانده است      که ز هر روییده ما شده با خوا بانه است  
همت چو بدر شود باد لم چه خواه کرد      هلال یک شبه ابرویت کتا نم سوخت  
دوری نمانش سلطان بایزید بود و خطاب کاتب الملک خط استعلیق را و دهنده و دستان  
شاید کسی بهتر از او نوشته باشد سلیقه شعر او در نهایت مناسبت افتاده آخر عمر توفیق زیات  
و حج اسلام یافت از دست ۵

که در درون جانی که در دل حزین      از شوخی که داری کیجانبی نشینی  
تا از نظر آن یار پسندیده برفت      خون و لیم از دیده غم دیده برفت  
رفت از نظر و زدن زلفت این غلط است      که ز دل برود و هر آنچه از دیده برفت  
دو آئی میکیم عین الملک از طرف مادر از نسل جلال و دانی ست بلطف خصائل و حسن شمائل  
مخصوص و ممتاز بود طبع نظم داشت و در کمالی کار میسجاسیکر و از دست ۵  
در شب زلف سیاهش خواب مرگم در بود      بوالعجب خوابی پریشانی که تعبیری نیست

دانا

دانا

دانا

در کنارم نه نشیند هرگز      طفل اشکم که دویدن دشت  
نکنند میل دوائی به بهشت      چون گل از باغ تو چیدن دشت  
ورومی از جماعت افشارت زیاده برین چالش معلوم نشد از دشت  
توئی وقوت یکناله دگر در دوی      لغو ذباله اگر در دشت انز کند

در دوی دهلوی خواجه میر محمد بن خواجه محمد ناصر از اخفاد خواجه سید بهاء الدین نقشبنده بود  
شناور دریای حقیقت و توحید و شاه کشور تفرید و تجرید است در تصوف رسائل بسیار بزبان  
حقیقت دارد مثل ناله در دوا آه سرد و در دول و شمع محفل و در فارسی دارد و در ریخته صفا  
دیوان است در او آخر مائنه ثانی عشره منکانه فیض سانی گرم دشت گوشه گزین حبس فقر و قناعت  
و صبر و تسلیم و تکلیف بود و در ۹۹ سال بعثت و شش سال تقال فرمود و در خواجه میر در تاریخ مین چند بیات از دوی  
لازم نبوده است زمار و نهفتنت +  
ز خود رفقن بهار طرفه دارد و تماشا کن  
آز گردش زمانه نیا سوده ام که هست  
آمد خبر عز آمد او +  
زندگانی بود از بس باعث آزار ما  
در نظر باگشته آسان مردن دشوار ما

## رباعی

کردیم تماشا چون جهان من و ما      گشتیم درین بادیه مانند صبا  
بر هر که نهاد دل بعرفان گوئی      پر بود چون نقاره ز شور دعوی  
یاد دے ز ناله دل گم گشته میدد      هر جا رسد بگوش صدای جرس مرا  
هر کس دوچار شد بر رخ خود نظر کشد      گاه به ندید آینه سان به یکس مرا  
چرخ کوئی تو ام یکبار می باید گریست      ابرتا داند که این تقدار می باید گریست  
نی دوائی راست می آید جان بهم میرود      در دوبر حال من بیارمی باید گریست

آودل آزار و دل گرفتار است	قصه کوتاه ماجرا این است *
چنان بجان و دل شد در حق خود دریا	نه بهر جان دلی سوزد نه جان بهتر از نشان
اینجا گل زلیست چیده باشم شاید	بویش نفسی شنیده باشم شاید
گویند مرا تو خواب دنیا دیدی	از یادم رفت دیده باشم شاید
رباعی	
این اهل زمانه دردناکم کردند	بی هیچ عیب و عثت هلاکم کردند
از چار طرف غبار و لها چندان	بر خاست که زنده زیر خاکم کردند
آمر و ز اگر اشک تو شود کافد	فردا ز تو هیچکس نخواهد کافد
خود گو با خود حقیقت نامه نوشتی	زان پیشتر ای درد که گوید کافد
رباعی	
درد دل باید همیشه داری خلاص	پیوسته میان سینه کاری خلاص
از شرک و نفاق سخت پر سیزنا	فخلص نشوی تا که نیاری خلاص
رباعی	
سر سبز گشت بیچکه دانه حرص	آباد نگردد گهی خانه حرص
چون ظرف شکسته باز خالی گردد	هر چند که پر کنند پیمان حرص
رباعی	
کردی شب و روز کامرانی با فقر	دیدی هم خیر این جهانی با فقر
مرگ و پیری دو چار گردد آخر	صبر سال اگر زنده بمانی با فقر
یاد ایامی که مالیل و نهایی داشتیم	بارخ و زلف کسی خوش کار و باری داشتیم
این همه از خویش رفتی در پی کار کس	ای دل گم گشته ما هم با تو کاری داشتیم
اتفاقا آمدی امروز و ما از مدتی	گوش برآورد و چشم انتظار داشتیم

آمدی و جمله از دل رفت ای بنده نوا از  
 بدل خیال دانی که داشتیم دارم  
 نشد که سوزش دل کم کند بیان مرا  
 یقین که او ز جفا دست برنمی دارد  
 صدای شهره و اعظم که بس بلند شده است  
 بنیم چهره و دهن حیرت نصیب را  
 خواهیم شنید حرف تو و اعظم معان دار  
 برو و اعظم عبث چندان مترسان اهل بیان  
 کار و بار و عهد یا اینجا که برهم داشتی  
 در دراصل سخن سازی نمی آید مگر  
 بنحیاط بگذرد هر شخص را هر وقت یاد او  
 چگویم شب چنان در انتظار او بسر بروم

## رباعی

چند آنکه ز خود برده فنا با ما را	اسباب بقا گشته میا ما را
طاوس بهار آن جهان گزیده	رنگی که ز رخ پریده اینجا ما را
آبی در دما برای خدا جلوه گزیدیم	دیگر هر آنچه هست همه ز برای ما است
بجلوه گاه تو غفلت خرا می ما را	برنگ نقش قدم چشم غافل افتاد است
آلشی دیده تحقیق ده هر یک مقلد را	چو عینک تابکی هر سو بچشم دیگران بیند
از ما حجاب داشت چو خورشید روی ما	چون سایه جای خود پس دیوار خستیم
ناسازی مزاج بکس ساختن نداد	چندی بخیزش این همه ناچار خستیم
خود را میان محله جبر و اختیار	مجبور بوده ایم که مختار خستیم



گویند رحمت ست طلبکار بخششی  
 در د آخر زیندگی هم چند روزی کردنت  
 بیک تعاف از آشفته خاطری رکن  
 سببا و عذر شود بدتر از گناه ترا  
 بهیچ کار کتب خوانیت نسی آید  
 اگر نرنجی اشک نداست از چشمت  
 جراحتی بدلت گر رسیده است ای دزد  
 نیستم ای باغبان شاق گلگشت چمن  
 برشادی دوروزه گل خنده می زند  
 سیر چمن بکلبه احزان خود کنم  
 از داغ الفت ست مل سینه گلفروش  
 رستم کجا بزور ضعیفی ما رسد  
 ما نیم و کنج وحدت و آسودگی دل  
 ز دوست گردش افلاک در دایمانی فتم  
 برو مجلس غم پیشگان و شادی کن  
 اسیر سلسله زلف آنکس که بود  
 بر تیغ عشق تو سل گرفتن آسان نیست  
 حیف ست نظر باین و آن بکشودن  
 ای شمع درین بزم ز خود چشم پوش

خود را باین هبید گنگار سحستم  
 دل نمی باید ز دنیا اینقدر بر داشتن  
 مژده بهم زن داین بزم چله جسم کن  
 خطا چو بیش ز صحت عذر آن گم کن  
 ز جمع خاطر خود نشو و فرهم کن  
 بشرم غرق شو و از عرق جبین نم کن  
 تو از گداختن خویش منکر مرهم کن  
 در بغل از داغ نمائی دل بو و گلده است ام  
 دل غم جگر خراش و غم جاودان ما  
 گل زد بسر ز داغ بهار خزان ما  
 غیر از متاع درد ندارد دوکان ما  
 کوه غم ست کادتن ناتوان ما  
 ای درد گوشه گیر مدار الا مان ما  
 مقابل کی شود پیر فلک بخت جو انم را  
 ز چاک سینه بر آسودگی بخت اینجا  
 فساد و چرخ بیک حلقه کشت اینجا  
 که میکند جدا بند را ز بند اینجا  
 شعله زن آتش هو سها بودن  
 تا کی کف افسوس ز مرگان سودن

رباعی

نی بهر کسی قصد فساد می کن

برستی خود را اعتماد می کن

چندی اگر ت زمانه اینجا دارد خاکی شود انتظار بادی میکن

رباعی

گر گل نشدی ز دماغ دل لاله بشو  
در ماه نه برای خود باله بشو  
او قطره در بجا گوی سخت به بند  
گردن توان گشت بر دژ لاله بشو

رباعی

کو عقل و کجا فهم و کز انبیش هوش  
کوران و کران بهم نمایند خروش  
چون شمع درین بزم عجب میسوز  
ای روشنی طبع تو بهم شو خاموش  
واعی غواص محیط حقیقت و مجاز بود و از سخنان نکته شیخ شيراز معاصر و مستفیض خدمت شاه

نعت السدولی است این ابیات از دست ۵

می بنوشش که رنگ نگار ما دارد  
گلک بوئے که بوی زیار ما دارد  
چو باد خاک تو خواهد بهر طرف بردن  
مهل که از تو نشیند بخاطر ی گردی  
صد ره گرم چو شمع سراز تن جدا کنی  
از ذوق خجرت سرد دیگر برآورم  
بجائی دوستی چند آنکه کردی دشمنی با من  
چو بیدردان بخاطر هندا و مناهیدی  
در یکی مجبور ویش ز بختن را محک بود و ساکن محله دهک که در قزوین است جولاگی میکرد و گاه  
نشست می بخت و دیوان خود را بر دیان بسته میداشت و نزد اشکال در محاوره یا اصطلاح  
از دیوان خود سند پیش می نمود تا روپو و سخن چنین می بافد ۵

بستی چاک کردی پیرین در بزم میخواران  
دری بکشودی از فردوس بر روی انگاران  
و بمن مخنه کشود و میان ز لطف کشاد  
بناز گفت مرا ایچ از تو پنهان نیست  
بر مثال صورت دیوار بجان مانده ام  
پشت بر دیوار و روی تو حیران مانده ام  
دل نکرد و خوش مرا از دوستان دیگران  
چون تو اند زنده بودی کس بجان گیران  
هر روز اختیار جهان پیش دیگری است  
دولت مگر گشت که هر روز بر دسی است

دلی

نکته

دوست دوست سخن بود و آشنای محفی نو و کمن معاصر سلطان حسین میرزا است  
و شاعر رنگین خوش و آیین بیت از دوست  
بلاست از تو بدل هر زمان جفای و گر جفا که بردگری میکنی بلاست و گر  
در کی نمی از قم برخاسته باصفهان رفت و از آنجا برگشته بقم نشست بخت هزار بیت  
دارد از دوست

چون توان جستن که زلفش کشته و انگیر ما  
پاسبان در زیر سردار و سر زنجیر ما  
تا ما بجهرانی صبا و الفتی ست  
ورنه بنیم ناله نفس میتوان شکست  
جنون ز روز ازل بود و قسمتم لیکن  
با آنکه دیر رسیدم نصیب مجنون شد  
زنده در عالم تصویر همین نقاش ست  
همه را خواب عدم برده و بیداری کی ست  
و میری محمد ابراهیم حسین از مردم کابل بود و شاعر قابل و در کنگره مرآت حیات طی نمود این  
بیت از دست ۵

پوشد همیشه مصحف روز از چشم من      ز انسان که روزابر زبان کتاب را  
همیشه نعمت شایان چشیده ام شورت      نمک بقاعیده در شوربای درویشی است  
داند و میزاد او بن میرزا عبدالستوفی منصب تولیت روضه رضویه داشت و بصاحب  
دودمان صفویه ممتاز بود در شاعری و تنگنای وسیع و رتبه منبع حاصل دارد و در ۱۳۲۰ هجری  
انتقال کرد این امات از جمله اشعار لطافت شعراوست ۴

روشنی از خویش می باشد دل پر نور را  
جام گل کاسه در یوزه لب لبس گردد  
بجز دلا تجرزی کند حکیم ات را  
قرص از مرتبه مردمی انداخت مرا  
اگر صاحب سخن کامل شود خاموش می گردد  
شعله شمع از رنگ تنگ ست کوه طور را  
بچمن آرد اگر باد صبا بوی ترا  
به بیند از شکم و بان تنگ ترا  
بسکه این راه گران بود بساخت مرا  
گره چون از زبان غنچه داشت گوش می گردد

ز خط پنجم ششم حسنت ز اول ششم میگردد  
 داعی همدانی در قسام شعر هر بود دیوش قریب به هزار بیت بنظر رسیده از دست  
 عمر ابن قتیبه و حسن نگار ماست +  
 آب حیات جام می خوشگوار ماست  
 پیکان جو رتا باد بنیتوان کشید +  
 زمین پاره جگر که کنون در کنار است  
 داعی سپهر صبری اصفهانی است و بزم آرای سخندان آیین بیت از دست  
 آمدی رفت ز دل صبر و قرارم بشین  
 بنشین تا بخود آید دل زارم بشین  
 وانا ملادانا در معنی یابی تلاش بسیار داشت بعنوان منشی گری در سر کار امیر خان عالمگیر  
 منسلک بود و نظم هندی بسیار خوب موزون می نمود از و س می آید +  
 در عشق ابلهی ست تقلید گفتگو  
 این راه را چو سایه پایانی کسان سپو  
 بر بند سنگ بشکلم از فاقه چون گهر  
 مفروش خویش را و نگذار آبروی  
 درویش کا هن تبریزی بوسعت مشرب موصوف بوده و سلیقه شعر ملایم داشته

## رباعی

ای دل اگر ت بود شعور و ادراک  
 چشمی بکشا چو مهر بر عالم خاک  
 هر لاله نشان ساغری بر لب جوست  
 هر سایه سیاه مستی افتاده بخاک  
 دانش ما ز ندانی نامش ملا علی بود و اول جاوید تخلص میگردد از دست  
 به پیش ما چو زنی لاف زور بازورا  
 که میکشد همه کس این کمان ابرورا  
 ما بندوق گریه مستی باین بزم آدمیم  
 می بده ساقی بقدر آنکه چشمی تر شود  
 گذشتن از لب میگون بوقت سبز خط  
 چنان بود که کس در بهار تو به کند  
 دوستاق گر جی نامش هنر ادبیک است از جمله منتبان آستان شاه عباس ماضی بوده و سلیقه  
 بشعر ملایمت تمام داشته از دست  
 برادر گوش دوران اگر گرد این چنین از من  
 باز نک روزگاری آسمان گردوز من

ملک

ای

یا

ما

بی تکلف چون چرخ روز در بزم جهان      گیرم از هجرت غمروم کو دماغ زندگی  
 دستور میرزا حسن علی نام داشته شاعری مشهور بود و در شیرین گویی دستور منته  
 زنجیون انچه آید و در جو دازان نمی آید      دویدن شنبه سیل ست از دریای نمی آید  
 دولت هوای مردم بیغرمی کند      آخر کلاه بحر نصیب جناب شد  
 تونی که گوش بفرم نیکنی ورنه      ز کوه با همه تمکین جواب می شنوم  
 دستور نانش میر رفیع بوده اصلش از ولایت ایران ست در علم حکمت و دستگاهی داشته  
 از دیار خود بجا آمده میگذرانید با غیر عظمت اسد بخیر بلاقی شده طبعش بنظم رباعی میل تمام

### دهشته آردست

در گلشن عشق کز گلشن رنگ بود      صوت همه مرغان بیک آهنگ بود  
 در سونگلی افتادنی توان یافت      خاکستر بر چوب بیک رنگ بود  
 دیده لو اب اعز خان ترکمانی در عهد عالمگیری بنصب چهار هزاری افتخار انداخت و در زمان  
 محمد شاه بنصب پنجاه هزار و خطاب ترک جنگ سرعت افراخت و چندی بنظامت صوبه  
 کشمیر هم پرداختستین کشمیری تذکره حیات الشعرا بنام وی نگاشته و را و اسطیفاء دیده  
 تماشای آخرت کشاد این ابیات از وی دیده شد

شیشه دل از اثر ناله شکست      از نسیمی ورق لاله شکست  
 گر تو ساقی شوی ای عهد شکن      میتوان تو به صد ساله شکست  
 فریاد من از چشم سیاهت بفاکفت      این طرفه که از سر مه شد آواز رسا تر  
 تا چشم تو زد کرد کمانی نیکنی      یک صید نیا سود زمانه بر نیکنی  
 در و مندا از قلوب محمد آبادیدر بود بدلی آمد میرزا منظر او را در سایه شفقت خود گرفت  
 و بمن عنایت و تربیت ایشان جموع کمالات شد و در فن سخن رتبه شایسته بهم رسانید  
 میرزا در حق او میفرماید

منظر باش غافل از احوال در موند  
اعلی ست این کج در گره روزگار نیست

### از وی می آید

بزنسه خویش از آن کو کهن نگریست  
که شور خنده شیرین بکام پرویز بست  
دگر کوی بیفر و شش نماند آبر و مرا  
لب تشنگی فروخت بدست سب و مرا  
جان یکسانه دادم و شادم که عمر با  
بوده ست بر مرا تو مگ آرزو مرا

### رباعی

یکچند عتاب و نماند ظاهر کردی  
دین عمر دوروزه با خاطر کردی  
بعد از مردن رست بجا کم افتاد  
اول باسیت اینجا آخر کردی

### حرف الذال

ذوالفقار شرابی سید رفیع القدر و شمشیر جوهر دار است فضیلت را با شاعری جمع  
داشت و در بنیز فلک را طیف اجد خوان می پنداشت قصیده را نیمه در میج وزیر شرع گفته  
و هفت خروار ابر شمع در وجه صمد یافته شعرا و در رنگ جوهر ذوالفقار عزیز روزگار است

### چندی از آن در اینجا اثبات نموده شده

ز بی جناب شریفیت خلاصه ایجاد  
ز بندگی تو گیرد سعادت استعداد  
سنته روی جلالت ز دیده او بام  
گذشته یک نواالت ز منزل اعدا  
زاطت و عفت تو گیرد وجود نفع و ضرر  
ز مهر و کین تو باشد اساس کون و نسا  
خرد که غار و نهاسر از کجی و جزنی ست  
هم از قبول تو دارد قبول استعداد  
دلت ز پر تو معنی نفوس قدسی را  
بسوی عالم تحقیق میکند ارشاد  
غبار روزنگید و نهان نظر شب  
الکره رای تو یابد ستاره استعداد  
طره شب رنگ آن خورشید رومی حسین  
در فضا می نیم روز آورده شک از گلشن  
او ز من دور ست و من نزدیک نیم بر دوش  
دیدم معنی ازین بهتر نباشد و در بین

بایست

کلمت گیسوی غنبریز مشک افشان است  
شمه از خاک پای شهریار استین  
ذوقی سحر خدی ذوق سخن فراوان داشت و شوق وصال خوبان معانی بی پایان در  
ایام قل احمد خان ترقی بسیار کرد و به ملک الشعرائی سر بر آورد کتابها و نیاز را بنام پادشاه  
مسجل کرد و انعام وافی یافت جمعی او باش طمع آن نقود او را شهید کردند و پیش از قتل  
غزلی گفته بود آزان است ۵

بایست

بایست

ما از ازل بشیوه منصوبه بوده ایم  
قاتل بیا که لب به انا الحق کشوده ایم  
ما هر سیم جاست هر ششمیم و دوست  
اما بزخم خویش تن الماس سوده ایم  
مکن تغافل ازین بیشتر که می ترسم  
گمان بر نذر کز این بنده بی خداوند است  
آخر مهر و محبت نه بهین سوختن است  
تا چها بر سر خاکستر پروانه رود  
بیتو شب تنهایی زین ذوق کمی آئی  
تا کی من سوزانی بر خیزم و بنشینم  
فرهنگی ملا حیدر اعظمی قلم کشای خیر بخندانی است و یک تاز میدان بیان و معانی از  
نوازش یافته بای عالی شاه والی بجای بود و شاعر صاحب مقام و آرزوی است ۵  
بجز مر عشق تو ام می کشد و غوغای است  
تو نیز بر سر بام آ که خوش تماشا می است  
غم چو شاد سایه فلک سایه نشین من بودم  
هر کجا پای سحر خیزه زدن من بودم  
تعب از وفات بر قلم استخوان ما  
سر بسته نامه ایست بهر حسرت ما  
ذوقی محاسن تماشا از آن کسان است اما در کاشان بسر می برد و در غایت می شاد و در میان  
شیرازی است چند روز در ناسان و فارس و عراق سیاحت کرد و آخر قنصله لاجپان بجا آمد  
ششانه خوش سخن است و شمع افروخته آن میگوید ۵

بنشینیم بخیال تو و آسوده دلم +  
کین وصال است که در پی غم بجز انش نیست  
آز تو در شکر جدائی من خطره اندام  
چشم و نظرت سخت مکر شده ام +  
خاک عالم بسر من که تو شوم و گردان  
گر چه با خاک سیاه از تو براب شده ام

چه زلفتی تو نماغم که در جهان امروز  
 یاد ایامی که بهر خاطر من بار قیام  
 آنچنان بخود بزم از جام حسرت میستم  
 بطور دیگر امروزم نصیحت میکند ناصح  
 پس از عمری که بهر پیش من یاری آید  
 کن هم اغذایی باید از دوش فزون تریم  
 ذوقی اردستانی شاعر شهوار از معاصران حکیم شغائی ست در بدایت عمر کشتی کرده ای آخر ترک  
 آن پیشه نمود اشعار نمکین دارد و سخن شیرین دیوانش پانزده هزار بیت است از کلام است  
 انگشت مزین بر لب پر حوصله را  
 جز در و بر هم زن هنگام عیش و طرب اند  
 چو خواهم از سر کوی بستان کناره کنم  
 نه شگوفه ام نه برگم نه شمر نه سایه دارم  
 تاوان تو در کیسه جانم دسم کرد  
 چنان باله خوی اگر نستیم که آخذ  
 تبر که نظرت بر من غمناک نیست  
 رسید ترک من و خنجر از نیام کشید  
 امید داریم از حسرت انتقام کشید

فوتمنی تبریزی در تبریز ملک پزی میکرد و شعر خوب میگفت از بخت  
 شب روم بر بام آن نه گوش بر دوزن خیم  
 وزیر محمد تقی الکبر آبادی مدنی در کهنه ملازم شجاع الدوله بهادر بود و شاعر و شاعر الدین فقیر  
 در علم طب متکاوه است با خرد عمر که بار بار فتنه متوطن شده و با نجات در احوال متکلف در گذشت

این رباعی از دست رباعی



نایب

گر با بگذشت و این دل از بهان  
 القصد هزار گرم و سدد عالم  
 بر با بگذشت و این دل زار بهان  
 ذوقی میر عبد الواد بگلر ای سخن شیرینش بگلو سوزی نبات ست و شعر آبدارش بگوارائی  
 آب حیات از یاران بر غیر عظمت اندر خبر بود او را نسخ است سیمی بشکرستان خیال مشتعل نظم  
 و نثر در وصف حلویات درین نسخه بناسبت شیرینی ذوقی تخلص میکنند در نه تخلص اصل  
 او و احد است چنانکه در حرف و ابویا یاد روی می آید

آنانکه پرده از رخ لودنید واکنند  
 آیا بود تو اضع صحبتي باکنند  
 نان از تنور بهر مر با جدا شده است  
 لازم بود که حق غریبی ادا کنند  
 در کار غیر حاجت هیچ تمنا نه است  
 اجمال در تناول فرنی خیرا کنند  
 آنجیر از شاخ درخت ارجدا کنید  
 پنهان ز چشم بدلبش آشنا کنید  
 هنگام آن شده که اسیران انبیا  
 بر کام دل ز محنت زندان رها کنید  
 آورده ام برای شما شربت انار  
 نوشش کنید و مخلص خود راو گنید  
 تبیین بسوی چپاتی بدیده الفصاف  
 کربی وصال شکر حالت نزاران حسیت  
 غرض ز موسم برسات اولاد بوندی  
 و گرنه این همه تمهید برق و باران حسیت  
 در متنای ملاقات شکر ای ذوقی  
 آب گردید دل شیر با لغت سو گند  
 بوندی و گشته قنوج بیادم آمد  
 شب بچرخ انجم و سر را چو تماشا کردم  
 فو کا میر او لاد محمد بن میر غلام امام برادر اعیانی میر غلام علی آزاد بگلر ای ست میر خزان عالم را  
 بنخواهش او از سر پرده قوت بگلو ه گاه فعل آوردن سخن بر عم نادار خود کرد سلیمه مستجاب  
 دار و صاف کلام معنی جوست

نایب

کشید آخر مرا هم چند بگل جانب گلشن  
 صبا این فرده و دخواه سوی عنایان بر  
 تا بسوزد کشته خود را بداغ تازد  
 بر مزار غنیر افروزد چیراغ تازد

گر رسی تیغ بکفت از سر جان بر خیزم  
 بآئینی که بر زد گرد بریالائی خود فیله  
 چو قفل بسته کن نوک سوزن باز میگردد  
 حریف و ششم چون گرد باد دامن صحرا  
 برگرفت دل من ریشه گرفت ست ترا  
 خواست از شیوه بید او دهدیا و مرا  
 سری ست که از بست و کشاد مژه خود  
 ذوالفقار رسید ذوالفقار علی بن سید فرزند علی از قاضی زادگان قصه نبوتی ست دریا گزین  
 متولد شده و در بلگرام سکونت دارد صاحب ذهن رسا و طبع ذی ذکا است در مع نامده نگار  
 و رئیس عالی بھوپال نواب شایب جهان یکم قصاید متعدد و پرداخته دیوان مختصری غیر مرتب دارد  
 عمرش در صین تحریر این جریده قریب بیست سال رسیده این چند بیت از دست  
 هر سبک رایتج ابروی شما پهلوشکافت  
 ز حسن خویش تا آراستی بازار عالم را  
 تامل میکنم بسیار در نظاره رویت  
 آبی گل بتو این رنگ دل افروز که داوست  
 جانان تو شمشیر که داوست زابروه  
 این عاشیه بر صحن عارض که نوشته است  
 چو مجنون هر سحر خورشید در صحرای دارد  
 بیا در پرده چشم من ای نو نظر باریست  
 دل من شوق روی او دارد  
 ای اهل چند روز اما نمده  
 پیش پای تو نشینم ز جهان بر خیزم  
 سید است جنون با خاک زین می کند باز  
 کشاد کار دل از شتر فضا و میخوام  
 غبار هستی تو بوم بار بار میخوام  
 طفلی و کوزه بیدسته خدا خیر کند  
 خبر قتل کس گفته فرستاد مرا  
 و چشم زدن صبح جهان شام توان کرد  
 در بر هر دل غلیظه تیر مرغان شاما  
 گران کردی متاع در دهم سیرای غم را  
 مگر در معصوف روی تو یابم هم غم را  
 بلبل تو این ناله جانسوز که داوست  
 وز موسی خزه ناوک دلدوز که داوست  
 این نقطه خورشید که سوز که داوست  
 مگر از خال خسار صم سودا بدارد  
 که مرغان من از بهر تو در دهن گم دارد  
 ذره خورشید آرزو دارد  
 کشت من خوشه در گنج دارد

بشوق می بکند آشیان بطارم تا که	بتر آید از قفس تن چو طائر در حرم
مینو بهستان حسن خویش میخوش کرده	در ترش روی چو ایجان در حکم آید
حسن در گرد بد تماشا بهار را	گرد چمن گذر رفت آن گلزار را
من ندانم که شدم یا نشدم	دوش در کوچه جانانه شدم
سالمها عاقلت بخت نه شدم	بر در کعبه نشستم یکدم

### حرف الراء المهمله

چای

رو و کی سمرقندی کاروان سالار شعراست و مقدمه ابیخیش عساکر فضا اول کسیکه  
بتدوین سخن فارسی پرداخت و گلهای بوقلمون را گلدسته ساخت اوست احوالش تذکره  
نویسان بفضل بضبط آورده اند و در دیدنیات ترجمه حافظه او نوشته این رباعی در هاشمیه  
ابو الحسن مرادی شاعر بخارا گفته و گوهرش بهما سفت

مرد مرادی نه همانا که مرد	مرگ چنان خواهد که کاری نبرد
جان گرامی به پدر باز داد	کالبد تیره به مادر سپرد *

### رباعی

چون کار دلم ز زلف او ماند گره	بر هر رگ جان ز آرزو ماند گره
اسید ز گریه بود افشوس افشوس	کانم شب وصل در گلو ماند گره

### رباعی

رویت دریای حسن لعلت مرغان	زلفت عجب صدف دهن در دندان
ابر کشتی دین پشانی موج	گرداب بلا غنچه شمت طوفان

ایلی

رشیدی سمرقندی شاعر صاحب رشد عظیم و خداوند طبع مستقیم بود از سلطان خضر بن بیک  
خانان سید الشعراء خطاب و شست دیدنیات ترجمه حافظه وی و در خزانه عامره ابیات قصاید  
او آورده اشعار غزل ایراد نموده این قطعه از ویست

تو وزیر و من ترادح دست من بی عطار و ابی

تو وزارت من سپار و مرا مدتی گوی تا عطا منی

رفیعی میرحیدر معالی کاشی در شعر بی بدل بود و در معا و تاریخ ضرب المثل از شعر دولت  
اکبری است برای تفسیر مهمل فنی سوره اخلاص بی بسم الله تاریخ برآورده و در او اخلاصه حاجی  
عشر بدر آخرت شافت این چند شعر رفیع پایه و بیت گرانمای از وی است

عزم سفر کرد یار ما میان سیه ویم او اگر از شهر رفت ما ز جهان میر ویم  
این صید زبون کیست رفیعی که درین ام نزدیک ببردن شد و صیاد دنیا بد  
مستخر ساز ای دل ملک عشق و پاوشاهی کن برو بخت رسوائی نشین و هر چه خواهی کن  
صفحه محشر خور در بر هم که آیا کیست این قاتل که میخواهد شهید تیغ او عذر گناه او  
دستی و عده داد و ناه بی وعده آمد امروز هم سوخت ز انتظام هم ساخت نمر سام  
چون شنیدی که سر کوی رفیعی شد بخاک هیچ رفتی گریه کردی عوامی داشتی  
مبادا مست من در خانه بیگانه افتی همان در خانه من به اگر در خانه افتی  
من تا بابت رفیعی شکما بردم که تو هم پیش گریان ترا ز اهل عوامی آمدی  
تا زک دلم ای شوخ علاجم چه توان کرد من عاشق معشوق مرا جم چه توان کرد  
غم زهر چاکه رسد زده آید بدلم چکنم خانه من بر سر راه افتاد دست

رفیعی میرزا حسن بیگ قزوینی شاعر رفیع الدرجات و منشی خوش عبارات و ناظم رفیع الهیاد  
و ناثر کامل الاعتبار است منازل علوم رسمی طی کرده و دستمایه فنون بهر سانه و کوشنه بهن آمد  
و بمنصب پنجبدی چهره اعتبار برافروخت و صلحهای گران در بدل مع شاهجهان پادشاه  
بینه دخت در عصر عالمگیر بجزر کبر سن از نوکری استعفا خواست و در دلی گوشه اندو گرفت  
و از سر کار پادشاهی و طیفه تعیین یافت تا آنکه از وظیفه حیات مستغنی شد پریزادان مساجد  
تا زه تسخیر میکنند و لالی مبانی را در رشته غزل منظوم میسازد آرزو در تذکره مجمع التفاسیر

انتخاب غزلیات او ستونی کرده این چند بیت سوای آن از دیوانش برجیده شده  
 ای فلک دیگر بر آرزو ننگ خزان مرا  
 چون گلین با خویش نام خانه داریم و بس  
 در موسم گل اگر بگلستان برسیدیم  
 گزیدم دل و داد نشان زان خم ابرو  
 افتاد گیم ساخته از حادثه امین  
 قد خم گشته ماران خط کی آرد  
 چو خار بر سر دیو انگلستان بنشین  
 تا قوت پرواز نداردیم و گر نه  
 پروانه را چراغ و مراد غ شایند  
 ز تندی دارد اگر دنیا نصیب دیگر سی  
 بنور کفر از عمر رفته تاری هست  
 مرا که بنویز گلشن شراب خندان است  
 دست از باب طلب را میسر زو  
 بی تمی مگر که باین رتبه افتاب  
 نمی کنم سخن از بیچاکس چه مردم چشم  
 نه چو بود و گهم ذوق گلشن آرای است  
 دایغ خرم آن تو هرگز نرو و از دل ما  
 خانه پر شیشه را مانده جان بیدار  
 باغبان از سیر باخت مفتی بر تن من  
 دیگری آردم را بیرون مگر از بزم یار

عیب و انانیستم تا کی بپوشانی مرا  
 بیچاکس فیضی نبر و از سایه دیوار  
 از دست ندادیم تماشا می خزان را  
 رمی ست طپیدن نفسی قبله نما را  
 هرگز نه صد تاب سکه بخر مارا  
 چشم سست که ندارد خبر از ابرو یا  
 که آتش نشو و از تو بهره مند آنجب  
 غم نیست که صیاد شکسته ست قفس را  
 هر کس بقدر طبع کند انتخاب را  
 سیف و شد باغبان گلهای باغ خویش را  
 بدستم از سر زلفت تو یادگار می هست  
 چه سود ازین که چون گرس پیاله دار نمی هست  
 دامن از باب دولت خار و داشت  
 تماشه بلند در پی تاراج ششم ست  
 مرا چه باک که عالم پر از سخن چین ست  
 چون خسل بادیه کارم همیشه تنهایی ست  
 این وطن سوخته را من وطن بسیار ست  
 جمله یکجا نیست و اما را بد لما را نه نیست  
 گل بدست آمد مرا اما دایغ از دست رفت  
 ورنه در پا همچو معم قوت رفتار نیست

بزمین از تهنه شیشه می ناله بر شد  
 خودم سبز و صفت در قدم گل بشم  
 تو اگر روی ز چین بلبلان تمام روند  
 بامن اگر سپهر بود سرگران چه باک  
 من فقیل از طرف بلبل گلزار که او  
 دل آسمان شود خون ز حسد اگر به بیند  
 آنها که خواب راحت بر خود حرام کردند  
 دل منه بر الفت دشمن که تا گرم است آب  
 غار آتش توان زد تا نگیرد و استن  
 نیم بسمل شده مرغی بکف آرام که مرا  
 بدام زلف تو عالم تمام در بند است  
 قفای آینه را به ز روی آینه دان  
 را ز می شیرازی شیفه شا بر حقیقی و مجازی ست  
 نشان خون شهیدان عشق میجویت  
 خوش آنکه شب کشی در روز بر سرش آبی  
 رشکی جهانی غواص بجز معانی ست  
 معاصر شاه طماسپ بود شعر دلجو دارد و خوش اوست

### میگوید

تو ای غافل ز آید خانه رشکی چه می پری  
 پر چو طالع من دید بس مرزد و گفت  
 رستم از کوی تو ای خوبه ها کرده جو  
 رستم رواند و بجران ترا بر دم خاک  
 بین از دور تا دور از که این خانه تیغید  
 سرت مباد که رسوای خانه ان سست  
 صرف اوقات با زار که خوابی کردن  
 تا به بنیم بپایه حال خفنگان خاک پیست

چو حالت مست که شبها ترانجواب کند      فغان من که کسی را بخواب نگذارد  
 شاید بعد عائی تو گویم حکایت      یکبار عرض حال مرا میتوان شنید  
 رونق یونانی آب و رنگ گلستان روشن بیانی مست نامش میر رونق بود اول سمن  
 تخلص میکرد آخر همان نام خود را تخلص قرار داد از دوست

بدر

بدر

نیگویم که چون گل سینه بر باد صبا کشتا      نزاکت سوخت در پیراهنت بند قبا کشتا  
 رسا میرزا یزدون بخش اکبر آبادی شاعر عالی فکر است بود شاگرد شیخ عبدالعزیز عزت داشت  
 خلافت خلفای راشین رساله بسیار خوب مدلل بر این نوشته و خالفین را زبان گویا  
 بسته آردی می آید

بدر

زاله ام از تابنت میگدازد بیکرم      آب میگدازم اگر از خاک برداری مرا  
 رضی سمرقندی از ولایت خود بفرستد و دلی را برای سکونت برگزید در محضر  
 خوب دارد و سخن مرغوب آرد

جان را بسوی دوست خیال عزمیست      این ناله که میشنوی کوس حالت مست  
 مردمان گویند فردا میکشی و امان دوست      حال من اینست تا فردا کجا خواهم شنید  
 ستاره است و گوش آن هلال ابرو      زردنی من بخورشید میزنند چپو  
 هجرت ز وصل غیر خجسته بد مرا      مرگی نوید مرگ دگر سبب مرا  
 کافر چنین سبب انداخته تر      دو دلی کدام مسلمان گرفته است

بدر

را قلم میرزا سعد الدین نمیدشمدی را قلم نقوش غریبه بود و نام خواهم بگویم رقوم خامه اش نسخه  
 از رنگ است و اشکال ذنبی او تصاویر فرنگ سری بهند کشید و باز از اینجا خود را بصفایان  
 رسانید و از شاه سلیمان صفوی بوزارت برات مامور شد بعد بوزارت مجموع ملک خراسان  
 بلند پای گشت سخن آفرین و قدردان سخنوران بود و مستعدان خراسان و عراق در ظل  
 عاطفتش سیر موسم اردی بهشت می نمودند مثل احسان شهیدی و خطیهای نیشاپور

و شوکت بخاری بشیر اشعار و غزلیات است اگر چه قدیمه و رباعی هم دارد و کند اندیشه بصید

مضماین تازه چنین می اندازد

سر کوئی تو باز بگاه طفلان مست پنداری  
مرا بیتابی شوق تو دارد و در میا بانه  
لب خموش در اظهار عاکی مست  
قبادرید گل و سوخت داغ لاله تو بهم  
جلوه شاید زیبا بر دل ز کفم  
تسکین دودیدار بفرود آمد روز  
شعبه نماز تو ام خون بها بس مست مرا  
حرف سفر گوی که من از کار می برم  
از تو بدخواه کشیدن یک نگاه آشنا  
ز شهر با نگذارم بیرون ننماید مرا  
شکوه از تشنه لبی نیست شمع این ترا  
همیشه است و کشاید من از هنر باشد  
نیت ارباب تمسک سایه اندازد به خلل  
بر ما مگر تو رحم کنی و رنه آفتاب  
ز رسم تمنیت جاده دوستان گذر  
شدم دور از عزیزان دیگر از عالم بی پیست  
نمک چاره لب تشنگی حسرت من  
در پرده بود قطره ندانم اشک من  
بهستی شیشه در دست اگر چنان می باشد

که تا هر گاه نشود مفضل اشک من و اینها  
که یکدم زندگی رست ابر صدمه آید  
سوال باش گوش مست اهل محبت را  
درین بهار غنیمت شمار فرصت را  
یوسفی در نظر از حسن مال مست مرا  
پاردا نیست که امروز مرا فردا نیست  
همین قدر که دستم دلت پشیمان نیست  
نقل مکان دور تو از دیده تامل است  
کافری را در فرنگستان سلمان کردن است  
داغ لاله صحرا نشین که سودا می است  
آب باریک دم تیغ تو دریا خیز است  
کلیه و قفل حدت سرد و از گهر باشد  
تیغ و ایم آب جو دارد و خون میخورد  
شبهای هجر را نتواند سحر کند  
که هر مرعین آید عیادت دارد  
ندارد زندگی عضوی که از اعضا جدا گردد  
آب تیغ تو مرا اگر چه زخمی گذرد  
افسوس رفته رفته شد این ماجرا بلند  
تویدیستی ندانم هر که در سخنان می باشد



آمن چون بکشم ز صیاد یک شوخیهای او  
 تنه مرا چو خار نگردد زبان بچرت  
 می بود کاشکی دلم از سنگ در بغل  
 از سفر منع تو کردن نتوانم اما  
 بنیدانم که دیگر از که باید بود و ممنوع  
 بیش ازین پاس دل بدخونی آید زین  
 نمی باشد لباس گلشنی غیر عریانی  
 نیم من در شمار بلبلان اما باین مشاوم  
 نام وطن نماده بسیار دم که عمر با  
 نشاءم نیست منظور از لباطول و لبینا  
 شادم که فیض تا توانی  
 اگر این ست که درت چمن صحبت را  
 قدیم گشته ام کی طاقت بار عصا دارد  
 کردی بمن ز گوشه ابر و اشتهار  
 بیست و شش بلبل گمان نداشت کسی  
 تو بجای پای مسکرم کرده با آنکه میدانی  
 سپرس از عیش شایریدگان گوی درین صحرای  
 نیز ابد بجا هر روزم چشم فته بردازی

دارم امر و نه در گذار و وفرا و نقض  
 آیم مگر بهیروی دوستان بچرت  
 تا سیکرت نقش ترا تنگ در بغل  
 باش چندان که دلداع دل بدیا بکنم  
 کمی در محرابانهای او بسیار می بینم  
 گرچه باین دشمن پهلوشین خود کرده ام  
 گره از خاطر من نکشود تا بنده قباستم  
 که من بهم در گلستان نقش شست بر می آم  
 بی آستیان چو طائر رنگ پریده ام  
 بقدر سوختن چون شمع دل بر فلک بستم  
 از خاطر و دستان ز رفتم

فیض باران بهارست ز هم پاشیدن  
 ز پیریهام شکل بود و بر یکمان بستن  
 آخر زور عشق کشیدم کمان تو  
 که زنده نمی گشتن بسد بشت پری  
 بقدر سوختن چون شمع جاد را بختن و اری  
 ز دایع لاله می آید بیا دم چشم آهوی  
 مراد پرده گوش است پنهان من آوازی

### رباعی

در ویش و غنی یکدیگر می شکند  
 آن شیشه که کوه را کمر می شکند

خاک که کلاه گوشه بر می شکند  
 خاقل که دل تا ز کوه غلوه می شکند

چند بجای رنگ عشرت های الوان بختین  
نیست پرافشانی اینی غیر درخان بختین  
گره زناختن تدبیر کی کشاده شود  
که از کلید غلط بستگی زیاده شود  
بس بود در سفر کسب و مقصد مارا  
تو شده ره قدمی چند که برداشته ایم  
رشدی خاطر الاهی بود نقش خالی از لطافت نیست  
تا قیامت غمزه بر هم زخم گردانم  
که همی بگویی روز جزا خواهد بود

اربابی

رشدی بنشین به هوار اشکن  
درمان طلب دل دوار اشکن  
از خانه برون سنگ حوادث بارد  
تا سر نشود شکسته پاره اشکن  
روشن میر محمد مادی بخالی شیدا ساس صاحب کمالی است طبع سلیم و ذهن مستقیم است  
و در عربی و فارسی و هندی درس میگفت و در صحبتش طلب علم را در کفایت سواد روشن می شد  
صاحب دیوان ستاروی می آید

آن رنگ جلوه دوست که مجوس غم بود  
بیرون چو نوشع ز فاقوس منجم بود  
چرخ در بایستی نقش آسم کرده اند  
یک طرف تعمیر و یک جانب خرابم کرده اند  
رضا ملا رضا اصفهانی پیشه جواهری داشت بغایت ظریف و لطیف الطبع نکته سنج بود  
شعرش در کمال ملاحظه و استواری است و ذهنش در نهایت رسائی و همواری غزلها دارد  
این مطلع از دوست

نال پنداشت که در سینه اجالت است  
رفت و برگشت سر سیم که دنیا نال است  
خط سبزه بکفایت است افزوده  
شراب کمنه چو شد نقشه بیشتر دارد  
راج میر محمد علی سیالکوئی نقود الحاکمین التقات اورانچ و خور اشعار بنسیم تو جو اوطاع  
مردی آزاد شرب خوش خلق خوش صحبت بود با میرزا بیدل و شاه آفرین هم طبع بود و در  
وطن خود در این عزلت و قناعت گرفته قلند را نه بهیمنی بر دو بهنگامه تقویری گم داشت

قریب صد سال بدست دوشیزه الهجوار رحمت الهی بوست بسیار شمع طبع خوش محاوره  
 انجمن افروز بود و در شعر خواندن طریقه عجیبی داشت عطر زلف سخن چنین می افشاند  
 شد فزون در آخر حسن تو بی آرا میم  
 ز طرز آن نگاه هم طاقت آخر ناتوانی شد  
 بر زیر سایه گمشدگی سعادتمست  
 نه غم و رست که سر پیش تو افراخته ام  
 خوشتر از کنج عدم نیست سلامتگاه بی  
 ز در و وصل از بیم بجران تو ام گریان گشت  
 چه سان آموخت بیرحمانه بر فقر که سر بستن  
 اگر با حق نیازی هست حاجت نیست تعمیر  
 اگر این است آشوب خرام فتنه انگیزت

روغنی استر ابدی روغنی گشت سحره حیایی پیشین بود که نزل او بیشتر از حدست بسیاری  
 از شعر و معاصرین خود را به جو کرده و از ایشان پیچ و خود شنیده و انصاف تسکین داده سالها در  
 سلک ملازمان اکبر شاهی منخرط ماند و همراه موکب شاهی در سفر گجرات پای قلعه مالو گشته بمن  
 توابع سروین روز جمعه بست و سوم جمادی الاخره شش سفر آخرت گزید و هاجماد فون شده بود

دارد قریب بسنه هزار بیت اوراست

حیات جاودان دارد شهید تیغ بیدادش  
 از جفا می او نمی نالدم که می ترسم رقیب  
 زبانی گوئی خاصه شرح عالم را که در نامه  
 قاصد از آمدنش میکند آگاه مرا  
 بود در دست پائی بود لگرم چه چو آن انگار  
 مگر در آنگیز آب حیوان داده استادش  
 یا بد از تاثیر خرابدم که از بیداد گیت  
 ز دست تیغ دی حرف از قلم بسیار افتاد  
 تا کشد جند با شوقش بسیر راه مرا  
 که بردارد و بازی مفضل از دست نگذارد

چنان وقار تو بر کوه پای علم افشرد  
که شد زهر برگ او چشمای آب روان  
رازی نواب عاقل خان هم شربش میر عسکری ست  
از سادات خواف و از عمد خوانین عالمگیر  
پادشاه بود در ایام شاهزادگی عالمگیر یکی از پستانان خاص بقضای آسمانی رحلت کرده بود  
و مفارقتش بر خاطر شاه و شوارسیگدشت روز دیگر لشکار برآمد نواب در خلوت بعرض رسانید که با این  
مال خاطر دشکار چه حکمت خواهد بود شاه اشارت باین بیت کرد  
نالهای خانگی دل راستی بخش نیست  
در بیابان می توان فریاد خاطر خواه کرد

### عاقل خان این بیت خود خوانده

عشق چه آسان ننود آه چه دشوار بود  
هجر چه دشوار بود یار چه آسان گرفت  
شاه بی اختیار رقت کرد و بکرات و مبرات سماع کرده یاد گرفت و پرسید این از کیست گفت  
از شخصی ست که میخواهد بجنور حضرت بنام شاعری موسوم گردد و تبسم فرمود و نظر تربیت کمال  
وی بیش از پیش برگاشت تا آنکه منصب چهار هزار ری رسانید و در هنگام توجه دکن بصوبه دکن  
شاهجهان آباد ما مورشد دیوانش عالی ست پرازیوسف طلقان معانی و نشین و سواد غلظت  
از سیه قلمان حروف مشکین نمکین در سینه باز از سطوحش متاع در دانا بارانبار و تخته دکان  
صفواش گلهای مضامین رنگین گلزار گلزار هر شعرش زلف معشوقی مرا با نازت هر نقطه زلفش دماغ دل  
عاشقی خانه بر انداز و صفات رنگینی کلاش را خامه از قلم ز کس و سیاهی از دوات لاله باید و شوکت  
از رنگ گل و صبر بر آواز بلبل شاید از رشک نسخه مهر و ماهش ماه و مهر در و ساختن از نظاره  
زاکت بخش گل و بلبل در رنگ بافتن این چند بیت از لغات قانون عشق اوست  
خشک کنم ز سوز دل دیده اشکبار را  
چند در آب افکنم آینه اشکبار را  
قبله مست میکند خانه میفر و شش را  
آنکه کعبه می برد سالک هوشیار را  
چند غم جهان خوری دل چه نپی برین چنین  
باد خزان در پی ست جلوه این بهار را  
بست گره ز خون دل نافه آهوی بدن  
تا بکشاد آن غزال طره مشکبار را

سرمست جام نیست دل جرد نوش ما  
 سر جو کشیدم ز حبیب عشق گریبان گرفت  
 هر که بکف جام دید دولت جمشید یافت  
 سنا لدا شد که دلم معتکف روی تو بود  
 در جهان هیچ دل از وسوسه آزاد نماند  
 هر گل تازه که بشکفت سحر رنگ تو داشت  
 سامری کیست که جان در تن گوساله ده  
 کشته غمزه تو نیست بهین رازی و بس  
 ای حسن ترا هر دم صد جلوه نقاب اندر  
 در د تو مراد بر چون روح بود در تن  
 تا زلف ترا دیدم در دست صبا چنان  
 احوال دل رازی گفتند درین مصرع  
 عشق از معصومه سخاو اند بوی را نه مرا  
 من همی سازم تو هر چند نیوزی دلم  
 از نظر پنهانی و در د تو در دل آشکار  
 رافع از شعرا کشمیر و سخنوران دلپذیر است شاگرد ملا ابوالحق ساطع کشمیری بانو خاندون

خان بصری برداروی می آید

کفرم چو کاسه گرداب بچنان خالی است      آن محیط کرم گرچه آهشنا شده ام

نواب هزار روپیه صد بخشید نواب هم طبع نظمی داشت این مطلع از بخت

سحر خورشید لرزان بر سر کوی تو می آید      دل آمینه را نامزم که بر روی تو می آید

را همیب سیرز اسید جعفر اصفهانی فیض میخادارد لعل از اهب تخلص میکند در شبیه

شاعری گوی بیتی از اقران می ربود و زندگانی در کمال صفا و ضیاء بسری برد مجموع  
 اشعارش پنجاه هزار بیت خواهد بود و در سال وفات که نقش فرنگ چنین می بند  
 در چین چون لب لعل تو که بار شود غنچه گل گره خاطر گلزار شود  
 شب زبیبائی اشک است دلم بی آرام دایه در رنج بود مخلص چو بیمار شود  
 جان بی تو ز لذت خور و خواب گذشت رباعی از ساغر لعل و باد و ناب گذشت  
 از تیغ تو دل منیکند قطع امید لب تشنه نمی تواند از آب گذشت  
 مدتی شد که درین میکده خمیازه کشم تارسد دو برین دختر ز پیر شده ست  
 راهب از میکده گریه پانکشم معذورم خط میخانه مرا حلقه زنجیر شده ست  
 گر پیش نبال قدا و جلوه طراز است عذر گنبد سر و بهین بس که دراز است  
 جدا افکند چون نقش قدم زان نازنین بار زد آخر آسمان بی مروت بر زمین مارا  
 صد لاله شکفت از گل ما دلخ تو زفت از دل ما  
 ز شوق وصل تو برب رسیده جانی هست وصیتی ست بیا تا مرا زبانی هست  
 بدو بقیمت دل هر چه میدی که مرا نه فکر سود نه اندیشه زبانی هست  
 خوشا فراغت مرغی که آشیان دارد بگلشنی که نگین نه باغبان دارد  
 آسوده خاطر ان چین را چه آگه از ناله که مرغ گرفتار میکند  
 راسخ میر محمد زمان سرزند سید و الانرا دبود و راسخ القدم جاده استعداد معانی  
 تازه می یابد و خوبان خیال را در لباس رنگین جلوه میدهد از عده ملازمان شاهزاده عظیم  
 بود و منصب هفتصدی سرفرازی داشت و فائش در غلاما واقع شد راسخ بمرد تارنج است  
 طوطی ناطقه آهنگ کلامش چنین سر میکند  
 یاد از شام غم بزم خموشان کردیم مشت از سر گریه و پریشان کردیم  
 جامه صبر بالا ای جون تنگ آمد انچه از دست برآمد بگریان کردیم

گل شکفت که من جام باده نازم      دلی طپید که من نیم بسمل رازم  
می بجلوه در آمد که عافیت سوزم      شکست شیشه که قربان شوخی نازم  
خروش ریخته بر دل که نغمه شوقم      بسینه تاخته ناخن که زخمه سازم  
ز پافتن دمنار که آشیان دوم      طپید دست تاسف که بال پروازم  
که امی ناله شد افسانه خواب پالطفت را      چو شبنم سوخت چشم انتظار ای نامه بر رجمی  
ز بوی مرهم کافور و اغم رنگ می بازو      چرا غم ناز پرورد دست ای باد سحر رجمی  
ز بهی سلطان علی بیگ از خوانین سلاطین صفویه بوده و در ادبی شعر رتبه اعلی داشته

### این ابیات از دست

آزادیم از دام تو شد فتنه تاراج      مرغان به تبرک همه کند پر م را  
آز خرابی میگذاشتم منزل آمد بید      دست و پا گم کرده را دیدم دم آمد بید  
پر بهم آورده دیدم برگهائی غنچه را      اجتماع دوستان یکدم آمد بید  
روحی سید جعفر ز نیر لوری قصه ایست پانزده گروهبی لکنو برون زنجیر سیدی پاکیزه تر از  
صوفی مشرب بود در توحید مذاقی عالی داشت در عهد شاه عالم بدلی تشریف برد با صاحب طبع  
آنجا مثل سیر زابدیل صحبت داشت در آخر عمر سالها در بلده لکنو پاکبوشه انزو او توکل کشید و  
عرض عمر را بطول مشق فنا خوش گذرانید از دوستان میرزا دبود سید جعفر در شعله بخاطر قدس  
انس گرفت دیوان مختصری دارد عرایش فکارش بنصه ورق چنین جلوه مینماید

تسیر نزول ذات بانسان رسید و ماند      چون وحی آسمان که بقرآن رسید و ماند  
گشت چشم تو ولی فتنه قامت باقیست      نیست آرام بگردن که قیامت باقیست  
آز عدم بیداری دل هست ره آورد ما      آب چشم خفگان چون صبح باشد گرما  
چو ماه نو کند جذبه حسن است هر مویم      بسر خورشید غلطان آید از تحریک ابرویم  
ز فیض مغسی قیمت فزاید اهل جوهر را      لباسی غیر عریانی نرسید لعل و گوهر را

۱۲۰

شگفته جبهه کدام آفتاب می آید  
 که خنده چون سحر از گرد کاروان پید  
 رحیم عبد الرحیم خانمان سپه سالار پسر پیرمغان یار وفادار کبر بادشاه بود و در عصر خود در  
 شجاعیت و سخاوت منفردی ز نیست و در زبان فارسی و ترکی و هندی کوس کیتائی می نوشت  
 و در تاج الافکار ترجمه او بیست و تمام نوشته و سال و قاتش شکسته بعره نقاد و دوسالگی نشان  
 داده و بحق صاحب دولتیست مشهور جهان و عالی همیست معروف زمان نسیم و کرمش  
 با قطار عالم رسیده و شمیم خلق عمیش در دماغ جهانیان پیچیده و صفت شجاعت بی نظیر و در شمیم  
 سخاوت و ابرطیر و فنون فضائل و قابلیت بی همتا و در ترویج طائفه اهل فضل و کمال انگشت نما  
 فتح گجرات و دکن و سند بر دست وی شده و کارهای بسیار دست بسته از و بر روی کار آمده  
 مقبره او در دلی است طبع نظم و شست از ویست

شمار شوق ندانسته ام که تا چند است  
 جزین قدر که دلم سخت آرزو مندست  
 بکیش صدق و صفاح و عبد بیکارست  
 نگاه اهل محبت تمام سوگند دست  
 مرا فرودخت محبت مولی نمیدانم  
 که شتری چه کس است و بهائی من چندست  
 روای حق محبت عنایتیست ز دوست  
 و گرنه خاطر عاشق هیچ نورسندست  
 از آن خوشم بختنمای دلکش تو رحیم  
 که انا کی باد اهای عشق مانندست  
 غمت مباد چرمی پرسی از حکایت من  
 دل ملو طاقت این گفت گو نمیدارد

رباعی

ای دوست نه دشمنی از زاری پست  
 خوی تو نه دهرست سنگار تی پست  
 چشم تو نه بخت ماست در خواب پست  
 بخت تو نه چشم ماست بیداری پست

رباعی

سر پای غم نه دست آسان جسمم  
 دل بر کتم ز دست تابان ندهم  
 از دوست بیاد نگار دارم در پی  
 ای در دلبسته هزار دربان ندهم



## رباعی

سدرایه عمر جاودانی غنم تو  
گفتی که چنین دال و شیدات که کرد  
بهرای خون من و خون بهای صد چوبست  
نشان یا فتن صد هزار مضمون ست  
دانی غم تو و گردانی غنم تو  
که من خون نیم و قاتم نظار و کند  
نخواند نامه مارا چو دوست پار کند  
بست بچو منی را خیال بچو توئی  
رسای محمد ارشد و رسوا پنجاب سکونت دشت مردی درویش وضع فانی مشرب بود و اما طبع  
رسادشت و علم شاعری چنین می افراخت  
با مخالفت شرابان کجاست شستن خوبست  
این غلط مجموعه را شیرازه بستن خوبست

## رباعی

در موسم دی مرا که هستم درویش  
در تابش خورشید نشینم در خوش  
فکر ندگرم ندارد و دل ریش  
انگنده بیاگویی از سایه خویش  
سامیر ز اخان بهدانی مولدش حیدر آباد نشو و نما در لشکر نواب آصف جاه یافته و از جلیان  
خاص نواب بود و بخدمت انشا قیام داشت در رکاب نواب بدلی رفت و صحبت صاحب کمال  
آخندار یافت بسیار خوش خلق رنگین صحبت بود و جامه میرزا میت بر قامت او دوخته تیرک را دور  
باوی که بختی فراوان صورت لیسته بود این چند بیت از بیاضش درین سواد نقش می بندد  
خود را از تنگی قفس آزاد می کنم  
در سر پرده دل هر نفس آواز می هست  
این شست پر تو اضع صبا دمی کنم  
که درین خانه نهان خانه بر اندازی هست  
نرمس اگر بنفش ز بهجوم نار سائے  
بخیاال آستانش من و شوق جبهه سائی  
که بر د پیام مارا بهریم خوش نگهان  
رقی نموده آهیم دوست مصرطه هوائی  
رحم کن ای باغبان گلدهسته پیش من بیار  
مجمع یاران رنگین یاد من آید مرا

بگشای دل پروان سیر بادارم      معاشد این چمن انتظار من سیرید +  
 نمیتوان بفک طرح اختلاط اندخت      مرا صحبت این غلغلنگ می آید  
 خوب غربت کرده را دیو کسی هم عالمی ست      بلبل ما در قفس کم میکند یا دیو وطن +  
 راغب جعفر خان بانی قی بنیره نواب لطف احمد خان و بنیره نواب شیر افغان خان شاکر گرد  
 کمین ست و شاعر با کمین در او آخرت سه بسله عظیم آبادان بحق تسلیم نمود آرزوست  
 دی دو دروان بود ز خاکستر راغب      امروز چنان سوخت که آن هم غریبیت  
 که آرام رنج نهان بر سر دل افتادست      که دم زدن ز غم خویش شکل افتادست  
 ربائی نامش قاضی عبداللست از نابالقاضی محمد رازی در عهد جاگیر و شاهجانی در میند  
 بسر برده مندره

دیدیم اثرهای ترا وقت اجابت      ای ناله ازین بیش مده در دسیر ما  
 روز به طایفه رازی از وطن بهند افتاده و همین جا بود ای عدم نهاده مندره  
 بلکه حسن بخوبی سر آمدست آن زلف      که در نسب زد و جانب بافتاب رسد  
 رسا تخلص منشی احمد علی لکنوی جامع علوم اخلاق گردیده بود و در نظم و نثر فارسی فکرش رسا  
 و سنجیده و متقن و شتر غم و چار دیوان فارسی از وی یادگار و دید طولایش در خوش نویسی سزاد  
 روزگار شوق سخن در ابتدا از طالب علینان عیشی و محمد حیات میتاب نموده و مدتی در صحبت  
 آقا نصیبی و ملا علی اکبر شیرازی سفید بوده و برای تکمیل این فن و عظیم آباد و نجف آباد و اقامت  
 سمنانی رسیده و با ملا عبداللحقی مینائی و قاضی محمد صادق خان اختر مطرح گردیده پیش حکام  
 فرنگ بعزت سرفراز و تبعده تحصیل داری متنازع قبل ایام غدر هندوستان از ملازمت سرکار  
 انگریزی دل برگزیده و بطایفه اعترافیه آن سرکار قانع شده و در وطن محل اقامت انگلیس بقیمه عمر  
 بطاعت و عبادت مشغول ماند و در صحبت ارباب ذوق و وجد گذراند تا سرانجام به شوال  
 سن یکمزاره و دو صد و نود و دو و از هجرت در شهر لکنو برونده رضوان شافقت تمیز رسیدنش

مولوی عبدالحی مدد راسی تخلص بفرغ تاریخ و خاتش چنین یافت

احمد علی رسا که بدار البقا رسید      استاد نگار من پر طال بود

تاریخ او نوشت فرغ از سرالم      احمد علی چه صاحب فضل و کمال بود

این تذکره که می بینی بکتابت منشی احمد حسین دختر زاده راسی مرحوم است که درین صین بزم مره

خوش نویسان ملازم این ریاست بوده است سلمه الله تعالی

از نشتر غم رسا

مرحبا ساقی میخانه ما      کام بخش لب ستانه ما

مرحبا مرشد ما مادی ما      رهبر مسلک آزادی ما

مستی و شور خرابات از تو      سیکده قبله حاجات از تو

شیشه از عکس تو یک بزم پری      جام از لطفت تو در جلوه گری

بهار آمد نویسم نامه پر شوق لبیل را      توان عطر گریبان کرد چندی بکشت گل را

جز نیستی بهر نباشد نشان ما      باشد بزیر سایه عفا مکان ما

نصفت زلف سیاه تو روی تابان را      مجزودان پی تقطیم کرد قرآن را

نشو چون گل پریشان تنگدستی که شود پیدا      چو غنچه خاطر بر خود جمع کن تا ز رشود پیدا

نگار کشور دیگر نمی فهمد زبان ما      ز حال زار مایا رب که باشد ترجمان ما

با وج نظم ما کی میرسد فهم خندانی      زمین شمر باشد از بلندی آسمان ما

خاطرش تنهائی سوزد ز آو سهرابا      رنگ رویش سبز میگردد و ز رنگ زرو ما

خدمت بیار شاق آید چو از حسد بگذرد      ناله ما هم تر آمد از دل پر درد ما

آتش خونین تا بوسه داریم ما      آید و از چشم تر و داریم ما

عاقبت معشوق عاشق را بگرد و بهم فنا      از شکستهای گل آید صدای غنای غنای

گو گنگار هم ولی فردوس باشد منظم      زانکه باشد فطرت لبستان بر دای غنای

میکشد جذب محبت سوئی دوست  
 فتنه دوران چه میسازد بمن  
 فرصتی ای چشم گریان رسا  
 بهار خسته دلان زخم خونچکان من است  
 لب خوش من اورا بگفت گو آورد  
 بی همین شمشیر آن سفاک از بازو گذشت  
 و رشید نهایی تیغ آزدن بازو چرا  
 دل فدائی خال شکن لب دلدار شد  
 رمزی که جای حرف نباشد دالت است  
 چشم دیوانه آهوی کسی است  
 اینک گویم سخنان شیرین  
 ز همین منت آن قاصد بگر سوزم  
 در قلب تو جز خنده نمیگذرد  
 مارا چه گذر بدیده تو  
 هر دلی که تویی غم درو نیکی  
 کس چه وصف کند لعل شکرین ترا  
 راستی بای کج ابروی مراد پادشاه کرد  
 صرف بامن کرد چشمش طرّفه انسانی  
 که مسلمان با مسلمان انس دارد و دوست  
 غم گزبانان باشند  
 شمس ناز چه حاجت باب جو دارد

می برد و دل نکست کیسوی دوست  
 ز آنکه دارم تکیه بر زانوی دوست  
 تا نویسم نامه غم سوئی دوست  
 کجاست قیس که هم در دستان نیست  
 که بی زبانی من سر بر زبان نیست  
 تیر ظالم تالاب مشوق از پهلوان نیست  
 جان این مشتاق مرگ از خدیش بر نیست  
 آه یک سلم زبان در عشق یک هندو نیست  
 چیزی که غیر نام ندارد میان تست  
 عاشق ز کس جادوی کسی است  
 سخن لعل مشکوی کسی است  
 که بر تو دلت خط آشنا آورد  
 در چشم تو ما سوا نمیگنجد  
 در چشم تو تو تنها نمیگنجد  
 چه جای غم که در دو نام او نمیگنجد  
 طراوتی است که در گشت گو نمیگنجد  
 خوش بیایهائی بدخوی مراد پادشاه کرد  
 آدمیت هائی آهوس مراد پادشاه کرد  
 دلخواه هائی هندو دلی مراد پادشاه کرد  
 بیچاره که دام باشند  
 که آب تیغ کفایت بغض او دارد

گل روی ترا چمن مشتاق  
خلق پروانه شمع روی ترا  
عشق در پرده نمان بود نمیدانستم  
ز کوه برترانستم بلکه از اوج ساهانستم  
اگر توفیق یاری می نماید زود تر من هم  
گر دل دیوانه را سر به پیدن دهم  
بدل خیال نگاری که داشتتم دارم  
جان مناسب نبود نزد بچانان بردن  
آسی دل طریق آشتی از اهل کین مجو  
ای دیده و ز چشمه سوزن محو آب  
دل کم افتاد و چراغ زنجاری عقل تدبیری  
بوقت نزع بر بالینم آمد خانه آبادش  
رضاعالی شاه رضا خلف بهادر الدوله از مردم طهران از اولاد شاه قاسم فخر بخش بود و این

### بیت از دست

بروز وصل از آن خاطر حزین دارم  
رضاعالی از سادات رضوی ست مردی نیک طینت درویش سیرت بود اوقات عزیز در

### تحصیل علم بسمی برد این دو بیت از دست

کار من دور از مهر روی تو غیر از آه نیست  
بسکه دارم ضعف آهیم گاه هست و گاه نیست  
دل کم نیاید از آن زلف پریشان  
با اختیار نیاید کس از وطن بیرون  
را اقل حکیم باقر حسن خان مولف تذکره گلستانه که نامک از اعیان قوم ناطق بوده و در  
تصنّف او دیگر مضامین و اس ظاهراً گردیده و شاگرد محمد باقر آگاه است فکر بلند و شریف طبع از جنبد

بصاحب نواب اعظم جاوید شرف اندوز گشته جمیع خاطر سپهرسانید و در کماله با عالم آخرت

### خرامید از دست

بزاری عرض مطلب کن لعلیت گرموس واک  
 اشراف و رگه باشد و عای وقت باران را  
 همین ادای تو تنها نه آفت جانست  
 به پرده چشم ترا فتنه بای پنهانست  
 از تماشای جالت چه بلا جوشد اشک  
 حشر طفلان شود آنجا که تماشا باشد  
 کرد بیوش مرا گردش چشم سیدش  
 من ازین ساغر سرشاریست شدم  
 را قلم محمد حسین قادری ابن نجم الدین حسن خوش نویس ولادتش در سال ۱۲۲۰ هـ و فیض سخن از دست  
 شائق و مولوی محی الدین واقف ربوده و تحصیل علوم عربیه بخدمت مفتی بدرالدوله بهادر خور

### و هم شوق سخن پیش ابوطیب خان والا کرده این ابیات از دست

گداخت شعله رویت دماغ آیینده را  
 شکست مستی چشمت ایام آیینده را  
 ز جو رجح نرسند خبر و یان هم  
 نگاه کن کلف ماه و دماغ آیینده را  
 بسان خط شاعی ز تاب مهر رخت  
 نگه بیده من رخشه دار میگردد  
 رفعت محمد عباس بن شیخ احمد شروانی مؤلف نفیحة الیمن و صدیقه الافراح نزیل بچوای پطون  
 این دار الاقبال امامی المذهب شاعر خوشگوست در صین تحریر این نامه متمم حکم از تریب ستورعل  
 ریاست و قمرین هر گونه رفعت عارف فن تاریخ و دیگر فنون و منشی معالده نویس و شیونست

### این چند بیت از شهرستان طبع اوست

حال من آشفته بجانان که کند عرض  
 در و من بنجور بدرمان که کند عرض  
 روداد دل خسته و سوز دل و حشره  
 جز خامه عباس نغندان که کند عرض  
 بنی نیازم کرد از کون و مکان تاثیر عشق  
 سیم شاد ازین تا یافتم اکسیر عشق  
 قطب شاد وقت بودم آو گشتم خسته دل  
 حیدر آباد و دلم شد بجای عالمگیر عشق  
 من بگویم حال من چو نت از مهربان  
 در و مندان نیک میدانند وار و کبر عشق

چشم جادو زای او از یک نگاه و مبعوض	شام و صبح هرات و شمشاد نور +
آتش از شمع رخ جانانه بزم روشن	دفتر سحر و شون بابل و بنگار شست
مژده ای یاران زمرگ ماسدان کان ماهو	بر بساطم از پیر پروانه خرمن خرمن است
سوز من از گریه هرگز کم نگردد مثل شمع	با کمال حسن و لطافت آتش در آغوش است
یافت باز از محبت رونقی از داغ من	آب اشکم بر سر آتش مثال روغن است
تا چشم تو آموخت فن فتنه گری را	دو دمان عشق از نور چراغم روشن است
در دوسر من به شدنی نیست سیما	در فتنه گری داد سبق چشم پری را
مهر و مود و انجم هما گرم گزافند	بیهوده بخود راه داده در دوسری را
رشید مولوی محمد عبدالرشید بن محمد شاه کشمیری جوان نیکو خوشگوست براتب علمی آراسته	وقت است که آغاز کنی جلوه گری را
و لطف فاضل کسبی پیوسته بوجه تعلق نیابت محکمه افتای یاست بهو پال با مخرسطور آشناست طبع	
فظم وارد تقریب تسوید این جریده شعری چند از طبع ارجمندش در اینجا ثبت افتاده	
پیوسته به پیش یار دل هست	گوئی که ضمیر متصل هست
بر دل یار نشد حال دل ماروشن	عکس آئینه در آئینه نمایان نشود
صبح از دل نتوان برد غم شام فراق	زنگ آئینه ز آئینه زخشان نشود
چشمی پری ز حال من که در سودای کان کل	ز سر افتاده ام در هیچ و تابم پانزنجیرم
خرف دیدم پری رخ آتش	زلف دایمی و چشم بادامی

### حرف الزاء المعجمة

زلزالی خوانساری زلال طبیعتش و مثنوی طوفان میکند و نستان گلش درین بحر آلی  
 شاهوار می انگند سبعة سیاره و ازین سخن را تر صبح کاری آسمان بخشیده و در صد بنیان خیال را  
 در دایره حیرت کشیده از عمده مثنویات او محمود و ایاز است اما ترتیب ناداده ورق حیات

گرداند فوتش برآیند واقع شد درید بینا ذکر او بطرز شایسته کرده و از مشنویاتش ابیات چند

آورده از وی می آید

می گزوی خرد بی برگ گردد و چشم از یک جبرم شادی مرگ گردد

جنون یک قطره از لای چشم او سر بهیخته و پائی چشم او

مرزا ابراهیم او هم از مشنوی مذکور این بیت انتخاب زده

کوکاب مینمودی در زمانه چو چشم گر به در تار یک خانه

در مشنوی ذره و خورشید گوید

ای ز تو ذره کند خورشیدی ناامیدی همه دم امید

اشک را چه و بخون غلطانی صبح را از لب خود خندان

دم ز نامش چو زخم گل رقص ناله در سینه بلبل قصد

زمانی یزدی مذہب تاسخ و دشت و خود را شیخ نظامی گنجوی پنداشت و باین رگبند زمانی

تخلص کرد و این غام خیال را در عالم قال آورد و گفت

در گنج فرو شد مئی دید از یزدی بر آمدم چو خورشید

دیوان لسان الغیب را غزل بغزل جواب گفت و دم بهم صفیری بلبل شیراز زد و دیوان

خود را نزد شاه عباس ماضی بر دو عرض کرد که دیوان خواجه را جواب گفته ام شاه فرمود خدا

چو جواب خواهی گفت کلیات اوده هزار بیت است و فاش شد و یاد آید و واقع شد غنچه

تا مملش باین رنگ می شکند

حکایت از قد آن یار و دلخواه کنسید باین فسانه مگر چشم ما را از کنسید

هلاک شیشه در خون نشسته خویشم که آخین نقش عذر خواهی نکست

تربان حال خوشان کس نمیداند و گر نه سوسن آزاد در فسانه دست

یار در کلمه ما و دشمن ندانسته گذشت لیک دانسته نرسید که ویرانه کسیت



چ

خاکستر وجود مرا گردوی بباد  
از اشتیاق رو بره که بکشد  
ز کی بهدانی ز کی الحلق و ذی الطبع بود و ذهن عالی داشت و گوی غزل گوئی از اقران  
می بود و قوت مدرک اش خیلی بلند بود و با ملاشکوئی در خدمت میرزا ابراهیم همدانی درس  
میخواند و فاشش در سنن لیا و در سنن واقع شد ساز سخن باین قانون می تواند  
ستم کشان محبت دم از فغان بستند  
گره ز جبهه کشادند و بر زبان بستند  
ترا به حکمت پیرایه می مضائقه نیست  
ولی بطالع مارا و کاروان بستند  
نیایدیم بنظر دیگر کسی که چشم مرا  
بر روی دوست کشادند و از جهان بستند  
گردل از عرض تنگ برادری رسید  
اینقدر شد که ترا بر سر ناز آوردم  
لب تو کرد چنان رسم عام احیارا  
که میدید باجل منصب سبهارا  
ز کلماتی ز گلی نه پایستی از خار می  
درین چمن بچه دل خوش کند گرفتاری  
غرض الم بود از زخم ورنه مفرقی نیست  
سیان چاک دلی و شکات دیوار می  
اگر حریف بلای هلاک خویش نخواهد  
چرا که آرزوی مرگ عافیت طلبیست  
غباری مضطرب برگرد و کوفتش دیدم و مرقوم  
ازین غربت که گویا بیکاری گشته خاک آنجا  
عشق کل نیست فیضی چند لب غنچه بخت  
خاک آن در شو که بر روی کسی نشود دست  
و کم محبت آن مرغ ناتوان میسر د  
چند دور میکنی از بزم ناتوانی را  
که در قفس تنهای گلستان میرو  
که چون ز بزم برانی بر آستان میرو

ن

زمانه در معنی یابی بگانه زمانه بود و در مخوری فرزانه آنروست  
زمانه در معنی یابی بگانه زمانه بود و در مخوری فرزانه آنروست  
در دوسر کیفیت پایدانه فرزانه انگلیست  
شسته آسمودگی و باد و دیو انگلیست  
نی تعافل از موتی بزم نه روی دل بخود  
که چنین است آشنائی حریف در یکجاییست  
آنجایی روی تو منظر مظهر داشته ام  
آستین است که بر دیده تر داشته ام  
اشک در راه طلب تحت روان است مرا  
ز محبت گام ازین بادیه برداشته ام

نرمیتی سید حسن از شعراء عصر شاه عباس بود از موقوفات اصفهان وظیفه داشته خوشگوست

### سیگوید

از فغان منغ دل با چو جبرس نتوان کرد      ناله مرغ قفس را بقفس نتوان کرد  
راست کن کار خود امو ز که فردا چون تیر      گرم رفتن چو شدی روی به پس نتوان کرد  
ز اثر می ایرانی ماهرستد بود طبع نظم داشت سخن دلپسند میگفت از دست  
خود و ن خون دل از چشم ترا نمونده ام      خون دل خورده ام و این هنر آموخته ام  
ناصحا چند گنی منغ من از عشق بستان      من ز استاد قضا اینقدر آموخته ام  
ز اثری بهر طواف حرم کوئی که      صبح خیزی ز نسیم سحر آموخته ام  
زمینایی از استاده گرامی و معاصره مولوی جامی ست این بیت از دست  
قامت شیوه رفت را چون بداند کند      سرور باند خود سازد و آزاد کند  
زاللی خوار زمی محیط موج شیرین مقالی ست تحصیل علوم در هرات کرده و شعر نیکو  
گفته از دست

تنها نصیب من غم و درد و حیب نیست      اندر هیچ درد و غم دل با بی نصیب نیست  
نخواهی کرد باور خار خار بسینه چاکم      مگر روزی که گیرد و دست خار بر خاکم  
ز اثر شیخ محمد فاخر بن شیخ محمد یحیی معروف بشاه خوب الله آبادی دختر زاده شیخ  
محمد فضل الله آبادی ست ز اثر مصداق فقره ناپائیدار زیب سجاده البون و فرع آسمان ما  
اصلین طلیعین ست صاحب صفات و مناقب سنیة اساس محکم مدراج علیا قیاس  
منتج ولایت کبری میزان عدل نقلیات برهانی نقد عقلیات انچه از احوالش تعلقی بر مرتبه  
فضیلت و منصب ولایت دار و شیخ آن در کتاب اتحاد النبلا نوشته ایم شاعری دون  
رتبه اوست لیکن چون وی صاحب دیوان ست باین رگه ز این صوفیه را بزرگوار و برکت نازد  
بخشیده شد تاریخ تولدش خوشبیدرست و تاریخ انتقال زوال خوشبیدر عمر حمل و چارسا

دربار پانچور مرض سرسام واصل چو رحمت الهی شد بعزم بیت اسد برآمده بود جان عزیز را  
 در راه خدا ساخت میرزا دوح او بسیار کرده و همد بجا نوشته میرزا مظهر میفرمود که سبب  
 ارباب کمال را بر خوردم آنقدر که نزد شیخ محمد فاضل رزان شدم هیچ جافاقت نیتا و نیتی  
 میرزا بر خلافت وضع خود بملاقات شیخ اکثر می رسید این چند لای متکالی از عمان طبع گوهر

### نشان دوست

ببلوغ عاشقی از میوه و گل نیست سبزه	کنم بادام و نرگس را فدای چشم گرایی
آیینیا مصفا می رخت رو گرفته ست	گل پیش آن دهن و دهن بو گرفته ست
دارم ولی که بر دم تیغ ست راه او	مترگان چشم یار بود سیرگاه او
بر میان برزوه و امان ز کجایم آئی	مرحب اگر بشکار و دل مایم آئی
حب دنیا میفرید خاطر افسرده را	گوشتی میید بد رو باه ششیر مرده را
بجو را در غم زلفت تو به بیند ماری	عینک دلخ و لعل از چو کلان بین شده است
مرا از آمد و رفت نفس و شن شد این معنی	که اقبال جهان در دم زدن او بار سگید
دنیا عزیز نگرفته و دنیا طلب بود	از التفات شوی شود قدر زن لبند
گفتند گور پرستان زیارت زاهد	که زیر گنبد دستار زنده و ز گور ست
بعد مردن نیز بارم نیست بردوش کسی	اچیز رنگ گل عدم پیایم از پروانه خوش
در گشتی که مارنگ تماشا رخ نیتیم	آسمان یک بالی بر هم خورده طاول بود

### رباعی

تا پیر و چار یار اختیار نه	از چار اصول دین خبر دار نه
در طبع تو این چهار عنصر با هم	تا هست باعتدال بیار نه

### رباعی

گر تن بیلای قضاتوان داد	از کف سرشته رضاتوان داد
-------------------------	-------------------------

در هر چه نشد مگو چنین بایستی      تعلیم خدائی بخدا نتوان داد -

بیوفائی کرد یا رمن بمن      کاش می افتاد کار من بمن

زین العابدین میرزا از شاهزادهای صفوی بوده و در شعر سلیقه مستقیم داشته مندر

اسیر بند غم خانان نمیدانم      مجاور قسم آشیان نمیدانم

تو میکشی و خیال تو زنده می سازد      تنها و تنه بجز این در میان نمیدانم

زائر و اسفانی نامش بمعیل است نغمه سخن چنین میسر آید

زیلی لیلی من دلربا بی بیشتر دارد      ز منجون اندکی دیوانه تر میخوایم خود را

ز ما ناز کرش اصفهانی در وطن خود بشیوه ز کرش اشتغال داشته و بهند آمده و مراجعت

نموده آرزوست

انچه از جامه رسوائی ما ماند بجا      استیغنی است که جریم تر خود داریم

خوش آرسیده قافله عسر گذشت      گردی نشد ز رفیق این کاروان بلند

زیب النسا بکیم بنت عالمگیر پادشاه است تو گذشت و هم سوال شکسته از بطن دختر شاهنوا

خان صفوی بوده حافظ کلام مجید بود و از علوم عربی و فارسی بهره تمام داشته و از انواع

خطوط نستعلیق و نسخ و شکسته نصیبی کامل ر بوده و بهمت بتر فیه حال ارباب فضل و کمال

مصرف داشته جماعه کثیر از علماء و شعراء و منشیان و خوشنویسان بسایه قدر و انشیل آسوده بود

و کتب و رسائل بسیار بنام او تالیف پذیرفته و در ساله در قباب رحمت آگهی متواری گشته

و ادخلی ختی بز یادت کبعد و تاسخ وفات دوست گویند وی از کمال بیداعی و عار همسر

بزوج نگرانید و یوانش بلا حظ درآمد فرصت انتخاب دست بهم نداد و سرسری این چند بیت

فر گرفته شد

خیز کرشمه ریز کن زگرش نیم مست را      از تیر جام جرعه ساقی می پرست را

بهر شهادت جهان یک نگه از تو بس بود      گرم غصب چه میکنی غزه تیر دست را

بدعت تازده سنه قاعده شکست  
 بود برابریک قطره رو نویل مرا  
 کند برون بیک ایما بنر اسیل مرا  
 بر سفره حاتم نوشین بگس ما  
 شد رشک گلستان ارم شستن ما  
 نداشت ذوقی شراب استی ما  
 ندید دامن وصلی دراز دستی ما  
 ترک وفانید چاین دل خود پرست ما  
 سنج عیث برد فلک این همه شکست ما  
 صحن قفس گلشن بست مرغ گرفتار ما  
 وعده قیامت بود طالب دیدار ما  
 کز رنگ جان میکند رشته از نار ما  
 کس نشناسد زمین سایه دیوار ما  
 بمشربس بود داغ نجات رویان ما  
 تازه میا هم بهی کل دماغ خویش ما  
 چه خوابی کرد آخر شعله آه نهانش ما  
 کشم جابوب از دکان خضائی آتاش ما  
 از سب بد آستین گل پر حوده ما را  
 ره نیست درین باغ مگر باد صبا را  
 این مدرس را از بانی دیگرست  
 این جهان را هم بهاسف دیگرست

تاب مده بطره است بر دل سوگرمزن  
 غلام قشکیم کی شود از آتش عشق  
 کجاست جذبه عشقی که از دیار خود  
 تنگ برده تهنیتی ما کز سر بهمت  
 از وید شیب بجز زبیس خون بگرزیت  
 نرست سبزه شوقی ز خاک هستی ما  
 بهار عمر گرامی به سجده بگذشت  
 قطع جفا میکند دهر شوق مست ما  
 با اختلاف آرزو شیشه دل شکسته ام  
 چسند و لا آرزو دیدن گلزار ما  
 دل که گردش عشق از غم بجران چاک  
 کم زیر بن مشهور و روشن عاشقی  
 تنفی اگر نیست ره سونی گلستان چه غم  
 اگر نستم آنکه از حرمستان و عاصیان بشد  
 تمیز بزم آب از شرشک دید دماغ خویش ما  
 گرفته من که مرغ دل گرفتار قفس گردد  
 چونند با سبانش در بر ویم رو نگردیم  
 تاقی نفسی بخشش دل مرده ما را  
 عمریست که بسین بچین نغمه سرایت  
 در حسن عشقت رایبانی دیگرست  
 تا بکے سر گرم کار اینجهان

از شراب عشق می سوزد جگر  
 باز آتش ناله زارم پریشان می رود  
 جذب عشق است آنکه محل از میان کاروان  
 تو و بوستان حسنی که نسیم ره نیابد  
 چیت نکد در حرم خاص کس نیکبخت  
 بجز دیار که فریاد عشق بر خیزد  
 چنان زایل قافله در سینه جگر  
 گشتم چنان ضعیف که من بعد بایدم  
 ای ناله بیا من نفس آه بجای باش  
 ز دلبیل حیل سمرت قافله غم  
 چشمم گریانم پیا می از بهار آورده ام  
 دوشش بر خاک ورت پهلوی بستر داشتم  
 تا کی بگرفتاری دلم بهوس افتم  
 تنگ ست ز بس بر دل من عرصه ایام  
 بر کندن بنیاد من ای چرخ چه کار است  
 ز حد بگذشت ای منحنی بسی شبهای بدستی  
 پروانه نیستم که بیکدم عدم شوم  
 در کعبه همین رسم طواف حرمی هست  
 سراپا سوز عشقم با پی تا شدم گریانم  
 بهارستان سودا جلو با دار و تا شاکن

نقل این می از دکان دیگر است  
 سیل اشکم دست در آغوش طوفان می رود  
 بر سر مجنون مجروح در بیابان می رود  
 من و ناله های زاری که بلب گذر ندارد  
 درون سینه تنگم نفس نیکبخت  
 و گشتن فریاد رس نیکبخت  
 دارم هزار ناله گره در گلوئی خویش  
 مخفی بریر جامه کنم جستجوی خویش  
 رونق ده خونابه دل دیده تر باش  
 مخفی نشان غافل و در فکر سفر باش  
 ناخدا موبی خوشی از زلف یار آورده ام  
 در طواف کعبه بودم حج اکبر داشتم  
 تا چند چو مرغان چمن و رقص افتم  
 خواهم که شوم شعله و درشت خس افتم  
 من کاه ضعیفم که ز باد و نفس افتم  
 خمار آلوده ام یک سجده ای می توان کرد  
 شمع که جان گدازم دودی نیادم  
 تا ز من بخوابات که انجا صحنی هست  
 گلم داغم بهار شبنم ابرم ملک تا ابرم  
 جنونم و حشمت بیتاب بضم موج طوفانم

۱۹۱

سعدی شیرازی فرد کمال از افراد اولیا و ثمال رسالت شاعر افصح است متحمان  
 نگینش شور در عالم انداخته و رشحات قلم مشکینش در باغ شش حبت را معطر ساخته اول کسکه  
 زمزم مغزل بخجیده و دماغ عشاق را رسانی تازه بخشیده است اگر چه پیش از وی هم قدامت کم  
 قانون غزل نواخته اند اما بابی نمک و بی مزه شیخ شور غزل بطرز تازه برانگیخت و نمک بر جرات  
 در دمندان ریخت و لکنداد یوان او را نکند ان شعر امیگویند شیخ در حیات بود که امیر خسرو  
 و امیر حسن در هندوستان غلغل غزل انداختند و بسوز سینه داغدارانجهنها گرم ساختند  
 سلطان محمد قان ناظم لسان دوم به التماس قدوم شیخ از شیراز کرد شیخ برگزیده استیلا نصیحت  
 پیری و کبر سن توانست رسیده و اشعار خسرو را تحسین طبع کرد بعد از آن این فصحاء و ثناء باب غزل  
 متفوق شد و در هر عصر جمعی طریق ابتداء پیوند و حسن غزل را با انواع آرایش افزود و بد شیخ  
 قصاید و اشعار متفرقه و غزل دارد و در فارسی و عربی هر دو قانون سحر کاری می نواز و کتب  
 پیشینیان احوال شیخ بر وجه تفصیل مرقوم است لهذا نامه تحصیل حاصل نگرانید و کلیات شیخ  
 انظما و شعر اشتهر و تمیز تام دارد و در هر دیار و قطر موجه دست تا آنکه ترجمه گلستان او درین  
 نزدیکی جبرئیل نام شخصی از ادباء مصر تازی کرده و او را نصاحت و بلاغت داد و نشر را به نشر  
 و نظم را به نظم او انموده و وفات شیخ و رسدشش صد و نود و یک اتفاق افتاده و لفظ خالص شیخ  
 انتقال است صد و دو سال عمر یافته و در مدینه نظامیه بغداد از محدث کمال ابن جوزی عمود  
 آموخته و اقصای عالم را پی سپریا حاکم کرده و بارها حج پیاده بر آورده و بصحبت بسیاری  
 از خاصان حق رسیده و با شیخ شهاب الدین سهروردی در یک کشتی سفر دریاکرده و مدت  
 سی سال بطاعت و عبادت گذرانیده و در آخر ایام زندگانی بشیر از مراجعت نموده این  
 پاره نمک از نکلان است

کمان سخت که داد آن لطیف باز و را که تیر غمزه قاتل بس است آه و را  
 حالتی دیده اگر یان بطیبی گفت تم گفت کی بار بس چوس آن دهن خندان را

خیزن برسانید بمرغان چمن +  
 غصبت نگذار که بگویم که مرگشت  
 مجال خواب نمی باشد مزدست خیال  
 خوابی که در حیات یا بم +  
 ساربان آهسته رو آرام جان و مجمل است  
 چشم رفتن ما که می بردیم نام  
 گریه نیم زنی با تو مرا غصه نیست  
 شب عاشقان بیدل چه شب را زبانه  
 هزارانه زیاران بمنزلی انداخت  
 بدید که چون تو جگر گوشت از خدای خوشت  
 نفس آرزو کند که تو لب پریش نمی  
 تا جراحی دل نمی گویم بکس  
 قاضی شهر عاشقان باید +  
 خون صاحب نظران ریختی ای کعبه حسن  
 آنچه خواهد کرد با من دور گیتی زین دو کار  
 آرزو دشمنان برند شکایت بدوستان  
 جان بزیرق دست خاک توان کرد ولی  
 بر کفی جام شریعت بر کفی سنان عشق  
 سبازان جهان قلب دشمنان شکنند  
 گفتمی بر هم نشین یا از سر جان برخیز  
 شیرخان در آوازه خیال قدرت اعدای نجات  
 که هم آواز شما دقسی افتاد دست  
 تا خلق ندانند که معشوق کدام است  
 در سرمای انشاید بر شمایان لبست  
 کیبار بگو که گشته هست  
 اشتران را بار بر پشت ست مارا بردل  
 بیا که ما سپید اختیاریم گریه است  
 خصم آنم که میان من و تو نیست  
 تو بیا که اول شب در صبح باز هست  
 که در ضمیمه نسیمی از آن دیار آید +  
 خبر نداشت که از تو چه فتنه زایه  
 بعد از هزار سال که خاکش سب شود  
 آب چشمم تر جانی میکند +  
 که بیک شاه اقتدار کنند  
 خون اینان که رو داشت که صید حرم اند  
 دست او در گردنم با خون من برگزینش  
 چون دو دست دشمن است شکایت کجا بریم  
 گرد بر گوشه فعلین تو نتوان دیدن  
 هر زنی که نداند جامه و سنان بافتن  
 ترا چه شد که همه قلب دوستان شکنی  
 برگرد دست گردم بشنیم و بر خیزم  
 شیرخان در آوازه خیال قدرت اعدای نجات  
 که هم آواز شما دقسی افتاد دست



بر بود دلم در چینی سرور و اسنه  
 خورشید و ششی ماه رخ زهره جبینی  
 عیسی نفسی خضر ری یوسف عدی  
 تنگ شکری چو شکر در دل خلقه  
 جاد و نگلی عشو گری فتنه پرستی  
 ببادگری بکجکلی عربده جوئے  
 در چشم اهل عجزه آب حیاتے  
 بی زلف و بخت و لعل لب اوشه سعدے  
 ز من پیرس که در دست او دلم چون است  
 جبریت از زبان دوست شنیدن چو خوش بود  
 دمی زمانی بکلفت بر سعدی نشست  
 گر تو خواهی که بخونی دلم امروز بچوس  
 من آن نیم که حلال از حرام افتاسم  
 ز ضعف قوت آهم نماند و می ترسم  
 وقتی با همی خرم ز جانم بر نئے آید  
 مرا از ایست اندر دل نکون دید و پرورد  
 قناعت میکنم باد در چون درمان نمی یابم  
 نیم چشم آبروی من بر داز بسکه میگرم  
 آبی صورت ز گوهر عینی خزینه  
 دانی که آه سوختگان را اثر بود

زین کمری سیمبری سویی میا سنے  
 یا قوت لبی سنگدلی تنگ دمانے  
 جسم مرتبه تاج وری شاه شمانی  
 شوخی نمکینی چو شکر شور جهانی  
 آسیب دلی رنج تنے آفت جانی  
 لشکر شکنی تیر قدے سخت کمائی  
 در باب سخن نادره سحر بیانی  
 آبی و سرشکی و غبار و دخانه  
 از و پیرس که انگشتهاش در خون است  
 یا از زبان آنکه شنید از زبان دوست  
 فتنه نشست چو بر خاست قیامت بر خاست  
 در نه لب یار بچونی و نیاسنے باز م  
 شراب با تو طحال است و آب بی تو حرام  
 گمان برند که سعدی زد و دست خرم است  
 دم تا جان بر آید من چو یک هدم نمی بینم  
 و لیکن با که گویم را از چون محرم نمی بینم  
 تحمل میکنم باز خم چون هر خم نمی بینم  
 چرا اگریم که از آن چهل برون از خم نمی بینم  
 مار از داغ عشق تو در دل و سینه  
 مگذار ناله که بر آید ز سینه

سلمان ساوجی سرآمد زمره شعرا است و سرخیل طائفه نظما تا آنکه استاذان سخن

قائل اند که سلمان من ابل البیت و اتفاقا در آن فن سخن گفتند که شاید کلامش مبراست  
از وصمت کیت و دیت تا چهل سال به ثنا گسری امیر سن نوبان و دلشاد خاقون او و سلطان  
او پس پروانست و تمام اینهارا تا بقای ابعاد شته بهر توانافس خود روشن ساخت آخر الامر  
بنا بر کبر سن و استیلا امرض از ملازمت استعفا خواست و در آخر عمر از بصارت معزول شد  
باخواجه حافظ شیرازی سلام و پیام داشت و مسودات اشعار خود میفرستاد و فائش در سنه  
ثمان و سبعین به بیماریه واقع شد این چند بیت منتخب دیوان او است

یارب تاب این مژده اشکبار ما	آن سرو ناز را به نشان در کنار ما
شب فراق چو زلفت اگر تپا یک است	امید دارم از آن رو که صبح نزدیک است
و آری بوسه ششم انیک سونو خنجر	تقصیر اگر میرود از جانب ما نیست
گفته باد سحر بی با تو بگوید خبرم	این خبر پیش کسی گو که شبش را سحر است
جان چو بشنید که آن جان جهان باز آمد	از سر راه عدم رقص کنان باز آمد
خانه در کوئی مغان میطلبیم گفتند	رو که در کوچه ما خانه براندازانند
آب حیات را لب اعلت روان دهد	باد سحر گوی بخواه تو جان دهد
سبکبخت را تا صبا بر گل شوش میکیند	هر تخم زلفت مرا غلی در آتش میکیند
مردی گردش این وار و دار از جسم	بچو پر کاه رسد اگر دو جسم باز آورد
اتقاد و شوش دل ز تخم زلفت شاد بی	شب بود دوره دراز همانجا فرو کشید
غنچه را پیش بان تو صبا خندان یافت	آنچنان بر دهنش زد که دهن پر خون شد
نیکشم خود را و لیکن دل بسویش میکشد	موکشان زلفش مراد خاک کوبش میکشد
بیار و بر افتاده نفس دوش سحرگاه	پیغام تو آورد صبا سلمه الله

معدن خوانده سعد گل از میان حافظ شیرازی است و استاد سخن طرازی متصل مرقه ای در  
مصلحتی شیراز آسود و ست گل خنجر حسین بوتیمار محمد

بر گل نیست که افتاده بطرف چین بست      پنبه و لغ دل بلبل خونین جگر است  
تتم از صنعت چنان شد که اجل است و نیت      ناله هر چند نشان داد که در پیرهن است

سیفی از امرای تیموریه بود این ابیات ازوست ۵

گر میکشی مرا بکشا رخ نقاب چیست      گر قصه جان ماست ترا این حجاب چیست  
آمدی ای شمع مجلس اچو گلشن سخته      پای بر شمیم نهادی خانه روشن سخته

سوالی ملاحسن باکن ساوه بخش خالی ماز لطف و طراوت نیست آیین بیت ازوست ۵

همچو سوسنی است تن من ز غشم مهروی      دل سودا زده ام چون گهری در مهری  
ساقی نصیر الدین قزوینی موشکاف معانی است و استخوان بند بمانی و فاش در شه بود

آزوی می آید ۵

سخن کنم بهم جبار میو فانی تو      که تا کسی نکند سیل آشنای تو  
ستار محمد صلح تبریزی ابر فیضان امج گهریزی است در عهد شایه بانی بهند آمد و با

منعم خان قنوجی صوبه بنگالده می برد ازوست ۵

اگر سیر سیه جبرده شدیم بجاست      دل شکسته ما مویا می بخواست  
کتابم میکنم در کمی پستی هست سینا      که گر یک ساغرش کمتر دمی ز نار می بند  
سیادت میرزا جلال الدین شاعر مفید و سخنان عجیب است در شاه بلا بور سکونت داشت

آزوی می آید ۵

مخوفت اگر چون مور میخوای سر خود را      کن قمر ارض عمر خرویشتن بال و پر خود را  
چه آفتاب لب بام آخر وصلت      رسید بر سر نارخن خنای عشرت ما  
که ام ماه جمین دوش مجلس آید بود      که شمع از حرفانوس در تماشا بود  
همین ز دل بقفایش رود ز کوه آه      چو عنکبوت دود دیده هم بست از نگاه  
مالذنی حیات ز غفلت نیامستیم      چون نشه شراب که در خواب بگذرد

تاراجدائی تو پس از مگر ہم بلاست	گرین رود و چو ابر ز کوبت غبار ما
فلک از اہل دنیا دادہ خود باز پس گیرد	برات سیل آخیزوی دریا باز میگردد
بشا ہر اہ فخر ہنہای خویش شتم +	بسان شمع درین رہ عصای خویش شتم

## رباعی

گرد و سیل کامل از موسی سفید	بسیار شد و حوصل از موسی سفید
چون رشتہ کا از پنہ برون آئی	طول امل ست حاصل از موسی سفید
سبحر میرزا بن نعمت السد و ختر زادہ شاہ اسمعیل بن شاہ طہماسپ بودہ شعر بسیاری گفتہ است	انظار داد پیش تو شہر طراوت نبود
چو می پرسم از و حال دل خویش	بمن زلف پریشان مے نماید
سپہری از بدو آوارہ ست از فضلا عالیشان زمان شاہ طہماسپ بودہ در نجوم و ریاضیات	دستی شستہ دیوانش زدہ ہزار بیت زیادہ دیدہ شد اشعارش بہ ہر دو آرزوست
ز بزم وصل تو شب بر نمیتوانم خاست	کہ بیم ہجر تو سر در کنا من دارد
بتان من منمائید آتشین رخسار	ترجمی کہ کمن گب و نومسلمانم +
خاکت خلیل و چہرہ گلستان آتش ست	خطت سیاہی کہ بد امان آتش ست
آسان گشت روزی دل کعبہ وصال	ملی کردہ ہزار بیلان آتش ست
سیری از شہد مقدس بودہ ست و با شعر و سخن مناسبتی داشتہ آرزوست	ز وصال یار روزی ز سیدہ ام کانی
سبحر میرزا حیدر حامی کاشانی ست و بہ سیر زایان خوش سیامی معانی بخشش ہموار ست	و گہش آبدار در ملک ملازمان اکبر شاہ انتظام داشت و بہ ناگہتری او و دیگر شایہا
می پرداخت آخر نزد ابراہیم عادل شاہ الی حیا پور رفت وی شکستہ حالی اورا بموسی الطیف	واحسان مد او افزود و اشعار خود شکایت بسیار از دست روزگار دار و فرمان شاہ عباس

با خلعت فاخره بنام او صادر شد اما پیش از وصول در لکنه منشور اجل نامزد او گردید و پیش  
 بنظر اسعان درآمد غزل و قصیده و مثنوی یک رتبه دار این ابیات از غزلیاتش فرا گرفته شد  
 شهر حسن است بر جانب بازار مرا      تو نخواهی و گری هست خریدار مرا  
 نه تاب دیدن فی طاقت شکیبائیست      تو چون نقاب کشی رحم بر تماشائیست  
 محققان که ز دریای علم در جوشند      چو کوه تا کنونی شان سوال خاموش اند  
 آتش خرمن نمی شبنم کشت دیگران      دو رخ من چرا شدی ای تو بشت دیگران  
 ناخوانده گر چه آمده ام زود میروم      طبع ترا زیاده مگر نمیکنم  
 آلتاس بدل پاشم و نت کشم از خود      من لذت این زخم بسوزن نه پسندم  
 اگر از دهن محل کشیدم دست بیتابی      بیایمی ناقد افتادم بگرد ساربان شتم  
 تا عجز و شنیع حریفان زبون طلب      ای خون ما بگردن طبع غیور ما  
 آبی غم هجر پیش ازین جای تو نیست علم      یا بگذرا زین سرایا بنما قبالت را  
 آتشبازی مسایه او همان من از خود رفته ام      گر کسی احوال من پرسد بگو در خانه هست  
 مهر آمد به تماشای تو با تیغ و ترنج      گویا گر هوس دست بریدن دارد  
 مرا که سینه زمین نمک فروشانست      دماغ سوزی مرهم بلغ من غلط است  
 نیست او را سر آزادی این مرغ اسیر      ورنه صدمه تبه گرداند بگرد سرخوش  
 این زمان بی نسبت منخبر و گرنه پیش ازین      دست من در زلف او گسخت ترا دشنا بود  
 تو خود ناخوانده ی شوق اشکم بروی بنرم او      نمیدانم که خدا بدخواست فردا بعد غیبت  
 برگ سبزی هم نیاوردی ز بی بیطالعی      از گلستانی که هر کس گل بدامن میکند  
 شرم باد از اهل مجلس سنج بیدر را      تا یکی ناخوانده آید چندی بخت رود  
 جمعی که از تقرب او گفتگو کنند      ترسم نخل شوند اگر رو برو کنند  
 ما هم ز آرزو بشهادت رسیده ایم      خوبان صواب نیست که فکر ویت کنند

همیگدازد گر نگاه گرم در کارش کنم  
 بی تخت جگر از مزه برگشت سرشکم  
 وقت است که چون صبح ببالین من آئی  
 تاخن زده است بوی گلی بر مشام ما  
 یکشب چراغ خلوت مای توان شدن  
 و اغم نمک خشک شد و زخم بالاس  
 حاجت رو انگشت مرا حاصل و کون  
 سعید اگیلانی مخاطب بی بدل خان خوش فکر بود و در صنایع لایساکالی و خوشنویسی ممتاز  
 می زیست و از عهد جهانگیری تا زمان شاهجهانی بدار و نگلی زرگر خانه طلائی اعتبارش عیار  
 کامل داشت از دست در مع شاهجهان

## رباعی

آنی که سریت آسمان پایه بود  
 تا هست خدا تو نیز خواهی بود  
 سجایی است آبدی سحاب گوهر پاش اسرار است و آفتاب سرگرم افاضه انوار در ارشاد  
 حقائق و معارف بی نظیر افتاده و ارواح معانی را در چارغ غنصر رباعی برو و خوب جلوه داده  
 در تجمیع منزوی بود و از حطام دنیا بحصیری و ابریقی قانع در سینه عشر و الف فتمای صورت  
 را با فتنای معنوی هم آغوش ساخت همقد هنر را رباعی گفته از انفس او دست

## رباعی

با ذات بهر صفت گر ایند خوشست  
 از بهر خدا هیچ عمل ضائع نیست  
 نغمه بهر آهنگ سر ایند خوشست  
 در خلل زهر در که در آید خوشست

## رباعی

بر خود در صبح و دم نمی باید زد  
بیرون از حد قدم نمی باید زد  
عالم همه آینه حسن ازلی است  
می باید دید و دم نمی باید زد

## رباعی

آنانکه باصل کار نیکو بینند  
کار این سو برای آن سو بینند  
زانگونه که روی جامه را خطا  
این رود و زند حسن آن رو بینند  
سعید انقش بند زدی نقش بند کارگاه خوش تلاشی است و صورت آفرین هیولای خوش فاش  
سمیرا صائب و رازبان ادب یا ذی سبک و سبک گوید  
این خوش غزل ز فیض سعیدای نقش بند  
سعید اور صفایان اقامت و شست و زردا کار و وقت معزز و محترم میزبیت نقش خیال در پرند  
عبارت چنین می باشد

کس نیست که خام ز دل ریش بر آرد  
این خار مگر آتش از خویش بر آرد  
سعید محمد سعید قرشی از معمور و ملتان بود لقب خانی داشت و عنفوان شباب ملازم سلطان  
مرا و بخش گردیده باحمدا آباد گجرات رفت از وی می آید  
مشکل بود و بگوئی تو دیگر نشست ما  
آشفته ست زلف تو بهر شکست ما  
چون سبزه در ره تو بهر پاقتادگی  
ای سرو من بگو که چه خیزد ز دست ما  
خار غ زدن و کفر شده بعد ازین سعید  
ما و سر نیاز و بت خود پرست ما  
شیرخان قصیده شنید و اگر که منتقبت امام علی موسی گفته و بسیار خوب است در مرآة الجمال  
آورده مطلعش این است

ز بهشت جنت اگر نیستی دلا میاوس  
باین سدا پیچی چه گشته ما نوس  
سامی میرزا اسام بن شاه اسمعیل صفوی در عهد برادر خویش شاه طهماسب در نمای عظمت  
و جلال بصری برد تکرار الشعرانی نوشته موسوم به تحفة السامی و در ترتیب مستعدان و قفیه

فرنگنداشت آخر مجوس گردیده بقیه حیات در حبس بپایان رسانید همگام رفتن و رسید  
این وصیت نموده بود که این گریه را بر لوح تربت من نقش کنند ان الله یغفر الذنوب

### چونک و این رباعی را هم کیطون رباعی

سامی ز غم زمانه بغیم می باش	با محنت و در عشق بهدم می باش
چون موجب شادی حقیقی مرگ است	گر مرگ رسد تو شاد و خرم می باش
ز لبی صبری مراد از هیچ یاری برنی آید	ز دست صبرم دیدیم کاری برنی آید
آی همچو پری از زن دیوانه رسیده	نی با تو سخن گفته و نی از تو شنیده
ای وای بران عاشق محروم که هرگز	صد بار ترا دیده و گویا که ندیده
آز رده شد از چشم من شب کف پایت	در داکه کف پای ترا چشم رسیده
مرغ دل سامی بهوای سرکویت	در دام پلایانده و یکدانه نخسیده
سالم محمود بیگ از احفاد جهان شاه ترکان ست و ستاد و عرصه سخنوری و دلش تخمیناً	
هشت هزار بیت شحون با قسام سخن در نظر ست اشعار عالی و لکشین دارد و یوسف زیغارا	
بغایت خوب گفته و شایسته شاه طهماسب قدری که گفته امتیاز دارد و در خدمت آن پادشاه	

### بسمی بر دتا بر حمت حق پیوست

نیگر دید کوته رشته مطلب را کردم	حکایت بود بی پایان بجا موشی ادا کردم
تبر زلف مرادی نشدم پنجه کش	این چه دستی ست که کوتاه ترا ز شانه بود
نفس بستم ولی از رنگ پروا زمی آید	فغان زین پرده کز وی نموده آواز می آید
چو نخت دل در بر بال مرغان ناسمی بدم	که از شوق مرغ او نامه در پروا زمی آید
آی خوش آن کز بستم عشق تو چون خون گیم	سبب گریه ز من پرسی و افزدون گریم
بازی چون کشید خنجر بقتل ز زبان ترسم	بود طفل و چو بیند کشته ام ترسد از آن ترسم
سرور سی کابلی نامش عالم بیگ ست نکات نگینش گلستانه سرور ست و خیالات و تشنیش	



سرپایه حضور دارد و می جهانگیری بسری برد و در زمره خوش خیالان میزبست تمام فکرش

باین رعنائی می بالدد

لطف و دشنام تو تسکین دل بهیوش است  
آتش از آب چه گرم و چرخک خاموش است  
در رقص دست و پا نزدن با خضر است  
چون نبض زیر پوست طبعیدن بهار است  
چو گان صفت بمطلب خود پشت باز دیم  
پیوند ما بمطلب ما انقطاع ما است  
عذر دست حق است خلق کریم  
میوه بید سایه بید است

سلیم میرزا محمد قلی طرشی طهرانی از طبقه اتراک و زمره کلمه سنجان بلند ادراک است صاحب  
طبع سلیم و ذهن مستقیم در سلاست عبارات ممتاز و در نزاکت خیالات بی انبار و عصب  
شا جهانگیری سری بهند کشید و ندیم میر عبد السلام شندی مخاطب با سلام خان شد و هر دو در  
یک سال یعنی شصت و یک در دکن و دیگر در کشمیر رخت سفر بستند و دیوانش هشت هزار و شصت  
حسین دوست پانصد بیت ازان انتخاب کرده در اینجا این چند بیت از دیوان سلیم برابر باب

ذوق سلیم عرض میشود

گذر از روستم که گل باغ وفا یم  
بر دست تو شایسته تر از رنگ خنایم  
تا چند دیر و کعبه مخوان این خسانه را  
بهمچون کمان حلقه کی کن دو خانه را  
بدست آییند از عکس خورش گلدسته را ماند  
ز شانه زلف او بهند و می ترکش بسته را ماند  
در نفس رفت چو قمری چین از یاد مرا  
بهتر از سر و بود سایه صیاد مرا  
تا بحر اشب شراب ناب می باید گرفت  
خوبه های شمع از مهتاب می باید گرفت  
تا سالی بهر دوش جا همراه است  
جامه سر و زوزوفی او کوتاه است  
قبل از خضم نهرا باشد و از من غیب است  
چون رگ بعل زدنار که گداز غیب است  
آتش که ز ختم بسوی بزم تو راه است  
حریر شعله مارا آب می بافتند  
چون شمع سراپای تنم و قف نگاه است  
کتمان ما به شب ما مهتاب می بافتند

بعشق خواب طلب میکنی برو ایدل  
 صید مار از خدنگش در دل جان آتش  
 ساقی گفام صحن باغ را میخانه ساخت  
 نیم ببل که فصل گل بگش آشیاں گیرم  
 چه ببل باعث شوریده گفتاری نمیدانم  
 نتوان نمود نقش ترا آنچنان که هست  
 سلیم از سر نوحال آسمان پیدا است  
 سلیم را بری نام پیش او محاسن  
 چشم تو زیاری خود بر سر ناز است  
 در تلاش سوختن چون کاغذ آتش زده  
 بت پرستان ز کمالی که تو داری در سن  
 نشد درست بهند و شان شکسته ما  
 رشکم ز گفتگوی تو خاموش میکند  
 رنجیده میروی ز سر کوی او سلیم  
 لیکن بخلق آن زلف آبدار انگشت  
 گره کشائی کار مرا هنوز کم است  
 بعضی سخنم نارسیده نیست عجب  
 مقرر است که از بهر امتحان اول  
 میکنم چندا که فکر از آشنایان وطن  
 دماغ آشفته بسیار است ز کفایت شوق ما  
 چون تدروی کاشیاں تبدیل ساز میشود

بکار حسنه محفل که خواب می باشد  
 ناوک او را مگر چون شمع پیکان آتش است  
 از طرب چون صبح صوفی سحر پایانه خشت  
 دهم صد گل که همچون شمع یک برگه زان گیرم  
 چو گل تقریب این آشفته دستاری نمیدانم  
 آئینه پیش روی تو چون صبح کا زبست  
 نشان مرکب طفلان رکاب کوتاه است  
 بگو کسی بتو بسیار آرزو مند است  
 مژگان تو همچون شب بیمار دراز است  
 داغهای سینه ام با هم بچنگ افتاده است  
 چون ببینند ترانام حسنه ام بگویند  
 نماز بود و درو کار دست بسته ما  
 نامت نمی برم که دلم گوشش میکند  
 چون میشود نیاید اگر از قضا کس  
 که بیچاکس نکند در دمان مار انگشت  
 بسان شانه اگر باشد هم هزار انگشت  
 نهد بحر من از خصم بی وقار انگشت  
 نهد بر دم شمشیر آبدار انگشت  
 نیست در یادم کس که کور او انم یاد کرد  
 نسیم پیر بن میگردد و یعقوب میخواهد  
 قالب مجنون تپی لیل چو در محفل نشست

بیزم باوه مرو نه سفینه غزل  
 تهمان بخانه دیر چو مانده عزیز نیست  
 گر سر بود کجکله و بر زده دامان  
 هیچکس خال سر مارا نمیداند که صیت  
 دل درون سینه ام بر قصد از حرف وطن  
 از یار مصلحت نیست آهنگ شکوه کردن  
 غنیمت گفت که دارم بطره ات سخنه  
 هیچکس پرورده خود را نینخواهد بلبون  
 اعتباری دولت جشید را پیدان نشد  
 نیست در ایران زمین سامان تحصیل کمال  
 با خبر باش از زبان خود که دانیان راز  
 همان مفدا گردد و جرحه آسند  
 شانه می آید بکار زلف در آشفنگه  
 چوتند با حوادث شود غبار انگیزند  
 سفر اول شوق ست بگویت مارا  
 چنان قناعت فقر ست ساز کار مرا  
 عهده کردم که گر این بار بگوئی تو رسم  
 در سر و آذاد نوشته در تیغ فقیر اول کسکه

سلیمت میگوید

سفینه بطلب تا توان در آب نشست  
 کو تا به زمانه ز عمری دراز ماست  
 منغش نتوان کرد از اینها که جوان ست  
 عالمی را چشم همچون صبح بر دستار ماست  
 هیچ سازی با میان را چون صدای آبست  
 چون دف بخلقه ما دیوار گوشش داد  
 بخنده گفت که هند و زبان چه میداند  
 آب و آتش را خصوصیت بر سر خاشاک شد  
 تا که تا ز دو دمان خود با و دختر نداد  
 تا نیامد سویی هندستان خناینگین نشد  
 از خوشی حلقه در گوش سخن چین کرده اند  
 همان نفس چومی آزار بر وی من آورد  
 آشنایان را در ایام پریشانی سپرس  
 پناه مردم بیدست و پاچو مفرگان باش  
 صید مازد و توان کرد که نو پر وازیم  
 که چون جباب شوم فر به از هوا خوردن  
 سر نه دیده کنم سایه دیوار ترا  
 در سر و آذاد نوشته در تیغ فقیر اول کسکه

الایا ایها الساقی ادرکاسا و ناولها  
 ببلی برگ گل خوش رنگ در مقام و شاد

سلیم مشبب یاد تربت حافظ قدح نوش  
 گفت حافظ دید چون کاکر بیامم سلیم

زبان زو خلق است که او سخانی بگماند را با خود آشنا می ساخت چنانچه ملا و ارسته گوید  
 دست که نکردی بکلام الله است <sup>د</sup> سینه که نه زده تو بیت الله است  
 طرزه آنکه سلیم از دست دیگران می نالد می گوید  
 دیوان خود بدست حریفان مده سلیم  
 غافل شو که غارت باغ تو میکنند  
 و نیز می گوید

دیوان کیست از سخنانم تھی سلیم <sup>د</sup> تنها نه بر من این ستم از دست و است  
 تمام میرزا صاحب را تصحیح کرده اما بالغ نظران میدانند که صاحب خیلی صاحب قدرت <sup>د</sup>  
 حاشا که با خنده جر بردارد و متاع بگماند را و استماید خود سازد انتی تعبد و مضامینی که از صاحب  
 و سلیم عسائی یکدیگر واقع شده مثبت کرده و گفته مقتضای حسن ظن آنکه اثر که مضامین اجل  
 توار کردند و تا محل حسنی و شسته باشد چیرا در پی محل دیگر و ذوق فغانی در مطول گفته حکم سر و قوتی  
 کرده میشود که اخذ ثانی از اول یعنی باشد والا احکام سر قدر مترب نمیتواند شد و ان قبیل توار  
 خواهد بود و در صورتی که اخذ ثانی از اول معلوم نباشد باید گفت که تفلان شاعر چنین گفته است  
 و دیگری سبقت برده چنین یافته و باین سن تعبیر غفلت صدق را منتقم و خود را از دعوی  
 علم بغیب و نسبت نقص بغیر محفوظ دارد انتی و اگر کسی بنظر تفتیش ملاحظه کند که شاعری را  
 از توار و مضامین خالی یا بدیهه احاطه جمیع علومات خاصه حضرت علم الهی است تعالی شایسته  
 معنی نگار تیری بتاریکی افکند چه و آنکه صید و ارسته است یا بال و پرسته ابو طالب کلیم چه خواهد  
 گفته و گوهر افضان سفته <sup>د</sup>

منم کلیم بطور یلندی هست که استفادۀ حنی جز از خدا نکند  
 بخوان فیض آبی چو سترس دایم نظر بکاسه در یوزه گد آنکس  
 ولی علاج توار و نیست توانم کردن مگر زبان سخن گفتن نشناکس  
 سیر آزاد و جزوی از اشعار توار و فخر هم آورده و ذکرش در اینجا ضرورت نیست گفتم که

شاعری جمیع دواوین زبانی را احاطه کرد و دواوین زبان دیگر را چه علاج میتوان اندک و جمیع  
 السنه مختلفه بودن خود بسیار نادرست در سر و آزا و امثله این نوع خاص هم آورده و نوشته  
 علماء گفته اند که اگر ثانی از اول در بلاغت افزون باشد محمود است و اگر و ن او باشد مذموم  
 و اگر مساوی باشد فضیلت اول راست و ثانی بعید از دم بشرطیکه آثار سرقریه پیدا نباشد  
 جامی در بهارستان در ترجمه سلمان ساوجی گفته وی در سلاست عبارت و وقت اشارت  
 بی نظیر افتاده و در جواب استادان تصایده دارد و بعضی از اصل خوبتر و بعضی فروتر و بعضی برابر  
 ویرامعانی خاصه بسیار است و اکثری از معانی استادان تفصیص کمال اسمعیل در اشعار خود آورده  
 چون ثانی در صورت خوب تر و سلوب مرغوب تر واقع شده محل طعن نیست آزاد گوید  
 شاید معنی که باشد جامه لفظش کمین نکست دانی که جریر تازه پوشانده خوش است  
 سالک محمد ابراهیم قزوینی سالک سالک خوش بیانی و مختصر عجب و غرائب معانی است  
 دو بار بهندوستان آمد و برگشت و در وطن بگذشت عهده سخنش چنین بوسید بدست  
 مهر و کین شوخی چشمان ترا آئین است این دو بادام کی تیغ دیگر شیرین است  
 چه ذوق چاشنی در وعافیت جورا که شیر هم شکر آب است طفل بدخورا  
 عرق سی محال است بجائی نرسد ابر و آله دست گهر میگرد  
 فرصت به پیشدستی قاتل نداده ایم گلگون دوانده بروم شیرخون ما  
 استخوان من و همچون بغاوت بردار ای چاشنی در و فراموشش کن  
 بنی برگی من فکر سر انجام ندارد چون سمع تمام است بیک ترک کلاه هم  
 چنین بر چنین ز جنبش هر خس نی زند دریا و لان چو موج گهر آرمیده اند  
 سوزی میز جمیل سوز بخش آتش زن دلهای مضروه است و آتش کهرش قلیله چراغ جانتها  
 پزمرده هوش از همواره بخار ابد مولد و منشأش هندوستان است نقش سخن چنین میسوزد  
 بی تامل معنی ز کین نمی آید بدست غنچه هرگز گل نشد تا کسب بر زانو نکرد

سکشد فولاد را از جذب دل آبرین با  
دلر یا کیا کسی از قوت باز و نکرد  
گر سلامت خواه خوشی در گشت دل خوش  
شیشه چون شکست کاس تیغ و خنجر میکند  
سیفی قوام الدین قزوینی شعر عربی و فارسی نهایت خمیده میگفت حزین در تذکره خود

این ابیات بر نام او ایراد کرده

تا چند سیلی بتوان روی خود افروخت  
شمعی که فروغی ندید چند توان بخت  
تا چیکس ز کلفت ایام فارغ بالیت  
همچر روزی نیست کور اشام در بکالت  
در دلم صد حرف تقریرش نمیدنم که بپیت  
دیده ام خوابی و تعبیرش نمیدنم که بپیت  
که به تیرش میزنی که از تعاقل میلشت  
عاشق بیچاره تقصیرش نمیدنم که بپیت

ساقی لطف علی بیگ والدش اسمعیل نام داشت اصلش از طائفه چرکست و در سلک  
ملازمان آستان صفویه میسلک بود خاطر معنی ذخایرش درج لالی شاهوار و خامه حقیقت  
تاثرش مشاطه عریس انکار اقتداری تمام بر گفتن تاریخ داشت و توانیخ شایسته بسیار دار  
در ترکی هم غزلهای خوب گفته منظوماتش تحمیلناچار هزار بیت باشد و در سال در اصفهان  
رحلت نمود از دست

بسکه با سر و قدت ذوق و بلاست مرا  
دل جدا دیده جدا بر سر بودت مرا  
در ره عشق تو از بس که قدم فرسودم  
جوش تجالالب آبله پاست مرا  
سعادت سمره سازد در نظر گرد و دلت را  
بود از دو مشعل دیده روشن دل و دلت را  
بمحمد دانش خود در زمانه دانستم  
که استراحت دنیا بقدر نادانیست  
دل و دین گشت ویران از نگاه خانه پر از  
دو عالم را بهم زدیم چون شکران چشم غمازش  
سخا میرزا زاهد علی لاری سالها ضابط بنا و فارس بود آخر بهند افتاد و در دلی نقد حیات

از کف داد از دست

در شب هجر تو شمرنده احسانم کرد  
دیده از بس گهر اشک بدامانم کرد

سگ زشت شب هجران تو گفتم باشم  
 آنقدر سوخت که از گفتم پشیمانم کرد  
 شمه از گل روی تو به بلبل گفتم  
 آن تنک حوصله روانی گاستانم کرد  
 خار خار بدل از لاله و گل بود مرا  
 دل من چون شده فارغ ز گفتم گفتم کرد  
 زلفت او بود سخا حاصل سرمایه عمر  
 شانه آخر ز گفتم برد و پریشانم کرد  
 کردش چشم تومی در قبح هوش کند  
 یاد اندام تو جان دهن آغوش کند  
 سالک یزدی ره نور و قلم و خوش مقامی است و تیز رو جاده نازک خیالی دشوار از شانه  
 رنگ میگرد آخر کسوت درویشان برآمده سری بصفایان کشید و از انجا بولایت دکن  
 افتاد و در خدمت قطب شاه والی حیدر آباد میگذرانید چون طائفه مغلیه را از انجا برود  
 بدلی آمد و بلازمت شاهجهانی رسیده در سلک مدح گزاران منتظم شد سپس طبعش حقیق  
 سخن را چنین رنگ میدید

در هوای عشق پرورد دم دل یوانه را  
 چون سپند از بهر آتش سبز کردم دانه را  
 آشنائی کمنه چون گردید بی لذت بود  
 کوزه نو یکد و روزی سرد ساز و آب  
 تو ای ناله فی میرسد بغارت هوش  
 تو برق تازی این فی سوار را در پای  
 در خورشید بود و دل یوان قضا  
 نرو و تالفسی که نفس می آید  
 زبان هرزه در ایان توان بر می بست  
 که پنبه سر خاموشی جرس باشد  
 سرخوش محمد فضل از مردم سرکار عبداله خان زخمی شاهجهانی بود سیفر و شصت طبعه  
 و قبح گردان انجمن بخدا فی عمر باد که کوچه شاعری شرافت و صحبت جمعی از صاحب طبعان  
 عصر خود دریافت چنانچه از کلمات الشعرا که تالیف است سمیت و وضوح می یابد شعر بامزه  
 میگوید و مضامین تازه می بندد شاگرد محمد علی ماهر و موسویان فطرت است از یاران شیخ  
 ناصر علی آخر عمر در شاهجهان آباد پادگوشه قناعت شکست و تبرج و تابل پرخت و لااشر  
 در شانه واقع شد عمری دراز یافت و در شصت و نهمین سالگی به دنیا و الف بخاک و خاکه نمودن

شافت جام کلامش بگردش می آید و گریه مستانه کلک سرخوش چنین رومی نماید  
 بجوشش آورد پیری بیشتر و عشق خون ما  
 قدخم کار ناخن کرد بر دواغ جنون ما  
 عبت در سایه بال بهاجی سعادت را  
 سرست چون گرد از سستی جهان گرد گشت  
 آمد از زخم نمک سود بگر باد مرا  
 همزبان لال را ناچار بایگشت لال  
 از اسپ تا زیاده انسان کلان ترست  
 که بعد گشته شدن هم تماشای باقی ست  
 گل گریبان در دیده می آید  
 شیراز به جمعیت دلمارگ تا گشت  
 نتوان کف دست خود گردیدن

### ارباعی

با شسته بسبب اگر ای همدم  
 و در همت نه را چو مضاعف سازی  
 وحدت نخورد ز جوش کثرت بر هم  
 هر چند که بشمری نه آید بر قسم  
 تنگنا نیست در سپهر جان ز تب مرا  
 کز فرقت تو خیمه زده جان بلب مرا  
 بهوشیاری را حجاب یار میدانیم ما  
 بیخودی را بر زمینی اغیار میدانیم ما  
 تیز میسازد بقتل عاشق خود تیغ را  
 اینقدر هم جسم از و بسیار میدانیم ما  
 سخنور شیخ محمد صدیق بن قاضی احسان الله عثمانی بگرامی در صفر سن کلام الله را از بر کرد  
 و این نور قدسی را به چشم دل اقتباس نمود و بعد ورود در بستانک حسن شعور در شوق شعر افتاد  
 و چندی این فکر و راهی کرد و بگلشت شاه جهان آباد شافت و با صاحبان طبع آنجا برخورد  
 سیاه آرزو را دریافت و از وی اصلاح سخن برگرفت همواره بفکر شعری پرداخت و گوهر



اندیشه را بمیزان سخن می سنجید از وی است

تا بگلگشت چمن آن سرو قامت می رود  
بر سر بر قمری چه آشوب قیامت می رود  
میشود سرمایه ناز آن سپاهی پیشه را  
انچه از جنس نیا زمین بغارت می رود  
بید ماغان بنون از فکر صحرای غایت اند  
از خراب آباد دل طرح بیابان رخسند  
در چمن آید اگر آن غنچه لب بلبل ز شرم  
زیر بال خود کند چون بغینه پنهان غنچه را  
سهر قندی زنی بود از سمرقند سخن شیرین وادای تمکین داشت این طلع از سوسن  
شدیم خاک درت گریه در دوزخ  
چنان رویم که دیگر بگرد ما نرس  
سرمه حکیم سعید فرنگی از منی بود بهر دلیط و دراک تحصیل فنون شتی نمود به کسب تجارت  
پرداخت در آشنای سیاحت در شهر مینه افتاد و به عشق بند و پیری مبتلا شد تا آنکه تیر غوث  
بر خود بگذاشت از آن باز همواره برهنه زیستی چون خاطر دارا شکوه بجانب مجانبین میل داشت  
صحبت با وی در گرفت تا آنکه روزگار طرح دیگر انداخت و در ششاه او رنگ خلافت بوجود  
عالگیر پادشاه مزین گردید و آوازه خدا پرستی جهان را فرو گرفت رسوم کبری و جهانگیری  
بر افتاد و بدین معنای مراد بخشی و دارا شکوهی کیسوش از بهیبت و زده عدل او خال کافر کیش  
نوبان در محراب ابرو مستعد نماز گردید و از نسیب محکمه قضا غمره خون ریز بنان در حجره چشم  
جلالین و عریان لباس فاخر رسیدند و مردم لباسی از لباس هنر ستار عریان گردیدند و هر روز  
دین بهین را رونقی تازه و هر ساعت ملت بیض را جلای بی اندازد دست بهم داد و سرمد را  
تکلیف لباس کردند و از فرط باخولیا تن برضادند و انداختند بر تیغ امر شریعت غزا  
مقتول گردید و مردانه سر بر تیغ نهاد و جان داد و سوئی جلاد دید و تبسم کرد و این بیت و نوحه  
شوری شد و از خواب عدم چشم کشودیم دیدیم که باقی ست شب فتنه غنودیم

رباعی

سرمه غم عشق بود الهوس اندهند  
سوز دل پر وانه گس را ندهند

ناله

ناله

عسری باید که یار آید بکشتار  
این دولت سرمد همه کس اندرهند

رباعی

سرمد گله اختصار می باید کرد  
یک کار ازین دو کاری باید کرد  
یا تن برضای دوست می باید داد  
یا قطع نظر زیاری باید کرد

رباعی

سرمد که ز جام عشق مستش کردند  
بالا بردند باز بپیشش کردند  
میخواست خدا پرستی و شکاری  
مستش کردند و بت پیشش کردند  
و عهده در کشتن سرمد این رباعی بود که از ان شایسته انکار معراج لازم می آید  
آنکه کوه سر حقیقتش باورش شد رباعی خود بین تراز سپهر نهادش شد  
ملا گوید که بر شد احمد فلک  
سرمد گوید فلک با حمد در شد  
گویند چند روز پیش از قتل خود این شعر میخواند

عسریست که آن جلوه منصفه رکمن شد  
من از سر نو جلوه دهم دار و کسن

رباعی

بالا می خوشی کرد چنین بپشت مرا  
چشمی بد و جام برد از دست مرا  
او در بغل من بست و من در پیش  
در دججی برهنه کرده است مرا

رباعی

سرمد اگر شرف ناست خود می آید  
در آمدنش رو به است خود می آید  
بیوده چرا در پی او میگردد  
بنشین اگر او خد است خود می آید  
سلطان علی قلیخان از امرای اکبر بادشاه بود دست گوست از دست

رباعی

بنامه بپشت بل بر جانانه دیگر  
مانند من دل شده دیوانه دیگر

یکبار اگر گوش کنی قصه سلطان + هرگز نمایی گوش با فساد و دیگر  
 عیسی نفسی که زار و حیرانم کرد رباعی چون طره خوشین پریشانم کرد  
 از کفر سر زلف خودم کافر شست در صفت روی خود مسلمانم کرد  
 سهیلی بر نظام الدین احمد از الوی خجالی ست اباعن جد رایت حکومت افراشته و  
 خود را وقف صحبت اهل کمال داشته در ترکی و فارسی صاحب دیوان ست و این پنج خط از  
 شیخ آذری یافته در حقه سهیل عرش او ج بهی بخصیض فیتی در آمد از و پیش  
 دل چو شکسته شد مران عاشق خسته حال را سنگ جفا چه سزنی مرغ شکسته بال را  
 بغیرت کس ز حال من نمی پرسد کجا رفت آن که می پرسیدم از حال غریبان و یار خود  
 گویند روز حشر بیایان نمی رسد صدر و زان بیک شب بجهان نمی رسد  
 طره حالیت که خلق از من دیوانه تنگ من دیوانه تنگ از دل دیوانه خوشین  
 سائر در زمان شاه اسماعیل صفوی از مشقه مقدس با صفهان آمد و در کینه چار باغ بسری بر

این ابیات از دست ست

گرفتیش سر را بی رسید و هیچ نگفت غنان کشید و شکایت شنید و هیچ نگفت  
 بر طیب بدی ز در و دل گفتم گرفت بضم و آبی کشید و هیچ نگفت  
 رسید قامدم از پیش یار و میگوید گرفت نامه و از بیم درید و هیچ نگفت  
 بر که خواست دلت باره خوردی و سائر لب پیاله محسرت کشید و هیچ نگفت  
 پر تو عمر چراغی ست که در بزم وجود بنسیم مژه بر جسم زونی خاموش ست  
 چون گرفتاری دید محبت فرمود که در گردنم فدا زند نفس نفر و شنید  
 نیما نماز گوش خیزت خراب شد هم گرد باد بادیه اضطراب شد

سائل را زنی شود بهمانی شاعر نیم زبان ست و ناظم شیوایان اکثر اهل استعداد  
 ماکل صحبت او بود و ندو عالی نبود و دائم در وجهی از نیست ریاست عراقی و از بیجا

کرده و مخاصمه و مشاعره نموده هر کس که بکلام او داخل کردی اگر چه بجایمی بود و میرنجید و از آن  
منزل میرفت و رشته دریزد و دل غر بر سر خود نهاد و جان داد و آذوست

سمن از حب بیتی خونین دل  
دور از و ساخته در خون منزل  
در غش دست فروشته به خون  
در رهش پای فرو رفته بگل  
نه انیسی که بگویم غم دل  
عمر کوتاه و اجل استعجل  
یار بد مهر و قیسمان بد خو  
از من افغان تو ظلم دشوار  
هر که بینم بدست گریه سائل باشد  
رشکم آید که بسا دلتو مائل باشد

سوزی حسن علی نام دارد و پیش از سواد است مدتی در اصفهان اسیر بود و در دست آنجا  
کتابت میکرد اما آنکه در رشته جانجا وفات یافت آذوست

بیزم غم غیر آخر آدمم با آنکه میگفتم  
نخواهم آمدن جائی که خواب بود و آنجا  
کنم نگاه بحسرت بران گریه بانه  
که از جفای تو زین پیش کرده ام کاش  
مفضل نادان و بر خط خیالی داری  
دل بدست تو سپارم سپارم چکنم  
سوزی چه مرگ مطلبی از خدا که نیست  
آسودگی نصیب تو در زیر خاک هم  
دم آخر است هدم چه روی بختجویش  
بگذر تا بماند بدل من آرزویش  
سالمی سعد الملک از سادات حسینی است امام مسجد جامع شهر خود بود از مردم قزوین است  
شد فاش راز عشق من و کاران گذشت  
سپاسی فاضل بیگ سپاسی خوش فکر بود همراهی می بند بایران رفته با صاحب غیره شعرا  
صحبت و شسته درشته در گذشته آذوست

رسید یازمن از گرد راه میخواست هم  
که کشاید و خنجر بن حواله کند  
شد سفید از گریه چشم بسته شد راه نظر  
رشته کی از نیتب نناک می آید برون

از آن میان که تو داری که شش بماند ز دجله گر گزری آب تا کمر باشد

## رباعی

افسوس که وقت گل بزودی بگذشت  
فریاد که تا چشم کشیدی برگشت  
بی چشم و خط نبفشه و زنگش  
ایام بکوری و کبودی بگذشت

۱۱

سید میر سید علی مشهدی در ولایت بامیر معز مظهر بود مشق او را نیز که از مشق میر  
نتوان گفت در او اثر نماند در گذشت از فکرهای او است

در بحر وجودش بجهان نقش بر آب است  
باهستی او بهستی مأمونج سراب است  
معماری اقلیم دل مانوان کرد  
چندان که در دیده کند کار خراب است  
خوش آن ساعت که بنیم در کنار خورشید  
چو گل و اگر ده باشم غنچه بهمقبایش  
نیم غافل کند اگر جلوه بر خاکم پس ز مردن  
جواب از دل طپیدن بهمجا و انپایش  
نگارین کی شود سید دل دریا دلان هرگز  
خضایی خیمه مرجان ز خون خویشین باشد  
سیرابی ملا سیرابی در عجب انگیر یاد شاه بهند آمد و مرد خوش طبع بود فکر شعر میکرد چون نظم  
نواب قلیچ خان دخل کرد نواب بر آشفته لب بشام کشاد و وی سرفرازان و می شنید بعد  
بر خاسته عرض کرد که نواب صاحب شرف شاه از نظم شماست آه و است

۱۲

مژگان من از گریه بسیار فرو ریخت  
آخ رفت آن فخل که نزد یک باب است  
سیف الدین اسفنگی شاعری بود سلیم الفطره غنیمت لشکر و سال عمر یافته و در ۲۵  
سیف اجل رشتن عمرش منقطع ساخته و یوانش قریب دوازده هزار بیت است

۱۳

## رباعی

در داد که ز نعم آنچه خوش بود گذشت  
دوری که دلی در دنیا سود گذشت  
ایام جوانی که بهمار خوش بود  
چون خنده برق و نمید گل زود گذشت  
سلطان پیر شهاب الدین قمی مماتی ست نامش سلطان محمد این رباعی از کلام او است

۱۴

## رباعی

آن دل که بعیش سرفرازی میکرد  
دی در خم آن دوزلف پرچ خوش  
برخیز نظر به ترک لذتی میکرد  
دیدم که بخون خویش بازی میکرد

مسالم حاجی محمد اکرم کشمیری از مہر جان بیدل و راسخ و شهرت بوده و حج گزارده و در سایہ  
عاطفت شاهزادہ محمد اعظم شاہ لہوری برد کشمیر <sup>۱۰۸۰</sup> بقضا در داد آرزوست  
ز کلفت نیست که لطف بکند آتش ناگردد  
سخن گرد لبست صد بار گردد تا صد اگر دد

مسالم چه فتنہ قطره بدریا نتوان یافت  
از سیاهی میکند نقش لکین پہلو تھی  
ما گم شد گانیم که یا بد خبر ما  
بزتابہ سایہ مرہم دل صد چاک را

سر آمد کشمیری در لاہور نشو و نما یافته و در سخن شاگرد آفرینست اوسطاً تا ثانی عشر جہان  
فانی را پدر و در دوازوست

ز عاشق کی دماغت نالہ آیتاب بردارد  
شکستہ نہای رنگ گل تر از خواب بزراد

سودا مرزا رفیع دہلوی و سرکار شجاع الدولہ صوبہ اودہ میگذرانید و در شعر اردو علم شهرت  
می افراخت ہجو بسیار میگفت طبع رسا دارد و در <sup>۱۰۹۰</sup> بکج عدم خیزد منہ

بستانم از کہ زین دو وعدہ خون بہائی ل  
دل جہم چشم کوید و چشم گناہ دل

یک شب اگر بنرم خودم باد ہی چو شمع  
روشن شود و بجان تو روز سیاه دل

سازم بچنین مرگ عوض <sup>۱۱۰۰</sup> سر ابد را  
سر را چو دم نزع بزانوی تو بیسم

سخنی کہ مانی سحاب گوہر باش معانی و گنجینہ دار جوہر سخندانست اصلش از اثر اک بوده  
آرزوست

پردہ داران دل از بیم ملاقات ہوا  
راہ در پردہ را ز تو نفس را نہ ہند

سروش نامش مرتضی قلی بیگ مست از سوائے شاہ سلیمان صفوی بودہ منہ  
بخندہ در ہر نفس از جا ستہستی گشت

در ہر باز ندگے حکم قبائی تنگ داشت

## حرف الشین المبحمة

ل

شهید می نمی ملک الشعراء سلطان یعقوب والی تبریز بود و وزیرش کتک نام کنان بود و خیر  
 کلا و گوشت و موز و فی بشیری میشکست و هیچ سخن سخن را در میزان اعتبار نمی بخید ناچار بعد  
 فوت سلطان جمال اقامت ندید و هجرت بردار هند برگزید و قریب صد سال عمر یافت و قریب  
 اسمعیل عادل شاه گردید ملا قاضی در تذکره خود نوشته وی در سر گنج کجرات مدفون گردید و چنانچه  
 بقای در تذکره خود نوشته که وفاتش در ۱۰۲۵ و از تاریخ قرشته ۱۰۲۵ معلوم میشود و تیغ و اباش  
 خون باز رگ اندیشه چنین می چکاند

خوش آن سوار کز پشت بلند پستی ما	بتا زیاده افشاند گرد هستی ما
از ریشه جان جانم جانان تو ان خوست	کز دل گره سخت برین تار فدا دوست
زمانه بر سر آزار است خوی تو دارد	بهین منراست کسی را که آرزوی تو دارد
چند یارب که شب در دین تسکین نی یابد	ز بیانی مرم میگردد و بالین نمی یابد
آز سر کولش شهیدی را هر آن خوش مرید	دوست را نگذاشت از شرم نه دشمن شود
هر شبی تار و زهر حباب می باشم دله	در درون خرقه پنهان است ز نارم چو شمع
چو آبر من بهوائی تو از جهان رستم	گلی بخیدم و گریان ز گلستان رستم
مرا گوئی دل گمشده ات پیدا کن از خواب	چو تعجیل است پیدا می شود جانی گمان دارم
تا کی بس راه تو نبشیم و گریه	بر خاک نشان قدمت بسیم و گریه
طفل است و بر مراد لم کام نمی نیست	کم برد به نهال که آن دیر سال نیست
تو برانی که کوخواد منی اسے ناصح	من برانم که مرا بچو تو به خواهی نیست
از دل گم گشته ام بسیار می پری خبر	گر نه پیش است این پرسیدن بسیار نیست
خجبر کین بدل من زدن و از سر ناز	دیدن اندر دگری خجبر دیگر زدن است
ساعتی می که ز دوست دگری می نوشی	خوردن خون شهیدی است نه ساغر زدن است

بر روی مادی ز نفس میتوان کشو و  
 دم مردن بچندین اضطراب از بهر جان ارم  
 نتوان توانیم به آموزش نشستن  
 هر کس یکسکه بنفیس من نتوانم  
 چو قمری هر که عاشق گشته بر سر جزا نش  
 بستم زلف یار دل و اندر را  
 بر سبغ جامه نظر اندو در دو خستم  
 خوش آن زمان که کویان کند غارت شهر  
 شریف تبریزی چهره افروز نکته طرازی و تنفید عاشق محض سانی شیرازی ست حداد بود  
 و از عباد پارسیان المبری از نهال عمر نخروده در شش جوانه مرگ گردید از دوی می آید  
 کسکه چشم کبود تو کم نمودارست  
 جز خون جگر بی تو زمرگان چه کشاید  
 بنمودی کاش گذار که مضمون برسم  
 بباغ خوبی آن گل طره من بی بدل ارد  
 چون شوم کشته عشق تو چنان کن که اگر  
 گویم نفسی تا کنم انفس عزم دل  
 روزیکه جسم جان و فغانی نکند کس  
 شمع را دیدم که از راز شب وصال آگست  
 انچه دل را بیم آن سیوخت در دج بود  
 نه از دود و دلم تر ساخت جانان چشم قنای  
 آخر عمر شریف است این بار و پیش یار

ما هم ز آشیان با میدی پریده ایم  
 تو برالین نه این اضطراب از بهر آن دارم  
 آواره شدن بکه باین روز نشستن  
 پهلوی کس زین دل پرور نشستن  
 نمی آید فراهم تا به چاک گریانش  
 آوخیتم بجای بلند کس چراغ را  
 پنداشتم توئی تو نبودی بسو خستم  
 مرا تو گیری و گویی که این اسیر نیست  
 چرا که آئینه را در حجاب زنگارست  
 زین خار بغیر از گل حرام چه کشاید  
 بعد عمری که ز جهان خبر کس می آید  
 که در وصف رخس هر غنچه جزوی درخشا دارد  
 نخل با تم نشوی نخل مزارم باشی  
 زان پیش که بند عزم دل را و نفس را  
 معلوم شود نیکی ما هم کس را  
 صبح چون نزدیک شد کارش بیکدم ساختم  
 آخر از ناسازی جانان بان هم ساختم  
 برای کشتن من داد آبی تیغ مرگان را  
 گو که امر و زش مران از در که فرامیرود



یا و فایا خبر وصل تو یا مرگ رقیب  
 تمام تر گیسوست تو تا جوار هست  
 بیا بیکده و پیچ و دار خوانی کن  
 حسن بی پایان او چند انکه عاشق میکشد  
 و آن یار که در آن دور و حافظ و است  
 شراب لعل کش و روی مه چینان بین  
 بریر دلق مرقع کست با و دارند  
 بحر من و جبهان سرفرونی آرد  
 اسیر عشق شدن چاره خاص نیست  
 غبار خاطر حافظا بر و صیقل عشق  
 زان پیشتر که عالم فانی شود و خراب  
 مابحت خویش و نوی ترا از موده ایم  
 امی پیر خالنه عزابات شود  
 به پیر نیکده گفتم که چیست این نبات  
 خندان بیکده و تمام قامت زین مجلس  
 بنگار بر صفت زندان نظری بهتر ازین  
 نا صم گفتم که جز غم چه هنر دارد عشق  
 اگر بگویم که قبح گیر و لب ساغر بوس  
 با ده نور غم مخور و پند مستکشد شو  
 تطبوع تر ز روی تو صورت نه بست هیچ  
 خوشش فرش بوریاد و گدائی و خواب بن

باز می چرخ ازین که دست کاری کنند  
 خراب باده لعل تو پوشیدار اند  
 مرو به صومعه کاخ سیاه کار اند  
 زمره دیگر عشق از غیب سر بر میکنند  
 فغان که وقت مرگ چه تنگ حوصله بود  
 خلافت نذیب آمان جمال ایسان بین  
 در از دوستی این کوته آستیان بین  
 دماغ کبر گردان خوشه چینان بین  
 ضمیر عاقبت اندیش پیش بینان بین  
 صفای نیت پاکان و پاکیزان بین  
 مار از جام باده گلگون خراب کن  
 با بوشنان قبح کش و با اعتبار کن  
 غسلی بر آتو به افتاده سال کن  
 خواست جام می و گفت باده نوشیدن  
 که و عطشی علامت واجب ست نشین  
 بر در سیکده میکن گذری بهتر ازین  
 گفتم ای خوابه عاقل مبری بهتر ازین  
 بشنوی جان که گوید و گری بهتر ازین  
 اعتبار سخن عام چه خواهد بود  
 طغر نوایس ابروی مشکین مثال تو  
 کاین عیش نیست در خور او رنگ خسروی

و دهقان سال خورده چه خوش گفت با پسر  
 دو یا زیرک و از باد کمن و دوسنی  
 من این مقام بدیاد آخرت ندختم  
 بیا که رونق این کارخانه کم نشود  
 بگوشه بنشین سرخوش و تماش کن  
 می صبح و شکر خواب صبحی هم چاپ  
 بجوی زلفت و رخت می روند و می آیند  
 ز بهر و وصل تو در حیرت چه چار دکنم  
 جز ارجان گرامی به بوخت زین غیرت  
 آین صد یغم چه خوش آمد که سحر گاه میگفت  
 گز سلماتی همین ست که حافظ دارد  
 حیاتی بخاری از بر سره حیاتی تخلصان که از تو این دهرت و خجند بوده اند اشعرت دیدار

### سه چهار بیت بنظر رسیده از و س

ای تیر غمت را دل عشاق نشاند  
 بر کس بزبانی صفت حمد تو گوید  
 حاجی برو که بخت من طالب دیدار  
 گیتیو برید و شد فزون مهرش من گمراه  
 خاک رهت شکم اگر با خون بیامیزد و نج  
 بنویسم دست بر سر باش از شوق می لغت  
 حسابی میرزا سلیمان از مستی ان اصفهان و از باب کمال و عرفان بوده و نامه در فن  
 موسیقی که نادرالدهر بوده شعر در نهایت خوبی میگفت و در دیگر فنون هم دخل داشت اما

دش

دش

بکمال سیج فن چنانکه باید نپرداخته نظر فدا و ادا دکان پس کوچه میگفتند خود را بقزوين رسانید  
 و روزگار خود را بشوق گل خان می گذرانید و لوانش قریب چهار هزار بیت بنظر سید و ازوت  
 زین بزم بدون رفت و کوفت حسابی      کا زرده دل آزرده گشت را نجنی را  
 آتش کسی کمال من نالتوان نبود      ز احوال دل سپرس دلی در میان نبود  
 شبهای هجر را گذراندم و زنده ایم      ما را سخت جانی خود این گمان نبود  
 ز قریب وعده آتش نزد خیم چشم بریم      که شب امید واری در خانه باز باشد  
 حسابی یار می آید آیینی که می دانی      ترا دیدار از زانی که من از خویشی رفتم  
 برین شبی نیکو زد و کز هجوم رشک      صد جنگ و آشتی بنیالت نمیکشم  
 این امتیاز از دیگران پس که وقت خشم      بر من بود قصاص گشت و نبوده را  
 بیتا بیت ای دل بس بهر گنج بود      اکنون که نکه کرد چه آتاب ندارد  
 تن ای بدم دل شمشیر غریخت خورده و دارم      مکن با من حکایت خاطر افسرده و دارم  
 شب او بود دست و غیر صحبت می غلوت خا      من این تحقیق حال از پی صحبت برده و دارم  
 اگر دیر از برش بر خاتم معده و درایم      که پائی عشق بر بنیاد جان افسرده و دارم  
 حسابی رفت و با خود بدای چهرت که او گوید      بحسرت رفته و در خاک حسرت مرده و دارم  
 چنانچه آشت و دم و این کنم بهای خویش      که هست بودم و کردم خیال خانه خویش  
 حسین صراف اصفهانی حکم طلای تازه بیانی مست عیار سخن چنین میگردد      غرق عرقی از دل گرم که گذشتی  
 قاتلی خون مرا بخت که در روز جزا      نظر از ناز بهنگامه محشر نمکند  
 آلود گردی ز پی صید که گشتی به      غرق عرقی از دل گرم که گذشتی  
 حاجت ملی تبریزی زده میساخت و شعر خوب کیفت این طبع و در تیر زوت  
 سوسن ماتم زده لاله خونین کفن      سرخ و سیه گشته اند بهر سین و حسن  
 حافظ حافظ علی شاعر خوشگلو معنی جوست این رباعی از وی س آید

مجلس

حاجت

حافظ

## رباعی

بنجام سحر که ز گسلاش گفت مرغ سحری بناله و آه بگفت

می نوش که بی نشه بسی خوابی بود بر نیز که در خاک بسی خوابی خفت

حضور می قی عزیز اندام دارد از استادان سخن و مورخان کهن بود و بشر ف حضور  
شاه طماپ صفوی بهره مند گردیده در او آخر سنته در نجف برد دیوانش قریب به هزار

بیت دیده شد این ابیات از وی است

براه عشق جان شام بنیواسی ما دل شکسته بود کاسه گدایی ما

بی یار زنده بودن غیرت نمیکند ارد بر مرگ دل نهادن حسرت نمیکند ارد

چو شب در فکر آن بهای میگون افکنم خود را ز حسرت آنقدر گریم که در خون افکنم خود را

با تو در خواب دلم عرض تستامی کرد در گلو گریه کرد بود چو بسیدار شدم

حضور می میرود با چشم گریان از سر کوی تستامی کرد دل میدار من

سر حضور می و فراق خون چکان بینید بر او ای دیدن چاک سوار من نکندید

باید یک شایه غیر هم بر نیز دانه مجلس پس از عمری که در زبانش نشینم زود بر خیزم

بجزم آنکه نروم ز ذوق روز وصال فراق آنچه من میکند سزای من است

حیرتی قوی حیرت افزای دیده و روان است و مهر لب گداز زبان آوران و بذل سنج حاضر و آ

هنرال معرکه آرا بود شعر بسیار در کمال روانی دارد بعضی گفته اند از کاشان است و نزد بعضی

از ما و الفهرست هب تشیع دهشت حزن گفته استی تعصبا و تشیع نهایتی ندشت شب روز

در تبرع با ده بود تا آنکه در گذشت از وی می آید

پرسید کسی می تو ز من قصه یعقوب گفتم پیری بود و فراق پیری داشت

تخاک رفتم و از برچ بود در دل من بغیر حسرت آن خاک است تا نماند

پیست دانی یاده گلگون صفا جوی  
حسن را پروردگار حق را پیوستی  
در غضب آمد بخت آنکه ام ای یافت  
سازد بهامی که نیاید وصف کرد حکم شد که او را از ملک  
مهر و سحران نماید سیرت او گفته بحق در عهد اکبر پادشاه و جهانگیر پادشاه و بنی و بنیاد اسلام  
راه یافته بود و صاحبقران تانی او سر نو کسوس توانین شریعت شده سلطان او را گشت عیال  
ستم و این بر و پادشاه حق ظیفی را مسلمانان چنانست کرده اند صاحبها هیچ صاحب حد و حق  
گفته اشعارشید ایست هزار سعید اما خداوند که در و ان مرتب کرده او کجا باشد و قصاید  
زینبائی شکل پیوده و با وصفش قصاید را بر سر الطاب رسانیده و در غزلایات هم راه و شواله  
بی بر میکند اما نزد ام اختیار زمین خست هیچ چیز نیست زیرا که در گنج گنج معانی تازه و کثیری  
و هر چند در نگاشتهای افشا معنی را بر و فکر گنجانیدن هنری است اما در زاین گفته ای که خواست  
در نگین کردن عالم گیر و در ششیا که سخن باین خوش عیاری روان پیدا  
درین چنین شگل و لاله شب بفرماند و دست  
نیک دل کی توان اندیشه دنیا و دین کرد  
گفتن در غایز لغت تو تمسیل حاصل است  
فزون گردان آن خاک که اندوی بوی مار کید  
بوی آیت در سری گنج که در سیر و هم نیست  
شاید صیرت اخلاصت ای ناز که بدان گشتم  
بیت روزی سوی گلشن گرد را باشد مرا  
تا ده ساله بر سر چوین صبح در غنچه  
باله در گلشن پیست و در گش بر خار  
کز تر آفتاب چون گشتم میبهم کن  
گر ترا مار ایام ترا دسک چه شدی

که خنده گل این بلبل که بیا کو دست  
که توان برود و دست خویش او گشتین  
با خضر کس گفت که خضر در این بار  
شناختم بوی زلفت را اگر در شک تر چو  
چرخ از صیبه خود هر زم سوگیر بدین  
بهای بوی سرور را تم سینه قبا بکشت  
سبز و گل تنخ و طشتی در نظر باشد مرا  
آفتاب است زنده بخوابم چو بلبل غنچه  
تا یکی از می تنی سیسم ایام خویش را  
باغبان کون آید در دانه بلبل خوش  
ای که دل در غم شیرین پیوست ترا

همچو می هر تنه تنه و آتشین خوشنم ماه  
 که نام مرا با اسیر از تنش صغیر کشید  
 همچنان بسیار دیوار بود و دولت را  
 چه چاک دلش گشت زانده چو شانه  
 جان من دست من زلف من کوکاو بود  
 تیر و کمر زده انگه ز در خانه چشم  
 یک بوسه بینش که گویم محلا دست  
 شب سیاه و ده بچو ناخن از انگشت  
 آگشته که ز بهر بار و خزان ما  
 تو از او انهم استی از دست نرا  
 زلف اگر زنجیر عدل آید چرا  
 نیست جز بید او در دیوان حسن

شوکت محمد اسحق بخاری صیقلی و از اعیان مضامین و طبعی جید فروش معدن باغی است  
 سبک و سخن دست افشارش و فکوه و معانی مسلح روی دست بازاریش پرورش سرانی بود از نجا  
 بهمانجا نشو و نمایافت و بنقادی لطف خدا و او تقدیر و در سوق نیکو نیمی راجع ساخت سالها  
 در بهارت و شمس بهر پرو روزی سر ز اسعد الدین کسی را در طلب شوکت فرستاد و آن وقت  
 بیدار بود و جواب داد و میرزا از روده شد و گفت یاران برینید که با شوکت چه بدر کرد و این  
 بشوکت رسید و تاثر شد و این بیت فرو خواند

منت الکیم را زانده وزیر خاک کرد  
 از طلائعش پیشیا نیمه با اسر کشید  
 و هر ساعت هر پانزده بار و در درویشی در بر کرد و سری بعد و با صفا کشید و باقی عمر  
 در دارالاسن از او اسیر آورد و چاشنی در دزدانق شکست که بر خیز اقامت میر عبدالباقی  
 صفایانی نقل کرده که من در صفهان بودم که شوکت بخاری در شریعت با صفهان آورد و گفت که

اودی سیدیم گاهی اتفاق ملاقات یافتند که او را بی گریه دیده باشم و اعزده که با او از دستهای  
 بودند میگفتند که تا او را دیده ایم چنان دیده ایم که خزانۀ عالمه گشت اول بار یاب کمال  
 و غویان محضر بر خور و آخر در آنکه از خلق بر روی خود بیست بسیار کم حرف می زد و در وقت  
 یکبار طلبی افطاری نمود و لذت آنرا جفا داد و از حد گذشت و بود و خبری که از خراسان پیشیده  
 تا نفس باز پسین تبدیل نیافت و بعد از طاعت همان را گفتن یافتند شیخ علی حنین در نزد خود  
 سال وفات او شد و نوشته و صاحب مرآة الصفا گفته بود که گفت اکثر مضامین دعائی  
 می بند و دعائی و قوی کم دارد و چنانچه بر تقدیر عیار سخن میرسد گفت و گویش اتفاق  
 افتاد و سی طراز و کان این صیرفی داخل این خزانۀ عامره نموده می شود  
 و از بیچگی شوقی بروی آشنایند  
 در شام غم خویش مرا صبح امید است  
 آن برای سرخروئی سی پیش از پیش کن  
 چون من صد بار میریزی و می بند می شناس  
 یکشت آتوان شدیم از نس گرفتار است  
 وقت آن شد که بک ویم از دست برد  
 دید و اوید بود ما یسیر گردان  
 تا تم و سوچ چنان دست بهم داده اند  
 هیچ مرگی نبود و نخت ترا از خود سستینه  
 میتوان داد و از آن کج و دهن کا هم مرا  
 غنیمت است جو آنکه که سوسفید شدن  
 چندی باوید و بشما تم خود را سستین  
 خود آراش و از ویشنی انگنه از پام

که از وحشت بشام دیده آموختند  
 گر نقش نگین تیره بود نام سفید است  
 چون گل رخسار آن سازید دست تو را  
 نیست و گیزی دمی از گشتن و بستن ترا  
 چون کعبه بین در آن تو از شش جهت مرا  
 چون حنائی سرناخن شده ام پا بر کعبه  
 گر و شش عید مرا سنگ فدا کن کرد است  
 خست و سینه ای می گریه ستانده است  
 پیش صاحب نظران آینه شست و دست  
 آن زدیم گر چه بسیار است از کم نیست  
 بعد از دست یک شبر گر مگردن نیست  
 خضر پیر این برگ خوشی آبی یکست  
 که دستش سوز از خنجر گلنگ فنا داد







شفائی اصفهانی شرف الدین حسین بن حکیم ملاطیبی حافظ بود و مراحل کسب علوم ابعث

نور دیده و حکمت نظری را بیشتر و زید میرزا صائب گوید

در اصفهان که بدر دهن رسد صائب کنون که بعضی شناس سخن شفائی نیست

حکیم نزد شاه عباس ماضی بافترونی قرب و منزلت استیاز داشت بعد که روزی در عرض راه

شاه را برخورد شاه خواست که از اسب فرود آید حکیم مانع آمد اما امرای همه پایده شدند حکیم

بگذشت چو بر مزارش غالب آمد میرزا قرداد میگفت شاعری فضیلت شفائی را پوشید

و چنان شعر او را پنهان ساخت لیکن در پایان عمر ازین امر ملامت میبویست موفقی شد فوتش در رمضان

سنة ۳۲۰ اتفاق افتاد و از او طبیبش دیوان جد و منزل و چند مثنوی ست مثل دیده بیدار

و نمک ان حقیقت و مهر و محبت این ابیات از دیوانش ماخوذ شد

در دل در آفرج گلکهای دلخ کن از خانه چون ملول شوی سیر باغ کن

خویش را بر قلب غم آخردل بیتاب زرد این کتان پاره کوسس خصمی مهتاب

حاکمی نو کو که بر درگاه او دادی کنیم مشت فونی بر چنین ماییم و فریادی کنیم

از زبان خنجر کین پرسش دلباکمن عالمی را طعمه شمشیر استغنا مکن

و اگر که خانه نشین کرده ست ماه مرا که شمع محفل افلاک کرده آه مرا

دیدم که خون ناحق پروانه شمع را چند ان امان نداد که شب را سحر کند

پرستاری ندارم بر سر بالین بیماری مگر آهم ازین پسلبان پهلوی بگرداند

مگر سینه من شعله بد و نرخ نفروشد تا محشر اگر جوشش زند حسام بر آید

بدوستی تو خمنند عالمی با من هزار دشمن و یکدوست شکل افتاده است

تخمرم و عده دیدار اگر دادی نمی رنجم وصال چون توئی را صبر این مقدار می با

مرغی چو چای دل من گشته اسیرت شکر آید این صید تکی کن قفسی چسند

تا غل زبش شمیم ز کوبش دم و دانا دل را ز اضطراب بهما بخا گذاشیم

آزرد و قبول دگرانش چه تفاوت  
گفتی که چشمد قاعده مهر و محبت  
شقایق را قاعده عمر در راه قومی بسیم  
ما نیم و حسرتی که علاءش نیکند  
خاطر از تو تسلی بگماست نشود  
آن شیخ که از خانه ببار نرفت  
غم عالم پریشاغم نمیکرد  
خی ترسید از دوی شقایق  
آسی در آغوش ملک پرورده بخوی کن  
بجو غم تو گویم که بیم رسوائی است  
بانتقام ابد اشتی میسر نیست  
تو بهاری که دلی نشکند از پهلوی او  
دامن دیده نگدار که در مذہب ما  
یک لحظه نپرداخت مراد او ر محشر  
خدا عشق مرا از تنگ رسوائی نگدارد  
گر نقد جان بهائی وصال نمی شود  
آن دل که نامزد بوفاسی تو کرد و ام  
تب غم دیده را دلسوزی شکر زیان دار  
مرآتیت به پنهان دیدنی کردی و خرسیم  
شوقی میر محمد حسین از سادات ساوه ست و طراح سخن با حلاوه میرزا صائب کلام اورا

آن بنده که در چشم خریدار در آید  
رسے کنی بود بجهت تو بر افتاد  
بکویت میرود یا از سر کوی قومی آید  
صدر روز وصل از شب بچران دراز تر  
چشم لطف از تو با ندازه خست دایم  
ست ست محمد که روحش نماند  
سر زلف پریشان آفریدند  
غم جانسوز جبران آفریدند  
شکرستان زیر لب داری ترش روی کن  
نہان کنم ز خیالت که بار هر جائی ست  
ز بس که غمی تو بر یک گناہ می جسد  
جای آنست که پهلوی خزان نشیند  
دل چو شد کشته دیت از قره تر گیرند  
این شکوہ جانسوز بحشر دگر گفت  
که بد بیتیایی پیرامن این راز میگرد  
از قاصد تو ذوق خبر میتوان گرفت  
کاری مکن که عربه جوئے دگر شود  
تبسم را مکن شیرین که می رسم بجان فتم  
که بوی رغبتی می آید از ازاران بها کرون  
سازد

تضمین میکند و میگوید

جواب آن غزل است اینکه میثوقی گفت  
چو شیر از دو طرف میکشدند زنجیر  
از ولایت خود بکشو رنبد آمد و مشغول عواطف اعتماد الدوله طهرانی جهانگیری گردید و بعد چند  
سه به جهانگیر باز شاه لازم گرفت و مدتی با قاسم خان جوینی بسر برد و آخر بولایت ایران معاده  
نمود و هاجا در گذشت طلای سخن باین چاشنی از معدن طبع بیرون می آورد

در عشق هر کجا که بلندی است پست است  
فیروزه جانان گردون برست است  
آسیر عشق و گرفتار قید تقدیرم  
چو شیر از دو طرف میکشدند زنجیر  
با خیال زلف و رویش میردم بامد شتاب  
یک قدم بر سایه دارم یک قدم بر آفتاب  
با قیام سخن از کشتن تن من میگویی  
کشتن این است که با غیر سخن منی گوید

## رباعی

دردا که فراق ناتوان ساخت مرا  
بر بستر ناتوانی انداخت مرا  
از ضعف چنان شدم که بر بالینم  
صد بار اجل آمد و نشاخت مرا

## رباعی

شو قه غم عشق دستانی داری  
گر پیر شدی عشق جوانی داری  
شمن شیر کشیده قصد جانها دارد  
خود را برسان تو نیز جانی داری

## رباعی

خوبان که بلای عقل و دین اندمبه  
بما نه چنان اند که می باید بود  
با اهل وفا بر سر کین اندمبه  
اما چه توان کرد چنین اندمبه

## رباعی

ترسم که ز حسرت جمالت میرم  
چه چندی که بشم بخجالت زنده  
می ترسم از آن که در خیالت میرم  
تو اشیع گذرانند ز خود مستان را  
نخوتان غریبه با چشم تو که بدن آرس

محرر سطور ترجمه این بیت بنظم عربی کرده و گفته

و طوفانك لا يسطاع حرب بهانغو يدافع سكران بحسن التواضع

شاپور طهرانی پیش خواجگی برادر حقیقی میرزا محمد شریف هجری پدرا اعتماد الدوله جهانگیر است  
شاپور فرزندی هم تخصص میکرد قصاید و لغزیه دارد و غزلهای دیوان زیب میرزا صاحب

کلام او را قاضی میکند و میگوید

صائب این تازه غزل آن غزل شاپور است که گران میرو و آنکس که توکل دارد

کلمات شاپور بنظر دانا مقصیده نسبت به دیگر اقسام شعر خوشتر میگوید و داد دقت و نزاکت

میدهد دیوانش حاضر است این چند بیت از غزلیاتش جدا نموده آمد

بشوخی تو سوار می بصد بر زمین شست تو تا سوار شدی فتنه بر زمین شست

گر چه در جاشی بزم تو داخل باشم رو خراشیده ترا ز غوغا باطل باشم

نگل جیدم ازین بستان نه نام با من بزم دلی پر در داز غوغای مرغانی چمن بزم

تا زک دلم چو کاسه چینی خدا را انماشت بر لبم زنی که ز فغان پرست

قدر من هست از بلند بهای استغنائی او ورنه دیوار من از دیوار کس کوتاه نیست

تا دنگاه دور که زندان پاکباز بر سیمنی زنند گم را که بگویند

سینه پر بخراوزن که شهادت اینجا ناقص است از مد کشته بقاتل نرسد

چو آبرم از پی رنج که ورت گری می آید اگر بر خاطر باد صبا بسیم غبار خود

میرود و قص کنان بر دم منی شاپور دامنش را بگذارد که کاره دارد

آتشهای خنفسان و دوزخو آید ازین بادل خسته خود و عده افغان دارم

گو میا بهر تلافی برگشته خود به که این صلح برنجیدن پائی نمکشد

هر تری که چون نیشکر از دست تو خوردم تا آهن پیکان یکی جز ویدن شد

عیب پوش خود نباشم عیب جوئی کس نیم در دندم و شکست در دندان نیستم

شاپور

نعم البدل و عده صد ساله وصال است  
 گفت غبارم و عریانی ست سکوت من  
 روشن نشد ز آتش ما چشم خانه  
 فرست عرض تمنا گو که درایم وصل  
 زین سر که فروشان توان باده خریدن  
 ورق بستیم از بزم بدر امید که من  
 در بدن ما نایب جان نا و کر مفرگان است  
 از جنون شاپو پویشیده ست صدالودگی

مشرقی قزوینی جامه زیب نرگشت بود و سوزان قامت مقرض طبیعت نجیاطی شاه عباس  
 بصری برد قامت بسیار کوتاه داشت طایفه خنجرین میدورده

تازه میسازیم باخن باز داغ خویش را  
 آب درنگی میدهم گلهای باغ خویش را  
 بختجوی توشت رنده جهان شده ام  
 ز بسکه سر زده رستم بجان همه کس  
 در وصل می میرم ازین رشاک که آیا  
 دست هوس کیست در آغوش خیالش  
 بیمار ترا کار رسیده ست بجان  
 که مردن او بیچکس آنز رده نباشد

شیرازی از شناسگران اعظم خان کوکلتاش بود و باراجه شیر بر در محاربه افغانه در  
 سده جاده شیب عدم میبود

بر اشاک که از چشم من خسته ریزد  
 طفلی ست که از صحبت مردم بگریزد  
 خیر ای اشاک در چشم از داغ بار میگری  
 کجا بودی که اکنون مانع دیدار میگری  
 شکوهی بهدانی صاحب طبع سلیم بود و شاگرد میرزا ابراهیم طراز سخن چنین می بندد  
 باید لای بلغ جهان همچو برگ گل  
 پهلوی یکدگر همه در خون انشته ایم  
 که همچون لب لعل تو نیاید بیرون  
 تیغ خورشید اگر خون بدخشان ریزد

شهرت الاهیانی در بخور سلم بود و بزرگ و بجزیره بسجی برادر است  
 شد قنار قبر بر من تنگ شیمی های خلق آنچه در هر گسست من در زندگانی بانتم  
 شعیب میرزا جو شقانی از محرران سرکار شاه عباس ماضی بود و بعد مدتی با مر وزارت قیام  
 داشت از دست

لبت ز خنده نمک بر جرات جان ریخت نمک ز تنگی جا از لب نکلان ریخت  
 زمانه دفتر و صابن حسن پوست را ز شرم روی تو بر دو بچا و کنگان ریخت  
 چو شب گیرم خیالت را با غوش سحر از بستم بوی گل آید

شهرت شیخ حسین شیرازی هلسش عرب بود در ایران نشو و نما یافت آخر سری به بند کشید  
 در کربلا رحمة الله علیه شاه بعنوان طبابت فوکر شد و در عهد شاه عالم با عزا و احترام بسجی برود و در  
 زمان محمد فرخ میر خطاب حکیم الممالک سر بلندی یافت و در عصر محمد شاه احرام بیت الله است  
 و بعد معاودت بمنصب چهار هزار ری سرانجام بر فلک چهارم رسانید و در شمس در شاهجهان آباد  
 بمرد شهرت مرد تاج انتحال است از میرزا ادوی از شعرار راست اندیشه و اطباء حدائق

پیش بود این چند گل از گلزار طبع او است

کی بر ای مطلی دل را سنور سستیم ماله وجه الله این آینه را پر دستیم  
 تو من شهرت منادارم و نی نام منخواهم فلک گردا گرد یک نفس آرام منخواهم  
 ای گل سب کوئی تو جبه از و ظلم کرد من خوار تو بودم که برون از چشم کرد  
 صبح شوماد و فر و غمت روزه عالم بگذرد یک نفس دم را غنیمت دان که این هم بگذرد  
 مر از لغت زدام آزاد خواهد کرد رسیدم ولی بعد از رهائی یاد خواهد کرد رسیدم  
 منقلب می آورد از باد دوستی حاستی هر کجا دیدیم آخر کرد بسیار سی که  
 خواب گران مردم بیدار کرد و مار بدستی عزیزان بهشمار کرد و مار  
 در خرابیهای دل برگزیدم و در خفاست و شکست افتد قلب خود ندارم فرست

زانکه من خاصیت ریزه مینا دارم  
 این قوم نمیتند ز این زیاد کم  
 نه کم از خا ظالم کس را مستگیری کن  
 دوست میدارم از خود دشمنان خویش را  
 هر که اویدم ازین طائفه آزاری دشت  
 در باطم عرض خلق کردنی کم مانده است  
 که نخل شعله اگر بار میدهد شتر است  
 برای مردم کم گشته خضر راه که دید  
 کدام واسطه پروانه را بشع رساند

شما دعات از سلطان زاد های قوم گلکست  
 بر مثال برنجی افتاده سلطان شادمان با وجود کنت زبان طبعی بغایت چالاک داشت و  
 شاهجهان پادشاه با فکرش همواره سرخوش بوده همیشه مورد انعامات فاخره میگرفت و تمسید  
 درج عالمگیر هم تصایید پرداخت این ایات ازوست

روشن دلان که حفظ خط جسم کرده اند  
 آنکه دل بگردش چشم تو بسته اند  
 دیگر مرده است ز سویی کشنگان خویش  
 چون شادمان بجاشنی شترش چکار  
 تکرار ساز می گلفام کرده اند  
 قطع نظر ز گردش ایام کرده اند  
 جان داده اند و کینفس آرام کرده اند  
 آنرا که از نخست می آشام کرده اند

شاه غریب میرزا از سلاطین موزون طبیعت بود و خوشحال نازک ادب است میگوید  
 بازم بلای جان عمر آن ماه پاره شد  
 ای دای آن مریض که رنجش دوباره شد  
 شاهی سبز وادی طوطی شکرستان خوش کلامی ست و در فن شعر استاد و سولی جانی

ازوست



خواجه

نور

ای

هر کس که شبی نشست با او  
بدر چشم قویار شد چنان ز کس  
شرف الدین احمدانی مخور جیدل بود و از خوشان شیخ کمال الدین ایل کوی  
زیست باغچه دست مرا بر دست  
که تن اینجا و دل سوخته جامی و گریست  
یک شب چه صحبت توان داشت با تو  
تلاش کنم مغرورم را از گویم  
شاه عزاز مردم سرکار محمد شاه پادشاه بخت شاهی متاخر بود و قطعا به معنی ایستادن فرا  
نسبت کند به میرزا بیدل درست کرده و در تلافی میرزا خان بر آرد و گدازه خیالات و گداز

چنین می بند دست

بچشم چشم شعله این غمی آتش میگرد  
رگانی حسن جوان چرخ چون باو ام میگرد  
اگر چه داخل بزم و سکه غیم و اسفل  
جدا از صحبت بهم چو سسلی چو ندیم  
شاه دلی امیر عبد الواد حسین و اسفل بلکرامی از شعراء و موفقیه صافیه و دودری و از سینه  
ارشاد و ارجا و حسن زینت نشسته سالکان سناج حق پرستی را بر استان کبریا رستا  
میفرمود و در فن غزل شاگرد و خواجه نظام و در انشائات گفته میر سید شاهر خبیر و از سینه  
مرو بکنک پو اول بسطع آمد  
و می بلطف نشین ناز خوشیش بر خیزم  
نم هر دیده برای غم چنان نبود  
ای بسا غم که بجز ماتم و در آن نبود  
راه مردان نبود سر سری ایل بشدار  
رخس از خوشیش و بخوشیش آید آسان نبود  
شیخ عبد القادر بر اینی در منتخب التوابع گفته میر طبع نظم بلند دارد و در غزلها با تمام قد شریه

از دی ی آید

زگر بیخانه موزم خراب خواهم کرد  
خیال غیر تو نقشه بر آب خواهم کرد  
کوته بگو قصه زلف تو در از دست  
یو را توان بست درین نافه که است  
دانی که خوش نویسی از از برای چیست  
لایم و اسفل و غم نیز واسطه است

شکسته و از همه صلاح کانی فاضل سعد صاحب حال بود و در سلسله علویه توفیق یافت  
داشت نوکری سپیدگری میکرد این چند بیت از وادوات عالییه اوست

بسیار گدازان چو کار افتاد از شیشه می حصه را کردیم

در حدیث دوست گشتی است بسیار بخود شمار کردیم

سر رشته عمر بود کوتاه چون نذر لطف یار کردیم

آینه غمبار بر نشاند از هستی خود گداز کردیم

بخواهی صیقل دهی سبزه سرشار بخواهی سواد سر را شب دیدم بیدار بخواهم

باید که در کویت زبان سایه ز بادم تنم بسیار میکاهد و لم بسیار بخواهم

شکستی شیشه دل را امید از چنان سازم ترا آینه می باید و لطم دید از بخواهم

شهمیه میر خاندی از مردم حوالی لاهور بود و سرخوئی می کرد و سخن طرازی می گفت و بهر سبزه

بست پروازی درید بپیشانی او ترجمه دراز نگاشته و در شیشه درگشت از و سبزه

اشک خون گرد گل و اسن قاتل گردد بچه امید دل سوخته بسمل گردد

چو آن مرد که فرزندش شود از بغض بفر هر چه شیشه که دوران کو برسد دل گردد

شاه تو میر سید محمد بن میر عبد الجلیل بگرامی و شیشه در شهرستان امان رسید و خانه به خانه

علو بود و وادوات فضائل و کمالات و ادم هر چه خصوص عربیت و لغت و محاضرات که در آن

فنون ریاضیه کسانائی از افراخت و گوئی سبقت از اقران می برد و طبی و قمار و ذبحی و نقاد

داشت و کیفیت چنانی که از چهره در گیر و شل اول ملوه می نمود و عکس که از صورت شخصی

مانند اصل بطوری آید بر آینه بگرامی نگین و خواهر زاد او است و در معده ای تصاویر

آین چند بیت از و بانش صورت شطرنجی درخت است

فرغ باد شش ای و بسیمای خانه ما را ز نور جلوه خود رنگ کن کاشان ما را

قهر و نه من بار نگار مرا قهر و نه من بار نگار مرا

اگر چو از منوچهر ناستخته دارد  
 نیست در عالم دیون غیر یونگر بربست  
 چشمم چون جبابه و صبر دریا باقم  
 چشمم دل چون نیست بنایده نظام بود  
 نمود زاهد مسکین و طایفه کج العرش  
 شب که در زخم وصالش صحرای مستعار بود  
 پرتی زادی که زلف او مرا آشفته تر دارد  
 بجز اشک بر دست نیست حاصل این دل و لبت  
 کجایم همه عالم ز نگران تو با بسند  
 کی نشینی در پناه چرخ گر خافلی نه  
 خط نیست در نهاد آینه خدا کس  
 نیستی ز رفیق عشق مقام بلند یافت  
 در بارش دل با جقدر ریشم روانند  
 در و غمش از می یکساله که بوی رسد  
 گراز چشمت آینه آب خنجرش باشد  
 رشته الفتوی کسستم سیل  
 در رخ او دیده ام حسن ال

دل که شود شواهد کشود کار مرا  
 هست این غزل امل رشته از کار مرا  
 چشمم پوشیدم ازین عالم تا شاید چشم  
 بجز در گرس در سیلان باغ بیدار چشم  
 من رسید ز پیر معان دعای مستوح  
 دستن در زلف شکستیم صافی شانه بود  
 هزاران نکته با یک و در سوئی کمر دارد  
 صد لفظ از گوهر خود بایه چشم ترا در  
 دل نیز کبابی مست که در خوان تو یابند  
 رخسار دارد تمام این چشمه با استوار  
 هکسی ست جلوه پیر از زلف خنجرش  
 همواره سیر چرخ کند شوسار عشق  
 آن قاصد دلجو که نسالی ست مبارک  
 زاهد صد ساله از مسجد خراب آید بر لب  
 که از میرت طعید شد فطرتش بسط را  
 بر کمر نهاده بستم  
 آید نه آمد بر بستم

شعیر منشی بچی زان او رنگ آبادی شاگرد میرزا و مرجم بود و تکه که شعر دارد  
 کی ناستش گل رناست و دیگر شام غریبان صاف و خوش و بدش است که تری بود و شش  
 از راه دور است بدش بهوانی او اس همراه عسکر عالمگیری وارد و کن گشته و راه و رنگ آباد  
 کجاست که ز شفیق در ملک ملازمان عالیجاه خلعت از شد تو اس نظام حلیان بهادر منتظم

گر دید و راز اول بایه ناک عشر رخت حیاتش با تشکده فنا سوخت از روی می آید  
 مرصعیم بوسه از لبهای شیرین تو میخوامم  
 اگر گناه تو بچا و حساب افتاد بکس  
 توان داد و ندادن مرا این شربت در دگر را  
 تمامان خدمت مشوق سعادت شدند  
 که راه می نشو و از سیاه مست و رست  
 عکس خود را دید چون چشم من نگین است  
 بال بیل بچمن مرود جهان گلست  
 گفت ای جو دلبر و گنجینه من نیست  
 رفتی به جانی که قربان آل آزار نیست  
 خون شود آن دل که با جانان لغت کرد

رباعی

خلاص من تو پیش رو باش  
 با یکم بظاهر و با من یکستا  
 با یکدگر اتحاد و سر و پاش  
 اگر چه ای دوست که هر چه من روی ترا  
 این نعل و اعدا و دجله باشد  
 هر که از این برود باز نگر دو حسد گر  
 خواهم از گوشت و پوستت بگریخت شفیق  
 دل من سوخته آتش سودا می هست  
 لاله دامن صحرای تنای هست  
 با سبزه زلفت تو زهار تقاضا کنم  
 این سپید تو ام ای شعله جلال من  
 شش و ناکش رکن الدین محمد و جان مست ساک  
 گر تو مگر گرم روی رفیق کنان بر شمیم  
 بود و شد آنجانی شد منست

رباعی

مردان حسد امین هستی نکنند  
 خود بینی و خوشی برستی نکنند  
 آنجا که محرومان می نروند  
 غمناک نباشی کنند و مستی نکنند

رباعی

در راه چنان رو که سلاست کنند      با خلق چنان زری که قیامت نکنند  
 در مسجد اگر روی چنان رو که ترا      در پیش نخوانند و امانت نکنند  
 شرف ابوعلی قلندر را صلاش از عراق است در پانی پت مضاف دلی سکونت داشت  
 از شاه پیر اولیا دهند دست در او آخرت که بریاض رضوان شافت این رباعی از دوست

## رباعی

آوازه عشق با هر خان رسید      در دلدل با بخولش یگانه رسید  
 از درد و غم عشق بهر جا که رسید      گویند زره دور که دیوانه رسید  
 شرف یحیی میری صوفی صافی بود و صاحب کمال کافی معتقد شیخ نجیب الدین فیروزی  
 و مرید شیخ نظام الدین مکتوباتش دستور العمل عارفان و کارنامه صاحب ایقان است و قاف  
 بهمد دولت فیروز شاه در شمس بوده این رباعی از دوست

## رباعی

چون خود نبود چوب بید آوردم      روی سید رموی سفید آوردم  
 چون خود گفتمی که ناامیدی کفر است      فرمان تو بردم و امید آوردم  
 شریف میر سید شریف جرجانی علامه زمانه و فاضل یگانه بود از کمال شهرت محتاج تحسین  
 دست ارادت بدست خواجه علاء الدین عطار داده صاحب تصانیف بسیار در علوم حق  
 و منقول است وفاتش بعمر هفتاد و شش سالگی در شمس اتفاق افتاد این رباعی از دوست

## رباعی

ای حسن ترا به مقامی نامی      وی از تو بهر دل شده پیغامی  
 کس نیست که بیت بهر مند از تو      اندر خور خود بجز عنایا جاسی  
 شرف نامش علی یزدی است سرخیل فضلا در ایران و سرآمد علما از زمان بود خصوصا در علم  
 معما کیتای روزگار میز نیست ظفر نامه در احوال امیر تمیور تالیف او است در اوسط آیه تیغ

### بارتقی متوجه گشت از دست

صبحدم شاد بگلچهره کشا میگرد  
 نفس باد صبا غالیه سانی میگرد  
 ببل شیفه در بزم چمن شب همشب  
 شکوه از محنت ایام حسدانی میگرد  
 شراری عبدی بیگ خواهرزاده پلاکی هدانی ست  
 بعد اکبر پادشاه بهمند آمده مشمول  
 عواطف خسروی گشت و در آخر مایه عاشق در گذشت  
 این بیت از دست

آن ناله که چیده تراز زلف نسیم ست  
 ویرست که در غمگه سینه مقیم ست  
 نغمین نشود طبع گل از ناله لبسبیل  
 فریاد گدا در وقت بازار کریم ست  
 شعله یسید محمد اصفهانی طیب با هر شاعر ساحر بود  
 در یزید بیضا گفته درین ایام در اصفهان  
 بحکم وراثت بطبابت اشتغال دارد و بزعم خود بوعلی سینا را  
 طفل نو آموز دستان خویش  
 می پندارد انتهی گویم در شعله لعل رفیع موت شده فوت گشت  
 مرزا جردان سخن نبض شناس

### قلم بود نیگوید

زاهد دهم تو به که مستی نکشم  
 با و خضر ز دراز دستی نکشم  
 حقا که بزیخ گزینش کنم  
 چون چشم تو ترک می پرستی نکشم  
 شمیم میرزا محمد حسین اصلش از گلزار شیراز ست  
 و گل وجودش در گلزارین اصفهان ست

در زمان نادر شاه بقضائی لشکر منصوب بود  
 در ۱۱۵۰ هجری بمکه شاه کشته شد منه  
 ز سوز عشق تو آنرا که نیم جانی هست  
 چو شمع تا نفس و پیر زبانی هست  
 شهو و لال بال کند اصلش زانکه پور مصفا  
 صوبه ال آباد ست در اوسط سنه ۱۱۸۰ گشت

### طبع نکته نخی و نظم گوئی در شسته منه

مکن اشک مرا بقدری شرکان تررمی  
 برین طفل غذا پرورده خون جگر رمی  
 چو شمع کی بود از سوختن فراغ مرا  
 فروخت نشق گویان بدست اغ مرا  
 بد دل پیران قیامت میکند یاد شباب  
 طاق لسیان جوانی کن قهر غم گشته را

بسم الله الرحمن الرحيم

شهید مولوی محمد باقر طهرانی از قوم ترک بوده تولدش در احمدآباد و کجرات اتفاق افتاد  
تحصیل علوم کرد و هیچ گزارد و خوشنویس شد و در بندر مشه با شیخ علی حنین بر خورد و در  
اورنگ آباد پادشاهان از واکشید بیشتر از خانه برنی آمد و مشغول انتقال بهجرات حجت  
القی فرمود از دست ۵

فرصت نیافت جان که برآید پی نثار  
شد مضطرب نفس ز غمش در گلو مرا  
کجا غبار ره یار سیوان گشتن  
هنوز بر سر خود خاک ریختن باقی است  
چون آمیزه ز حیرت خود میدهم خبر  
کیا برگر گشتند با و در و بر و مرا  
هزاران فتنه برپا میشود در طرقة العین  
کند گشتن با سر حشمت نمونایش را  
بآل سید گرم میوزم  
شمع کافور کرده اند مرا

بسم الله الرحمن الرحيم

شوقی مولوی غلام غوث گویا مولوی از احفاد قاضی مبارک شایخ سلم العلوم است بعد  
کتاب متداول فارسی نیکو داشت در علوم الهیه و ادب و عربیت شاگرد خوشنودست و از  
یاران صاحب تذکره نتایج افکار سید کلکته و غیره که در بدراس برگشت و وقتی ضلع گنهور  
گردید در آخر عمر چون مرض از و یاد گرفت قصد حیدرآباد و کن کرد تا اینجا چاره بیماری جوید  
اما بفاصله چهار کروهی حیدرآباد رسید و در سینه او دود وجودش به تند باد اجل از پا افتاد  
تا بوشش البشهر رسانیده در کتبیه بودلی بخاک سپردند قدرت الله خان مولف تذکره نتایج افکار  
نقصیده در مرثیه اش گفته که در تذکره مذکور مسطور است از ابیات شوقی است ۵

سر در برین آره که نازی به ازین نیست  
گویم سخن بوسه که رازی به ازین نیست  
کارم آخز شده از درد و گشتی آگه  
شیشه شکست و بگوش تو صدائی نرسید

بسم الله الرحمن الرحيم

شائق محی الدین علیخان از اولاد فخری سید محمد گیسو دراز است در او دیگر متولد شد و بعد از  
رنگ توپان ریخت شاگرد مولوی محمد باقر آگاه بود در عهد نواب عظیم جاهد خطاب فی فیت  
به سینه در گذشت از نتایج افکار است ۵

ز سودا چون بیا زارش دل پر داغ خود برم  
بگفتا کس نیکی دست داد خدا را نجیب  
در حجاب زلف کن نظاره روی یار را  
صبح امید از سواد این شب پیدا طلب  
نمیدانم کدامی شعله رو در سینه جا دارد  
که بچو شد شر را ز چشم گرانی که من دارم  
شجاع از شعرا کا شان ست بنا بر جوی که حاکم کا شان را کرده بود دیگر نیت آخر که  
در اصفهان او را در شکست بقتل رسانیدند

ترا تا رخس میدان تغافل نیران باشد  
سمند آرزو را پای رفتن ناتوان باشد  
شریف کاشته شاعر صاحب قدرت بود شعبه یارین نوع میگفت  
خزان مباحش که برگ و بر چمن بریزد  
بهار باش که شاخ گل یار آرد  
بعقل کعبه نوزوم بعشق دیر نشین  
چراغ هر دو ز یک قطره خون من سوزد  
شاهی از سادات کاپی ست خوش طبع و خوشگو  
از تصوف بهره داشته مرید شیخ سلیم  
چشتی بود چند گاه در ملازمت اکبر یا د شاه گذرانید و در آخر با قلی خان ناظم کابل بمیری برد

### از دست

استغفر الله از دل بی چاشنی درو  
پیکان بسینه بد که دل مرده در بوس  
شریف خوابی شیرازی در نظم و تشریف کمال داشته و بدرگاه اکبری بسر برده  
تاریک باو کلبه شخصی که هر نفس  
بر افتاب خنده ندارد و چراغ او  
فنا نهایت کرد و ارحی پرستان ست  
ولی بعشق تو این شیوه از این قدم است  
شعوری از شعراء عالی شعور مشهد مقدس است

انگنم سر پیش برگر در مقابل نیمش  
تا ز چاک سینه در آینه دل نشین  
بی تو چو خون نشان کنم در دوا دیده  
شریعت و سپین دهم جان بلب رسیده  
شهبانی آتش میرزا خان ست برادر میرزا حسن و اهب بوده و وزارت کا شان قیام داشته  
ز هر که بد شنوم در جواب خاموشم  
درین معامله است و الب بود و گوشم



شکونی از سخن بجان جربا و فان بود و دوازده شعر از زمان آرزوست

ز حرف آمدنت خون شوق در جوش است      بیا که دل بمحب لذتی هم آغوش است  
در سواد عمر بن آن دوزخ نیتاب      رسته بازاری است کا بنجا میفروشد آفتاب  
چند آنکه یا مال شدم بر سر آمدم      این ماجرا معالیه آب دروغن است

شفیع الله از خوشگویان اصفهان است و تن معنی را جان منده

روزی که ز عصیان قدم منم گردد      خوش باش که لطف حق مقدم گردد  
و آنکه چرا جزا بفر داد افتاد      چون فاصله شود غضب کم گردد

شاه جهان تخلص نواب شاه جهان بیک صاحب رئیس دلاور اعظم طبقه اعلائی ستاره نهند  
والیه حوزه محروم ملک ریاست بجهوپال است و ولادت با سعادتش بقلعه اسلام گمره کوهی

بلده بجهوپال در شصت و هجری اتفاق افتاد پانزدهم محرم شصت و سه بعد وفات پدر بزرگوار  
بحکم گورنش عالیجناب والی خود خلعت ریاست یافت و در کنار مادر مهربان نواب

سکندر بیک صاحب مرحومه تربیت هر گونه گرفت و فنون فارسی و خط و کتابت و سلیقه سیاست  
مدن و نظم و نسق ملک اکتساب نمود و هجدهم شوال شصت و سه هجری بعمر بیست و دو سالگی زمام

اختیار ریاست و اقتدار دولت بدست مادر گذار داشت و خودش اکتفا بولایت عهد و متول  
خاص خویش نمود و در شصت و سه هجری غره ماه شعبان با استحقاق کامل از طرف ابونین صدر نشین

کاشانه ریاست و اورنگ زیبایوان مکنّت و دولت گردید و در شصت و سه هجری ببلد طالع  
و استر ضا گورنش بجهدار و میو گورنر جنرل متوفی موفق بتادیه سنت نخل ثانوی با حشر

سطور شد که میوه و آخری بیخونکها بقیه کیعد و تاریخ این تقریب است و در شصت و سه هجری  
ماه مبارک رمضان بدر بار عظیم الشان لار و ناهمه بروک گورنر جنرل هند و ستان بمقام

نمبئی خطاب درجه اول نمبئی و منغه ایشار و نشان شاهی و سند عده گردید که کندرا ایشار آف  
انڈیا بدستخط وزیر اعظم گلستان و مهر ملکه ذی شان صفاش گردید و بجزایع از و فرادوان

شکونی

شفیع الله

شاه جهان

استیاض مختص شد و بجا و ذیقعه او آخر ۲۸ هجری بدرالاماره کلمته بتقریب و روشا هزار  
پرنس آف ویزنزل عزت و اجلال کرد و حصول تمغه جدید و تحف مادره اقلیم فرنگ  
ممتاز شد و از جانب دیسرای و گورنر جنرال مذکور و شاهزاده مسطور مورد عنایات بیغایت  
گشت نامه نگار نیز درین آمد و شد با همراه بود و در هر بزم و آنجن رفیق بلا اشتباه حال این  
ریاست علیا و در کتاب حج الکرامه فی آثار القیامه تالیف نگارنده این نامه بوجه اجمال بمثل  
مسطوب است و در کتاب تاج الاقبال تاریخ پنجوبال علی وجه البسط و التفصیل مذکور و تعرض بذکر آن  
درین جریده ضرور نیست مدعا اشارت بذکر جمیلش درین نامه است که بدو نش این چاره چکامه  
دلپذیر گرد و کیفیت که بیان محاسن صوری و معنوی و مشیخ اوصاف حسنه دینی و دنیاوی و  
تحصیل حاصل است و تحامد انتظام مالی و ملکی و صیانت ضوابط سیاست مدنی و قوت تدابیر  
شخصی و فوعی و اصابت رأی و تفاوت طبع دین پیرای او و علوم هر عالم و جاهل زبان و دوز  
گویا عروس و بهرست و عصر حکومتش عین خیر و برکت درین آنگاه هندی جزوی زیبا و انسانیکم و خیر  
عالمگیر یا شاه کسی بتر میت اهل علم و فضل و اصحاب هنر و کمال با چنین همت خدا داد و پیر دخته  
و پیر فلک را با چنین زیست دراز و عمر عریض نفیضش درین ادوار بگوش نخورده عرب و عجم  
به شامی حال و قالش یک زبان است و اسود و احمر بار عای عمر و دولتش عذب البیان مجموعه  
لطیف از قصاید شعرا و فرس و تازی و هندی در مدحش فراهم آمده و صیت کرم و جودش  
غالبه با نظر عالم انداخته طبع و قار و زمین قدا و ادش بر خلاف طبائع زمان این زمان  
مناسبتی با سخن دارد و بواجب و هنر اشغال ملکات و انعام فرصت از امور دولت و مقتضا  
موزونیت خاطر گاه بیگاه بی اختیار حرفی موزون و سخن پر مضون سر برینزد و این بیان ناند  
که در زمان پاستان و عهد قدیم اسلام زمان عرب عرا و شاعر طبع می بود و دوزجه هنر عانی را  
بیشته مبنای سبکشد و چنانکه اشارتی باین مدعا در دیباچه این نامه رفته و رفته معلوم است  
که درین هنگام که نفس پسین گیتی است و کسا و باز از فضل و هنر بساط علم و فن از زمره

مردان مطوی گشته و گرمی هنگامه اهل کمال سروده تا بزنان که پایی دال بگوشه حسنه  
 شکسته اند و از کتساب فضل علیه محروم گردیده چه رسد اتفاق بخت و بخت محض عزت  
 صرف است که در پنج روزگار چنین کس از طبقه زنان و زمره نسوان بر خیزد این ابیات  
 بطور یادگار از کلامش بنا بر ضابطه در اینجا حواله زبان خامه مدعا گزاشید و سلمها المدها  
 شود و بخت من و گفتار رقیب و حسدش بر سر زخم شکستم نگذاشته چند  
 سخن سحر نوایان صفایان حالی است طوطی ناطقه دارد و شکر تانی چند  
 چون بال و پرافشا ند چون دامم برد صید یک ز صیاد بریدن نتواند  
 مشکل مرض است این که بفریاد رسیده آنکس که بفریاد رسیدن نتواند  
 چو ز عمارت پرسم چه بلا جواب گوید که هزار جا بیستم هزار جا شکستم  
 پی قدر ناشناسی که بر انگان نگیرد دل بی بهائی خود در ابعث بها شکستم

## رباعی

در یافت عطای کبریای ما را در حضرت دوست جبهه سالی ما را  
 چون ناجزی از پادشهان مقبول است نازم که کشد بپادشاه ما را  
 آئی شاه جهان و رازشده عمر گناه شد نامه اعمال تو چون قیر سیاه  
 نوسید مشوک و او گر هست حسیم کوه گنبد شود بوزن پر کا ۴۵

## رباعی

این غم در از سر من عیدان بوده یکبار ترانه چشم گریان بوده  
 با منم اعوجاج بخشش خواهی گر نیست عمل بسا پشیمان بوده

## رباعی

گو بهر گناه و وقت فرصت باشم در طاعت حق کینه همت باشم  
 نوسید نیم که نا امید می کفر است هر خطمه امیدوار حمت باشم

و قتی بتقریب انشا دغزل شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کہ در ترجمہ شان گذشتہ بحسب  
فرمایش ایشان انشا رغزلی در همان ردیف اتفاق افتاد چون خالی از لطف عبارت  
و حسن اشارت نیست در اینجا ثبت می نمائیم

دل برد ز من تا جوری شاه شهبانی	لشکر شکنی تیغ کشته آفت جانے
خورشید و شمسیمبری ماه لقای	جاد و ننگی کجکلی جور نشانه
کی مرتبه ناز دوری فتنه پرستے	پیمان شکنی جور گری شور جهانے
در مملکت حسن شرہ صدر نشینے	در زمرہ خوان جهان باج ستانی
باروت فنی ماه رخنی یوسف عہدے	عیسے نفسے خضر ہی سحر بیانے
غلمان روشنی خلد و شمسیت حیات	کوثر منشی آب بقارطل گرانی
بیداد گری عہدہ خوجور پسندی	خاطر شکنے تیر قدی سخت کمانے
از حالت دل با توجہ افسانہ سراید	شوریدہ سری جور کشی خوار جهانے
مجنون صفتی کوہ کنے خانہ بدوشی	بی تاب دلی ریش تنی سوخته جانے
نواب نخواہد کہ ہجبر تو بمسید	ای جان جهان وعدہ وصلی و امانی

شہید مولوی غلام امام شہید بن شاہ غلام محمد مرحوم از بزرگان قصبہ امیٹی لواح لکنؤ و شہید  
شہر اہندوستان ست مداح جناب مصطفی و حاجی بیت اللہ و لقب بعاشق رسول اللہ صلعم  
آباد کریش ہمد گوشہ نشین قناعت گزین بودہ اند کسب علوم متداولہ بخندست مولوے  
حمید رحلی صاحب منتہی الکلام کردہ و در زبان فرس بہرہ وافی و کافی اند و ختہ اگرچہ اصلاح  
سخن از قلیل و مصحفی و شیخ غلام مینا ساحر گرفته اما تعلیم نام از آغا سید اسمعیل باز درانی یافتہ  
و آغا سید محمد اصفہانی و میرزا ناطق مکرانی ہم طرح بودہ و در ہر مشاعرہ گوئی سبقت از مخمور  
رہودہ از ایران قاضی محمد صادق خان آخرت چہل سال میگزرہ و کردار آباد بارہ محبت  
محشی شرح چمنی بدین شرح موافق و غیرہ کہ نیز از بزرگانیش بودہ اند بمقیم آستانہ توکل ست بہت سال



خون او به آرد می آید و به پادشاه نشسته به ستاد و بعضی سوارات به سارست به کار بر دم  
آید با و از در حصار و بسته بسته حرمه و بند که اگر شعری از آن پست بناظر خاطر افتد غرضی  
نوازش و خاصه نوازش است و الا با پست شدن بگوید و از قش سوختن بماند و بعد از طبع از تکرار خود را  
استحقاق خطبه یا خطبه می پندارد اما منتی حق اینست که اگر چه هر ستور را تا مال انصاف نشاید که  
درین عالم صورت با وجود قریب و جوار سوطین نیست و اما همیشه با سلسله ملکات الهی  
بناشته طالع الله بقاء الفت و معنی با ختم نامی ایشان بسیار است و به و در به خطم هر یک حرم  
ایشان را مقدم به شعور و حاضرین می پندارد و با نشان و خطم بریدار و بنا به خطم با بیات  
چند قیج طبع از حرم ایشان در اینجا ثبت می افتد و در به خطم شش شش سلسله با غنچه صنوف آید  
فصاحت است در قش بیان و معانی با جان و کلامش با ای هر دو و از این به ایشان با آرزوین  
منه سلسله الله تعالی

بخش مشک به کام محاسن بیان ما  
تسکین و نقش وونی گشته ای سینه ما  
چون بوی گل بدوش کسی نیست بار ما  
نشان از نزاکت تاب حسان طبع عالی ما  
و از خوش تشویش و کشیم ساق ترا هستم  
سکان جان از خالی زانجا است در کشتا  
بکج این نفس نمی پدید آن آرزو دارم  
بیک انتظار می باید سر با آب گردیدن  
خرامان آمد و زود بر فراز این سر با سینه  
بگوشه شانه کن از خواب به علم سر با کشتا  
بجو شیدا تشنگی افکن قفل صبح و آتش کشتا

گویا زبان تو بود اندر دمان ما  
عکس مانیز گنجینه در آینه ما  
بر دامن نسب از نشینه شبانه ما  
جایگاه از آب دریا به ساز و جام عالی ما  
فروزان میگفتن زین شمع فانی خیالی ما  
تو در خلوت سرای دل بیادشون کرد کشتا  
به قدر دوم بر سر این خنده زانچون شمر کشتا  
و الا چون جفا با خودیش بگوشه چشم کشتا  
که چشم از خواب غفلت او شوشه چشم کشتا  
پی صید زلالان حرم و ارم با کشتا  
فصلیه از چهره آیدان کیش بشیر قبا کشتا

همیشه نامه اعمال خواهند از سید کاران  
 اسیران نفس و اخصصت سیر گشتان دو  
 سرای عقد و شکل شدیم چون شبنم خاکیان  
 تیرت عاشق پرین رشک اگر خدای را  
 خسته دلان ز هر طرف مشتعل انداخته است  
 از سبب و راستان پایش تو گرم است  
 تشنگی مراد دل بر لب ز غمزم آورد  
 چشم هر سو سبیل سبیل سبیل با شود  
 رو نیز از تشنگی دوست زنده بر است  
 آن شوق سست کار با هست و با نیست  
 که زنده کند گاه کشته خسته دلان را  
 خون گرم ز لب کعبه پاست تو گردید  
 دل بر آید با جذب محبت بر دوزخش  
 هم نیستی زنده از نیستی یادید  
 بشوی و وصل تو هر دو بخار زوای است  
 نامه است نشانی ز دل بجز نیستی  
 و سلی نماز که هست از دکان عشق خود  
 شایم پروردگاری زلفت از سیر و  
 زبان خاسر بر آورد و یو صفت کمر  
 زان را بیک کرشمه و لکشی گرفت و فرستاد  
 این آمدن برین زخم نبوده است

بیا بر چادر چهره زلف و شکست با کشتا  
 گره از کاکلی چپان خود ایو بر با کشتا  
 تو به خود رشید طاعت بر سر بالین بیا کشتا  
 سایه نیافریده اندک آن قدر در پانی را  
 نصیب یک نظاره ده زگر سر به پانی را  
 جانب و عثمان نکلن تو من باور پانی را  
 زمره خوان معجوق خضر برهنه پانی را  
 گریه بهشت و آفتی منقلب حلقه زانی را  
 بارشما قبول کن عذر من گدایی را  
 چون عکس کن آینه جدا هست و جدا نیست  
 طریقه گمشد حکم تضاد است و تضاد است  
 داند همه عالم که خدا هست و خدا نیست  
 و یوانچه روانه که کعبه هست و کعبه نیست  
 مردن بگمان تو نفسا هست و فنا نیست  
 قدم بجا که سپردیم و حستجو باقی است  
 حجب که کاسه چینی شکست و بوقی است  
 و اگر در دوزخ از آن بپار سوزانی است  
 پرید از گل پر مزه رنگ و بوی است  
 و خوش از آن وین تنگ گشتا باقی است  
 سر گرم عشقه آمد و آتش گرفت و رفت  
 تیرتی گلنده بود ز تر کش گرفت و رفت





گل‌بانگ ز دم بر قدم جان چو سبندی  
خوش بوی میخس کرم درستم  
صد شکر که صید ملک الموت بمشتم  
جان را بدین تیر کس کرم درستم  
هر جا که از آن لعل شکر فاختی زنت  
پرواز بهال گیس کرم درستم

شهر حافا خان محمد خان بن مولوی غلام محمد خان بن حافظ غلام حسین خان رامپور  
سلطانده تعالی شاگرد رشید میرزا اسد الله خان غالب دهلوی ست نفوذ نظر بر شیوه استاد  
می نگار و بازار سحر سامری می شنکند و با وجود شغل ملازمت ریاست بھوپال بجز اهش فطرت  
مشق فن سخن نیگزیدار و در فصاحت مسانی و بلاغت معانی یا پیشینیان از خاطر می باید  
اکثر قصائدش در مدح نواب شاہجہان بیگم ریسہ عالیہ بھوپال و این جمعیہ زیست و شطری از آن  
در او اتر تالیفات محروسہ مطبوع گشته اعادہ آن درین جریدہ مختصر ضرورت ندارد و مطابق  
ضابطہ می چند زادہ طبع بلندش در اینجا ثبت افتاد

ای فلک این نہ تلافی ست شب ہجران  
رنگ در باختم شب بزر بر دستی ما  
ای شہیر آہ زمعر ج وصال افتادیم  
آسمان اوج فروشی ست سر پستی ما  
بروئی خاک عجب او فتادہ ہستم  
کہ تا زمانہ در انگشت بر نہ داشت مرا  
جفای جہنم حریف دل شہیر نشد  
تضاد بست ستم پیگان گذاشت مرا  
دیدنی جملہ سراپاں بود برق شتاب  
ہان و ہان چشم سہ نخت پریشان نظری  
دوش گلچین گلستان بہارش بودم  
کہ بگلشن نگہی گاہ بدامان نظری  
آیینہ را در آتش غیرت بسو ختم  
کس جلوہ خریدم و حیرت فرو ختم  
ایک سہرا غ من بری در تیر پاش نگری  
چون من خاک پای را بخش کجا مزار کو  
طبعم ازین جنون بجنون دیگر کشد  
راہم ز خار رہ بسوے نیشتر کشد  
تکین فروش یار وجودیو انگان مرا  
این اضطراب دل بسوئی را بگذر کشد  
ای ضعف من برای من عمر خضر طلب  
تانا لہ شہیر ز در و جگر کشد

تشبیه از کمر نه و نبو و کمر زیار  
 مان و مان لیلی مراعات دل لان میس  
 شهیر لاغر از رستی سیم لاف  
 چه نادر باغبان صنع نقش این چمن بند  
 یکی را سروساں آرد و بخلو نگاه آزادی  
 آیکه چشم تماشای سرباپای تو شد  
 چمن ترا ز دل داغدار هجران کشت  
 ز دست دامن خود پاکه استن بکمر  
 قتیل خنجر بیداد جا بلان نشدم  
 نه گل نه غنچه نه گلزار را نشان بقیت  
 جدا از طاقت و صبر و قرار جان باقیست  
 بنفع صور فلک ریختن عجب حرفت  
 تو باش و شکوه بی مهری گل ای بلبل  
 گمان سبز من ای سوز غم که نادر م  
 گذشت غالب و رفت از جهان بهادر شاه  
 بیطاقتی و ما و دل ستمند ما  
 سیری بر آسمان و زمین ست ناله را  
 همگام وصل یار چه باکی ز چشم زخم  
 رفعت و در افتاد و استادگان بود  
 آشفته و دوزخ محمد شرم شهیر  
 نبود دهر و دوا عالم به ازین و کار کردن

بیطاقتی مرا بهوائی کمر کشد  
 کش برای تو جرس کردند و حمل ساختند  
 که اندک ز بجای تو در گمان برداشت  
 که وصف او بود بلبل چون نقار سخن بند  
 و گر چون رشته برگدستهای انجمن بند  
 حسن تو و سوسه فرمائی تنائی تو شد  
 فغان که عشق مرا کشت و در بهار کشت  
 چراغ عمر جگر تشنگان بد امان کشت  
 شهیر قطع نگاه سخن شناسان کشت  
 ز بلبلان خس و خاشاک آشیان بقیت  
 چو ره روی که رشکگیر کاروان باقیست  
 هزار ناله کشیدیم و آسمان باقیست  
 بهار بلغ اگر بگذرد و خزان باقیست  
 بسا که سوز اگر سوخت استخوان باقیست  
 شهیر باد که نواب قدر و ان باقیست  
 ای پر غرور مابت ما خود پسند  
 پست از بلند می نشاند سیمند  
 در آتش فراق بسوزد و سپند  
 پستی بنزاج فروشد و بلبلند  
 ما را بیا م عرش رساند کند  
 ز من اضطراب دیدن ز تو بقرار کردن

این شعر از کمر نه و نبو و کمر زیار  
 مان و مان لیلی مراعات دل لان میس  
 شهیر لاغر از رستی سیم لاف  
 چه نادر باغبان صنع نقش این چمن بند  
 یکی را سروساں آرد و بخلو نگاه آزادی  
 آیکه چشم تماشای سرباپای تو شد  
 چمن ترا ز دل داغدار هجران کشت  
 ز دست دامن خود پاکه استن بکمر  
 قتیل خنجر بیداد جا بلان نشدم  
 نه گل نه غنچه نه گلزار را نشان بقیت  
 جدا از طاقت و صبر و قرار جان باقیست  
 بنفع صور فلک ریختن عجب حرفت  
 تو باش و شکوه بی مهری گل ای بلبل  
 گمان سبز من ای سوز غم که نادر م  
 گذشت غالب و رفت از جهان بهادر شاه  
 بیطاقتی و ما و دل ستمند ما  
 سیری بر آسمان و زمین ست ناله را  
 همگام وصل یار چه باکی ز چشم زخم  
 رفعت و در افتاد و استادگان بود  
 آشفته و دوزخ محمد شرم شهیر  
 نبود دهر و دوا عالم به ازین و کار کردن

همه عسر خویش عیشی که بخواستم نداید  
من وزین پس آرزوی غم و زنگار کردن  
ز کجا که سرمه سازد پی چشم پرمارا  
که فلک نخواست خاکه سر بگذارد کردن  
چو صفادریغ باشد بکدرت قانع  
که توان شهیر را بدلی غیب را کردن

### حرف الصاد المهملة

صاحب میرزا محمد علی تبریزی اصفهانی امام غزالی طرازان و علامه سخن پر دازان المیزان  
کلام و درایع را بیت غالباً کلام امام امیر معانی و مجتهد علماء متخذهانی است در خزانه علمه گفته  
اگر او را راجع برسل ثلاثه شعر گویند بجاست و در سر و آواز او مشتمل از آن صبی که آفتاب سخن  
عالم شود و بر تو افشاند معنی آفرینی باین اقتدار سپهر دوار بهم نرسانده و خود میگوید  
ز صد هزار سخنور که در جبهان آید  
سیکے چو صواب شود و مال خبر نیست  
حامل لواهی فصاحت مشاء اعلا اکمل باغت نور نجابت از انصیه کلاش پیدا المله شرافت  
از سیاهی بیانش بود با قوج فوج صفائین بر بسته متقا و جنابش خیل خیل معانی بگاینده ضار  
جوابش ذوق سلیم در حدیقه اشعارش بود بر کردن مسرور و دهن صبح و در زین افکارش لذت  
تازه اند و متن مغرور فکر نیز گش موجد عبارات رنگین جعل بسطیش مختصر و ترکیب لفظش نال  
تقریرش در کمال روانی لآلی تعبیرش در نهایت غلطانی بآیه دقت خیال با وج کمال رسانیده  
مع هذا اصلا اثر تکلف گرد کلامش نگردیده و این کیفیت در کلام صفاء دیگر کمتر توان یافت  
قصیده و مثنوی هر دو دار و اما مشاطه فکرش نیز همین بود و سخن غزلش نیز پر داخته و آیین غزال  
رعنا را بطرز تازه و انداز خاص جلوه افروز ساخته و از جمله شرافت او صفات او یکی است که  
باین جلالت شان و رفعت کان از شعرا و هم عصر و قدما و دیگران و زده و دگر و بجا نیاورده و بگویند  
ز بارها زخم بکس آنسانانسته بدشکل از که خدا باین معتبر تبارزه عباس آباد اصفهان است  
میرزا در اصفهان نشو و نما یافت و بعد وصول سن تمیز احرار حمین محترمین بر بست و شرف نایب  
علی انداخت و با آنکه شی الزم بود در بیان ایرات بآن کمال اعتبار عقاید و درین حفظ کسر را

علم و یقین مقبول خاص و عام گردیده چنانکه باید و شاید زندگانی فرمود و در عین عمو و از  
بحرین مکرم قصیده در منقبت شاه خراسان انشامویدی از ان نسبت

عبدالحمد که بعد از سفر حج صائب  
و در عین شباب آخر عهد جهانگیری متوجه هندوستان گردید و ظفر خان ناظم کابل بکنند حسن خلق  
صدید کرد و لوازم قدر شناسی نوعی که باید تقدیم رسانید باز میرزا با ظفر خان در رکاب  
موکب سلطانی سری بدیار کن کشید و از پیشگاه خلافت بمنصب شایسته و خطاب مستغنیان  
عز امتیاز یافت در ایام اقامت بر بانپور پدر میرزا خود را از ایران دیار هندوستان رسانید  
تا او را بوطن مالوف برد میرزا پس از نگلشت کشمیر جنت نظیر عازم ایران دیار گشت و تا آخر  
ایام حیات نزد سلاطین صفویه مکرم و معزز زیست و در مدائح ایشان قصاید غرا پر داخت  
تا آنکه در شتبه جهان گذشتنی را بگذاشت و در اصفهان مدفون گشت دیوان میرزا قریب  
هشتاد و هزار بیت بخط و لایت بنظر رسیده و میرزا نسی و سه غزل متفرق بخط خاص بر جواشی  
آن نسخه قلمی فرموده اشعارش عالمگیر است و مستغنی از ضبط تحریر و ربطا تعبیر چند بیت بنا بر التزام  
پیرایه این مقام می شود

زبان لاف رسو میکند ناقص کمالان را	که رو بر خاک مالد پریشانی بسته بالان را
نه آذرونی بصیرت سایه بال جانانست	سیه مست است دولت تا کجا نیز دکنجاست
از تماشای پریشان جهان دلگیر باش	واله یک نقش چون آیمه تصویر باش
هر سچ همدردی نمی یابم هنرایی خوشین	می نهم چون بید مجنون سر پای خوشین
ز نگین تراز خناست بجزار و خزان ما	بر دست خویش بوسه زند باغبان ما
جلوه برق ست در سیخانه بهیاری مرا	از پی تغییر بالین ست بیداری مرا
دکم بپاکی دامان غنچه میلر زده	که بلبلان همه ستند و باغبان تنها
آمی برق بی مروت پارسه شمره بگذا	هر خار این بیابان رزق برهنه پاکی است



بسا غرض احتیاجی نیست چشم نیم بستش را  
 درین دو هفته که معان این چمن شده  
 آبی خوبی امید باین دستگاه حسن  
 رمزی ست ز پاس ادب عشق که مرقع  
 نقش پای زلفگان هموار سازد راه را  
 مکن اعانت ظالم ز سارده لوحها  
 و طلب باین زمان امت پروانه ایم  
 ز صدق و کذب سخن سنج را گزیری نیست  
 ما حجاب آلودگان ز اجرات پروانه نیست  
 صفای سینه مراد حرم کند فتیل  
 نیز نگ چرخ چون گل رعنا درین چمن  
 صاحب زلفانک مطلب ترسب انسان  
 نیست از منصور گردانه میگوید سخن  
 جان مشتاقان غبار جسم را حصر بود  
 از سعی کا عشق شود حسام بیشتر  
 نه آن جنسم که از قحط خیرد از بهانم  
 بهر حالت که باشد گردگشتن چون مبادم  
 گناه است شپ و صل گر بود کوتاه  
 شاعر حسن تکمین شیوه عشق ست بیابانی  
 و لکم هر لحظه از داعی بدایع دیگر آینه زد  
 تا نظر و اگر دهم چون شمع در بزم وجود

که می جوشدی از پیانه چشم می پرستش را  
 بخند و لب مکش از روزگار کچمین ست  
 این یکد و بوسه گزشتاری چه می شود  
 شب نوبت پرواز به پروانه گذارند  
 مرگ را داغ عزیزان برین آسان گذرد  
 که تیغ سنگ فشان از سیاه میسازد  
 سوختن از عرض مطلب پیش ما آسانست  
 چو صبح تیغ جهانگیر مادم و دم دارد  
 گرد سر گردیدن ما گرد دل گردیدست  
 چه شد برون ز فرنگ آمد هست شیفته  
 خون دل از پیال از زمیسه بد مرا  
 آینه بی پشت چه دیدار نماید  
 از زبان شمع این پروانه میگوید سخن  
 زود تر آخر شود شمع که روشن تر بود  
 بیچ بمرغ بال فشان دامن بیشتر  
 همان خورشید تابانم اگر در زیر پا افتم  
 نیم کمت که از گل در پریشانی جدا گردم  
 کند بوسم حج کعبه جمع دامن را  
 بپایان تار سدیگ شمع صد پروانه میدنود  
 چو بیماری که گرداند ز تاب درو باین  
 گریه از هر سر میوم بر آه افتاده ست

درخو بر پروانه ام بزم جهان شمع نیست  
 روشن شود چراغ دل ما ز یکدگر  
 پیش ازین برگردد گشتن چنین رسوا نبود  
 نتوان بگوید غم دل ما را شکست داد  
 در سکر زن پیچ که این رخسار فساد  
 سبندی را بتعطیم دل ما نامزد فرما  
 دامن کشیدن از کف عشاق سهل نیست  
 صرفی صلاح الدین ساوجب چندگاهی در گجرات بود بعد در لاهور آمده بود وضع درویشان  
 بسمی برود و همراه فیضی بدکن شتافت و از آنجا سفر آخرت اختیار نمود صاحب یوانست

### آزوست

گافروش من که خواهد گل بیازار آورد  
 ز راه کعبه ممنوعم و گرنه میفرستادم  
 با تو رشکم کشد و بی تو جدائی میکند  
 میکشم اینمه از دیدن و ناویدن تو

### صانعی از معاصران جامی است این مطلع از دست

آتش دل شعل ز دجان عزم فتن میکند  
 شمع در هنگام رفتن خانه روشن میکند  
 صبحی صبح روز سخن است و شمع انجمن ارباب این فن در عهد جامی بود این مطلع از دست  
 ما در من اشب بنور خویش این کاشانه را  
 ساز روشن ورنه آتش میزنم این خانه را  
 صرفی شیخ یعقوب کشمیری یوسف کفان خوش حرفی است عالم کامل و صوفی شرب بود  
 اکثر مشایخ غریب و عجم را در یافته و زیارت حرمین شریفین سعادت اند و خسته سند حدیث  
 از شیخ ابن حجر کی مفتی که حاصل کرده و بدرگاه اکبری مقبول محترم زیسته و دستنایب کشمیر  
 رفت و هاجم حله آخرت پیو در آخر عمر تالیف تفسیری شروع کرده لیکن اتمامش ننموده

جامی

جامی

جامی

جامی

شاعری دون رتبه است آذوی می آید

بر سر دار برآورده دهن نرگس را / کز عروسان چین نفوذ ز رزدیده است  
برائی عاشق زاری که در کوئی بیان نقت / بلامی گر نباشد بر زمین از آسمان افت  
صبور می تبریزی ولد قادر بیگ سعیش بزرگرمی / و جوهر فروشی میگردن طبع خوشی داشت  
و سخن سرسری میگفت از دست

بسکه در هر طرفی جلوه نمائی دگر است / دل بجائی و گردیده بجائی دیگر است  
رحم است بنویسنی آنکس که بمشتر / در نامه او حرف وفا نمی تو نباشد  
بقدر رخسار یک روز که تو ما را هم / شکیب هست و سله روزگار میگذرد  
طرفه عالی است که عاشق شب چرخ دارد / خواب ناکردن و صد خواب پریشان بین  
صادق بیگ از جماعه افشار است و زلف نقاشی بد طولی و در شاعری سلیقه علیا  
داشته و تذکره در احوال حاضرین خود نوشته آخر بکتاب داری شاه عباس مامور شده  
بسبب تنگ حوصلگی و دیگر اوضاع ناپسندیده از بساط قرب دور افتاد است

ز غیر بادل پر شکوه پیش یار شدم / گرفت جانب اغیار شر سار شدم  
گر که ده این خواسته انت روز خشر / از من سلام روضه دار السلام را  
از جفا هر کس نصیحت میکند یار مرا / میروید بر من گمان مشکوه دل یار مرا  
گشت دستم شاخ گل از بسکه دار غما / یادگار داغ محرومی است بر سر من غم  
صفائی خراسانی گلگونه عارض نازک ادائی است بعد سلطان حسین میرزا بود و سخن باطن

خوش ادای نمود

بسکه در سر هوس روی تو دارد دیده / پشت سوی من و رو سوی تو دارد دیده  
صادق شیرازی شاعر فائق و شعرش رائق ابن عم میرزا انعام درست غیب است  
مردی وارسته بود و از چاشنی فقر بهره داشته روز وفات خود غزلی گفته بود همان غزل



بیش جهان به پیش خواند ز دوستان او را جمیع عالمی و شکرش طاعتی بود انوارش در کمال  
فرشته ذکوبست و فضل نیست منزل

هر که آمدن ز باغ زندگانی چسبید و رفت  
آرد بر سبشی غمده جهان غمده پیر و رفت  
کس ازین مریات و دیکرانه حاصل نبرد  
هر که آمد پاره نخیم و سوس پاشید و رفت  
سیر معراج قمار آفرینی در کمال نیست  
چون شدری با دیدن کمالش در دوزخ رفت  
بکس چون گل گله از آن سیرم غمده  
چو ششم سیتون بر روی گل غمده رفت  
از ازل صادق بدینا سیرم آیدش نبرد  
چند روزی آمد و یاران خود را دید رفت

صحبی شیرازی صحاف محمود سخن است و شیراز بندت نو کس تا نگلو کس به کس  
و در بنر صفائی دوستی عالی داشته عمرش ازین دستاکی تجاوز کرد و این بیت از دست  
و در دست ز غم به هم عزرا انگشت  
که بچه شیشه می گریه در گلو دارم  
صعیدی خدائی صید بند و شیان خیال است و دامن فرادان غزال فرع شجره نیابت  
و شجره سعاد است از صفای بند خرامید و در شجره ملازمت صاحبقران بیانی گشت  
آرزو در مجمع الفاش سر خوش دست کرده و گو گفته اند که روزی جهان آری گیم شتابان  
بسیار غم گرفت میر صیدی این مطلع خود در خواندست

برقع رخ افکند و بر دانه باغش  
تا کجاست گل نیست آید بداعش  
یکم پنجره رو پیر صلح عنایت کرده قاید و درج شایه جان دار و و شلوی در آفرینش  
و در نه از غزلیات او بدست آمد این ابیات از ان القاط پذیرفت بدست  
و در نه گاه او دل نیست هم بخشد  
آیند شلوه پسند و حبیب راه  
آتش با من نیست و انهم در حرکت  
فرصت صلی نباشد و کند جنگ مرا  
شکاب آلوده از بریم کوی با این گوی  
که از آب عرق پر کرده چاه و نخلان را  
آز جبر نیست که بر روی بر و سلسله  
بود نه بجز از غم بجزان غمزدان است

صحبی

صحبی



تقصی عشق است که از خار ناله بپوشد  
تبر چه میگوید از آن نام تو باشد و غلبه  
در چمن سوخته از رشک که دریم گل  
شاخ گشت هر طریقی بیل که در دست  
صدا می خورسانی شاعر رنگین و ساز معنی آفرین  
کتاب خانه خود بوی سپید و آردی می آید

در دال گنجم که غافل که در خوار می آید  
صبر کردم هر کشید و پیچیدی که درم رسید  
بیزم خوابم از آن یک نگاه طاعت سیز  
تسکه شبها غنیمت سال تو شستم و هم  
مراد از خود و میادول در فاصح کنی نیر  
صلح اسیر نیر صلح صفت چغتای است  
از معنوی جانی کرد و در بسته در بلا و بی افوت شد آرزوست

روز و فصل است بنی تیغ و کفش زار مرا  
هر شب از محنت چو آن قوی میرم زار  
صدا هم از آب میر عبدا کی خان بن  
کلمات بود و در شعر معنی دم یکسانی  
از سر چشمه شهادت نوشیده و در سلک امیا و عند رستم منتظر گردید در شکار و در و بزم خود  
شد به یونی دکن در سبک بر کعبه خواجه بلند پاکی داشت و بعزت و آبرو اوقات عزیز زبانی  
می بر آید اولی و قمار خندان میگرد و ثانیاً صاحب قرار و اوج بر تیغ اشعار آید و خود به بهر زبان  
خجسته به هر سخن میگوید

چو لازم هست که چون غنچه لبه لبش	گلشنی که توست بهشتا طرب باشته
محق و چه سگ است ای که توب باشته	برای در و سر عالمی توئی حنظل
چه میشود اگر آنی در چند شب باشته	با انتظار تو از سیم خانه چشم
ناگفته ایم نام ترا در گین دل	صد شکر جز تو نیست کسی هوشین دل
پیش نگاشت لگد و برین دلی	بر خاطر تو راز دوا عالم شود عیان
می برد بار بار سبزه دست و انگیزان	در گرانباری بود رفعت که حال از کمان
که منتفع نشود از جواب که در کس	سپنج باغن هر زوگر انجان
با کشته نای مرگان ترا فحیده ام	تا نفقت بر دل من تاوکان نازی کند

جمل نفع میر و دست محمد از مرده سخن بخوان زمان بود و پیر را هیچ سیکالوئی نیست از روی خدای  
 بیانی برق چرخ توان رسیدن در چرخ عالم  
 صاحب حکیم و علم حسین از طرازان عالمگیر پادشاه بود در شاعری حالت متوسط داشت  
 بغایت متواضع و خشن صحبت بوده شعر بسیار گفت و منشآت تغذیه فراهم آورده

از دست

تا چشم منبری بزم این رشته پاره است	پیوند الفت تو چو تار نفاذ است
در کعبه چرا قبله نهادی رشته با شیم	ز آن بهر چه در محفل او داشتند با شیم
می طلبد در سینه دلی ترخم خیزد از کینه	غافل آمد در بر آفتوش ولی پرورش است
پره از آن با چراغی گشت ستمجوسته تو	قبیل بگی نشان ده از رنگ و بوی تو
دل را با گزند رشته رفتم بگوئی تو	تا باشد هم بهانه از بهر بار گشت

نصالح نظام الدین احمد بلکری و همین نام تا پنج تولد او است که ششده باشد جوانی از غیر  
 قضا که عثمانی بود و مذنب و موبد در عداقت من که نام او اندوا در غمت و عشق سخن از دست  
 میرزا دانش علی کرد و معین علی و درین مستقیم داشت اول کسیکه از قبیل کور و شعر درست

انشاء کرد و لایق و نیست و خواصی ظکر و آموزد و دوست و در او این نامهاست عشره حاکم این

انتیجہ پانچ سو و ستر سالہ حکمرانی وادی ہندوستان

نقش روی در را می میر کار می کشید  
 بخری گشتگان را زنده سازد که گشت  
 واقع احسان بر تاج به سینه الاهی ما  
 هرگز از دور فلک شش شش نشاند  
 در جهان از روز انیس قدر از این زیاده  
 گرد گهر از جانی است که هر دو گشت

چون قطره چشمه را انگامه یاری کشید  
 گرد او اندام به سینه ای سیمای فرنگی را  
 از حسد رنگی نگرد و دست به تنگای ما  
 سر که شد از شور زنجی باد در زمینای ما  
 میزد به بلوی سیاهی که جدا صیب خود  
 در سان ما و ما را ان سینه اسکندر را

6

خسته پیری ز سبک بگذاشت مرا  
 از صحنه من کنون بمان را نگاشت  
 باغبان از چمن آواره کن بپسید را  
 آواز آن مرغ گریخته است که درین کشت  
 کسی که مهر و وفا از مایه می طلبد  
 چه می چشم خود را ز روی تو فلان زاید  
 بختی برگ و دانه نیست ز فیضش محروم  
 شادمانی میکنند از مرگ خود روشن دلان  
 آبله است راجه پاک از چشمتی بدگوهران  
 هستی را و احوالان و حد و یک بوسه بستان  
 از هجوم دایح ناپیدا است روی و عیان  
 پیر از عشق خود آگاه کرد دلش مسخ

هر کس که نظر نکست نشاخت مرا  
 این موی سفید رو سبزه ساخت مرا  
 جسم کن رحم که دایم دمان می گشت  
 هرگز گشت و ذرات که گلزاری است  
 پستان بود که ز نفس هزار می طلبد  
 کسی که شکر محض بود سلطان نیست  
 گزشت ز نظر گرفتار شکر بنشیند  
 شد مرا این نکته روشن از لب خندان بر لب  
 شکر تواند کسی بدشد بدگرون زان  
 چه سازم که خدا تا که ده از اقرار بر آرد  
 در سواد خوشش این شکر نهان گشت  
 اگر محاسب نماید زمین سدا نمی است

صاحبانی سرلوی المام بخش دلهی ساغر کش مصطفیٰ سخندان تو پیر میان میکده سغانی است  
 در توشان و علم هم تکی پای بلند داشت تو در فارسی دانی و مهارت در کتب این زمان  
 منحصراً بهند در وقت خودش در دلی بی نظیر زمان میز است و نزد اکابر و اعراد  
 در اخلاق ابهرت و اگر ام میری بر و شرح و قرائح و خواهم کتب غلظه و سید زبان  
 از وی یادگار است خصوصاً رساله قول فیصل که بطریق حکما در میان حوزین و آرزو نوشته  
 در آن داد تحقیق و انصاف داده تا همه کار در ایام اقامت دلی مکرر او را در مجلس و ملا  
 صدالدین خان آزرده و دیده در بهنگامه بر شکی انواع انگشت در خانه خودش ریحی  
 شهادت از دست شکران نوشیده نشد از طرف پر حضرت که فاروقی اگر رضی الله عنه  
 میرسد و از طرف مادر بسید عبدالقادر حیالی رحم در تحقیق لغت فرس مصطلحات زبان  
 در وی تکمیل عروض و تقاضیه و کمال فن ظاهر و در کار بود و در آن مختصرش در نوقت  
 حاضرستانین چند قطره چکید و ساغر طبع او است

بپند خود بر رخ خود با ستاب را	یک شب بیاز چهره بر افکن نقاب را
شد جود تو باغ سبیل سر شک من	این برقی بسته گرد چشم سحاب را
بی پرواست روی تو امر و در چین	توان گرفت منت آتش گلاب را
نقشه و نقش کار بافی نمیدانم کلا دست	کرده باشی دل حذر گنا و خویش را
از شر افشانی آید خودم نمون که من	ز ویران خان کرده ام روز میاه خویش را
کاشیده ام و بهکس از در و انتظار	برگشتن نگاه تو از حساب بر و مرا
جوشن جزون بپند آغوش غار و شت	هر دم بدوشن آید با بر و مرا
من مراد نمیدانم بر کس که وای	از سادگی بر پیش میاید مرا
کرده ام و در از قلم چو نقش پا	افتادگی بشیر غنچه بر و مرا
شاکم نه و در سایه قدیست تو	بستی با رخ عالم بالا بر و مرا

ز تو سبک کن تو انهم بهره بردارم که از تو  
آزادمان از طبع جهان شده ز درو ما  
شعری چون کمر و بودی قدم هر زن  
چون صبح بار خا طرب الم بودیم  
چون گل که در کف پاشنگند ز خمار مرا  
بهر رفته تلاش رسیدن دارم  
نسبیل خاطر کوفین راستی از دم  
فلک با تم باران رفته میبایست  
استی اهل خانه قفسه نشانی گریست  
کن تیشه نانی آب و سر حرف قنای  
نگار خمر چو گل بود پروانه می زدم  
امروز اگر تیرم لطافت چه میکند  
فرخ ز دیده بختش نفیسی دید و گریست  
نگاه خنجر دول مستجو نالان ده  
نفاض از در و جهان رنگ ناز با و داد  
در کنار من و از وید و نمان این چه گشت  
نی گمانی ز در و از راه خودم کام ندارد  
تجربا درم احوال لب آید  
دارم مصفی که ناله دل  
صدا می اگر میرسد از دور  
خبر نم که چو ازین حرکت را شنی نیست

این فرشته بود خیا و در آغوش ساحل را  
خیزد خزان عالمی اندر نگارنده ما  
است که گرد و باول صبح نور را  
همکین نه اشتیاق نیست ننگ را  
چون فصل خزان یکسند بهار را  
به جستجوی تو دل گشت بیقرار مرا  
بیکت آمد آورده و رگسار مرا  
سپرد و غول و چشمه مشکبار مرا  
رقص رنگ بود و شمع بکاشانه ما  
از بهر او و آتش ساز این شرباب  
دارم نزاران بسیده بهار شباب  
بخت نگنده دست بهر و اسباب را  
نگاه گرم که راز و می بسیده گشت  
بهان خراب می جلوه نگیرد گشت  
عباد و حشمت دل و این کشیده گشت  
عشوه حسن ازین گشت پنهان گشت  
مصرف شرم را به رسم به پیغام نداد  
از سوز تب ساش تب آید  
هر چی باید که تا لب آید  
ز این به که ترا و گر شب آید  
بزنه گمانی در شمن میگویند فرستاده





۱۰۱

بریده بود زبان کسی که دست مرا زد  
 ز دامن تو به تیغ زبان حبه گزیده  
 صغیر نامش شناساوست از مردم غم بود  
 و غنای بی همت خوش صغیر و دهنه گلاش و لینه  
 این اشعار از دی سپندافزار است

۱۰۲

دلبر را باز و پیش تو بیکارست میدانم  
 ترازین جنس بر مقدار بسیارست میدانم  
 و در زنگ که تا کنم شک و در دود و ریت  
 آه که میگشاید مرا حبه در دهنه و ریت  
 بشک و زار و آن طلب گشته شریخ  
 خوشی است که بریدن اسبیدی چنگ  
 تا بشک و نشود پیرو در راهی که  
 میشود و ابله و اگر گشت پاست بر زار  
 وقت رفتن است انگشت و دست و کلام  
 شمه از جان روان شد ایستادگان را  
 صغیر نمیدهد و در خوشی از دست از کفر نفون  
 بدهد و من بودی در ویشانه داشت  
 بزیارت بیت الله مستعد گشته و در کبر سن  
 بیا و بطلان و رفته و رفیق و رفته و رفته ای او  
 در گشت منه

رباعی

۱۰۳

چون نامم بر مردم با هم چسبیده  
 بد و بد بیزان گل چسبیده  
 بیش از هر کس گناه با بدونی  
 مارا بجهت بی چسبیده نده  
 صغیر از سادات نشا پورست در باغ شمشاد  
 تبریز و مینا بود و بعضی اوقات در کربان  
 با و اعتبار بهشت فعال بهشته منه  
 آنکه کول برافتنه گاری نه بسته اند  
 آیا چه کرده اند حبه بر دهنه خویش  
 صدای می شنیدی که نام از سادات زمان  
 بود و گوشت فم بدین جوری مفت  
 اندیشه خالی روح آن سیمبر صفت  
 خوش آشته از دست که از یک شرم  
 صدای می شنیدی که نام از سادات زمان  
 بود و گوشت فم بدین جوری مفت  
 خود و نیست نموده از دست

۱۰۴

۱۰۵

عاشقی مایه دواست چو بچان چو جمال  
صاحبزاد صفائی از اقرایی سیرامیان وزیر سلطان محمد صفوی بوده و چو کشت طبع

الصفات دیشته عنه

نه از ناز است که خورش بلب آتشا گردد  
صید می ایست روی نازش عبد الرحیم است در عهد جهانگیر پادشاه هند و با بعضی از  
بهری برود و شعر و خطا صاحب است بوده از دست

بیکش زلف تو در دام کشد خمار  
و شیا نشنیده از چشمه دل آب خورند

صفا فی اسیر جمال الدین حسن از اعیان سادات شهرستان است در نگاه شاه عباس  
منصب صدارت داشته و رشاد از منصب حیات معزول گشت منته

مذاکب و جهان دلی پریشان را  
صداوق پس میرزا صالح است و بنده رویت داشته و از علماء بلاد است

علم آموخته و در ملک ملازمان جهانگیر و شاه جهان انتظام داشته تاریخ صحیح صاوق و جهان  
مجلد تالیف او است از دست

سوی میخت نه بتاید چو نوا میخت  
حاجان با دیدن آشک ندیدست کسی

صاحب از سادات ملازمان و علماء زمان بوده و در لایم فقر و فاقه زیاده از دست  
خواب عدم کجاست که آموختن شویم

صامت صفائی آتش صاوق است و عند عالمگیر پادشاه در بحر تهاوت بند  
آمد و در ایام و در راه انداخته و در راه شاعری خوش فکر صاحب

دیوان است منته

و شستم که آن فرد بپسندی کند  
 خنجر بیک سر میزد تا نیز میبست  
 شکستن خنجر بی رنگ بود را میکنند  
 همان بهتر که بست بی زخم و بستن  
 بسکه بر خود را من بماندیم با ندر بال  
 از قباغی بستی من یک گردن و را باز  
 تمام از سادات زواره هست و عهد الکیر با و شاه بندگان و در سکه را بجا نموده  
 رباعی بیشتر میگفت از دست

### رباعی

زین تنگ آفتاب یونی نخواهم  
 زان بشارت میدانی میخواهم  
 از کشور بماند تا بیدان عراق  
 تو فقیع بسرد و پیوسته نخواهم  
 حساوق ملاوتی سرکافی هست آمده و باد آشنه خان بسرد و پیوسته  
 چرخ میدار عشق بیاید توانست کرد  
 آینه گردید و یکدل شاد توانست کرد  
 رحم می آید عراب لبیل این بوستان  
 کز نزار آسمانی گل نزار توانست کرد  
 حقیق چون چو نوری تابش هم عیسی است غنیمت سخن چنین می سراید  
 و عشق زاده ام عشق زار گشت دروغ  
 خنجر را و برستم کیه سبب با هم  
 صفا محمد ابراهیم شیرازی فکر رسا دارد و طبع با صفا از سادات و شکی نیست در شکر  
 بساط حیات در نور وید از دست و خطاب محبوب

ای پری چه دگاری که زور یک پسر  
 ماه را می کشد آفتاب نگاه تو بزم پسر  
 این چه ظلم است که ریزی لب باغ زهر  
 که چو زار از راه طغی بود و الواد شیر  
 این چه رحم است که گرد زلفت نگه بند  
 چشمم نازش ز فکر خواب نیک و سیر  
 نو نیا زست ندارد و دل را و طاقت ندارد  
 سبلی در دوزخ ز دست بران سخت گیر  
 بند از بند تو چون بی انجم از ناله رسد  
 سازم از آد دولت را دین ناوک تیر  
 صفائی سیر زانچه صفا بی طبع ملائم نظم داشت در او بطر سینه رو به آراخت نهاد  
 صافی سیر زانچه صفا بی طبع ملائم نظم داشت در او بطر سینه رو به آراخت نهاد

## از انکار دوست

بوی گل خود بچرخ آهنگون شد زخمت  
و در نه بلبل چه خبر داشت که گذار گشت  
صوبیا آقا محمد تقی فی بعد عروج نشسته و تمیز نای سال در وطن بستر نشی بسیر و سپین  
سبب این صهبان بزم آقا گشت آراست و در شمار صهبای نظم گستر می ماند و فاش و واسطه  
مات و تانی عشر دست بهم داده از دوست

شادم به سیری که بجز کج نفس نیست  
جانی که توان بر دوسری زیر پر و خیمه  
بین محرومی عاشق که گل بر شاخ در گشتن  
نمی ماند بقدر آنکه بلبل آشیان گیرد  
صحبای غاسلین کاشانی در دیان شهاب موفق زیارت حرمین شریفین شده باشند و  
نظم شایسته داشته و با تمام سخن مهار شده بالیده بهر سائیده جوانی بنجیده و مردی شنیده بود  
و واسطه مات و تانی عشر صبل حیاتش بشام مات مبدل گردیده از دوست  
مرونی بنفس بهتر از آن است که در رخ  
از طعنه مرغان گرفتار بهیریم  
بناخ حسن تو آن گشته که از گل تو  
توی ست و این گنجین و با جان برود  
صوفی نفس بولوی فتح علی نکالی ست مولدش علاقه چاکام و از بد و شوم و شکر گشته  
صلح محیل و جو و معاش و قون انعامش او و مقام قیام محلی بقدر حال ست و نکلی از  
روا اهل و بیست خرد و کلام طلق انسان و در نظم لغوت سر و آیدیا سلمه شید ایوان از  
بناخ خود زنی دوست

بر بخت آب زنده گانها  
بر بحر جان زنده گانها  
بصفت بیست پیش نخل گشته  
که در دام گوشت نماند  
بگذاشته است دستم از سر و عیب  
گذاشته است دستم از سر و عیب  
تا چند زنی آتش منعم در دل صوفی  
باری بگذاشته در آن سو صفت  
چو سفت با صدفی سده عائل از نیکی برو  
آرزو از نیکی نماند و این را خنده نشود

## حرف الصاد و الجمجمة

ضمیمه تخمین میرزا روشن ضمیر است ای باسی بود و بیرون تو زمین و قادیانستان سخن را فروع  
 آگین می نمود یکی از اجدادش از ایران بهند آمد تولد میرزا در هند واقع شد و در عهد شاه جهان  
 خدمت بخشگیری و وقایع نگاری و در عهد عالمگیر بدیوانی و امینی بند رسوایت مامور بود این  
 رباعی در جنگ عالمگیر با شجاع در کچوه گفته است

ای حیرتو سوره تبارک باوا رباعی پیوسته ترا تاج تبارک باوا

بسم زنی شگونی فحمت تاریخ دل گفت شود فتح مبارک باوا

ماهی دل ز طپیدن بقرار آمد باز و موج پهلو ز تلاطم کشت را آمد باز

ضمیمه نامش شیخ نظام و خوش بگرام است از قدما این مقام و کلمه سخنان شیرین کلام بود و شوق  
 سخن پیش گرفته و درین فن رشد بهر سانه نقوش صنایع و بدائع را بیشتر بکسی نشانده و در قصیده  
 صغید و نغمات و ملی بگلگشت نیز بنگارده آخرت خرامید و این ساخته در دست واقع شده  
 و بدانش از قصیده و غزل و رباعی و صنایع شعری قریب پانزده هزار بیت است کلاش

بطور آن عنصر واقع شده و لهذا درین جبریده کمتر گرفته شد از وی می آید

بجز آینه درونی تو دیدن که تواند	بجز شانه بزلقت تو رسیدن که تواند
بس مدعیان گوش بر آواز نشنیدن	در نعلیده عشق طلبیدن که تواند
اشباح کعبه را نبود باز تنگی	جان بخش کلام تو شنیدن که تواند
میر گل که بجز آب سال تو نمند	ای وای بجز دوست تو چیدن که تواند
من تیغ کشیده ز بر سو بغمید	چونند بواهی تو بریدن که تواند
آن ترک شوق دیده خود از دودمانیت	یا بس چنین خراب کن فغانان کیمیت
از ناله و فغان من آمد بجان جان	آن سنگدل کجاست که آیفغان کیست
این دهر سرفرا که خوشی چه بدست	یا بس چنین کشیده سراز بستان کیست

هر تیر بر دلم که دو ابروی او کشید  
 چون نامه نیاز ضمیری رسید و خواند  
 چشمم که بود خانه خوش آب و هوای  
 خواهم که کنم پیش تو در دل خود عرض  
 تا که در خیداری خاک سر کویت  
 یا رب بدت نامه سیاه آمده ایم  
 هر چند که ما غرق گناه آمده ایم  
 ضیا، حافظ سید ضیا، اسد لگرامی چنانچه در خوزه دانشمندان در و کراست نمودند  
 مجمع تلامذه حسن نیز بطرز موزون جلوه فرموده انتقالش در غلطش در غایت  
 و شرفش از معین شعر و انشاء و در رتبه آنجناب است و اشاری که ثبت می شود بر توی ازان

## آفتاب

براه دیده دور وید درختسای مفره  
 نشانده ام که خیال تو راه گم نکند

## رباعی

ای اعلیٰ تو آب بر سر علی ششم  
 گویا کرد ادب چو آبی بسخن  
 ضیا و میرزا عطاء بر تانپوری از تلامذه آزاد بود و سخن دست میگوید و سلیقه شعر مناسب  
 میدارد از وی است

حق بود و دعوی که ز منصور سر کشید  
 نقش زاییدین تو بر دل نشسته است  
 بشنو کلام حضرت آزاد از ضیا  
 نمی نماید غیب در پیش لبش  
 بیدار نشان قیاس با حسا و کرده اند  
 این بیت را چه بر منحل احباب کرده اند  
 دل را بر اینی یاد تو احباب کرده اند  
 چون کس غصه کن دزدید و رفت

در آن زمان که بخش قیام خواهم کرد  
ترا یاد و دوی یک سلام خواهم کرد  
ضعیفی سمنانی زور آور میدان  
استغوری بود و رستم عرصه ستمی پروری این بیت

### از وی است

بیرم پیش آن ترکان کز دور وقت خویش  
اجل راست و پالرز بلا و خطرات افتد  
ضمیر می اصفهانی رمال ضمیر یاب بود  
لنذا شاه عباس ماضی او را بن تخلص نامزد کرد  
شاعری ست بلند نظرت عالی ضمیر و در بدیه گوئی  
و قدرت نظم بی نظیر از فضیلت نصیب  
کامل دشته و در کبر سن تبلد ضمیر غیاث الدین منصور  
علم آموخته اکثر و اوین خلف و خلف را  
جواب گفته منظوماتش صد هزار بیت است  
او را گفتند شاعری در جهان ضمیری تخلص میکند  
گفت خطا کرده اینجا نیک گوید بنام من  
و آنچه بد گویم بنام وی شهرت یابد از دست  
گر نه فریب و عذر و ز جزا بود ز تو  
سوی بدن که آورد جان گریز پائی را  
خوشحال آنکند دید ترا و سپرد جان  
اگر نشد که هجر که ام و وصال چیست  
ای خوش آن منتظر و عده دیدار که تو  
بر سرش آئی و از شوق ترا نشناسد  
فریاد از آن محله که در و دلم آتشوخ  
پرسد زمین و قوت گفتار نباشد  
مشکل شده کارم ز تو در و دلم این است  
اگر نه از دور و دلم شکم این است  
چند بیست اینک گاهی اگر م ز حال پرس  
بهر از رنگ گردی اصد افعال پرس  
زخم کاری است مرا وقت شهید غمی باشد  
که تو اند و دست گام از پای قاتل برو  
و تماشا می جمال او سپار و دیدم  
یکسره مو بر تخم سنبلت دیدار نیست  
زبان سبق ز حاجت پیش او شرط ادب باشد  
که خاموشی گدائی عشق را حس طلب باشد  
عاشق کجا و خواب اگر دیدم بسته ام  
او در دلست دیدم و بر و باز کرده ام  
تسود جهان نهاد ضمیری مرثک تو  
بسم ز جعد یا رب عالم خبر برود  
چو می بینم کسی از کوئی او دلش آدمی آید  
فریبی کا دل از وی خورده بودم با دلی

ضمیر

نام

خضیا و بلوی مهرنیر و ز مشرق سخن و ماه نیر ما و النقی این فن سازوی می یارست  
نشسته بر خلب و لر بای خوشترنم  
چو چشم می پریم اما بجای خوشترنم  
بدره من او هر کس که بود مجنون شد  
نعم تو کردی و بد نام دور گردان شد  
خضیا میرزا یوسف مدنی وزیر عالم گیدان و ما ز نذران بود آخر الامر ز کتابان دفتر خانه  
سلاطین صفویه شد این شهنشاه و مرست

فغان که مردم بایری درین دیار نمیت  
نشان بانی که بر سر مرز نمیت  
خضیا ملا خضیا الدین کاشانی مرد و آفتاب و سعادت و شج و زیارت عبادت عالیات نون  
یافته و پیوسته با فاد و مدریس شتغل بود و شونی و شوری داشت در وقت فتن بهشت  
این رباعی گفته رباعی

از خلق زمانه پاکشیدن بهتر  
در گوشه عزلت آیدین بهتر  
ز نهار خضیا علاج نیست کنی  
او ضلح زمانه را ندیدین بهتر  
قدح می راست افزای است  
گلشنی یا تمیزی من است

### حرف الطاء المهملة

طالب برادر زاده مکرم رکن کاشی بود و بیل آل و شاه خوش تمیل جبرای حافی بلند  
و غواص بحر آبی و پسندست سخن را بر حمت و الای و از و و پایه او را تا سر به اندی میرزا  
شعله او را کش شمع مجمل سخن است و آمد فیما بینش را ایش بر آنجمن در ریحان شباب آغاز نایب  
جوانی از ولایت خود برآه و بنزد پادشاه رسید و سری بگفت این گلشن کشید و چندی  
نزد میرزا غازی نام قند بار از طرفت جدا گیرید و پادشاه به سر برد و بفرموده او از این شخص  
یافت و بعد رحلت او کربت عثمانی رخت بدیارت کشید و ایامی با عبدالقد خان بهار نام  
کجرات به سر برد آخر با عتصام نایل بهماگیری قوی پای شد و دست به بختاب ملک اشعرفانی  
بلند نامی از دست نامی بدوئی و دیگر کتب متبره ناطق اند که کبر پادشاه از پادشاه نفع



دین اسلام افتاد و بود تا باینکه ماتی ترا بشنید و دین الکی که آنرا دین لایقی توان گفت تا می  
گذشت و بعضی رسوم بندگان پسندید و جز دین خود ساخت مثل آفتاب پرستی و درین  
جنگ گیر هم بطریق پرورش می تراشید و حق طالب احکم ریش تراشیدن شد طالب قطع گفت  
بعضی رسانید و ریشش خود را مفتوح داشت قطع اینست قطع

خضر یکم صابا و رند من	چو سر ملک گردن ترا بشنید می
بناخن نه باقی از روی خود	من این شست سوزن ترا بشنید
سر زیش ابرو پروت و مشر	بسم بر زن ترا بشنید
از و این گویا و خدا گشته را	نان بهر خرمن ترا بشنید
که سنبلی چو آرایش است	پلی از سبده اسن ترا بشنید
چو من راه هم خانج از سیم تو	که مو وقت رفتن ترا بشنید
و گر نه با جان ابرو و سینه تو	سرا ز صفحات ترا بشنید

طالب و عین جوانی از زیبا فاضل زندگانی برآمد و عین شباب در تنه آستین قصه چرخ  
سیانش را فاضلش که طالب در صفت قلم قصیده گفته و عجب حق این قاصد کامل عیار بجا آورده  
تمام این قصیده در خزان علامه ایراد کرده و طالعش انیت

بان ای نیکین آهویی شکین خطاست از لرگس ستان کنی خالیه ساسان  
ز یانش وقت تحریر این چیده است آمد فرصت و فاکر و که انتخاب پر داخه شود گوی چنان  
گلستانش حواله دست قلم میشود

گر من بجای جوهر زین بود می	بی رونما ترا بتو کی می نمود می
ای خاک قناعت چو گل بر سر آ	از زلفش انیم ترا کا و ساسان
چو من فاجه تو تا می جهانیت	عیب تو من است که در کشته ساسان
و طاعت تو شمع بهر نیست تو گویا	گویا تو هم از سلسله انیم ساسان

جهانی گمراهی می که بجز نیست قدرت  
 بنی بر یاکند گلهای سکه تصویر بر نهالی را  
 نقش ز بر سرالین من آرند بحسب ز  
 باغش را ندخدا از بزم مجسمه عمارت بود  
 آنهم کین ای شمشیرم نیز ویکی آنکو  
 آنی کاش گوش خفته او ای شمشیرم  
 بسوی خوشین لطف گشتا با کش و ستم  
 من کیم که شرم قتل من سر اندازد پیش  
 ملائمت کن و فارغ شواز ملامت خلق  
 دست نام خلق را ندخدا جز دماجو اسب  
 سبک بنین که بگلگون می سوار شدم  
 خانه شرع خواب است که از باب سلطان  
 مرده و جهان سست به نیم

طبعی قزوینی مردی شلیخ بود و شعرای نفیس را که بد کاشش میرسد ندانند دست خج طبعانی  
 خود برده بر سرانید منته

ز بهیم غیر تو انم که گرد و غبارش گردم  
 طالع بدیجی خان گیلانی و محمد احمد خان صدارت گیلان همیشه و در شکر بهرم سفارت  
 پیش شاه عباس سپیدار شد اگر چه طبعی بود اما مقتضای راسی العلین بلیل و ساجد بود و خطا  
 کرد و از دست خویش جرحه فدا شد چشید صند

خوشتر آنکه پیرستان وقت تنگستی ما  
 طبعی ای ای از اجاب خداقت پنا در مان خود بود و در شکر نشاء سلیقه او که پخته صند

که بر لب ما که بر لب ساغر ماسه  
 بیا بیدار ساز و ننگان نقش قاسم را  
 کیمین طبعی است که مشهور من قدم است  
 ورنه کس را من و بودن من کار نبود  
 شاید بفلاط یا رز من دست بشوید  
 تا هر چه گفته از تو کمر رفتی سست  
 که من بسیار مجبورم هم آغوشی نید انهم  
 یکل خرم گرانی می کند بر گردنش  
 که نخل بوم را سبب حش آزاد است  
 ابرم که تلخ گیرم و شیرین عوض و هم  
 اسید است که رنگ پریده را گیرم  
 در غار تگرگ می گنبد و سستار خود اند  
 و هر گوی روان یار است

کتاب

توضیح

کتاب

کتاب

کتاب

کتاب

مرد و در منی سبب تا چند و سبب بگشایی  
 طالع بدی و سبب طبعان جز باد قالی است قافان سخن پستین می نواز دست  
 زبان دول توافق ساز به حکام و کاروان  
 یک انگشت نوان عقد از رشته واکردن  
 طالع بدی و سبب تا چند و سبب بگشایی  
 در عصر جمعا نگر باد شاه بود و حسن

رباعی

پای پای نیاید و آزار پای کردیم  
 در راه طلب چو پانادیم بشوق  
 طالع بدی و سبب تا چند و سبب بگشایی  
 از قریب باغبانانین بهانش ای حلیب  
 زوید و امیر عالم پاب وین لب شک  
 طالع بدی و سبب تا چند و سبب بگشایی  
 بسفارت روم فرستاد و با والی اتحاد رسانده از آستانه ولی نعمت روگردان گردید و به تبریز  
 آمده مقرب جعفر پاشا شد چون تبریز تسخیر شد باز آمد و اگر فرقه پادشاه رسانیدند از دست  
 در فرقت تونزده تا از سخت جانیم  
 یار باغیر و غم عشق در آغوش شمرد  
 خالک داشت تاب نگاه تو روز مرگ  
 طالع بدی و سبب تا چند و سبب بگشایی  
 معاصرین خود جمع نموده از دست

طالع بدی و سبب تا چند و سبب بگشایی  
 طالع بدی و سبب تا چند و سبب بگشایی  
 طالع بدی و سبب تا چند و سبب بگشایی

تا آید وی آن لب یگانه کند سکه  
بسیار خنجر و اسبگر خون کند سکه  
منم کن که هیچ جوانی نمی رسد  
سعی که در نصیحت بخون کند سکه  
خلق با تمام کسودن برین که آه  
از دل چگونیم حسرت تو بران کند سکه  
گفتی که طایفه از پی تو بان و گر مرده  
دیوانه را علاج باغیون کند سکه  
طایفه ای باطنی موفقت عشق بیان نمایری با و دیگر کی از غلامان شاه عباس عشق و شمع بود  
اورانچیز بر و شاه آگاه و شرف بود و مال و دندان و دیگر اعضایش موفقت می در آن حال

### این مطلع گفت

آگاه دارم بوسه بوختن با مسی که  
کاش می آمد از دور تماشا سیه که  
نون شد و نم غصه که آن خنجر هب  
با و گیران شگفت و با من گرفت دست  
طوسی خراب فی شاعر نیکو دستگاه و معاصر بابر و شاه بود از وی می آید  
ای از زلف و رخ تو فتنه و آشوب ببر  
با و بگر خنجر از شرم دست شهر شگفت  
مردم از آری مغرور گرسه عیار  
کار فرمون نشانی مردم بیمار  
طبیعت شیخ سعید الدین محمد مغرور کفایت بود و قصبه الورا از قول آفره بسری بر آید  
میر عبد الحسین بلکزی است و صاحب تذکره شعر از ویست

چه ناک از سبز پوشیها سر بر برگ گل دام  
لباس صباخان و شیشه می در لبش دارم  
طالع حسن گیلانی در صفندان مسکن گزیده است تحصیل که کرده بود و روزی طالع شاعر  
علم شایسته لطیفه دار و از معاصران علی حزمین بود و شاعر و دست  
صاف از سینه خدایت بگذشت  
خفت چکان تو دل گیر مود  
دل افسرده را همان بود آگاهی و غفلت  
نماد و دیده تصویر بیداری و خواب از هم  
قرین صافه از آن شو که فی صفت نشود  
بزار سال آب در گیسو ماند  
طایفه معروفی که از اولاد ملوک عبیدیه بود و در فتنه و فتنه کمال حاصل کرده

اول به رگه شاه اسماعیل صفوی اوج گرائی تقرب گشت بده بود نه بپایه جلال نیست  
 ندیده بدار الاغان بهنگامه و بار بان نظام شاه پیوست و اثنای وقایع و احوال ملت گشت  
 پسرش را و بیا اقامه و کار را در مایه در گذشت شاه ظاهر گشت اگر نیست کشید که بعد شفا مذ بپ  
 اثنای عسری اختیار کشید بر گزیده نعمت و ابد اتفاقا مشارالیه شفا یافت و آن فریب بر سلطان  
 و سایر کینان ظالم گوید شاه ظاهر صاحب کوفات مدیده دست مثل حاشیه انفسیر بینا و  
 شرح تمذیب و تفسیر بر آیهات شفا در سال و ساله غیر ناکام در وادی نظم خصوصاً قصیده  
 قدرت عالی پوشش و ناستر به شفا اتفاق افتاده

بهر دن سپید که شفا و ایدم می شود  
 ماکشتم به شوم و تو به تمام به شوم  
 بجزو و زلف شادی برودلی رسیده را  
 بی بجای و کسی مرغ شمشیر پریده را  
 و چه شود اگر شمشیر لب من نمی سب  
 تا لب تو به سر جان لب رسیده را  
 در غم و دل زیت پیش ز دل نماند دست  
 تو بهم کردیم چند انیکه عیش از یاد رفت  
 طوفان میزد از طبعش از جزایر لب من قال باز نماند است جوانی با دو قار و شفا

باز

خوش گفتار و دین شفا آید از جویند رطوبت او است  
 نزد ختم نیست که از خاکم آید بر شفا  
 شفا از نالیدن دل غمزه اش تا رنگارنگها  
 حرافت و عباد تو دیوان بر شفا  
 قفسه مشک نیست بغیر زول من  
 که از با لبه جرس هنر بقدر کاروان نشد  
 تا دلم خون نشود حل نشود مشک من  
 طالب مولوی شفا و حیدر علی علم آبادی پدرش بهیبه بعد از عالمه تجار و دوی تحصیل علوم  
 رسید که در دست اراوت بشاد و ختم و بلوی داد و کرد و چو بر آورد و در آخر عمر بر سر شفا  
 می برد و تا آنکه در شفا رحلت کرده است

باز

نمی رود در وقت رود از دل بیرون  
 گر دی بوسه ازان لب شکر ریز مرا  
 بی اختیار یکشتم دل به سوسه تو  
 در عشق تو گنجی است بکفه خست یار من

طریق ساجی خوش طبع و تیز زبان بوده و مدت پانزده سال در سلک مودان اکبری انظر  
 دهشت آخرت و جیت گذشته و بعد از آن بقعه مبارک طریقی آخرت پیدا و آرزوست  
 نمیدان نفسی بپای و در جهان بودن چو اگر جهانی در میان نمیدان بودن  
 طبعی قزوینی شاگرد حکیم شقای بوده و در دینی سخن فطرت سلیم دهشت آرزوی آید  
 لذت تنگدنی با و بران غنچ حرام که با و در مسایل شگفتن دارد  
 تناسل پدید نتوان داد و گریه داد چون ابر باید از همه جز اگر لیکن  
 قسیم کارتاب بال فشان پیر و انیت با نقاشی بسیار و انجمن خواهم کرد  
 طهر اشهدی طهری منشور است و فرغ پیشانی قابلیت ندارد و طهری منشور  
 نو انداخته و لالی عبارات را بجلای تازه نظر فریبها و هر بیان ساخته از ولایت خود بسواد  
 اعظم هند را سید و بچند وظل عنایت شاهزاده مراد بخش بن شاه جهان پادشاه برادر اول  
 کامیاب گردید و در یکاب اول سیر مالک در کن پرداخته آخر و کشمیر گوشه افرو گرفت و جهانجا  
 بمقر اصلی شاف و در نزدیکی قبر ابو طالب کلیم مدفون گردید و شانش که گمانه نگین و  
 بیکر خانه این است غایت شهرت دارد و طهری کلاش باین خوش نقشی صورت می بندد  
 و لاچشمی رگ گردی غایم کن ز بهر و ادن سر پای خویش قایم کن  
 کج نیاید کام دل بی اتفاق بهستان تا بقربانت شود با سیر عیاز و کمان  
 اگر چه آید سیر تا قدم شوی یک چشم بسوی دوست نگر بسوی خود نگاه کن  
 خود همان را بسوی بجای نتوان بردی سواد با و از دست و بی دختر رز را بمیدان کن  
 با و بخوبی خنده زمان از جهان گذشته نتوان چو ابر بر سر دنیا کر لیکن  
 نوی سر کافند ز سه بر گزینگر و سفید میش غریب کی کند پیری تصرف در چون  
 سایه و افتاد از طهر و در ایام شباب پیر چون شد بخور و از سایه طهر از زمین  
 میان پای ساغر چون سر نهد مسجد چیزی در نخواهد غیر از دمای باران

در فصل عمر بیدار شد و غم کشید  
 تا آنکه ای میجو گل یک فصل زندان رفتن  
 شاید به بنید آنچه با کرد و استهانت  
 از دود آتش بر سر بختم ستاره کن  
 در جبهه پر شکست دل بعد فغان نه شد  
 چو کوکی که ز بالائی نزد بان نه شد  
 خوش آن ساعت که بزم آتشین بر سر جو  
 خطا پشت لبست چشم قیج را گرد آورده  
 میان می نیم و چیری بخشیم در سینه آید  
 بدان ماند که در آینه باشد سایه بوی  
 خطاب از انصاف خان صفایانی نامش میرزا محمد و ملا هرست از سلسله سیرزایان و قهرمانان  
 صفوی بود و با برادر خود میرزا محمد در عهد غلامان از صفایان بدکن رسید نخستین  
 خطاب از انصاف خان و دو وین خطاب به گفت خان مور و انصاف خان گردید انصاف خان و بیضا  
 بنو جداری شیر قنات اورنگ آباد و کو و مضاف گجرات و ماژ و وین سور مضاف منو باه  
 رسید بی سیرت و روانی که گون رسیده در شکله بر دست و هزاران شمشیر عیالتش انقطع  
 پذیرفت و کی الطبع بود و ناز شسته و بیجا قدرت داشت که کاتب و حضور او با سباب کتابت  
 می نشستند هر یک را عبارت خود میفرمود و قهرمانان برای هر یک نامی میگفت و بطی کلام  
 از دست میداد و با وصف آن غرور هم در آن حالت مشغول کتابت می بود و گویم درین صفت  
 هم انبیا از انصاف خانم اینقدر است که در آن زمان تحریر عبارت فارسی بود و درین اوان تغییر  
 رنجیده اردو بسیار اتفاق می افتد که اشغال کتابت دارم و دوسه تنشی بر و بر ویم باخدا قهرمان  
 می نشینند و احکام مختلفه امور ریاست و سیاست می نویسانند و در تحریر مدعا غلطی است بهم  
 نمیداد این چند قطره از سماب گوهر بار طبع روان انصاف خان است

شریف سکیم پوشیده ام بعد از فغانی خود  
 برنگ موده فیروز نیلی در غزای خود  
 شربت من نوشیده از گشته دیدار تو  
 از نسیم بال طبل بشکند گلزار تو  
 طفیل احمد بگذا می ستاد سیر آزاد روح آفتاب جهان افروز کینا کیست و در جزیره فضل  
 سرگرم جلوه آرائی از سادات اتروالی من اعمال گزیده بود و در کشته شهبان با مکان داروشنی

بخشید و کجرات و کشید و کشانهای دیگر را سیر کرد و هفتاد سال بر سنده تدبیر با حیا و علوم  
پرداخت و عالم عالم طلبه از اخصیص تمدن باقی او ستادی رسانید و دیگر اهرام و کجرات از دست عالم

بقا بردان بر باعی از وی ست رباعی

گر یو الهوسی نیازهاست آفرینش کی آتش سوز دل تو اندازد فروخت

چون صورت پر و اندام تو سس نیالی گر پیشین گشت و یکدزد فروخت

طغرلی آخر سلاطین سلاطه و خسر و تمام عراق بود از بی اعتباری زمانه امور ملکست ریخت

کنایت دیگری گذاشته تندی شد تا باشد که دی با ستر است بزد اما بهر سبب ستر بسته

سلطنتش شد طغرلی از سلطان که بنده زاد و وی بود خرق کرده و دیگر گشت و سلطنت سلاطه

سپری شد این رباعی از دست

رباعی

دیر و ز چنان وصال جان آفرینی امروز چنان فراق عالم سوزی

شریاء که در وقت سحر امیام آرزو می نویسد این بار و در

طاهاسپ شاه طاهاسپ صفوی صیت عداش از به زخمیر و شیر و ان آنگه و سیاه و سب

با سعادت سب کجاست و بعد از تفتوری و سخن شناسی مهر بود و این رباعی از دست

رباعی

یک چند بی زهر ز سوده شدیم یک چند بی قوت تر از دوده شدیم

آلودگی بود بهر رنگ که بود شستیم آب تو به آسوده شدیم

طوفانی تیزی علی بند و لبرکت انگیزی ست شغل زرگری داشت و تمام بضاعث خود

در پس کیمیاگری در باغست و کاری نداشت گویا از تاثیر هوای گیلان درین فکر ناپا

افتاد و در شعری با سلیقه را این خیالاتی که از قبیل صید غنایست کجا گرفتار خواهند کرد

تذکره و دیوان دارد و در سبب هزار بیت از شعر از سخنوران نای عصر خود بود و این چندی



## از دیوانش درین تذکره است افتادست

آنکه میان قفسه و صورت دیوان گشته  
دوری ز نیرت سخت بود سوختگان را  
کس باخبر حال دل غافل تو نیست  
با آنکه هست خلوت و دل تو با قیاس  
نشستی بر سر خاک شهیدان آیدان است  
چنانچه تو بنا کام و اواعل عشق  
تجسس یارید رشک و گریاش در میان را  
تکس ندانند آن من بسوی تو  
بترغالی هست عاشق شده ام باین تسلی  
چون فلک خواهمی از جان شادم برو  
طبعی میر کمال الدین حسین از اکابر زادگان سیستان است بعراق هجرت میگردانید این

## شعر از دست

زود از برم چنین گله آلود بر غمخیز  
از سوز و دغم به بیرون هم اثری هست  
چندین به پریشانی آن زلفت چنانی  
هر خشت ز سر منزل امید کجاست  
باقی ماند جز نفس زود بر غمخیز  
گر راه فغان بسته شود چشم تری هست  
در زلف تو از زلفت تو آشفته تری هست  
از بس که زمین دل باز زلزله دارد

## حرف الطاهره

طاهره فارسی سلاطین و متقدمین و نقاد و باغ و محققان است نظم و دانش و سلاست  
با همین وجوه و بیانی نشود عقده پر دین حسن تقریرش لطیف از شرح و خاطر و جواهر تحریرش  
ضامن جلای بعد از سواد و دانش به نشاط آوری لیلی سواد شعر و دانش قابل و ندوی

در ام القریٰ لوح قمری بطلان بود سال و خاتش بر وایت دولت شاد و شاد و دولت  
 بقدرت اقلیم شاد و دولت بود و دولتش آید به صفاء و باده گاه پر زادن خوش سیاست گیسو  
 قصاید وی سیکند میباشند قوت ناطق از پی مر تبست و خالص غنوی دارد و وزیران با کبار  
 شعر انگلیزان است در آنکه سخن ظریف نازک است و سخن انوری با طراوت ترجمه الدین همکسخن  
 ثمان را افضل گفته و سیر زاید دل در حق انوری فروغ بر سخنیش باش و بر الفاظ او بری  
 و همی از سخن اول را ترجمه داد و در بنی از تشایب او تعلیم آورده از انچه این است

سپیده دم چونند ابر نیب در گلزار	گل از سر اید قلوبت رود و بجهت یار
زده قندال چو اسبم جانور گیر و	اگر بنوک قلم صورتی کنند نگار
مرو و سماع مگر حبس نده میکند امروز	که باد غالیه سالیست و ابر لولو بار
بکیم و از زشایخ درخت لبیل را	فروغ آتش گل کرده عاشق دیار
هنوز نمانده سوسن ز بنده خدا زاد	در از کرد زبان چون سنج در گفتار
نهاد بر گیسو رخسار خواب مستی سر	هنوز نمانده در چشم او نشان خمار
چنان باین صفت از خرمی و مجلس شاه	در و چنانکه در اشای سال فضل یار
ز خاک مجلس او بوسه فکند نه آید	چنانکه کجکوت غنبر ز طبله عطار

### و از مبالغه دست است

ز آتش شفت من گل بدیدگر خواجه	تاج وین مفتخر آخر جهان ابر اسیم
تو گر کان بد زلفت کافرت که قویست	بهمد شمار جهان بازوی سلاسم
بر سینه مالاس در فراق با هر سینه	بر آسمان بکشیدند مهر و کواکبش
اگر حضرت خضر و امیر سبزان است	که از سپهر برین برتر است اویش
تا کی چشم تو بخون شود دل ربای	آزاد فراق تو جان جوید دل
چشم آرزو آسمان بی بار و جان	بختاشد که از زمین بی روی دل

[illegible]

ای ورو ملائکه دعائی سید تو  
یا دشمن تو پیام ششیر تو گفت  
خیریت زاده را بجای سید تو  
ستودل این باو فدای سید تو

اما کمال فرمود تا بنزد وینا سرخ بر و شمارا خفق نماید و آخره و این از ملازمست کشید و  
تبریز گوشت نشین طاعت و عبادت گشت و در گذشت و به سلوی خاقانی و فون کرد

22

عروس ملک کسی دکن رگیه خوش است  
باد آمد و گل بر سر بخواران ریخت  
از سنبیل شیر و روغن عطاران برد  
که بوی سه برایش شیر آبدار و منه  
یار آمد و مل و دهن یاران ریخت  
وز گر گشت خون بشیاران ریخت

والله اعلم

شرح غنیمت تو لذت شادوی جهان و در  
 طاف و جان بیاورد و در آید ز غریب  
 جز زلف و چه بود تو ندانم که چو کس  
 آن طلاق اگر کجا که صدائی ز در و دل  
 تذکره بی فلک نهاد اندر شیشه نیر پاس  
 تیغش ز کلاه سپهر و شمشیر و شمشیر

نوروز

در برگ زعفران و سر سبز جلیل نوروز را بجمعیت فصل خزان حمد  
 ظهوری ترشیزی ساقی خنیا با فصاحت و هنگام سازانچین با اخت است رشو گلش خنیا  
 رنگ تاک و دانه آتش تو خیزد میخانه او را که ظهور دولت خن در عهد و باج علیا بسپیده و  
 نهال کلام موزون از زمین تربیت او سر بطارجم اختر کشیده میرزا اسانبله و را با و ب یاز  
 میکند و سبک گوید

صاحب نه اشتمیم و برگ این غزل این فیض از کلام ظهوری بار رسید

ظهوری و برین زمین دم غزل دارد و می از آن وقت مرا خوش کرد  
 با خنجر کشیده و قنابل بسازد بود خود را به پیشین سن که نگاه از قفا رسید

حق این است که ظهور را و عالم خن را و از است و نور او سواد حق را روشن ساخت خوش سپید  
 از و ضیعه اند و از قفا را بکشود زبانی از و چه و افروز اعتبار با ساقی ناله ظهوری عجیب  
 و نکی و او و بنا که و از سوال از دست می باید شنوی را بگری می نشاند و و شر از و او

ز و او برگزیده و شر که اگر چه طرز خاص دارد و اما غزلش باین تنبیه شده بعد بیاحت عراق  
 و فارس عازم گلگشت و کن شد و در و از الس و بیجا پور قون گرید و از خوان احسان از اجم

عادل شاه الوان نمیشاند و خفت و کلام و زبان را بدایمی او شیرین ساخت شاه در سده  
 ساقی نامه چند و نیمه قبل پر از نقد و مین و او طالعک می او را بر یور کالات علی دیده طرح

الفت رحمت و و تر خود را و در نقد از و او جش کشیده این هر دو سخن آفرین دماغ افرا و دی  
 بهر سانید نه و مایه نایب است که فکر تهریر و آورده و در میان ظهوری و عرفی سولات و هر سلات

بود ظهوری شمالی برای عرفی بدیه فرستاد چون قابل بدیه نبود عرفی این رباعی نوشت

رباعی

این شمال که و مینش محمد فقر است	آیات رحمت و التفسیر است
نمایش کنی تا مینش کشیده میرزه	صد خنده کار و مردم کشیده است

وفات نمودی و دست او قلع شد بدست رابشا طلی است که چنین جلوه نمود برمی بنشیند  
 شب از مرغان تر ختم بجا آستانش را  
 تغافل پیشه صید افکن این سرزمین باشد  
 نیشا دم چنان که کوشش افلاک بخیرم  
 همچنان طفل منرا جیم اگر پیرش عیم  
 ازین چه پاک که رسم و خاندان  
 مار خویش نه جسد بر منبید انهم  
 سعادت مستانه شوق تو به نفس مردن  
 نیازم و دو که زور غرور تا پندست  
 تو آدا منم زور و تغافل نگذست  
 چراغ غارتی تیرگی زیاده کند  
 که ویرستان خنجر حیا و قدرت آن معروف است  
 قصه کو صعب مرا عجز انچه بسیکن  
 بگذری چون نگاه تیر و بیان قاصدی خرابم  
 نگارین نگاه عرض حال کوچه آینهی بوم  
 خدمتی انچه ما دارد سخن پرواز میداند  
 اگر چه بود از خدمت نشستن نیست  
 ز صبر داشت چشم اشکبارم قره سلطان  
 زوقی مست پادشاهی افایه دوستی  
 حق تو نمیداشت اگر آب مردوت  
 کس که با تلاش منصب شاطلی دارد

پشیمانم که کاری یار و اوم با سبانش را  
 که دایم بهر تقریب نگارم و کین باشد  
 مگر گرد و گرد و گردن که خاک بر خیزم  
 کوچه گردی شد بجا که چو زمین گیر شدیم  
 باستان این که طریق جفا نیدانست  
 گذشت کار ز طفلی چرا نسیبانی  
 وکیل خضر نم عصر جاودان نذرست  
 اگر هر اینه ضرورت عجز از این جاست  
 تو سخن بسنج نه دود خوشی سخن است  
 بر و شقایق شبنامی تار سو گذست  
 که زخم فرزند از خنجر لاسم بر نگرداند  
 نیشم مرد دود است محبت سگانه  
 نشستن بر سر را و صبا از من نمی آید  
 چو دانستم حیا و رخسار سیاهم از دزد  
 نخستین اینک ساکت بیجا بلام میگردد  
 همین بس است که بر خاطرش گذرد و از د  
 نمیدانم شکیم از سفر که بازی آید  
 خواهم که بگذرد ز تو با شکی بجای من  
 خون چو سخن را که رساندی به بمانی  
 و گردن محبت از خورشید و آینه گردان

چه احتیاج که تشویش انتخاب کنی  
بدر و خوشی هم آغوش کرده مارا  
رخت خنده لب و زردین

مهری بوسه کاش زنی بر زبان ما  
با شعله کند دست و بغل بال و پر ما  
بغیر داغ جنون کس نماند بهر ما  
ازین حسرت عقیق کرده ام قطره خون ما  
گر چستیم غمبار نصیر نیست  
مشکوهه بر می باد صبا خواهم داشت  
بمن بنا کر سپید را کشت نیست  
بر آرتیج که فردا گناه از ما نیست  
بر خاطر او زنا فبایت

توبی طلوع فتادی جرم او صیت  
بند و گوش نهادن بشنیدن مستم  
کرده پیری را یک خمیدن مستم  
گناهش لب گردانی داشت  
بهر زده که قربان غیرت تو شدم

که ام جو تو از لطف و نشین تر نیست  
ز غریبی بخل ز نیاید آسایش  
حمیت و کیش هر دو جانور  
چروم و حسن نه سخته و زبان ما  
چروانه افسرد ام امید که شمع  
چو بیکسان نهادم مهری به لبش شست  
نه تنها نقش ناست بر گونه دل جویم ام  
خود را آب گریه هم یا بسپارد آه  
نی که کشت چشم منی سطر شد داغ  
بهر و چند گردی انگ نی بهش  
هتو ز جسمم بوس خورد و تو رو نیست  
بباد و هم خاک خود را  
تکوری شکوه است از یاری است  
چشم را پرده خود کرده بدین مستم  
سبک داده آنگاه و دست حاج حسین  
خبرگ چو نمی اگر چه سبک است  
زرقا غم غیر تلوی بی برگ نزد سبک

رباعی

هم کرده چه صبر آید بی چشم  
دارد خجل امید و یون چنانم  
خط میانی سواهی پر فاسق سخره بود و بنزد و بیانی  
اکثری را از شعله ابد گاه کبر پادشاه

برتا به بجز جلدی چنانم  
عینی است غم زنگنه سبک  
خط میانی سواهی پر فاسق سخره بود و بنزد و بیانی  
اکثری را از شعله ابد گاه کبر پادشاه

یکشید آخر بزارت چو مشرق گردید و جانها در گذشت آرزوست

دیدیم بر رفتن قنبر و روان را هر چند ندیدست کس بر رفتن جان را  
 در عشق افزود و بهردی و دنیا را نه و در مندی بود همچون در جهان او هم نماند  
 نمیتوان نفسی بی تو در جهان بودن چرا که جانی در جهان نیست آن بودن  
 ظاهر شیخ محمد بر بان اورنگ آبادی کتب دینی علی الترتیب تحصیل کرده و استعداد لایق  
 بهر سانیده و به کتب اسبق و مضع عربی بحدوث سیر از ادب گرامی پرداخته و در اواخر آیه ثانی عشر  
 جان بجان آفرین سپرد و از وی می آید

بزم آتشین رویان دل دیوانم کردم سپندی شوم اما آتش خانه گم کردم  
 مباد آن یکس یارب چو سوار به مجننه کنز آبادی بد افتادم و ویرانم کردم  
 نبود شکوه ز نصیب اول آزار مرا گردید سوغم گل رخصت گلزار مرا  
 شمع در حالت افروختگی گریه کند مایه سوز بود عشرت بسیار مرا

### رباعی

از عهد شعری پرستم کردند دیدند ز ابله جوش مستم کردند  
 و یکشمن استبداد مثل زکس چشم شده و اجام پرستم کردند  
 طاهر عثم که ظم سنی یاب بیدیل بود و ساکن خطه اردیل کسب زرگری ساش میگرد و گوهر  
 سخن نیکویی سخت آرزوست

سفای جوهر خوبی زیاده تابست لپی گرفت می آلوده لعل بی آب بست  
 ظمیر خباز سپری از لای جان بود و آرزوست  
 سال دوست بدین نمی شود آخر گل بهشت بچیدن نمی شود آخر  
 یا قسم که سر رشته در کجا پیدا است که آه من یکشیدن نمی شود آخر  
 ظمیر از ساد است نهاده و شعور بهر بند است صفا

که بسجده دل ما که به پیشان رود  
چون گدایی که ازین خانه بآن خانه رود  
در حیرت منده روح بختی نمود رخ  
خلوت سرای جلوه عشق خود دوست  
خلوت روی تبریزی از مستعدان وقت خود به و این بیت از دوست  
چه رشک می بری ایدل کیشگاه عشق  
تو هم بخت مدخو میرسی شتاب کن

### حرف العین المصطفی

عباس مروی هم سلسله شاعران که از آباء و اجداد است و اول کسی است که در علم و ادب  
طرح شعر فارسی انداخته و نبات الغش سخن را پرورین ساخت چون الوید ماسون عباسی  
بخط مروی خراسید عباس قسید مدحیه فارسی نقد فنی گذرانید این ابیات از دوست  
ای رسانیده بدو است فرق خود از فرق  
گسترانیده بود و تفضل در عالم دین  
مرویات را تو شایسته چه مردم دیده را  
دین بزرگان را تو بایسته چون راه دین  
کسی رخ را پیش از من پیش شعر گفت  
مرویان با کسی است هر این پیش دین  
لیکست زان گنجه من این بیت تران این طریق  
گیر و از روح و شایسته حضرت تو زیاده ترین  
عراقی شیخ فخر الدین ایوب هم بن شهریار جوانی محقق سالک و فاضل از جمله و سرید و خواهر زاده  
شیخ شهاب الدین سروروی به دور جهان مدرس علمی و روحانی صفائی در پشت طایفه علم و ادب

در نظر ایشان که در این ابیات از دوست

خشتین با ده کاخ در جامه کردند  
ز چشم است ساقی و امیر کردند  
چو خود کردند از خوشترین کاش  
عسکری را چه ابد نام کردند  
در آخر به سید سلطان خدا بنده شهر عشق رسید و در شهر خشت سیتی مبارک است و در پیش  
شیخ محمد بن ناصر بن مدحون گردید و در وقت پنج جهان این بای بر زبان درشت را باغی  
و سبابت چون قرار عالم را داند  
تا که کثیر مراد آورده و داند  
سیر فاخته و قرار کار و زانند  
نی بیش کسر از عدنی که داند



آسمه بیل بیدل زنگل وفاداری است	ولی وفانگشت هدی که بازاری است
صنمار و قلندر سزاوارمین نمائے	که دراز و درویدیم ره و رسم پارسائی
بطواف کعبه رفتیم بحر هم ندانند	که برون در چه کردی که درون خانه آئی

## رباعی

عالم ز لباس شادیم غریبان یافت	با دیده پر خون و دل بر میان یافت
هر شام که بگذشت مرا غمگین دید	هر صبح که خندیدم مرا گریان یافت

## رباعی

افسوس که ایام جوانی بگذشت	سرمایه عیش جاودانی بگذشت
تشنه بکنار جوی چندان خفتم	کز جوی من آب زندگانی بگذشت
رفت دل و نمیرود آرزوی تو از دلم	عمر شد و نمیشود نقش تو از خیال من
عراقی از دل و جان آن زمان امید برید	که چشم است تو از خواب سرگران بر سخت
آور اچه خبر از من و از حال دل من	کو دیده پر خون و دل ریش ندارد
عمر خیارم صلمش از فیثا پورست در حکمت و ریاضی و نجوم مستعد بود شاگرد امام غزالی است	رباعیاتش شهرت دارد در سلسله درگذشت از دست

آن خوابه که خویش الهام کو میگفت	وز کبر سخن بچشم و ابرو میگفت
بر کس گره سرمی او فاخته	دیدم که نشسته بود و کو کو میگفت

## رباعی

گر گوهر طاعت نسفتم هرگز	در گریه ز رخ زختم هرگز
نوبت نیم ز بارگاه کزرت	زیرا که یکی را دو تکلفتم هرگز
آز قن چو در روان پاک بن تو	خشتی دو نهند در خاک من و تو
و انگاه برانی شست گور و گران	در کالبدی کشند خاک من و تو

## رباعی

برگیر ز خود حساب اگر با خبریست  
کا دل تو چه آوردی و آخر چه هست  
گوئی نخورم باده کمی یا یامرد  
سیبایه مرد اگر خوری ورنه خوئی  
عبید زاکانی فاضل خوش طبع بود و در اکثر علوم مهارت داشت اما هنرل بر مرادش طلب  
بود این ابیات از دست رباعی

این خواجہ مکن تا بتوانی طلب علم  
کاند رطلب راتبه هر روز بهانه  
روسخگر پیشه کن و مطرب آموز  
تا داد خود از کتر و مہتر بستانے  
ترسد پیشی روت جمال مہ کمال  
بروز نکمت بویت صبا خبر بشمال  
زند بہ تیر نظر غمزات نشانہ مہر  
کشد بگوشتہ چشم ابروت کمان لبال  
توئی کہ آب حیات از لبست بود سائل  
خوشا کسی کہ کند بابت جواب سوال  
حرا گشتہ بغیر از عبید در عشقت  
بشاعران تخمیل نمائے سحر طلال  
نبی پیش کسانیکہ عشق سے ورزند  
شب وصال کم از روز باو شانیست  
عمصری بلخی بابک رقاب سخن طرازیست و ملک الشعراء پایتخت سلطان محمود خان  
و فاش و رسدہ بودہ این رباعی از دست رباعی

گر عیب سر زلفت بت از کاستن است  
چہ جای بغیر نشستن و خاستن است  
وقت طلب و نشاط دمی خواستن است  
کارستن سر و ز پیراستن است  
عمید دولت ابوالقاسم بن خواجہ حسن  
کہ است طاعت او بر سر زمانہ فنا  
سیاست و کرم خواجہ کریم بخش فلک است  
کز و سوار پیادہ شود پیادہ سوار  
ز خواجہ جوید پیادہ آید و ز گردون بخل  
ز آب ابر پیادہ آید و ز خاک غبار  
بایستد بزرگان چو پیش او برسد  
بنقش سیرت او مہر کردہ شد معنی  
چو وارسند بدریا بایستد انہار  
بنام مدحت او داغ کردہ شد شمار

بجز می تبریزی حسن بیگ طبع نفوذ داشت و شعر خوشی میگفت و در مجالس کا بر اعتبار  
داشت و دیوان بابافغانی را جواب گفته از نظر شاه صفوی خیلی گدازید شاه برای او

وظیفه سالانه تعیین فرمود و از دست

شاه و منظر خلق که مرغان باغ عشق شاخی که سنگ میرسدش آشیان کنند  
نکن در صید گاه عشق پای صبح بخور شب که صید این زمین خود بر سر میاد می آید  
بی توستان ترا باده گلگیر شدست آب در خلق اسیران تو زنجیر شدست

عاشقی مرد خوش طبع مجلس فروز بود و با شازدستان بوده این شعر از دست  
بجز می اگر شب بچران دل خود شام بیکدم جفا بانی که برین کرده بودی یاد میکردم  
زینسان که خاک و شب بچران بسرگرم شکل که روزی حشر سر از خاک برنسم  
عبد العلی در شهید مقدس ماند و بود سیکرد و در سلک خوش صحبتان عهد تنظیم بود این بابا

از دست بد گفته

ای کاس تو سیاه و دیاب تو سفید از آتش آب هر دو بهریده اسید  
آن شسته نمی شود مگر در باران وین گرم نمیشود مگر از خورشید  
علی سی قاضی سیح الدین ساوجبی فاضل جلیل و عالم نبیل بود تعلیم شاهزاده سلطان یعقوب  
اشتغال داشت از سلطان چندان نوازش یافت که از حیز تحریر بیرون است بعد وفات  
سلطان باغواهی حاسدان در شش به قتل رسید دیوان هزار بیت دارد مشتمل بر غزلیات

و غیره از دست

آرزوی دل شایق بسوی تو مرا نیک شد هر دم و روز نیست بکوی تو مرا  
را هم درون بلع تو در بان نمید گداشت را بهانه کن و پیش دریا  
مفرست سوی من خبر خویش کدام من هر دم ز خویش تو پیش از خبریا  
هرگز نبود از تو گمان جفا مرا دیگر بکس نمانده اسید و فامرا

شبی که آن مهر بچرخش من مست      شاره و آری دیده در کین من مست  
سویش خبر برید که عیسی بپاک شد      کور را بصر بانی من آزمون کنست  
عمار رضی قتی جز آنکه از اهل آن دیار است      دیگر از عاقل چیری معلوم نشد از دست  
روز و صلی طلسم همچو شب حجب دراز      تا کم مشح ستمها که تو با من کردی  
علانی آشتی آتی مروی فضیلت بود از قم و نزل بعضی از اهل یزد و جرد بوده از دست  
مقامش در دل و در دلم از ان خیزد      که بادل در میان ننهادم راز نهانش را  
تشد اند عالمی که مرا هر زمان غم است      دارم غمی که باعث شادی عالم است  
دیر و ز پریشانی خود را بتو گفتم      امروز پریشان ترا زانم که تو گفت  
نه صبر بتو ازین بیشتر توان کردن      نه غیر صبر علایجی دیگر توان کردن  
عشقتی از ان افضل عرفا و صوفیه فضلا      است مرید شیخ احمد اصفهانی شرح قصیده تائیه  
ابن فارض نوشته این رباعی از دست

## رباعی

دل گفت مرا علم لدنی بپوست      تعلیم کن اگر ترا دست رست  
گفتم که ان گفت دگر تیج گویی      در خانه اگر کس است یکتا کس است  
محمّد بنی حسن بیگ تکلوا از ایران دیار      دو بار بپند آمده مردی بود اعور عیدم احیا با وجود  
مرد صلاح و حق خود اعتقاد در جبه قطبیت و شمس اما طبعش در مرتبه سخنوری درست بود  
در شمس و راجع بقتل سید صند  
شمس جلوه یارم بس این سعادت من      که چشم حسرت صد زنده و تقاضای من است  
ایجاد دل پاره می ستانند      اخلاص بچاک پیر بنیت  
مرا براق مرق مسبین بخوار مدار      که باده نشه و دگر چه در سفال بود  
عزت شیخ عبدالعزیز اکبر آبادی در سلک ملازمان عالمگیری نظام دشت نطق کمالا

زاتی وصفاتی او شاه وین پناه عروج زنبارش میخو است الماحیات وفا نکرد و درفشند  
آنجائی شد از دست

گو که بسمل تیغ توان رسیدن رخت  
که راه صد رم دشت بیک پیچیدن رخت  
نمایان صد بچمن نه بد اما خد از دست  
آن دست چو گل بگریبانم از دست  
شکوه آبی که گودی ستون را آب رخت  
در دل سنگین شیرین سبج تاهیری نکرد  
صدائی بر شیر که بسمل شد ز پنج رخت  
مگر ز آن شکار آفتاب بیک سر شمشیر  
تا بد عبد الرحیم توانی بیشتر در شاه جهان آباد بیری بر بخش غالی از زنداکت نیست شوق  
و آخر و ذوق شکار دشت حننه

چون دیده عاشق کجا آلوده میسازد  
کعبه یابی که از نگار خد دارد و گرانها  
عظیمش شمع علی عظیمست فرزند و بلند شیخ ناصر علی سهندی ست بخشش بر ایند سوز  
و گداز و بهارات مخموری و ساز و رعد محمد شاه پادشاه بفرغ خاطر بیری بر و در ارم  
مرطبه احیات علی کرد از دست

ببارت فشت باغون گشت یا نخیو تا باشد  
خدا داد چه پیش آمد دل و توان ما را  
بهر شمع زینک خود آرائی دل  
پیر خواص بود میشم تا شانی دل  
دون از شهر دشته گوشه و براند دارم  
چو مرگان در سوا چشم آید خانه دارم  
عاشق آقا محمد صفائی بخش ملا و دست و حرفش در و انگیز و او اسطخنته رخت  
بدر البقا شیدا از دست

بستی که که کنم پستارنی دل  
آخر عمر من و اولی بیارستی دل  
گل چون توان کردن که بروی تماشا  
در گلزار بر بندد و گچین در چمن باشد

رباعی

ای سانی که چهره ز زیبایی است  
وی سرو سخی قامت عثمانی است

پس کن قدحی که زودخواهی دیدن      خالی کنار این چمن باغی هست  
 صاحبزاده عارف الدین خان اورنگ آبادی هاشم از پنج سرت پدرش بعد عالمگیری وارد  
 هند گشته بنسبی قشقرگرودی از کلاصنجه منصوب و با کبر و خطاب نانی یافت و در  
 ششاد است از روزگانی مشقت عارف الدین خان عاجز تا پنج مرگ اوست که خود گفته

### آزوست

بیزین شک توان یافت فیض خان کز  
 بگرسنگی نه به بیخالی نگاه کیست  
 برق سست گلند در دل شرار آینه را  
 ساید عالی تو سازد و اخذ آینه را  
 عزت شیخ فقیه الدین ساکن بهشتی صفات صواب اوده بود بر جاده قناعت قیام داشت  
 او اخراج ثانی عشر دار فانی را بگشت آزوست

گشت رونق رضوان و پیام تو کیست  
 و جهان بخش سیاح و کلام تو کیست  
 از رفاه تو تو یک بهر گم سازد  
 رفتن عمر من و طرب زخام تو کیست  
 بشین که سر ما شور قیامت برخواست  
 نغمه برآشدن شش و قیام تو کیست  
 کی ز دست تو بر جان بسااست عزت  
 دست بدن بسیرت و سلام تو کیست

خاصی نور الدین محمد خان از ملازمان نواب والا جاده بود تلاش نیک داشت و بوزنی  
 طبع فصاحت نیکین می بست او از سنه او گذشته

ما بهیچانه شستوبین است      دور چنان بهستان است  
 جلوه است و آینه دل      شکن آن که شگفتی است

عشق زین الدین باغی در عمر هفت سالگی وارد هند گشته تربیت از شاه محمد شاه قابل  
 یافت طبع موزون داشت و ادراک نسل پادشاهان عسکر کشید آزوست  
 دی میگذاشت یار و قریب از قریب رسید      گفت که عمر میرد و مرگ در قفاست

خندری اسحق بیگ برادر کسره لولت تشکده است مرد شوق پیشه بود و پیش طرانی خوشال پیشه  
قبای هستی را در او اکل تنه چاک کرد و منتهی

نشد که کارگر زخم تو ای بیدار کار را  
خجور غم یکش خود و حسرت جسمم در کار را

شاد و سارید پس از مرگ دل زار مرا  
بر سر بر تفر آید دل آزاد مرا

عاشق مولوی سید محمد عبده بود و تقوی هاشم زکاته مضامین صوبه الایا است صاحب  
پتقریب جانگیر در برودان رختاقاست انداختند پیش محمد ترسمین در معالی کلک و شفته

وی ز تقوی اوب بخندست مولوی امین الدین در سر نگرده افتاده شایسته در عظم عقاید و نظایر  
بهر سانید و در رهسپار مدو بتدریج بافتای حسد رسید این ایات از ایمان او است

این بیت چنانکه در هر چوبین وقت بیان می  
بصد لب میگویم تفسیر پنج خصصه پیرایا

تجلیت زده اعم ز کفر و موم ز فراموش  
بر دعوئی ما شاید ما چهره زار دست

نکند صبر این دل نادان  
کار باخت جا بل اقامت

اغ و دل از سینه صد چال عاشقی خوش بخت  
خشنه دیوار بهر دیوار گز اربس

عجا و فقیر از اکابر کرمان دشمن را پاکیزه بیان بوده و فاقش در تشکله اتفاق افتاده و یونش  
مداول است صنف

تو سپندار که هر گوشه نشین دین راست  
ای لیسما خرقه که هر رشته اوزن راست

طاعت تا قص من موجب مغفرت نشود  
راضمیم گردید و علمیت عصیان نشود

علمی لاری نفس الدین محمد و بایست حال قاضی طرشت بود و بعد حج عثمان هجرت اکن نیست  
و چشمه دانات یافته از دست

نمایان بر در بر سر و نازش میوه ان گفتن  
سخن گوئی که کم عمر و از ش میوه ان گفتن

عنایت الله شیرازی خطا استقلیق بسیار خوب می نوشت و بدگاه اکبری برخصه  
کتابخانه مامور بوده از دست

خندری

نکند

عجا

علمی

نمایان

خودم که شوم که نیم دوست و لیکن انقطاع  
حرفی از دشمن خود نیز شنیدن دارد  
عبد الغنی بجوانی در عهد کبری بهند رسیده و گاهی برسم تجارت و گاهی برسم ملازمت میگذشت

## از دوست

گذشته و آینده در پنج و هوس است  
عمری که شنیده بهین کیفیت است  
سیدان از است مگر بوی جوان ده  
زان پیش که گویند فرومایه است  
عهدی که برسم نام دارد و بهی که بی بقصداری مهر تو بر بلند بوده و آخرت خود بسوی  
کمال کشیده در شاعری طبعی داشته گویند از خواندن اشعار و دیگران بنام خود مضائقه نیکرده

## منه

صد آرزو بدل گره از تار و پستی است  
دل نیست در برم کرد از زدی است  
دوم آخرت نشین که رخ تو سینه نیم  
که امید صد تا بهین نگاه دارم ده  
تقرم زمانی از کوی آن ماه  
تا بوقت ما را با ناله و آه  
یاران و هم آوند و گویند  
اسکندر اسکندر

سفری به شیخ عبدالعزیز جو پوری و تصوف دینی تمام داشته اشیاء شعر میگذشت از دور  
پیشانی دل فلک مانی منکم  
اگر بخواهد نقش روی نیلوش  
بجز تو چه سود با تمام نرسیده بجان  
ناله و غم و کسب ز گری اشتغال داشته از وی می آید  
آدمی و خزان شود و نور و زخم گذشت  
گر بهر دست نشسته امروز هم گذشت

علی قی از ارباب حکیم کنایه داده و در شعر سلیقه خوش داشته  
بیت گذشت و در بل مکتب جوان  
بهر کس که به علم از شعر و قافیه آری  
سرگشته می تواند که و خالی این نکلان را  
بهر زمین که رسید هر آسمان پدید است  
آتش که از سر داشتند و دست به دار و



عربی نیز آبادی و طالب اصلی صاحب حیثیات بود و شعر عموماً را نشان میکرد و از دست  
 شونیکه سبک و اندام خون کردن و آمد چو پس از هزار عسدر آوردن  
 بنشست زمانی و دو لم با خود و برود گویا آمد براس آتش برودن  
 عنوان محمد رضا از شعر او که در خط تبریز بود و کلامش عنوان محبت فصاحت و طغیان  
 محل طاعت است صفت

قد تو دیم و سحر و جین زیاد و رفت ز بهشت صبح بر بسته بر زبان ماند  
 و چشم است اینک گوی یکسره بی بال و نگاه از سرت رویش گریان پاره سیاه  
 بیا که بتر و سحر و یا حیات مرا به بریده ماند نگاری و بر زبان شسته  
 عربی شیرازی شیخ جمال الدین که در شهر تبریز بود و در دست عده شعرهای  
 شعر آفرین است و بنده لغات فصاحت آئین شاعر گوناگون است و ما هر چند با او اول کار و است  
 بنفحیدر رسید به شیخ صغری آشنای شد آخر دسیاها شکر آبها افتاد و نماند زبان مرط باشد و شعر  
 و اعتبار او روز افزون گردید تا آنکه هم می شنید و با او بود و در آغوش زمین خوابید  
 عربی و قصیده گوئی صاحب یه صفا است اما مختلص و چندین خوب بقفا و در غزل و شکی  
 او در تبه سادات دارد و با عقاد حکیم مذاق پاینده شغلی او کم است و در یه صفا برای وی  
 ترجمه در از نوشته و در تلخیص الکنار گفته در سبب تشیع و شست و آله در ریاض الشعر او آرزو  
 در جمع التفاسیر و قدرت در تلخیص الکنار اشعار بسیار از غزلیات او آورده و از آنکه دوست  
 هم نیز کرده بسیار است نگاه راه  
 چرا خجل نکند چشم اشکبار مرا که آرزوی دل آورده و در کنار مرا  
 چشمش دین را چه کساد آمده عربی در پیش که بجز مرده و حافظ نخر دست آن را  
 که خجل و غار بند چشم تری هست تا ریشه در آب است اسید شمری هست  
 و آنکه که شفیق اند طبعیان همه بسیکن هر چه که به معشوق نهاد دشمن در پیش است

تا ز من تو بسینستم او که هیچگاه  
 تا کن کعب کجا و کت و دیار کعب  
 همین بسست دلیل بقا نام عشق  
 عشق سیگوریم و سیگریم زار  
 بشوق و دوست چارم که در شربت عشق  
 چه ششم بنگاست بر دجانه پنهان باید  
 نارد و مال او مهرش زو لم سزد  
 بیایان چون بعد ازین که گوشش کند  
 دل را چه سید می کردار الشفا بریم  
 چون زخم تازه و دهنه از خون لبالم  
 مگر کام دل بگیرد میسر شود ز دوست  
 ای کس رسید و ده کشت و نقاب کو  
 ز چشم من محو شد ای گریه بنگام محال

## رباعی

عمری همه فریاد و فغان آمده ام  
 ناکام و سیاه بخت و دلش و خرد  
 پر شور و بیاز در جهان آمده ام  
 آنطور که بایست چنان آمده ام

## رباعی

عمری در تلوع است و جهان سستی تو  
 فرد است که دوست نقد فرد کلست  
 آرزو چه باید بار بر بستی تو  
 جوای مثل است و امید سستی تو  
 ز بسکه ماند و شود آسمان ز آزارم  
 غیرت برم بشاوش حساست که هیچگاه  
 هزار سال پس ازین جهان بیایاید  
 از غلوط و محال تو بیرون نیرود

طغیان از زمین که جگر گوشه ضعیف آمد نیز پنج و شصت شش نیک کنند  
 و لکه روشنی آفتاب خفته زنده که از زیارت شهاب تاری می آید  
 عبدالقادر بدو فی جاس فون فضا فی بود و در تاریخ نویسی سلیقه شگرت داشت  
 کتب کالات نزد شیخ مبارک که پدر فیض و ابو الفضل کرد و اکثر شیخ و علما عصر را در یافت  
 و صحبت داشت پیش امام اکبر بادشاه بود و چهل سال با پدر و پسر و دیگران که صاحب نام داشت  
 و منتخب التواریخ از سال این مرد و خبر صحیح گرفت صاحب ثمرات القدس شاگرد شیخ عبدالقادر  
 سال وفات او سنه اربع و الف نوشته طبع نظم هم داشت این دو بیت از خود تخلص آورد  
 سرچشمه خضرست و باقی که تواری ماهی است در آن شبیه زبانی که تواری  
 بقصد آسید خاصه بفرستم سوئی آن بدو سعادتمندان ساعت کز نوید کرد  
 خاتم المکی بن شاه جهان بن جهانگیر سلطان کشورین پیروی و محرم بهر حال گسری بود آفتاب  
 حالت ب تاریخ ولادت اوست و آفتاب التاج تاریخ جلوس این رباعی از کلام لای نظم

### اوست رباعی

دیروز بی گلاب سیگر دیم پشیم و گلی بدستش دیم  
 گفتم که چه کرده که میوزندت گفتا که درین باغ می خندیدم

گویم در سلاطین تیموری که مدتی دراز کوس فرما زوای مد تعلیم هندوستان توانسته باشند  
 این عدل و حق پرستی پر خاست چنانچه تواریخ نگاران عهد و احوال و در مفصل نوشته اند  
 کفر از قائمان دولت بر انداخت و در شاعت احکام شرح دقیقه فرو گذاشت فدا و  
 هندی در فقه و مساجد کشید و بجای بختانها در بندگی از آنها حسیه اوست و کلمات طبعیات  
 که شود بر قعات عالمگیری مستعجب عبارت طبع و اشارت متین دارد

عزت خواج باقر شیرازی در سن طرازان عزتی دارد و در مکتب پرازان حرمی تا بهر شب  
 برد از ولایت هندوستان و در دیگر دیوان او غلط و خوش قریب خبر اینست حاجت

تاریخ

تاریخ

و بر انواع سخن شام این چند بیت از آن گرفته شد

نهر و شیریت تکبیر فسنار و باه را  
که مقرر این از پر پروانه دار و شمع مخلص  
نشانده شش گلی چون تو در کنار مرا  
که پنجه سبز دینا خد بگو شش مرا  
لذات ز ناله بلبل شنیده بودی ترا  
آب گهر ناک فرو شد کسی چرا  
و دلخی خوشه تمام از سایه دیوانه  
یوسفی نیست که سرشته باز از تو نیست  
وادی گم گشتگی و امان منزل بود  
بر زبان خلق حرف مسیبه نشنید  
تیر روی ترکش و زلفش نال بود  
گفتند امر و زهر عشرت فدای تو نیست  
کلین ترک شعله تو طوفان دو دکان نیست  
مگر پنج تعاضل زبان برید و شود  
مخلص بود که یک خانه و دو هام چون کرد  
چشمه هر چند ناله قطره بد را نرسد  
حسن بشته آتش سوزان چه میکند  
حریم کعبه ایم صید را دارا مان باشد  
ماه انصافی و خوشمیدر وانی دارد  
در فن آید سازی هر که ایم میکند

زاده ان ز ناله مستانه ز بهر قائل است  
و اگر حسن گدازد که اشب مجلس ارشد  
چه چهری که نکر دست باغبان مراد  
بگو بسا آن مجلس بگور لعلی ناصح  
و نسبتی که بگل کرده اند روی ترا  
عزت بکینا ندی آبروی خویش  
تن که پیوسته سر از بالی های چشم  
و نذار سی و سی و دای عزیزان و ز  
تا شد گم ماه کنانی بقصد پی نبرد  
گوهر انصاف از مرغ لعلی ظاهر نشد  
زحمت ناسمجید و در کیش فرومندان خطا  
تا نباشد غنچه در اول گل آخر شکفت  
گر وید برق خرمن و طسا خیر و بسید  
تسود در انوار آن کرد از جدل خاموش  
آنکه دل واد بود وانی و دو عالم عزت  
چهره آینه جوس پیروی عشق گشت  
تا جوت نبود چهره زنی لاله کون کنه  
و لمر احترام رفیق از سر کویته نمی بند  
مکسب بر کوکب اقبال نمی باید کرد  
سینه صفائی که خاکستر نشین گردید

گل زخم شهادت بلغ بان آتازه میازد  
 جمال خسته دلان تا ترا نظر باشد  
 اینقدر هر چه از تیر و عاصی خواهم  
 خدا ز چشم تو اسلام را نگه دارد  
 بی بهشتی صفقان چند در آتش بهشم  
 در بیج گاه عشق خریدم فانی خویش  
 ای مدعی بهال تو چون شاخ گل که من  
 از بس زمانه در پی غازی من است  
 نشان زخم کسی نیست بر عقیق دلم  
 رجحان بر آب خضر بهم آب دیده را  
 دست کسی بدمان خطش نمی رسد  
 حاضر ترا ز تو بهیچکس راندیده ام  
 گیرم که احوالان کنم سیر قاشقش  
 تا سر خود را بخصم بمرود و ادا هم  
 گر بکار مصیبت می آمد آنهم بد نبود  
 عبدالمدخان او ز یک پادشاه توران بود  
 و معاصر شاه سلیمان صفوی و امیر سخندان

### این بیتها از وی است

قسم باه جهان سوز خود که می سوزم  
 بسنگ رخنه شد از بس گریتم بی تو  
 با تشی که سمندر حریریت دودش نیست  
 ز سنگ سخت تر من که ز بیم بی تو  
 که بی کس را سبار کبا و گوید بی کسی او را  
 مبارکباد عید آن درو مند بکس و کورا  
 عالمی بخاری مدرس مدرسه معنی شعاری ست از منتسبان امام قلیان بود و این بیت

## از دست

این تمام موبود بر تن پرگزند ما  
خسته ایم و سیرود و وز بند بند ما  
عقابی مصاحب عادل شاه پادشاه بود از یاران حضوری فی ثبوت سال مرقعه گو الیاء  
محبوس نده از دست

مردوشیوه دینی نمرود نیای  
بسیج چیز نمانی عجب تماشا

## رباعی

ای شاه ستاره خیل خورشید اقبال  
وی از پی سحر تو گرد و چرخ لال  
ایام تو عید است در آن روزه حرام  
بزم تو بهشت است در آن باده حلال  
عرشی یزدی طماسپ قلی بیگ اول عهدی  
تخلص میکرد بعد از طی عهد جوانی  
طبع عرشی تخلص گرفت و در خدمت شاه طماسپ  
صفوی بسر می برد و او ازده هزار بیت  
از قصاید و غیره انشا نمود از دست

هر کس بزیارت تو برویت نظاره کرد  
زان پیشتر که گشته شود خونها گرفت  
بآمن چرا مضائقه در جو رسیده  
چیزی نخواستم که در آب و گل تو نیست  
هر لحظه ای صبا ز چه گردی کنار من  
دانه مگر بجا میفرستمت  
هر چپ غیر لاف محبت زنده برت  
مارا اسید با بدل بد گمان تست  
مارا اسید با بدل بد گمان تست  
خوش آن کسی که اگر نایدش زیار پیام  
دوستدار که بر قاصد اعتماد نکند  
گر زنده ایم بپو بجا جاس طعن نیست  
بوی تراز با دصبا سیتوان شنید  
بانی تو دیده از مژه خس پوش کرده ایم  
تارفت نظاره فراموش کرده ایم  
گویند عرشی پسری که ز نظر داشت نظری  
تارفت نظاره فراموش کرده ایم  
گفت مولانا این شکر راحت

## مخدوم زاده گفته

تخم دیگر کف آریم و بکاریم ز نو  
کما نچ کشتیم ز خجالت نتوان کرد درو

۱۲۱

علی شیرنستان بنموری است و مرد میدان معنی گسری و ذوالفقار کلکش تسخیر قلمرویان  
 پیرداخته و تصرف بلعش آفتاب بن را از افق غزلی راجع ساخته کوفت سخن و اختیار اوست  
 و سلمان غاشیه بردار او جهد و طرز الفاظ و معانی است و مستفید سلسله مجد و الف ثانی گل  
 و انگلی بر سر داشت و جام ستفاد در دست چاشنی گیر مشرب بلند بود و سطر قه علیہ نقش بند  
 استفاده از شیخ محمد معصوم خلف مجد و نموده و در شبنوی زبان ببح وی کشوده موطن و فغانی  
 او سهر بست ابتدای حال با میرزا فقیر الله مخاطب بسیفان بخشی چون جوهر با شمشیر لازم بود  
 در فغانش باله آبا و خراسید و چندی بسیر جمع البحرین و باغ را تازه کرد و بعد فوت سیفان  
 به بیجا پور رفت و با ذوالفقار خان بن اسد خان وزیر اعظم خدیوکان موافق شد بی علی بود  
 ذوالفقاری دست آورد و آخر الامر از دکن به هندوستان عطف عنان نمود و در دلی نیاندا  
 میگذرانید و همین جا در شش بخت الماوی خراسید و در جوار مرزا شیخ نظام الدین اولیاد فون  
 گردید عمرش قریب شصت سال بود اگر چه غزل را با سلوب تازه جلوه داده اما در شبنوی بیضیا  
 می نماید هر چند برخی شبنوی گویان براه او رفتند اما هیچکس با و نزید و خطا عجز بر بینی قلم کشید کلام  
 ناصر علی در شش جهت عالم سائر و درست و دیوانش از قالب طبع برآمده این چند بیت بنابر  
 التزام نقش بیاض ایام می شود و دست بر قانون کتاب بسواد تحریر می رسد  
 باندا از بنگاهی بردن پیر و اول مارا  
 نبست غیر از عشق دلی من انسرده را  
 برید از دل جفایت رنگمانی آه زویم را  
 عمر از کف رفته اما قامت آن بیوفاست  
 از آبهای دل نسیا و پرستان  
 آنچو آن عکسی که از آئینه بیرون میرود  
 لهریش ز تنگی دل بسکه سیندا ام  
 بیو بی ساغر می لبست ساقی محل مارا  
 شعله جنبش مید بد نبض چرخ مرده را  
 چو ماهی در تخم خون شد سفید از زخم فتنه را  
 همیشه هر که صیاد است صید بسته را  
 یک آبد و کام و زبان است چرس را  
 دام را و ماسکه و جان نشد زنجیر را  
 چون رشتنهای شمع کی گشت نالما

آهوان طرز زمین ز من آموخته اند  
 بی درد و اندوه دل غفلت گرفت ام  
 تو به بار انفس باز پسین دست رست  
 تلافی گر کند بیداد پشت را شکر خندی  
 چشم پوشیدم بجلی و فضا سائی سینه شد  
 عشق از پرده بردون آمد و آوازم داد  
 نپسندید که بی برگیم آواره کند  
 آفتاب شهر و صحرا داشت از نقص بخون  
 یک شهر چشم خوش گمان فرشت اوست  
 بس بود یک جنبش ابروی تیغ قائم  
 گوار نیست عشرت طبع ناپریم گاران  
 دوش یک خط خواب آینه یار شدم  
 خوی نازک بدل من چه ستمها که بخود  
 قد آرا خلعتی در عالم امکان نی هست  
 خودمانی ست گذشتن ز لباسی که مرست  
 آشیان گم کرده چون من گرفتار ش باد  
 انتقام داد خواهان قیامت شد تمام  
 بود دنیا و دین پشت و رخ آینه بهستی  
 خشم ابل کرم از لطف بخیلان بهتر  
 کلاه سلطنت خسروان شکست نداد  
 سیران جهان شدم بگذارنمای خویش

گر بوش چشم سیاه که نظر کرد مرا  
 قلیکه رنگ بست شکستن کلاه دست  
 بنیر ویر رسیدی در منزل بستند  
 چو رنگ رفته می آید بجای خون شهیدت  
 خوشتر از ضبط نگه شمع حریم دل نه داشت  
 بر دازم در دو جهان دور و پیروازم داد  
 جگر لعل و گهر چشم گهر سازم داد  
 ورنه همچون را خدایا بیای خود دیران بود  
 آنجا که سرمه کرد کند جلوه گاه اوست  
 میتوان از سایه شمشیر کردن بسلم  
 چه لذت از نشاط عید باشد روز و خوار  
 طپش دل چه ستم کرد که بیدار شدم  
 شیشه بر شیشه زدن کار چه غار که نکرد  
 دل تنگی نیاز آورده ام این جلد زبانی  
 در تو پیرین از خویش چه تصویر بر آ  
 سخت بیرحمست می ترسم که آزادم کند  
 می نشاند چشم فاقل سرمه بر شورم هنوز  
 بزرگ آید وجود خویش و چشم شان را  
 تشنه را آتش یاقوت به از آب بقاست  
 نمیزند اگر پشت با فقیر انش  
 چون استنمای سوخته گشتم غذای خویش



تو چون در جلوه آبی مغربان یابگیرد  
 نه از در ویرت دل تاب من بجا پیش را  
 نظر با غافل و عالم پر از کیفیت حسش  
 بشوخی پای او بسجین و غالب می گرد  
 درین محراب کدانی تشنه بیان و او حیرانم  
 ز شکر حرف بی حدت ست فرا و شایسته  
 اندام دل شکیباییست لیکن اینقدر دهم  
 محبت جاود و وار و نمان و غلو و دما  
 تو چون سانی شوی دور و تنگ نظری نمی ماند  
 توره از کثرت اسباب با بر خور و تنگ می ماند  
 از بی همت را بنا شد تکبیر بر بازوی کس  
 از وسع ابروان مرا تاب داد و اند  
 از رایت قدر و قیمت و نیاز بهر چیست  
 پیش از بهر شایان غیر آمده  
 ای خرم رسل قرب تو عالمم شد  
 ویر آمن ز راه دور آمن

عالی میرزا محمد نعمت خان شیرازی جامع فنون کمال است و از اجواب و اندیم المثال قاطعه جوش شمشیر  
 آن ریز است بلکه صورت قیامت انگیز بدیش حکیم فتح الدین علم حکیم حسن خان است که در دست  
 شاه عالم صاحبی بهم رساند میرزا و در هند متولد شد و در مغربین همراه پدر شیرازی است  
 سبب کمال نمود و برگشت و بخند دست شفیعای نزدی قلند نمود و در سلک نوکران خاندان  
 استیلا یافت و در سبب انتخاب نعمت خان و دار و علی باورچی خانه نعمت فراوان اند و دست  
 در شکر نعمت واجب واجب تاریخ یافت بعده مخاطب بقرب خان و دار و علی جو از خبر نگین

دولت بدست آورد و بعد بندگان ملازم محمد اعظم شاه شد و بعد کشته شدنش از شاه عالم خطاب  
داشتن خان سرایه مباحات انداخت و وقت میرزا محمد در نظر و شرف قدرت عالی و در نفس طمع غالی  
دار و مخصوص در وادی شتر طلسم حیرت می بندد و در پوشش سخی بجن عالی بنظر در آید این چند بیت  
از ان مرقع گردید

خواب کرد ترک بیت پرستیدان دل ارم  
که با طر ف جفا پیش افتاد مرا  
تو تن آبی چو رسد اندر ساز شود  
نمکند باز این دل شوریده آزار خودش  
تشتت حیاتم را بچو رشته تسبیح  
نقش پایمی او بهر گنجی کند جان در تنم  
یار را در بر گرفتن که فراموشم شود  
وقت و دلی که به شتم از دست من کشید  
تسیر دغنی که بود بهیو کم از ماتم نیست  
کشت امید مرا نشود و نهام معکوس شد  
بر مرم و صل او کاشانقدر زهم میشدم محرم  
گوگب سوخته میگرد اگر اندک مدد  
بجانی نامشروع روشن و ادیم قاصدا  
از خصمانی خویش طفلی را بیدیت یکشتم  
که ملان را بهر گشتگی از دست خودست  
زنگب پریده از تن گل گردد راه کیت  
گیرد گو چشم تو شایه بکشتش

که چون سنگ سلیمانی ست مادر ناز نام  
که نداید و مکنه و فی رود از یاد و را  
ناخن یا خاشاکند تا مگر بی باز شود  
من چه منش کنم او داند و کار خودش  
صد گره بکار افتاد تا بیا بهیو شتم  
خاک را به دست گشتن آید چون است  
کی رود از یاد کس چیزی که از بر میکند  
در من نماند جز نفس آن هم کشیدنی ست  
میکند سایه تر نخل سایه پوشش مرا  
رو بپایین میکشست و بچو باران دانام  
که چون آمینه حرفی از پس بود استغفتم  
بچو آتش بدل سنگ تو حساب میکردم  
که بطواری ست شمع سوز و پیام بانی  
از رکابش دور وقت نیواری نیستم  
حاجت گر بخش پر کار نشد مانی را  
پنهان میان دیده زنگس نگاه کیت  
رم کرده مرا تا بوی صحرایست نل من

بیاض گردنت از بوسه هر باغچه سیخوار  
 هر که بپرسد این سخن عمر دیو باره چون شود  
 خاک طبع بند نگسار عالم مست  
 خود ناتوان ولی هزار آموز مردم اند  
 فلک زلف غریبی زار میسازد مرا  
 خوش نمی آید دل آسوده محبوب مرا  
 کجا بر آب بهر خم خورده صورت بست نقاش  
 چو یار محرم بزم شراب کرد مرا  
 ز عیش رفت بیاد آنچه بود در گهر هم  
 بزمین بر آینه سیاه تابش روشن  
 دزد هم امیدوار بر قوی از آفتاب  
 نمیکند فرزندان آخر و عوینی مال پدر  
 هر که یکبار بحب نان رسد خود را  
 در نشاط آرد وصال و شان شاق  
 نمیشکری بر بند خورشیدش بنجر بسته است  
 دم شد شیر چو برنگ رسد بر گردد  
 درخت بخت سیاهی دارم و چشم تری  
 مصیبتی است ملاقات مردم عالم  
 ترسم آن حسین بدن باشد و آغوش قبیح  
 کبابی در کار خود همچون چرا که در اینقدر  
 فیش را افتاده کوئی قناعت یافته است

بستم ساعتی بسیار و سپید انتخابم کن  
 از بر ماوی برو باز بسیا که بچنین  
 تنگی که سبز گشته در چشمم آومست  
 پیران قد خنیده گمان کسباده اند  
 آخر آن رهند و سپرز را میسازد مرا  
 بد شود با هر که گوید پیش او خوب مرا  
 میسر نیست نقش مد عا طبع مشوش را  
 نگاه گرم رقیبان کباب کرد مرا  
 چو گل شگفتگی دل خراب کرد مرا  
 که سیکند غم دیدار بقراران را  
 ای سیاه بمرحمت میثوی مانع چرا  
 سیوه از خورشید گیر در گل زنگین رود  
 این محال است که ناخانه رسد خود را  
 حلقه محبت نمی باشد کم از جام شراب  
 تا بدانی هیچ نوشی در جهان بی نشیست  
 سخن تند با سنگد لان ناوانی است  
 از سواد بند تا سر حدی چون از من است  
 بدین که دست زدن با سلام شده است  
 دیده ام قوی بمراد شب قدر و عقر است  
 مردن عاشق باهی با گاهی بنیست  
 سایه بال بالانو سعادت یافته است

اهل غفلت را بدینا یک و جلوم سیت  
 سوویح و فضا زاد را که عید است  
 اهل سعادت از پی ایند انمی شوند  
 چون دل از کارش از کام شد مشرین کام  
 بنجومی فرصت تصویر بقیاش نداد  
 خفته عشق گدانی چند باشند ان غیر  
 بمرآت کینفس نگذاشت دل را پیشینا  
 بنیو هرگاه تماشا گستان کردم  
 یابی رنگ زرد و نشاط نمان من  
 از جو عشق شکوه کج بشنود گس  
 خواب شب تعبیر خواب یافت چون خود  
 در نه کدام نفع بعسر دراز بود  
 بر تیر چکاس بر و بال همانند یی  
 آخر این شیشه شکستند و بنا تم دادند  
 جان کشید از تن و جانان کشیدست هنوز  
 می شوم شرمند و پیش هر که میان شیم  
 اینقدر بهم لائق بی اعتباری نیستم  
 بچو گل دامن خود پر زگر بیان کردم  
 چون زعفران کیست بهار و خزان  
 رنگی که بشکند چه صد ایشود کس  
 رنجی که بشکند چه صد ایشود کس

عصمتی از طایفه زنان بود و طبع نظم داشت آفریدی میاید

از پاشکستان طلب کعبه شکل است  
 آن کعبه که دست و کعبه دل است  
 عشرت حکیم محمد رضایزد و جردی در بلد و خرم آباد از کعبه شاعران بود و عمرش از هفتاد  
 سال در گذشته و طبابت می بیضا داشت از دست س

جلوه و درول از ان قامت رخسار دارم  
 زکبان و در من چون رشته پرتاب می بچید  
 خبر کس و ولت دنیا آینهی اثر بخشه  
 فروغ بخت و طالع تاج با شمع کامل  
 خبری تازه از ان عالم بالا دارم  
 نفس رسید نام چون حلقه گرواب می بچید  
 بهر بر جی رود و خورشید تاثیر می و گزشت  
 که یک پر تو بود شمع مزاج شمع مصل را  
 عالی میرزا محمدی بهر نیمی و اصفهان نشو و نمایانته قدری از اوقات را در تحصیل هنر  
 نموده و کاوش شعری قوی داشت و بهیت و نجوم خاصه مهارت بهم رسانیده و از غایت  
 افاضل است و خاوه کرده هر طب و یا بس که بخیاش میرسد حقائق و معارف پنداشته



چراغ خانه آینه روشن شد ز خاکستر  
پی تحصیل و زنی بزه می تازی نیدانی  
کلید قفل چون دیدم ز یک آیین بقیع شد  
سینه صافان را نمی باشد غبار کینه با  
ندارد و چهره ام رنگی ز جوش نا توانها  
روز و شب عاقل ز شرم نا لمانی لبی  
ساقی پیاله گیر که بی نشه شراب  
راضیم بر سر سه گشتن ای فلک کوساعتی  
تبر که ازین سجه گردانان تماشا کرده ایم  
از خوشا بدینفراید در تنگ نظران غرور  
پروانه را بشمع دلالت که سیکند  
بر دوش یکدم این همه بار اهل مبد  
و آن سر سبز را با آسیا سخت ست کا  
که ام تشنه جگر گرم جانفشانی بود  
به پیش آینه بی غبار شمشیرش  
بی قامت بلند تو از برگ برگ سرو  
عجب در آرزوی نوجوانان پیر میگردد  
چرخ محال است بفردوس رسیدن  
یکدم در آرزوی لعل و مر جان نقتند  
ز زنجیر تعلقی هر زمان آوازی آید  
ز بس جام طرب در بزم امکان دیگرود

تو هم ای جگر کیمیا را تش زن بسا مانها  
که گندم را سفید از امطار گشت مرگها  
که اسباب کشایش در گرده دارند شکلهما  
دید و باشی صحبت خاکستر و آینه با  
چو گل تاراج چیدین رفته ام در نوجوانها  
سر بچاک سینه مانند جرس داریم ما  
شرمندگی ز رویی هوا میکشیم ما  
همچو مرغان گر چشم یار گردانی مرا  
چون سلیمانی دلی در حلقه زنا رشت  
شیشه را بی نفس سامان بالیدن کجا  
در کاروان شوق جان شوق رهبرت  
ای نخل سیر برگ ترا ریشه نازک است  
بیجان را اگر بخش اختر بلای دیگر است  
که آب جدول شیشه در روانی بود  
نفس شامی عاشق چه زندگانی بود  
در جامه خواب فائده سوزن شکست  
کجا در شیشه عینک پری ستخیر میگردد  
همواری ره گلشن کشمیر ندارد  
دو نوح دنیا پرستان آتش خاموش بود  
که گر از خود برای خانه ما هم در می آید  
رسد تانسته صعبا و ما غم پیر میگردد

فیض آب دیده توان یافت در آب تنو  
 آفتیاز گوهر مادر وطن مستور بود  
 نمیتوان از زود سیر بهایم انجم یافتن  
 سالها از بهر دنیا حلقه بر دم زدم  
 بیا و قاتش چون عشق چایان چرخ فلک  
 در شمع محنت از کسب سزا افتاده ام  
 از دل بگوئی یا سر را غنی گرفته ایم  
 بید ما غنی سیر دیگر بر نمی تابد مگر  
 شعرا را نشسته عبرت فرو دواز دیگران  
 خون بطش را بکم از خون خود گرفت  
 تا کی در سیر گلشن دامن کشیده رفتن  
 راه که دام فطرت رسم که ام بهیشت  
 عارف محمد عارف با گرامی از عنقوان شعور بگلگشت کوچه سخن خراسید و در فن  
 فاسی و هنری کمالی هم رسانید این چند بیت ثمرات فکرت اوست  
 نیست معلومم که چشم زخم من چون می پڑد  
 شاید از مرثگان و آمد پیام پوسه

وله

مشو برای کباب با قش محنتان  
 چو سنگ از جگر خویشتن شد رطل

وله

چون صریر خامه نبود ناله ام را آفت  
 سرمه می سازد بلند آواز فریاد مرا

رباعی

ختم آمده منشور ولایت بر تو  
 انجام صحیفه هدایت بر تو

تعلیق خلافت تو برجا باشد چون بست بار نهایت بر تو

عزالت میر عبد الولی بن سید محمد سلونی سورتی از مستعدان وقت بود و در مقتولات  
 حیثیتی خوب بهم رسانده میرزا داورا دیده این چند بیت از دیوان مختصر او است  
 نشود مرد که کوه گراز جابر داشت رستم است آنکه دل دست زدنیار داشت  
 بگریم چو شنی یاران عصر ملک کن که چون معانقه عید اعتمادی نیست  
 دلم افسرده خواهد ماند یا و امی شود و رو سر بر نهشت نکست گلشن ز شرم او  
 خدا ناکرده که عیدیا و از دامن ریا سازد اسیر حلقه برگر و سرگردیدش کردم

عظیمیا از غطار شعرا نیشاپور بود پیرالصیدی صاحب دیوان غزل و قصاید و مثنوی  
 مسمی بنور عظیم است و فاتش در لاله بوده غزل سلسله در نهایت خوبی است و شهرت  
 دارد بطلعش نیست

قاصد آموختنش آن ماه سیمین برگرفت گفت با بجرم بسیار گفتنش دیگر برگرفت  
 عشقی سید بکت آمد بن سید اولیس بلگرامی ملقب بسحاب البرکات در مارجر و رنگ  
 توطن ریخت و همواره چراغ ارشاد می افروخت و احیاناً لباس فارسی و بنی بقامت  
 سوزون سید وخت ریاض عشق نام دیوانی مختصر دارد و منظوم نظرش ضبط حقائق بود

از وی می آید

بدر سپهر بخان باش می پرستی کن ز لعل ساقی ماجره گیر و بسته کن  
 چشم حیرت پیشه را رخ رو گل تنایکت دل خرابی دیده را آباد می صحرای است  
 چشم دل و ارم و دیگر از نگاره ما میسر گر و کوی خویش بگیر ویم راه ما پس  
 خانه دیده شود در شک پریشان چین اگر قدم رنج کن یار بسدر منزل ما  
 نعره وحی مخلص سلطان فیروز شاه بهمنی است بشوکت و عظمت از دیگر شایان بهمنیه تیار



داشت و آنندان باو بلند آوازه گشت و شست و در گشت این ابیات از وی است	گر شمه جنبش آموزست در گمان در آتش
سهم کرد و دست واجب بر زبان تعلیم اندیش	محبت پاک بر دل نیز نرسد که در زنی
بخود مخصوصی بیم تنها فلکهای نازش را	مباد آسایب نقصان بایاز سوز کج تار
بدل چون ره و چراغ اندیشه زلف در آتش	

رباعی

در آتش بر زه فکر زائل گشته	اندر شب به زنیال نائل گشته
این نقد خنید و غنست بگوشت	تا صفت بجهنهای نائل گشته

عبد الجلیل حسینی زبلی بگرامی نسخ جامع اصناف علوم و لوح محفوظ اسرار شطوق و موم  
جام جهان نای جلالت صفات و فک مد و عالم کالات بر بان ساطع ربانی محبت شریف  
نوع انسانی است تقوی آب گوهرش و عرفان باو ساغر شکرش تعلیم شیخ علام نقشبند گزینی  
و سید مبارک بگرامی شاگرد شیخ نور الحق بن عبدالحق دهلوی بود و در فقه و لغت و تاریخ و  
موسیقی شانی بلند داشت قاضی از اول تا آخر بر لک زبان او بود و از عده بنامه در آن  
محمد شاه پادشاه است او را می عظام مثل نواب امین الدوله و نواب انصاری سبزی و نواب  
صاهب الدوله میرنشین محمد شاه و خدیو در تعلیم و اجلال بی بسیار میگویند و او سید علی صاحب  
ساحب سلفه العصر را دیده و فاکش در و بی باشد و واقع شده بود در میسرا او بگلگونی  
شرف از او در دستا نهای دراز و انسانهای و لغو از او احوالش در خزانه سامره  
بر و از او نوشته اند و حق خدمت چنانکه باید و شاید گذارده و در بیج وی تصاییر اخراج  
نمایند بر رویان قطعات قیاسی نوشته اند و در اجسته حجت ذکر کرده حکایت آن چند درین جزیه در آرد

میخاید ناچار بر چند اشعار از کلام بلاغت و فطام او انکشاف و دست

نرسد سیر آن شمشیر بایر کات	چرخ از او بیاوشده شیرین حرکات
سند زمین عمده عشرت میدشن	بارید تحباب ریزه قند و نبات

ایضا

تقصیر شو که ایام مرا دست  
بهر مژگان ندارد چشم بیا تو غمخوار  
بانه خوار تو ای سر و دل در گنجش  
شمار غم را و درود نامی پنهان کرده ایم  
تا نفس ترا شغل انوار بدست است  
از سینه پر و ز من احوال چه پست  
برای که گزیده و چشم تو بدل بود  
تا از منی پر سر برده بگوشت ز سینه  
بگوشت کن غمزه ات از پیش ابرو  
تا بگوشت مرا فرقی شکافد به بوی  
یکدور یکام دل عاشق زنده چراغ  
نه آن سیر خلیل این غمزه بگوهر صفت

رو تو سوا شب که اسب چراغ پا  
بالاگردانی گریخته قمر گانت تماشا کن  
ستاره قد و بخت در سپیده با تو  
صبح حشر صید از صفی کتب با  
مدد ابر شب که کسکد او را بدست  
هر آه من سوخته طومار بدست است  
مژگان تو را کاشمش آن خار بدست  
چشم منیش سینه غم سرشار بدست  
زاتر و که کعبه در خار بدست است  
ابرو منی ترا قضا نشمار بدست  
ساقی قناب جامه گونا بدست است  
گوارا که از ابر چشمه یار بدست است

و قدیده که نیک سیر سیکوید

بود در حصی اگر چه محوس  
بشست عیشی و کن عافیتی  
ز بسبب باده اوباش  
چون بر این شهر و بی بی  
خسرو درین پناه شایعانه  
بشستی املاک و عازت و ا  
آن اسیر چاه و دمار  
قره العید چسبید که در

بچه سلوم صفت ابد هم  
خاطر آسوده تر از سیه تر  
اکبر آباد و قلعه محکم  
شماره زشم و او را عالم  
آب و رنگ جاف غلظت  
تا کشد اشک غفر و چشم  
چون حسین علی بن حسین  
شعیه منقحه سینه آرم

چو دوا شده و یار عرب  
 تاز و از سبش به شویب  
 می کند با جماعت دلش  
 غوطه و چو دوا زنده دریا  
 هست قیاس و اویسحاب  
 تیغ او شد بفرق اندازتی  
 در دل خشم و در آید سرخ  
 با کندش سر سعاد او  
 طفر از فوج او شود پیدا  
 آمد و قلعه را محاصره کرد  
 از اطراف هم مخالف گشت  
 دست و پا زد و درون قلعه  
 کاسه ابله حوض شد و شوا  
 قلعه شد بر جاده ایست  
 شد برون آمدن چنان شهر  
 از یرون همه به سر شد  
 تیغ او ضابطه با و تبسم  
 باله از عیش غلام تبسم  
 لطیف او انچه سیکند در دم  
 لطیف از دست او غرور و تبسم  
 همچو مقیاس فرستاده بود هم  
 همچو جرفی که میشو و تبسم  
 چون در آید بر ابله خود محرم  
 بهیچ دواوی است با تبسم  
 فتح یافت او بود تو ام  
 همچو انما شست و حلقه نام  
 کوششش بهشت و ثبات قدم  
 چون بنیانی که و اجماع بشکم  
 مرگ منقطع زندگی تبسم  
 از صیبت چو طاعت باقم  
 که سخن از زبان امل بکم  
 چون نفوذ و صفا بگویش تبسم

و در قصبه مدینه آصفیاه گفته است

شایه گفت او بحر چون تو اندیشه  
 حبابه زنت که بحر از آتش گفت او  
 رسن رسن زده بر میان بکشتی  
 ز بیم کشت جوش محیط مال کند  
 که قصه چیز بود به بحر ابقضا  
 کلاه فخر مینداشت از خوشی بود  
 کز و سوال کند چون قلندر می دیا  
 گواه او است برین بیم غشه اعضا

گرفتند شمشیر منی و زود بنشاند  
چو او ندید اسیری نهادند به انفاق  
شمال رخ خورشید و دیباگی داشت  
سفاخی آینه را می او بود چندان  
که هر دست که بار او بود و ممنون  
گروه کرده بود و نیزه عسکری شکستش

و در مرثیه شهادت امیر الامرا حسین علیخان گفته است

آنگاه که با ست عیان از حسین شدند  
شد تا قهر حسین علی تا زود حسان  
نبلی سست زین سنان پیران عرب  
گیتی پیر اسبها و گره و زود و عسکرم  
هندا یغینین محبت عظمی ندید داشت  
از نوع دل زانو چرخان اش که جوش  
ماهی در آب می جلد و مرغ در هوا  
فرزده مصطفی خلعت البندق مرصعه  
استم نشان حسین علیخان شهید شد  
آن مقتدری که از سلم فتح بارها  
تختش بر دوشه که قطعه پیر و بسته  
در باولی که بود از دیر و عایشش  
از هر هر فلک زده خایه بجا داد  
منقا و او شده ندان مسکر نشان هر

چنانکه خلق ز جودش با صلح میری  
بویک بند و محرابین سپهر نشست و دو  
نشان عقل و شرم بود و بخشش و ذکا  
که می نماید از و آنچه بود و جسمه فردا  
ظفر به تیغ چمن کار او بود و شیدا  
که بنده گشته در و با حبس اهل اعدا

زود پیش خون آل نبی از زمین بلند  
سار داشت گشته اند و عیدیتان شدن بلند  
وز خون گریه سیخ شد است استین بلند  
خاموش شد چرخ قضا و آخرین بلند  
و پیغمبر استقامت شهید روشن بلند  
این ستاره چهار گل آتشین بلند  
از شدیون عظیم همسیر حسین بلند  
که روی خیز بود و باز آتشین بلند  
از فخری که بود و نهان در کین بلند  
تحریر کرد و نهان فتح همین بلند  
چون برقی شگفتی صفای همین بلند  
شادمانی بهجا بهشت برین بلند  
در تو گستاخ عاقل و محسن حسین بلند  
کز دایه شیدا که نشان بر زمین بلند

هند از شهادتش تن بی روح گشته است  
 عالم چو قیر در نظر خلق شد سیاه  
 دل چاک چاک گشت جگر داغ داغ شد  
 گردون ز اختران همه تن اشک گشته است  
 استرجع الملائک واستعبر الفلک  
 از دست ابن بلغم نمانی شهید شد  
 تا که بلا و تاجخت و تاجدین رفت  
 ای دوستان آل و محبان اهل بیت  
 تاج حق الملبیت رسالت ادا شود  
 از کلک من بمرثیه سید شهید  
 رضوان حق چو سبزه قرین فرج او  
 سال شهادتش قلم واسطی نوشت  
 بنعت خواجگوار کونین کرد میر طویل رباعی  
 شکافت بحر کلیم ز عصا توبه ز انگشت  
 عجیب سید قریش بگرامی برادر خاله زاده حقیقی میر عبد الجلیل مذکورست خوش خلق و  
 ظریف طبع بود سلیقه نظم داشت او اخرا یامر زندگانی همراه فواب مبارز الملک غلام  
 تونی جانب کجرات رفت و در کله با اسپ غائب گردید و نوعی توسن را جلور نیز خست  
 که گردی از هیچ جا برخواست عمرش قریب بشصت سال بود در مدح سیدی میگوید  
 گل جهان به که ز گلزار میسر باشد  
 گل جهان به که ز گلزار میسر باشد  
 گوهر آن نیست که از لطفه نسیان آید  
 گوهر آن نیست که از معدن میسر باشد  
 ای خوش تازده نهالی که بیستان شرف  
 دست پرورده زهره اطره باشد



قنسی باصول بر دم تیغ  
 باز هوی نامرات هوش از سر دیوانه برد  
 آمو قضا این شادی و آرام از بهر کز بود  
 گزینش شقی حوادث بود از ایوان  
 برگشید نهائی دوران اوج داری بیش  
 عروج نشسته فقرم بجام نیم گنج  
 من و گل چنین آتشکده داغ کس  
 آن دل نماده ست مرا ای سنگران  
 دل بیهوده بسوی تو جان هم روان کنم  
 آنکه جان داد لب صورت جانی را  
 همچو گل آتش آفریده ما شعله نداد  
 علوی آن گریه که در روز مصائب گری  
 خود پسندی چقدر بر روز ابدت اطفال  
 سنبل از حال پریشانی دل با تو نوشت  
 چشم سدت بقبول دل ما سرفه نداد  
 علوی خیر طلب قابل بیداد نبود  
 نخواست خارت دست زمانه باغ مرا  
 وفا پرست سر کمال تو ام گذار  
 آسیر تلخی نزع ست جان بسمل ما  
 گذشت عمر در آتش وجود عدم  
 نصیب حاصل نیست گر همین جز برق

اندازد بسمل تو باشد  
 راست گوید خلق هوی بس بود دیوانه  
 گزینش سگشته و ناشاد میگردی مرا  
 بدینو از سنگ گزایا میگردی مرا  
 همچو نرگس بر این درخوابیدن چرا  
 بخود بالیده ام یعنی بظرف کم شگنیم  
 بتماشای گل و لاله چکار ست مرا  
 کز بهر غم زبانی ششما و آذرش  
 کی شرط دوستی ست که تنها گزارش  
 کاشش بیدادلی بیدل حیران را  
 تا نجنباند صبا گوشه دامان را  
 تا چه در کعبه نهادی شب هجران را  
 که شری چهره با مینا و آتش کرد  
 فرصت باد سیر زلف جویش کرد  
 ورنه زین قصه چه حاصل که کبابش کرد  
 آنکه آباد تو میخواست خرابش کرد  
 درون سینه نهان داشت عشق داغ مرا  
 که بومی مشک پریشان کند داغ مرا  
 که زهر چشم بتان می تراود از دل ما  
 قضا بگردش چشم که بست محل ما  
 نصیب برق شود کاش جلد حاصل ما

دل شکست ستمهای زلف او یارب  
شکسته تر شود آنکس که بشکند دل ما  
آتش کم رود از دیده وقت دارند اند  
این تو قدم انداز و رفتار زندان  
گر حبیب نماده ست بر غمخیز آوین  
آن کن که کسی بپسند و بیکار زندان  
جان می طلبد در بدل نیم نگا سپه  
نقصان خود و سود حسد یار زندان  
علی جان میرزا و شعر و انشا بغایت دقیق  
و نکته یاب بود در وطن خود بلده کلک  
انسان  
نمود این ابیات از دست ۵

بهریز ز نظاره من گشت دو عالم  
از بس تماشا می تو بالی نگاهم  
شب هجر تو در فانوس تن چون شمع کافور  
فروزان آتوز انور شد ز تاب گرمی شبها  
عظم الهی سید تقی علی برادر رضی شایع شافیه صفت کافیه خود عرویت زان فاضل بان  
بوی طبع نظم هم داشت از دست  
آوقات صفت دوستی صیب جو کن  
باز شد روی آینه راز و برو کن  
پیراهن دریده چو گل زینت تن ست  
ز نهار چاک سینه خود دار و نو کن  
بخیه بر صندل قهای هستی خود نیز دم  
گرد و بلع بستن بستن قبا سید ششم  
عادل شاه همیل ثانی ازاد لاد شاه ملها سپه نقوی بود و سلاطین اطراف از بیم تیغ خنجر  
پا از حد خود بیرون نمی نهادند تا بابل ایران چه رسد از بس شفاکی و میاکی شمال  
غیر اکثر می از جوانان صفویه را بی گناه از پا در آورده تا از دیگران چه توان گفت در شکوه بی عروض  
مضی شبی در قزوین از دست ساقی اجل سموم شد و تحت خاک رشتین ساخت در مراتب  
شعر طبع خوشی داشت از دست ۵

شاد و میندنگ تو که ناوک گلستان را  
سوی بدف خویش نهانی نظری هست  
چون غنچه چو دانی تو که در خلوت نازی  
کز بهر تو چون باد صبا در بدری هست  
از خنده چو نهانی لعل تو توان یافت  
کز حال دل گم شده او را خبر می هست  
عجبت احمد نام رباب نوازی بود شاگرد میرزا علی القادر پیدل است رباب فکرش  
همه بر قانون



خیال و ترنم طنبو و غنمش از شور عشق مالا مال در شا بهمان آباد و قشیم بود شعرش بخت سیال

### چهل و میز نند

خبر از کوئی او شد سر چشم عشق از آن  
همین احسان لبست از گریه های بی اثر را  
نور که دست سمن باز که او را گس می باز  
چو قوی غنچه زیر آستان خواب فراغت  
بهر چه بخودی پروانه حسرت تماشا کنیم  
لب لعل که آتش میزند بر سینه ام عبرت  
گر که گاهش باطله سوی میا بان نیست  
جز بدر و دشمن کجا سوز محبت یاسنه  
قدح عمر که نه در راه طلب با ختمش

بحسرت بسکه سودم چه به بخت یار آنجا  
که دارد عرض احوال با گاه گاه آنجا  
توان با حیرت آئینه گشتن غم نخواه آنجا  
بیک فرکان زدن بر هم شکست قفل این با  
که از شمع خیال او بر آتش میزنم پر با  
بجای اشک از چشمم ترم میزنم دگر با  
سرسه خون گردد و از چشمم غزالان افتد  
عشق بر تنی است که بر خانه کویران افتد  
گهر که بود خاک سیاه انداختنش

عنایت محمد حنفی خان بن شیخ المراد بن شیخ عبدالعزیز عزت خوشنویس هفت ظم بود  
در عمر و بجا و کالی از خطه لایبور و او را و شا بهمان آباد شده در لایبور و ان پادشاهی هندک  
گردید و در کمال استقامت و قناعت میگذاشت و هیچ یکی از امر او خوانین التاجانی بر دیوان  
شخصش قریب پنجاه بیت خواب بود بسیار خوش او است مشق سخن چنین میکند  
کجا است طاقت بر فاستن ز جامه را  
نشانده اند بر است چو نقش پا مارا  
دیگر که نسبت از سرینا کلاه راه  
در خون تو به رنگ نمودم گناه را  
در خشم بهر تو ام آنچو که از من قسیت  
مشت خاکی ز پی دیدم دشمن باقی  
ز غلغله سوزگانی ابیافیت رسیده  
که در بروی خود از سنگ چون شربت افتد

عارف شاه محمد شیرازی او استاد شیخ علی حزمین بود و فاضل پر حکم گاهی طبعش با شاعر  
شعر مال میشد ابیات غزل و در باعیات آشتی با اهل عرفا و او دیند بیت طراز شاعر

## این دفتر سی و دوم

ز شوقی منصب پرواگی و در بیم او شب  
 نیند و زو چراغ و چاکسوس تا صبح حیرانم  
 قانع زو دینت بشنیدن منم شود  
 عاشقی کجا و ایند ملاقت و انتظار  
 لب تشنه سبیل فردوزان لعل یار  
 بالین از نرق بالقه بد نماست  
 عجب اس ثانی خلعت شاه معنی پادشاه عالم بقدر این مطلع از دست  
 بیایه نیتی و پای سروی گریه سکر دم  
 چو مژگان برگ برگش را با پای پاره کردم  
 عرش میلا حسن بن سید اولاد حسن قنوی براو کلان اعیانی هر طور بنده الله تعالی  
 ستوی عرش خندانی و سلطان مالک جهانی و معانی ست سپهر الوای سخن را نیز اعظم و  
 و جهان آفرینش سخی را جوهر اول بر تری بخش پاینده و آتشندی میطاکر انانی از جنیدی احباب  
 چمنستان رنگین بیانی و ورامی شکرستان شیرین زبانی خضر شیشه میوان با نیت کلیم و میوان  
 نصیحت گوهر گیتی میطاکر گوهری آفریننده سپهر خنده آفری در علوم عقلیه و نقلیه  
 پای نیت و ارادت و در فون فقر و تنگدستی در زبان فرس و عیب پریشان نمود و در آن  
 قضا و طولانی از هر جنس سخن نظم میفرمود و درین دور آخر که مرگ علم و در گریز پنهان  
 فضل و کمال است معنی آفرینی باین قوس طبع و جودت و رحمت و خدو را و پاک و کدورت و  
 وحدت فم و در نظری از انظار جهان بگوشت نخورده و سپهر و اوصاف کمالی باین قوس  
 و اقران و امثال او هم رسانده و در عین جوانی بهر سی سال و دو ماه و نوبت روز چهارشنبه  
 حیالتش خاموش گردید و از امر حرمین بختیاری که به توبه و در پاک گمراه رسید و بعد  
 اسباب بنز و تنگدستی و رحمت عالم الهی و خنده شکر کاشا و کلمه های خدایت را بیخ و صدق

۱۳  
 ۱۴

غرضی عالی گهر چو حسن  
رفت بر لبش از جهان بیرون  
گفتا نوشت از بی تاریخ او

و طفیل مستطیغ غنچه را  
زیر طوبی پنهان عو را  
با امام المتقین مشور را

از تسلیج طبع آسمان پیونده و شمار شجر خاطر چمنش آغوشه و غریبا ستا پند  
در تازی و فارسی است که بعد این سنانم بحر بطور از اوراق باور بود کجا فرام  
شاعری و دن تیه او است زیرا که در حوزه و فنش دان و اخل و بافتلا و اهل است و صلی  
بود بنابر التزم این جریده طریقی از نقش درین محیفه حواله زبان خاصه و بیان می شود  
ایک تانام تو پر تو بر زبان انداخته  
آب و رنگ و حسن آرد و بر روی بجا  
غنچه را گویا نیماز و گلابا نگ شگفت  
گل چو گلابا نگ شالیش در تبسم میزند  
در نظیر او دگهان نرسیت یکا ننگ  
آه گردون سیر و نشو و نمال در کویت  
عقد بائی غنچه بی ادا داغ و اکنه  
چندین عشق ترانا زم که در یک صند و

گوهر قصه و در حبیب و بان انداخته  
ساز و برگ عشق و در حبیب خزان انداخته  
خار را در موعض عقد اللسان انداخته  
بیل از ذکرش چو آتش در خزان انداخته  
حیرت ز گیسو چشم بیدان انداخته  
در سرشت لاله داغ شعله سان انداخته  
و از گهر با عقد و آب روان انداخته  
عقل پس اندام و در لاکان انداخته

در قصیده گفت نبوی میفرماید

بیا غرضی به شیم که حریف چمنش خواهی  
معین فرمانروای کشور و لهای نو پند  
حبا اگر از گلی نظیر او نکست رها کرد  
عدشش اگر از آموخته او خدایب آمد  
شگفتی نیست که خیر و رکا خیر هر اول

نهم در حیت طراز آنکه بخشیدن و ازانی  
ابو القاسم محمد ابن حبیب مد خطا  
پر و از روی گل چون بویش بیل رنگ و خنک  
فغانش می کند چشم گل ایجاد شده ای  
که با محو نبسته نبسته بی واریه آید

شما شمرند و تقصیر عیدان بر دوش خود  
 بکارهای کن که از بند و ستان غایتهم چو ستم  
 یارب کلیم چو شب شمشیر زبان را  
 عرش صفت اندازد شمس می بیا نیت  
 هر صبح بیانی که نور یابی و لطف خاست  
 خون گشته ام مالک بنیاله سر نیست  
 تا چند شمرای بدل و سینه توان داشت  
 از سلفه امیخ ستم پیشه توان یافت  
 چون شمع در آتش نشانی طبع بلا شد  
 گنجینه گنجده آشتیم خوشش ننماید  
 شمر یاد که این کور دلا نعم نگذارند  
 این زمره ها که در طسبع طراز ام  
 مالک زدند و آفت را بنده معانی است  
 هر که یکبار یکس که در سینه نهفته  
 بر تازی خاطر من جسم گران است  
 گردون همه آشوب بلا پرست و نجات  
 قصه دم چاک که گریبان میزنم  
 آتش کوه در بر من نشا ط  
 بس سبک و هم نو کفر خوشی تن  
 از بی حیث و شایسته نیم عشق  
 اشک گلگون چون می بایم

که دور افتاده ام از و گشت با هم چو ستم  
 بد انسان که ز دل عاشق برین آینه شکست  
 کز معر که پر داخته دیدیم جهان را  
 تا سزا کنیم زمره مرغ جنان را  
 تا ساعل لب آمده بر تاخت غنان را  
 چون لاله دل خوشتم از گنج غنان را  
 یارب مددی دید و نونابه فشان را  
 کوازی ای باد تم بسته میان را  
 با سو ختم بست سری کون و مکان را  
 هست نگذار و لیم محسوسان را  
 تا سر نه کنم خاک در پیر حسان را  
 گویند که روح القدس آموخت فلان را  
 که دل نوا نعم لب آور و بیان را  
 نشسته شد و در داود خراشی رگ جان را  
 بر گیر آبی ز من این بار گران را  
 شین بازی خلق و ند طبل امان را  
 بر چراغ نهد دلمان میزنم  
 خنده بر سر و چو افغان میزنم  
 بر فراز عرش جولان میزنم  
 زنده بر تار و رگ جان میزنم  
 قال گلگشت گلستان میزنم

چون پست آورده ام میانی ل  
 رنگ و آتش را بنیدام بزرگ  
 باد و شرکان و لاله زارش چو کرد  
 بسید همچون کتل مایتم بشود  
 چشمش را در شرکان نباشد و شکا  
 بر دل و لاله زارم و مرغ عشق  
 پای گلکم را به مستی می روم  
 تا به نیم روی آن خوشید و ش  
 می روم بر باد و در آتش عشق  
 می روم و دم و تم شقیع عسلیم  
 محو طرازم نمیند هر دو زبان  
 از سر بر خاسته طسدا خود  
 ششتر را ششترین چرخ و در طل و غنیمت  
 عشرت و اخلاص و مسموم سرست باشد  
 دوست و ارم ششتری را که بجانم افتاد  
 گردانم و بستاند گیوه ای تواند  
 شش بر خاک من موفقت حاجت نبود  
 لشکر ایام هر سال از مروتش را می ست  
 چون با و صبا از دگر گذار بر آید  
 خرفیه از آن لعل شکر بار بر آری  
 ای که یقین تو بر آتش مازن دم آید

راغ گردون گردان می روم  
 طعنه بر بگیر و سبلان می روم  
 نشتر ششم را بشیران می روم  
 ناله چون در سایه آن می روم  
 برسد به خانه بچکان می روم  
 سکه به تسلیم ایمان می روم  
 دست خود و منجی انسان می روم  
 چون بحر چاک گیوان می روم  
 با بر او نگه می روم  
 از معالی جوش غلغان می روم  
 که حماز و که صفایان می روم  
 فقره شیر خستان می روم  
 طالع ابل کمال اینست نقصان دارد  
 گل شکر خند و جسد چشم نمایان دارد  
 کین پانست که رشاد جانان دارد  
 این دو عهد عقد و چرا که چنان دارد  
 آه بر قدس سدر و چراغان دارد  
 غنچه در موسسه گل سحر گیوان دارد  
 و انجم که ز کوفی تو بین ما مدبر آید  
 عسلی زود در چشمه که شر بر آید  
 تا که نفس از سینه ما چون شر آید

برسی نتوانست بنظر سار و آورد  
 آتش زوگر می زنگامه ام رخسار  
 و ز راه افتاد به سینه رویم باد  
 چو عاشق میشو و شوق کار چاره  
 کشم بر زین فلک آه خلد زان تا چند  
 بیاراده که آتش زخم بکشد و ویر  
 بیا که شرح جنون و گریه سبب ازیم  
 ز خویشین بر آیم چو بوی گل عوشتی  
 آبی زنگار که سنا آتشش دل را  
 در واکه بر سوزن جانان ز سیه بیم  
 عوشتی پیر بلا سحر و افسانه و سید سنا  
 قزو و ایدل که در سلسله از پا افتاد  
 ز بخت و در و لطم چون بهاد و آرد  
 دل و دیوانه من طاقت زنجیر و شست  
 یا سب آراش دل را و کجای آیم  
 و ای بر من صبا و جفا کار گفت  
 عوشتی ام و ز که پاید بکشد می آست  
 پیش ازین بکین گنبد چرخ و سست  
 عوشتی دل که بود در دست کون مکان  
 بر شاری که ز دل چرخ در من سر شید  
 اگر خدایا تمست غمزه نه است

آن جلوه که مار از رخت و زلف آید  
 دو و آتش سیه کرد و خیر بخت مرا  
 تو میروی ز ماه زخو و سینه رویم باد  
 گر بیان چاکلی گل را نباشد بکینه گریه  
 بر لب شمع افکند و سس و عوشتی تا چند  
 دماغ و سوسه شمع و بر من چسبند  
 قدم به پیر وی شمس و در کین تا چند  
 بر لب شمع شوری و در چمن چسبند  
 فریاد که جانم چو این چشم تر و سست  
 سر که می شوق آید و در یکدیگر سست  
 آتشک سخن چنی آری شمر و سست  
 کار و یو انگیز و از بخت و افسانه  
 آخر از باغ فلک شست سبب افکند  
 کار با سلسله زلف چایا افکند  
 اندرین و شست که با لب چرخ می آید  
 و چه خوش ناله که چرخ نفسی می آید  
 هیچ می بایست از عوشتی سست  
 حسن را خمر زوای بخت کشور است  
 دماغ را به طالع خورشید حشر نیست  
 قدسیان بر آسمان برده و افکند  
 از یارنگا و غلط اند از نه

چشم تو بیا با من عشق سراپا  
 دل برده و در سینه من بخته دانی  
 و ز زلف تو کاین بی مایه بر آید  
 بابل بوقس از غم گلشن به خاک است  
 عشق از خم تیغ تو بس و رفته ام  
 دل از آن بت نظری بخور  
 چشمت شوقی و شام تو گریه  
 اگر عشق سوخته حاصل ما  
 چون شتری بر غنایه کیدان بودم  
 آنی از جبار تو من آشفته و مانم  
 رنگس و صید دست ز خاک هزارین  
 از آلهای با صبا گل بسته شود  
 اگر این طرب در این آیدین بسته  
 نموده شیرین را این شکر خواند دست  
 عوالم انسانی سید افضل بین شاه و خلیفه از سادات قصبه جالس بود و تحصیل علم در کتب و کتب  
 و کتابش حاضر بر آید و کتب در بیرون آید چندی نوکری و سرکار و اب معروضه و دیگر چیزها  
 بهادر کرد و بعد از آن و کتب رفت و عمر عزیز و در خبر ایان و اب سران الملک بهادر  
 و اب شمس الامراء بهادر و اب شجاع الدوله و اب الملک بهادر و اب نیکان بهادر و  
 سالار جنگ حضرت بهادر و در شکر جان بجان و آفرین سپرد و از یاران و عباس است  
 بود که در جانش و حرف را که شنیده  
 کشته و چشم چهره و دی تو در عالم نظر است  
 باین استن کشان و نگارانت خوبتر است

سر به باشوی قزگان او را و جدا رفت  
 طلب به خیران بگذر ز من و ز لعل و هم  
 چون گیسو کانی زنجیر کردم ربطا با زلفش  
 کجائی گشت کرد و در میان زلفش و جوان  
 بسته خیزد او او و شد با بهر خفا بستن  
 چو در بخت اندازدستان ناگو فلک نعم  
 دل را نماند ز غم از خود و در چه اسید او  
 خطا نکرد و او را با بهر شوق از من چه بخواهد  
 دل نماند ز غم چه شد و بهر نماند ز غم چه شد  
 فی خیرش فی کفانی فی لطیفش فی غم چه شد  
 بارگه جانم سری سید شست چندان غم و  
 عشق را سوزی جان و زوالشانی غم چه شد  
 ای که فی پی عطار من بگویم حال او  
 غم چه شد فی فضل غم چه شد بر او ز لوی فضل حق خیر آبادی است که در غم چه شد  
 درست با فرنگ با غم چه شد بگون فرستاده شد و جانجامر دعوت و خلق و غم چه شد  
 او غم چه شد و غم چه شد از شرفا و شامیر قصبه مذکور بوده طبع غم نکند و غم چه شد  
 منزل که بگویم غم چه شد از این آیات از دست

بزم و شمش واد و لیری سید او  
 و ران زمان که ز آفت بود نام و نشان  
 بزم خیر و ران سیمای ستمگری سید او  
 قسم بجان خود از بنده پروری سید او



عارف علی شاه از وجوهایت ظاهر و حسن باطن و طلاقت لسان و عذوبت  
بیان معید و لهما یفرح و قد و انفس زنی درویشان بظافت طبع و لطافت مرع آنرا  
زندگی می نمود بآیین گاهی دست طلب بروی کسی دراز کرده و سبب نیاز پیش از آن  
فرو نیاورده آملش از اگر او خراسان از عالم دولت می شاه پادشاه ایران بوده  
در عین کامرانی و ربیع جوانی جذبه از جذبات ربانی او را در کشید از زخارف و نیوی  
و تعلقات خویش و بیگانه را من چید پای تجرید بر جاده سیر و سیاحت عرب و عجم نهاد  
حتی که گذرش بشهر حیدرآباد دکن افتاد آنجا سالک علی شاه نعمه الهی را دید و بر او گوید  
حلقه را در تش در گوش محفیت کشید مدتی اوقات عزیز را مصروف ریاضت و مجاهدت  
فخر نمود پس بکلمه بیروانی از الرحمن چشم اعتبار گشوده و سعت آبا و جند را بقدم تفرید و پیوست  
هر چند بنارس و ال آباد و کانپور و اکبر آباد را خوش کرده گاه میگاه بدانصوب رستم شاه  
می کشید لکن بدین در و گشت لکنور را مرکز خود گزید برین مقال تو کشش را است  
و نتوان نه به به نیتی و بچسپین لکنور اگر چه در طریق سیرت یا چندین فرسخ  
از آن فاصله بود لکن تو قصبه سندیل را مقام نشین می شمرد و به سواد بنجا بطریق خط  
و انشراح الی ابراهیم بر سر پناک لکنور

کوهی عشق است خاک سندیل  
و رنگولی بهیچ شخصه رویا  
خاک پاک سندیل  
خاک پاک سندیل

و تا قیام لکنور اکثر اوقات شبانه روزی در منزل بود و هر چه بود علی صاحب که ذکر شد  
در وقت الیا سمیت نگاشت و بهیچ کلام از او و کلامه گیم دشتی و آواز و دست  
صداق الولا انکاشتی باجمل طبعی و زون و فکری و جو به مضمون و اشرت دیوانی خفیم محتوی  
هر گونه نظم یا دگرگون اشرت فنیهای بیل شیراز را بلفظ و ربطی در آهنگ نصین سرود  
گوئی ابیات حافظ محتاج معده رعیش بود و نشاء و امثال این غزل پیشتر که از عروض

### دارالرحیل بر کمال عرفانش دلیل است

چو گل از این چمن با چاک چاک پیرین فتم  
عزیزان بر شما این گلشن از زانی که من فتم  
بکام دل می بزم بر نیاسودم که چون لاله  
بصد حسرت سراپاد غوغا از این چمن فتم  
همه جمع محبان چو خیل حریفان را  
خدا حافظ که من بیرون ازین دیر که من فتم  
سراز پا بر سر هرگز ندانم اینقدر دلم  
که دل پر سو ز چون شمع لکن ز این چمن فتم  
بچمن همت پیر یغان یکسر ز میخانه  
بگوثر کا مران و کامکا خضم شکن من فتم  
لبی هم باشکایت و انکر دم از وفاداری  
بدلتنگی هانا غنچه سان بسته دهر من فتم  
تا بیخ رحمت آن مسافر اصلی علین شب نیمه رمضان سه الف و مائتین و اربع و ثمانین است  
مستقدان نقشش را دست بدست از لکن نو بسندید بروند و بگلز مینی که در زندگی بالاایش سرخو  
منیشت زیر خاک سپردند از دست

با دمی و هر بار غفلت و گمراهی ما  
جمل و نادانی ما علت آگاه ما  
قوت ضعف بصرین که بعین دریا  
خشک لب و طلب آب طبع ما بی ما  
عارفا پستی و یو ارسا ندیم بچاک  
چکد کشنی سیل بگو تا بی ما  
سودا زده زلف بتان ست دل ما  
شوریده و گشته از ان ست دل ما  
تجیع عیش ست شام ما تم ما  
عمید می پوشد از محرم ما  
غیر این آدم ست آدم ما  
عالم دیگر ست عالم ما  
نوجوانی بچاک میجویم  
بی سبب نیست قامت خرم ما  
می پرستی ست ندیده طواف  
حضرت خم اما دم اعظم ما  
حضرت عشق قبله گاه من ست  
رست گویم خدا گواه من ست  
غیر او نیست و زبون موجود  
و این دولی علت نگاه من ست  
جاننازی کار بوالهوس نیست  
پرواز اسوختن مگر نیست

بر طاق بلند دست نیست	ا بروئی تو دلکش است اما
بسکه دلی بر سر دل قنادهست	رفتن کوشش مشکل افتادهست
پهلوی عرض ده که شفا فی به ازین نیست	بادردی بر کن که دوائی بازین نیست
بوسم لبان خود که لبست را گزیده بود	نازم ببر که در بر خویش کشیده بود
باید بگری شیر نری داشته باشد	با عشق بر آن کو که سری داشته باشد
مهرت از دل بدر رود زود	شور عشقت ز سرود زود
سفر از عالم بدن باید	باز رفتن سوئی وطن باید
خیز کنز گل برون زدن باید	تا یکی با گل من و مانیم
قطع الفت ز خویشتن باید	و دشمن جان خویشتن خویشتم
خوشا دل یار که اندر حوال	نیگرواندم روان بلا دل
موسی بطور روغن بخوابات میروم	مستانه سوئی قبله حاجات میروم
و مبدم خم خم شایب رخوان باید زدن	نوبهار آمد صلائی بهمان باید زدن
نخله شیراز با شیرازیان باید زدن	نار فاطمی زار دیکشی با ابله بن

و از نغمات اورست بر غزلهای حافظ شیرازی

منم که نمی شناسم همی ز سر پیارا	منم که گشته ام آواره و دشت و صحرا
صبا با طلف بگو آن غزال رعنا را	اگر چه نیست کسی را بدم زدن یارا

که سر بکوه بیابان تو داده مارا

زنج فرقت و هجران خنک بیاسانی	شب وصال که بزم طرب بیارائی
چو با حبیب نشینی و باد به چای	ز روی راحت و الطاف مهر فرمائی

بیاد آرم جان باد پیارا

بهار عاشقی و موسم بهوادار نیست	بواسنج نفس گشته در نما کار نیست
--------------------------------	---------------------------------

کنون که هر طرف از جوش لاله گداز است      بنال بلبل اگر با سنت سر یار است

که ماد و عاشق زاریم و کار ما زار است

ساز طربم ساز و مینا و تمام است      صحن چمن جای و لب خوش مقام است

امروز که کارم همه برو حق مراست      گل در بروی برکت و مشوق بکام است

سلطان جهانم بچنین روز غلام است

ز پیر باده فروشم نصیحتی یاد است      بگوش دل شنوا ز من که پند استاد است

ترا که دست سی بر عمل خداداد است      بیا که قصر عمل سخت شست بنیاد است

بنوش باده که بنیاد عمر بر یاد است

رها نه بند طالع بر ز صید قیود      بکار و بار جهان بخیر ز بود و نبوده

نه بد و لیش ز نقص نه خوشد لیش ز سود      غلام همت آنم که زیر چرخ کبود

زهر چو رنگ تعلقی پذیرد آزاد است

گاه بر طبله خورشید نظر و اسیکرد      گاه در آینه ماه تماشا میکرد

من چگویم که چنانم تو بالا میکرد      سالها دل طلب جامم از ما میکرد

انچه خود داشت ز بگانه تماشای میکرد

با رخ چون مد و با قامت چون سرور      غیرت طوبی ز رشک همه جوران تنان

بجز اسیکه بقران کنش عارف جان      باز دار و سر دل بردن حافظ یاران

شاهبازی بشکار گسی می آید

عزیز خواجه عزیز الدین ابن خواجه امیر الدین والدش کشمیری مولد و منشأ لکنوی سکون

مدفن و این عزیز را لکنو مولد و موطن طبعش موزون فکرش تازه مضمون و همتش با جوت

آشنا کلامش چون ناسخ عزیز و لها و آغا ز شباب بسودای اباکار افکار جنونی غیر البربر بش

بیچید و بعد زمانی بشرف زیارت حضرت طب القلوب علی المد علیہ آله و سلم در عالم رویا

منش صحبت انجاسیه بقموی ذوق فانیین مع آتینیس بطر ز سحر حلال الی غیره  
بر سالی کند اندیشه اش گواه و از نظم هدیه تعلیلین باهنگ تحفه العراقرین مشور مضاحت  
و بافتش در افواه آتینیسوی ذوق البحرین دوست

ای تو اندر سر من شورما	نام تو هست اختر مشورما
گر بر تحمید تو دار و کتاب	بر در توحید تو آرد و کتاب
یافته از لطف تو جان بازید	آتش قهرت بود آن بازید
در ره احمد قدم از سر دوش	طاقت رفقا بر هم از سر دوش
از پس پرده شده تار و نما	برده دو عالم همه را و نما
علم وی از دفتر دسی نبود	یکتکم آن از بر و وسیله بود
نیم شب آن آینه افروز مهر	کرد از اینجا سوئی حق روز مهر
جو هر گل نده شد و بر خجست	یک تنه از سرده خود او بر خجست
ساقی از آن چشمه حیات فزا	و در سر من نشسته وحدت فزا
گوش کن از بلبل رنگین نغم	قصه عیش و طرب آگین غم

قاز هدیه تعلیلین دوست

ما نیم و تنای صانع پاک	روشن فکر ذره ذره خاک
یا قوت گری و کان فوازی	دین حقه و مهر بر طرازی
بر در و رنما طرح افلاک	ز مهر سکون باشد خاک
آن حقه پرا از حقائق او	این شقه پرا از شقائق او
و بد حق عشق احمد بندگان چیده خود را	بمخاصان شاه می بخشد می نوشیده خود را
نه مصرعست دماغ از رشک متناهی که بر دم	ز لایخا کور شد در حسرت خوابیکه من و ام
نه گنجین باید ما داشت فی و جام ساقی را	بیاد دوست و دل آتش و آبیکه من و ام

هر کسی مخورخ شمع خود آرائی هست  
 چند دلتنگ بغم خانه هستی باشی  
 باین رحمت بچشم کم حسین عصیان پناهازا  
 ز چشم پر سر حال جلوه آغاز حسن او  
 بود چنانها لبر نیر و جانها بر لب از حسرت  
 ز شب کوری گریزی نیست ورنه پیش باشد  
 نزار و حاجت تصدیق خون کشتگان او  
 چاک کن جامه هستی که شود او پیدا  
 لطف و جلوه لیلی فشان نیست کنون  
 بچشم جستم امان دیدم که جانب دار دل آرت  
 اگر صد کوه هم باشد با سانی توان کردن  
 جماعتی که با خفای راز میکوشند  
 بر آرزو و احوال حبیب و امان بین  
 لعل لبست بر دهنه صد سال جان دهد  
 آن پر تویی که از مه و غور زور و غلیل  
 جان بغم تاندهی وصل بهمان نشود  
 جامی رحمت بکم طالعی بر سینه  
 لطف رانازم که پیش از در فکر چاره کرد  
 با جهانی و غرض یک جان دو قالب دهیم  
 بر هم ز نیم هر دو جهان از فغان دل  
 جان در بدن خوش است بصارت بیانیم

وای بر من که مرا کار بخود رانی هست  
 خیز و زین خانه برون آئی که صحرای هست  
 جالی هست و شکنین نقاب این و سیاهازا  
 صبحی کردگان داند قدر صبحگاهانرا  
 که کج وار و مرز آموخت یارب کجگاهانرا  
 چرخ از نقش پای رهروان گم کرده باهازا  
 باین جن و جمال از کس نخواهد حق گواهازا  
 تا گردیدان نذر دگل نکند بو پیدا  
 یا دوز و قیقه شب از دیدن آبو پیدا  
 ببت بر دم پناه آن هم بی رحمی دل بارت  
 ولی یکبار دل برکندن زوی سخت شوکارت  
 هزار ناله گره در گلوئی خاموشند  
 تو موشی و تماشایان کتان پوشند  
 چشم عنایت تو با هوزبان و د  
 اکنون مرا فریب ز روی بتان و د  
 شرط عشق است که تا این نشود آن نشود  
 که رخ خوب ترا دیده سلمان نشود  
 تاک راقی آفرید انگه مرا بخواره کرد  
 سینه ما چاک شد بر کس گریان پاره کرد  
 من بعد ما و دلبر و کنج نهان دل  
 خوشتر ازین همه که تو باشی میان دل

محمی میرفت چون مجنون دلم از غوغا زدم  
کعبه آمد و نظر لیلیک در صحرای زدم  
زهر لاف زخم سینه پر ز کین دارم  
نماز میکنم و بت در آستین دارم  
میرس بند دگا که گیستم که مرا  
توان شناخت ز داغیکه جبینم ارم  
عاصم منشی عبدالحلیم کشتی بانی العاصم بن مولوی عبدالکریم مولدش کلکته ست کسب علوم  
ضروریه پرداخته و شق سخن بکلکته شعر و شاعری آقا احمد علی مرحوم ساخته نه سال است که  
که باشد بدینی جبربان ست و جوان شیوایان سخن را نیکو میگذارد و با کار عصر الباطن قدرت  
دارد و میکهد بر بطور در ۹۲ هجری دارد و دارالاماره کلکته گردید همراه مولوی محمد شاه صاحب  
آمده ملاقات کرد و جودت طبع از رویش پیدا است و ذکا، خاطر از حرفش هویدا این  
چند بیت از وی است

مرا پسند ای صیاد دلی پروا بنا کامی  
بامید بهاری بسته بودم آشایان را  
دل که گداله و که شورش و فریاد کند  
نکته این ست بهر رنگ ترا یا دکنند  
ما که خورده و در دیم طبع با بگذار  
رسم بر به شدن زخم کمن می آید  
هر کس بشیوه دل مسکین خراب کرد  
سهل ست و طریقت یاران حساب دل  
بچندین زخم ای ظالم دل شاد دست پندار  
تو همچون خود جهانی از غم آزاد ست پندار  
بهر رنگی که میخواهد سخن افروز میگردد  
در خیا عاصم دیوانه استاد دست پندار  
عزیز عبد العزیز خان نبیره حافظ الملک نواب حافظ رحمت خان بهادر نصیر جنگ والی  
رو میگذشت ده ساله بود که پدرش نواب سعادت یار خان در سفر حج جان بحق سپرد و  
بعد وفات پدر کتب درسیه فارسیه و معقولات و منقولات کتاب کرد و در ۱۲۸ هجری بموفقی  
بخط کلام مجید گشت طبعش با سخن ملایم افتاده شاگرد عبد الملک ممتاز خواهر زاده نذیر الدین  
شائقی ست در حین تحریر این مقاله رونق بخش بلده بانس بریلی ست برادر مرحوم اوروید  
و با هم بطور اتفاق ملاقاتش نیتاده از وی است

ناله

ناله

بر درش از خاکساری کامران خواهیم شنید  
 آه از روزیکه تو بر غیر و سن بر جان خویش  
 تا نکشت گل بوی اذان زلف شنیدست  
 شهرت طلبان گوشه عزلت گزینند  
 کم کم رتبه خود در هوس جام شراب  
 ساقیا حیف که باینمه ظرف خالی  
 کاش در آتش می سوخته گردن من  
 گنه تو به کند هر که بیخانه عسکریز  
 محبت عشق تن فقر آشنائی من است  
 چگونه بال کشایم بسیر سنبل زار  
 ستم چه کار کند اگر ستم گشته نبود  
 مهر من از من دل داده طلب و مقصود  
 عیان زگرایی اختیار من شد راز  
 بحال خویش نگرییم چگونه چون شبنم  
 عزیز کی شود لحن عندلیب آنکس

پاکال او چو سنگ آستان خواهیم شنید  
 مهر بان خواهی شد و نامهربان خواهیم شنید  
 بست بست بر او طلبش محفل غنچه  
 نکست نشود سنوئی منزل غنچه  
 طوطی طبع مگردان گس بام شراب  
 شیشه سرباز ز دانه تمس جام شراب  
 جسم کامیده شود خار و خس جام شراب  
 دست او چست بگیرد حسن جام شراب  
 بجای موج دران نقش بوریائی من است  
 هوای زلف کسی رشته بیائی من است  
 جفای تو همه ای غلام از وفائی من است  
 که هر چه آرزوی تست دعائی من است  
 اگر چو شمع لبوزی مرا سزائی من است  
 که در تجلی نور رخس فنائی من است  
 که محو نغمه طبع سخن مرا می من است

تعلیم سید محمد علیم از دوستان نواب عبداللطیف طرفدار و صوبه بنگال است والده اجدش سید  
 محمد عباس الہ آبادی فی الحال مہتمم بندوبست ساحت ملک محروسہ بھوپال است و متعلق  
 طبع سلیم دارد اصلان سخن از عبدالعزیز خان عزیز نیرہ حافظ الملک نواب حافظ حسن خان  
 بہادر نصیر جنگ والی روینیکند گرفته در حین نگارش این تذکرہ لازم این ریاست است  
 این ایات توجہ فکر صائب است

کا ستم از پنج و شش و تم ز پہلویم گر نیت  
 خار دامن گشتم و دامن یار از دست رفت



بنگرا میزاید چه خوش طبع گشت افکاره	نوده توده دل بجائی سنگ نشسته افتادست
نیست بر سطح زمین این نقش پای آن گاه	بر جبین خاک طبع سر نشسته افتادست
بر راه زخم سینه من چشم و دلت مست	از انتظار او به نگران خبر گسیخته

حرف الغین المعجمه

تجلی

غضا سر می رازی بپیشی لغین تجربه ضبط کرده اند بعضی لغین مملعه دریه بپیشی تحقیقش کرده گویند چه پیش کاسه گردان از دامن سلطان محمود غزنوی است در مع او قصیده مبقا و در هفت بیت نظم کرده و در آن قصیده میگویی

اگر کمال بجاه اندرست و جاه بیال	مرا بین که به بینی جبال را کمال
مرا و بیت بفرمود شهریار جهنم	بر آن صنوبر غنبر غنای مشکین خال
چه گفت عاصدا کس که بد کمال نیست	ز راه باطن و در آشکار نیک سگال
و در دیو یافتی از نعمت و کرامت شاه	نفی شدی دیگر از جور و زگار منال
بلی و در دینار یافت تمام	حلال و پاکتر از شیر و ایا اطفال
شرف الی مشه به غز	ان خیال را هر او و دشمنان فکر در دام او چون درو کن کایش
روفتی مگر رفت بجانب خان زمان خان که از امر اسی الکبری بود و حاکم جوینور خراسید و در	در غرار آسودگی جا گرفت و اشعار آید در مع او موزون ساخت از انجمله نقش بدیع است

تجلی

که هزار بیت است به هر بیت یک شرفی معلوفت و در آن میگویی

خاک دل آفرود که منی بختند	غبنی از عشق برو بختند
دل که تان رفته غم اند و پش	بود کبابی که نمک سو پش
بنی اثر نمک چه آب و چه گل	بنی نمک عشق چه سنگ چه دل
چند زنی قلب سیه بر نمک	سنگ بود دل چون ارد نمک
فوق جنون از سر دیوانه پرس	لذت سوزان دل پروانه پرس

آنکه شررتخم نباتش بود	شعله از آب حیاتش بود
سجده شماران ثریا گسل	مهر و گل را نه شمارند دل
غفلت دل تیرگی جوهرست	خاک بران اصل که بدگوهرست
آهن و سنگی که شراری دروست	خوشترازان دل که زیاری دروست

و بعد مقتول شدن خان زمان خان روستان اکبری آورد و بمواطفت دارائی و خطاب  
 ملک الشعرای تحصیل مباحات نمود و اشعارش نمود هزار بیت است در گجرات و در هند و در پشتکده  
 دنیا بصحرائی عدم رسید این چند شعر از کلام غزالی است ۵

رخ را نقاب زلف گر بگیر میکنی	بر مادر من شا به زنجیر میکنی
بیکه دارم دل کی با عاشقان در میبند	گر کشم یک آه صد جامه شود آتش لبند
رقیب دامن ازان در شرک من بالید	که رنگ بر رخ عاشق منی تواند دید
چه میسوزی بدایغ دوری خود ناتوانی را	که چون فانوس شب استخوانی در بدن ارد
حسن بوی را نه غم مردم و هر سو خطان	سنگ در دست که دیوانه کی آید بیرون

## رباعی

آنانکه درین بزم نمی ناب زدند	بیدار نگشته تا بید خواب زدند
از بهستی ما بین نمون ست چو سنج	نقش هست وجود ما که بر آب زدند
ما زمر که خود نمی ترسیم اما این بلاست	کز تماشا بی تبان محروم می باید شدن
خفگیان خاک یا که کشته تیغ تواند	بهیچ دغلی نیست شمشیر اجل را در میان
تا باده ایام و گرد و گرد گیان ما خمر است	داریم نشسته که در عالم در و کم است
حق عرق آلوده ساخت چین جبین ترا	فتنه ز سر آب داد خجسته کین ترا
جان دادم و فارغ شدم از محنت هجران	یعنی که ز شبهای و گر بهترم از شب
ببایغ سبز نو خیز دل نواز آمد	عجب خطی ز حرفان خفته باز آمد

غروری شیرازی غرور سخن در داغ داشت و با ده شور افکن در ایام حج گستره داشت  
 کتابدار شاه عباس ماضی صفوی بود غرور بلبلان خوشگو بنواختی خود چنین می شنید  
 در فراق دوستان آخر زما چیزی نماند  
 هر که رفت از بهستی ما پاره باخویش برد  
 مکن خورشید را از کوی خود دور  
 گل پژمرده هم در بوستان هست  
 باید که تو بر نگردی از من  
 سهل است که روزگار گریشت  
 غروری کاشانی مرغ نشین سینه خندانیست بهند عبور نموده و ظاهر همین جاز و اغرور  
 بسای سوز انتقال نموده شاعر خوش نوبت از موت  
 نازک نهال من که خوشم با خیال او  
 قامت کشیدن ست گران بر نهال او  
 در غم جمال تو نگیر نه ز گل آب  
 نکس تو بهر آب که افتاد گلاب است  
 غنیمت ما حلوائی شیرازی شاگرد نظام دست غیب است و شاعر علی غیب از دست  
 ز بوستان و فالوبی خوشدلی مطلب  
 درین چین گل سیراب شیم گریان است  
 برو ز هر گرمی بیش بنیم از خیال او  
 بلی خورشید در روز قیامت گرم تر گردد  
 غماز سمرقندی سخن ساز سنجیده و غماز عافی پسندیده ست از وی می آید  
 آرد و شبی جذبه بسنبل سوئی باغش  
 در هر قدی لاله برده داشت چرخش  
 پروانه کنست از پر خود پرده فالوس  
 گسختن سباده که رسد و دود چرخش  
 غبار می قاسم خان اردستانی واقف شیوه سخن دانی بود و ملازم اکبر پادشاه از دست  
 ز راه آه تیرش در دل دیوانه می آید  
 چو بارانی که از روزن درون خانه می آید  
 غنمی نام محمد طاهر شمیری از قبیل اشنی است شاگرد ملا حسن قالی کشمیری چون طبع بلند و  
 در کمر و نگار حیثیتی شایسته بهم رسانید و آخر بنوعی سخن افتاد و جابری که بنقد جان  
 توان خرید بیرون آورد و میرزا صائب کلام او را قضا می کنند و می مایند  
 این جواب آن غزل لطیف که میگویی غنی  
 یاد ایامی که دیگ شوق ماسر پوش داشت

غروری

غروری

غریب

غریب

غریب

غریب

غنی انسانی طبعی مجبول بود و با وصف بی و تنگامی آنقدر خاطر بسوزی برد از نجاست غنی  
تکلیف میکند دره العمر در شهر خود گذرانید و داشته اند و امن از عالم غنی برید و با انشمار  
و در است و از قباب طبع برآمده طبعی خاطر غنوران گردید و هیچکس بریت با بر نمابند است

### افست دس

عاشقان را بنفش مژگان چشم بگشت  
سلیخی غنوری میز کنش ابل زمانه  
تا تو انی عاشق مشوق بر باغی شو  
سایه گرسایه کو بست سبک می باشد  
با تو نزد کیم ولی دور از فیض عام تو  
از کشته شدن چه با عاشق نشود زو  
در دم صبح غنی پیر فکست میگوید  
نیست چون مهر و نه در دم بر سر قشربست  
خاطر او از غبار لشکر خطایع نیست  
قستم بر غنی یار و نه در غیم و غنی یار  
تخمی چه سایه مرغ پریده در ده شوق  
چشم که مرده از شامان که جز نمید  
حسن مهربانی خط سبز اکر اسیر  
ستی به راحت بسا یار که در غمت  
نیکت بین نا توان که آن شوخ به  
از کائنات دم و خسر ز که تا پهلوت  
شور غنوی سیر جوغان با جود و مرتبت  
شبه بیت بلبل به بیجا و خالی از فضلا و شعرا غنی بود

و با وجود شتغال با مورد مکیه گاه هبشعری پرداخت و با کبریا و شاه میگفت که افتخار زنان  
 شتاست که چون منی در آن سو جو دست دیوانی بزرگ ترتیب داده از دست  
 در جوانی حاصل عمرم بنادانی گذشت آنچه باقی بود آن هم در شپانی گذشت  
 ای جوان جز تخم نمیدی نکشتی در جهان موسم پیری رسید و وقت دهمانی گذشت  
 غوغای حصار یوان است و بقدری طالب علمی کرد و در راه و راه اندر دست الف  
 با هزار حسرت در گذشت اندوی می آید

مختصر بود حدیثی ز لبش فهم نشد خط بگر و لب و حاشیه مختصر است  
 دیوان یار با من دوش همزی کرد پنهانی که من ششمی آب حیاتم بیچ میدانی  
 غیرت شیرازی مدتی در بند بود و بعد به بشیر از رفت از دست  
 بقتل غیرم راضی نیم زیرا که میدانم اجل زیر بلاک از خنجر جلا دمن برده  
 بلاک خنجر آن تا تلم که خون مرا چنان بر نخت که یک قطره بر زمین بکشد  
 غباری بیشتر عمر را بستر آباد بر برد و در راه فقر و فساد و کشت خط غبار خوب  
 می نوشت لهذا غباری تخلص گرفت معاصر جامی است و شاعر نامی از دست  
 دی چو پیش آمد بنای آن لبری غنا مرا من ز شرم او را ندیدم او را استغنا مرا  
 بخبر بودم ز دی سنگ جفا ناگه مرا از برای دیدن خود ساختی آگه مرا  
 غزل هردی مردی ظریف لطیف بود و اشعار جسته طرح مینمود و از دست  
 غم از هر جا که در انداختند در جوی من بلا از هر که سرگردان شود آید بوی من  
 چاره این دل صد پاره نکر دی رفته جان من چنان مرا چاره نکر دی رفته  
 غالب میر جلال الدین از سادات زید پور من احمال لکن نیست قریب هشت هزار بیت گفته  
 ملازم نواب شجاع الدوله بهاد صوبه اوده بود و در او آخرت گذشت او از دست  
 بزم شست نه صبا بی ناب در مینا و پری ز شرم رخت گشته آب در مینا

نوشته

نویسنده

نویسنده

نویسنده

نویسنده

چشمش که بخونریزی عشاق سری داشت      میاشت کمی را و نظر بر و گری داشت  
غالب شیخ اسدالدین خرداویشی محفل افضل الی آبادی است اصلش از جنو ربو و جگانش  
سجاده نشین شیخ محمد افضل جوپوری استاد علامه عصر المأمور و صاحب شمس باز نه بود غالب  
بانتساب افضلین قفاخرو داشت جوان مستعد شایسته بود و همیشه رگ خامه سخن ریز را بیشتر  
اندیشه میکشود میر آزاد او را دیده بود و او را میام حیات بدلی آمد و در شلاله از لباس نزدیکی  
ستغفار عاری شد از افکار گمراهی را دوست **س**

دلی دیوانه دارم که خاموشی است تقریرش      بر نگ زلف خوبان بی صدا افتاده ز نیش  
گذرا ز کوچهای تنگ که صاحب باغها را      نمی آید برون از خامه نقاش تصویرش  
سیر متعبد و چندان کند آرایش حسن      سایه زلف بر خسار تو زلف دیگر است  
پی بنگر آن دهان از یاد ابروی برم      تیغ قاتل هر هر و ملک عدم را جاده است  
ز بیاری نیستند تا بهر جا سرمه را تا نرم      عصائی آبنوسی داد از دنیا که پیش را  
غازی خواجه عین الدین از ما و راه التهرست در سر کار محمد معظم خلف عالمگیر خدمت تو زکی  
سرفراز بود و فکری عالی و سخنی پر جسته داشت انو فوجی از ان این است **س**  
شوق بر صفحہ دل نقش خوش بایر کشید      سرمه در دیده ما حیرت دیدار کشید  
شکوه ابل جهان جلوه ز اغیار بود      دل ما هر چه کشید از ستم بایر کشید  
عرق جبهه او را نتوان گفت عرق      گرمی مهر گلاب از گل رخسار کشید  
غازی قلندر پیش از صفایان است اما در عنان نشو و نما یافته درویشی صاحب تجربه

بوده و سیاست بسر برده از دست **س**

محبتم که فراموش کرده از من **س**      و فاشدم که بگرد دولت منیگرم  
تمام دردم و پیش تو شکوه من کنم      تمام آتشم و در دولت اثر نکنم  
خلایم نبی محفل بنفلام بن سید محمد باقر بلگرامی همیشه زاده میر عبد الجلیل بلگرامی است

در صفائی و کمال و عظمت و انوار قابلیت یکسانی زمان بود و در فنون عربی و فارسی  
 و هندی ممتاز آفران خصوصاً در شعر هندی کوس انفرادی نواخت و در موسیقی و ساز  
 هندی نقش مهارت میزد و در رفاقت نواب صفدر جنگ و زیر در معرکه جنگ با قاضی  
 مفقود گردید و چون عقاب سر منزل بی نشانی آراش گزید و این سانحه در شعله واقع شد  
 سیر زامظهره جانان فن هندی از وی گرفته این چند بیت از وی یادگار است ۵

همیشه در دل خود یاد زلفت اودارم	فزونگرم که چنین بار در سبوا دم
از خرام او در سی بر خویش تن ایکنم	عالم بالا درین عالم تا شبایکنم
آخر از تیرگی بخت نگین کام گرفت	که ز لعل لب او لبوسه بر پیغام گرفت
دو رخ عشاق باشد بی رخ جانان بخت	باغ بی گل میشود ما تم سرائی عند لب
داد از دست نگاه تو که به حکام وصال	چون تغافل دهد از دست حیا ساز کند
خط زلفت تو رخ بزور گرفت	های ما را این هجوم مور گرفت
تا نمک ریخت بر جراحت من	لب شیرین یار شور گرفت

## رباعی

آند که براه بی همتی شده اند  
 در یاب کاین خدایوشان جهان  
 و خالق غلظت حق شناسی شده اند  
 و ترک لباس خوش لباسی شده اند

غریب سید کرم اند برادر میر نوازش علی فقیر بگرامی ست جوانی خوش سیاه و نوری از رخ  
 آل عبا بود و با نوع قابلیت آراسته و بهندی اخلاق پیرسته و بکمر و راست از مذاق صفویه  
 صافی کامیاب بود و در سلطه شهری کامل نصاب اکثر بر و اوین سخن سخنان ز من عبور  
 نموده و اشعار فراوان در خزانه خیال فراهم آورده در شعله رخت بعالم سمری کشید  
 این چند بیت از وی می آید ۵

بسکه دو ناله من در سرش چید بخت  
 همچو فانوس خیالی آسمان گردیده است

لعل با آن سرخی بان وزن پاستلی شدت  
 بعد عمری آتش شد دلبر نامهربان  
 بعد مردن هم باسید وصال آن چسب  
 کرد و یاد نگه شوخ تو بمبار مرا  
 بسمل افتاده ام از تیغ فراتش شاید  
 نیست شخصی بی گرفتاری درین گشتن مگر  
 تمبیدارم خیال بیکلامی بالب لعلش  
 آه این گشت تکی از طالع من کی رود  
 بیک دزدیده ویدن خشک مغرور میسازد  
 چنان بشیوه دیوانگی شد مشهور  
 غلام مصطفی بن سید عبدالملک نامی صاحب مشرب عالی بود نشه فقر و درویشی و وبال  
 داشت همواره بشیوه سپاگری کسب معاش ضروری میکرد و فعل و اثر دن زده شد بدین سیر  
 فی السعد جلان میداد همراه نواب مبارز الملک سر بلند خان قونی و جنگی که بسواد احمد آباد  
 باراجه نادر واقع شد جرحه شهادت چشید و با وجود نقص اثری از جسد شریف او گل نکرد  
 پیش از شهادت رباعی گفته بود

## رباعی

در خلوت ماورای مایاری نیست  
 یعنی که بهر شرف و فرشت غیاری نیست  
 ما روح مجروریم ز آرایش مرگ  
 ما را بجز زده و کفن کاری نیست  
 سلیقه او و انشاء رباعیات بسی مناسب افتاده و در رباعی حقائق و معارف از تیغش  
 جوشیده هر رباعی او سوزان است از بحر عرفان و ترانه ایست از پرده اسکان برنگشته  
 ناز ناله و لهلای آگاه است و پرتوی از شعله الهی انا الله و هو الله رب العالمین است و



<p>و مذاق فقرش از کاشش مبرین دار باست تا در نگری همه دواب اند ترا پا نه بمه و خور که رکاب اند ترا</p>	<p>این بخت فلک که چون جبابه اند ترا تو پا و شنی ولی از خود چینه برست</p>
<p>رباعی</p> <p>نا ساخته کار کار سازی مطلب توحید حق از سخن طرازی مطلب</p>	<p>رباعی</p> <p>بان حال چال ابیازی مطلب از آتش عشق تا نسوزی کیس</p>
<p>رباعی</p> <p>جنت چینی از باغ شاداب من است چون عالم بحث تخی خواب من است</p>	<p>رباعی</p> <p>بیر افشه که هست از می ناب من است کس را چه نیز ز رتبه عالی من</p>
<p>رباعی</p> <p>بیرون ز جهانیم جهانی دیگر است افسانه نویس ممکناتی دیگر است</p>	<p>رباعی</p> <p>ما عاشق ذاتیم صفاتی دیگر است ما واجبیم ایم ذکر واجب گوئیم</p>
<p>رباعی</p> <p>یعنی که جمالت همه دیدم در خود چون برق طلپیده آرسیم در خود</p>	<p>رباعی</p> <p>از دیدن روحی تو رسیدم در خود سده شکر که از شوق تماشایی خست</p>
<p>رباعی</p> <p>در کعبه تار یک چراغی دارد غوک لب جوئی همه دماغی دارد</p>	<p>رباعی</p> <p>هر کس در خود بهما رو باغی دارد تو غزه بشو که ماهی دریاست</p>
<p>رباعی</p> <p>بیچاره عوام را بخود منجونسند چون در نگری خلیفه کشید طمانند</p>	<p>رباعی</p> <p>آن فرقه که خویش اولی میدانند الله و رسول بر زبان میزنند</p>

سترایندم چو دیده می باید شد رباعی یعنی که بخود رسیده می باید شد	چون شیشه پر شراب با صدستی بر طاق بلند چیده می باید شد
رباعی	
بر شست غبار خویش آبی زده ایم خفاش میاکه بر در حسنه خود	یعنی که بیزم جان شرابی زده ایم بر جا گلین آفتابی زده ایم
رباعی	
وقت است که دل ز دهر بکنده کنیم در خلوت غلش قند نیارا	چون لاله گل برین چرخنده کنیم عریان همه تن شویم و نشنند کنیم
تازه در کاشش بسیار است و علم سیاق شهره آفاق بود مدتی بوزارت گرجستان در آن حدود بسر برد باز با صفهان آمد این دوریت از دست	
فرا این کار بار بودن گستان سازد مرا بازین هوا بودن آسمان سازد مرا	
منه	
بر سر پائی وجو د خد خط باطل مکش تخته سفر منی اکثر اوقات در کاشان بسر برده و در عهد سلطان حسین میرزا هنگامه صوت و	در ریاض زندگی چون سرو بجایصل مشا
سدا اگر م داشت و تخم منی در گلزمین سخن چنین بیکاشت	
امروز هر که بود ز ما سر گر آن گذشت باز و رقیب را بهم این جمله افت از پیشه شد	دوشت مگر ترا گل بر زبان گذشت شرم رقیب بر طرف تمنی خود منی یار گیر
رباعی	
وحشی و برادرش چه خلوت کردند هر شعر که در کمد کتابی دیدند	در ملک سخن ترک نصوت کردند بر اند و برادر از قسمت کردند

دل خوین مباد و روزان گلگون قبا افتد  
شر میروم می کرد آتش سوزان جدا افتد  
نخستین نصر حسین و اطمی بگرامی شاگرد صانع هست و فارسی و عربی استعداد می مناسب است

و الله اعلم بما لم یبقا خراسید از دست

چون دو دو با پیشه کند گریه آورد  
تا خط غنبرین تو دیدم گریستم  
بسیار دل تو پوشیده می برم در خاک  
باین آیه که شمع مزار بنو دهاشم  
غالب میرزا اسدالدخان و دیو می مخاطب بنجم الدوله و میر الملک نظام جنگ بهادران  
سخنوران نامی شاه جهان آباد و صاحب قوت فکر خدا دوست موجب بهائی خوش و مختصر معانی  
و کفش شیر بیشه سخن پروری شهریار سحر معنی گسری در نشر و نظم طر زخاص دارد و ترکیب و نشین  
ایده می نماید بسیاری از معاصرانش قابل بحال او در تباری و نظامی اند و جمعی از اقران  
بر طرز وادامی کلام او اعتراضات کرده اند چنانچه از ما خط قاطع برهان و ساطع برهان  
چون صبح روشن میشود و اما شک نیست که قدرت او بر اصناف سخن از نشر و نظم پیش از دیگران است  
قصاید و مثنویات و غزلیات و رباعیات دارد و اما مختص قصاید خوب و واقع نشده و قصیده  
بهتر از غزل می سزاید غالب قصاید او در مع حکام فرنگ روسا و اکابر هندوستان است  
از وظیفه خواران بهادر شاه پادشاه دلی است نذیب شیمی داشت چنانکه خود به هم میگوید  
غالب نام آوردم نام و نشانم سپرس  
هم اسد اللیم هم اسد اللیم  
و هیچوقت خود را از شرب مدام و گر و دش جام معاف نمیگذاشت زبان فارسی نیک ترسید  
و از ایراد الفاظ عربی حتی الاسکان گریزی نمید مهر نیمروز و دستنبو و نشأت و جز آن از کتب  
فارسیه یادگار است محرم سطور درایم قامت شاه جهان آباد مکرار آورده و تقریر جادو  
تا شیرش گوش کرده و غزلها از زبان او شنیده و قصیده و غزل بسرعت تمام میگفت و طرز  
خود را در سخن نجی از دست نمیداد احیانا شعر رنجیده از دو هم میگفت دیوان مختصری در ریخته  
دارد و دیوان فارسی او بوجو طبع دائر و سائرست مجموع ابیاتش ده هزار و چهار صد است



طول سفر شوق چه پرسی که دین راه  
 حوران بهشتی که نداشت کلا بے  
 ذرا غم تا چه برق فتنه خواب بخت بر بخت  
 چه دود و دل چه بخت زنگ بر پرده اوتی  
 بشما پاس نامه است ز خوشم بگمان دارد  
 رسیدنهای شفا بهر استخوان غالب  
 بسکه غم تو بوده ست تعبیه در شربت ما  
 دل تاب خط تاله ندارد کف رانی را  
 مرموم ز فرط شوق و تسلی نمی شوم  
 غالب بریدم از بهر خواهم که زین سپس  
 آبی لذت جفای تو و خاک بعد مرگ  
 چشم بر تازگی شور جنون و خیره است  
 ندم بوی کباب از نفس غیر و خوشم  
 عالم آمینه را ز ست چه پیدا چه نهان  
 داغ ناکامی حسرت بود آمینه و فصل  
 چون کشدمی کشدم رشاک که در پیونیم  
 طره و درهم و پیر این چاکش نگریه  
 باز مرگ شبنم زنده دهشتن ذوقی است  
 تم کسب که می میرم و مردن تو انهم  
 نیست کف چار افسردگی دل  
 تر که و ناله و ادنی دل رز سکا که است

چون گرد و فروخت جدا از جبرس ما  
 بر خویش نشانست که افسس ما  
 تصور کرده ام بکس تن بند نقابش را  
 دنیا لمانه باشد شب و خواب پریشان را  
 ز شوم ناله می ریزم نمک در دیده دربان را  
 پس ز عمری میاوم داد و او و زرم چکان را  
 نسخه فتنه می برد چرخ زمره فتنه ما  
 از ما مجموعی گریه های با می را  
 یارب کجا برم لب خجسته ستای را  
 کعبه گزینم و پرستم خداست را  
 با جان سرشته سرت عمر و د باره را  
 در خزان بیش بودستی دیوانه ما  
 می شناسم اثر گر می پنهان ترا  
 تاب اندیشه نداری جنگای دریاب  
 شب روشن طلبی روز سیاهی دریاب  
 از لب خویش اگر بوسه را بد چه عجب  
 اگر از نا بخود هم نگراید چه عجب +  
 مگر تفسانه غالب شنیدن مست عجب  
 در کشور بیداد تو فرمان حقان نیست  
 تقسیم باندازه ویرانی نیست  
 خونی که میبده و بشر این سپاه کمیت

ایا تو آتش نام تو بیگانه ز ما  
 بخود بوقت فوج طغیان گنا و سن  
 خالدم تو و شکایت عشق این چه ماجراست  
 در خود که هست بدو برق عتاب تو  
 گزینم سوگواری ز منم دلم  
 ناز سوزاید دیگر ز تو یافت  
 بخود رسیدنش از ناز بس که دشوار است  
 غم شنیدن و غمی بخود فرو رفتن  
 ز آفرینش عالم غرض نیز آدمیست  
 تا زم که شرم که دما از میان برد  
 بدم که ز اقبال تو دیدار شرم دارد  
 سرگرمی خیال تواند ناله باز داشت  
 تر کفر و شش ناله که از اهل باز است  
 بدوق خلوت تا تو خواب گشت تنم  
 وجود او چه حسن است و بهتیم همه عشق  
 بهیم آنکه مبارک و همیشه از شادی  
 پیوسته و باده ساقی نتوان خوان  
 آن راز که در سینه نهان است نه عطا است  
 کشته را رشک کشته دیگر است  
 نفس و ام را گناهیست  
 بر دل نازک و دل را گناهیست

آخر تو و حسد که جهانی گواهیست  
 دشته و دشته تیز نکردن گناهیست  
 باری بمن بگو که دولت و ادواهیست  
 این تیرگی ابطال مشیت گناه میست  
 سود نخست زبان نمک است  
 نمک خوان تو خوان نمک است  
 چو با بوم تمسائی خود گرفتار است  
 خوشا قریب تر هم چه ساده پرکار است  
 بگرد نقطه ما و در بهشت پرکار است  
 ز انسان که خود آن چشم فسون ساز نیست  
 اندوه نگاه غلط اندازند نیست  
 دل پاره آفتی است که دودش نماند  
 تپاک گرمی نیست راغبانم سوخت  
 قضا معرجه در چشم پاسبانم سوخت  
 به بخت دشمن و اقبال دوست سوخت  
 نگویید ار چه بگریم من آرزو مند است  
 همواره و ترا شدت و آرزو توان گفت  
 بردار توان گفت و بنهر توان گفت  
 من و زخمی که بزدل از جگر است  
 و غنیمت و در نهاد بال و پر است  
 خواشیش با که جگر گوشه ابرامیست

بیتو گزینیت به ام سختی این در بسنج  
 شعر غالب نبود و نمی و گنگو نیم و سله  
 گیرم ز داغ عشق تو طر فی بنست دل  
 لرزم بکوی غیر ز بیتابی نسیم پ  
 گیرم که رسم عشق من آورد هم به هر  
 صحن چمن نموده بزم فراغ تو پ  
 آنکه بی پرده بیدار داغ نمایم خست  
 بنختم ندید کام دل غنچه غالب  
 غالب اگر نه خرقه و صحت بهم فروخت  
 رقصوان چو شهید و شیه بغالب حواله کرد  
 به بند پریش عالم نعتوان افتاد  
 من آن نیم که بتانم کنند و بکوی  
 حدیث می بیند و چنگ در میان آریم  
 بکوی یار ز پانستم و کنم فریاد  
 غریبم و تو زبان دان من نه غالب  
 مشرود صبح درین تیره شبانم دادند  
 رخ گشود غالب هرزه سراییم بستند  
 ترقی بفتن آرم و ابری بر آتش  
 هفت آسمان بگردش و مادر میانیم  
 دوش کز گردن بنختم گل بر روی تو بود  
 دوست دارم گری را که بکارم زده اند

بگذر از مرگ که وابسته بهنگامی هست  
 تو ویزوان توان گفت که الهامی هست  
 اینم نه لبس بود که جگر و شناسیت  
 کاندرا مید و ارنی بوی لباسیت  
 ظلم آفریده دل حق ناشناسیت  
 با و سحر علاقه ربط خواستیت  
 دیده پوشید و گمان کرد که پنهانم خست  
 گوئی لب یارست که در بوسه لغیم است  
 پرسد چرا که رخ می لعل فام چیست  
 بیچاره باز داد و می مشکبو گرفت  
 توان شناخت ز بندی که بزبان افتاد  
 خوشم ز بخت که دلدار بد گمان افتاد  
 کنون که کار شیخ نهفته دان افتاد  
 بدان دروغ که دهند ناگمان افتاد  
 به بند پریش عالم نمی توان افتاد  
 شمع گشتند و ز غور شید ناشانم دادند  
 دل ربودند و و چشم نگرانم دادند  
 زان دشنه که اندر کف جلا و بختند  
 غالب و گر پیرس که بر مانچه میرود  
 چشم سوئی فلک دروئی سخن سوئی تو بود  
 کاین هانست که پیوسته در ابروئی تو بود

مردن و جان بقنای شماوت دادن  
 هست تفاوت بسی هم ز طرب تا نبیند  
 حتی بز بادکن عرض که این جوهر ناب  
 هر چه بینی بهمان حلقه زنجیری هست  
 باید ز می هر آینه پیرسنگ گفته اند  
 پرده داران بنی و ساز فشارش دادند  
 هر نسیمی که ز کوی تو بخت کم گذرد  
 جنگ تاج بود خوشی و لبران کاین قوم  
 نه زرع و کشت شناسدنی حدیقه و باغ  
 ز وعده گشته پشیمان برای رفع ملال  
 ز روی خویش و منش نور دیده آتش  
 تا زخم فزید صلیح که غالب ز کوی تو  
 و آغ دل با شعله فشان ماند به پیری  
 خیال یار در آغو شتم آنچنان بفشرد  
 فدای شیوه رحمت که در لبان بهار  
 بجان نوید که شرم از میان بهم رفت  
 میسر و جد سواد سفیدها غالب  
 تا در زخم بنا سوز تو انگر گردد  
 گیرم امحخت بد نیستم آخر گلاب  
 یار باین مایه وجود از عدم آورد دست  
 و دل را ز غم گریه بیرنگ بجوشش آرد

هم ز اندیشه آزدن بازوی تو بود  
 لذت دیگر و بد بوسه چو دشنام شد  
 پیش این قوم بشو را به زمرم نرسد  
 هیچ جانیست که این دانه با هم ببرد  
 آری دروغ مصلحت آمیز گفته اند  
 ناله میخواست که شمع ستم نازد بد  
 یادم از ولوله غم سبک تاز و بد  
 در آشتی نمک زخم و لنگار نشد  
 ز بهر باده هواخواه ابر و بار نشد  
 امید و ابر بمرگ امید و ابر نشد  
 برنگ و بوی جگر گوشه بهار نشد  
 ناکام رفت و خاطر امید و ابر برد  
 این شمع شب آخر شد و خاموش نکود  
 که شرم اشکم از شکوهای دوش آمد  
 بعذر خواهی رنجان باده نوش آمد  
 بعیش مشرود که وقت و داغ هوش آمد  
 سخن بمرگ سخن رس سیاه پوش آمد  
 درین از کف الماس فشان بن آرد  
 غلط انداز خدنگی ز کمان بن آرد  
 بوسه چند هم از کین دمان بن آرد  
 اجزای جگر حل کن و در چشم ترم ریز



گیرم که بافتانند الماس نیزم  
 صیوچه دهمت هر سحر زمی غالب  
 ز لکنت می تپه بض رگ لعل گهر بارش  
 غالب ز جفا می نفس گرم چه ناله  
 سوخت جگر تا کجا ریخ چکیدن و هم  
 تا بکی صرف رضا جوی دلما باشم  
 گاه گاه از نظر مست و غزلخوان بگذر  
 هوش پر کار کشائی ورق بخیریست  
 حسرت روی ترا حور تلافی نکند  
 و گر نگاه ترا مست ناز میجو اشم  
 گذشتم از کله در وصل فر صتم با و  
 زمانه خاک مراد ز نظر نمی آرد  
 وکیل غالب خونین لم سفارش نیست  
 ز وعده و وز خیال را افزون نیازند  
 جواب خواجه لطیفی نوشته ام غالب  
 بس که قاعده آسمان بگردانیم  
 گهی بلا به سخن با و ادبیا میزیم  
 نهیم شرم بکسیوی و با هم آویزیم  
 اگر بر خود نمی بالد ز فارت کردن چشم  
 منج از وعده و معنی که با سن در میان دار  
 جنون ستم بفضل از بهارم میتوان کشتن

مشتی نمک سوده بر خشم بگرم ریز  
 خدای راز سر کوچه مخان بر خیز  
 شهید انتظار جلوه خویش ست گفتارش  
 پندار که شمع شب تنهائی خویشم  
 رنگ شوائی خون گرم تا پریدن و هم  
 فر صتم با و کزین پس همه خود را باشم  
 ورنه بر عهده من نیست که رسوا باشم  
 گم شوم در خود و در نفس تو پیدا باشم  
 از تو آخر بچه هب شکلیا باشم  
 حساب فتنه زایام باز میجو اشم  
 زبان کوه و دست دراز میجو اشم  
 ز نقش یابی تو اش سر فراز میجو اشم  
 بشکوه تو زبان را مجاز میجو اشم  
 تو قعی عجبی ز آه آتشین دارم  
 خطا نموده ام و چشم آفرین دارم  
 قضا بگردش رطل گران بگردانیم  
 گهی بوس زبان درو بان بگردانیم  
 بشوخی که رخ اختران بگردانیم  
 مرا و را از چه دشوار است گنبدین در انجم  
 که خواهد شد بدوق وعده دیگر فراموشم  
 صراحی برکت و گل در کنار میتوان کشتن

بجز مرزبان که درستی بی پایان برده ام عمری  
 آغافانهای یارم زنده دار و زنده پیش  
 چنانچه چون نمی گزین که گزشتن بپوش با  
 بیار خاک من که خود گل افشانی روان بود  
 سنت معزور دارم لیکن بنامه بان آخر  
 قمر جام سخن گونی غالب بتو گویم  
 رشک بنغم چیست نه شهد بوس است این  
 اسیرانه بگرد در شکن دام نیفشان  
 تقوی اثر چند لبم و گزشتش  
 لب بر لب و لب ز لبم و جان بسیارم  
 بل ز لبم و لبم و لبم و لبم و لبم  
 تو جمع باش که ما را درین پریشانی  
 سر از حجاب تعین اگر بر دانی آید  
 اگر بقدر وفا میانی جناحیت است  
 چه مرزوسی و چه مرزوسی و سکون خواب  
 لب و دهنم ز شکوه ز خود فارغم شمر  
 نازم و داغ نازندانی ز سادگی است  
 رنج قضاست بهت آسان گذار ما  
 ای مرگ مر حباب چه گرانمایه و لبه  
 غالب سپاس گونی که نازد زبان  
 قیامه بیکایه لبان می تال و دلی می تال

بکوی میفروشان و خمارم میتوان کشتن  
 بجز مرگ که یاری اختیارم میتوان کشتن  
 بزوق مرده بوس و گزشتن میتوان کشتن  
 بهاد و استی شع مزارم میتوان کشتن  
 برین جان و دلی امیدوارم میتوان کشتن  
 خنجر بکمر است از گزشتن کشتن  
 تلخا به سر جوش که از نفس است این  
 سرمایه آرایش چاک قفس است این  
 نازم می بپیش چه باز و دست این  
 ترکیب کی کردن صد نامت است این  
 ستم بجان کج آندیش میتوان کردن  
 شکایتی است که باخوش میتوان کردن  
 چه جلو پاک بهر کیش میتوان کردن  
 برگ من که ازین بشی میتوان کردن  
 ز بوسه پا بدرت ریشی میتوان کردن  
 انشاست قد پش پنهان شاستن  
 کشتن بطلسم و کشته احسان شاستن  
 قمر خد است خاطر شکل سپند تو  
 چشم باز تو دور گویان سپند تو  
 نی ایتم به شکوه کشتن مرزبان  
 خدایا از کار غالب مرزبان

شکست صد دل از گنجش پدید آید بدل شست جهانی که داشتی دایست دروغ رست نمائی که داشتی دایستی خرد و فریب ادائی که داشتی دایستی ادائی لغزش پائی که داشتی دایستی حدیث روز جزائی که داشتی دایستی ترا چه پاک خدائی که داشتی دایستی رفت آنکه عزم خلق و نه شاد و کر و ست جز تیر تو کس جان سلامت نبرد	جنون الفت بچو خودی دار و تماشا کن لب لب چه خیز و از انگیز و عدا بنی و فنا تو کی ز جور پشیمان شدی چه میگوئی عتاب مبر تو از همه شناختن نتوان خراب باد و دو عقیده سرت گرم بگردگار مگر ویدی و همان بغسوس جهانیان ز تو بگشته اند گریه غالب غالب هوای کعبه بسر جا گرفته است از سینه من که است از مومن است
--	---

## رباعی

آن مرد که زن گرفت و انا نبود از غصه قرآنش جانان بود و از و بجهان خانه وزن نیست و نازم بخدا چه انا نبود	رباعی
---	-------

## رباعی

ای آنکه براه کعبه رومی داری زینگو نه که تنه میخوامی داعم نازم که گزیده آرزوی داری در خانه زن ستیزه خونی داری	رباعی
---	-------

## رباعی

بازی خور روزگار بودم همیشه بازی بفسر بودم همیشه از سخت امید و از بدم همیشه بی وعد و از مخطا بودم همیشه	رباعی
---	-------

## رباعی

تا چند بنگار سلامت باشه کشتی که باشد شرب غمرا خری تا چند شکاش آقا ست باشه حیف ست که منکر قیامت باشی	رباعی
--	-------

غنیمت محمد اکرم پنجابی مفتی زاد و قصه کجاء از تعلقات گجرات شاه و ولا بود و در عهد عالمگیر  
پادشاه بنده تواب کرم خان بصری بر و صیاد آهوان مباحی تاز و دوام گستر معانی بی انداز  
نیز یک عشق شنوی او شهرت و قبول تام دارد و در حقیقت عبارت و نزاکت اشارت فایق بر  
شعریات شعراء نامدار است ترکیب و نشینش بچون مرغ خاطر نازک خیالان است و تهنیت بگفتش  
عزیز و لهامی آشفته حالان سرخوش در تذکره خود چه حرف خوش گفته که غنیمت از خاکیان  
هنر غنیمت است در او اخلاص عادی عشر نقد صیاقش غنیمت دست اجل گردید و یوانی هم چو  
انشا و شنوی دار داین چند بیت از این است

نگردد قطع هرگز جاده عشق از ویدنھا	کرمی بالذخو داین راه چون تالک زبر نینھا
بیا و داغهای کند دل دار و تماشا	بود طاموس اسیر حین گریشته دیدنھا
و چشم پر زور و طاقت زیر پرست قناده	بچو صبح از خود بکایین شکست افناده
طاقت برخاستن چون گردنما کم ننماد	خلق میداند که میخور دست سست افناده
کرده امد از مهر لب نقد بیانس در گره	بسته ام چون غنچه سوسن بانھا در گره
ز خلق آزرده گشتم دیدنش و خویش حاصل شد	غبار خاطر آخر تو تیا می دیده دل شد
جنونم کرده گل از گردن چشم دلا امی	بچو گل نمی ماند علایم چوب بادامی
گهی بصلع و اید گه بشکلیک	مگر ز چشم بیا مونت این دور لیلیک
درین بساط بودی سبب حریفان را	بسان مهره شطرنج خانه جنگلیک
باین شنوی ندیدم رنگا شکست چ مخوفی	تو در دل بودی ظالم بانا کرده خوئی
توسل بی ادبم افتد آرد و هجوم پ	که لب لعل ترا فرصت دشنام نداد
نظر بروی که شد آشنا که میگردد	بگر و خویش چو گرداب دیده ترا پاد
از بکناز است و دلربائی او	گل شیشه شکسته بود زیر پاس او
مستم از آن نگاه که آید بر و حشر	بوی شراب از دهن او خواہ او

تورفتی و نمک خوان دیگران شده      کباب دل شد ازین میزبان نواز یها  
 آرزو خیال من شده لبر زین جلوه اش      هر جا که سر سجده نهم نقش پای اوست  
 یار آمد آن زمان بر سر که در تن جان نماند      بخت شد میدار هنگامیکه مار خواب برد

### حرف الف

فردوسی از دبا قین طوس بود دباغبانی فردوس نام باغ ساخته عمید و الی طوس میکرد  
 لهذا فردوسی قلنس گرفت اقدم فصحا و اول رسل ثنائیه شعر است فعل استادان این فن و  
 ضدید مایران سخن بود با مرسلطان محمود و غزنوی شاهنامه نظم کرد چون سلطان بود برضض  
 و رسله او کوتاهی کرد و بی بگو سلطان نمود و گفت

دوختی که تلخ است او را سرشت      گرش در نشانی بی باغ بهشت  
 وراز جوئی غلدش بهنگام آب      بدینچ انگبین ریزی و شمد ناب  
 سرانجام گوهر بکار آورد      همان میوه تلخ بار آورد  
 گویم انگبین و شمد کیست پس اصله باشد قهرش و طوس است و وفاتش در شمد  
 پاشانزده و چهار صد هجری است نظامی گنجوی خود را بکنده اومی پسندد و زلالی خود را نظام  
 میگید و نمک نیست که زبان گبران را خوبتر می شناخت و بدینج حوسیان چنانکه باید بر خست

### بنظم باقیل

دش گبر و جان گبر و گبر زبان      ز گبران بگیری زبان قصه خوان  
 همه صادق الف گفته که فردوسی این بیت بی مثل نوشته است  
 بدنبال پیش کیه خال بود      که چشم خوشش هم بدنبال بود  
 بهم بست مور البصیح و ناب      گره داد شب را پس آفتاب  
 بیابگویی که پرویز از زمانچه خورد      بر و بر سر که کسری ز روزگار چو برد  
 گراو گرفت حاکم بد گبران بگذشت      و برین نهاد خزان بد گبران بسپرد

فردوسی

## رباعی

دوش از سلف بنده پروردن خویش  
بنمود طریق مردمی گردن خویش  
جرم همه عفو کرد و دستم گرفت  
خندان خندان قلندر گردن خویش

## رباعی

تا چند نمی بود خود خسته و دور  
تا جمیع کنی سیم سفید ز زر زرد  
زان پیش که گردد نفس گرم تو سرد  
بادوست بخور که دشمنست خواهد مرد  
فرخی سیستانی رستم سیستان سخن است  
در عرب است مداح ناصر الدین چغانی  
دل حاکم بلخ بود در جایزه قصیده چهل و دو  
داسپ بخشید

## این بیت از ان قصیده است

چون تو از بهر تماشای بر زمین بگذری  
هر گویا هی زان زمین گردد زبان قنار  
تپس برگاه سلطان محمود پیوست و جابهی عظیم یافت  
پیوسته لبست غلام باکرهای زرین  
عقب او سوار میشوند

قطر القشیری صاحب فطرت بود و بلند فکر و در جایزه این دوبیت از اکبر پادشاه

## دوازده هزار و سیصد و پنجاه بیت است

قسمت نگر که در خور هر چه هی عطاست  
آیینی باسکند رو با اکبر آفتاب  
او کرد گر ساینه خود ز آیین  
این میکند شاه به حق در آفتاب  
و نزد صاحب صبح صادق این هر دو بیت از منظر هی است لیکن روایت نخستین قوی تر است  
فروغی از روشن ضمیران خطه کشمیر و عند لیبان این گلشن جنت نظیر است و صفت شاه جهان  
و باغ حیات بخش شغوی دارد از وی می آید

گردت آرزو کند آن گهر یگان را  
رقص کنان باب ده بچو حساب خانه را  
لا اله الا الله با چمن دل صاف نیست  
مادل یاران عالم دیده ایم

ایک در رفتن مشتاق تیر دار و عمر تو چون گمان بهر که غیازی نقش خا را  
 فارغی سید شیرازی برادر شافع السدیکر تبه بند وستان آمد در جفر و اعداد صاحب  
 میزیت و منظور نظر بر مخان گردید و آخر سده اکبری لازم گرفت آروست  
 در جبر سافتم بحیات خود ای اجل نتوان در انتظار تو هم پیش ازین شست  
 سر سنگ کن برای تو ام دشمنان زنند گرد آورم و تجدد بر دوستان برم  
 فقهی شیرس الدین کرمانی در علوم ریاضی و شکاری عالی داشته و در عهد سلطان محمد نصیر  
 صدارت رسیده این رباعی وقت رحلت گفته رباعی

خواهم ازین جهان فانی رفتن در زیر کعبه بنا تو اسب زخمتن  
 در گوش زمین ز حیوانی خاک حرفی بزبان بی زبانی گفتن  
 فقهی کاشی کپاس فروش بود و در شاعری مشارالیه بزیارت عتبات عالیات معروفی گفته  
 آروست

قانع بخجالی شدم از دیدن رویت بی منت پامیگزدم از سر کویت  
 فقهی طهرانی سفر کرده و جهان دیده و بهند وستان آمده و بولایت رفته طبع نظمی داشت از بهشت  
 دل را با احتمال پیشش هم قرار هر چند این محال میسر نمی شود  
 فقهی سمرقندی خوش طبع بود و بهند آمده و بولایت برگشته آروست  
 تا خاصیت باو به بن بهر معان گفت از توبه ایشان بچنانم که توان گفت  
 ز سومی عنبرین چون برنش پیرانی ویم لباس کعبه اش پندشتم بر خوش چیدیم  
 قانع ملاحظه نصیر سهری مور فیض و امیب و شاگرد رشید میرزا صاحب شخت در دیار  
 جزو کشی خود فی الجمله تحصیل مقدمات علمی پرداخت لطواری عیبه داشت و در مجلس آراخی فرو  
 میزیست از باران ملی حزین بود و نو و سال عمر یافت در ایام محاصره اصفهان در زندان  
 باطل شدی در گذشت این چند گمرازان طبع اوست

قانعی

نابغی

نابغی

نابغی

نابغی

نابغی

گردون در کینه میزند چو رنگی  
 جانان غم دل نیخورد و طو نگر  
 مطرب حرفی نیز ندحال بزمین  
 ساقی قدحی ننید بد دور نگر  
 شور بلبل میدیدم که سستی پیشه کن  
 عکس گل در آب میگوید که می در شیشه کن  
 اوقات عمر بسکه بغفلت گذشته است  
 شرمندگی ز صورت دیوار می کشم  
 گذر از ماه را آخر تمنائی ضیا کردن  
 به پیش چون خودی سخت ست عرض خاکرود  
 تیفشام بروی بستر او گل از ان ترسم  
 که ساز دگر دوش رنگ گل از خواب بیدارش  
 باما بگوشی بچند روز نگار  
 مادید و ایم گردش چشم تو بار  
 آن فرصتی نبود که خاری ز پا کشم  
 در پای من ز گرم روی سوخت خاک  
 مشاطه سرم میکشد آن چشم مست را  
 تا بیشتر سیاه کند روزگار من  
 عشم سرم بسر سید و بسویم گذر نکرد  
 شد موحم خزان و نسیا بهار من  
 نظر کن از شکاف سینه تا داغ جگر بین  
 تو ان از رخنه دیوار کرون سیر غم من  
 گر شب دوش بطول از غم آغوش گذشت  
 لیک زلف پیش آمد و از دوش گذشت  
 نه بهین شمع بسر که کف خاکستر  
 شب هم از ماتم پروانه سیه دوش گذشت  
 قاش برگ گل و آن حذار آل کیست  
 ز هر چه جلوه کند من را مال کیست  
 من تازه ام چه منت احسان کس کشم  
 پامیم اگر ز پیش رو و باز پس کشم  
 فریخته قزوینی بکس عطاری قیام داشته و عطر سخن از گلبن فکر چنین بچکانید  
 در فراقت زان نمی میرم که ناید بر لب  
 کان تنم نادیده روزی چند با هم رفت  
 فصل عیجان ایران راست در صخره سیر دیوان صوبه لاهور بود و در عهد محمد شاه  
 منصب چهارمندی داشت در تاریخ قدوم آصفیاء بدلی گفته شد  
 صد شکر که ذات دین پناهی آمد  
 رونق ده ملک بادشاهی آمد  
 تاریخ رسیدنش بگو ششم هاتفت  
 گفت آیت رحمت الهی آمد

در  
 در



فسونی یزدی سیدی قصه خوان بود طبعش بشعر مناسب افتاده در سلک ملازمان اکبر پادشاه  
انتظام داشت این شعرا در دست ۵

کرد تعظیم فسونی بفریب دیگران ۴ ورنه آن بی سحر و پالاق تعظیم نبود  
گشته غمزه جانان نهند چشم بهم دم آخر شد و حیران بر رخ قاتل خویش  
مردم از غم سخن از رفتن خود چند گشته این نه حرفی است که گوی و شکر خند کنی  
بعد از هزار و صده که یکبار رو نمود آن هم ز بیم غیر زمانی نبود و رفت  
فسونی محمود بیگ شاعر فسون طراز خط شیراز است اما در تبریز نشو و نمایافته و از ملازمان  
شاه عباس ماضی بوده و بهند آمده در سلک ملازمان اکبری مندرج گردیده بعد در ملازمت  
شاهزاده پرویز بن جهانگیر شاه در بلده الہ آباد در خط جادو بادید عدم در نور حیدر و یونش  
متداول است ۵

خواب راحت شد از آن دیده که در دست رفت آسایش از آن دل که طعیدین دست  
دل از گرمی خوابان و گرمی بند غنچه را که بزد و غمش یکسانند  
فیضی اکبر آبادی طوطی چند سخن گسری است و ملک الشعراء درگاه اکبری در طبقه اساطین  
تیموریه اول یکبار باین خطاب تحصیل سیاهات نمود غزالی ششدهی است که از پیشگاه اکبر باین خطاب  
نامور گردید و بعد رسیدن آواز صحرائی فنا بر غزار بقا شیخ فیضی باین لقب بلند آواز گشت  
و در عهد جهانگیر طالب آملی و در زمان شاه جهان ابو طالب کلیم همدانی باین خطاب سکوت افغان خیز  
آفاق زدند فیضی ملک قتی و ظووری را و دیده صحبت هم گیر افتاد و شیخ عبدالقادر بدایونی  
در منتخب التواریخ بذکر شعراء ترجمه و مفصل نوشته و مسمی بد گفته و حق بجانب دست تاریخ و قاتل  
خالد فی التاریخ الامیرزا صاحب و راجع بنی یاد کرده و گفته

این آن غزل که فیضی شیرین کلام گفت در دیده ام غلیده و در دل نشسته  
کتاب نادمین چهار هزار و دو بیت است هر بیتش طعنه بر بیت ابروی خوابان میزند و هر

شعر او رونق بازار گلر خان می شکند و جرم گوید ۵  
 فنکر تو بدل خیال بگذاخت      اوج تو ز مرغ بال بگذاخت  
 وانا که سخن بکنه او بست      بر کنگر شعله تار مو بست  
 این مرحله گر چه دلنشین است      هشدار که بادش آتشین است

### و وقت گوید ۵

آن مرکز دور بخت جدول      گرداب نشین موج اول  
 خاکی و براج عرش منزل      امی و کتاب خانه در دل  
 دیوانش بی مزه اما متضمن اصناف شعر است و در صین تحریر این جریده حاضر چند بیت از غزلیات او فر گرفته شده

نماند گریه شب وصل مقیران را	سهیل طلعت آن ماه بر دباران را
خبر برید شب عید پیر مصطفی را	که راست می کنم آتش قصوری شب را
باقا متش سری است من تیره بخت را	نماند بیهوشی که پرستد درخت را
نماند سینه ام ز لطف اضطراب سوخت	در دل شکیب خون شد و در دیده خواب شد
فیضی کجا قطع نظر از بتان هست	از کافر آفتاب پرستی نمیرود و دشت
اگر سری نکشم سوئی بخود می چکنم	مرا ز همدی خود دلال میگیرد
مشکان بسپوش چون قدم از دیده میکنی	هر دان ره برهنه نباشد پای را
آنچه بغضی نظر دوست کرد	مشکل اگر دشمن جانی کند

### رباعی

بر ما چه زبان اگر صفا اعداد زد	مشتی خاشاک لطمه بر دیا زد
ما تیغ برهنه ایم در دست قضا	شد کشته کیکه خویش را بر ما زد
رحیمه خون جگر از چشم ما	کل انا دیر شرح بها زد

قسری تمام داده ام آن ماه پاره را  
 سهر و سودای تو گنجدشت دل دین مارا  
 آزرده دلان در غم اسپد نمانند  
 خالی نکنیم ساغر از می  
 دلم از داغ تازه می سوزد  
 قیضی از آسمان منال که او  
 مشکل که سیل دیده بگردش در آورد  
 کعبه را ویران کن ای عشق کاغذ بکف  
 ای عشق رخصت است که از دروش آسمان  
 تاج پند دل بشوید خوبان گر کنم  
 گریه این چنین شود چشم تو بر بلباک ما  
 در بهوش شکر لبی فیضی خسته داد جان  
 خال مناکشته آن نرگس ستانه را  
 گردانی فتد بر لذت یکتای را  
 هست هر فردی از ریگ روان مجنون  
 فیضی احسن ازین عشق که دوران امروز  
 کدام ساقی بدست گرم خون ریخته است  
 امشب و دایه یار ز گرم علامت است  
 دل بخوی تو گرفتار و تو بی پروا است  
 دل خوبان شمع مائل است  
 دل من در کف طفلی است که از بیخبر است

مه کرده ام جز در تو جبهه ستاره را  
 عشق و زودی است که با خانه برو کار را  
 مرغان بهشتی نشناخته قفس را  
 در غمب ما خلا محال است  
 باز در خانه آتش افتاده است  
 از تو آشفته روزگار تر است  
 طوفان فح می طلبد آسیای ما  
 که گهی پس ماندگان عشق منزل میکنند  
 بر دوش خود دهنم علم کبریاست تو  
 این دل بسوزم و دل دیگر ز نو کنم  
 از پس مرگ عاشقان سر مه کنند خاک ما  
 روح قدس بهین که شد واسطه بلباک ما  
 کس نیندازد به پیش مرغ بسط دانه را  
 بدو عالم ندی گوشت تنهایی را  
 که ز سر کرده دستم بادیه چایی را  
 گرم دار و ز تو همگامه رسوائی را  
 که بوخی می بد ما غم ز بوی خون کم نیست  
 شام و دل نیست که صبح قیامت است  
 از کبابم خبری گیر که آتش تیز است  
 سنگ آهن را با مگر دل تست  
 بلبش مرده بکنج قفسی افتاده است

خاک هستی همه بر باد فنا رفت ببین  
 قربان آن تغافل آن پرستم که دوش  
 یارب زیل میکند طوفان رسیده باد  
 خاک بیزان ره فقر بجای نروند  
 و کمر بکشد آن ترک پری روزه بود  
 می نشینم پهلویش در بزم کز مستی مگر  
 چون وصل بتان قسمت عشاق نمودند  
 وصلت چو عمر رفته میسر نمی شود  
 نعمت مباد چه می پرسی از حکایت من  
 شربت ذوق بران مردم بید و حرام  
 و اما آن فتنه بر زده از بهر قتل من  
 تو باد و باد اگران خور که بر لب هوسم  
 رویت افروخت از همت اب امرو  
 شدیم خاک ولیکن ز بوی تربت ما

فغانی شیرازی طراح طرز تازه بیانی و معاصر طاجامی است مجذوب و صاحب حال بود  
 و شعر او نزد مولوی درجه قبول و استحسان یافت هر چند موسان گیمیا طلب است نقد عمر گرامی  
 بآزار تلاش صرف کرد خوشی و غمی و شتایی و کناسج و شغالی مشتتج طرز او نیند و نیز صاحب  
 اندک آن شیوه را تغییر داده اجتهاد بطرز خاص نمود شهر بیابا فغانی است و امیر کشور خندان  
 بتقریب سلطان یعقوب تبریزی مخصوص بود بعد فوتش بجای او رود رفت و در شرب غمر  
 طبعی پیدا کرده و در پایان عمر بشهد مقدس شافیه موفق بود و انا بیت شد و در ۲۵  
 غنان سفر ملک جادیه یافت آزوی می آید

تبریز حشر فغانی ز بازرس مترس  
 آتش سحر سمری کاغذ تو تیا شود  
 غایت و تنگی ریست آنکه چو طالع حرم  
 دیوانه ترا بوس عشق باغ نیست  
 بر ما چگونگی سالیه مهر افکند با  
 من عاشقم مراست پریشانی دستم  
 زین انجمن فغانی دیوانه چون رود  
 خوبی بین که شمه و ناز و خرام نیست  
 شب سست ماهمه جوای می باغ نجاست  
 بستر افتم و مردن کنم بهانه خویش  
 مقصود صحبت سست ز گل و رنه بوئی گل  
 چه باشد عاشقی خود را بهنما مبتلا کردن  
 زگره در راه خوبان میفشاند و من تقوی  
 فغانی کترین با نیست و عشق نکور و یاب  
 فکر می سید محمد جاسد بافت از خطا سادات شهید قدس است بهمند آمده و شوق نظر رباعی  
 داشته تا آنکه بمیر رباعی شهرت یافته و در دست به عالم باقی شتافته از وی می آید رباعی  
 آتشوخ که جادو در دل ناشار گرفت  
 آتش بهمان زدن ز آتم آفت  
 مانند زمانه خوبه بیدار گرفت  
 خون ریختن از چشم ترم یاد گرفت

### رباعی

در رفتن و ماندن اعتباری نبود  
 بر خاطر ماندگان غباری نبود

چون گردش چرخ را مداری نبود  
 خواهم که چنان روم که از رفتن نبود

## رباعی

تا کی بگرم ز غصه خون خواهد شد روز و شبم اندوه فرون خواهند

روزم بخمال اینکه تا شب چه شود شب در غم آنکه روز چون خواهد شد

فائق نامش اینها بوده از خوشگوییان خط صفایان است منه

تا خیال لب او شمع شب تا مرگ است خواب شیرین نمک دیدم بیدار است

فصیح اکبر آبادی میرزا در الزمان نام داشته و از مردم مست از بوده از دست

عمر بگذشت و نیا سود دل ز ناله می کاروان رفته همان بانگ درامی آید

شماره میدن خط صید و شنی چشش بدم سبز توان کرد صید آهورا

فصیحی تبریزی عاشق پیشه بود و بلوغم ز میهن سابق داشته از وی می آید

از سوز محبت چه خبر ابله هوس را این آتش عشق است نسوز دهم کس را

کرم بدایع عاشقی او دل نشان ترا کز من چو گم شوی بشناسم آن ترا

بقدر طاقت خود هر دلی غمی دارد دل من است که اندوه عالمی دارد

فیضان آقا ابراهیم شاه جهان آبادی شاگرد سالک شمیمی است استعداد و لائق طبع

فائق داشت و در فن موسیقی مهارت رائق در دستگاه آهنگ مقام اصلی نمود ساز فاخته چنین

نوامید هر

شد چاک بک سینه ز زخم همس مرا هر بافتا و سایه من شد قفس مرا

نصیب گریه و چون صدف رزق از بارید چو قنبر نیست روزی از دهن چو آب بارید

فوجی میرزا محمد تقی هاشم از خط شیراز است چون همواره نوکری سپاه گری میکرد و فوجی

تخلص قرار داد و فکری در کمال عقلی داشت مداح و ندیم مجلس خان زمان بهادر بود در اواخر

شباب شوق زیارت حرمین شریفین داشت و نگار گشته رخصت گرفت و بعد تا دیوید و عمره بوطن

رفت مدتی قلیل درین دار بود و تقیم نامده مسافر ملک بقاشد از تلخ فکر است

بی وصف تو ای سلسله پیوند بیا نهاد  
 در وادی شوق تو نیا بجم و لیلی  
 یوسف صفقان در صف بازار نکوی  
 آینه کار بقل از تو نشان می طلبیدند  
 طاق ابروی جی افکنده از طاقی لم  
 جای اسنی و نشین بر ساحل این بحر نیست  
 پر تو خورشید برقی خرمین کیفیت است  
 صدا قدل در زمانه توانی زندگانی میکند  
 بر بنی تا بد گل این بوستان رنگ بوس  
 با خود حکایت از لب خاموش میکنم  
 عمر سیت مست مشغوم و اوقات خویش را  
 فوجی چو خاک رنگد از پا افتاده ام  
 خجست و چین مست ز بوی گل صد برگ  
 داغ بگرم تازه ز جام می زردست  
 آگاه نباشد ز شکست مستی من  
 دارد سر پشمی خورشید جالالت  
 فطرت میر عز از سادات موسوی و از منصب اران عده عالمگیر بادشاه بود مدتی مدت  
 دیوانی صوبه بهار داشت تا آنکه در سنه ۱۱۸۰ قمری درگذشت و در آنجا که بود  
 هم تخلص میکنند این ایات از وی است ۵

خط جام مخمر کردم آخر پارسائی را  
 نقاب از چهره بردار و زحمت ساز خاشوتم  
 ز آبر موج می شیرازه بستم چند قنوی را  
 چراغ خلوت آینه کن شفا و طوطی را

خون چشم از دل صد باره آن خود که محبت  
جلوه کردی که افتاد آفتاب ز طاق چرخ  
ظاهر را چه داری در قفس کین ناتوان  
یافت فطرت از گناه و حلالت کام جان  
راز گرفتارش شد از ساده و لیبا چه عجب  
همه جای یک روانست زاده و شد رنگ  
در شبستان از دل شمع یکی بیش نبود  
در سرم شوق تو افتاد چو بابل بقبض  
نیغ بستند بگوهر سخن فطرت را  
جز تر یک عشق با تو تنگوار و چاره نیست  
موسوی اگر خوشتن را می کشی وقت مست و  
تیغ مرگان بکفت ز گس مستانه گذشت  
نه تو تنگدست چشمی نه من از نظاره غفلت  
نگاه حسرت شب بزرگان آشنا کردم

فرید شیخ خریزید الدین مسعود گنج شکر از اولیاء کبار و اتقیای ابرار و صوفیۀ نامدار بود و مادرش  
ذخیره و بیۀ الدین نجندی است این ابیات را حسین دوست در تذکره خود بنام وی ایراد کرده  
دوشینه شبنم جز نیم گرفت رباعی و اندیشه یار ناز نیم گرفت  
گفتم بسره و دیده دوم بر در او اشکم پدید و استیم گرفت

## رباعی

شب نیست که خون دل غناک بخت  
یک شربت آب خوش بخوردم همه عمر  
روزی که آبروی من پاک بخت  
تا یار ز راه دیده بر خاک بخت





شب که بی روی تو دل جز گریه ساز می نهد  
نال چون مرغی در آب افتاده پروازی نهد  
و آن که هر شام از بهوسه تازه سامان شود  
چون سرای رهروان هر صبح ویران می شود  
بآس و سامان چنین بی اعتبارم کرده اند  
چون امام سجد بیرون از شمارم کرده اند  
فانقص میر شرف الدین حسین از مردم سهند بود و بخوار چندی در سلک نصبداران عالمگیر

فائز بوده از دست

حسرت نگه نکرده چشم سیاه کیست  
شور چون صدای شکست کلاه کیست

رباعی

امی در پی مال و جاهه گشته مدام  
طبع تو ز من کز پیش و کم تیر چو شام  
رمز نیست لطیف بشنو و خوشدل بشما  
بیش از قسمت مخواه پیش از هنگام  
فخر قتی ابو تراب بیگ مولدش جوشقان و منشاش کاشان ست از قافیه سخنان عتبه شاه  
عباس ماضی بود و گوئی سخن از بهرستانان می ربود و ارتحال او در سلک اتفاق افتاد  
گلکش چنین شرمی افشاند

مجنون ترا عا از عرمانی تن نیست  
پروانه پر سوخته محتاج کفن نیست  
چه شد اگر مرده هم جسم غنی توانم زد  
که لب بلب نرسیده است بیج در یار  
چو باد و می که از بهر فنون لبا بکنند  
بافسوغم زنده چشمم بهم هر خطه شرکاز  
سیاه مخفی ازین بیشتر نمی باشد  
که مجلس و گران روشن از چرخ نیست  
زیبایی بی شبی شب گرد کویت تا سحر گشتم  
سحر که چون دعای بی اثر تو میدگر شتم  
فارسی شریف نام داشت در حسن خط و تصویر بی نظیر بود طبع پسندیده دارد و صاحب

دیوان ست این چند بیت از دست

مرا بناله در آرد شب روان غمت  
که از اشعار آن نور طی راه کنند  
شریر ناله بغربال ادب می بیزم  
که بگوش تو میاوار رسد آواز درشت

زین عشق بگوین صلح کل کردیم  
دل اگر بر چند ایامش برسان  
بوی جبران که بخون و لم آیت بود  
قیمت هر جنس پرسی فحلت از کالایی  
ماد دوست را بحالت دیگر شناختیم  
توفیق در طریقت مایه مر نیست

## رباعی

عشقی دارم که دین ایمان نیست  
گر عشق حب اشو و زمین می برد  
در دی دارم که میر سامان نیست  
کوی که شریف فارسی جان نیست  
جنس کسا و شکر انج از ان بلند شد

فراری گیلانی ولد طاعید الرزاق است  
و بصفت فقر و انکسار تصف صاحب دیوان است  
که میل خاطر سیلی لبوی مجنون است  
لقه آتش ارگم بخت سیه گلیم را  
روشن شدم ز آتش عشقت لبان شمع  
از استاد و هجران شادم که میتوان کرد  
بیگانه و اربابی آغاز آشنائی

فضلی شاگرد شغائی است از سرکار امام قلیخان  
خونابه فرستند بهم چشم و دل من  
چون کاسه که به سایه به سایه فرستد  
تا در لباس نامه به بنیم جمال دوست  
فردی تبریزی این شعر از وی یادگار است

قاصد بنام من غم خود گفته پیش او  
من شادمان که در دلم راشنیه هست  
فغفور میر محمد حسین لاجبی در فن طبابت و شعر و خوشنویسی ممتاز زمان بود شاه شورش  
و سر نقش طرازان قلم و کتابت است در آخر ایام زندگانی ملازم شاهزاد فیه و وزیر

نای

نای

نای

نای

جهانگیر پادشاه شد و اشعار خود را بهجت اوستخ ساخت و در بلده آباد شدند چینی حیاش  
 بر سنگ فنا خورد دیوانش قریب چهار هزار بیت بوده است نقاشی فکرش این صنایع و نیز می کشید  
 فلک اشب بکام رن در و آشام میگرد  
 در عشق چو سبب التبیح شماران  
 عس کو خواب راحت کج میشت جام میگرد  
 صد عقده به پیش آمد و از آنجا که  
 این نه دستار پریشانست که از سر بندند  
 آینه کاش در گرد و تو تیا کنند  
 سر مرگان تو از طرث کله میگرد  
 که بی نمک نه سرشتند خاک آدم را  
 بدام شعله کشد و اندک شعله را  
 در اولین قدم راه آتشف را  
 گرفته حسرت آغوش در کنار را  
 جزین نهال زوید ز جویبار را  
 نگارم در پس پرگان نشیند  
 و ششم تلخ را هرگز گرو از کافکش

دل تنگ از سر شک و دلتجو می کشاید  
 خبیال قد تو دانه چشم تر دایم  
 فتنی ازستانی فاتح ابواب خیال بندی است و حجت شایسته آن بیخه کلید  
 میز اصحاب سخن و راغبین میکند و میفرماید  
 این جواب آن غزل مایه فتنی گفت  
 و فاش در شنیده واقع شد گوهر سخن چنین در سلک نظم میکشد  
 هزار کلمت من گفت چشم غمازش  
 چو سر سر خورده که بیرون نیاید آوازش  
 بدیده اشک شود و زخمون دل مارا  
 ستاره شمع شود در هر روان دریارا  
 خون صبا که شبنمی باز بوستان است  
 در گران ملاکت باغبان است

می آید از حدیث تو بوی خسیار و ناز  
 گویی زبان بلبل و گل در دهان تست  
 فصیحی از اعیان سادات بهرات و آینه نقش پذیر حسن صفات بود خواننده افسون فصاحت  
 نوازنده قانون بلاغت عیسوی نفسیست مجرّف و نقاد جواهر سربازا بن تمیز با جلال سیگورید  
 آنما که مست فیض بهارند چون اسیر  
 نه جرم از حبم فصیحی کشیده اند  
 چون مایه لوانی شاه عباس یافنی و استند سواد افروز بهرات گردی فصیحی باریاب ملاوت  
 گشت صحبت او دلش شاه افکار و شاه او در هر طهر ارق نجم و مازندران بر دیو انش  
 خوش محاوره است اما مضمون تازه بندرت دارد این چند بیت نخبه طبع رسائی او است  
 ز بوی در دستان زلفت یار شدم  
 نه صید دوست که صید دل نگار شدم  
 امشب بارشعل آهیم جلگه غم میبویخت  
 بر من و زندگی من دلان هم نبویخت  
 جبهه به عشق بزمیست میان من و یار  
 که اگر من سرورم او بطلب است آید  
 و سی قاصد یار آمد و مفرگان تری شست  
 و زیار میر بهر باکم خسبیری داشت  
 نقش پائی بس که کوی تو دیدم مردم  
 که چراغ غیر من انقب دگر نمی آید  
 زمریست خط و دست که چون بخت نگر  
 آب سینه با چشمه خورشید بر آید  
 کبی که ناز کی با رستم نگر نمی تابید  
 زخون خطم که امروزش بر شام آشنا کردم  
 رتبه حسن بلند است چه حاجت بقاب  
 جز آریا رستم خوب ده ام که نام ترا  
 بهر سنج گاهی که مرغان هم کیشان دیم  
 رتبه حسن بلند است چه حاجت بقاب  
 ماز هر قاصد قدم می نه شد ناب  
 خورشیدم که ناز و زبانشم بریدند  
 تو بهار را بشنیم گل عیشم مضرب  
 فخر و ستی که ما را بود صدف جام شد  
 که من این نال زار از دل خرم دارم  
 گر خدا روزی کند دست دگر بر منم

خاک آن کوئی فصیحی ز جبین بر نچو مکن از مه و مهر بیا موز جبین سالی را  
 فرج المدا شوستری تازه دماغ نشسته ز دوسری و انجمن افروز سخن غلی و فارسی ست  
 در سلاطه العصر احوال او را بطریق نوشته و میرزا صاحب مکر را و در مقاطع یاد کرده  
 از آنجمله این است

همین ز خاک فرج کا مغان نشد صاحب که فیض هم بظهوری ازین جناب رسید  
 از وطن با لوف بسیر ممالک و کن خرامید و نزه قطب شاه والی حیدر آبا و منزلت و ثروت  
 تمام بهر سانید پر ز ادان سخن چنین تغیر میکند

مغان که دانه انگور آب می سازند ستاره میشکند آفتاب می سازند  
 در هوای باده گل رنگ بیتا بیم ما پد سالما شد که هوا داران این آبیم ما  
 آذر به بیابانگ هرزه درایان فیروم کی مید بد فریب صدائی جیس مرا  
 گریز سپهریم عجب نیست که دریا و ریز جباب ست و فزون تر ز جباب  
 همیشه میخورم از خود شکست پذیری که نیمه زدلم شیشه نیمه سنگ ست  
 فیاض ملا عبد الرزاق لاجبی الاصل قی الوطن صاحب کتاب گوهر مراد شاگرد حکیم  
 صدرای شیرازی ست و در عقلیات و نقلیات و تنگای عالی بهر سانده و جلواندیش را  
 بنمت سخن طرازی نیز عطف ساخته و یونش محتوی بر قصاید و قطعات و غزلیات و  
 ساقی نامه و دیگر نفع شعر قریب سه چهار هزار بیت بنظر رسیده باده شمش چنین رنگ  
 میدهد

سوئی زلفش میکشد آشفته سامانی مرا میکند تکلیف هندستان پریشانی مرا  
 کز آدماغ که از کوئی یار چسبند نشسته ایم که از ما غبار چسبند  
 آتش دیده دل از حرف مهربانی تو چو شمع تا بکی این گرمی زبانه تو  
 سنگ بالین کن و آنکه مژده خواب بینم تابدانی که چه در زیر سر مردان ست

تیراج گند را باغبان باین ترسد      که وقف مشهد بلبل گستان را  
 قتل همه کن حرام بر خویش      تا خون منت طلال باشد  
 قسمت ما زین چین باری تعلق بود پس      سر را نامزم که آزاد آمد و آزاد رفت  
 در باب این اشاره که شایان نامجو      نام بلند خود بجنگینی سپرد و اند  
 هر کس که ز جسم کاری ما را نظاره کرد      تا حشر دست و بازوی او را دعا کند  
 بیک زخم دیگر جان مرا و ضراب افکند      ننید انم چسان معذور و ارم قاتل خود  
 فطرت میر ابو تراب شمدی از ولایت خود      بهند خرامید و در حیدر آباد در تنه ایست  
 حیات در نوزید تربت او در دائره میر محمد من      استر آبادی است که گورستان را بنیاد  
 و مردم بسیاری از آن ولایت در آن بقعه خوابیده اند بر لوح مزارش کنه اند که این

رباعی لادم آذین نظم آور و رباعی

فطرت بتور روزگار نیرنگی کرد      لخواخت بمهر و خارج آهنگی کرد  
 آن سینه که عالمی در و میخسید      اکنون ز تر و دلفس تنگی کرد

فرصت از تو بچیمان شاه سلیمان صفوی مست آهش محمد بیگ این شعر از دست  
 صبح شد صبح که تا کام تننا بخشند      می باخته بگل گریه بمینا بخشند  
 چو قاصدم ز پیام تو بقرار گشت      طبعی نهم دل استاده را سو گشت  
 فقیر سیر تو از شعلی بگر امی مشاط طبع جایوشش و انجمن صوفیه جمال عرفان می آراید  
 و درین محفل برقی از روی پر یزدان معانی میکشاید اکثر سایه التفات بر سر سخن خور  
 میگستر و این خانه زاد موروثی را و آغوش فکر عمیق می پرور و اشعار او از قصیده  
 و غزل و رباعی مدون است و کتبه بسراستان قدس خرامید این چند نمرا از شهر دین

اوست

خاک گردیدیم و از ما آدمی بر نجات      خانه هستی ز پا افتاد و گردی بر نجات

در حضور شمع جان میسر می سازد زنتار  
 محبت از صبح حوادث بچرخش پروا مرا  
 آزادگی زبک تعلق شکست  
 از نسیم سخن تند ز هم می شکند  
 چهار دیوار از شراب ناب و شن میشود  
 کجا پنهان شود از ترک چشم یار خجسته  
 که دارد در چون چون غنچه سامانی که من دارم  
 قیمت از دور فلک کس اعی عشرت بجام  
 ناکی چو گردبادی سر آسمان +  
 آریا بیام دغلی را چکند کس  
 لب لب نشان قدر شناسند چمن را  
 قبا می عقل که پوش غمست و تا افسوس  
 برون ز حلقه زلفش قدم چو نذر نم  
 در وجودیم ولی رو بعد می داریم  
 ز پر فشان مرغان روح شد روشن  
 گرچه جریستم فقیر از دام سیال و جابه  
 فارغ جلیسی یک تبریزی مشهور بلامی از شاگردان خوابه فضل الدین ترک صفهائی  
 در فطانت نادر و روزگار بود دهند آمده با که پادشاهی بود و مرا حجت بایران دلاهور باشند  
 فوت شد از وی می آید

باه و ناله شب خواب پاسبان دزدم  
 گران میسرش از خاک آستان دزدم  
 تو با بچند خوری خون خلق و من تا که  
 اثر ز ناله و لهای ناتوان دزدم +



رسید کار بجائی که بعد ازین من هم  
 لقب برقی تجلی خلق را در خانان افست  
 گر جان سپرد فوق حیات ابد گرفت  
 خاکستر من نماند که بر باد بردهم  
 فرصتی ابو تراب بیگ سپهر ز علیخان همدانی وزیر کاشان اول کافی را خرمی  
 میکروا شعارش هزار بیت بنظر رسیده مرد بسیار جهوار درست گو بود آرزو  
 هر قطره که از دیده گریان من افتاد  
 بر یاد سر زلف تو آبی که کشیدم  
 گلشن داغ و نسیمش آه سرش شعله آتش  
 باز کارم بجگه کاوی مرگان افتاد  
 دل مجروح از ان خنجر مرگان دارم  
 ترک او کرده ام اما ز خاری لب او  
 شاد مانم ز پریشانی دل ترا که دادم  
 لب پر از آه درون پر ز نیالی برنج دوست  
 دیده از گس از زمین سر کشیده سرزند  
 فائق مولوی سید خیر الدین هاشم از امام نام مقام من متعلق است به دست وی در مدح اس  
 متولد شد شاگرد مولوی محمد باقر آگاه است مرد شاعر طبیعت بود در حیدر آباد و کن معاش  
 تلاش کرده در ان دیار بخوبی بسر برد و در کمال و دلچسپ حیات بجان آفرین سپرد از دست  
 توح طفلان مرثیه است روان از چشم  
 آخر رساله تشنگیم تا بجو مرا +  
 مظهر رحمت حق جرم سیه کاران است  
 نه ناله از دل و نه شکوه از زبان دردم  
 گر این آتش مرا بیرون ز مغز نتوان افست  
 از هیچ کشته قاتل باشد سار نیست  
 آه این چه شعله بود که در جان من گرفت  
 سیلی شد و در خانه ویران من افتاد  
 برقی شد و در خانه ایمان من افتاد  
 بیاسمان بستان محبت را تماشا کن  
 نوبت خنده هم از لب گریان افتاد  
 گریه گرم تر از خون شهیدان دارم  
 حال منقطه از تو به پیشان دارم  
 خبر از طالت و لاهی پریشان دارم  
 در نفس دونه و در سینه گلستان دارم  
 سوختی چمن گرا گلشنی نرگس سر ساری را  
 مگر از سینه بیرون شد دل دیوانه ما  
 یعنی ز آب تیغ تو تر شد گلو مرا  
 سر کشد بروشنی صبح ز جیب شب تار

بانی

بانی

ماجرای بردل زارم گذشت از آب چشم  
 مشت خاکی بود آن هم رفت و سیلاب لشک  
 فقیر شمس الدین عباسی و بلوی از اولاد شاه محمد خیالی بود هر چند فقیر تخلص میکنند اما  
 باعتبار سر مالید استعداد و داد از اغنیای زمان بود و دانشا و شعر و علم معانی و بیان و جز  
 آن از فنون فصل و کمال و زبان فارسی ممتاز اقران میسر است از اعیان بلده دلی بود  
 در سال متولد شد در مبادی عشره فامه بعد مائت و الف در لباس فقر درآمد و معنی تخلص خود را  
 جلوه نمود و بخشید و سری بکن کشید و پایان عمر در اگرده گوشه انزوا گرفت این چند حرف از دیوان او است  
 برای ناز تنی میکشم ناز جهانی را  
 بوی یوسفی گیرم سر به کار وانی را  
 یا ز نشناخته قدر دل بی کینه ما  
 کاش میدید رخ خولش در آینه ما  
 ناله مرغ تهنس می برد از کار مرا  
 که ازین پیش دلی بود گرفتار مرا  
 باغبان گویند هر به بگلستان تو ام  
 بس بود جلوه خار سر دیو ام را  
 ز رستم خبری نیست همدان مرا  
 چو بومی گل نبود در دگر و روان مرا  
 خوش است جان که بود صفت یار جانی ما  
 دگر برای چه کارست زندگانی ما  
 همیشه تیرنگا هوش بسنگ می آید  
 گر آن بخاطر یارست سخت جان ما  
 ز صاحب خانه مهمان را بخود شوال می آید  
 تماشا کرده ام بسیار این تفت نقش را  
 دلت شرک خفی دارد و تفتش چاره کن اید  
 من نه از خود میروم و نبال او  
 بصرش بده تا بشکند این قلب و کش را  
 هست عالی برینیت سرنمی آرد فرد  
 سایه را گشته دار و آفتاب  
 نیستم اگر تا راج تو بر یاران چه رفت  
 چرخ اطلس فارغ از نقش و نگار افتاده  
 فقیر را از سعادت همین قدر کافیست  
 اینقدر از خود خبر دارم که دل در نیست  
 روز فراق رفت و شب وصل هم گذشت  
 که منی بسرش سایه ها نگذاشت  
 آخر پیش چشم من این میش گذشت  
 داد از وفا می دوست که دشمن نواز بود  
 آخر کشید تیغ جبار بر سر رقیب

دو شل از کوچنایار بعد نماز گذشت  
همچو کاکل بقفاد شست پریشانی چپند  
نظاره اسوخته باز دل شیدا  
میرسد بومی کبابم بشام بجان  
قدر هر چیز بخندش بتوان نشستن  
حسن محبوب تو میخوانست چو من رسوا  
حقانکه چند دمی خویش را بیادسی  
دلانی رسد اینجا که بد او که  
بر خاطر حسابی تو هر خطه بگذرد  
نرسند و ام ز شوخی طرز نگاه خویش

فرو سید رسد امگر امی نه من و قناد و طبع نقاد  
خوب می نوشت و چاشنی تصوف بلند دشت از همنشینان میرزا بود در عین شباب بتلا  
امراض فرمیده حیات چند روز و ز نهایت بی طاوالتی گذرانید و در سلسله نیت بد استقامت

آخرت کشید آیین چند بیت از مسودات او بدست آمد

نگاه شوخ چشم هر طرف دیداک می افتد  
فریزد آبروی من اگر بر خاک می خستم  
بیایش بوسه زد رنگ خنما منخی دوبالا شد  
دلخواه آن صفت عشق کشته خویش اند  
دلخواه آن صفت عشق کشته خویش اند  
شکست آینه دل کند به دانه  
بوی دولت آفرین نیستی دریافت  
بوی دولت آفرین نیستی دریافت  
بوی دولت آفرین نیستی دریافت  
بوی دولت آفرین نیستی دریافت  
بوی دولت آفرین نیستی دریافت  
بوی دولت آفرین نیستی دریافت  
بوی دولت آفرین نیستی دریافت  
بوی دولت آفرین نیستی دریافت

فیض مولوی فیض الحسن بن خلیفه علی بخش بن خلیفه خدا بخش قرشی حنفی ساکن سهارنپور  
مضاف دارالخلافه دلی جافظ قرآن حاجی بیت الله در آغاز عمر از والد ماجد خود علم آموخته  
وفقه اصول و معانی و منطق از علما رامپور پرورشیده و تکمیل فلسفه و ادب بخد مت مولوی  
فصل حق خیر آبادی فرموده و قدری همیشه از شاه احمد سعید مجددی دهلوی و فن طلب  
از حکیم امام الدین خان دهلوی کتاب نموده شوق تالیف همیشه در سر دارد بر بضای و  
مشکوه و بجلالین و چاشنی شرح و حاشیه نوشته و کتابی در انساب و ایام عرب نگاشته طبع نظم

هم دار و دشمنی روضه فیض و چشمه فیض و صبح عید و دیگر اشعار و قصاید از وی یادگارست  
 در نظم عربی کار از شعرا عرب پیش می برد و درین فن بدیعی نامید و در غزلیات فارسی  
 نیز خوشگوست این چند بیت از وی است سلسله اله تعالی که خود انتخاب کرده بفقیر ازانی فرمود  
 ز ابد برین مناز که دنیای گذاشتم  
 این همت من است که عقبی گذاشتم  
 چون پای خود بدامن راحت نمی کشتم  
 آسودگی نقشب کعب پا گذاشتم  
 شرم آوردم که شکوه در وجهم کنم  
 دست طبیب و پای میجا گذاشتم  
 مطرب و گریه که سرچینک و دف نماند  
 ساقی برد که غوغیا گذاشتم  
 کارم خراب بود که میگردم آرزو  
 خود رام شد چو حرف تنای گذاشتم  
 چون لذت خاش به عاسیکم طلب  
 خار شکسته را بکفت پا گذاشتم  
 جزایک گلیم آهنگه در برم نمود  
 آن هم بکلم همت والا گذاشتم  
 این است فیض صحبت پیرغان که باز  
 زهد و صلاح و توبه و تقوی گذاشتم  
 مزار جمناز که دیارم همه گوش و عهد و گویا  
 میسر از من که چونم خانه بر نوک سنانم  
 یک نظر بر رخ پاکش انداز  
 بجهت جویم در دجانگاه  
 گوش گل مال و بجا کش انداز  
 چه در آرمگاهش سینه ریش  
 بجهت جویم در دجانگاه  
 بدل نشتر بجان خنجر شکسته  
 چه آهی زاده سوز جگر با  
 چه بانگ نهم بانگ خنده گل  
 صدای اضطراب قلب لبل

فقیر نامش مولوی اکبر علی وطنش نواح و بی فی الحال در کلکته و اطرافش فقیرانه میگذرانند  
 خانه زبان و زبان خانه سخن سخن چینی میگردانند  
 بکوی او تپان در خاک خون بین هر طرف  
 می جوشد تماشا چار سوزین رقص لبها

چون خندی از شکست تو به ایوان شکیب برین  
ترا پا حیرت افزون عشقم جسمی جاغم  
سپند آتشم پروانه ام شمع جگر سوزم  
فروغ مولوی عبد العلی بن محمد مصطفی مولدش بلده چتورست مضاف ملک مدراس و الدش  
خدمت عدالت دیوانی و خطاب خانی داشت خودش در کشته وار و بلده که نوشته شده کسب حیثیات  
کرد و در علوم عقاید و نقلیه و دستگاهی مناسب بهمرسانید نظم و شعرش طبعی محض است با کتبش  
نیرداخته در صین تحریر این نامه صحیح مطبع نظامی کانپورست بیشتر اشتغالش بتألیف نویسی کتب  
مطبوعه باشد برای بعضی مولفات نامه نگار هم تاریخها گفته و میکاه و دیگر کتب ۹۲ هجری عطف  
حنان از سفر کلکته کرده و در کانپور شدم بقا و یکدیگر خط و فردست بهم داد این چند ابیات

### نمرد شجره طبع لطیف اوست

سنبلی ز زلف پر شکن یار شد خجل  
بالعلی لب و دوزدان پر صفا  
زین پیش دم آه رسایم اثری داشت  
امروز که پیر مرده نمود دست زبوسه  
رخصت آه دهم گرد دل صد چاکم را  
وسعت عالم ایجاد همه غرق شود  
بین و گشتن ایجاد هر گل سجد گشت  
زلف تو بود دایم روان گل و بلبل  
با سخن از شمع و ز پروانه گویند  
زان روز که شد میح طرا ز لب لعلت  
رمزی که جای حرف نباشد دهان تست  
گلبرگ از نزاکت خسار شد خجل  
لعل میان و گویم شیوا شد خجل  
کان شوخ ستمگار ز دردم خبری داشت  
دی شب گل خسار تو رنگ و گری داشت  
آفتشی در زخم این کالبد خاکم را  
گر کنم مویه گر این دیده نیست کم را  
بذکرش تر زبان نوک سحر غار می نیم  
خال تو بود دانه جان گل و بلبل  
مانیم ز سودا ز دکان گل و بلبل  
سرخ آمده منقار و زبان گل و بلبل  
چیزی که غیر نام نزار و میان تست

در سود و ماسکت و لان کی زیان تست	توصل تو چاره بخش دل بقرار ماست
قطره خون دل از دیده چکیدن ندیم	پاره پاره بودار دل بطپیدن ندیم
دست مشاط بزل تو رسیدن ندیم	تار هر موی دلاویز تو ام تار نطر
بهر در و دندان تو دوش دهن ست این	لبهای تو گلبرگ که لعل مین ست این
گویند که قیس آمده یا کو کهن ست این	جان با خسته بیند چو در وشت جنونم
هر زمان دار دلبزم تکرار گفت و گوی دوست	هر نفس باشد چشم من رخ نیکوی دوست
شام و صبحم بگذر دور ذکر زلف و روی دوست	بایا و سرخ و هر اصلان دارم هیچ کار

## رباعی

دایم تمنای رسیدن آنجا	کز شوق بود بسرو دیدن آنجا
جائیکه بود پای تو مارا از سر	هست آرزوی زنت کشیدن آنجا

## رباعی

ما چاره خود از تو بخویم چرا	از خویش بسوی تو نپویم چرا
چون شد رسن لطف تو در گردن	خود را سگ کوی تو نگویم چرا

## رباعی

هر غنچه گل نمی شود آن دل است	راهی که پایان نرسد منزل است
صبیحکه بوصل شد بصره غیر	شامیکه بجزر شد حاصل است

## حرف القاف

قاسم خان جوینی قاسم مائه فصاحت و تاظم جواهر بلاغت است در دولت شاهجهان  
 بمنصب پنجزاری و ایالت صوبه بنگاله امتیاز یافت و در سلطنة در بندر هوگلی باجل طبعی در گذشت  
 مستجع اخلاق کریمه و فضائل عظیمه بود در نماز تهجد تقید داشت خواهر نوز جهان بگیم و جماله  
 نکاح او بود هر سال دو لک روپیه مستحقان میرسانید رایت سخن باین شکوه می افرازد

قاسم خان

نونه چرس بیدلم صد انکلم  
 راه از هجوم گریه برآواز بسته ایم  
 ز شوق مهر ویت بسکه دل بیاب بگیرد  
 سرافرازست شمع از دولت شبنم زده دارها  
 از ذوق جور و لطف تو مارا کشد باغ  
 خوشبوئی تر شود گل و خوش نشسته تر شراب  
 بعد ازین در عوض اشک دل آید بیرون  
 عشقت آمدنی دل بردن و در خانه نیافت  
 بسکه آزرده ام آزرده نخواهم کس را  
 مرغ بر شاخه نیم ای باغبان بالمه سبند  
 دل از زلفت برون افتد چو از می رخ برآورد

قدسی حاجی محمد خان شهیدی جان سخن پروری ست و روح معنی گسترش جج خانه کعبه  
 بر آورد و بسیرمند آمد و تقبیل عقبه شاهجهانی ثقی بر لب گذشت و در ذیل شاطر از ان خط  
 یافت عبدالحمید در شاهجهان نامه و شیرخان در مرآة الخیال ترجمه او تفصیل نوشته اند شهیدی  
 و قصیده قدسی خوب است لکن غزلش چندان رتبه ندارد و نوشته دلا بولیا فیه السهال انتقال کرده اند  
 بشهد رسانید چند بیت غزل که خوب است تذکره نویسان بردند اما بعد تصنیف دیوان این چند

### بیت اختیار افتاده

زود بگردم من بی صبر دایغ خویش را  
 در جگوه گری مثل تو کس یار ندارد  
 در مجلسی که یاران شراب مدام کردند  
 اینجا غم محبت آنخبا جزای عصیان  
 اول شب میکشد مغلس چراغ خویش را  
 نادربود آن پیشه که استناد ندارد  
 نوبت با چو آید آتش نجبام کردند  
 آسایش دوستی بر ما حوام کردند

هر چه باز لعنت تو میماند دل از من می برد  
 غم هجوم آورد من در فکر بی سامانیم  
 عیش این باغ باند از تو یک تنگدل است  
 اگر دست شام بجران گیر دگوشی شب  
 عشق چون قسمت از باب حدیث میگرد  
 تاب بجران شرابم نیست تا وقت صبح  
 بگرد این گل رخسار تو نظار کنم  
 تا چشم باز میگردم از پیش رفت  
 با آونت رفتن شب دوش کی بود  
 بیگانه آشنایان تو  
 نفس ز سینه چنان بی تو می کشم دشوار  
 ز جا که سینه ام دل میکند نظار زلفش  
 قرار می املش از گیلان و نامش نورالدین محمد برادر حکیم ابو الفتح گیلانی است در خدمت  
 احمد خان ناظم قزوین بهری برود از فضیلت و شاعریت بهره کافی داشته و در بیگاه سلطنت  
 در نوشته آن روی می آید

مردم از نو سیدی و شاد کم نو سید از تو رفت  
 تا دور و تاب و دوش دل بیتاب ام کاش  
 متن از جفاش ترسم دلی از ان ترسم  
 از استداد بجران شادم که میتوان کرد  
 آنکه بمن از همه دشمن ترست  
 تا نخواهد پیش او عذر گن و خویش را  
 سختی جان کند غم اسید واران ترا  
 که نهان بار سفر بند و غافل برود  
 که عمر من بجا کردنش و فای نکند  
 بیگانه دار با و آغاز آشنائی  
 کاش ز من دوست تری داشتی  
 لال می خواهم زبان عذر خواهد خویش را



قاسم انوار از طائفه وفیه بوده ترجمه اش و تفحاش وید بینا و غیره مانند کورست و نوبت  
 حج پیاده پا گذارده و در هرات بتائین ارباب یقین شغول بوده و چندی در سمرقند گذرانیده  
 و در سمرقند در جام داعی حق را بلیک اجابت گفته است **دوست**

سر زندی بین که دایم در سر سودای اوست قیمت هر کس بقدر محبت و الای اوست  
 لن ترانی میرسد از طویعی را جواب این همه فریاد شتاقان را استغفای اوست

قنبری ابو رمی در خدمت عبدالعزیز خان او رنگ بسری برداشته **دوست**  
 ناخن ز غم بینه زدن پیشه من است فرهاد کوه ششم و این تیشه من است  
 قربی از سادات گیلان بود و خط نستعلیق بسیار خوب می نوشت از دست

اشک گل رنگ روان نیست ز چشم ترا گشته بر نیزه ز خواب بگر ساعز ما  
 قائمی آملی بولایت دکن سیده میگردانید و بعدوم و بر و قیام لیل قیام داشت است  
 قائمی تخلص گزیده **دوست**

قائمی تا بکی ز سر سر غم نخل عمرت چنین بودنی برگ  
 دوسه روزی که زنده خوش باشا نتوان مرد پیشتر از مرگ

قاسمی شیخ ابوالقاسم انصاری گازی و فی از فضلا کامل انصاف و شعرا و قیقه باب بوده  
 کتاب سده اسموات تالیف اوست ناظم تبریزی گوید بعد از وفات او و جمع دیوانش اقدام  
 نمودم مجمع دو هزار بیت باشد **دوست**

برگز گلی شگفت نگردد برونی ما ره گم کند نیم چو آید بسوئی ما  
 در کار ما شکست نه از سعی دشمنیست خود برز ند بسنگ ما است بسوئی ما  
 از سخن پردر کن همچون صدف برگوش را قفل گوهر ساز یا قوت زمر و پوش را  
 در جواب هر سوالی حاجت گفتار نیست چشم گو یا عذر بخواب لب خاموش را

قوسی شستری شاعری بوده صاحب حسن خط و قبول نظم و مدتی در غلمان بسر برده **دوست**

از تو دل برکندم و بستم بدلیاری دگر  
قطره آدم نیست جامی دیگر و یاری دگر  
قسمت ملا علی نقی قلمی مهار بوده و بدست چپ کار را راست کرده از دست  
نو کون بشکست دل ما عهد کمن را پند  
گذار که منت بمان فاصله بسیار  
قامد از شعرا بجا را بوده نداشت ملا اسدست عبید سخن چنین میکند  
ز رشک آنکه هر خوشم آن بی باک می افتد  
نگاه من بخود می چید و بر خاک می افتد  
قابل محبانه کشمیری درید بیضا نوشته از شعرا این روزگار است در شاهجهان باز میگردد  
و فکر سخن بتلاش بنماید و با بعضی از آتش نمایان فقیر مر مبط است

قابل درین زمانه ز آدم نشان نخواه  
چندین هزار سال ز آدم گذشته است  
که قابل شایسته است و خاتمی فن است  
یک سخن را از دولب گفتن بکار گفتن است  
قانع سید مرتضی سیوستانی سیدی فاضل و جوانی قابل است کتب درسی بر وجه تحصیل  
کرده و در فارسی دستی خوب بهم رسانیده درید بیضا نوشته که با فقیر بسیار مرتبط است هرگاه  
در سیوستان اقامت داشت شعرا خود را بنظر این نحیف میگذرانید از دست  
ایوب رنگ باخت از پیچ و تاب ما  
غریب کوه از اثر انطباق ما بد  
هرگز زما گزند بمرور نیست  
مرهم نمیداد باغ کشتن ما به تاب ما  
در اولین مرتبه بمرهم نخت میکشد  
در تنگنای محبت بکنج تاب ما بد  
جمعیت می دروید و خونریز من نشین  
که بخوابم کف پائی خیالت احابندم  
کی رود از دل خیال یار پر تلکین ما  
عکس او در دیده آینه مردم میشود  
قایم محمد قایم چاند پوری شاگرد فیض سود است و در فارسی صاحب طبع رسا و اول نوشته  
بخوابم که عدم مستقیم شد از دست

آنانکه با حلاوت درد تو خو کنند  
زخمی بدل زنده و نمک آرزو کنند  
شب که اندازم آغوشی او یاد کنم  
خویش را تنگ ببر گیرم و فریاد کنم

بیا

قادر شیخ عبدالقادر اصلش از قمر مضافات غزنی ست و مولدش مبدوستان در شل بندی  
 بی مثل بود و در طرنامه نو بهار چنین بخونری در سر کار سلطان محمد اکبر بعنوان نشی گری لیسری در  
 در مدت قلیل پایۀ تقرب بجائی رسانید که بخیر وادعی صنف و چو بدستی قلم حاجی در میان نماندین  
 چند بیت از دست **س**

سیر نوشی نیست جز خجالت جبین ساده را	چین پیشانی ست موج آبر و آزاده را
حاصل از سجاده گره زوشن باری بردست	میتوان برداشتن قادر سیونی با دود را
سواد دیده غنیده خال عنبرین او	شکست خاطر نازک دلاان چین جبین او
بچنین دستگاه حسن از هر یک بلند آمد	بنازم دستگاه آبر و بی بالا نشین او
بهترتی که ز دلی اختیار از شوق اندازش	لب بر زخم و اشد در ادانی آفرین او
نخست دل شکسته گل نو بهار اشک	آه کشیده سر و لب جو بهار اشک
یک دست شعله گل شده در دست دامنم	داعست لاله از چین لاله زار اشک
که آب از دود دیده چکد گاه خون دل	دیدیم رنگما ز خزان و بهار اشک
پرتو مهر فروغی ز بهار ان گل ست	صبح گردی ست که افشانده دامن گل ست
حسن و عشق آینه چهره احوال هم اند	ناله مرغ چین نبض پریشان گل ست
طپش داغ بود که رمی جنگا من دل پر	آتش افروز چین جنبش دامن گل ست
ناله دل اثر شوخی آشفته دلی ست	نکبت غنچه رگ خواب پریشان گل ست
جام گل در پی تکلیف قح نوشان ست	غنچه در زینل شیشه سامان گل ست
قطب خواجه قطب الدین بختیار کاکی	اوشی شریل جماعه فقر آریده و سر آمد ز مودولیا
گزیده و سالار قافله صوفیه آریده ست	از سنایت شهرت محتاج ترجمه حافظ نیست و کتب
تواریخ و سیرالش مقفل نوشته اند دیوان شعر هم دارد سخن باین نوع سدید میگردد	و ز لب شیرین تو شوری ست در بهر خانه

بیا

ای بگر دشمن رویت عالمی پروانه بد

من بچندین آشنائی سحر مخون جگر  
 آشنای را حال این ست وائی بر میگانه  
 قطب سکین گزگناهی میکند عیش گمن  
 عیب نبود گر گناهی میکند دیوانه  
 قادری شاهزاده دارا شکوه بن شاه جهان پادشاه اورنگ نشین کشور خوش میانی ست  
 و سریر آرمی ملک شیوا زبانی مرید پادشاه خلیفه شاه میر لاموری ست در شکله بزبان استاد  
 مرض حبس بول اعلی حضرت رفق و وفق مهمات جهانبانی بقبضه اقتدارش درآمد و با شاهزاده  
 اورنگ زیب معرکه جنگ و جدال قائم شد و شد آنچه شد تا آنکه در شکله کاریش با تمام رسانیدند  
 و در مقبره جایان پادشاه بزرگاک سپردند این قصه را در تلخیص الافکار مفصل حواله خانه و قعر  
 گزرا کرده از دست

خاطر نقاش و قلم ویرسش جمع بود  
 چون بزللف او رسید خبر پریشانی کشید  
 تا دوست رسیدیم چو از خویش بریدیم  
 از خویش بریدیم چه مبارک سفری بود  
 بشکست دل بد از گردشش پایم  
 در کار من آنهم گریه بود که داشت  
 بر خرم و پیچی که شد از تاب زلف یار شد  
 دام شد زنجیر شد تسبیح شد زیارت

قادری پانی تی شاعری بوده مادر و در ادبی عالی قادر مننه  
 آنانکه می بروی گل و ارغوان خوانند  
 از باغبان زیاده غم گلستان خوانند  
 جهان حسیت ماتم سرائی درو  
 نشسته دوسر قلمی رو برو  
 جگر یار و چند بر خوان او  
 جگر خور و چند مهمان او

قانونی میرزا ابراهیم چون قانون خوب می نواخت لهذا قانونی تخلص گرفت و در اکثر علوم  
 و فنون دست گاه داشت نویسنده نامی بود و معاصر جامی این رباعی از دست رباعی

تا عمل بود و لغزو و خواب بودن  
 کارم همه آه و سوز خواهد بودن  
 گفتی که بخانه تو آیم روزی  
 آن روز که دام روز خواب بودن

قاضی از مردم عید جامی ست و سخنور گرامی از دست

قادری

قادری

قانونی

قاضی

یارم ز غمزه تیر و زابر و کمان کشید  
از روی خوب هر چه بسد میتوان کشید

قدسی معاصر سلطان حسین میرزا بود شاعر نیکو ادب است از دست

ایک منعم میکنی از دیدن آن گلغزار  
حالت دل را نمیدانی مرا معذور دار

قدیمی محرم شیوه ندی ست نقارچی بود و در هر وزن طبع اشعاری انگند از دست

بی جالش دیده روشن چه کار آید مرا  
روشنی در دیده از دیدار یار آید مرا

آه از آن ساعت که ناگه در بری پیش آیدم  
مدتی باید که تا دل برقرار آید مرا

قیلان بیگ از قورچیان سلاطین صفویه بود معاصر جامی است طبع نظم داشت صاحب

دیوان ست از دست

گر آن کو چاک من حرفی بزرگی گفت نیز ببید  
که دریای فراخ آید بر من از چشمه تنگی

وزنک چیست اگر با منست سر جنگ ست  
بیا که شیشه ما نیز عاشق سنگ ست

نیرودنگم بیتو تا سر مفرگان  
ز بال سر نکش طاری که دلتنگ ست

قسمت محمود قاسم مشهدی شاعر بلند همت بود و در طراکوبی مهارت داشت طلای سخن چنین

عیار میگیرد

چه واقع ست که با غیر صد سخن داری  
به پیش من چو رسی مهر بر دهن داری

قوسی تبریزی چله کش زاویه نکته انگیزی ست میگوید

نیست از ضعف سرم گر بقدم پیوسته ست  
این کمان را دوسر از زویرم پیوسته ست

قاسم اردستانی در شیوه سخن بسیار کامل فن بوده و بصفا مانا بسری برد و با نجا و قاف

در شیوه اتفاق افتاد از وی ست

کی سبب آن ذقن کسی را لگان دهند  
سببی ست آن ذقن که پیوند و جان دهند

از راه دیده میگزد و بارهای دل  
مانند برگ گل که با پای روان دهند

تسوز دل گر همه از عشق مجاز است خوشست  
عود هر چند بود و خام چو سوزی خوشبخت

قدسی

قیلان بیگ

قسمت

قوسی

قاسم

قاسم میرزا قاسم ابن میرزا مراد و کنی از امرانی جدا گیر بادشاه بود سخن خوش ارد از دست  
بلندی نگه از دیدن تو بر میگشت \* که هر دو چشم بقربان یکدیگر میگشت  
دل و دماغ ز وصلت چو شاد میگردم \* سرم بگردل و دل بگرد میگشت  
قدسی محمد اقدس علی حنین ذکرش کرده و این ابیات بنام او آورده

نیم در بند آن کز خانه کی جانان برون آید \* بر او انتظار افتاد و ام تا جان برون آید  
انصاف بین که ساقی مجلس بدور ما \* می آنقدر بجام نریزد که بگوئیم  
خواهم ز مشام دگر آن بوی تو دوزم \* میل دل شان از خم ابروی تو دوزم  
تا خوش نکند غیب مشام دل خود را \* از باد صبا نکست گیسوی تو دوزم  
چون باد از آن میرسم آشفته که خواهم \* نقش قدم بوالهوس از کوی تو دوزم  
قتلی قاسم یگ از امیر زادگان افشارست در کرمان متولد شده بسیار عاشق پیشه بود  
درست به جرعه شهادت چشید از دست

با کلمه از کشته شدن نیست از آن می ترسم \* که هنوزم رمقی باشد و قاتل برود  
قتلی آن میر و شکیبی که آن می نازد \* بنایم بی چون یکد و سه منزل برود  
مراست بخت زبونی که بی وفا طلبت \* نمیشود که ترانیز بی وفا بکند \*  
حسد بشکوه زبان من آشنا گردد \* من و شکایت آن بی وفا حسد نکند  
قتالی از مردم شهیدت بعلانی مشغول بود این رباعی از دست

رباعی

گر جان طلبی ز من فدا خواهم کرد \* دشنام اگر دهی دعا خواهم کرد  
هرگز نشود که تو بگردانم برو \* هر چند جفا کنی وفا خواهم کرد  
قتیل میرزا محمد حسین بن دگابی مل قوم که تری بود و صلحش از لاهورست بر دست محمد باقر  
مسلمان شده مذہب تشیع اختیار کرد سیر دلی نموده و کالپی آمده مصاحب حماد الملک گشت

بعده در لکنؤ آمد و تا آخر حیات همانجا بنایت بحیث خاطر بسپرد آسودگان لکنؤ نسبت  
 تمذبوی درست میکردند برکتب و رسید فارسیه از نظم و شعر عبور کرده بود و انشاء و فصاحت  
 می نوشت در قواعد فارسی و ضوابط این فن رسائل متعدد دارد مثل نه الفصاحه و شجره الاما  
 و چارشرط و جز آن عبارت عربی هم می خمد شعارش خوش اوست اما معنی تازه که طرح می داد  
 بود و آنرا سائده زمانه خود شمرده می شود هر چند در خور این رتبه نبود و فائش در شکره اتفاق

### افتاده از وی می آید

منم که ناله بر خان گلشن آموزم	بروی خاک بیل تپیدن آموزم
در ره عشق دلم شد بدست تیر کس	زخم من یه شد فی نیست ز تیر کس
چکنم من بچه سان کشته نگردم که خدا	خون من کرده طلال دم ششیر کس
چنجه یاد آشناد دل طبع آشنائی را	قوت پادشاه ای خدا مرگ شکسته پائی را
صد بار بلب جان حزین آمد و برگشت	یار ب که گرفت دست گریبان قصار را
کس ندیدست و اتفاق نبیداد کس	آفتد چو ر که من بیکشم از یاد کس
تقنه قد اغنچین آشوب رفتارین چنین	میتوان از خود گذشتن گر بود بار اینچین
خبر آمدن لشکر خارست بدشت *	خیمه آبله گروست دسد بر پا کن *
یک پهلوی صد خنجر یک سینه و صد پیکان	در قتل مظلومان این ست نشان
قتیل ناتوان در خون طپیدن آرزو دارد	اجازت ده بقتل ز کس ستان خود را
دیدم شسته بر سر راهی قتل را	او داند و دلش که چه دید و چر نشست
یکو جب جایی بکوی تو ز خون پاک نبود	کشته کشته طمان بود و گر خاک نبود
باز قتل ترا هست راز دار کس	که جان بلب سد و لب بشکوه و انکند
بیدار شد از غلغله طرز خراست *	هر فتنه که خوابیده در آغوش زمین بود
کسی خود را اسیر و دوری تا یکا دارد	نهادم بر گلو خنجر که هست کار با دارد

چو صبحدم که نور بیاورد ز آسمان ۴  
چو آنی که ز دل فواره در گش برون آید  
نه دشمنی نه شمشیر نه آشنایی هست  
روا در شکست دل که میگویند  
یاد آیدم کشودن بت قبایلی تو  
من بیدست و پا هر دم ز جانیم باقیم  
عجیب واقعه و طر فیه ماجرائی هست  
خدای نام در خیزانه که خدای هست

قدرت محمد قدرت اندخان گویا موی مولت تذکره نتایج افکار در نسب صدیقی و در  
ارادت نقش بند می ست در تذکره خود نوشته که اسلام از بلا و غم سر بهالک هند کشیدند  
ورفته رفته بیلده قنوج رنگ اقامت یغند و از آنجا یکی از اجداد در او اخر سلطنت غوریه  
در گویا مضافات لکنو طرح سکونت انداختند ولادت فقیر <sup>۹۹</sup> شده بوده انتی علی اندک  
قنوجی الاصل است و هنوز در گویا موی محله اهل قنوج مشهور است و از سادات و شیوخ معهور  
گویا موی محله رست کتب در سیه فارسی را کسب نموده سلیقه مناسبت بهم رسانید و شوق  
سخن در خدمت خوشدل که در مرید شاه نصیر الدین سعدی بلگرامی است و در در این منصبی شایسته  
استیاز داشت نقش سخن بر صفحه فکر چنین میکند

صبا در خست چمنم گر نمیدهد  
آه ازین سوز و گداز یک بدل میدهم  
شاید از مقدم جانان خبری می آرد  
فارغ بدم بوده ام از فکر چمانه  
بس اشک شمر بار که از چشمم تر میست  
قدرت سر که داشت بقربان تیغ او  
قدرت چسان نصیب تو آسودگی شود  
دل ستمزده در وصل یار می نالد  
در کج قفس خوش با سیری گدازم  
سیر هزار بلبل بود در قفس مرا  
همه تن سوخته این آتش خاموش مرا  
طفل اشکی که بعد شوق دوانست مرا  
آورد درین دهر تا شناسه تو مارا  
مژگان زد و چشمم هفتن آبله پوش است  
افکند و خوش نشست که باری بدوش است  
یکجان و صد هزار بلاد و قفای اوست  
چو بلبل که بغض جبار می نالد  
در کار تو آید اگر این شست پر من ۵



دیگر طرف کله شکسته بی باکانه می آئی  
 قاسم دیوانه شهید می در آغاز جوانی از اصفهان بهند آمد شاگرد رشید صاحب ست درویشی  
 رخت بود ای خاموشان کشید رویانش بیاخط درآمد کلامش آنچه طلب است بسیار بلند و نازک  
 واقع شده و باد اهای سحر آمیز دلهای ارباب ذوق بود و این چند بیتش پیرایه تحریر می پوشیده  
 میطپد دل در برم از شوخی سیاره  
 معشود هر چند نیکو یار بدخومی شود  
 لب خموش شکوه در دل چاره کار دقتی  
 قاتل دو کار در حق ماکرد روز قتل  
 چون نسوخته و یقین بنزدیک کم خرد  
 قفسه دل همه شب اغهای من شمرد  
 کار مفرگان تو از گوشه ابرو آید  
 بی مشقت نبود قطع تعلق قاسم  
 خداوند که سر از دیده یا از دل بر آید  
 درین چنین شمر نخلهای پیوندم  
 آتش جو ار که آسیب رشتی نکشته  
 لبش کمیدم و خاموش آرزویم کرد  
 عقده خاطر من شد گرچه جبهه او  
 زنگ از چهره گل شوق پریدن دارد  
 علم در سینه افروخته دلان بقدرت  
 قاسم ارسلان اصل او از طووس است نشو و نما و را از انهر یافته شاعر فی شیرین کلام  
 و بحسن خط و لطافت طبع مقبول خاص و عام و بشیوه بسط و نشاط آراسته و بصفت حسن

باج

باج

اختلاط و ارتباط پیرسته بود صاحب دیوان ستاین چند بیت از دست  
 با آنکه هست خلوت وصل تو بی رقیب شرم تو با هزار نگهبان برابر است  
 لفظ و معنی بحال من گریند بیتو چون روی در کتاب کنم  
 گریان چو به منزل احباب گذشتیم صد مرتبه در هر قدم آب گذشتیم  
 قیدی شیرازی اسیر زنجیر نکته طرازی ست از مکه معظمه بجایزمت اکبر بادشاه رسید  
 و معادریایه قرب جایافت آخر مردود شد طبعی بنایت خوش داشت این ابیات از دست  
 متاع شکوه بسیار است عاشق اجمان بهتر که جز در روز باز ارقیاست باز نکشاید  
 زبیر بانی خود خوشدم که روز و دایع شکایت تو نیار و در زبان فرستم  
 آهی قدم ننهادم هرگز از دل نگویم برون حیرتی دارم که چون در بهر بی جا کرده  
 گویم بر من و غیر می بود آتش نرسد سازبان گرم حدی باش که محل پرود  
 که امم هم لطف از تو بردل ست مرا که جان گذار ترا ز داغهای حسرت نیست  
 قبول سیر ز عبدالغنی کشمیری فاضل ممتاز بود و سخن سخن معنی نواز ترک منصب شاهی  
 نموده در شاهجهان آباد لباس درویشان بپوشید بر در پیشانی پانتهستی اول بریز گرد و شیار گرد  
 سیر ز ارباب جو یاست و بالمشاهد بخشی قرابت داشت شعاع آوازش چنین می بالید  
 بهر حالت که می بینی ز غیب بکشی پاکم چو لایلی باده گرد در عالم اجم جهان خاکم  
 نمان کرده است میا و من از راه و نمان چو تخم عشق چنان دامها در دانه خالی  
 نه لازم است شجاعت نه شرط احسان بکام هر که فلک گشت خان دوران است  
 قبول بسکه کنی خویش را نه وصلش کم ترا نشسته بهملوی یار نتوان دید  
 قابل سید عبدالملک امی در زمره فضلا سعد و دست و در گروه شعر محمود و در انحراف  
 شاهجهان آباد در پیشانی جان بجان آفرین سپرد اشعارش تبارج حوادث رفت این یک  
 بیت بدست آمد

جوابی

گر بسره اثر کرد و ضعف طالع من به که بی عصا نتواند بچشم یار رسید  
 قمر الدین او رنگ آبادی قمر ساطع اوج عرفان مست و منظر اتم نور یزدان مرج البحرین جمع  
 و تفریق بود و امام البحرین تقلید و تحقیق در خزانه عامه و دستانی از حال خیر کمالش مرسلید  
 و گفته اند ایشان را بصوب گفتن شعر متوجه نیاساخت زیرا که این شیوه دون مرتبه او باشد این  
 یکد و بیت از انقاس گرامی است

در فقر من نباشد از کین و مکر ناسه ویرانه ام ندارد با خود دودی و دامی  
 مشت خاکم دست و دامان تو شد گریختن آن قدر بر پاست تو  
 لقمه و نان رساند در گونی خوشیتن شست اول بر که دست از آبروی شستین

## حرف الکاف

جوابی

کلامی اصلش از چقا است در سند بسیار بوده و با طمانیازی و اتم بحث و جدل داشته  
 چند گاهی در آره می بود شعر بر دش مردم ما و را و الله می گفت از دست  
 نشین چشم کلامی ز روی لطف دمی که گوشه ایست مصفا و آب ز نظر مست  
 بستم خیال بر زلفت ره گریه لیکن نتوان آب بزنجیر نگذاشت  
 کاتبی زینش پوری استاد فن و پهلوان پای تحت سخن است آحتی سنگ زوری بر داشتیم که  
 یلان عرصه فصاحت دست او پسیدند و کمان زبردستی کشیده که تمکلمان کشور بلاغت تو  
 او خمیدند و به تخلص آنکه در خوشنویسی دستی داشت و در هرات و شروران رفته و در آخر عمر به استازان  
 آمده پای اقامت افشرد و در موضع طاعون اجلت طاعون و شسته در گذشت دیوانش  
 از هر فی سخن میر می است این چند شعر در نیمه طبع بلند است

جوابی

هجرت فرود در دل من که جای هست بیش است زحمت از به جا پای تحت را  
 دل ز زلفش تا جدا افتاد و در هیچ و بیجا و در سفر و اندام مردم قدر جای خویش را  
 کاتبی را غم خود داد دم بیار سه گفت این توشه ره ساز که وقت سفر

از تنم چون جان و دل جری پند شوم بزم  
 و هر چه قاصد تورماند مرز سوز و  
 آیدل اشب در وین مینه سوزان سبا  
 اگر رکاب تو بوسد فلک مگردایم  
 من از خلاشته غساله دیده ام ستری  
 با احتیاط گذرازشکارگاه جهان  
 کن به بخشی آن چشم آهوانه نگر  
 و دنبال تیرت مر جان بروز قتل  
 پائی بر دیده نه و از مر و ام باک مدار  
 قفرج اطلبی شاه راه دل گذار  
 تیری زد و شیمت طلبد این دل گسخت  
 بر می رخی بشکر خنده قتل مردم کرد  
 آنکس که مرا گشت بخور و ستمی چند  
 شادم ز نشانه های کف پای گمانت  
 هست در کوی تو هر ساعت تماشاچی  
 ام تو فلک تا کی غائی جامه احلس من  
 ز یکسو غمزه ات از یک طرف پر خون لی دام  
 چندنت کشم از بجهلی کشتن خود  
 آیدل اگر آید اجلت بر سر آن کو  
 به تن جان شوم ببر تو دشنام چون شمع  
 آتیا شد از تور زندان را غبار خاطر

ملک ویران گشته را اندیشه تاراج نیست  
 در و نوح از رسول امید شفاعت ست  
 رخت بیرون کش که آتش در سر افتاده  
 مباد پای تو از حلقه رکاب برد  
 که ز ابدان بهزار اربعین نمی بینند  
 گمان مبر که ترا از کین نمی بینند  
 که خون من بسبب آستانه می بخشد  
 چون وارثی که در مسد و خونهارود  
 زانکه در پانزد و خنار چون خاک بود  
 که شهر یار ازین رهگذر سیگزد  
 فرما که زنجند و از و در گذرانند  
 چو گفتمش که مرا هم بکش تبسم کرد  
 کاش از پی تا بوت من آید قدمی چند  
 مانند گدایی که بسیار در می چسند  
 مردن آنجا که بودن زنده در حای دیگر  
 گر گدا گشتم چه شد بسیار دیدم زین قاش  
 بستی تنج و دیگر دست مرغی بلی دام  
 گواجل تا که من از منت هجران بریم  
 تو زنده همان بنده بجای تو بمیرم  
 گر گذارند شبی بر سر بالین تو ام  
 خاک چون گشتی ز می فناک می باید شدن

رباعی

آنکس که ترا شناخت جان چنانکه  
فرزنده و خیال و خاتمان چنانکه  
دیوانه کنی هر دو جهانش نشسته  
نویوانه تو هر دو جهان را چنانکه

رباعی

در رشته بندگی خطا با کردیم  
با دوست چو دشمنان چنانکه کردیم  
چند اکو همه خلق جهان کوه گدا  
ما ظالم نفس خویش تنها کردیم  
کمال اصلش از خجسته دست در تیریز لبر می برد از صوفیه عهد میران شاه بن تیمور گدا بود  
مولوی جامی فرموده اشتغال و محکافات شهری جنت ستر حال بود و در برابر او اشال و اشیا  
بحور رنگ تزیین حسن و بلوی سیکر داز نیت اورا از حسن سیگفتند میان وی و خواجه حافظ  
مراسلات بود گویند صحبت کمال به از شعر دوست و شعر حافظ به از صحبت او و فائش برشته  
بوده این دو سببیت از دیوانش فرار گرفته شد

دمی ز دیده پر خون نمی روی بیرون  
از آن سبب که تو طفلی و خانه رنگین است  
سرو دیوانه شده است از هوس بالایش  
میر و آب که ز خیمه بر در پایش  
خضر خط ندریده مثال لب در آب  
هر چپ در چشمه حیوان بر آفتاب  
دو چشم از دل و دین هر چه دو چشم بردند  
تو نگری که بستان نشست غفلت شد  
کمال سمیع صفهانی لقب بخلایق المعالی است از کمال انفعاله و صفا و دیه بجا است صاحب  
جاه و کمالت بود و همواره بهر انگشت دست احسان گره از کار مستندان نیکشود و در شیشه

وفات یافت این رباعی در منبر گفته رباعی

دل خون شده رسم جانگدازی ایست  
در صفت او کینه یازی ایست  
باینده هم مسیح نبی آرام گفت  
شاید که بگرزنده توانی ایست  
دل برین کشید که در منبر گویان دوله  
آسیبی است که بر منبر عزیزی کرد

## رباعی

آنکس که ترا شناخت جان را چکند  
فرزند و عیال و خانان را چکند  
دیوانه کنی هر دو جهانش نیست  
دیوانه تو هر دو جهان را چکند

## رباعی

در رشته بندگی خطا ما کردیم  
بادوست چو دشمنان جفا ما کردیم  
چند احوال همه خلق جان کرده گنا  
ما ظالم نفس خویش تنها کردیم  
کمال اصلش از خجندست در تبریز بسری برد از صوفیه عهد میران شاه بن تیمور لنگ بود  
مولوی جامی فرموده اشتغال و تکلفات شعری جهت ستر حال بود و در ایراد اشعار احتیاج  
بحوزننگ تنقح حسن دهلوی میکرد از نخبه او را در حسن میگفتند میان وی و خواجه حافظ شیرازی  
مراسلات بود گویند صحبت کمال به از شعر اوست و شعر حافظ به از صحبت او و فاش داشته  
بوده این دو سه بیت از دیوانش فر گرفته شده

دمی ز دیده پر خون نمی روی بیرون  
از آن سبب که تو طفلی و خانه رنگین است  
تسرو دیوانه شده است از هوس بالایش  
میر و آب که زنجیر نمید در پایش  
تضر خط ندیده مثال لب در آب  
هر چپند گرد چشمه حیوان بر آمن  
دو چشم از دل و دین هر چه دشتهم بردند  
تو نگری که بستان نشست غلس شد

کمال اسماعیل صفهانی ملقب بخلایق المعانی است از کماله فصحا و صنایع بدعا است صاحب  
جاه و کلمت بود و همواره بهر انگشت دست احسان گره از کار مستندان میگشود در سنه ۷۳۵

وفات یافت این رباعی دم نزع گفته رباعی

دل خون شده رسم جا نگدازی ایست  
در حضرت او کیند بازی ایست  
با این همه هم سجده نمی آرم گفت  
شاید که مگر بنده نوازی ایست  
دل برین گنبد گزیده مننه کاین دو لای  
آسیانی است که بر خون عزیزان گردد

جان دادن و نفس زدن او همی کیست مانند صبح هر که درین راه صادق است  
کمال چشمه سار شیرین مقالی است و تجربه ستان میگرد فیض لایزال در چشمه وفات کرد  
این بیت از دیوانش چیده شده

از جگر تیر بان را سپری می باید هر که عاشق شود او را جگری می باید  
کو کبی ماوراءالنهری اختراع خوش کلامی است و معاصر جامی آزومی می آید  
بیرخت هر قطره خون بر سر مرغان مرا مشعلی باشد فروزان در شب بچران مرا  
گلّه در پیش صبا زان گل عین کردم بود در دل گری غنچه صفت و اگر دم  
کا کالی قزوینی بقال بود تره می فروخت و باین وتیره کسب معاش میکرد آذر در آتشکده  
ذکر او کرده و گفته لفظ کا کا معلوم نیست که اسم است یا لقب یا تخلص بهر حال سخاوتمند و بخشنده گو  
بود در چشمه رحلت نمود آرزوی است

هر کس صحبت تو نصیبی برد بخت در من نیز زنی نصیب نیم رشک می برم  
و عده قتلم بفرد آن پری پیکر دهد بازمی ترسم که فردا وعده دیگر دهد  
مجنون تو با اهل خرد یار نباشد غارت شده را قافله در کار نباشد

کافی از دیوان این بیت از دست

در دیاری که تویی بود غم اینجا کافی است آرزوهای دیگر غایت نا انصافی است  
کمال الدین حسین غانی توفیق استفاده از بسیاری علماء اعلام دریافته کاشف معضلات  
اوائل و حلال غوامض مسائل بود و در معقولات قطعی و انبی حاصل نموده بغایت خوش تقریر  
و نیکو تحریر بود و بصیقل اندیشه رنگ سازد و لهای سخن بجان زدوده اشعار بسیار دارد و معدود

ازان درین صحیفه نوشته میشود

از استغنا تغافل در شمارم کرد ازین غافل که صیب با غرض در کمین صیادها دارد  
گر دگلفت در دلم از بس خود پیچیده است ناله ام چون گرد باد از سینه می آید برن

شمار

کتاب

شمار

شمار

ز دوستان گرامی جدا گشت مرا  
ز یوفای دوران بیدار بپرس  
کاخا تبریزی همیشه بشیوه معلی اوقات درکاشان گذرانید و این تقریب کاخانه  
شهر شد و شعر بسیار خوش سلیقه ست این اشعار از دست

باکم ز ننگ نیت که مستم گرفته اند  
دختم از نیکه شیشه ز دستم گرفته اند  
این مرغ دل که در قفس سین من است  
آخر مرا بنجا می صیاد می برد  
کاظم فی شاگرد حکیم سعید خان ست از وی می آید

یک ناله ستانه ز جان تشنیدیم  
ویران شود آن شهر که سین نه ندارد  
اشکم ز ضعف بر سر مرغان نیرد  
این خوشه شکسته چنان دانه پر کند  
بجستجوی تو از بس برون شدم از خوش  
چو عمر زفته امیدم باز گشتن نیست  
کامی سزواری مردی زود درج تنگ حوصله بود و بندگان ببرد و بطن  
برگشت از دست

تا هست بوی از گل دل بخودی بجاست  
نمی ز میفر و ششم و نیمی ز باغبان  
که رزق را از نعمت قارون چه فائز  
بر گنج خفته مار و جان خاک می خورد  
کو کجی قباد بیگ گری غلام شاه عباس ماضی بود و آخر الامر چون کو کب بسیار بر منازل  
دکن گذر کرد و در حیدر آباد ساکن شد و در سنه در ظلتکده فنا پذیرد و دید  
چهره هر گنگ بمشوق بود و مشوق مست  
نقص عشق است که پروانه بیتاب نموخت  
با کائنات کردم از ان دوستی که یار  
در هر دلی که جلوه کند در دل من است  
کاظم حکیم کاظم قونی از ولایت خود بندگان آمده و اعتبار تمام بهم رسانیده صاحب ثنوی است  
نگه ز روی تو هر لحظه دست بندگی است  
چو گل فروش که جابر در چمن دارد  
هر چند سیر کردم جانی چو دل ندیدم  
با صد جهان که دورت بازان خواب است  
کامل ملک سعید خلفای بیشتر اوقات در شیراز بسر برده و در سنه داعی حق را بیک



## اجابت گفته از دست رباعی

من قاعده رحمت او میدانم      من عادت آن بهانه جو میدانم  
 چشمم که مش باطل حسن گشته      من طرز عطائی او نکو میدانم  
 که میاید کوچک ملائقیدی نیشاپوری ست در شاعری مقامی ارجمند داشته از وی می آید  
 جلوه سرو قبا پوشی دلم را برده ست      چند روزی شده که در پیراهن خود نیستم  
 فیض و بیداری بهم دست راوت داده اند      چشمم تا از خواب میالی سحر در خدمت است  
 فنجی از گوهر سخنان جرد بادقان ست تلاش نکو دارد  
 یاد دهبان تنگ تو کردیم و خوشیم      عمر عزیز ما چقدر مختصر گذشت  
 بخی ز سر نیکو زد آب تیغ یار      من بارها گذشته ام این آب تا گلوت  
 کاسب از سخنان یزدست کسب این فن چنین میکند      \* \* \*  
 چون می چارده از گوشه باش دیدم      نگران بود بجای تو تماشای دیدم  
 کاشفی سید احمد کالپوی فخر ساکنان ملکوت و نخبه عالم ناسوت صاحب کرامات ظاهره  
 و علامات باهره بود و صالح داشته وقوع یافته منته  
 چگونه راز نهان ماندم که دریغ ست      ز زخم تیغ تو خشم دهن دریده من  
 ز خشم دلم هیچ دوا به نمی شود      الماس را برای دوا میتوان خرید  
 هم گوشتیری حافظ عبدالرحیم طالب العلم مستعد بوده شاگرد سرخوش ست در دکن بارود  
 عالمگیری رفته هانجامد او اخر شده رحلت کرد از دست  
 گرفته زخم دلم و دهن خدنگ ترا      بلذتی که مکد طفل شیرخوار انگشت  
 نه زنگست عیان بر سر مزار مرا      سپید شد برهت چشم انتظار مرا  
 نه عینک ست که بر دیده دارم از پیری      برای خط جوانان و چشم من چارست  
 چون سایه هم بهیم بهر سوراخ شوی      باشد که رفته رفته با مهر بان شوی

نیکو

فنجی

کاسب

نیکو

هم

چون تار عنکبوت ز هجر تو شد تنم  
 بنات ز کشت جهانی بت سنگر من  
 رحمت باران بلا بر تنم پرور ما  
 اشک من طالب آن نرگس جادو باش  
 ز خضر عمر فروغ ست عشق بازان را  
 گاهی بگوش زنده دلان نعمت رسان  
 کلیم ابو طالب جدانی کاشانی استاد قیامت کارست و تحت کن دکان مخفوران روزگار  
 خانه سخن شناس او عصاست بلکه استین بدیدیا اقسام سخن را در کمال خوبی بکسی بیان نشاند  
 و بیشتر غزلیات را یکدست بهر ساندۀ خارج طور معانی ست و مقتبس نور سخنانی در جمیع اشعار  
 نظم قدرت یلند دارد و همه جاد و مستعنیان سخن میدهد او را خلاق المعانی گفتند  
 و بابر بزرگ شرافت و متقی و افر بر دشت آخر دست بهامن دولت شاهجهانی زد و  
 در شنگستان قوا هم سر خلافت رتبه سر حلقی بهر سانید و خطاب ملک الشعرائی بلند آواز  
 گشت فوت او راه دیکچه نشاند وقوع یافت و در کشمیر نزد قبر محمد قلی سلیم مذفون گردیدیم  
 سخن از نخل قلم چمن بیرون می آید

دل دامن مجاورت چشم تر گرفت  
 درین چمن چو گل نشود فغان مرا  
 یک بیک وعده او را همه دیدیم کلیم  
 کلیم بوسه پیوسته ای باین تمیستی  
 زان چشم ندیدم که نگاست بمن نیست  
 نه زخم کرد که خون دل خراب بخورد  
 و تاغ بر فلک و دل بر زیر پامی تیان  
 با طفل اشک صحبت دیوانه در گرفت  
 کجاست برق که بردارد آشیان مرا  
 نیست یک وعده که شرمند و صد فروغ  
 از ان حریت که دشنام را لکان ندید  
 بیا عجیب نیست اگر کم سخن افتد  
 عزور او ز غافل شکسته آب نخورد  
 زمین چه سطلبی دل کجا دماغ کجا

اگر قفس تنگ است از میر حی صیاد نیست  
 ستر بر تن صدف نبود زانکه روزگار  
 کباب حسن تو ام قدر خط نکو دانم  
 اغنیا بهره زانده خست خود نبرند  
 مژه را داد زلف چشم تو در آخر حسن  
 دوستان نازک مزاج و لبی نازک دماغ  
 بتان ز صحبت هم میکنند کسب غرور  
 دشنام و لوسه هر چه عوض میدی بده  
 چون رشته گلدهسته بگرد همه خوبان  
 آزاد ائمی خارج هر کس خجالت میکشتم  
 تنهال کسرش مگل بویاف و لاله دورو  
 کشای زبان به ز خودی را چو بیتی  
 اگر از عیش جوانی نشدم در غوغ عشق  
 یک نفس فرصت صد حرف گره د خاطر  
 خنده بر بخت زخم یا بوفاداری دوست  
 عشق چون تیغ کشد بر سر چاره کلیم  
 با من آمیزش او الفش معج است کنار  
 عزتی دیگر بود در گوشه صحرا  
 متقی نبرند اغنیا و نعمت خویش  
 چه میتوان ز پریشان تیره روز گرفت  
 اشک او در چشم از سخت جگر نتوان شناخت

صیدا ز ذوق گرفتاری بخود بالیده است  
 یکجا به یکس سر و سامان نمیدهد  
 ز سایه ذوق نکرد آنکه آفتاب نخورد  
 که همین تشنه لبی قسمت دریا باشد  
 ترک غلس چو شود تیغ ببار برد  
 چون کسی اوقات صرف با سر غاطر کند  
 تر آینه هم آشنای تو احم  
 حاشا که با تو بر سر دل گفتگو کنم  
 گردیدم و یک سار و فادار ندیدم  
 با کمال بیدماغی من و سیل عالم  
 درین چمن بچه امید آشیان بندم  
 ز نهار که شمع شب مهتاب نباشد  
 همچو آن عید که بر مردم زندان گذرد  
 وای گر گریه نیاید بد و گاری دل  
 گریه بر خویش کنم یا بگرفتاری دل  
 کیست جز دلغ که آید بسپرداری دل  
 روز و شب با من و پیوسته گزینان زن  
 میگزارد هر کجا خاری است سر با مرا  
 که باغبان آشناسد که سیر گلشن چیست  
 کلیم دعوی دل را بزللف یار گذاشت  
 طفل خود سر بود رنگ معشیتان گرفت

طبعی بهمرسان که بسازمی لبالمی  
 بدنامی حیات دوروزی نبود بیش  
 یک روز صرف بستن دل شد باین و آن  
 شو قم ز بسکه ساخته اسید وار تو  
 وقت و دواع او من دیوانه حساب  
 میشود اول شکر گشته بیداد خویش  
 چو شمع عمر طبعی شبیست عاشق را  
 آبی جرس تابلی از ناله گلو پاره کنی  
 اگر جدا ز تو می راحلال میدارم  
 رود آرام ز عمری که بهجبران گذرد  
 کلیم از دست بیداد که نالم  
 از دلم تا دیده ویران شد ز دست انداز شک  
 عمر کم بر جان گوار کرد و بار ز ندگ  
 زود رفت آنکه ز اسرار جهان شد آگاه  
 پاره مومم بدست انقلاب روزگار  
 تحت بر اهل سخن کار ز بس تنگ گرفت  
 مردمی می زید با حق چشم بیار ترا  
 در محفل که تازه درائی گرفته باش  
 در حقیقت تنگستی مایه دیوانگیست  
 خیال آن لب خندان بخاطر غمگین  
 چنان مکن که کلیم از در تو پاک بشد

تا هستی که از سر عالم توان گذشت  
 گویم کلیم با تو که آن هم چنان گذشت  
 روزی که بکندن دل زین جهان گذشت  
 بی وعده انتظار بهر رهگذر کنم  
 با هر که رو بروی شوم گریه کنم  
 سیل دایم بر سر خود خانه ویران کرد  
 بقتل سونخکان اینقدر شتاب چیست  
 کس درین بادیه دیدی که بغیر ایدرسید  
 خدا به تیغ تو خون مرا حرام کند  
 کاروان از ره نا امن شتابان گذرد  
 بکشت ماگز از شکر گفت د  
 میرود آبادی از راهی که لشکر میرود  
 روز کشته مایه آسایش مزدور بود  
 از بوستان برود هر که سبق روشن کرد  
 رنخواهم ساخت هر صورت که خواهد رود  
 قفس طوطی خوش لعبه ز آهن باشد  
 خود باین حال و بحال خستگان و اسیر  
 اول ببلغ خنجره چوبین زند  
 در چمن بید از غم بجای صلی مجنون بود  
 بسان آب بقا و سرای فانی بود  
 شکسته دل شده باری شکسته پاشود

تا بدیدار تو شد دیده بستان روشن  
 بجانه چند نشینی سری بستان کش  
 در جهان طالع خاک تر صیقل دارم  
 خود نمائی شیوه من نیست چون یوار باغ  
 بستان شمع کس آواز گریه ام نشنید  
 ز شوق شاید معنی همیشه همچو دوات  
 معشوق خور و سال در آید بقید ضبط  
 عشق گر هم رود بدنی تلخی اندوه نیست  
 کشفی مولوی شاه سلامت اند بدایونی نریل کانپور شاگرد قلیل و فاضل حدیم الغیل  
 و واعظ خوش تقریر و شاعر جاد و تحریریت محرم رطوبت بارها و ارادیده و لطف و عطا و درایت  
 در زمره علما خیلی خوش صورت نفیس سیرت بود عمر دراز یافت طبع نظم داشت دیوان شعر  
 مرتبه اردو و شعر خوب می نویسد نباتات این ابیات از مصرع طبع او است

اسید بوی تو از نو بهار بود مرا  
 و ز دیده ام از بهر تو در سینه دمی چند  
 کشفی فسانه گوئی که آتش بزم دوست  
 و بد ز بسکه غم گلر خان فشار مرا  
 ز بسکه در شب هجران گد اختم چون شمع  
 و بسکه صورت خوب تو آفرین خدا  
 با طرز دیگر می گفتم طرح بیان را  
 کشفی شده ام پیر نو ساله ولیکن  
 از ضعف بنمیره افتادیم  
 و گرنه با گل و گلشن چه کار بود مرا  
 وقت است اگر رنج نمائی قدمی چند  
 مردم تمام گوش برافسانه تواند  
 پر و چو رنگ گل از پیرهن غبار مرا  
 جز آتش گرم نماده است در کمر مرا  
 گوی بروی تو که سوئی خویش دیندا  
 بسم الله عشق تو کنم بدخشان را  
 در آب و گل رنجت قضا عشق جوان را  
 گوئیم چه بخت نارسا را

سر افش رقیب روسیه دار و بخت کشفی  
 و قایم عهد تو تشبیه با که دارد و  
 کشفی مرینچو میفروشش گشت  
 بنزع از سر کشفی غمخیزای بی رسم  
 آتش طرف دل رخ آن آفت جانست  
 اول بیه قتل من افتاد و رین بزم  
 چون ابر دشمن تو بهر جا گریستم  
 شعله عشق بتان و در غمخیزان داریم ما  
 چند بوده بشکنی خاطر ناشکیب را  
 حسرت بدل افزود تماشا که تو مارا  
 بچرخ خیمه زند آه عاشقانه ما  
 بچهره بر گلن این زلف عنبر آسارا  
 تا کوک زن دل جنبش مرگان که باشد

کوکب میرزا احمد علی بن میرزا محمد علی خلیف میرزا احمد بیگ طایان دهلوی جوان نورسید است  
 و چاشنی سخن را نیکو چشیده و از چند سال باید بزرگوار خود مجاورت مدینه منوره گزیده  
 و شوق سخن بجدت و الدامه را خود نموده از فن عروض و قوافی بهره دارد و درین و زما وارد

کلمه است این ابیات از دست

کوکب بیلغ دهر بلند است شان ما  
 گفت در غفلت آن ماه بنجم کوکب  
 آن بلبل که چرخ بود آشیان ما  
 کاین ستاره شود آخر قمر اندک اندک

حرف کاف فارسی

گرامی خلیف و شاگرد میرزا عبد الغنی قبول کشمیری است رعنا طرز خوش مقالان و کلامه

گوشه شکن نازک خیالان بود در شاه جهان آباد قلعه رانه میگذرانید و بکنه شراب تازه گوی  
 و ماغرا میرسانید و فالتش در شب لاله وار قشع رندی بجای ازین جهان رفت تا سحر بخت  
 طوطی ناطق را در گویائی می آرد

خون عشاق بران گردن سیمین باشد چون بیاختی که پراز معنی رنگین باشد  
 همچو آن شمس که روشن میکند صفتش را سوخته تا در غم او عالمی را سوخته  
 ندیدم یک نظر آسایشی از نیش مرگانش مگر در خواب چون نخل به نیم روی بالینی  
 گلشن شبنم سعدالدوله ای از فقر اشعار است منشأ خیالات رنگین و صعد ران باشد  
 و نشین بود از و شکوه دنیا را و در تحریر و توکل ثابت قدم از نسل سلام خان و وزیر  
 گجرات احمد آباد بود از اولاد زبیر بن عوام رضی الله عنه از بریانپور برآمده وصل اقامت  
 در بی انداخت و در کمال متوجیه روضه ضوان شد دیوان سیر سخاست دارد شاه سخن بیان  
 رعنائی بر کرسی بیان می نشاند

بچشم خویش نگریستم سامری این است نظر بآینه کنش شیشه و پری این است  
 گشتم شهید تیغ تنافض کشیدنت جانم ز دوست بر و غزالان و دیدنت  
 بقوت میتوان فهمید معنیهای ناز و باو که کشید حکمت العین است مرگان دراز و  
 گلشن قمر مستعد بود و خواهر زاده شهیدی در نهایت تندخوی بود در عراق و فارس  
 و جز آن مشهور بدشت گوی شده این ابیات از دست

شب به تنگ از ناله غم غمی که این فریاد است زان میان یک کس نمی پرسد که از بید است  
 آفر مردگان ز خاک یکی سبزه کردند بر حال زنده بهتر از خود نظر کنند  
 هر چند شبانه روز تراز کوی تو آیم پیش از همه کس روزی تو آیم  
 گر اعیان شایسته یک در عهد شاه جهانی هستند آمده خوش گو بوده از دست  
 بخاطر میرسانی هر یکا که گشته دارد همین از خاطر جان گرامی من فراموشم

یار می آید و هنگام شارسه مرا  
مست آمده بودم خیر از بام و درمست  
در آرد و سینه و دل را خلاص ز سوز چرخان  
نیم دور از چرخ بوی تو برگرد تو میگرم  
بوی تو با نسیم بهار آشنا شد  
چو شمع شکوه گرامی ز غیر نیست مرا  
گلشنی از سادات کاشان است و زمند جوانی آمده و شرفی بهم رسانیده و در سینه ۹۰

در گذشت از دست

ما صحت تعلیم قتل من ده جانان را  
گر سلسله میر عبدالرحمن و وزارت خان  
شایسته مصدر رخدات بالیده بود و آخر کار غلج شد و در کمال مراد آخرت پیوند خویش  
از دست

شد فصل گل و دامن ساقی نگر فتم  
تا رنگ خود در آینه دیدم گریستم  
گلشن علی جوینوری انصاری شاگرد ثابت و فقیر و رفیق نواب شیر افکن خان  
و والد و حزین مست در قفسه مایل مضاف جوینور بدامن از واپا کشیده در او افتاد  
زخت عالم بقایر بست از دست

لاله در دشت نشانیست ز چگون که هنوز  
دلم از اختلاط یار با غم یاری نالده  
داغهای خشم او بر دل صحرای من  
که چون ببل به بیند بپلوی گل غار منی نالده  
ریایی  
شام آن بت مر طاعت خوشید غلام  
آمد نظاره مهر نو بر بام +



اور ابرافکاک نظر مرا بر رویش  
آتش بخ مال دید و من ماه تمام  
گوهر محمد باقر خان از اکابر مدراس و اعظم قوم ناطق بوده نظم آیدارش سلک گوهر  
بی بهاست و جوهر شمشادش در نهایت لحان و صفاد بر کار نواب والا جاها اعتبار تمام  
داشت و بوصول قریه بطور سیوخال سفر غایت می افراشت او از خست گوهر حیات خود را  
سلک فنا کشید از وی است

با بر ریش ووانید سیل زاری ما  
منسوب بهرق رسانید بقراری ما  
میتوان رفت بقربان کمانداری او  
تیر او بشیوه دجوائی ما سید اند  
آواره عروج و نزولم براه دوست  
چون گرد باد دهر هوا سینه بر زمین  
بسجاک سینه امن لعلی یار میخستند  
فغان که بر گل زخم همبسا ریختند

### حروف اللام

لطفت آمد مولانا نیشاپوری حاجت داشتندی و سختری بود و از مشرب فقر چاشنی شربت  
معاصر امیر تمبور بود باقی ترتیب آید در اینجا بسر می برد و دیار دم کم اختلاط بود و در شسته  
از دنیا برفت و نیز بعضی در شسته وقت وفات تنها بود این باقی در دست او بر پاره کاغذ نوشته یافتند  
و سی شب ز سر صدق و صفائی دل من رباعی در میکده آن روح فزائے دل من  
جامی بن آورده که بستان و بنوش گفتم خورم گفت برائے دل من  
لطیف شیرازی از تربیت کردای میرزا با یسفر بود شعر نیکو میگفت از دست  
تحمل دل پر در خویش رانامزم که از جفا می تو بیرحم در شکایت نیست  
ز سود سینه فزاید دل تا شاد بخیزد علی در خانه گر آتش فتد فزاید و بر خیزد  
بان زلف و رخ و بالا بر جا بگذری آنجا همه سنبل و مدگل بشکفته شمشاد و بر خیزد  
لذتی ملا محمد علی شاعر خوش اواز گین فرستاد دست  
بصد خون جگر پرورده ملین دل اگر کشد دشمن چه سازم چون کنم با دشمنی که ز خانه بخیزد

بسیار

مولا لطیف

لطیف

لذتی

لسانی شیرازی شیوا زبان نمکین بیان بود معنی رنگین با عبارات لوتشین آسخته و باره کار گانه  
 و شیشه شیرازی ریخته در آینه از دنیا سپری گشت دیوانش پنجه ز میت ست و لسانی میکت  
 وقت کشتن دهن قاتل بدست آمد مرا  
 بیا که گریه من آنقدر زمین نگذاشت  
 ز در پی تو توان آمدن ز بیم رقیب  
 کرم بخور و جفا میکشی بمنی ز جسم  
 هزار میوه زبستان آرزو چیدم  
 کرده ام عهد که تا صبح قیامت ندم  
 همسایه طایون شت ست خیالش  
 بنیان چون آب در گلزار سیکر دندون  
 کسی از بیکسی با سائیکی در دل گوید  
 پائی سگان کوی تو آزاده میشود  
 جز ناله انیسی دل بیا کسی نیست  
 شدیم پیر ز بار غم تو رحمت کن  
 لامع میرزا نور پسر نصیر احمدانی ست صاحب ذهن لامع و فطرت ساطع بود و بجزمت

امرا و عهد خود مقرب محترم میر سیست از دوست

گذشتی بر مزارم شورشی انداختی رفتی  
 کف خاک مرا صحرای مغرب ساختی رفتی  
 سدا و وصل حق باشد تلاش اعتبار  
 قطره را دریا نگرددین زگوشتی است  
 خط باطل میکشد بر صفحه اعمال خویش  
 ند آهی هر که از دل دردم مردن کشد

لا ائق حکیم بمنی از خوش تلاشان وقت خود بود از دست

دل دامن زلفت بگفت آورد و بصد می  
 دانست که در دامن این شب سحر می هست

نایاب

الائق میر محمد راجو چنوری در عهد عالمگیری مدتی بخدمت سولخ نگاری لاهور سرافراز بود  
 بشوق ملاقات میرزا ضایع بنده تا اصفهان پیاده پا رفت میرزا بدجلوئی تمام پیش آمد  
 و بوقناق خویش جاداد و شعر اورا پسند کرد و بامیر عبدالحکیم بلگرامی رابطه خاص داشته آید  
 رباعی از دست **س**

زان لحظه که نجات بدامان مناست صد رنگ هوس شگفته در جان مناست  
 دست تو ز مصحف جبال تو بود پنج آیت متصل که در شان مناست

## حرف المیم

نایاب

مسعود بن سعد سلمان همدانی از کبریا شعرای متقدمین است از دولت آل ناصر ریاض الجواهر  
 حاضر گردید و در دیار بند کجاست محالات امتیاز داشته بیشتر مصحفش با شاهزاده محمود بن  
 سلطان ابی نهم بود و آنکه هنگام حبس او زیاده بیست سال خودش نیز محبوس شد و او را  
 سدیوان ست غنی و فارسی و هندی از دست **س**

## رباعی

ابر م که ز دیده اشک را نم همه عمر آیدم که بر اگان روا نم همه عمر  
 خاکم که بخواری شب آرام همه روز سنگم که بسختی گذر انم همه عمر  
 مجید بیلقانی از عظامصفا متقدمین است امیر خسرو دهلوی او را بر خاقانی ترجیح میداد و گفت  
 که خاقانی از وی طرز سخن اخذ کرده بآستانه سلطان طغرل الجوقی محترم بود و او آتش تداوت  
 این رباعی از انجاست **س**

گل معجزم از باد بر آشفست و بر خنیت وز حالت خود کجایتی گفت و بر خنیت  
 بد عسری عمر بین که خونین دل من سر بر زد و غنچه کرد و بشگفت و بر خنیت  
 مرا و قزوینی شاعری خوش بیان نیست زبان بوده و در قزوین بام معرفی قیام داشته  
 و در سلسله کاتب تصانیل حیاتش در نوشته از دست **س**

نایاب

## رباعی

ای مولوی از کبر داشت گنده  
هر که که کند بر تو سلام این بن  
چندان حرکت کن که از روی قیاس  
معلوم شود که مرد دایا زن  
محتوی میغیش الدین همدانی  
اصلش از آبادست مدنی در شاپور سکونت داشته از ولایت  
بنزد تنگه همد آمد و چون برآورد  
و بطل عافیت خانمانان بسری برد  
در شانه در گذشت

## آزوست رباعی

فصل دی از عقب توی دارد  
هر چاشمیری ز عشق سوزی دارد  
صبری صبری دلا که این شام فراق  
هر چند شب من ست روزی دارد

## رباعی

محمی بپوایی دل لوانی نرنی  
در کوچه کس در سرائی نرنی  
بگاکلی تمام عالم دیدی  
ز نهاده که حرف آشنای نرنی  
منفید است از این است از خط توران  
چو او شاعری کم بر کشته در عهد شاه جهانی بهند  
و او اهل جلوس عالمگیری در تان بخت نه تن بقصص در داد از دوست  
رفو زیاده کند زخم در سینه ترا  
بچاک سینه من بخیه موج سوبان ست  
تمام روز و شب صرف راه غفلت شد  
فغان که عمر چو نخل مراب خواب گشت  
گره از دل کشودن گرز دست چاک تی  
بچندین عقده خود برین چرا از خاک می تی  
از چو چکس غبار غمی نیست بر دلم  
مانند غنچه خود گره غاطس خودم  
معنی کشمیری اگر چه قوت سامعند نیست  
اما با طقه در جند گوهر معنی در رشته نظم نیکوتر  
سیکشی از دوست

صدای دل طبعی در شکست رنگ می آید  
زبان خامشی در پرده رسو میکند مارا  
میرزا ابوالحسن شیرازی بهمد بهادر شاه خطاب قابل خان یافت  
و با آفرین لاجورد

رابطه داشت در عهد بهماندار شاه و محمد شاه و متا زمانه ملاقاتش با میرزا اسطغر با خانان بود در عشره  
ساکس نمانه ثمانی عشر در گذشت از دست

در گریه فغان کرده غم از بس که بوس بود هر قطره که از چشم ترم ریخت جرس بود  
مرا هم باغبان محفل سیر بلغم میداند نمیداند که سامان چنین در استین دارم  
مشتاق میر سید علی اصفهانی از خرد سالی شوق سخن کرد و در او اسطغر را و عجبی پیوود

### از دست

کاش بیرون فتد از سینۀ دل زار مرا کشت نالیدن این مرغ گرفتار مرا  
آخرم دوست گشتی تو و داغ غم که چرا دوستانرا بخود از بهر تو دشمن کردم  
مصیب شیخ قطب الدین خلعت زار آلبا دی ست تحصیل کمال است در دست پدر بزرگوار  
و دیگر غلام عصر پرداخته از اکابر زمانه شد و حج گزار و در مدینه منوره در مسجد الحرام در باب

### از دست

مردیم و هنوز بر لب سن چون شمع فسرده و دود آهست  
ز لبیل باغبان بیروت سرگران دارو که این بی خانان ماتم چو ادرگستان ارد  
گاه در تنگه گاهی بجرم سپر کند یار غارتگر دین ست خند اخیر کند  
مخفوط خان بهادر شهابت جنگ فرزند ثانی نواب سراج الدوله بهادر بود و با جلال و عقاب و  
دستگاه داشت و در اتباع شریعت ممتاز میزیست نواب آصفجه نظر عنایت بحال و یک داشت  
و نواب و الاجاه و الی آراکات حفظ آواب و تقدیم خدمات او تا صحن حیات می پرداخت و در

### نخلد برین شتافت از دست

کناره گیر به پیری ز وصل مهر و یان که پروده دار حریفان شب جوانی بود  
در جوای گیسویش مانند موئی گشته ام از برای من عصائی از برگ سنبل کنید  
چون که مردان نلیخان شهیدی الاصل ست شاگرد مولوی و حبیه الدین چون پوری در غوغا و فقه

و خطاست تطبیق و نسخ و متکاوه کامل داشت و عبدالمؤمنین را دریافته و تدکره و موبو غم فخر و شادمانی

نکاشته و را و از نشت تا بملاهی مرضی اجل گردید از دست **ع**

حیث که رفت یارین بی سبب از کنارین دست نمیتوان گرفت عمرگریز پائی را  
 با آنکه شد غبارین از آسمان بلبس آگاه نیستیم که دلم خاک راه کیست  
 پیرانجمل ز سبب کوفتی یا سیکشتم پد نیکداشت غم او اگر استخوان مرا  
 محضر بان مولوی شاه عبدالقادر فخری مجلس از سادات رضویه میشاپورست شاکر وزیر آزاد  
 با گرامی ست کتب فارسی گذرانیده و دستق او علمی خوب بهم رسانیده فهمتمند داشت و شعر خوب  
 میفهمید مع علم و عمل دقوف و کمال بوده و در درس سخن شنید و زوایا لاجا حتم میرسیست و فاش **ع**  
 اتفاق افتاد و سیلاب و برصاف و اس در فون گردید و دقوف صاحب تالیف سرت از دست **ع**  
 نخست آن کردش چشم کشیم دست طیب میتوان کردن شبی گردش قرآن مرا  
 تشبیه که بچشم میبود ای سبز زلف کسی هر نفس کرد دل برآمد ناله زنجیر داشت  
 و حمید صبح و بامید و عدو جان بلسم به چو شمع مدت غم مرا انتظار گذشت  
 علاج تارهای ساز از مضرب می آید شکسته ناخنی در دل گردان ناله و اگر دم  
 به من باغ بهشت از عالم ایجا و میجو اجم قفس و ای مکان از خانه صیاد میجو اجم  
 جمدم ویرین می باشد موافق با مزاج دست بوئی کند طبع آب میماند حبس  
 نیست در گل شوخی بوئی که در عطر گلست فیض پاکان از گداز دل و بالا میشود  
 محتاج چراغی نبود دست غیب مرم چون کاغذ آتش زده خود شمع مزایم  
 دلغ حسرت با فروغی باشد از چشم ترم زندگی از آب چون یاقوت دار و اگر مرم  
 عشق و این زو بروی آتش دل مهربان آبیاریهای چشم تر نمیدانم چه شد  
 میر محمد تقی خواهر زاد و خان آرزوست در ریخته گونی فرو زاده خود بود و در لکنوز و صنعت  
 بهما و میگوزانید و فارسی هم دیوانی قریب و هزار بیت گذاشته و او اهل نشت آنهمانی

دست

دست

## شماره دوازدهم

گفته آن آتش سوزان سر طبر چپش      دل اشارت بگبار کرد که اینجاست  
 گر باین لگین خرامی بگذری از طرف بلخ      سرور اشوق تماشایت بر قنار آورد  
 ممنت میر قمر الدین مشهدی الاصل و بلوی الموطن در لکنو بسری بر دیو سیله مع کوز چیل  
 خطاب ملک الشعرای یافت آخر بجای آباد سیده ده هزار روپیه عیال یافت سیتی هزار بیت  
 از وی یادگارست در کلمته بمر چیل و نه سالگی در گذشت از دست  
 نقی بخت نبود بحسب آبر و مراد      آن هم ز دست ریخت بیانی سبوم را  
 پیر از اسباب گفت ش جهان جامی فی یجم      که بار خاطر غمیده را کیسو نهم آنج  
 رسم دیوانگی از حلقه کیسوی توفاست      شور محشر ز خرام قود بومی توفاست  
 ماجد امیر الملک علی حسین خان بهادر میر فزاد و الاجاه بود و ناظمی از الکده در اس مثل او  
 بر خاسته و شاعری باین خوبی بزم سخن نداشت بیجده ساله بود که در گذشت از دست  
 بی اختیار گریه مستانه میکشیدم      در کف اسنان شیشه نباشد عنان ما  
 شمیم مشک از موج هوا چون ناف می آید      پریشان کرد شاید شان آن زلف من سارا  
 تاب پرواز نماده دست ز ضعف صیاد      عبث از قید قفس میکنی آزاد مرا  
 چه حرف میزد آن چشم سبز گین یارب      که بر که رفت بزمش خموش می آید  
 ماجد کنت کسی پسندم      خود نقطه اتخاف خوشم  
 حتی خورده و باد بود و خارا ندکی      و اگر دنی ست بند قبا یا ندکی  
 مختار سیف الملک فرزند ثالث نواب و الاجاه است با وجود سستی مصطفی امارت نشسته  
 شوق شعر و سخن در سر داشت و بصید غزالان معانی بدام مهابی می پرداخت در گذشت  
 جهان فانی را وداع کرد دیوانی مختصر از و بنظر رسید این ابیات اینجاست  
 من نمیدانم چاه فسون خوانده در گوش آب      مکر در فریاد و حیران دیدم گرا و اباها

آز بس گذاخت کاهش هجر تو جان ما  
 بمیغ ز چو نی شده هراس تو جان ما  
 ز تو ز هیچ و تاب زلف اورا شانه میداند  
 زبان ناله زنجیر را دیوانه میداند  
 به نغمه سسره توانی که قتل عام کنی  
 لغو ذبا شد اگر سسره را تمام کنی  
 ملکین میرزا محمد فاخر دهلوی نشسته فقر داشت و جامه تجرید در بر تابل نشد شاگرد میرزا  
 عطیای اکیست باخرین ملاقات کرده و در فتنه احمد شاه درانی بکهنه آمده و در دست گذاخت  
 سوز را آخرت بر لبه از دست ۵

که چون سب و بیکده بردوش من در آ  
 گاهی چومی بیشینه در آغوش من در آ  
 باده آخیزد وزین میکده رفتم برون  
 شیشه تا گشت تهر پر شده پیمانه ما  
 که بیمار محبت را مریز انو بگرداند  
 مگر در تو زین پهلویان پهلوی بگرداند  
 رقیبان گوش بر آواز او در ناز و نرسا  
 سخن گفتن چه مشکل بود شب جای که بنوم  
 در کوئی یار طرفه تماشا بود ملکین  
 رسوا شود کسی و تماشا کند کسی  
 معجز غلام محی الدین مدراسی آرزوئی نظر تحصیل کمالات گذاشته و کسب استعداد در علوم  
 سر رشته سخنوری بدست آورده معلم نواب عظیم الدوله بهاد بود شاگرد مولوی محمد بانتر  
 آگاه است و فاقش و در غله او داده از دست ۵

بهر که می نگرم بهام دل بگفت دارد  
 نگاه مست که آتش باده پیمانی ست  
 از جگر چاک عشاق بستان بخیر اند  
 خبر چاک کتان از دل متاب میسر  
 بهیوده دست و پاچه زنی در طلب  
 مطلوب تست جلوه گر اندر کنار دل  
 مصحفی شیخ غلام بهانی ساکن امر و همه مراد آباد بود و در کائنات بر می برد و فارسی بخیه آرد  
 سخن نظم میکرد که مختصری در ذکر شعراء فرس ترتیب داده و در شش قدم بر راه عدم نهاد  
 از دست ۵

جانم لب وقت شمار نفس است این  
 بشین نفسی چون نفس باز پس است این



بر یکسختی کشته تیغ نظر افکن  
در خاک کنون طعمه مور و گیس است این  
چون نعش مرا از سر کوش گذر افتاد  
انگشت بدندان شد و گستاخ گسست این  
معز می نیشاپوری گویند سه شاعر در سه دولت مرتبه یافتند که مثل آن در هیچ عصر نشان نداده  
ز دودکی در عهد سامانیان و مخضری در عصر غزنویان و معز می در زمان سلجوقیان شب عید  
سلطان بادرگان دولت پلال عید محبت ناگاه اول چشم سلطان بر پال افتاد خیلی شاد شد  
و با شاره انگشت دیگران راهم دلالت نمود معز می بر سبیل ارتجال این رباعی بعضی ستایند

## رباعی

ای ماه کمان شهر یاری کوئی  
بابر و آن طرفه نگاری کوئی  
نعلی نخل زده از زنجیری کوئی  
در گوش سپهر گوشواری کوئی  
و فاش در کشته بوده این رباعی هم از دست

## رباعی

گر نور سه و روشنی شمع تراست  
این گاهش این سوزن از بهر جرات  
گر شمع توئی مرا چرا باید سوخت  
و راه توئی مرا چرا باید کاست  
محمد الدین بکر نمیش بکسری نوشیر و ان میرسد بکر رفوگر را میگویند و این حرفه با ولایت کسری  
مناجات ندارد که بنجام هم حرفه را یاد میگيرند بکر حاضر شیخ سعدی از آتابک خطاب ملک الشعراء  
یافت بگفتار نفس چاک پیر این دل چنین رفو میازد  
و گر چه چاره کنم عشق یا را لشکر کرد  
به تیغ قدر دل خسته را سحر کرد  
و گر بواسطه زلف غم افشانش  
نسیم عشق دماغ مرا مطر کرد  
بیاد واد مرا آتش جوانی کس  
که طعنه خاک ره او بر آب کوثر کرد  
زهر چکر دول من مرا لامت کست  
جز آنکه محبت شهر یار صدف کرد  
گفتم که چراغ دوده باشی  
افسوس که دوده چراغی

نما

نما

## رباعی

یک عمر چو باد در میان گشتم  
میچند چو قطره مخو جان گشتم  
گشت بگی زلف تو آمد یادم  
همسایه آفتاب تابان گشتم  
میر حاج از سادات جناب دست در قصاید میر حاج و در غزل النسی تخلص میکرد و بنده نقاب از چهره  
لیل طلقان معانی میکشود از منظومات اوست لیلی مخمور مطلعش این است

ای عشق ترا جان طفیلی  
مجنون تو صد هزار لیلی  
ز سینه هر نفسم آه جاگداز آید  
چو آتش که نشیند دمی و باز آید  
محبی لاری از تلامذه علامه و والی است و جامع فضیلت و خندانی در سلک شعرا سلطان  
یعقوب نظام دشت و تازیان شاه طماسپ صفوی در قید حیات بود و توفیق زیارت حرمین  
شریفین یافت و مشغولی فتح بحرین کاشت بر قصیده تائید ابن فارض مصری شری نوشته

## از انفس اوست

بهر تو ام کشند و تو آب نمکنی  
ای سنگدل چه آهنگا به نمکنی  
از برای تو هر کس که شد مرغ سخن  
تو باو یار شدی دشمنش ماند بن  
چون من از رشک نیرم که چو آیم بر تو  
پرسی اول بمن سوخته حال دلران  
محمود سلطان محمود شاه بهمنی قرآن نیکو میخواند و خط خوب می نوشت نوزده سال و نه ماه و  
بست روز سلطنت کرد و طبع نظم و شتایان بایست است

عاقبت در سینه کار خون فاسد میکند  
خفتی بیدل که از الماس نشتر میخورم  
خضر بنود است در بیج متلع عاقبت  
میر و ماین جنس را از جانی گیر میخورم  
آنجا که لطف دوست و بخت مراد  
بخت سیاه و طالع میمون برابر است  
محتشم کاشی در خیل سخن بجان صاحب اعتشام است و در زمره نابینان استاد عاقبت  
شعوی مختصری در معرجه خانان دارد و هرثیه حسین بن علی رضی الله عنهما بسیار خوب گفته

و بدایت بدعت ماتم و نوحه حسین از اهل بغداد در ششمه بحکم معزالدوله دیلمی رافضی است  
موت او در سته هزارم بوده این چند بیت از دیوان او است

بصله ز شیه افگند مشتم آن تیز دیدنها	در آشنائی نگاه تیز تیز آن لب گزیدنها
من خود ای شوخ گنگارم و مستوجب قهر	با من امروز مدارائی تو بی چیزی نیست
تو که داغ تیره روزی شمرده چو دانی	شب تار محنتم را که ستاره چشم دارد
تو ای طبیب ازین گریه گزدر قدری	بران مرخص که کارش ز چاره میگذرد
و آمان سخی بر زده بر هلاک من	اول هلاک بر زدن دهنست شوم
بر غم من تو با اغیار صبح و شام میگری	اگر من می شوم رسوا تو هم بدنام میگری
سرشکر حسن است نگاهی که تو داری	ترکش کش او چشم سپاهی که تو داری

آز مخالص اوست بعد تبیه خزان

نمیدیشد ز خون مردمان مرگان بگویم که رمح و شنگاف اندر کف شاه جهان برزد

مانلی از موز و نان تبریز فارس است میل طبع آزمانی داشت و تخم معنی در زمین سخن میکاشت

این دو بیت از قصیده او است

ای تو کار جهانی شده از جور تو مشکل

لرزد ز جفائی تو دل دوست جهانی

حرومی خواب حسین شاگرد ملا عصام زبان حجر کی است در شعر و انشا سابقه نغز و شبت بند

آمده در سلاک امراء بایوانی و اکبری مشکاک گردید و در شرف خضعت وطن باصل کرد چون

بکابل رسید دست اجل استینا ورا کشید جانب عدم برد از مری این ابیات مری

باز دست خویش کن طره مشکاب

نموده روی بخواب و در بود دست مرا

در دمنیم سر کوئی بلا منزل ما است

شکن زلف بتان طرز شکست دل ما است

ملک قی ملک قلم و فصاحت و مالک از مد بلاغت شهر سخن سرایان و معروف کتب پیراست  
در صغر سن بمشق شاعری افتاد و از قلم بکاشان آمد و ایامی در انجا انجمن سخن گرم داشت  
آخر متوجه قزوین شد و بعد چهار سال سری بدیاردکن کشید و در اینجا پور دامن دولت ابراهیم  
عادل شاه والی انجا گرفت و جوهر قابلیت ملاطوری مشاهده کرده و خضر خود را در جبال انکاش  
در آور و فیضی در عرفیه خود با کبریا و شاه از احقر نگه نوشته در اینجا دو شاعر خاکی نهاد صاف  
مشریانند و در شعر تربیه عالی دارند یکی ملک قی که بکس کمتر اختلاط میکند و مرقه تری دارد  
و دیگر ظهوری که بغایت رنگین کلام است و در کارم اخلاق تمام انتهی دقات ملک قی در کمال  
واقع شد دیوان غزل مختصری از و بنظر آمد خوش لفظ است اما معانی تازه که دارد و تشبیه که  
رکن رکین فصاحت است در کلام او بسیار کم واقع شده این چند جوهر از خزانة ناطقه

### اوست

دلم ز داغ غمت صد هزار جایش است	کسیکه دوست بود با تو دشمن خویش است
آزین مرغ که بیدار دکار محبوب است	اگر وفانماید ستیزه هم خوب است
اگر چه مجلس مستان تهی ز غوغا نیست	ولیک صحبت شان خالی از تماشا نیست
مده رخصت که ریز و خون مردم چشم فشانست	که ترسم در صف مشر رسد وستی بدانست
بروز خشر شهیدان چو خون بها طلبند	تبسمی کن و خاموش کن زبان همه
با احتیاط می عافیت بسا غر نیزه	که سنگ تفرقه خصم پیاله داران است
پیام است عهده ان داشت ستمی	که قاصد دست بر نبض خبر داشت
صلح که دیدم من و غیر درین بود صلاح	زانکه جنگ من او باعث روانی است
صد ستم دیدی ملک یکبار سر کن شکوه	نیستی شرمنده لطفی ز بانگ لال مسیت
عاشق بهوس گرسه و کاری میداشت	جادو حرم چو نتو نگاری میداشت
ای کاشش ملک بوالهوسی می آمیخت	تا در نظر تو اعمت باری میداشت

آو بهلماک من خوش و من ببقای سملو  
 ز خون خویش بر آن قطره می برم غیرت  
 غرض این بود که از ذوق بمیرم ورنه  
 فاریم و در برابر آتش نشسته ایم  
 تا چند غم سود و زیان پرده بر انداز  
 ندارم قوت رفتن بگویش بخت آنم کو  
 ووشینه می بودی و امروز بلاست  
 بآنکه سوزشی پروانه ز دلان گرفتاری  
 سازند بخت بخت درون فسر دگان  
 آب شمشیر شما و شست گرداختان  
 خون چکانست ملک تیغ ستم می ترسم  
 دوش کردی حذر از هم نفسیهای فلک  
 آزان بوعده و صلم هب و ارکند  
 مسیح حکیم رکن کاشی مسیح و سحی تخلص میکند شاعریت عینی نفس در شخص مزاج سخن نو درس  
 خادم طبعیت سخن روح آفرین قوالب کن میرزا صائب ناسن تعظیم برده و گفته  
 این آن غزل حضرت رکن است که فرمود  
 در فن طبابت نیز ید طولی داشت و آثار تخلص خود بطهور میرسانید سالها از مصاحبان شاه  
 عباس ماضی بود شاه مکرر منزل او را بر تو قدم خود برافروخت آخر مزاج شاهی منحرف  
 شد حکیم کم الفتای شاه مشاهده کرده از ولایت برآمد و رین باب گوید  
 گرفتار یک صمد بامن گران باشد سرش  
 و خود را بهدار الامن هندی کشید و در آستانه اکبر پادشاه با سودگی میگذرانید و تازان شاه جهان

مغر ز زیست در این بنا بر که سن التماس نصحت شد نمود و درین رفتن توقیف زیارت  
حرمین شریفین یافت و بایران دیار برگشت اوجی نظری گوید

میان بهنفسان خواستم سیمارا      هزار شکر که دیدم حکیم رکن را  
سفینه سخن از ورطه پر گشت آید      گذر بسا حل ایران فتاد و دریا را  
کمن شراب جوان نشسته طبیعت او      نوید سحر طبعی دهد اطبارا  
ز می مباد و تمهیدت ساقی که رساند      بیایوس صراحی پیاله مارا  
و بعد زیارت روضه رضویه بجا ذبح لوطن متوجه کاشان گردید و فائش در لنگه واقع شد  
کلیاتش قریب بعد هزار بیت است معجون چنین مرتب میازد

اگر خواهی که سخی زور فقر و سلطنت باهم      بچینیهای نفخوری بزنی شکول چوبی را  
سبز پالاست در زیر درخت میوه دار      در پناه اهل دولت هست خواری بیشتر  
در هجر کید و روز صبورم که از فراق      چون شلغ نو بریده ندارم خبر منور

## رباعی

هرگز نشدم بسوزنی باری کسی      وین دیده ندوخت چشم بر تار کسی  
صد شکر که در جهان نیستم هرگز      تحت احنکی بزیروستار کسی  
راست گویم جرم آن جز چشم نمناک من است      گر بپای عاشقی غاری درین صحرانعلید  
پروان صفت اول شب ساز بلامکم      چون شعاع مرادم بسحرگاه مینداز  
پیش کسی که شکوه برم از جفائی تو      او هم بجانب تو شود چون خدائی تو  
در بزم عاشقان چو برآرم ز سینه آه      چون هیزی که دود کند دوزم افکنند  
ماهر شیخ محمد علی اکبر آبادی از ناهران فن و ساحران سخن است واصل هند و لیسر بود معصم  
دامن دولت دارا شکوه مخاطب بمرید خان انجام کار ترک علایق دنیوی گرفت و خود را  
بپایه والامی درویشی رسانید و تا دم و پسین پایی استقامت افشرد از انفاس دست

در عشق جز بمرگ نباشد فراغ ما  
 مراد یوانه دار و طرز عاشق مهربان طفلی  
 در کوی خود به تیغ جفا میکشد مرا  
 و کم بملکه زلف از تعلق آزاد دست  
 گر کینفس ز پای نشیند رو در دست  
 چون صدت گر قطره آبی شود حاصل مرا  
 گهی حریر خوش آید گهی پلاس مرا  
 طاعت ما غافلان هرگز نیاید در حساب  
 بعشق همچو خودی یار مبتلا شده است  
 تصویر خیالت زدلم محو نگردد  
 چه شد که ساخته بیگانه عشقت از خوشیم  
 همچو مردن خطری در پیش است  
 پیری که زمان ناتوانی است  
 ما را حلاوتی نبود از جهان تلخ  
 من از میثابی پروانه فانوس میسوزم  
 خون ماسع صفت زینت دوش و بره است  
 همچو خورشید گزندی ز سر حسن ترا  
 آسم کل مشوش گفته و بر خولش تن بهال  
 ز داغ عشق تو حاصل شود سیه روزی  
 نسبتی هست دل تنگ مرا با دهنست  
 هرگز دل از نگفته مکرر نمی شود

غیر از کفن که پنبه گذارد بداغ ما  
 که برگ گل نمیخواهد ز ندویوانه خود را  
 جانم فدای او که بجای میکشد مرا  
 قفس خلاص کند مرغ رشته برپا را  
 جز گرد با دس نشود همنفس مرا  
 از گلو تا بگذرد گرد گرد در دل مرا  
 قرار نیست چو سوزن بیک لباس مرا  
 کی رقم دزنانه اعمال گردد فعل خواب  
 بلای عاشق بیدل یکی دو باشد است  
 عکس تو در آینه من نقش نگین است  
 بس است اینکه مرا با تو آشنا کرده است  
 چه قیامت سفری در پیش است  
 خاکستر آتش جوانی است  
 بهیتم در جهان چو زبان روان  
 که در پیراهن یار است و گرم جتو باشد  
 این نه خونی است که در گردن قاتل باشد  
 چشمم بد هم برج خوب تو حیران گردد  
 از جامه که هفته دیگر کفن شود  
 چو دوده که ز نور چراغ میگیرند  
 بکتاب لبخند تا دل من بکشد  
 حرفی است خامشی که مکرر نمی شود

آرام ابد سید بد کسیر شهادت  
 شب داغها ز وعده جانانه سوختیم  
 سیاه صفت مضطرب کشته شدن باش  
 صد شمع از برای یک افسانه سوختیم  
 پار بود از من و هم سال از آن در گریست  
 تا نصیب که شود سال دیگر صحبت او  
 میلی بر روی میرزا قلی از اترک بود و حسن و خلق سخن داشت و از روز عشق آگاه بود  
 و طبعش در نظم شگفته و دوخواه صاحب دیوان مست طرز و سلیقه شعر آفرینان دارد که اگر چندی دیگر  
 زنده میماند کثرتی را از نام کاران زمان او دل از سودای شعر سرود میشد سالها در خدمت نوک  
 خان بود و در مرج او قصاید دارد و آخر میگویند که بحجت بدگمانی بفرموده خان مذکور چیزی در  
 کاسه او کردند تا از هم گذرانیدند وفات او در مالوه شد این اشعار از دست  
 بسکه هر دم بفریب زره دیگر گذری  
 نه آشنا و نه بیگانه نمیدانم  
 بیقرار است دل اندر بدن کشته عشق  
 امتحان نام نهد دل سستی گر تو کنی  
 جان بغیرم رحلت من بشا و نفعی که دل  
 در فرات زان نمی میرم که ناید در دولت  
 تنم از زخم دل آن نیم جان صیدی که بر قار  
 یار خواهد که بمرگم شود آسوده و من  
 تنم و دل خرابی بتوی سپارم او را  
 دم آخر است دشمن بمنش گذار یکدم  
 ساز و خموش تا من حسرت خروده را  
 بطفه وعده وصلی که داد غیر مرا  
 بهمان در میان با غیر حرف قتل من و آری  
 به چاکس بر سر راه تو در گزینش  
 که احتیاط چنین را کسی چه نام کند  
 دیگر از یار ندانم چه تست دارد و نه  
 خویش را چند باین حیل شکبیا دارد  
 در و چندین ساله امید در آن یافست  
 کین ستم نادیده روزی چند با هم رخت  
 ترحم میکند صیاد و سبیل میکند زودش  
 شرمساری برم از محنت جان کندن خویش  
 بچه کار خواهد آمد که نگاهدارم او را  
 که بصد هزار حسرت بتو میگزارم او را  
 گویش نموده ام سخن ناشنوده را  
 ز سادگی سبب انتظار من شده است  
 که سویم گوشه چشمی در آشنائی سخن داری



بوقت گفتگو بچم روی بر تابی و من خود را  
 پس از عمری چو بشنم صد تقریب و در پیش  
 تیا به پرش من چون امید صحت نیست  
 بغایتی هوس گفتگوست با تو مرا \*  
 تو با رقیبی وسیل تفاضل داری  
 مینمایم خویش را و ابسته از سودای او  
 چه شد که میگذری حشمانه از میله  
 ببالین تو آن عیسی نفس می آید ای میلی  
 کسی اگر سبب وصل یار من شده است  
 غافل بمن رسید و وفار ابهانه ساخت  
 تا از جفای او بر هم خون من بر نخت  
 و سپلوی اغیار بهر سونظری داشت  
 غایت ناکسیم بین که باین رسوائی  
 بخت بد بین که میلی نکند غیر جفا  
 ز دیدن تو دلم لذتی برد که فلک \*  
 بی اعتبار پیش تو خلقی بجز هم عشق  
 ز بدگمانی خود شر سار خواهی شد  
 ز و تسلیم کن جان بخد گش میله  
 شب که بزم خوشی تن دیدن خراب را  
 دگر ز دست تو آسوده دست و مید انم  
 چون کنی دو دم نگاهی کن و بهر احتیاط

دهم شکین که شاید گوش بر آواز من داری  
 سخن از دعائی من کند تا زود بر خیزم  
 بحال مرگ مرا دیدن از محبت نیست  
 که تاب خامشیم با وجود حیرت نیست  
 تفاضلی که کم از صد نگاه حسرت نیست  
 تا فریب عشق من کم سازد استغنائی او  
 مگر بتازه کس را شکار خود کردی  
 که از شوق قد و دمش مرده صداله خیزد  
 ز سر گرانی او شر سار من شده است  
 افکنده سر به پیش و حیار ابهانه ساخت  
 بی رحم بین که ترس خدا را بهانه خست  
 گویا ز نهان آمدن من خبری داشت  
 اگر از یار پرسند مرا نشان \*  
 خرد سالیکه وفار از جفا نشان \*  
 نفوذ باله اگر فکر انتقام کند \*  
 بیچاره میلی از همه بی اعتبار تر  
 مباحش اینهمه در بند استخوان با من  
 دست و پائی زن و از عمر می لذت گیر  
 رفت برون ز مجلس و کرد بهانه خواب  
 که غیر بی نبرد لذت خندنگ ترا  
 رشته می بندد بر پام رخ دست آموز را

با آنکه بپرسیدن مآدمه مردمیم      گایاز که پسریدر خانه مارا  
 باغیر نشینی و فرستی ز پی ما      آنرا که ندانده کاشانه مارا  
 منظره‌ی کشمیری صاحب دیوان است از طرف اکبر پادشاه در وطن خویش بختی متعین  
 بود از دست

ندای آینه گروم که دستان مرا      درون خانه بگلگشت بوستان دارد  
 محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی سر آمد اولیا و کرام و صوفیه عظام بود و مذہب جنبی شاد  
 ماوای کمالات طمیع و علمیه دیوان شعر فارسی هم دارد این ایات از دست  
 گریانی لب بر تربت ویرانه ما      بینی از خون جگر آب زده خانه ما  
 شکر بند که غمزدیم و رسیدیم بدست      آفرین باد برین بهت مراد ما  
 محی از شیخ تجلی جانش میبوست      دوست میگفت ز بی بهت برادر ما  
 تہی بدوست ندادم هیچ رگ زدی      بگوشت ساخته ام چون مال بی تری  
 معین الدین سخری چشتی زبده اولیا و قدوه اصفیاست از غایت شهرت محتاج ترخیص است  
 دیوانش بلاخط در آمد این چند بیت از باجاست

ز پیش خویش بر افکن نقاب دعوی را      بدین بیدہ صورت جمال حسنی را  
 آہ ترا بر طور دل پر دم تجلای دگر      طالب ید ارقو ہر خط موی ساسی دگر  
 من چو گویم کہ مرا ناطقہ در ہوش آمد      بر دم ضابطہ عقل فراموش آمد  
 نکند تا دوش دلم گفت و شنید از لب یار      کہ نہ ہرگز بزبان رفت نہ در گوش آمد  
 محمد الدین بغدادی از کبار اولیا است مرید شیخ نجم الدین کبری بود این رباعی از دست

رباعی

فردا کہ شود مدت عالم کم و گاست      سر باہر از خاک بر آید چہ راست  
 بیچارہ تن شہید من غرقہ بخون      از خاک سر کوئی تو خواہد بہر حاجت

محمد الدین

محمد الدین

معین الدین

محمد الدین

محمد غزالی طوی سر حلقه دشمنان و سر دفتر مرده کمالان بود مصنف کیمیای سعادت و  
احیا علوم الدین و دیگر تالیفات نافهت پنجاه و چهار سال عمر یافت و در ششم چهر  
رحلت کرد از دست ۵

ما جامه نمازی بپوشیدم کردیم      و ز خاک خرابات تیمم کردیم  
شاید که درین میکده دور یابیم      آن یار که در صومعه گم کردیم  
ملک مشهدی در منتخان شاه عباس ماضی منسلک بود این ابیات از دست ۵  
اگر بسیر چون میروی قدم بردار      که همچو رنگ خنایر و دهبهار از دست  
از اول عمر میتوان یافت      کین فتنه آخر الزمان است  
سیاه از خانه بیرون کوچه بیت الحزن باشد      نینخواهم ترا بیند کسی گو چشم من باشد  
ملک طیفور اندجانی در عهد شاه طهماسب بود بقرون آمد و بشقابازی و هرزه گردی  
میگذرید از دست ۵

امروز صبا گردیده یار ندارد      شاید که در آن رگبازی چشم تری هست  
توید آمدنت میدهند هر روزم      تو فارغی و من از تهناسرم سوزم  
تاله من شده گریه باعث در دهر تو      دست دل گیرم و بیرون روم نکش تو  
مشفق هر وی در غلامتولد شد و در عهد اکبر پادشاه بهند آمد از دست ۵  
ز مستی دشت قصد بشین چشم شملایش      قدش بر فاست بر غنر و زلف فاد در شاه  
مانی شیرازی بترب شاه اسماعیل صفوی مخصوص بود قبرش در خوابست در وقت شهادت  
غزالی گفته مطلعش نیست ۵

مرا بجز بکشتی طریق داد این بود      ز باد شایب حسن تو ام مراد این بود  
همیشه دل غم بر دل حزین بوده است      گلی که چیده ام از عاشقی همین بوده است  
کسیکه بهر تو میرد چراغش باشد      که چون تو سر و قدی غل تمش باشد

محمد غزالی

ملک مشهدی

ملک طیفور

مشفق

مانی شیرازی

بر کاکلت گره مزن ای سرونا ز من کویه مسازرشته عزم دراز من  
منصف طهرانی عادل شاه دکن محمدانی ست در زمان شاهجهان بادشاه بهمنده بون  
برگشت از وی ست

باز شتی عمل چکند کس بهشت را ماتم سرست خانه آینه زشت را  
همچو کوه از خاکساری بر زمین چسبیدم میتوان دریافت از افتادگی روز مرا  
تا کی صدای گریه رسانی بگوش خلق یک کاسه آش می پزی و شور میکنی  
مسیدخان خواجه دیوان و دفن نظم موسیقی مهارت تمام داشت از اعظم امرای مملکت بود  
در دولت شاه طهماسب صفوی خدمات شایسته کرده و در حق دباقرین نظم روا داشته  
ناگاه از دیوان قضا بسیار رسید و مردم از آزارش نجات یافتند این بیت از ویست  
گذشت عمر و ز غفلت من آید بستم که هیچ توبه نکردم که باز نشکستم

رباعی

آراسته آمد و چه آراستنی دل خواست بشوید و چهل خواستنی  
بنشست بی خوردن بخاستن قصص ہی چه نشستنی چه برخاستنی  
محمد بیگ دغستانی لاله کو بهار محمدانی ست ملازم شاه عباس ماضی بود و شاعر معنی ساسا  
از ویست

چنانچه سایه شود محمود میان دو شمع ز جبار دم چو بایینه رو برو گردد  
مغلسی تو که حموره سخن رسی ست از سادات مشهد بود ناگاه بجنبه باور رسید دیوان  
گردید از ویست

ای ورق رخ ترا سیم کی و لام دو وز رخ و زلف تو مرا صبح کی و شام دو  
گفت که بوسه از لبم نسیه و نقد چون خری گفتم اگر کرم کنی نقدی کی دوام دو  
مسلمی چو بوسه بدال و ش بود و صاحب سخن خوش این مطلع از ویست

خال و نقد دلم از دیده روشن کشد      همچو دزدی کو متلع خانه از روزن کشد  
 مشتری مهر سپهر سخن گسری است از شعر از نامور استر آبا دست و معاصر جامی از دست  
 ساقی اگر سیم زهد در هوای گل      دست من است دهن ساقی و پای گل  
 مومن عبدالمومن شاعر خوش سخن است بر مزار جامی مجاور بوده از وی است  
 درواکه در عشق تو گفتن نمیتوان      این درد دیگری که نهفتن نمیتوان  
 ملا محمد برادر کوچک مولانا جامی بود و میفروش مصطفی نیکامی از دست  
 بام بر آ و جلوه ده ماه تمام خویش را      مطلع آفتاب کن گوشه بام خویش را

## رباعی

این با ده کن بقیه بلب می آرم      فی از پی شادی و طرب می آرم  
 زلف سیه تو روز من کرده سیاه      روز سیه خویش لبش می آرم  
 مجنون مشدی قیس وادی سردی بود از خوشنویسان نامی و معاصران جامی است میگوید  
 بو عظمیر و مزار از میگریم      بدین بهانه ز هجران یار میگریم  
 مجتبیائی شیرازی ما بر این نکته طرازی است و شاعر مشاعر و نکته پرداز این دوبیت  
 از دست

سر و مجلس عشاق آه و افغان است      در و پیاله لبریز خشم گریان است  
 خیال بوسه بران گردن بلند میند      لبی که میرسد انجالب گریان است  
 مستقیم میرزا مقیم کنابدار صفا بانی صاحب طبع بود این شعار از دست  
 بسکه ز آمدن پیغام چک خون نیاز      از دلم تا بدل یار خیابان گل است  
 از تو ای ناله بر شکیم که در غایت شوق      بیشتر بر سر آن کوئی رسیدی از ما  
 مدحوش میر مبارک خان افغانی از آدمی زادگان حویزه در زمان شاه سلیمان بود و شاعر  
 سراب پوش و طراح سخن پر جوش و خروش است میگوید

مستحق  
مومن  
شاعرمجنون  
مجتبیائی

مقیم

مدحوش

عشق آن روز بسر حد کمال انجامید که پدر عاشق فرزند شد و غارنداشت  
 ماهی تبریزی از صحبت عالم تبریز رنجیده بشیر از رفت و از امام قلیخان والی انجاریات  
 دیدار دوست

سوخست جانم حسد خار سر دیواری هم بصحرایش سری هم بگلستان نظری  
 نیکویم که بر بالای چشم نیست ابروی ز بار حسن خم گردیدش این ترازوی  
 میر حمله بنصب میر غشگی شاه جهان پادشاه سرفراز بود و آخر ترک اختلاط کرد و خانه نشین  
 شد و این بیت گفت

کناره جوی ازین مشت استخوان شده اند سگان آن سر کو خوش مزاجان شده اند  
 میم شاه میم شاه سلیم بود از مریدان شاه برکت آمد ساکن باره و در دلی میگذازند و با  
 میر آزاد و بکر امی رابطه آشنائی داشت از دوست

خو استم دست زمهرای جنون بردارم خار دامان گرفت آبله در پافستاد  
 آنکه از دیوانگی مست و زهرایم کرده است حلقه زنجیر از موج شرابم کرده است  
 مسلسل غمتائی دل بدامان ست از چشم بدست مردمان تشنج مرجان ست از چشمم  
 معنی محمد سیح بن سبیل سیح هند فصیح عهد بود از اجل تلاطمه آقا حسین خواستاری ست در  
 اصفهان بزم آرای اولی الالباب بود و شمع محفل زمره احباب تا آنکه رحل اقامت بشیر از انداخت  
 در علوم عقلیه و فنی بود و شیخ علی حنین ترجمه او در تذکره خود تفصیل نوشته و قصیده مرثیه خود  
 که در حق وی گفته آورده در عربی سیح و در فارسی معنی تخلص میکرد و این چند بیت از دوست  
 شمع زرد از دست تو بر سر گل داعی روشن نشد از پر تو حسن تو چراغی  
 غم نیست اگر دل غم بسیار ندارد این لیکه بن عیش سر و کار ندارد  
 از شرم گل روی تو چون رشته گوهر از دیده نگاهم عرق آلود بر آید  
 چنین لبست که می بایدم جدا تو ز لبست و گر کجایت شبهای انتظار سپرس

تر شکب نیم شب چون گوهر مقصود میگردد  
 گر فقا ر ترا چون جوهر شیر از حیرت  
 ز عذر کرد با منی خجالت بیشتر دارم  
 یکشب بکام شوق در آغوش خود مرا  
 محمد گیلانی بفضائل حمیده آرسته بود و بنفون عذیده پیرسته در شاعری سلم اقران و مشکل  
 پسندان هر دیارست میرزا صاحب گفته اگر چه شعر کم دارد اما آنچه دارد منتخب است از دست  
 دل روشن بتقریب هوس عشق آشنا گردد  
 طبع خواری قناعت سر بلندی با می آرد  
 فی بکار خویش بهشم نی بکار دیگر  
 بر تربت شهید تو ای گلعدا ز نیست  
 ما هر محمد سعید گیلانی رشتی علی حزمین او را در رشت که وطنش بود در حالتی که عمرش از نهشتا مال  
 در گذشته بود دیده شوری در دل داشت و همچنان سرگرم شاعری بود و با آنکه اعی شند نظراتش  
 کتاب فضیعی بنظر آید اشعار بنحید و روان بسیار داشت از دست  
 شب وصال نبود آنقدر که دانه یار  
 در بزم سخن خنجر مژگان بستم غم  
 فواره آتش شودم آه جگر سوز  
 عمریست که در انجمن وصل تو چون شمع  
 مختار ملا مختار بهماندی ستوده اطوار آرمیده روزگار بود از تلامذه علی حزمین است از دست  
 کی بکشتن آرزوی وصلش از دل می رود  
 بنور پر تو خوشید آشنا نشو  
 مرا ز آتش و آب این نصیحت است بیاد  
 باین امید من هم دانه بر خاک میریزم  
 سخن از ناتوانی بر لب اظهار می چید  
 بخود تسبیح من از شرم استغفار می چید  
 میخوایستم ز دور تا شنا کنم نشد  
 اگر خواهد که آب آتش شود اول هوا گردد  
 بسر گل تا توان بودن چرا کس پا گردد  
 چون چرخ روز میوز و در این زندگی  
 شمع که رشته اش رگ ابر بهار نیست  
 بدست دل بهم و دامن سحر گیرم  
 خاموشم و خون میچکد از تیغ ز بانم  
 برداری اگر بهر خوشی ز دبانم  
 می سوزم و یک حرف نیاید بزبانم  
 روح من چون سایه از دنبال قاتل می رود  
 فریب خورده این گرد آسایشو  
 که با مصاحبان جهنم آشنا نشو

محمد گیلانی

نما

نما

ما علی قلیج خان بیگ از الوس شاموست از اقربای علی قلیخان اینک آقاسی شاه عباس  
 ماضی از جانب او داروغه آنکه ری بود و او را شیخ الاسلام حکام میگفتند از دست  
 نسیم صبح بر مجروح نیش بست  
 نوادگر گوش محزون بانگ فوج بست  
 گهر در چشم محنت دیده تنگ بست  
 مقیمی حسن بیگ از طرف پدر ترکان و از طرف مادر از اقربای جهان شاه بود این اشعار

## از دست

مرا افتاد و دل آتشی از جای کنز خیرت  
 نذار و بیم از هجر تو جان درد فرودم  
 نمیخواهم که چشم غیر بر خاک ستم افتد  
 ز بسکه گفته دروغ از زبان یار بمن  
 که میدانم که درد اشتیاق میکشد ز دلم

## رباعی

افسوس که ابل خرد و هوش شدند  
 آنانکه بعد از بان سخن میگفتند  
 وز خاطر یکدگر فراموش شدند  
 آیا چشنیدند که خاموش شدند  
 محوی عبدالعلی نام در ایران کسب کمالات کرده و در شانه بند آمد و از میرزا تهم صفوی  
 التفات بی غایت یافت و در شانه قدم در کوچه خاموشان گذاشت از دست  
 خواهم ز بتان شعله داغی بلند برد  
 رهی در پیش دارم کاخ عمرست انجاش  
 این هم دل من نیست که با من گذارند  
 که در دام آدم صیاد غافل ان خبر کردم  
 خواب گرفت در چمن قافله نسیم را  
 معروف تبریزی طبع نظم داشت این شعر از دست  
 وقت اجل ناله از رفتن جان بست  
 از یار جدا میشوم این ناله از ان است

من

من

افسوس که ابل خرد و هوش شدند

من

من



معلوم محمد حسین بیگ تبریزی خوشگوست میگوید  
 جواب نامه ام از بس زجانان دیر می آید      جوان گریه و دقا صد بکوش پیری آید  
 موالی هملش از قصبه تون ست شعر بسلیقه میگفت از دست  
 بسویم یک نظر ناکرده دهن بر کشید از سن      نمیدانم چه بکردم نمیگوید چه دید از سن  
 مجدالدین دایه در مراتب سیر و سلوک پای عالی داشت و دلش از خیالات غیر خالی در شده  
 در بغداد وفات یافته و در مقبره شیخ جنید مدفون شده از دست  
 هر سبزه که در کنار جوی رسته است      گویی از رخ فرشته خوی رسته است  
 تا بر سر لاله با بخواری نه نمنه      کان لاله ز خاک ماهر و می رسته است

## رباعی

صحرای گل و لاله بسیار رسته اند      در عیش فرو دو و زغم کاسته اند  
 در خاک عروسان چمن خفته بدند      امروز قیامت ست و بر خاسته اند  
 مسرور آقا رضی در کمال آرام و آهستگی و نهایت بی تعلقی و وابستگی بسر می برد طبعش  
 خالی از امتیازی نیست از دست  
 امی ساکنان کوئی خرابات نمته      من میروم بکعبه شمار ادعا کنم  
 فیضی عجیب یا نسیم از صبح به بیند      این جاده روشن ره میخانه نباشد  
 مخلص میرزا محمد قمی هملش از قریه فراق ست طبع سوزون داشت اما اشعار مست  
 کم دارد از دست  
 تحمل اچسان بروی تو نسبت ندکسی      تو شمع آفتابی و او شعله نمنه  
 گفتی که از من آنچه شنیدی بکس گو      حرفی نگفته که تو ان گفت با کس  
 مشرب فی نوکری مشرب بود آخر ترک تعلق کرده بنامی شعر نهاد و شاعر مذہب گردید  
 از دست

گردن شسیدان تو چون روز جزا حج معلوم شود و سعت صحرای قیامت  
مفرد اوقات بعلچی گری میگذرانید و از شوق نعل در آتش بود و آخر الامر بخت امر  
میل کرد و نزد آقاخان وفات یافته از دست سه

بجو و از عمر مرگ گرفتار شدم دیگری یاد تو میکرد و من از کار شدم  
موسمن یزدی شاگرد میرزا جان شیرازی ست در انواع کمالات یگانه و با خواص آشنا  
و با عوام بیگانه این رباعی از دست سه

مومن ببدنی نیست کسی مانندت وین طرزه که خلق نیک بخوانندت  
یکچند چنان بدی که خود میداندت یکچند چنان باش که میداندت

میرزا مقیمالی بخاری نصیر آبادی جوانی بود در کمال مردمی و در روشی و در نهایت نشینی  
و صافلی. ا. ح شاه سلیمان صفوی ست این مطلع پیش او خواند و پسند افتاد سه  
پیرایش نیست ما را خاطر از بی برگ باریها چو گل یک غنچه دل داریم و صد امید و آریها

وی در عهد خلدیگان بدگفت. و در عصر فرخ سیر سیف الدوله عبدالصمد خان ناظم لاهور پست  
و صد سال عمر یافت و در گذشت صاحب یوان ست از وی می آید

بی خبر دم چمن شوخی نیرنگش را غنچه گردیدم و گل گشتم و بو گردیدم

مختص اندام چتری لاهوری الاصل ست مخاطب برای رایان شاگرد بیدل و مزی  
آرزو در دولت قالب تپی کرد و کمال اعتماد الدوله قمرالدین خان وزیر بود از وی می آید

ز حال بیل سکین نداریم اطلاع اما بیای گلبنی دیدیم شست استخوانی را

با ببلان شراب فنان میشدم و سه نگذشت فصل گل بچمن باغبان مرا

گلشن چند سدی دیدم و فریاد سر کردم که یادم داد رنگین صحبت یاران بوزن را

برد سودای سوزگفت تو از خولیش مرا سفری دور و دراز آمده در پیش مرا

گرد باد آینه غیرت احوال تو بس آرمیدن همه گر خاک شوی دشوار ست

۱۰۱

متین شیخ عبدالرضا فی اصفهانی صاحب رایی رزین و سخن متین است سلسله نسبش ممالک  
اشتر میرسد مری در ویش سیرت قانی مشرب بود خلق و شکستگی بدرجه کمال داشت و صحبتش  
جانشینان را سر بایه سرو می افروزد از معاصران میر آزاد بلگرامی است ترجمه او در خزانه  
عامه تفصیل از انشای متین مرقوم است با نواب شجاع الدوله بسمی بر دو فائش در حلاله

واقع شد از وی می آید

چون شمع صرف زنبه کس ز کین ما	آتش زبانه یکشد از آستین ما
چشم او انبار دل از بیم بوانی نکرد	دزد و پنهان نیکند چندی متلع برده
خاطر مار از هیچ امید بیست خطاست	باغبان کی بسته می بندد گل پر مرده
تبد غیر قفل مانع دل بردن تو نیست	از پاسبان حذر نبود دزد و خانه را
اندک ای خاره ادا که سرخچ من	صرف در چاک گریبان شدد من نسبت
چند راز و جزا تا باب سوال است و جواب	نقوان با تو سخن گفت قیامت این است
هر خطه کبش سر زبانه آوری ای شمع	فرد است درین بزم که نام من تو نیست
از گداز غنیمت خیار غلام اکسیر شد	شدیشه تن را اول غلگی گل حکمت گرفت
آدم از روز ازل خورد و فریب شد شیطان	هر که او باز می شیطان نخورد آدم نیست
بدل نقش ولای سرور آخر زمان باشد	عقیق من بنام خاتم غمخیزان باشد

میرزا سحر الدین از تبار زه عباس آبا و اصفهان است با ابراهیم شاه برادر زاده نادر شاه  
صحبت او گیر افتاد و چون نوبت سلطنت با ابراهیم شاه رسید نیز از مختار کل گردید و بتقلب  
روزگار مجید را با آید با آزاد ربط تمام داشت در حلاله در او رنگ آبا و جدت کرده این

ابیات از وی است

چشم از نیم درم شاید برو ز گاری	آید بدیده من از کوی او غبار
در خیال تو چو از خواب گر آن بر خیزم	بچو آینه سر پانگوان بر خیزم

نسخه خطی  
از کتابخانه  
موزه و کتابخانه  
ملی

شادم ز قرب بعد که تا قطره از محیط ۴ دوری بگرد و باز نیاید گهر نشد ۴  
 مرشد ریز دجودی مرشد سالکان جاده سخن است و صاحب تقنین قرائن این والا فن از  
 وطن خود برگراستی شد و رفتند بار جاذبه التفات میرزا غازی عقال پایی او گردید و در آن عقبه  
 کرسی نشین عزت گشت و مرشد خان خطاب یافت و بعد شهادت او بار دومی جهانگیری وصل  
 شده با هماتجان بهرمی برد و در نشین والفا از لباس محضری برآمد زبان خوبی دارد و سخن  
 بقدرت میگوید و پوشش محتوی بر قسام شعر است این چند بیت از طبع بلند است ۵  
 گیرم که روز حشر سر از خاک گیرم  
 آن دید که کوه کجاست قاتل نظر کنم  
 تن آن مرغم که گریاری نایبخت ناسازم  
 بود تا گوشه بام قفس معراج پروازم  
 طره دلبر نیم تکی پریشان زیستن  
 چشم عاشق نیستم تا چند حیران زیستن  
 کاش اجزائی وجودم بگسلد از یکدیگر  
 تا دوروزی جمع گردد زمین پریشان زیستن  
 بسیار ز حد میگذرد گریه محاسن  
 دل سوخته در پس دیوار نباشد  
 بی سبب مرشد ز طورین شکایت میکند  
 اینقدر آخرنمیداند که من دیوانه ام  
 جوان ز بسکه شاد از فیض ابرعالم پیر  
 شکوفه ریزد از شلخ بر سر پنجه پیر  
 همان بزرگ گل افتد خاک سایه گل  
 ز بسکه لطف هو اگر دور زمین تاثیر پیر  
 هوا چنان بر طوبیت که از زبان تا گوش  
 چنان ز لطف هو گشت طبع آتش تر  
 آجی پیشیم بس نشیب است و فراز رباعی  
 که شعله چون می گدازد بگذرد ز حریر  
 چون ناله زار عاشقان پست و بلند  
 کز انجاش خبر ندارد آغ از  
 مطیع تبریزی طوطی بی بدل و مطیع استاد ازل است میرزا صاحب مصرع اورا قسم میکنند  
 چو ناله زار عاشقان پست و بلند

و میفرماید ۵

جواب آن غزل است این که گفته است مطیع کلب کعبه و تخان و غزل دارم

سطح تجارت پیشه بود و از دیار خود میسر خراسیده روزگاری هفتاد و شش طره اشعارش

پیرایه عارض ورق میشود

آه که مرا ز دل پر در بر آید چون شنا همسواری ست که از گرد بر آید  
چو وسعت عدم در خیال می آید ز تنگنای وجودم ملال می آید  
میر محسن رضوی شهبی از افاضل عمدا که پادشاه ست گاهی بشعر طبع آزمائی میکرد

از دست

نخواهم مهربان با خوشنیتن در پیش افیاش کمی تو رسم که غیری بیند و گردد گرفتارش  
دل بر دامن سر و قدی غنچه دهانے رسوای جهان ساخت مرا تازه جولانے  
موجی قاسم خان بخشی از امر از ذنون بود شعر را خوب میدانست و میگفت در منتخب التوائج  
گفته منوی در تتبع یوسف زلیخا شکبر بخش هزار بیت دارد آخر عمر ترک نوکری کرده و  
استغنا نموده گوشه عزلت گزید و چه خوب کردی اگر از شاعری نیز استغنا گفتی  
وفات او در آگره و در ۹۰ اتفاق افتاد از وی ست

خار باد غم چمن دارد سرگران مارا بیاساقی و از عنمای عالم و اربابان مارا  
ساقیاتا کی زدوران شرح به حالی کنیم شیشه پر کن که یک ساعت دلی غالی کنیم  
میر معصوم پسر میر حیدر معالی گاشته و برادر میر سحرست صاحب بن ثاقب و به طرح  
ابو طالب کلیم و میرزا صاحب بود با حسن خان حاکم هرات بسیر برد و در عهد شاهی جهانی قصد هند  
کرد و در نواحی بنگال افتاد عظم خان ناظم بنگاله میرا با عزاز و احترام پیش آمد و لوازم  
قدشنامی تقدیم رسانید سکو سخن باین خوش عیاری رواج میدهد  
مرا کشایش خاطر نه از کلمات است کلبه قفل و لم بره بیابان ست  
آهی که همراه موافق ز جهان میطلب آنقدر باش که عفا ز سفر باز آید  
خراب هست خویشم که صبح چون گردون گر آفتاب بدستم فتاد شام نماند

میر محسن

میر محسن

میر معصوم

نام قاصد چون برآمد قالب من شد تهنی  
مرغ روح من جواب نامه دلدار بود  
حرام باد بمصوم ذوق عشق اگر چه  
بغل کشاده در آغوش نیست تر نرود  
آن خال غنبرین که نگارم بر وزده  
دل می برد از آن که بوجه نکو زده  
کسیکه گلشن کوی تراود دل کند  
اگر بگفت گل بر خور و صدل کند

نمناقص نیز از محمد از عالمی تماشای خطه کاشان است قیاس صحیحش نتیج مضامین تازه و کلام  
ماییش فیه علاوت بی اندازه مرده هوار نیکو خصال بود طبعی سخن آشنا و میلی مفرط بشعر داشت  
حزین گو یا شاعر خوب دارد و بلیقه اش در شعر قصوری ندارد و لیکن چون از سرایه دشمنان  
عاریست اگر او را تربیت فاضل فیض گستر فراسیدی و نفس او را کیفیتی حاصل آید از فارسی  
مضامین گسترگی گشتی بوسیله بعضی قصایدش محدوسان شالمو او را از کاشان باصفهان  
مطلب فرموده رعایت نمودن در آن شهر بود و بار اقامت نشاء و سپس شد تا آنکه دواغ جهان بی  
نمودنتی و دیوان غزلش بنظر رسید سیر تماش از تنگی فرصت اتفاق نیفتاد چند بیت جماله انوت

### فر اگر فتنه شد

کر و بجای دلم از خستنه جانانه جدا  
دست مشاطه آبی شود از شانه جدا  
نظر بنامه این خاکسار نیست ترا چه  
دماغ خواندن خط غبار نیست ترا چه  
چه لازم در مقام بحث با دشمن میان بستن  
نمی باشد سلامی بهتر از تیغ زبان بستن  
چگونه خواج بهسم سخا علم گردد  
که چون سوال کنی خاتم اصم گردد  
بآسانی نکردم قطع راه زندگی مخلص  
بسی افتادم و بر خاستم از خواب بیدار  
تا چون قلم سخن بزبان دیگر کنیم  
چون کار ما محرف رسد گر پی کینیم  
این خوار می که بر سر کوی تو میکشیم  
قدرت بجان نشد شهر در عالم بر عنائی  
هرگز نشد که نقل بجای دیگر کنیم  
چون گرفتاریت شاعر و خطاستی کن  
تخلص بیشتر شهرت کند از نام موزون  
تا کسی مضطر نباشد که فرو شد خانه را

هست تا محشر با پی بگینا پی یک قدم  
ای نور دیده حب وطن در دل توست  
منظر خان از شعر و آه انجیل هست شیر خان تو صیفش بسیار کرده و این دوست شعر  
از وی آورده

منظر خان

جلوه ده بار و گرفتار است رعنا ای را  
گر در زلف کشاد و کمر طیش به بست  
چه شود اگر ز کرم بر سر طوبی نگهم  
اگر هست منظر سر با بوسه یار  
حسن را همچو من از کرده پشیمانی هست  
خاطر نازک من بار تغافل نکشد  
عند لیب گل رخسار تو گردیم کز و  
بجنده سینه غنچه و من بی تو  
تو و نشاط می و یار و عشوه و مطرب  
چنین که ناله در آغوش کرده مارا  
سخن روان هم گویای حسن عشق تواند  
محمد مسیح کاشانی از فضلای نامدار خطه کاشان بود اشعار فارسی بسیار گفته از انجیل این

## چند بیت

بلبل گل نشان دهد از رنگ و بوی تو  
رفتی ز بزم و رنگ بر رخسار ما شکست  
ناله و امن پھر اغ دل پر داغم زد  
از بسکه دلم در ره شوق تو نفس سخت  
پروانه با چراغ کفت جستجوی تو  
همچون جناب شیشه دل بی شکست  
باد نگذاشت چراغان کنم این صحرا را  
از ناله من زمره در کام جرس خست

محمد مسیح

موسوی بخان میرزا محمدالدین محمد از اجله سادات قم و چراغ دو کومان امام مقیم است و صفه  
 دو سال در علقه درس آقا حسین خوانساری تلمذ نمود و جاده عقلیات و نقلیات نور دیدن  
 خود را با قصی حد و کمال رسانید در شانزه اشرف بهندوستان آور و خلد کان بتزویج  
 و قمر شاه نواز خان صفوی و سلف ساختن با خود فریق عزتش برافراخت و بدیو الی محبوب  
 ممالک دکن کامیابی اندوخت سال تولدش شانزده سال وفات ساله بوده اول فطرت  
 تخلص میکرد و آخر موسوی قرار داد و خطاب خانی هم برین تخلص گرفت این چند شجره از حجاب  
 دیوانش میگذرد

چیز یاد تو مشکری دل نداشتد ندارد	این شیشه می غیر پر یزدان ندارد
ناباشد آشنای در جهان غیر از منی نابم	اگر در خانه خود نیستم در عالم آیم
تو تو به ایام کشته شد ای بحبام کن	ساقی عیار ناقص ما را تمام کن
بدل انگند آتش باز زلفت غمزمین مونی	چراغی نذر این بجای آورست بهندی
چه خوش باشد که بشایم بر دیش چشم گر بانی	کشم در رشته نظاره مرور اید غطانی
نظر برگریستانه گردش میکردی	شراب جلوه در ساغر آغوش میکردی
تیره روزم پستی اقبال معارض من است	چون نمکین روی زمین سر کوب یوازی است
شراب با گل متاب نشه بیش دهر	لبش ز خنده دندان نما بود مرا
با هیچ سلسمان نظر جسم ندارد	ششیر نگاه تو مگر کار فرنگ است
اینگد از بی غنی کشت مرا چیزی نیست	زنده ام کرد بیک حزن قیامت است
در قتل مانگر دکی انتظارت تو	کو تا بچی که بود ز غم دراز بود
نمیباشد نگین قیمتی را نقش در طالع	هنر هر کس که دارد در جهان گناهم کرد
ندارد با بنرگان چهره کشتن صوفی فطرت	که که با راز جواب میگوید مگر
مردم از غم نموی گرفتند میدانند بهند	چند امید سر از خواب عدم بردارند



در آن صحرای بودم اگر از ذوق گرفتاری  
 غزالان را سب زان خانه صیاد و دام  
 همت مانفح تقویم را یک سر نوشت  
 گرسیر و زیم وقت عالمی را خوش است  
 درین سر آن دمانم ویر یاد آن کمر  
 چون بن بروزگار در گریه چکاره نیست  
 مظهر میرزا جان جان دلبوی بن میرزا جان ازینجا وجه تسمیه توان دریافت مظهر فیض الهی  
 و مشرق صبح آگاهی شاه سنده فقر و فنا و مقیم آستان توکل و استغنا جامع فضیلت و مخورستی  
 و با قضا هم خود روح الروح معنی پروری نوع و وسع مقال را بشناختی و هفت طرز تازه و  
 تصویر خیال را بر دست فکرت حسن بی اندازه شعله آوازش آتش زن خرمینا و شوخی اندازش  
 شور افکن بجهنما علوی نسب هندی مولد خفی مذہب نقشبندی مشرب بود در عشره اولی آیه  
 ثانیه بعالف متولد شد نشو و نما ظاهری در اگره یافت و تربیت باطنی در شایعان آباد وفات  
 وی در سنه ۹۴۷ واقع شد دیوان شعرش بوجه طبع و اثر و سادگوست آیین چند بیت حسب ضابطه

### از ان ملاحظه گردید

باغبان رو بمن آور که شنا خوان توام  
 چون صبا باد فروش گل ریحان توام  
 بهیچو سیلاب روم گریه کنان جانب دشت  
 سنگ جارب و بکش گور غریبان توام  
 طرفه شمع تو که چون صوت فانوس خیال  
 متصل گرد تو میگردم و حیران توام  
 آنکه روز و شب بلا گردان دیدار خود هست  
 دلغ همچون آفتاب از دست دسار خود هست  
 پشت پای بر خنار و دست بر خاک دست  
 از پی آزار من ناحق در آزار خود هست  
 خدایا آتش سودا ز سرتاپای من گیرد  
 اگر غریبیم چون شمع نام پیر من گیرد  
 هنر در کار باشد عشق را چون پاسبان آمد  
 درین ره تیشه باید که دست کوهن گیرد  
 از ان پیران خود چاک میازم که میسم  
 گریبانم بجز آید و دامان من گیرد  
 ازین عالم مجرد میگردم چون بوی گل مظهر  
 که ترسم حق عریانی گریبان کفن گیرد  
 نسب درست کند گریه بزار می ما  
 همین لب مست پس از مرگ خیر جاری ما

نیکو بیایم و خدای تعالی که چه تن مرا ده  
 و آتش است و باز این مرگ با من هرگز نماند  
 سوز دل از برین سویم نمایان کرده اند  
 سحر عید گل و عاشور بلبل در چمن دیدم  
 نیا ز مشهد پروانه شمع خواهم بر د  
 مبادا بلبل دیگر پس از من آشیان بند  
 چشم بر چشم چو افتاد گرفتار ریاست  
 نکس رنگ پان نمایان است از پشت لبست  
 بهیکس بر جامه زیبان قتل من ثابت نکرد  
 نداشت هستی من تا عدم سبب موقوف  
 مبین آئینه گردی زخمی تیغ نگاه خود  
 جز تو دور و دید من کس نگذار و قدس  
 بتان اگر چه ندانست در مظهر ما  
 کسی داد محبت از کجا خواهد باین طالع  
 قضا از شد ما شست زنی و ام میگرد  
 نگیر و باطن اهل مفرنگ از نظر بازی  
 بجای سنگ فلان پاریانی شیشه باید زد  
 بنا کرد و خوشی نمی بخون و خاک خطیدن  
 نشستم عاقبت چون آفتاب زهره گردیها  
 ز عشق او بدانی کی تسلی می شوم مظهر  
 بر اهل استقامت فیض نازل میشود مظهر

بالید چون گلین بمنت سخن مرا ده  
 ترا بر نقش من چون دید گفت این مرده جان ده  
 این جفا جوین مرا سر و چراغان کرده اند  
 به نیزنگ فلک بسیار چون صبح خندیدم  
 اگر وصال تو این بار رو نمود مرا ده  
 توان آوخت از شلخ بلندی استخوانم را  
 حلقه بر حلقه چو افزود دگر زنجیر است  
 این بدخشی از کجا در سبزه افتاد است  
 گر چه خونم چون سحاف سرخ و انگیر بود  
 کمر تو بستی و من مفت از میان فرستم  
 ضرورت ای پسر از جعبت سیفی حذر کردن  
 شهره دار و که درین خانه پری میباشند  
 خدا گواه که دیوانه سخت مغتم است  
 که برق رنگ گل بردشت از شلخ آشیان ما  
 که تا رنگین کند هنگامه روز قیامت را  
 نصرت نیست هرگز در دل آئینه صورت  
 چو مظهر میرزا دیوانه نازک طبیعت را  
 خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت  
 سیه کردم بانک چشم پوشی روی دنیا را  
 که غرق سوختن چون شعله میخا هم سراپا  
 نسیدانی غلی گرد و کو و طور سیکرد

قفس کی سیراہ دشت مایه تواند شد  
 و دانش شگفتا خون عاشق را نمی ریزد  
 چو آن طفلی که جنباند سر زنجیر مجنونه  
 ز کیسوی گل و زکیطون پیغام یار آمد  
 باز خواهم گله از جور تو بنیاد کنم  
 گر سر پرشته تقدیر بیا چشم منظر  
 نه خوش کردم گل نگلی ز بوی یاسمن بوم  
 میتوان داد با خدمت خیاطی خویش  
 نقیب من نشد و خوابم دیدار یار زن  
 شعر نازک بر این سنگدلان نتوان خواند  
 در بند نو بهار نباشد جنون من به  
 خدا حافظ ازین سیل رباط کمنه منظر  
 امحبت چقدر خانه بر انداز خودی

ولیکن رحم بر تنهایی صیاد منم آید  
 انار خنده او از جلال باد می آید  
 مرا از دست او هر عضو در فریاد می آید  
 من آن دیوانه ام که هر دو سوی من یار آمد  
 زیر دیوار تو بنشینم و منم یاد کنم  
 عوض عشق عذابی و گریه یاد کنم  
 همین چاک جگر چون شعله با خود و کفن بوم  
 که ببالای تو عمریت نظر دخسته ایم  
 بلی این بودم ز دیده شب زنده دار من  
 نیست این کار کم از شیشه که سازد من  
 چون خم تمام سال زند و جوش خون من  
 سبا و آستین از دیده نناک برداری  
 دل که آرام گشت بود خرابش کردی

محب سید غلام نبی بگرامی جوانی صاحب سیف و قلم و در صف بزم و رزم پیشقدم بود تیغ  
 زبانش جوهر دای حسن بیان و زبانش ابله صفت میان دو اوین سخن بنجان نو و کمن را سپهر  
 کرد و با خوشگلو یان عصر مثل خیزین و متین و حسین ملاقات نمود و ده ساله بزخم فنگ نقد زندگان

در باخت پند بیت از محبت حسان سخن ملتس میشود ۵

دل از مژگان محال شست چشم او خد دارد  
 بزم می پستی عشرت زنده شب کردم  
 ز فیض نیست بر دهن سیر مینوایی ما  
 بسکه از دیوانگی باشد بسا مان کار ما  
 که ترک چشم او ستانه شمشیر سپهر دارد  
 نقاب شیشه و از چهره بنت العنب کردم  
 بفرق خار بند گل بر من پائی ما  
 سنگ طفلان گل زند و گوشه دستار ما

تر سبزه یخ او که دگر گل عسار دگر  
 قدم برون نگذارم تا ندینوش  
 زین کار با یاسام گفت و نگفت  
 مقام صید دل خود زیار بچیدم  
 سیر و تیغ نگر را بدست مردم چشم  
 بسین که ساقی کوثر محب صادق را  
 آشبا عیش درین بزم بها زامن  
 غیر محراب دوا بروئی بتان سجده کن  
 جرس شوق درین دشت بجنان ازل  
 قصه شوق کن در شب عیدان کوتاه  
 هیچ جز وصف علی نیست بشعر تو محب  
 محزون سید برکت آمد بگرامی جوان شایسته و دانشمند بایسته بود اکثر بد و این کتب فارسی  
 وارسیه و اخذ آداب و شوق سخن از میر نواز شش خطه نموده از دومی آید  
 دومی یک بوسه از لعل لبش میداشتم  
 بگلزار ز حد فزون محزون  
 خط برون آورد آخر کردار را جواب  
 رحمت از کردگار میخواهم  
 میرزا دمی مدتی در مردساکن بود و بعد از حج بیت الله از آنجا حرکت کرد و در تبریز فوت شد

این شعر از دست

گفتم از جمل کنی شادم و انکه بکشت  
 این نشد ترسم از آن روز که آنم نشود  
 محمودی مخاطب بر شد قلیخان میرزا الطاف الله یارانی اصل سورتی مولود در خدمت آقا حبیب  
 اصفهانی تحصیل علوم پرداخت بر سبیل تجارت جانب بنگار رفت لواب شجاع الدین انظم  
 انجا جوهر قابلیت او در یافته صبیح خود را در عتقاد دولج او در دوا و از بارگاه سلطانی

محزون

میرزا دمی

میرزا دمی

سالها بموید و از سی ملک او و لید فرق امتیاز از دست و آخر بدین حد و در این کتاب مصفا  
در حید را با و میر می برد تا آنکه در مسئله مسافت زندگانی پایان رسانید و شعر زبانی خوب  
دارد و مضامین تازه هم می یابد این چند بیت از دیوانش فز گرفته شده است

کوسا قی می تا و می از خوش خود هستم  
مانند سب بود دست در آغوش خود هستم  
آبشت فلک بجا که رساند غرور ما  
کسار را کند کمری سنگ زور را  
بسان شیشه ساعت رفیق کار پید کن  
بیک ساعت زمین و آسمان را زیر بال  
باشد و جهان قایم اذان ذات یگانه  
بر پا چو کمان است بیک تیر دوستانه  
تعب نیست بطینت اگر حاجت رو گردد  
که زخم کند را خاکستر عجب دو اگر درد  
زود نمان کی بخود در ماندگان را کار بستان  
گره اسکان ندارد باز از انگشت پا گردد  
زان نسبتی که هست بسنگ آگینه را  
بگزار بجهت رشته گدسته را با نغم  
ایر و مضمون آن زلف سیاه برین نمی آید  
شکین دل ز صحبت روشن لاله طلب  
چرا بر سر زد و زد و دست را بام  
سفر بد تا زمینان را بهر صورت که هست  
چون درختی که در شاخ و در ریشه بجا که  
متمم آن است که گرمی ندهد دست بهم  
رتبه شخص فزاید ز صفای باطن  
درین چنین بچید امید خوش کنسم دل را  
چندار از ضعیفان کار شکن بر نمی آید  
مشرقی میرزا ملک شمس دی و نظم و شعر متشابه با لعل آثار است و مشرق فراوان انوار چیده

در خراسان با حسن خان شاملو گمراهانید آخر با صفهان شتافت و در سلک نشانیان شاه عباس  
انتظام یافت خان مذکور در بشارت او غزلی گفته از آن مست  
تا مشرقی از کنار من رفته از مشرق آفتاب رفته  
دیوان مشرقی ملاحظه افتاد صفه این خوب در قصاید تلاش کرده این چند بیت از غزلیات او

### برچیده شد

نمیگویم که آتش رنگ یا گل بو بگرداند  
آلهی آن گل آتش طبیعت خو بگرداند  
دوستان بوی می از خرقه نامه آید  
نکست یوسف ازین کهنه قبا می آید  
هنچو خورشید قدم بر سر دنیا دارم  
عالمی در تیک آبله پا دارم  
پر تو شمع زنی افتاده در کاشانه ام  
سروش با قوت شد خاک بر پروانه ام  
دل را بشیم گل داغی نرسانیدیم  
پروانه خود را بجز داغی نرسانیدیم  
چو عندلیب دارم باد و ناله گذشت  
چو گل تمام بهارم یک پاله گذشت  
غیر را بیاوریدیم مشرق  
کاش باخود خجری میباشتم  
باغبان چون غنچه ز کس مراد خوابید  
تا بجزرت در کدامین بزم چشمی و اکتم  
نیکبخت ایم در شک آیدم بخوناسب  
که از زیارت دلهای خسته می آید  
کار دو باره عیش بتاراج دادن است  
مطلب الخطاب بقصد رسیدن است  
نه در بهار نشاطی نه در خزان الی  
نه زخم خار کشیدم نه بوی گل دیدم  
آب حیات نیست جان داد مشرقی را

مومن میر محمد و من استر ابدی آبا و اجداد و نزد سلاطین ایران معزز و مکرم بودند  
و خود نیز تالاست و پنج سال وکیل شاه طهماسب بود آخر سری بدیار دکن کشید و نزد شاه

اعتباری بهم رسانید و جمیع علوم متداوله تجرد است اعلم علمای عصر بود و شعر را نیکو میگفت  
این اشعار از دست **س**

شادمانی ست بنده غم ما	عالم دیگر ست عالم ما
حبذا عشق و رستخیز بلا	ای خوشار و زگار در هم
شکر در دو تو چون کنیم که هست	داغ بالائی داغ مهر هم ما
شاه اقلیم درد و غم ما نیم	ملک بجران سواد اعظم ما
نمک آن دو دید خوش گلی است	کم ز کوثر گیر ز مرهم ما
یه یمنای وصل گو که فراق	گشته نعبان آتشین دم ما

خدا را واریان از شوخنتی و لنگاری را  
که من بر یاد شوق داد و دم خوش فرزگار  
ز شبنم نگوار چرخ کام عافیت سوزد  
بمحمد اندک نصیبم کرد ز بهر خوش گواری را  
چه عجب بود عهد وصل جانان بهر جانبی  
در یمنان دستیم ایدل قدر فرصت  
فدای یسم عادت سوز خود کردم که در عهد  
عجب میرانه دیدم سرای رسم و عادت را  
بشرست گزمن بیتابی سرزد از و بگذر  
پریشان داشت طرح وضع محبت مغرقت  
اگر این ست سوسن صحبت بجران که من دیدم  
ببرش خون خور و برین میا بگذر اجزات را  
خوشم که بر دل من عشق در غانکند است  
مرا به بلهوسیه های خویش و انگذ است

منیر ابوالبرکات لاهوری صاحب طبع متیر و نظم و نثر و لیدیرت در نشأت خود گفته من  
بی خانان که در قلم و سخن وطن گزیده ام صد هزار بیت بلند بنیاد جهاده ام شری که بقصاید  
عوفی نوشته متداول است در عهد شاهجهانی باسیت خان باظم آلا با بسری برود و  
در اگره رخت حیات بر بست لغزش او را به لاهور نقل کرده زیر خاک سپردند طبع منیر سواد و  
چنین روشن میکند **س**

قدم برون نهد ماه من ز نخل خویش  
بود چو صورت آینه ز میب محفل خویش

سہی قدان کہ گرفتار جلوہ خویش اند  
 چو نخل شمع دواند ریشہ در دل خویش  
 بنماز گفت کہ آیم شبی بخواب تو من  
 درین خیال ہمہ عمر من بخواب گذشت  
 برنگی کرد آن گل رشک گلشن خانہ مارا  
 کہ می پسند از نبیل رو کاشا دیوارا  
 کس اینی از آفت ہمسایہ ندارد  
 ہر شعلہ کہ بر خاست ز دل در جگر افتاد  
 در چمن آن سرور غنادر کن بر جو گذشت  
 آب از رفتار ماند و گل ز رنگ بو گذشت  
 مومن حکیم محمد مومن خان و ہلوی مومن کامل و شاعر قابل بود ہمیشہ پریزادان معافی را  
 برام مبانی صید میکرد و سخن و فارسی و رخیہ ہر دومی سزائید از شعر اناموسر ہجان آباد  
 و صاحبان ہستاد خدا دوست و رسالی کہ نامہ نگار بنام نہاد طلب علم وار و الکہ مذکور گوید  
 چند ماہ پیش از رسیدنم مومن خست حیات بغفران کہہ آخرت کشیدہ بود از دومی می آید  
 پانی بر دہام ز کثرت ہم بزمی سبج  
 جان میدہد بران لب جان پرور آفتاب  
 دل گرفتند و زولد از شام دادند  
 انچہ بردند ز من بہتر از انم دادند  
 بہت ز میگنزد و تا حکایتے کنش  
 کند ز من گلہ و تا شکایتے کنش  
 ہم تاب وصل نیست من بی نصیب را  
 خود دشمن خودم شناسم رقیب را  
 آہی مرگ ترا جان شدہ شتاق تر شب  
 سوی تو خود آید تو نہ آئی اگر شب  
 وصل است اگر شمع کشم چہرہ میفرزد  
 از سایہ خود نیز حذر میکنم شب  
 سہر بخشش اگر ای داور محشر دارے  
 با کفر و آستان کلیسا ترا چہ کار  
 فریب لطف نہائی نخور دہ کس چون من  
 مومن آہنگ حرم کرد و بیداد بتان  
 بانا توانی کہ گفت از دست رفتہ بود  
 ز بزم را ندوشستم بر آستان گستاخ  
 کہ تو دست کہ یکبار ز نعم بردل دشمن  
 بس بجان آمدہ شاید دوسہ منزل برود  
 چاکلی ز دم بجیب کہ از کس رفو نشد  
 آن دشنہ کہ صد بار ز دم جربگر خود



پاکال ندامت شد ماز طعنه و طبل	دیگر نترنی گل بسر خود بسر خود
جانم لب رسیده و چشمم براه تست	دارم ز عمر رفته اسیر وفا هنوز
مردم و شکستن آسان کردم	رحم بر بازوی جانان کردم
گر پای نازنین تو رنج میامیا	از دور چو بنانه مومن نماز کن
عصمت طعنه بتقدیس ملائک میزد	بتنای قبولت همه تقصیر شد

## اربابی

سومن چه شد که رنگ زردی دار	دل سوخته که آه سردی داری
این ناله اول خراش صید زخمیست	وروی داری و سخت دردی داری

## اربابی

عشق خواجم که جاودانی باشد	یاسی خواجم که کامرانی باشد
عمری خواجم که به تراز مرگ بود	مرگی خواجم که ز زندگانی باشد

## اربابی

یارب نظری بچشم خون بارم کن	رحمی بدل سوخته زارم کن
گرد خور آتشم بدو رخ میار	یک شعله ز برق طور در کارم کن
منشی لاله فتح چند برانپوری قوم کایه طبع نظم دار	دو خنکوست آذوی می آید
نیست آسایش بنزل جان ز خود بسته را	هر قدم دامست نقش پاشکاربسته را
بسکه از شرم تو در پرواز رنگ گلشن است	رشته نظاره بند در هوا گدسته را
مهری زنی بود که در محبت تو جهان بگیم بسری	بر دو بالماست فکر دمای مضامین آید

میمنت این اشعار از دست

حل بزرگه که از پیر خرد مشکل بود	آزمودیم بیک قطره می حاصل بود
خواشم سوز دل خویش بگویم باشع	داشت او خود بزبان هر چه در دل بود

در چمن صبحدم از گریه وزاری دلم  
 آنچه از بابل و هاروت روایت کردند  
 جادویی چشمم تو دیدم همه را شامل بود  
 گفتم از در سه پرسم سبب حرمت می  
 دیر هر کس که زدم بخود و لا یعقل بود  
 دولتی بود تماشای رخت مهری را  
 حیث صد حیث که این دولت مستعجل بود  
 مجذوب مولوی عبدالاول بن قاضی عبدالباری سلمه از گرامی زادگان دیار کلکته است  
 مشق سخن بخدمت آغا احمد علی مرحوم کرده و از بهر صراحت در نظم سخن گوئی سبقت برده و  
 فرخنده حال است و شاعری نازک خیال این ابیات ازوست

بدر

جلوه افروز کلیب و حرم کیسان است  
 حل نشد مسئله کفر و مسلمان شمع  
 تن من جلوه گر حسن تو شد جانم سوخت  
 برق آبی زد دلم سر زد و سامانم سوخت  
 همنشین تیرگی بخت سیاهم بنگر  
 آنکه یک عمر با و ساخته ام آرم سوخت  
 صد هوا در دل گرفتم غنچه دل و اند  
 گلبن نورسته خاک مزار کیستم  
 دل و صد مرحله شوق تو یکجای نظری  
 ای یقربان تو صد دل نظری بهتر ازین

### رباعی

در بزم جهان عبث نشستند همه  
 آنانکه بلندند به پستند همه  
 بستند بدنیاد و هنگام سفر  
 جز بار گناه بر نه بستند همه

### حرف النون

لطامی گنجوی استاد آفاق ست و سرآمد شنوی گویان بالاتفاق چمن فصاحت را بمن  
 تربیت او بهار هاست و متاع بلاغت را بطیفیل ترویج او روز بازار با محتزن اسرار بنام  
 بهرام شاه و خسر و شیرین بنام طفرل ارسلان و سه کتاب دیگر بنام سلاطین و خوش  
 ساخته اشعارش از غایت شهرت محتاج ذکر نیست درین نبوی گفته  
 امی گویا بزبان فصیح از الف آدم و میم مسیح

بدر

تا تو بدیدی که منم حال تباہ خویش را  
تا تو نصیحتی کنی چشم سیاه خویش را  
نظامی عروضی سمرقندی ساقی شراب دیر ساله است و صاحب مجمع النوا و چهار مقام  
در عمل و دو نظامی دیگر بودند میگوید

در جهان سه نظامی می باشد  
من یکی بنده پیش تخت شهم  
نظام الدین استرآبادی از سر فراز کرد های سلطان نکش بود سلطان را یکبار بسات  
حساد عزم بر قتل او مصمم شد فرمود سراور بریده بدرگاه آزدوی مال بسیار صرف کرد تا  
او را زنده بجنور آورد و بد چشم سلطان چون بروی افتاد خواست که موکلان ابر بعد وال از  
حکم سیاست فرمایند میر فی البدیهین ارباعی عرض کرد

من خاک تو در چشم خرد می آرم  
حضرت ندی نه ده که صد می آرم  
سر غاشته بدست کس نتوان داد  
می آیم و برگردن خود می آرم  
سلطان را بسیار خوش آمد و سر چشم او را بوسه داد و از خون او در گذشته تمام سباب محراب  
بخشید با بخله دی نظام ولایت معالی مست و قیام مملکت بخندانی شناخوان اهل بیت سالت  
و ستایشگر خاندان سیادت بود و در شش بگذشت دیوانش محتوی بر تصایید و غیره با ستایش

### قصیده لغت گوید

کسی ز محنت شبهای ما خنبره دارد  
که همچو صبح نماند از غر بگره دارد  
چو خس فاده بجا کیم لاکن آب سرشک  
امید هست که مار از خاک بر دارد  
درین مقام زبست و بلند چرخ مرنج  
کز آفتاب زحل جا بلند تر دارد  
کنند مشاهد غیب آنکه کحل لبه  
ز خاک پاس رسول بکوسیر دارد  
خبر آن را به تغابن زنگنه بان عظیم  
که شفیع چشمه سندی بطی دارند  
نصیبی مولدش گیلان است اما در تبریز بجلو افروشی میگذرانند و بشده سخن پرده گوش

نظم مجمع النوا و چهار مقام  
از کتب کاتب که دو مختلف علم  
در دو مقام و دو نظامی دیگر بودند میگوید  
برای کتاب نوشته است  
نظم الدین  
نظم الدین

سامحان را شیرین میاخت آخر الامر ندیم سلطان یعقوب ترکان شد و هم در تبریز جاده

### عقبی پیو در آرزوست

وقت کشتن من قاتل بدست آمد مرا      آخر عمر آرزوی دل بدست آمد مرا  
شد چو همان من آن شمع شبافروز شب      کاش تا روز قیامت نشود روز شب  
شبها تو خفته من بدعا کن تو دور باد و      آه کسان که بهر تو در خون نشسته اند  
جمعی نیز زلزل که مباد اروی از بزم      خلقی بسره راه که از خانه برائے  
بسیار میل و صل مکن زانکه این شراب      مستی زیاده بخشد اگر کم خور و کس  
دل پیش تو دیده بسوی دیگر انهم      تا خلق نگوید که بسویت نگر انهم  
نجمی کشمیری شاگرد قاسم گاهی ستاره سپهر گاهی از کشمیر و آراء النهر رفته قصیده درین

### سلطان اسفندیار پر دخت این ایات از انجاست

چو باز صبح برآمد ز جانب خاور      تو اخت طبل زبانه و باز در سحر  
ز آشیان جهان کرد ز افق شب پرواز      عقاب چرخ ز بیضا نمود بیضا ز زر  
بصنع ایزد و چون چو بیضا نقش      بهای روز بر آورد و سر ز خاکستر  
نوعی خیوشانی عندلیب خوش آواز و کفر و شگفتی رازست نوایای نوعی نوعی بگوش  
یاران میرساند و گلهای رنگارنگ بدامن خرداران می افشاند بعد انتقال شاهزاده و انیل  
بعروء دولت خانان تشبث نمود و صلهاستانند و بر سر سجده شد این قطعه از ساقی نای

### اوست قطع

بده ساقی آن ارغوانی بنید      که رد ز خرابان بیابان رسید  
بگردان زره سرگذشت را      چو شاه و نجف روز شب گشته را  
بخور مجده سوز آه شعله بار من ست      شراب شیشه گن اشک بقر از من ست  
زان پیش که صبح از شب مسید برآید      بکشاد من شیشه که خورشید برآید

نوعی

نوعی

نوعی صفیانی اتو کشی میکرد و در عهد اکبر بهشت آمد صاحب دیوان سر تا زو سرست  
 مشاطه خون مکن جگر شکتاب را  
 یمن هنوز دلت در مقام میزاریست  
 شدیم بیاک هنوزت سیرتگار نیست  
 کسان که موسوم گل تو به از شراب کنند  
 بقتل خود همه پیش از اجل شتاب کنند  
 نوعی آن پادشاه حسن بدادت نرسید  
 داد کن داد که بیداد ترا شنیده است  
 نظیری نیشاپوری فروغ بیانش نظیر صبح نیشاپور است و سواد دیوانش بالاتر از گیسوی  
 خود نظیری فیروزه و اراز نیشاپور برآمده در بند دستان همین جوهر شناسی خانخانان نامی آورد  
 و بجلد می قصاید مدت صلوات گرانمایه انداخت و بحرین شریفین رفته بعد معاودت و گجرات  
 احمد آباد رنگ توطن نیست در آخر روزگار زندگانی عنان نظم تراشی بصوب طر زلفا صوفیا  
 وحدت گز از معطف ساخت و دستگاہی در علوم تفسیر و حدیث از خدمت مولانا حسین جوهری  
 بهمرسانید و در زندان بخلو تکیده عدم آرید این چند بیت از دیوانش انتخاب افتاده  
 دل در امید مریهم و این آهوان است  
 ریزند بر جراحت ما شک سوده را  
 آرزوی آشوب ما در زلف داروشانه را  
 شورش زنجیر و رشور آورد دیوانه را  
 حسن بنیاد محبت بر پریشانی بخشد  
 تان شور و خاک را و هقان نریزد و اند را  
 حور و جنت بلبله بر زاهد بدر راه دوست  
 اندک اندک عشق در کار آورد بیگان را  
 در خور اگر نیم می عسل فام را  
 اسی کاش ترکند بیوی شام را  
 قسمت چنین فتاد که ترکان مست او  
 ورد و رما بطق نم او ندبام را  
 کم لذتتم که زود بدیدم ز آفتاب  
 در خانه بچشم این شمر نیم شام را  
 مورییم و برگذار شکرا و فتادایم  
 در راه پائمال شود کاروان ما  
 نگاهم شده بر راه کوسه یار مرا  
 گسته عقد گهر گریه در کسب مرا  
 و آسایاب خوان را از شکاف چند میرونه  
 که مشب سوده ام بر دیده خاک آفتاب  
 که مشب سوده ام بر دیده خاک آفتاب

ز غار غار محبت دل ترا چه خبر ؟  
 کوزنم عاشقانه که در جلوه گاه حسن  
 رسوا منم و گردن تو صده بار و در دلم  
 بر من نکر و مرتضی پیر می فروشد  
 بر صوفی بی حجب و بال ست عبادت  
 تو بخویش تن چه کردی که با کنی نظیر  
 جز نام صنم نقش کن لوح جبین را  
 بی عشق عقل را هنری در و باغ نیست  
 شرم می آید ز قاصد طفل محبوب مرا  
 و گر خدا بر دای دل سر کجا دای  
 جرم من است پیش تو گر قدر من کم است  
 میگیرم و از گریه چو غنم خبری نیست  
 بجهربانی او اعمت و نتوان کرد  
 این همه ای تازه ز حرمان عبادت  
 توان زنانه من یافت اشتیاق مرا  
 به بیع عشوه برم جان که ست ناز مرا  
 و ولتی بود که مردمیم بهنگام وداع  
 تو کار خود بفرزه معشوق و اگذار  
 مسافران چمن نارسیده در کوچ اند  
 نازم باین شرف که غلام محبتیم  
 که در خدمت عمریت می بندم چه شد قدم

که گل بچیت گنج قبابی تنگ ترا  
 صد چاک دل بتازگانه رفو کنند  
 رفتی و آمدی و کس را خبر نشد  
 تا بر سر خشن نشستم بسوی دل  
 بر شیشه که خالی ست ز می سجده حرامت  
 بخدا که واجب آمد ز تو احترام کردن  
 تا چپ کنی راست نخواند نگین را  
 بدسو ز آن فقیه که از شعله داف نیست  
 بر سر رهش بپسند از یکدکوب مرا  
 که یکد و روز شد آتش بر زیر پا دای  
 خود کرد و ام پسند خریدار خویش را  
 در دل هو می هست ندانم که کدام است  
 که تازه عاشقم و خاطرش بر جفاست  
 عتقا بر وزگار کس نامد بر نشد  
 عیار شوق با نازده سخن باشد  
 امانت است که خود بر سر متاع آید  
 آفت در زنده ماندیم که محل برود  
 بی طافتی کن که نکویان نکو کنند  
 شگوه میرود و شلخ با رمی بند  
 لاف نسب ز نسبت آدم نیستیم  
 برهن میشدم گرا بقدر ز نار می بستم

گنجه باده بدستی که سودا می دگر دارم  
بساقی تلخ منگوبیم که دل جانی دگر دارم  
مرآباده و لیسای من توان بخشید  
خطا نموده ام و چشم آفرین دارم  
بوی یار من ازین سست و خامی آید  
گلم از دست بگیرد که از کار شدم  
آنکه حسرم از دل برد تاثر فریاد نیست  
آنکه نسیان آورد و خاصیت یاد نیست  
آن شکارم من که لائق هم بکشتن نیستم  
شرم می آید مرا از آنکس که جلا نیست  
کار دشوار نظیری گریه می آر که او  
شاد از تدبیر پادشاه سست بنیاد نیست

نحانی پرده نشین جلوه سخندانست خوش ادا با صفا بود از دوست

خواهم که آن سینه نهم سینه خود را  
تادل بتو گویم غم دیرینه خود را  
تا چون بر رخ خوبان نظر پاک انداز  
هر کجا دیده آلوده بود خاک انداز  
نظام الدین خوانساری در حسن صورت و مهارت موسیقی و حساب از نواد و عمه بود  
فکرش شعر آشنا و معیار سا بود این ابیات زاده طبع او است

بعشق آشنا پرور بوسن بگانه می آید  
بر وای آرزو از دل که صاحب خانه می آید  
عنان گشتگی موج در کنار من است  
ترا گمان که بدست من اختیار من است  
نقی شیع علی از شعرا زمره کمره و مرج نقود سره و فصحا زمره است اکثر ناوک فکر بصید  
معانی می انداخت و دشیان خیال ادر دایم میانی بند می ساخت دیوانش شتمه را خباش شعر  
بنظر آمد قصاید غزادر دشتا گستر اعتماد و دل بود و دست و وفات یافت این غزل از صحر

فکر است دوست

چندان دلم ز پریش چشم تو شاد نیست  
و انهم که بر تو اضع مست اعتماد نیست  
کشد چو سوئی چمن بی قدرت مال مرا  
گزد چو مار سیه سایه بخال مرا  
کمتر شراب لطف که پر شد ایام ما  
روغن چنان مرز که میرد چراغ ما  
کردی سفید چشم نفی را ز انتظار  
این بود و پنجه که نه سادی بدلغ ما

نحانی

نظام الدین

نقی

بهنگام ودا عشق میکند نو عهد وین را  
 عاشقان نامی بحیز و ناتوانی داشتند  
 نفی دیگر یه آورد و غطرب عشق جانان ا  
 میخشد آن چشم که در عین تکبر پا  
 رفتی و خوشم که در آغاز مصیبت  
 نقد دل و زودی و انگاه بتقریب حیا  
 نیست در عشق دلی شاد و شیدای که چو دیه  
 وای بر جان خالق اگر آرزو بشهر  
 کوهمی کند و وقتی از پی تعبیر و بل  
 دست و پائی میتوان زد بند اگر بهشت و پست  
 از قتل مانع چه سب و بر متاب زلفت  
 گفتیم که ادهم دل ازین دلبران شهر  
 رحمی بحال خویش نفی کاین شکاریان  
 قربان آن کنیم که بخشش نکرد و سیل  
 کشور عشق است اینجا عدل شایان رحمت  
 قاصد مرسان مژده بدل زود مبادا  
 بجان را و نفعی خویش قتال سرگران ازو  
 قومی آئی و هر دم مضطربل میجد زجا  
 حسن در پرده محال است که ماندن پنهان  
 دل و دود و بی آن و این و شکم و ریائی  
 زمین که بخیر و دلکون باشد شتم سولند

چو بیماری که وقت مرگ ایمان تازه میسازد  
 کو کین آخر زور این قوم را بدنام کرد  
 که زور آتش سوزنده آبا ز چوب تر گیرد  
 با بهجوسته در صدد ناز و آید  
 ماتم زده یک چند بشیون خبر در راه  
 سر پیش افگنی و چشم بالا کنی  
 پادشاهی ز غلامی پدری از اسیر  
 عوض روز قیامت شب تمنائی را  
 یاد آن دوران که عاشق قوت تدبیر داشت  
 وای بر جان گرفتاری که بندش بولست  
 ما را ضمیم حاجت این هیچ و تاب نیست  
 خندید زیر لب که ارادت مقدم است  
 وقتی کنند رسم که تیر از کمان گذشت  
 با آنکه هر سوال مرا صد جواب بود  
 خون مظلومان خداوندان این کشور خور  
 کم حوصله از لذت پیغام مبسود  
 نمیدانم بجز تسلیم در سبیل چه میباش  
 چو دام افتاده مرغی بزرش صیادی آید  
 غنچه گل گرد و گل نیز سباز آید  
 لعل رسمی است کمن کنی دیوانه زود  
 کسیکه خور و قسم هر پایاری من



مکنت محمد یوسف بر بانو ری شاعر خوش سلیقه و موجد اشعار نایقه بود و از نثر او طائفه پاک  
باشد که پیش از عهد اکبری سلاطین کشمیر بودند از پیشگاه محمد شاه پناذ شاه مخاطب بسخن و خان

بود این دو بیت از وی است

نگر و دلفت دنیا یی دون کی کشمکش حاصل      بگردون خمیرا چندین طناب فتنه که بر خیزد  
تغیر من که بتن نقشش بوریا دارم      او کشیده که دارد قبای عریانی  
نظام دست غیبی شیرازی نسق ملک سخن طرازی و نظام قلم و نکته پرداز می ست در عمر  
سی سالگی دنیا یی پیچیده را وداع کرد و این ساخته در شنه واقع شد خوابگاهش حافظیه شیراز

سحاب گلکش باین آبداری گهری افشاند

دل مرا عشق گرداند بگرد چشم پر کارش      چو آن مرغی که گردان کسی برگرد بپاشش  
ز دنیا کیمبر موغم نباشد اهل دنیا را      که دلگیری نباشد از قفسم خان دیار را  
گر خاک با من هم آغوش نماید و فرست      باغبان بر چوب بند و گلبن نو خیزد را  
چشم چون پر عشو که ز اول سبوی خویش      پاره خود خور و ساقی سحر لبریز را  
دل که فسرده شد از سینه بد باید کرد      مرده هر چند عزیزست مگر نتوان داشت  
من آنم غم که باشد آشیانم سایه برگ      تواند جنبش با وی مراد از غانمان کردن

نظمی شریعی عذیب بهارست عدیل طوطی شیرین گفتار و در شنه از ارام بیت اندیت و از انجا میجو  
هند گشت و بشهر مجا پور رسید و در سلک مقربان عادل شاه انحرط یافت آید ان معانی را

باین قسم شکار میکنند

نگذاشت ز سالن تجمضع جدائی      چند انکه نگاهی شوم و از مرده انستم  
در سلسله مال فشانان هوا      ختم نشده از نامن من بال و پری نیست  
نادم لاهیجانی سرخ روی معرکه شعراست اما از شکست نفس نام و تمخص میکرد و صد آرای  
محاسن فصاحت کن از فروتنی در صف آخر می نشست الکن طلیق اللسان بود و قصب سبق

از ایضاً منضار زبان آوری می ربود از دیار خود بکمالک دکن افتاد و بعد چندی بصوب  
بنگالہ خراسید و از آنجا بظہیم آباد حرکت کرد آخر با صفہان معاودت نمود و ہا ہما مہر حلہ آخرت  
پیو در یگانہ بخش در سر زمین ورق چنان سبزی شود

دکعب اگر دل بسوی یار نباشد      احرام کم از بستن زنا نباشد  
چرگز این طفل مزاجی نرود از یادم      گر تا بوت روم شوخی گوارہ کنم  
باعث جلوه گل دیدہ بسیدار منست      ببلبلان شور برآید کہ خواہم نبرد  
ہنوزش رنگ طفلی ہست گل چہین نمیدانم      بدامن آشیان بلبل از گلزار می آید  
بہر طرف کہ فرو ہستہ زلف بخراسے      گمان برند کہ صیاد دام بردوشست  
نام من ہر کہ برد باعث بدنامی تست      رفتم از خاطر خلقی کہ تو از یاد روی  
و کم در وصل از تاب رخ جانانہ میوزد      فروز دگر چراغ تیرہ بختان خانہ میوزد

نادم ہر اتی سرخروی معرکہ سخنورست ازوست

در خانقاہ وحدت ذکر مخالفت نیست      چون تار سبجہ کیمف از صد دہن برآید  
نذری از طائفہ شاموست بیشتر در عراق بنیست      امر البسر بردہ این رباعی ازوست

### رباعی

نذری کہ بزم وصل ساغومی نہد      لاف یاری ہو سنگرمی نہد  
دستی کہ بدامن مصالت زدہ بود      دیدم کہ نشستہ بود بر سر می نہد  
نزاری از اہل قستان بست از شعرا پاکیزہ بیان      و فصحاء بلاغت عنوان بود جامی در  
بہارستان در ترجمہ خواجہ حافظ شیرازی گفتہ سلیقہ شعروی نزدیک است بسلیقہ نزاری  
و فالتش در لستہ بودہ دیوانش نیست ہزار بیت خواہد بود از وی ست  
آوازہ در افتاد کہ تائب شدم از می      بہتان صریح است من و تو بہ کجا کے  
از دوست قاصدی کہ پیام آور دہد      انصاف میدہم کہ کم از جبرئیل نیست



می آمدی و چشم تو بر چشم من افتاد زانگونه که مستی بزند سینه بسینه

نخبیب کاشانی نامش نور است بزاز می میکرو آروست

جور فلک کشد و دم گز ز غمت رها شود  
و اند ز برق چون ربه طعمه آسایا شود

نامی سبز واری غمندان نامی و معاصر با کجی در فن انشاء و خط نستعلیق و نگاه داشت آرزوست

لا فہم بخت نافہ زہی بے سرو پا ہے  
غماز سیمہ کا سہ مادر بختا ہے

نسبت فارسی در عهد شاهجهانی بنده آمد و با جعفر خان سمرقانی شعر از دست

جان عزیز بست و لیکن بسخن جان نرسد  
حیف بر جان سخن گر بسخند ان نرسد

نظام خرد اسانی از فضلا، عہد امیر علی شیر بود از دست ۵

بدور روی تو ام بت پرست میگویند چگویم ای بت من هر چه هست میگویند

نویدمی شیرازی سروش عالم نکته طرازی ست بسیار خوش فکر بود در زمینه کلامش نوید

لطافت میدهد

نہیں گل بچیں عاشقِ نخستہ اوست      دلِ خبانِ ہمہ یک دستہ گل بستہ اوست

ندید نور چو بر دیه بهالم دستش  
شمع اینخانه مرا نگشت خوابه است

نویدی سمرقندی طبع نظم ارجمند داشت آرزوست

بشکر خندہ ترا تا دہنے پیدا شد

چو آب زندگی هر سو که آن آرام جان گردد  
مهرش چو گيرم از ده دگر روان گردد

ملصح میرزا عرب تبریزی نکته طراز ممتاز است و در سخنان و نامی سرفراز سخن او شنیدنی

وجہ رعبہ جام او شیدنی تیز اصائب گوید

این جواب آن غزل صاحب کتب نافع گفت

وز عباس آباد متوطن بود و بشیوه تجارت اشتغال داشت سواد کلامش هر سه در حشم

ورق میکره

بسمه رام نگر و چشم جادویش	که از دو میل سیاهی رسید به پیش
قدر زندگی بمرگ کشیدست کار ما	خواب گران باشد سنگ مزار ما
در حقیقت دل بی زخم ندارد و مغز	پسته را که نباشد لب خندان یوچست

## رباعی

نادان غلطش ز رستی راه نه بست	بی قدریش از پستی کالای خودست
بر مرکب چوین چو شو و طفل سوا	خوش ای و بد زایش از پای خودست
ناصر تخلص نواب نظام الدوله ناصر جنگ شهید خلعت نواب صفویه والی حیدر آباد و کشاکش کرد	میرزا و بلگرامی و امیر دین پرو و عدل گستر نامی بود مشق سخن کرده و بلوغ اوصی فکر از بحر سخن گوهر

آبدار بر آورده این چند بیت از وی است

که ام گل بچمن گوشه نقاب شکست	که شبم آینه بر روی آفتاب شکست
ای دل ز زلف یارم در میتوان گرفت	سرشته ز عمر ابدی میتوان گرفت
گر بخودی ببیکده فال سحر زند	از چشم مست یار بلد میتوان گرفت
آمی شوخ هوای مفلک تیرنگه را	این ناوک بیداد با جگر کی کن
مرغیان خاطر جانان مزاج نازکی دام	تو گرا از حسن مغروری من از عشق تو مغرورم
از گل گوشه دستار بخود میلرزد	قد او تازه نهالی است که من نمیدانم
آمی یوسف عزیز در آغوش من آرا	بوی خوشت رسید تو هم در وطن در آ
نه امروز است نه در این قفس تنگ آزادی	در و ن بیخه میکردیم مشق پریشانی را
بگلو انجلی میبانی بر من سست گردم	تو ای جان از کجا آموختی این قدر دانی را
در کینفس چو مسیح بتاراج رفته ایم	در یاس تینم چاشنی نوش خند را
یا به یکسان بود آینه ز روشندل	بر خور و آینه بر یک جز رشت و خوب را
تجربندی را مذاق خفلی و دوزخ بود	رنگ ایمان است پیدا چهره ایشان را

نیدانم چه باشد از گستان نفع گچین را  
 ماسکرو جان اسیر جسم خاک نیستیم  
 ناصرا ز منونی بال کبوتر فارغ نم  
 امی که در آمدن خویش جلست داری  
 آمدی دیوانه از صحرای شهر  
 ناصرا ز بس بود مخمور نگاه دست او  
 سحر که بر تو حسن تو از نقاب گذشت  
 بسین هیچ می نشد بجز خجالت

توسم پریت بیای عصا  
 فرمان بوسه گرد خطش برگرفته ام  
 خانه آه و سجد و تجانه را کردیم سیر  
 کی بود در باره تاجر متاع خوش فاش  
 نیست در هیچ سری خواهش بود آورده  
 در محفل سپهر نه بدیم استیاز  
 رشته عمر ابد شاید بدست آورده است  
 اینهمه تعلیم اسد کشدن عاشق چرا  
 تا که سیکه معترف سوخو دشت

نظام نواب عماد الملک نبیره نواب آصفیاه  
 ز جوش اشک کن در دامن مرغان آلالی  
 فلک بسیار بی لطف است نتوان جستان زود  
 بگلین پیش می آلی تحلف میکنی با من

که می سازد روان از چشم بل اشک خونین  
 همچو بوی می بر آید از چشم افلاطون ما  
 می برد تا یار رنگ رفته مکتوب مرا  
 گر شب ماه نیاست لبش تار بیا  
 زخم سنگ کودکان جلد و می است  
 جای صندل لای می بر جبهه لیدن گرفت  
 عرق ز جامه زرین آفتاب گذشت  
 هزار بار ازین خانه خراب گذشت  
 دست ماو گردن مینا خوش است

حکم جدید از لب خندانم آرزوست  
 هیچ جا کفیتی چون خانه نظار نیست  
 آنکه یوسف می فروشد کاروانی دیگر است  
 این زمان هم بجهان یوسف بازار می هست  
 بر آفتاب و ماه زحل را تقدم است  
 هر کس بر مرگ دشمن شادمانی میکند  
 عاقبت پیش تو روزی جانفشانی میکند  
 نه زنده خاص حضرت آدم نمی شود

نظم داشت این اشعار از دست  
 که در مردم نباشد اعتباری صحت غالی  
 توان انداخت از طاق دل این مینای عالی  
 فراش کرده بهنگامه بائی خود سالی را

ندوزند ابل دانش دیده بر بازو دنیا  
کجا در بزم طفلان ست فانوس خیالی را  
لطف تو نیست معتبر که مرست از عشق  
چند سحر بود مشکوه بین تو خدیوه را  
رفته بودم که دلی خوش کنم از سیر حین  
بلبلان مغرور سخت پریشان کردند  
و ابیکدم عقد عمری ازان شمشیر شد  
تیغ کج گراست پرسی ناخن تدبیر شد

ندیم کشمیری عطر غنی بود و مبر از کبر و منی آزدوست

ذوق مردن بود اندک چو هوس بسیارست  
خواب کم رود به اینجا که گس بسیارست  
نجیب نورالدین محمد کاشی باصفهان آمده بوسیده آشنائی میزد ابراهیم مستوفی الملک شتختار  
یافت صاحب منزل و سامان شده سکنی اختیار کرد تا آنکه بحر من فاج کرد گذشت در سخن از  
اقربان و شاه خود کمی نداشت بلکه بطرز شاعری آشناتر بود و آیین ابیات از دوست  
نفر و خست کس بتر از و متلع حسن  
خود را بجز ماه سپه سنجی که سنگ تست

من نقد دل بدست تو جا بل ننیدم  
تا ضامنی بمن ندی دل ننیدم  
عجب دارم که ابر رحتم ننوید بگذارد  
که من عمری بامید کردم تقصیر نکردم  
نی ناله ماند در دل و نی آه در جگر  
دیگر مرا بخاطر تو آرزو که کیست  
دارم بقی بجلوه دل سنگ آب کن  
از عکس خویش آینه عالیجناب کن

نصرت دلاور خان نهم اسی او میر محمد نعیم ست وطن اسلافش سیالکوٹ از توابع لاهور پدرش  
عبدالعزیز در سلک نوکران حلدیگان منصب دو هزار ری داشت و وی بنفوجدار ری را بخوار از  
توابع بیجا پور مقرر بود و آخر کار با نواب نظام الملک بسری بر دو بجزید احترام اختصاص داشت  
و سه ساله بسراستان بقا خرمید نصرت اقسام شعر خوب میگویی و مضامین مرغوب می بند  
و دانش مرتب است این یو اقمیت ازان بعدن استخراج میشود

بسکه میدار و حیا در پرده محبوب مرا  
دین بیگانه داند محض بکتوب مرا  
مژگان بهم نیاید و دل اربلی نقاب ست  
کی خواب میتوان کرد در خانه آفتاب ست

ناله

ناله

بی آبرو تو از نظرم نورسید و د  
 بنمونه که بیک در صدد و انجشند  
 نیست مکن که بر دمی خواب مرا  
 چشم پوشیده توان کرد سحر  
 شیشه ساعت بود آینه و نیاودین  
 بر زینتی که او بنارشست  
 بقی رسیدیم از ترک دنیا  
 نقشه انچه از دستش زشت باشد

روز بیداری نمی آید زیاران دیده ایم  
 نور بحسین منزند میر آذ بگرامی ست گاهی بحکم رث شعر نظم میکرد از دست  
 بی انیسی آمدیم از خانه دنیا برون  
 چون شتر تنها سفر کردیم از خار ابرون  
 پسرش امیر حیدر میر آذ هم طبع نظم داشت و موزونیت از جد و پدر بارش تانده بود

### این ایات از دست

نمی بینم از و بیدار گاهی مهربانی هم  
 رد و دولت زار باب غنا آهسته آهسته  
 بزرگان را بود و ایم بکفت سرشته تکمین  
 گذارند نیل در رفتار پا آهسته آهسته  
 حاجی میر محمد حسین مصطفی نکرش زنگ از آینه خاطر نازک خیالان میزد و اید و سحاب طیش فبا  
 که ورت از ساحت خمیر صافی مشوین میراید و اصل از اند جان بود خودش بدلی متولد شد  
 دور عمد فرخ میر بمنتب نفقصدی و دیوانگی گویار رسیده و هانجا درسته از ورق حیاتش  
 بگرداب فنا افتاد طوطی خوش چنین میراید

در خیالت همچو گل آغوش دل و اگر دنی مست  
 در لباس عاریت جانی که داری از تو نیست  
 پرده از روی تماشای تو بالا کردنی ست  
 گر توانی دست بکش کن گره و اگر نیست



فغان ذلیل از دست مال دل حزین پیر  
بچه جباب از جوانی شکسته سیوسه  
میردم از خوشنیتن امانیا انعم کب  
می بود و بر پشیمد نه می دل سوئی کس  
نجات میرعبا عالی از سادات اصفهان مست و نشیان شاه سلیمان صفوی با آنکه عمرش  
از هشتاد و گذشته طبع بچویش شگفته ترا نگذار و طرب افزا ترا ز خند و نو بهار بود و گلایش

قریب ده هزار بیت بوده باشد این چند بیت از دیوان است

سحر که از تنف دل آتشم بجان میسوخت  
ز قند الم شمع را از زبان می سوخت  
زگره سیاهی یار خود من در لیش میوزم  
چو شمع انجمن از نور شمع خویش میوزم  
آهی ز بس الماست که شرمند و توام  
گر عاشقی امان بدست بند و توام  
آسوده جان شدم ز دم واپسین نجات  
آخر کشیدم آن نفسی را که خواست دل  
در موج شعله حال لب یار را بسین  
این کافر محصل فی النار را بسین  
یکشب سری بجانه مایکسان بکش  
گفت سخت عظیم است بشم تو نجات  
گریان بر و ز مادر و دیوار را بسین  
وسعت رحمت حق را تو چه پنداشت

نشاری تبریزی مرزی آرمیده و حریفی جهانیده بود شعر بسیاری دارد از دست  
فغان از آن که بر من نماندسته طعنه غیر  
بیاوش آید و بی اختیار بر خیزد  
رحم بر من میکند دشمن تکلف بر طرف  
نسبتی از شعر اشد مدحی است مدتی در آذربایجان ساکن بود آخر در آذربایجان مدفون  
گشت از دست

میرفت و عالمی نگرانش ولی کس  
رشمک دل فرو و که تاب نظرنداشت  
غائب ز دیده نمانده جان و ادبیتی  
بچاره تاب حب را زین بیشترنداشت  
می نگری زمان زمان روز وصال سوئی من  
تا شب هجر موزم حسرت هرگاه تو  
نافع می طبایخی میکرد آخر طبعش آن راضی نشده خود را در سلک سوزنمان در آورده این

## اشعار از خوش آمد

یابا که حرفت دوستی انما میسکنم خوابیده دشمنی ست که بیدار میسکنم  
یک سر رشته وجود و سر دیگر عدم است نیست فرقی میان این چه خوش و بد است  
فرگسی ابوالکارم ابهری در بهشت بشیر گداز میگرداند آخر بقدر مارفت و در شکر بهر شکر سالگی  
در گذشت در نظم طبع خوشی و شکر از دوست

تیری که افغنی اگر از دل خطا رود دل تیر را نشانه کند و مقصود  
نامی میر معصوم خان ترمذی وار و بهنگشته متوطن بهکشد و از طرف اکبر پادشاه در سفارت  
پیش شاه عباس ماضی والی ایران رفت و با شغالی و فکری و واحدی بزم صحبت گرم ساخت  
و در شکر از بهر کرم و از دوست

امشب سوز سینه خوشم مملکت امرا جل فاشا که نیم سوخته همان آتش است  
چون گریه من دیدن خان که تو بشم پیدا است که این گریه من بی اثر نیست  
نامی مولوی حاجی تراب علی خیر آبادی عباسی کتب درسیه از معقول و منقول بنیت عبید الواح  
و مولوی غلام امام گدازانیده و شوق سخن پیش میرزا قتیل کرده و کلکته رفته بر فاقه حکام طایفه  
سیر ایران و عراق غم نمود و بهند پس آمده مدرس مدرسه کپنی شد و بزیارت حرمین شریفین  
شما فتنه وقت مراجعت و مقام بین الملک سفر آخرت گزید از دوست

سحر از جنبش شش شاه بگماشت چنین یادم آمد روش قامت بجوئی کس  
هر زمان دست گشای می برده خدایت شوق از پی سجده بطاق خم ابروی کس  
نیست از بخت به چشم امید آنکه بود دست در دست و سرم بر سر زانوئی کس  
فصیحی گیلانی از وطن خود به تبریز رفته بشیوه عاقر و شوی قیام داشت با افغانی از چا  
مختار محظوظ نگاشته بایست سلطان یعقوب رسانید و فاقش در شکر بود از دوست  
ولی دار و خراب از التفات چشم بپاش همه از جو رحی ترسند و من از لطف بیابش

خوش آنکوه رافتاده نایب خود رسد دستی که بر سر میزند و گردن را آورو  
 نسیم حبی بنی شیرازی صاحب فضل و حال بود او را به تهنیتی سناخ ساختند از دست  
 دست و نگین زر قیامان بداندیش پوش تا ندانند که خون دل ما ریخت  
 نور جهان یکیم دختر خواجه ایاس و نقل جهانگیر پادشاه بود شاه فرط محبت و شوق که  
 با او داشت تمام تمام مملکت همد بقبضه اقتدارش و اودشیت اسو سلطنت افکار و تحفظ و  
 او میشد نو جهان زنی شاعر طلیعت خوش مذاق حاضر جواب عالی دماغ بود این ابیات

### از دست

کاش و غنچه اگر از بیم گلزار است کلید قفل دل ما تبسم یا رست  
 نه گل شناسد و نی رنگ بونه عارض لب دل کیکه بجن او اگر دست رست  
 دل بصورت ندیده ام تا حد سیرت معلوم بنده عشقم و هفتاد و دو ملت معلوم  
 نه ابد از بول قیامت مفلک در دل ما هول هجران گذرانیم و قیامت معلوم  
 بقتل من اگر شاه با دل خوش شود می گردد بجان منست ولی تیغ تو خون آلود میگرد  
 لطفی نیشا پویی داماد ملا قیدی ست بسیار خوش لطف عالی طبع بود با حکیم شافعی مشاعره  
 و معارفته کرده و با طائف مرغوبه حکیم را مغلوب ساخته ظاهر اینست آمد و با قاضی صحبت

### دشمنه از دست

خادم ولی گلاب زدن میتوان کشید از بسکه بوی جدمی گل گرفته ام  
 ناطق گل محمد خان کمرانی از موز و نان زمان حال و شاعران شیرین مقال است اندوید  
 خود سری بهن کشید و شطری از عمر در بلده لکنه بسر برد و بجن محمد علی شاه و امجد علی شاه  
 و امراء دولت قصاید فراوان پرداخت درین نزدیکی او ان شاعری باین وزن رسا  
 و فکر آسمان پیا از ولایت باین مملکت نرسیده گل محمد خان ناطق مکران تاریخ وفات است  
 که مطابق سنه ۱۱۰۰ هجری می شود جوهر سنگ جوهر شاکر و ناطق دیوان مختصری از سخن او فراهم

در این کتاب  
 از دست  
 در این کتاب  
 از دست

در این کتاب

در این کتاب

آورده و چون نظم نام تاجی گذاشته این چند گزنی بجا از بیت المال طبع او زیور بیان  
کرده می شود

ز کام از نیکست گلهای باغ غلامی آید  
نمی انجم شهید تیر مرغان که شد ناطق  
خون صد توبه بریزیم و محابا کنیم  
فاغ از آفت ماباش که ما خصم خودیم  
گرچه ببل کلبه از خار خوش باشد مرا  
تا چه آید بر سرم از دست برد عافیت  
آهین دل نیستم یارب چه اورزاه شوق  
بعد قتل من خدا را خجرا ز خونم شوی  
کی میسر میشود مرغان باغ خسل را  
و در هر بدولت نگذاید بوس ما  
جان باز دجل گز بچکانند بکاشش  
هر مرغ که پرزد بتمنای اسیری  
حرف بوس بوسه چون آنکه گره ماند  
زندانی دل بسکه شد از دشت خویت  
فریاد گونی که بگوشش نرسیده است  
حکم غم یار است که ما زنده بمانیم و  
ما امت عشقیم بجز حسن پرستی و  
نگذارد بکیدن لبست آنغمزه بے  
قسمتم بود که بستی بر من بر فراق

دماغ غنایان قفس پرورده اورا  
کفن از پردای چشم کردند آهوان اورا  
عقوقا ضعی شده در محکمه داوریان  
ز آهین تیشه فریاد بود خنجر ما  
کشتنی باشم اگر گلشن هوس باشد مرا  
گر نه بیداد ز شفقت دادرس باشد مرا  
ناله بی تاثیر مانند جرس باشد مرا  
اینقدر رسم از تو ظالم متمسک باشد مرا  
این فراغت ما که در کج قفس باشد مرا  
بر شربت دنیا رنج بیاگس ما  
یک قطره ز زهر آب گداز نفس ما  
اول بشگون کرد طواف قفس ما  
از گرمی حسنت بلب متمسک ما  
کرده است فراموش ره لب نفس ما  
ناطق به غافل زده فریاد رس ما  
در زود نمودن گداز جانب نیست  
پیغمبر گفت و گر کار روانیست  
غیش ز جور پناه عسل ز نورست  
ورنه ظالم ز تو این رحم بغایت دوست

نئی غم و بهر درونی غم ایامی هست  
 منکم ستم زمی عشق چه داغم که بدهر  
 دام بر چین زره ای لنگره قصه بشت  
 منم آن پیر که از سلاک مریدان من است  
 سینه ام را بنسیم بر تیری دریاب  
 از بسکه طالعیم به تنزل نرسد و رو  
 گر خضر کامیاب شد از چشمه رشک نیست  
 رفتم به پیشین او و محشر بد او رس  
 چکونه جان سلامت برم ز سفاک  
 جبرم بناله ندا غم مقلد دل کیست  
 گذشت موسم و فرستند هم زبان و هنوز  
 بگفت تیغ جفا باز آن وفا بیگانه می آید  
 درون تفسیده عشق که ام یارب کاهن  
 سزایت کرد و لایشب نکست زلفش چنان بریم  
 خبر گیر ای امام شهر از کیفیت زاهد  
 لبست اگر تبسم نکست فشان نشود و  
 سبک ز دل جوس عشرت جهان بر خیز  
 بزرگجوش چنان گرم کاتش ست آتش  
 فراغ کنج قفس از فغانی باغ خواه  
 گرفت روی زین را بر مشک گلگونم  
 و مید صبح و گل از رخ غنچگی بر خاست

ای خوشادیر که خوش گوشه آرامی هست  
 شورش کفری و بهنگامه اسلامی هست  
 مرغ دل صیقلیت سی لب بامی هست  
 هر کجا زیر فلک میکده آشامی هست  
 که درین تازه چمن غنچه دل نامی هست  
 آتش ز شمع تر بتم اندر کفن گرفت  
 داد از کیکه کام ز چاه و ذقن گرفت  
 او نیز جانب بت بیباک من گرفت  
 که بر دوش ملک الموت بسط افتاده است  
 که ناقه بخود و لیلی ز محمل افتاده است  
 سفینه بمن مسکین بساط افتاده است  
 شفاعت پیشگان رحمی که بیرحانه می آید  
 بدون از دل لبان صد آتشخانه می آید  
 که بونی مشک از خاک تر پروانه می آید  
 که از مسجد صدائی گریه مستانه می آید  
 دل و جگر بچه میب کس فگار کند  
 مشو بخاطر این بشیر گران بر خیز  
 شتاب از سیر این شعله چون دغان بر خیز  
 سراغ دام کن از مرغ ز آشیان بر خیز  
 تو نیز مال بتخیر ز سمان بر خیز  
 تو هم بدوق عبودی ز پر نیان بر خیز

ستاره صحرای سحر است چه شب تاب زن  
 بکنج صومعه زاهد نشسته پیر شده ای  
 سزای منی است که گشتی هسیر علم ناطق  
 بنویس بان چمن سحر و من از ناز خرام  
 شد لبالب قبح عمر من زار و نشسته  
 ای عزیزان وطن دست بشوید از من  
 ناطق آن طفل کنون حرف تو کی گوشت کند  
 ناطق اینانی روزگار کراند  
 خموشی ترجمان عرض بیدار دست ظالم را  
 آبی جذبه بیداری بخت نرندم را  
 صدای آسمان کا مشیت پر خاست بیان بستم  
 دو اور و تم کنون در دگر دو یاد دورانی  
 بفرمان ادب و دوش از پی خواب گمان او  
 ز رشک آخر چسبان بستم که خون دیگران ریزد  
 دو بیتی ز دلف تم بخت و من زانداشیه جرمش  
 خوش آن غیرت که چون آینه گل گشت چمن کبری  
 بشاخ گل شمین ساختن بر بلبل از زلفی  
 حدیث لذت لعل حلاوت دستگاه او  
 صبا از جانب ناطق سلامی خاک مکران را  
 رفتم که باز سجده بران آستان کنم  
 هم نهادم صورت کرده مرا عشق همسم غیور

قبح گرفت بگفت همچو آسمان بر خمینه  
 و می بدیر نشین می کش و جوان خبرینه  
 که گفته بود ترا که در معیت آن خبرینه  
 چند خمیازه بقدر تو کشد آغوشش  
 که قبح و از نعم لب لب می نوشش  
 کشته بدم و سبزان گلایه پوشش  
 باش تا خط سیه قام بمالد گوشش  
 خود بند گوش بر فسانه خویش  
 زبان در سر سره خوابانید زان تیغ تالیش  
 خاک تا چند دارد که چه پیمائی رگش  
 پرو سوار و پیکان باز بر تیر فغان بستم  
 که از سر هم کافور بر زخم کتان بستم  
 گلوتاصی دم افشردم و را و فغان بستم  
 بطفائی آنکه شمشیرش من اول بر میان بستم  
 نگاه عجز بپوشیدم زبان الامان بستم  
 بگلشن پیشتر رفتم نگاه ببلدان بستم  
 که من در چکل شبازخو ز آشیان بستم  
 بشهر فگندم و شکر فروشان را دکان بستم  
 که من چون غنچه دل و گلشن بند و تان بستم  
 خود را شریک غالب بهفت آسمان کنم  
 هم قاصدیت فرستم و هم قصد جان کنم

تا آمد بد بشهر و چون دم تب غنمت  
 خفقی زد دست برد و فغانم بجان رسید  
 ناطق ز طوف کعبه نشد کام من روا  
 ساقی آن می که چو یک رشخه زان نوش گنم  
 میکند کسب صفا و ترسوید ای دل  
 چه بهشت است که بخود شوی از باد و بن  
 تا کی شکوه ز بیمار من انشاء الله  
 کی بودی که ز نقش قدم پاک گشت  
 چند رانی سخن از مهلت قتل ناطق  
 شمع از سوختن خویش شکایت میکرد  
 بدل مرده نه بخشید حیات آب خضر  
 یاد آن طالع فرخنده که دشنام داد  
 دیگر بران سرم که گدایانه بردرت  
 تا قتل عام طائفه خور می کنند  
 آخر گوشه قفس تست جاسی من  
 یارب معاذتیکه حسین نیاز را  
 نیم بسل بهلم یکد و نفس تا که بگور  
 هست از شوخی پروا ز من آگه صیاد  
 کو غارتی که جبهه و دستار شیخ را  
 دارم امید جازه نیم جرم  
 همه از بام و درش طلعت عصیان نخب

گزش بسیر کوچه هر استخوان گنم  
 آفاق را بمیرم و دایر الا مان گنم  
 رستم که باز سجده بر آن آستان گنم  
 همه او کردم و از خویش فراموش گنم  
 بسکه اندیشه آن صبح بنا گوش گنم  
 چاره خود ز تو از حسرت آغوش گنم  
 مر ترا مشب ازین بار سبک و ش گنم  
 تربت ناطق خون ریخته گلپوش گنم  
 این نه جرمی است که تو گوئی و من گوش گنم  
 و انودم دل سوزان و غموشش کردم  
 زنده از خاک در باده فروشش کردم  
 طلب بوسه اگر از لب نوشش کردم  
 خود را ستم کش ماگ و دروازه بان گنم  
 در و ترا بشور دل حکمران گنم  
 بر شاخسار سدره اگر آشیان گنم  
 من بعد وقت سجده آن آستان گنم  
 حسرت لذت بسیار پیدان نبرم  
 نیست بجا شکنجه گرفتار نفس بل و پرم  
 بفرستم و تمیه رطل گران گنم  
 زاهد چرانه محبت پیر سخا گنم  
 چون بطاعتکده اشخ سیه کارشدم

بخواب ساغر می خط غلامی دادم ۴  
 خواب دیدم که نورم آب حیات از توش  
 مان درین ره زمین آموزش را که زدم  
 گر خنم در دل یاران منافق چه شکفت  
 تو به از باد و درایم جو آنی کردم  
 چه توان کرد بختی که ز قسمت ناطق  
 بیک پایانه ساقی کرد و بهوش آبخانی و شمع  
 نهد و شت آن طرف ز عدم مال میزنم  
 یاران بفکر مرهم و غافل که نفس  
 ای یوالموس که دخته دیده بر رخس  
 بیرون میروند و زدم مهر خن خان  
 خون هزار و عطا بگردن گرفته ست  
 جان بر لبم بفهم نیاید بیان من  
 صد پاره باد و دل که بیزم تو از پیش  
 و در دل تنگم ز گردنم بیابانی بین  
 در شب هجرت بزم سینه ام کیره خرام  
 آخت بهر کشتن تیغ جفا و ز و بغیر  
 سلطنت گریل واری خاکساران انوار  
 از سفر باز آو ناطق را ز دور و فرقت  
 بوالموس سخت زندان حبس بهرت  
 بوس گوشت میخانه کن زاده شمس

فارغ از کش مکش سجد و زنا شدم  
 تیغ می راند بکقوم چو بیدار شدم  
 غوطه در قطره و از جسد پیدار شدم  
 گل بدم از اثر صحبت شان خار شدم  
 اول سستی من بود که هشیار شدم  
 تو شدی زاهد و من زند قبح خوار شدم  
 که از محفل حریفان چون سبزه بر دند بزم  
 ای خیبر گلیز ز غنفت نشان من  
 خمیازه میکشد بنک زخم جان من  
 غیرت بگیر از مرده خون فشان من  
 گو چرخ و صد چرخ شود خصم جان من  
 صد آفرین بجزات گوشش گران من  
 کس جز چراغ صبح نغند زبان من  
 صد پاره کرد پرده را ز نهان من  
 در بساط قطره سامان طوفانی بدین  
 از دل پر داغ من سر و چراغانی بدین  
 از وفا گشتن برگشته مژگانی بدین  
 خدمت موری کن و خود را سلیمانی بدین  
 پایی تا سر بچو شبنم چشم گریانی بدین  
 امتحانش دوسه روزی بجفاکاری کن  
 تو بحراب نشین مشق سیه کاری کن



کیسا ساز کریمی تو لیکن چکنم  
سرگران میگزد دیار ز اغیار امرو  
مرغ جان از نفس کالبد مانا نطق  
که مس من نکشد منت اکسیر کے  
کرده تاثیر مگر ناله شبگیر کے  
کرده پرواز و لیکن بهر پر تیر کے

## رباعی

ناطق چو بلا بد هر بد فال شدي  
شاعر شدنت بهر فلاکت کم بود  
بر سر بام بیا گوشه ابرو بنا  
استخوان ریزه چمن رنگین پیش ما  
پرده چشم خود ای فاختگان فرش کنید  
زین منت خونی تو ام که هر لفسم  
چنان تاثیر گرفت از نگاه مست و تیرش  
پیا که بر کفم و محسوب ز دیر گذشت  
دور از وطن و عیال اطفال شدي  
کامی خانه خراب باز مال سکه  
روزه داران جهان منتظر ماه تواند  
کین تعلق بجناب سگ سیلی دارد  
که بسیر چمن آن سرور و ان می آید  
بخشش ستم تازه شتر مسار کند  
که بوی باده می آید ز خون زخم نخیرش  
رسیده بود دلائی و سله بخیر گذشت

نیر نواب محمد ضیاء الدین خان بھادر دہلوی بن فخر الدولہ نواب احمد بخش خان بہادر والی  
فیروز پور تنکی اریکہ سمندانی و پادشاہ ملک مہمانی و سعانی ست و فارسی نیر و دراروی  
ریختہ رخشان تخلص میکنند امرو ز دہلی بوجود با وجودش در ناز ست و زمرہ شعراء با سخن  
نکینش و مساز علاوہ قرب قرابت نسبت تلمذ بامیرزا سدا لد خان غالب درست دارد  
و در انشا و شعر فارسی و انشا نظم در فیض سخن از عرش برین می ستاند تھر رستور و رحین  
طلب علم کہ بدہلی وارد شد مکرار اورا دیدہ و با فرزند مرحوم شہاب الدین خان شہرستہ  
الفت بہم رسانیدہ حیف کہ آن نوجوان بلخ قابلیت خدا داد و در زمانہ حذر ہند جفا آید  
از لباس حیات مستعار عاری گشت پدر بزرگوارش ہنوز رونق انجمن آن شہرست واز  
فضائل صوری و معنوی بہرہ و آیین چند بیت او بنا بر ضابطہ دریا ثبت افتادہ

لکن بلباک که شادوم بناروائی خویش  
 نمود تیره چو شب روی روشن سپهر  
 کنی نه گرد می رنج بنجر بے بفرست  
 کشود گر خشم زلفی دلی دران بستم  
 خوش می بر و بخواب عدم قصه قصه  
 جام شراب برکت و نوشین لبه بر  
 نیز آفتاب گر ننگند از خوش نسیم  
 ننشاند ز سوز جگر دم دوش بر خود  
 چون آمده ایم از عدم آسان بود اکنون  
 رو خشم کن هرزه چندی پی قتل  
 شکسته طرف کلاه و کشوده بند قبا  
 بعرق ریزی بیفایده بخیه گران  
 روش و هر یک گونه نباشد نیز  
 این سر شوریده برشت بخد خوش آمد  
 کرد خاکستر سراسپای مرا سوز درون  
 آندم که بخش چشم و دمان کرد روزگار  
 بان اچ چشم قیس نه خارج از حیات  
 زین پس بعبط گوشم و سوزم بهوز شک  
 تا زخم آتشی بچرخ آه مرا شرا کو  
 تا تو ستیزه آوری من رو عجب بسیرم  
 نواب محض مهر سلور و رستم این مرز بوست نام اصلی او صدیق بن حسن بن علی بنی بکا

بروئی من کشتا چشم اعتیا ر مراد  
 بناک سائے سر نخوت غبار مرا  
 نخواه در شب هجران تھی کسار مرا  
 که داده اند درین جبراخت یار مرا  
 افسانه درازی شهبائے تار ما  
 دیگر زحق بگو که ترا التماس حیات  
 وجه باد دادن هوش و حواس حیات  
 خواهم که نخبه لبش گام جگر خود  
 پیچودن راهی که بود پی سپر خود  
 بر دیده و ران عرض کن اول کمر خود  
 چه بخودانه بت میگسار سیمه آید  
 همچنان زخم جگر خنده زمان است که بُو  
 نه چنین بود که هست و نچنان است که بود  
 شد فرود در سری کز بالش پر دشت  
 شد غلط چشمی که من از دیده تر دشت  
 خندیدن از تو بوده و از ما گریستن  
 بر مرقد مطهر لیلی گریستن  
 فرسوده شیوه است هانما گریستن  
 تا بهم این جهان بباد دیده اشکبار کو  
 جو رتر اگران کجا شوق مرا کتار کو

قنوجی ست بیشتر دیوزده گر کوچه فضل اوریزه چین مائده مفسرین علما و محدثین نبلا دست  
 در بایت شعور گاهی مایه بر آستانه سخن می نشست و گوش بر آواز و چشم در راه کلام فرو  
 میماند چند گاه است که آئینه ضمیر را از صور خیال غیر برداخته و از بیت سخن بابت سخن  
 مایه مکره هستی خود ساخته این گستاخ شیخ چشم گیت که با وصف کج حج زبانی پهلوی بیایان  
 نشیند و با وجود تنگ سر مایه در بازار سیر متاعان دکانی بر چند عمر با در جلودل دیوانه گشت  
 و بجای نرسید سا امارتی کاروان ناله افتاد بقای سر کشید اما از آنجا که گل را از خار و گل  
 را از خار و فلک از غبار گزیر و گریز نیست باین ستا ویز حریفی چند از ترجمه مستمند بخیر  
 بر یاران بزم مهر بانی عرض میدارد و در و این آواره دشت ایجاد و سرکن و برکن زین  
 کون و فساد از شبستان عدم در بزم وجود و نور دهم جادی الاولی روز کیشنه سینه یکبار  
 و دو صد و چهل و شصت هجری دست بهم داد و موطن و منشای او محله شیخ پوره واقع بود که سال  
 قنوج از سر زمین میان دو آب گنگ و جمن است و نسبش بسید جلال الدین بخاری مخدوم جهانیا  
 جهان گشت ابله سلسله صحیح میرسد و منتهی بامام زین العابدین بن حسین سبط شید که بلا رضی الله عنه  
 میشود و شیر و او هنوز بسادات بخاری شهرت دارد تحصیل علوم متداوله از چند اساتذنه فاشه  
 عصر خود کرده از آنجا علوم و دانشمندی را در حوزه درس صدر الافاضل مفتی محمد صمد الدین خان  
 بهادر صدر الصدور دہلی تخلص یازده بیایان رسانیده و فاتحه فراغ خوانده و از خدمت  
 ایشان بعد کتاب منطق و حکمت و فقه و علم ادب بطاقت سند حاصل نموده و سرای فنون  
 در سیه بدست آورده و علوم ملیه شرعیه و دینی از تفسیر حدیث و فقه سنت و اسماء رجال  
 و احکام بر مولانا شیخ حسین بن محسن انصاری قاضی حدیده مرتب گذرانید و موفق بحصول  
 اجازت بر طریقه انیقہ محدثین کرام ادام الله تعالی اقبالهم شد و نیز سند و دوا این سلام  
 از معاجم و مسانید و صحاح و جوامع و جزآن از مولانا محمد یعقوب دہلوی برادر مولانا محمد  
 دہلوی نزیل مکہ معظمه رحمهما الله تعالی حاصل نمود و استجازت ثالث از شیخ معمر مولوی عبد

بن فضل الله ساکن قصبه نیوتنی رحمه الله تعالی بیست آمد و یکی مشایخ و اساتذہ و حق وی باو عمیہ  
 با نفعیہ زبان برکت ترجمان خودشان گذرانیدند میدانم که این همه فحش صوری و مونس  
 و مزیت دینی و دنیاوی که حاصل روزگار من است ببرکات انفاس قدسی من این بزرگوار است  
 و هر چند این اسانید و مسانید و اجازات صحیحہ شریفه فضیلتی بزرگ است و باین نوع که مرا حاصل شد  
 کمتر کسی را دست بهم داده باشد لیکن اجد علی این مراحل شطری از عمر گرانمایه در سر و کار مطالعہ  
 اسفار و صحف کثیره از هر جنس بگذشت و ملذذ حقیقی بایمدهی که عبارت از زمره اہل حدیث و  
 اثرست حاصل گردید و ملاحظہ مصنفات ایشان بابی عظیم از غم و ہایت و درایت بزل شود  
 و نفع بی نہایت در ہر باب بخشد و خصوصاً مؤلفات حضرت شیخ الاسلام احمد بن عبد الحکیم بن عبد السلام  
 حرانی و تصانیف حافظ شکم محمد بن ابی بکر بن قیم جوزی و نتائج طبع بدریست منیرہ محمد طویل بن  
 امیر یابی و جمیع قاضی القضاۃ محمد بن علی شوکانی قدس الله ارواحہم و ہر یکی از ایشان و غیر  
 خود یگانہ و ہر مجتہد زمان بود و تلقی احدی جز اتباع اولاد حضرت کتاب و سنت نمی نمود و این بنڈ  
 شمرندہ نیز درین رائی صوابانما ہمنان ایشان است و در مقام استقامت بر اتباع دلیل  
 بعل اعلی و مکان رفیع الشان محمدی مشرب سنی مذہب نقشبندی طریقہ است اگر چه ہنوز دست  
 بیعت بدست کسی ندادہ است و جز او کوثر شایع علیہ السلام آبی از سر چشمہ خضر را ہی نخورده و قد  
 مدہ العمر و اربع سنہ پیش آمدہ کی سفر بطلب علم و درین حرکت نوح و وطن مثل فرخ آباد و کانپور  
 و دہلی را پی سپرد و بقدر مقدرا از خمخانہ علم ساغر صبا ئی صاف کشیدہ و از دور و جامہ بدر دل  
 ناکام آرمیدہ دوم سفر بطلب معاش و درین سیریلدہ بھوپال را اولاً و بلدہ ٹونک اثنا نیا  
 گلگشت کرد اقامت ٹونک ہشت ماہ می نمود و دل دران و ششکدہ نجیبید صرف پارس خاطر  
 وزیر الدولہ مرحوم والی انجا چند ہی پای اقامت افشرد و باز رشت ہارا لا مان بھوپال کشید  
 و رینجا بتا و بدست نکاح با دختر مدارالہمام محمد جمال الدین خان صاحب بھادر نائب یاست پروا  
 و این اول عقد من است و دو پسر و یک دختر بهم رسیدند و در ضمن این آمد و شد بلاد دیگر را

مثل میرزا پور و چلبور و پوشتنگ آباد و جز آن ملاحظه کرد و باند و همراه نواب یکصد و یکصد  
مرد و سه والیه بجوبال رفت و برگشت و بعد انتقال ایشان دو غریبه نواب شاه جهان یکصد  
ارمیس اعظم دلا و طبقه اعلامی هند سایه عاطفت بر سر این الکه انداخت سوم سفر حرمین شریفین  
ازاد شرفا پیش آمد و دوسه کهنه زار و دود و هشتاد و پنج هجری شوق زیارت مکّه مکرمه و  
مدینه منوره که از مدتی در انگلیه دل در دمنزل بود و هجوم آورد و بحصول دستوری از آقاخان مد  
محل حجاز بهیمت طراز برست و مسافت بر و بحر نور دیده خود را با ماکن مقدسه رسانید بنین  
نیا ز بر آستانه بیت المدالید

جمال کعبه مگر غدر ره روان خواهم که جان خسته دلان سوخت در بیابانش  
و چون از مناسک حج فارغ گشت رو به مدینه منوره آورد و بخبار عقبه رسالت را کحل الجواهر  
چشم خود ساخت

ز بعد کسب نظیری زیارت ماکن که دلبری نمکین ست در مدینه ما  
تو یکا سبوع و جوار خیر البشر علی علیه السلام گذرانیده صرف عنان بسوی ام القری نمود  
و از آنجا براه مدینه سری بریار بجوبال کشید و درین آمد و شد کتب بسیار از علوم قرآن و حدیث  
مطالع کرد و کتابت نمود و هشترا کرد و بر روی دریائی شور بدست خود و ششما نوشت که در شفا  
ام موجود است در حصین حضور می خود پیش باب بیت المدینه و ملتزم مکرر دعا کرد که ای خداوند زمین  
و آسمان از معاش سد منعی بیش نیخواهم آن هم بوجه حلال دبی منت رجال و آنچه منتهای  
آرزوی من است حصول رتبه کمال در علوم و مینیه بما تفسیر و حدیث است این هر دو علم را چنانکه  
من بخواهم و چنانکه تو خواسته باشی باین پیچیده ز کس میسر ارزانی فرما و ازین حصین معاش  
که دران مبتلا بودم و ازین ضیق قلب که از ناروا لی صحف دین و دواوین احکام شرعین  
که نقد وقت دارم بر مان مگر حق تعالی دعای این بنده شرمندۀ عاصی پر عاصی خود را  
اجابت کرده باشد که باین روزا قبالم رسانید و از تنگنای مسدود حقد انما و زمان ربانی

### هر چه تا متر کشید

انجمن اقدربان احسانت شوم این چه احسان است قربانت شوم  
 بعد معاودت از سفر حجاز بمنیت طراز چون ورود بدله بجهوپال که خال رخ هفت کشور اقبال است  
 دست بهم داد اول با اهتمام و ارس این خطه باز بخدست امیر الانشا فی حضور رئیس معظّم امور خطاب  
 خانی نامزد شد و پایه پایه علاج معالج ترقی دولت گردید تا آنکه بسی بر نیامد که بسالقه ازل و  
 تقدیر عزوجل اتفاق عقد ثانی باریسه موصوفه شد و باین رهگذر اولاً بمنصب نیابت دومین  
 ریاست سر بلند شد و ثانیاً در همان نزدیکی زمان از نیابت بعالی خطاب نواب الاجاه امیر الملک  
 سید محمد صدیق حسن خان بحد رسایه امتیاز اندوخت تا بیخ این عقد خیر ممد کرد و در دوازده صد  
 و هشتاد و هشت هجری صورت بست بتمه یکمید و کریمه و اخیری تحویلهاست و بوجاین انتساب  
 اقطاع هفتاد و پنج هزار و دویست سال از محال برلی مضاف ریاست بجهوپال رعایت شد  
 درین حین نزیل بجهوپالم و قرین صد گونه اقبال و آنجید الذی بنمته تمام العاصمات هر چند بجا  
 خود گوشه گزین و خاطر خزیم اما در چشم ظاهر بنیان صورت پرست متکی اریکه ریاست جسد  
 شنه نشینم تدبیر مصالح عباد و منافع جمله رعایا و بر ایامی این الکه بدست او سپرده اند و بی خواستش  
 باین کار و بار دشوار بر داشته

بار جهان بردل آن نازنین  
 سینه چین نازک و بار چین  
 او بجهان که مبدی این تکوین است انجام جاری اینمده امور بخیر کند و افق و موج این پنجهی سلا را حجاب  
 بصیرتیش از صعود معارج دار بقا نگر داند سفر چهارم سفر احوال تغای نیکنامی و بلند پای  
 رئیس عالمیه بود که در شش از جمعی بجهوپال و محروسه این دار الاقبال جمعیت یکدیگر جمعیت لشکر  
 بسوی بندر ممبئی حرکت و سیر اتفاق افتاد و بعد ورود و انجالار و ناته تاهته بروک گورنر جنرل و لیسر  
 کشور هند که نوواردین مملکت بود حکم مکه انگلستان کوئین و کمور یا متغای نیطی درجه او ان پیر  
 این منصب ساخته ولایت انگلند و علم عالی پرچم و خطاب گزید کنند را شرافت اندیا با سند

خطاب موشح بدستخط ملکه معظمه و وزیر اعظم انگلستان از زانی داشت و لقب بیس دلاور عظم طبقه  
 اعلامی ستاره هندی بخشید و رتبه صاحب خطاب در مجمع رؤساء هندی که حاضر جلسه بودند بسیار  
 مراتب عزت و شرف و منزلت خیرگالی و علوهت در انتظام ملکی و مالی و باالایه دانید و عقاید محفل  
 سرور منزل خاص از برای همین عطیه بود تا پای رفیع رئیس معظمه ابراقران و امثال فی صلب  
 امتیاز بخشند درین سفر سمیت اثر اتفاق گلگشت ملک گجرات صورت بستی و بلده سورت  
 و احمد آباد بیدر و عمارت آن دیار و اقطار نخستم اعتبار ملاحظه افتاد سفر پنجم رحلت بسوی  
 دارالاماره کلکته است که در ماه ذیقعد ۱۲۹۲ هجری همپای رئیس معظمه دست بهم دادند  
 این سفر خیر اثر دو ماه و چهار روز بود درین گلگشت ملاحظه جمیع ملوک و امراء و حکام بر طایفه  
 و دیگر اکابر بلده بروجه تفصیل و اجمال صورت برست و بامیر تریاب علیخان سرسالا جنگ آباد  
 وزیر ریاست حیدرآباد دکن و نواب امیر علیخان بهادر وزیر السلطان و دیگر اهالی و موالی  
 ملاقات گردید و مشاهده اکامه رفیع و سیاستین منیع و شواخ مستقیمه و انهار و جداول سلا  
 اتفاق افتاد و باگو تر جنرل و شاهزاده انگلستان مکرر رسم ملاقات و اتحاد مودی گردید  
 نام اصلی لارڈ بیرنگ است و هم شاهزاده پرش آف و یاز و درین آمد و شد اتفاق گذر بر سر  
 بلاد و دیگر طوع قدم شد و در بنارس و ال آباد و کانپور یک یک اسبوع توقف افتاد و معانی  
 بلاد و اهالی و دیار و گلزار آنجا نموده مراجعت بسوی بجنوپال کرده آمد سه سفر اول بضرورت  
 کسب صوم و حصول روزگار بود و دو سفر ثانی به تبعیت رئیس نامدار —————  
 سفر سفر که چنین یار غار و در سفر است      تو بخت بخت سفردان و کار کار سفر  
 اکنون بعد ازین اسفار پای توطن در بجنوپال شکسته ست و رنگ اقامت درین محروسه  
 ریخته تا منظر نظر کبریائی او صیت و چشم آرزو و براختیار سفر ششم آخرت که بیچ فردا بشر  
 ازان گزیر و گزیر نیست و دوخته تا کی بکی ازد و حرم محترم کی و مدنی بیامی شوق طی حل  
 کرده بقیه انفس متعار و حیات ناپایدار را در زاویه عافیت و گوشه قناعت بسر برد

وقاصدا جل سحر را نزد و در و مسعود لیک اجابت گفته کلمه توحید باری تعالی گویان و مغفرت  
 ارحم الراحمین را جوین اذین خاکدان فنا سری بدر الامان بقا کشد و از حقیض ناسوت  
 او جگرای لاهوت گردد و عمریست که بکلی همت خود را با وجود علایق فصل خصومات و عوارض  
 رتیق و فتنی مهمات وقف شغل علم و مطالعه صحف دین و دوا و دین ایمه اسلام و اشاعت سائر  
 شریعت حق و تدوین تفاسیر صحیح و سنت طهره داشته ام و دل بنجیده و خاطر اندوه آسیده و جان  
 شمیمه را از ملاحظه زشت و خوب جهان و جهانیان و شیوه جور و ستم و اندیشه های نابالاست اینها  
 زمان بر داشته و در رنگ انهمندان معاصر که در شکست یکدیگر میکوشند و افزایش جاه علم و دولت  
 اقران را بدیده کوتاه بین نمی توانستند دید چشم پوشیده آفتاس گرامی و اوقات عزیز را بجز  
 ارادی یا قسری در سر کار و بار خدمت قرآن کریم و حدیث شریف بنسری آرام این صحیفه متوزو  
 که در رنگ سبز بیگانه و در چین تالیفات شرعی این جویش زمانه میدیده است و چون آب روان  
 در پایی سبز ان گلشن دین و ایمان آرسیده محض بولوله سوز و گداز قدیم از آتشکده دل بنیاب  
 چون دوخان سربالا کشیده و برای احاض مذاق خواطر آشنا و بیگانه همچو چاشنی برآمده الوانغت  
 بهمرسیده و رن و دین هنگام که قوی بضعف گرایده و جوش شباب مبدل بذبول شیب گردیده  
 خود مرا سری باین سود نیست و کیف که امر و زور بر مردم بجای گلبانگ میخاران دعای دیندار است  
 و عوض هو و های مستان تحلیل خدا پرستان **س** بجای نغمه فی صوت و دلکش حافظ و بجای  
 جرعه می باده محبت دوست و تنهال عمر تنگمانه بچل و چهار سال کشیده و آفتاب زندگی مستقام  
 بلب بام فنا رسیده و دل از کرده منفعل و خاطر از آورده خجل و جان ناتوان از پیش آمدن  
 آنجهان و جل گردیده و هوا و هوس جوانی و هیچ و تاب بالا خوانی و ولوله عنفوان شباب فانی  
 مضحک گشته و طبع کلیل از وادید اوضاع زمان و زمانیان و نظاره تغییرات بی پایان جهان  
 و جهانیان و گم شدگی مدارج ایمان و شکستگی ساز و برگ عرفان و بهم سری اسباب فتن و مجور  
 و سرسبزی اهل نفاق و زور بر خود تنگ آمده ارحم الراحمین بر بندگان خود بخشاید و خاتم



کار و بار این بی سرو پار بجای گیرد اند و پروا نبینی پروبال اشعلد ویدار خاض الانوا خویش  
برساند هر چند سخاوت هم که پامی خامه را خاض بندم و سرگردانی اوراد و ادنی خیال نه پسندم  
اما ذوق فطری را چکنم که سخاوت بر سخن طراز می آید و با حرف میضمون معنی موزون  
شناسا میسازد بیشتر چا ویده خامه حق نویس صواب گذارش دفاتر گرانمایه تقاضی طومر  
بلند پایه احادیث است و لغت عرب و فرس و ریخته و با وجود طبع نظم سخن موزونش در غایت  
قلت و نهایت ندرت واقع شده گویا گاهی جبره ازین میخانه هوش افزا بکام جان نکشیده و  
بوئی ازین گلزار پیر بدماغش نرسید و کیف که

تافیه اندیشم و دلدار من گویدم مندیش جز دیدار من  
این چند خرف پاره که در بخار بساط سخن پریشان کرده بتقریب تسوید این نامه درین نزدیکی  
در رشته نظم کشیده و بمیزان وزن بنجیده و نعمته تازه و طنبور و مید و تانگویند که از گهرهای  
شاهوار دیگران انبار با فراهم آورده و دانه شعر فنی و سخن بنجی داده و از خود حرف موزون  
بر زبان خامه و بیان نامه نگذارده و ناچار ایاتی چند درین جریده ارجند گذارش میکند و سهر  
از شکاف نفس دل در دمنده بیرون میدهد

گویند که دلدار برد در دوسر ما	باور نکندم تا که نیاید ببر ما
آتشکن عشق بتان ست دل من	پرهیز که برقی بنجد از شر ما
صد طعنه کند بر بوس باده پرستان	تلخا به سر جوش گذارد جگر ما
من محتجبی سر ایا پس نگارم	آئینه نیارید به پیش نظر ما
درمان دل زار بودیم تبسم	دیرست که خون هیچکد از چشم ترا
جان داده ریحان رخ تازه نهالم	در پای چمن دفن بکن بال و پر ما
هر نقش که از پامی نگارست گلشن	چاکلی ست بحیب هوس رگدرد ما
پرورده نازیم سلطان که عشق	سیم رخ مگس دار مد از نظر ما

در عشق رسیدیم بجائی مرغ نواب  
 رفت بودم که دمی خاطر خود شاد کنم  
 آهی صبا رحی بمشت خاک من و  
 وعده وصل مرا آشوب بر فردا کند  
 بومصلی زنده گردان کشته شهبای بجزا  
 تر دامن آدم برداو بر و ز شر  
 قرا به یکشم و دل نمی شود خرسند  
 دل ماند ز من جدا همیشه  
 آدب بگذاشتم گفتم بمستی  
 هر چند که محبت بدلم ستر مصون است  
 تا دلم ذائقه گیر شب بجران شده است

## غزل

مرنج جانم اگر رفت او متحان باقی است  
 بنجا که رفتم ولیکن ز تاب آتش عشق و  
 منال ببل بیدل اگر شدیم ز باغ  
 گرفت یل شکم بساط روی زمین  
 بکنج دام و شنج قصص چرا نالم و  
 خراب گشت اگر مسجد دریا منزل  
 ز من نماند بجز نام و آن وفادار شمن و  
 شگفت چیست اگر زخم دل شود ناسور  
 بیایا که ز جان فگار در غم هجر

پروانه و لبسل شده اندر زرگر ما  
 در چین جلوه گل بر دز سر پوش مرا  
 از سر آن کونبر دار سمر  
 دیر می آید قیامت کشت هجرانش مرا  
 امیر الملک والا جا به صدیق احسن خان  
 فرمود یک زمان بنشیند در آفتاب  
 مگر بیاد بداندیش رفته ام یا رب  
 گوئی که ضمیر منفصل هست  
 شمیم گل غبار کوئی یا رب  
 این نیست که رسوا نشوم بوی جنون است  
 مرگ باز ندگیم دست و گریان شده است

هنوز از تن من مشت استخوان بقایت  
 هوای سجده بران خاک آستان باقی است  
 که کنج دام ز من و از تو آشیان بقایت  
 کشیم آه که تنخیر آسمان باقی است  
 که گرچه پیر شدم همت جوان بقایت  
 اسیر غم نشوم در گره مفان باقی است  
 هنوز بر سر چو رست کا متحان بقایت  
 تبسم لب لعل نمک فشان بقایت  
 چو آفتاب لب بام یک نشان بقایت

بنزیر تیغ جفا نیم بسلم بگذار  
 اگر بوضع وصلی دمی نوازش کرد  
 جفا می یار اگر اندک است بسیارست  
 بنزیر سایه زلفش نمی توان خفتن  
 بیکه دیو سه دل مضطرب نیاساید  
 فریب رای عزیزان کجا خورم که مرا  
 گمان مبر که زبون بتان شود ثواب  
 پیمان وصل و صدمه جانکاه حجب یار  
 گریه و آه مرا بیند و گوید بر قیاب  
 و رد می بر سر محزون چه بلا می آید  
 غرض آنست که جانم پر و دیر سر فروق  
 کجا از سوده صندل صد اعظم به تواند شد  
 صبا نوید وصال که می رسد به اشب  
 تسیم دوست گذر کرد بر سر ثواب  
 من و کیل از طرف دل که اگر دست دهد  
 نقاب زلف گراز رخ نبرد در و ا باشد  
 بکوی یار سپردند شست بال و پر  
 علاج در جبهه دانی بمرگ آسانست  
 نگاه مهر سنگ چه جای تنهیتست  
 آنکه نگه غلطش بر صف شاهان زند  
 بدوق جلوه حشمتش دل ستم دید

تمپیدن دل بتیغ نایوان باقیست  
 چه سود چشم شب بجز چکان باقیست  
 بیک نگاه بسی چشم خوشچکان باقیست  
 صدای گردش دولاب آسمان باقیست  
 تلافی شب عنهای بیکان باقیست  
 حدیث سید کونین بر زبان باقیست  
 برای نصرت ایمان شه جهان باقیست  
 مردن نداد و رستم هم نمیدهد  
 این خرابات چه خوش آب و هوایی دارد  
 جرس ناقه لیلی بصدایم آید  
 ورنه محرومی من در غریبم نمید  
 علاج درد سر از انوی آن لستان داند  
 که جان ز فرط مرست به تن نمیکشد  
 رسول امت خود را بجا نوازش کرد  
 دولت وصل شبی شکوه هجران نکند  
 که آب زندگی در دم وطن در تیرگی دارد  
 دعا که کرد که در جنت آشیان باشد  
 اگر امید وصال تو در میان نبود  
 خدا کند که درین لطف امتحان نبود  
 کی نظر سوئی دل حسته ثواب کند  
 ز چشم آینه چشم گرسنه دارد

سوختن شیوه آباتی پروانه بود  
 اینقدر هست که آئین وفا کم دارد  
 می شناسد که جوانمردی حاتم دارد  
 نازنینی که دم عیسی مریم دارد  
 دست گریه در شتم ز دل نهادم بر جگر  
 آزاد کن در چمن خویش بنگه دار  
 منکه در کنج قفس منت صیاد برم  
 ببلبلان مژده که مانیز بگزار شدیم  
 چون کاغذ آتش زده یک شهر شرارم  
 ای کان نمک چسپ باین سینه رشیم  
 مبادا دیگر می فهد بطور چستان گویم  
 امیر الملک والا باه عشق خانان سوزم

من اگر سوختم از آتش رخ چیت مجب  
 و کبر من که همه خوبی عالم دارد  
 بعد عمری که بیک بوسه دلم شاد کند  
 کاش جانی ز سر نو بمن مرده دهد  
 بودم امشب در فراغش اضطرابی تازه  
 از کنج قفس نیست مرا هیچ شکایت  
 گلی نیم چمن خلد فریب دارا ده  
 جذبه حضرت گل بر دگاشن مارا  
 تماند چمن جان و دلم در تب و تاب است  
 بر زخم دلم ریختن ملح چه سود است  
 چون پیغام خود با قاصد آن لسان گویم  
 سپرس از جرائی بویده و آه جگر و وزم

## غزل

گلچین شوم از سنبل ترمویی تو دوزم  
 گلپایه وفا از لب خوشگوی تو دوزم  
 غنچه اری عاشق مگر از خوبی تو دوزم  
 عمر خضر از کاکل کند وی تو دوزم  
 انداز خرام قفس دلجوی تو دوزم  
 از مشک ختن نکست گیسوی تو دوزم  
 انوار سنن از رخ نیکی تو دوزم  
 گلزار مدیث از سر مشکوی تو دوزم

خواهم که شوم باد و زگل بوی تو دوزم  
 بلبل بچمن در طلب گل بفغان ست  
 خوبان جهان را بنود شیوه بجز جو رہ  
 آسایش جاوید ستانم ز رخ تو ده  
 از سرو سی در چمن و هر بعد رشک  
 طر زنگه از بویده آه بوی تو دوزم  
 ظلمتکده را می گذارم بمنزیران  
 تقلید مذاهب نفسی بیش نباشد

## غزل

و گریه نودل بیتاب دماغ میخوام  
 بزمیر تیغ ستم کشی من از ذوق  
 گذشته ام از گله جور و شکوه هجران  
 بر تو رقیب که من به فرصت جملش  
 و رازی شب تقلید تیرگی آر و  
 بکنج رای نباشد فضای سلم اثر  
 بابر و باد نباشد مرا غرض ثواب  
 در دول را تو توانی که کنی گوش و  
 تا صبح مرادیده براه قدست بود

## قطعه

و لیل شرع بود یار چیز میگویند  
 شوم قیاس چنانم وفاق نهان  
 قیاس ما و شما در مراتب احکام  
 به هیچ چیز نماند که فضل را میست  
 وجود هیت اجماع خود بے شکل  
 قیاس فاسد و اجماع سنے اثر آمد

## رباعی

نهاده اهل حدیث ست اتباع من  
 کجاست صاحب تقلید گو یا و بین  
 صبا می رای نیابند درین گشتن  
 بهار این چمن و خار زار را می من

## رباعی

ز چرخ باد غم در ایاغ میخوام  
 برای زود نمودن دماغ میخوام  
 کجاست دولت و صلت سراغ میخوام  
 حضور خاطر در کج فراغ میخوام  
 ز نور ست بیضا چرخ میخوام  
 گذشته از نفس سیر باغ میخوام  
 برای دور صراحی دماغ میخوام  
 از من این قصه جانسوز نیاید گفتن  
 از حال شب هجر من زار چه پرست

یکی کتاب خدا و دیگر حدیث رسول  
 و یک در نظر آتحنان جله فحول  
 خصوص نزد تقادیم محبت منقول  
 تش قبول نسا زد بحر ظلوم و هول  
 با احتیاج نیز و پیش اهل نقول  
 بجزد و نوع نخستین نباشد اهل هول

فراست گزیده سبزه بن تو	ما طق بعمل شود کتاب از من تو
تقاید کسان سود بخش را بنجا	پرند ز سنت و کتاب از من تو
رباعی	
در جمله ملل افضل ملت بهتره	یعنی که طریق اهل سنت بهتر
ز انجمله عصا به حدیث نبوی	در سنتیان با همه قلت بهتر
رباعی	
صدیق حسن بلاست سرستی تو	خود نیست برابرست با هستی تو
بی نقد عمل کس نفروشد حجت	بیهات بیهات از تمیدیستی تو
رباعی	
هر چند گنجه کنم پگاه و بیگاه	نوسید ز جهرتش نباشم والده
گر هست نجات عالمی از ره عدل	بخشیده شوم بفضل انشاء والده
<p>نور تو رصده سعادت نور حدیقه سیادت چشم و چراغ شبستان ابن روشنگر شمع انجمن  اولین شمر شجره وجود گلبدن این گلشن تخت جگر نور بصیر سید نور احسن بارک الله فی عمره  وجله جبرانی کل علم و فن پر تو اختر مولد اسعدش صبح بخت و یکم ماه رب سنده الفت و ماتین و  ثمانیه سبعین از هجرت سید المرسلین یافته و دم نغمه سخی عند لیب این خامه گلبن وجودش  آب یاری فضل بهار پیرای گلستان ایجاد و تکوین در خیابان پانزده سالگی ساز و برگ نشو و  یافته تمام تار بخش نظیر حسن باشد طبع سلیم و ذهن ستقیم دارد و تجرد مولوی آلمی بخش حسنا  فیض آبادی مولف تحفه شاه جهانی و مدرس اعلائی مدرسه سلیمانی بکسب فضیلت و درس  شرح جامی و دیگر فنون آلمیه مشغول است هر چند باشد تعالی تحصیل علوم عقلیه و نقلیه و فضائل  اصولیه و فروعیه از شعر و شاعری ممنوع است لکن بسنجیدگی فطری و موزونی از لی با این حد  سن احیاء سخنان جرسته از زبانش موزون و مطبوع بر آید انمود و جش نیست</p>	

نگردد ز دیده می بینم بسوی ترک چشم او  
 تن بجان مرعیش ابد می بخش. ۱  
 پایم شکست و منزل من کوی میارشد  
 عارضش در زیر زلف او بود  
 آمد و وصل تو در حجر زنده میارَد  
 کجا تاب تماشایش دل دیوانه میدارد  
 فسخ مولوی عبدالغفور خان بهادر بدین تخلص جوهر زهن رسایش با عرض انواع  
 علوم و فنون مختص از ارشد ملا ذی ضعیف و وحشت والرش قاضی فقیر محمد مرحوم وکیل عدالت  
 و برادرش مولوی عبداللطیف خان بهادر در فرما زوالی فرنگ عظیم المنزله طبع خوش  
 خط نسخ بر نظم و نثر اقران کشیده چشمه فیض لبان قد پاری مرغوب دل شاد بان عشرت  
 گردیده مولدش دار الحکومت کلکته یوم عید الفطر سنه الف و مائین و تسع و اربعین و کسب  
 علومش مدرسه همان بیت الیاسه نزمت آئین درین او ان از جانب سرکار انگلستان  
 کلکتر می و مجسری ملک و مال ضلع جاگیر گردها که را منصرف و ناظم و زبانش بدین شیق  
 نغم مترنم

خدا یا جوهر قاتل بده تیغ ز بانم را  
 چنان خال عشق آن دمان و آن کز شتم  
 پس از قلم بی تشهیر اگر آن موگر گوید  
 دل پر مده انساخ دواعی گلرخی دارد  
 کجا مرغ دلم باشد اسیر دام پرواها  
 نو محویت بروی و کاکش هزاع را گویم  
 رهائی از سلاسل گرد بد پشت جفون پایا  
 بی حاسد دم شمشیر کن طرز بیا نغم را  
 که در عالم نمیداند کس نام و نشانم را  
 بیای مور با بیست جسم ناتوانم را  
 بهار تازه باشد در غل نخل خزانم را  
 فاجدت لافنی بدنیا با و عقبا با  
 ابد ابد رحم فی الدیاجی ام محبا با  
 کنم چون دامن صد چاک خود دامن صحرایا

اگر گویم حدیثی زان دہان ناپیدا و  
 کشم و شبکہ بفکر رسائی خویش عنقا را  
 جینی تو نخلی ست ز بلغید بیضا  
 ای نخل خست چشم و چراغید بیضا  
 ہر سہرہ کہ رست از گل ما  
 آہی ست کہ خاست از دل ما  
 با تو شکایت عنم ہجران گناہ من پد  
 با من بیان وصل رقیبان گناہ کیست  
 از خنہ ہ تو غنچہ خنہ ان گلہ دارد  
 و ز گریہ من ابر بہار ان گلہ دارد  
 امی از خیال عارضت ام گلستان بغل  
 و زیاد زلف چرخ صد سبستان بغل  
 مطلعی مرصع کہ بسی دو طریق توان خواند  
 بازویی او شلخ من چنان او تیغ قضا  
 کیسوی او مشک خنہ مرکان او تیر جفا

## رباعی

از وشت دل کہ ہست صحرا  
 آبست روان زدیدہ دریادریا  
 از سوزش دل چہ بزرگاردخا  
 این چوبک خشک را چہ یارایا

## رباعی

شد سجدہ پیشین نمازم یارب  
 بر باد شد این عمر درازم یارب  
 عفو من نکنی و گر پناہم ندہی  
 ای وائی کجا روم چہ سازم یارب

## رباعی

گل در غم رویتو قرب را بدرید  
 سنبل ز خیم موئی تو رخو و پیچید  
 شد غرقہ خون لالہ ز رنگ رویت  
 چون سرو قد تو دید آہی بکشید

## رباعی

سرخ بکلبہ ام کہ جانان آمد  
 در کالبد مرده من جان آمد  
 درستی وصل شد برابر شب رو  
 خورشید جہان تاب ہمیزان آمد

## رباعی



از یک دماغ شرابی مبنی  
یا قوت و شعی اعلیٰ بنی  
دل مرد شاد رخا نگرم شوم  
امور ساقی موش نقابی مبنی

رباعی

واسع صفت عذر ابد از تن  
نموده بهشت دمن نعل افزون

بایعل شایسته شیرین فریاد  
یک سیوی شیرنگ تولیل مجنون

نادر تخلص مولوی سید نجم الدین حسین خلف سید قمر الدین زاده و بوش قره ایته در ضلع  
نصیر آباد و در علم ممتد اول و شعر سخن مولوی شاه سلامت الکرکشی مرحوم اورا استاد  
طبعش موزون کلاش خوش مضمون ۵

در بزم مای خست آهنگ نوازیست  
تا کل بود ببل من نغمه سر نایست

رخسار یارم نیکست زلف پریشان بغل  
بگلر شب دیوچو را خوشید تابان و بغل

ممن ببل و لی بکل شعله سرخوشه  
بیشخ نخل طور بود آشیان ممن

نخست مولوی علی نجف خلف مولوی حکیم علی حسن قاصر باین تخلص و باجائات سن  
با انواع فصاحت مختص بر چند وین زمان جاگیر خطه کلکته است مگر در او یوم نژادش را میور

و در کلمه سنجی و بذله گوئی مبدو و شیور پیش و اندخودش و حسین علیخان شادان تلمیذ غالب و بانی

زادگی مشق سخن نموده در اندک مدتی به چوکان طبع رسا گوئی سبقت از اقران ربوده

محتاج فکر دوست ۵

سباد عاشق خود کرده و باشد قیسین  
دل مرا شوق خود آری او در گمان دار

منه بر سینه پاشی خوشی تن قاتل پس از شستن  
که همچون سنگ مقتولت بدل آتش نهان بود

هر گس بیا و چشم تو حیران برآمده  
سنبلی بکیوی تو پریشان برآمده

ترسم که کا رخانه عالم کند تباد  
آهی که امشب از دل سوزان برآمده

آن دیو جو ختم بهمنای است یار  
هر دایغ سینا چه چرخان برآمده

نامی منشی محمد حسن ابن محمد بخش تاملان باندۀ غمگویی نغمه گفتارست درین نزدیک در وطن خود خوشتر  
و کالت و مختاری بهر بی برد و دوم شاعری سیزند بر عایت ضابطه بیتی چند از فکر سایش  
نوشته آمد از دست

دل من محراب کعبه ابروی جانانه میداند  
عجب تر اینکه چشم مست را میخانه میداند  
شبانگه گرد بالینم نشانده حال من پرست  
مگر در دلم را خوشترین افسانه میداند  
دل وحشی شناسد غمزه های چشم مست او  
بهم را ز دل دیوانه را دیوانه میداند  
اگر روشنی خواهی ز ساقی جامم بگیر  
که را ز هر دو عالم را بیک جامه میداند  
بجز شش فتن و حیران نشستن لبین و نامی  
چه حاجت عرض مطلب را که خود جانانکده  
لوفش تخلص منشی کنج منوچهر لعل ساکن بید پال پدرش منصب نظامت این ریاست ممتاز  
بود خودش جوان سعادتمند و از متفقیات شباب بل گزند لازم ریاست و توسل این دولت  
از محرم سطر اصلاح نشرو از حافظ خان محمد خان شهیر اصلاح نظم گرفته و سلیقه شایسته درین دو  
هنر بهرسانیده اگر بهرین منوال چند گاهی شوق سخن کند و اقران امتیاز نمایان بهم رسانند

### ابیات از دست

مردگان از خاک میخیزند بنگام خرام  
جلوه محشر بود و سر و خرامان ترا  
حسن زیبایت ترقی کرد و در شوقم فرو  
میشوم قربان مسمی بالمیده دندان ترا  
از غم هجران تو زارم صدرا رخصتی  
تا که بیار تو سیب ز نخلان ترا  
بیش ازین پسند بر ما جو را می خالم تبرس  
خود از ان روزیکه ما لیم و امان ترا  
تا کی در شغل آه و ناله آری شب پروز  
نوش تا ثیری نه بنیم آه و افغان ترا  
بآبسان را شورشی در سرفقار  
نغمه ز دهر که لب خوشش گوئی تو  
جان منزاید در تم یعقوب و ار  
تکست پیر این خوشبوئی تو  
عاشقان را کرده سب پر و از غل  
لطف گلگشت ارم در کوئی تو

از سدا نان دل و دین شکر دیر اندازان کا کل چند و سنے تو

### حرف الواو

و جدان میر معصوم مخاطب بعالی نسب خان خلف الصدق میر محمد زمان راسخ میر  
واجد مہانی یگین و خازن گنج معانی شیرین ست دیوان ضمیم قریب بست ہزار بیت فراہم  
آوردہ توطن لاہور اختیار کرد شصت و چند سال عمر یافت و دشت لہ جان بھمان آفرین  
تسلیم نمود این نظم شاعر فکر اوست

جان حاضر است بستان لاسکینی طلبیت	یک شیشہ بود بشکست چلوئی مرغ نیست
دل یار و بخانہ عاشقانہ در آ	بگو کہ شیشہ فرو شتم باین ہسانہ در آ
نہ در بند فقیری شونہ میل ولت کی کن	سفر پیش داری ساعی بشتی ہر طوکن
بسیر بلع اکثر میرو دآن طفل می ترسم	جل از بسکہ بزرگ ست در گلزار گم کرد
چون گوی پیر این گل صید و فایم	کردی ز نفس گرتور با گرد تو گردم
گردش پیلو بہین در خواب ہم آرام ست	کام آسایش بنید انم کہ در دنیا گرفت
نہ من شہرت تمنا دارم دنی نامہ بخوام	فناک گردا گذارد یک نفس اہم بخوام
دل ز تنہ پذیرفتی گاہی میتوان کردن	نگویہ قیمت آئینہ دہ انعام میجو اہم
فرغ طبع بخشیدی آہی افج ہمت دہ	بعیر اہم متاب ایشیت باہم میجو اہم

والہ علیقلی خان داغستانی نسبش بباس عم آنحضرت معلّم سیرسد بہند آمد و بتدریج ازمان  
ب منصب ہفت ہزاری رسید والہ در اصفہان در شہ المولود شد و در ہنگامہ نادر شاہ سائنہ  
نجبی اورا پیش آمد یعنی خدیج سلطان دختر عم او با و نامزد شدہ بود این ہر دو دکترب ہم دس  
میخواندند و سبق عشق از بر کرد نسبت ایلی و مجنون بہر سانیدند چون افغانہ بہ اصفہان سلاط  
شدند غلام محمود خان اورا بکلخ خود آورد بعدہ مادر شاہ فی کلخ اورا تصرف کرد پس در  
نخست قلی بیگ حاکم نیر در آمد و بعد کشتہ شدن او صلاح خان قاتل نادر شاہ با وی کلخ بست

سپس سیر از احمد و زیاده صفهان در جباله کحل خود آورد و بعد قتل وی خدیجه سلطان اراده  
بندگی برداشته راه فوت شد و در مهندوستان همه وقت شور او در سر داشت و بهای بسیار

در فراق او گفته این بیت از ان مست

از گلشن حسن تازه سروی      نشست بشاخ او مدبرو

سیر از او الی اورا لاهور و دیده در ترجمه حافظه او در خزان نامه نوشته در شملایجر در  
شاهیجهان آباد و دیوت حیات سپرد و در مرض موت قریب حالت احتضار در فکر شعریت مولو  
عبدالله کشمیری گفت که ام وقت فکر شعریت کلمه باید خواند و ایمان تازه باید کرد  
و غضب آمد و این رباعی خود که سابق گفته بود بخواند

گر جان رود در من نخو اجم مرون      نور خاک شود بدن نخو اجم مرون  
گویند علی قلبی بمر این غلط است      او با هم تو مرون نخو اجم مرون

این چند بیت از وی است

جانان بس میزایم آمد	آخر مردن بکارم آمد
در دیده دجای نشسته است	گردی که زکوی بارم آمد
از روزش بجایش دل را چو سنگ کردم	بایار آهین دل سامان جنگ کردم
در دشت عشق مجنون و دنبال ماندن	با آنکه من درین ره صد جاد و ناک کردم
بجای خویش هر دم شمع زان خاکسته اندازد	که بخوابد برای خسته خود بسته اندازد
چو شمع قصه شمع با تمام نرسید	دید صبح و مر با تو گفت باقی است
تو شمع از تحت دل و دیده ترمی بندد	عاشق از کوئی تو چون خست سفری بندد
تو شب زندگی سر آمد	کو تا نه نشد فساد دل
تو بربیان حسن انعام کسے چو حسن	پروانه طیفتم که ز بانوان آتش
آب حیات و کیمیا خسرود بار و وفا	این چه میرسد بهم یار بهم غیر

بس بهیچ ولم جنگ خریداران بین این مناشی است که رو کرده بازار بود  
 بتقریب مرض عشق باز می والد و غمناکی نسخه فرج و گلشی این بیماری در غایت حسی افتد  
 این نسخه را اطباء حکمت اساس و حکما مزاج شناس از روی قانون عقل و ادراک تالیف  
 نموده اند و نسخه دلائل بیمارستان عشق را به تناول آن ترغیب فرموده نسخه این است  
 سنبل الطیب زلف گل سرخ رخسار خنجر آتش مال مشک سیاه کاکل آب شکر مرقع خط  
 لعل و یا قوت لب مروارید با سفید دندان صندل سفید پشایی پرسیاوشان ابرو بادا و تخم  
 پسته دهن ترنگوش گوش آب سیب ذوق و ورق نقره بدن یاقوت سفید سینه حجر البیود دل  
 مرجان خیمه آفتاب سرنگشتان شفق و راق این اجزاء را از دو کاکلین رسته باز از حسن نفس نماند  
 و بعد ترتیب و تالیف آن عرق بید مشک خوشی رخسار را با قدری شکر خنده اضافه کنند و با شکر  
 نرم خوی گرم هسته پخته سازند و گویگاه بقدر دست رس بکار برند مداومت آن نشاط تام  
 آورد و نور چشم و سرور دل بفرزاید و دماغ جان را تازه دارد و در قلب و ضعف دل از ازل  
 سازد و سودا می خام را از سر بیرون برد نسخه دیگر تخم خرفه سیاه خال انچه بهم رسد  
 بنفشه خط انچه بر آید سنبل زلف انچه بنظر آید عناب لب دودانه مروارید با سفید دندان  
 سی و دودانه قرص مسکه اعیان شکریت فواک کرشمه آنقدر که در حوصله گنجی تخم حنظل  
 و شام مقداری که تلخ نشود تخم نیلوفر تافل آنقدر که بکار آید مشک تا انچه آب گیسو برسد  
 مجموع این ادویه را کوته بخت با شیر و تخم نمک در دیگ تحمل کرده بجوشانند تا بقاء آید و آب  
 از چاه زخمندان کشیده با عرق گل رخسار ضم کرده است ضعف گفند گفتار و سیب زخمندان بقدر  
 احتیاج آهسته بپوشند غذا کبوتر دل گرفته با تلخ غره کشته و در تیر مرغان کشیده با تلخ سازد  
 کباب کرده تناول فرمایند که تقویت بسیار دارد فاعل این دو نسخه مرض عشق که است  
 یافت درمان در عشق مجازی است که نزد جمعی از کاراگانان مذموم است و نزد برخی از یاران  
 الفت صوری محمود گویند عشق مجازی بمنزله بوی است از میخانه عشق حقیقی و محبت آناری

به شاه پرتوی است از آفتاب محبت ذاتی اگر این بوشند آن میخانه زرسد و اگر این پرتو نیابد  
 از آن آفتاب بهره نماند و چنانکه جمال آثاری که تعلق عشق مجازی است نخل و فرع  
 جمال ذاتی است همچنین عشق مجازی که نخل و فرع محبت حقیقی است بکلمه المجاز قنطرة الحقیقه طریق  
 وصول بدان وسیله حصول آنست زیرا که چون مقبل را بحسب فطرت اصلی قابلیت محبت و  
 جمیل مطلق بوده باشد و بواسطه تراکم حجب غلظت طبعیه در حیرت فغانده اگر بناگاه پرتوی از  
 نور آن جمال از پرده آب و گل و صورت دلبری موزون شامل متناسب الاعضا نمود گیرد  
 پرتویند دلش بر آن اقبال نماید و در هوای محبت او پروبال کشاید اسیر دانه خال و شکار دام  
 زلف او گردد و از همه مقاصد و مطالب رو بگرداند بلکه جزوی مقصود و مطلوب دیگر نداند و نشاند  
 آتش عشق و شعله شوق در نهادش افروختن گیرد و حجب کثیفه که عبارت از انتعاش حرکات  
 دل است بصورت کونی سوختن پذیرد و غشا و غفلت از بصیرت او بکشاید و غبار کثرت از آینه  
 حقیقت او بزدایند و دیده او تیز بین شود و دانش حقیقت گزین نقش و اختلال حسن سیر الزوال  
 را در یاد و بقاء و کمال جمال ذوالجلال را در ادراک نماید و از آن بگریزد و درین بیاویزد و سابقه غنا  
 استقبال او کند و جمال حقیقی بر ظاهر شود و آن را باقی و ما سوا می اورا فانی بیند  
 راستی فانی انگیزست سر و قامت است بستی مابعد دروغ مضلست آسیرست  
 و چون عشق و محبت را با شراب معوری مشابهتی تمامست لاجرم الفاظ و عباراتی که در عرب  
 و عجم بازاد آن موضوع است برای عشق و محبت هتکاره میکنند مثلاً تسمیه آن بر لاج و دم  
 و می و باد و بوجوه عدیده و جهات سیده است از آن جمله آنکه می را در جاگاه اصلی خود که جوف خمر است  
 و واسطه قوت جوشش و شبت غلیان بی محرک خارجی میل بجانب ظهور و اعلان میباشد  
 همچنین محبتی که در تنگنای سینه عشاق و سویدای دل بهر شتاق مستورست بسبب غلبه استیلا  
 با عدم باعث برونی مقتضی انکشاف و متقاضی ظهورست و از آنجمله آنکه می را قیود و تشکیلی معین و صورت  
 خاص نیست بلکه اشکال و صور او بحسب صور و اشکال ظروف است پس چنانکه در خمر شکل تمیز و

خمرست و در سبب بصورت تجوید سبب و در پیاپی بهیئت درون پیاپی همچنان محبت حقیقی مطلقست  
 و طموشش در باب محبت بحسب ظروف قابلیت و ادوات است تعدادات ایشان باشد  
 در بعضی بصورت محبت ذاتی و در بعضی بصورت محبت اسمائی و در بعضی بصورت محبت  
 آثاری بر اختلاف مراتب جلوه کند و این تفاوت بحسب تفاوت مواد قابلیت و استعداد و جفا  
 و مستیست و از آنجمله عموم سرایان مست پس چنانکه اثر شراب بصورت در همه جوارح و اعضای  
 شراب او جاریست حکم شراب محبت و در جمیع مشاعر و قوی صاحبش ساری یک موی بر تن او از  
 ابتلائی محبت نرهد و یک رگ بر بدن او بی انتقامی بودت بخند چون خون در رگ و پوست  
 راه کرده است و چون جان بیرون و درون او را منظر نگاه خود گرفته از آنجمله آنکه می و عشق شایسته  
 و صاحب خود را هر چه بخیل و نیم باشد جوید و کریم میازد و شمره اول بذل دینار و درم  
 موجود است و شمره ثانی بذل کل مافی الوجود و از آنجمله آنکه هر مست می و عشق میباید و لا اله الا  
 و از صفت جن و ترسناکی خالی و مخاوف دلیرست و در همانک از جان سیر اما شجاعت او از  
 مغلوبی عقل آخرین باشد و دلیری این از غلبه فز کشف و یقین آن بهلاکت و دجانی کشد  
 و این بحیات جاودانی و از آنجمله آنکه شراب می و صاحب عشق متواضع باشد چه مستی و عشق و  
 محبت نازنینان را از پیشگاه ترفع و سر بلند می باستان غمز و نیاز مندی اندازد و عزیزان جهان را  
 از اوج عزت و کاکمکاری بخصیض ذلت و خواری افکند و از آنجمله افشای اسرار و اظهار اسرار  
 این همه اسرار از ادواق و حقائق اشواق و رموز توحید و گنوز مواجید که بر صفح روزگار و لوح  
 لیل و نهار مانده است شمره گفتگوئی متحجران جام سلسبیل محبت و نتیجہ قیل و قال ستعشان  
 شراب یخسبیل معرفت است و از آنجمله آنکه از باب این احوال را شیوه بیوشی وستی و خلاص  
 از قید هستی و خود پرستی است ایقدر باشد که مستی محبت کمال شعور و آگاهی محبوب است و مستی می نیست  
 جهالت و نهایت غفلت و ضلالت از هر مطلوب این دوران را طریق جذاب و کمال نماید  
 و آن نزدیکان را علو مدارج قرب و وصال افزاید و از آنجمله آنکه هر چند بیشتر نوشند و سبجوبی

آن بیشتر که شدند و چند آنکه افزون خوردند پنج در طلب آن افزون برنده نه مست آن بودند  
 گرد و دوخته خیز این خرسند از انجلا آنکه پرده حجاب برسم و طبع از میان بر خیزد و پاشان  
 و در هشت زوال پذیرد و چون سکر محبت استیلا یا بد مجبازین همه برترابد و بر بساط انبساط  
 نشینند و دامن از هر چه خداوست برچینند و لهذا احدی از شعرای ربیع مسکون چه عرب و چه  
 عجم بلکه بسیاری از اهل علم و حکم و اصحاب ولایت و بهم که طبع موزون و خاطر پر مضمون داشتند  
 الا ماشاء الله تعالی از تعریف شراب و شاد فغان نبوده اند و از ذکر تلف و رخ آسوده نبوده  
 و از یاد خود و وقود و بپایان نمود و عود قطع نظر نموده سخنها می سعدی و خسر و نظمی  
 شنیده باشی و کلام منظوم سنائی و عطار و جامی دیده و آیتش از ادای این معانی لباس  
 صورت و گندایش این انحاز بر زبان الفاظ ارا و باست از انجلا آنکه آدمی در بدایت حال  
 بواسطه اعمال الآتس و خیال از محسوسات بی معقولات می برد و از جزئیات ب کلیات میرسد  
 پس اگر معارف معانی جزو ضمن صور و مبنای مانوس نفس و مالوف طبع او نمی باشد اگر  
 جاده خلاف آن سپرد و کجیل که قوت فهم او را کش نکند و توانائی در یافتن نیارد  
 هر چند تراشی جفاکاری نیست در سینه تمنای دل آزار نیست  
 بی پرده بسوی عاشق خود گذر کش طاقت آنکه برده بردار نیست  
 از انجلا آنکه ادای معانی لباس حقائق جز اهل معنی دیگری بهره و نمی تواند شد و در لباس  
 صور نفع عام و فایده تام باشد بسیارست که صورت پرستی را بمناسبت آنکه بعضی معانی  
 لباس صورت مودی شده باشد باستماع آن میل افته و همان حیل حقیقی از پرده صورت  
 مجازی پر تو اندازد و فهم او را تیز تر گرداند و ستر او را لطیف سازد و وی از صورت گر خیزد  
 و معنی آویزد و از سبب بسبب رسد و از معلول بعلة انجلا رسد دلیل عشق حقیقیست  
 عشقهایی مجاز بافتاب رسد شبنم از نظاره گل از انجلا آنکه هر کس و نا کس محرم برابر  
 حقیقت و واقف اطوار اهل طریقت نیست پس بابر ستر و اخفای آن احوالی و واردات



الفاظ و عباراتی که در محاورات اهل صورت و مجاز و تقاصدنا هر چه مستعمل و مشهور اند  
استعاره کنند تا جمال شاید آن سخانی از دیده بیگما بکمان دور ماند و از نظر نامحرمان سست  
وی شان زرد آن ماه جسم کیسور  
پوشید بدین حیل رخ نیکور  
بر چهره نهاد زلف عنبر بور  
تا هر که نه محرم است نشاند او را  
آنرا بخله آنکه از واق و مواجید از باب محبت و اسرار اصحاب معارف که بلسان اشارت  
و دیان عبارت مذکور دیگر و دتا شیرش در دل سامعان و نفوس عاشقان زیاده تر باشد  
نسبت بدگر کلمات و لهند بسیاری ازین طائفه را با شمع یک بیت عزلی یا فارسی یا هندی  
که مشتمل بر وصف حال و زلف خوبان و خنجر و دلال محبوبان میباشد یا هر ذکر مثنوی میباشند  
و ساغر و میفروش و پیانه حال متغیر گردد و شور در نهاد می افتد که مثل آن در شعر عاری و مینا  
نگاری دست بهم نمیدهد

خوشتر آن باشد که سر و لبران گفته آید در حدیث دیگران  
اما جمعی از متفقان خدا پرست و بالغ نظران کار آگاه که بمقتضی مدارک شرع شریف رسیده اند و  
انجام و آغاز مجاز و حقیقت بیزان اعتبار بنمیدهند این طرز و شیوه و تجارت را نه پسندیده و مروت  
انفاس گرامی و اوقات عزیز خود را در سر این کار و بار ضائع نموده بلکه حاجت بلوغ از وصول  
بطریق نجات دائمی و نشاط اخروی باقی دیده اند و لهند اگر جمعی قلیل قیام باین کار کرده  
جم غفیر از علماء و اولیا خصوصاً اصحاب کتب آسمانی و مؤثرین حدیث پیغمبر اکرم الزمانی علیه السلام  
بعیده ازین جنس گفت و شنود و گریخته اند و خود را آلوده این اضافات مجازی بی اعتباریه  
خوش نموده تا آنکه اگر یکی ازین آفات بمقتضای طبع موزون بنظم سخن پرداخته یا تعریف جمعی و سبک  
کاری نداشته و تشک نیست که پایه رفعت این گروه باشد شکوه از آن جماعه عشق پشوده بالا است  
و چنانکه حقیقت را بر مجاز شرف امتیاز حاصل است همچنین ایشان را بر آنها عزت کامل بوده است  
در مرآة انخیال نوشته عالمگیر پادشاه در او اهل ایام سلطنت خود حکم کرده بود که دیوان

خواجه حافظ شیرازی را مردم از کتابخانه‌های خود برآوردند و علمای ممالک مصر و قسطنطنیه و بصره  
 و اصفهان نمایند با آنکه همیشه این دیوان معرفت ترجمان در مطالعات خاص آن سرعته اهل افکار  
 می بود چون بعضی مقربان از سر این معنی استکشاف کردند و استفسار نمودند فرمود که پس  
 قدرت بر فهم رموز این کلمات طبیعات و کنوز این معارف هدایت حاصل نیست بکین که  
 ارباب غفلت بر ظاهر عبارت حمل نموده در وظایف بیکی و عصیان فرو روند و برای شرب خمر  
 و استعمال سکر و شادی پستی و ستادیزی بدست آورده به او فدا لان منمک گردانندی حاصل  
 و شک نیست که مفاسد انفعلی بیشتر از مصالح اوست چنانکه اشم خمر بیشتر از نفع وی باشد  
 فصل عشق را از کتاب اغاثه اللطاف و حکم عشق بازی نسوان و مردان را از فتا و اس  
 هدایه السائل دیدنی است و این شرک شیرین و کفر تمکین را گذاشته دست بدین حب آبی و عود  
 رسالت پناهی زدن است و مجاز را بحقیقت عوض ساختنی و صورت را بمعنی فروختنی تا اگر آیین  
 مقام رفیع و مکان منبع نوازند و از عشق فانی بحببت باقی برند و اما معنی عشق از روی لغت  
 پس و صحاح لغته العشق و ط الحب و قد عشقه عشقا مثل علیه علماء و جل عشیق ای کثیر العشق  
 وعن یعقوب و المتعشق تکلف العشق قال الفراء یقولون امرأة تحب لزوجه و عاشق انهم و و تمام  
 نوشته العشق و المتعشق کمقعد بحب المحب محبوبه او افراط الحب و یكون فی عفاف و فی عار  
 او عی الحبس عن ادر العیوبه او مرض و سواسی یحلبه الی نفسه بتسلیط فکرة علی استحسان  
 بعض الصور عشقه کعله عشقا بالکسر و بالتحرک فهو عاشق و می عاشق و عاشقه و تعشقه  
 تکلفه و کساکیت کثیره و عشق به کفر لصق انهم و اما بهیت و علاج او پس و رسیدی نوشته  
 و نوع اخر من المایخولیا یقال له العشق و هو مرض و سواسی شبیه بالمایخولیا یعنی للعزوب  
 و البطالین و الرعاع قال صاحب المحجمل الرعاع سفلة الناس و نقل صاحب عنوان السعادات  
 عن بقراط ان العشق طمع یتولد فی القلب و یجمع فیة مواد من الحوص فکلما قوی ازداد صاحب  
 فی الاضطراب و شدته العلق و کثرة السهر و عند ذلك یكون احتراق الدم و استحالة الی السواء

والتهاب الصفراء وانقلابها الى السوداء ويحدث من طغيان السوداء الفلك وشذوذ الكواكب  
 السدامة ونقصات العقل ورجاء ما لا يكون وتغنى عما لا يتوحيى يؤدي ذلك الى الجنون فحينئذ  
 ربما قتل العاشق نفسه وربما مات غموا وربما وصل الى معشوقه فمات فرحاً واذ لا زال المصنف وسببه ان  
 افكر في استحسان بعض الصور والشعائل وربما لم تكن معه شهوة جماعية اي مع المعشوق بل  
 كان اللطوب عطشاً للمشاهدة والوصول الى الدنيا منعة والكساح وهذا النصف من العشق لا يعتري  
 للبطلين ومن يجري مجرىهم بل للعارفين ولذرية النفوس وكثيراً ما لا يطبق هؤلاء ان ينظر الى  
 المعشوق زماناً فليكن يتصور في شأنه وذلك وقد ينتقلون من هذا العشق المجازي الى الحقيقي  
 بالرياضة وصفاء النفس فيرتقون الى مدارج العارفين البشاشين الذين لا التفات لهم الى هذا  
 العام بل طلبهم وقصادي غايات افكارهم معرفة الحق الاول مبدء اكل اليه كل عقل ونفس  
 عز سلطانه وعظم برهانه وعلامته غور العيين وجفا فمما اي بغير مد مع الاعين البكا وبم الحزن  
 ناسهر وكثرة ما يتصعد اليه اي انجفن من الاثرة اي يكون جميع اعضاء النفس ذليلة سوي  
 العين فانها تكون مع غور مقلتها كبيرة الحزن وذلك لتزق الاثرة الى راسه لسهرة الكثير مع ان  
 حركة الحزن ضاحكة كانه ينظر الى شيء لذيد او يسمع خبراً اساراً ويكون نفسه كثيرة الانقطاع والا  
 سترداد ويتغير حاله الى فرح وضحك والى غم وبكاء عند سماع الغزل ولا سيما عند ذكر الحبيب الذي  
 ومن علاماته ايضاً قوله وسهر وهزال ونفوس الصعداء كما ذكرنا وان لا يكون بشا مثله نظام  
 للخلط الفاسد ولان الادواح توجه الى الخارج تارة والى الداخل اخرى ويعرف معشوقه اذا  
 اخفى عشقه فان معرفة معشوقه احد سبيل علاجه بوضع اليد على نبضه وذكر اسماء صفا  
 فاذا اختلف النبض عند اختلاف اشد يد اشبهها بالمتقطع وتغير لون الوجه ، وانه هو  
 تلك المعرفة تكون تامه اذا جرب مراراً كثيرة قال الشيخ فانا قد جربنا هذا واستخرجنا منه كلاماً  
 في الوقوف عليه منفعه وقال صاحب اللال والتحل ان بقرط قد جرب هذا ايضا دون حقاً  
 العلاج لا شيء كالوصال اي لا علاج انفع من الوصال ان اتفق وتيسر فان لم يتفق على الوجه

فليتأمل فان كان سبب العشق هو احتران المواد واجتماعها في الدماغ والقلب فيسغل القلب  
والمشغولات والمستغرات وان لو نفع ذلك فتبسيط العجائز التي تبغض للمعشوق اليه قال  
الشيخ فان هذا علمون ومن احذق فيه من الرجال الا لخنثين فان لخنثين لهم ايضا فيه  
صنعة لا تنحصر عن صنعة العجائز وذلك بحكاكة قبيحة واستهانة به اي بالمعشوق مع تدبير

الماليخوليا فان كان العاشق من العقلاء تنفعه النصيحة والعظة والاستهانة والاستهزاء  
اي بالعاشق وتخليه الفاسد والتصور ليدية ان ما به ضرب من الجنون والوسواس وذلك  
مما ينفع نفعا عظيما وربما اعتري ذلك قوما اخرين اي غير العاقلين فلا تنفع النصيحة بالنسبة  
اليهم بل الوصال والتدبير الذي للوسواس ويجوز ان يكون قلبه هذا عطف على قلبه هو معتز  
للعراب والباطالين ومن المسليات الصيد والاشتغال بالعلوم العقلية وكذلك الاشتغال  
بالعلوم الشرعية والحكاكة فيها اي في الاشياء التي تتعلق بابتلاء العشاق بالمعشوقين ونحوها  
وكثرة الجماع ولومع غير المعشوق لان الجماع وخصوصا الكثير منه يستغفر غيبي الغليظ المزكرو

لان الغرض ان العاشق عزب ويحطل به الاخرة الفاسدة واللعب الساعات المقصودة منها اللعب  
كالتي بالخيال واما التي يذكر فيها الطجور والنوي فكثيرا ما يهلك عشقا قال الشيخ واما الصبي  
وانواع اللعب والكرامات المتجددة من السلاطين وكذلك انواع الغيوم العظيمة فكلاهما مسلي  
انتهى وخلصه بيان شيخ رئيس در تعريف مرض عشق وعلاج وى ورفن اول ازلت ب ثالث از  
قانون نيز هين ست كند يدى ذكر كرديم اگر چه در بعض الفاظ فى اجملة اختار فى بست اندامها  
در نجا بقصد عدم تكرار نقل ذكره وى و شرح اسباب و علائم و ذكر عشق حينئذ ان شاء الله تعالى

اي من انواع المالىخوليا العشق وهو مشتق من العسفة وهى نوع من اللسان يشبه على  
الاشجار فيجففها يسمى هذا المرض به من جهة التشبيه لان يجفف صاحبه ويذهب عنه  
رونق الحياة قال الشاعر  
فذا العشق ما نوح من العشق الذي + اذا القى بالانفصال  
منه طهره افعال الشجر من العرق في الفسحات الكلي والاله من راحته عن العسفة و

اللباب التي تلتف على شجرة العنب وامثالها فهو يلتف بقلب المحب حتى تعميره عن النظر  
 الى غير محبوبه وقال ارسطاطاليس هو عوى المحس عن ادراك عيوب المحبوب وسببه  
 الهام النفس بالمحبوب وعلامته البهوت لاستغراقه في خيال المحبوب واتصال الفكر في  
 شئائه فيبقى ساكنا لا يعقل من امره شيئا والنسيان لذلك فلا يمكنه ان يتلقى الاشياء  
 التي يدركها بالحفظ والقبول ولغلبة الجفاف على الدماغ والاطراق اي انحناء الراس  
 الى تحت وذلك لان الانسان متى يريد ان يتخيل شيئا يطرق راسه بالطبع يطلب بذلك  
 ان يميل الارواح الى البطن المقدم الذي هو موضع الخيال فيقوى تصرف هذه القوة والعاشق  
 لا ينفك عن تخيل المحبوب واستحضار صورته ولا انه يريد بذلك ايضا ان يجتمع حواسه في  
 تخيله ولا يتفرق من الالتفات الى كل جهة وحالة شبيهة بالمخيوليا من لزوم الغم وحب  
 الوحدة والسكوت وقلة مباشرة الاعمال وغور العين لقلة الروح النفساني للمال لها بط  
 التحليل لاتصال الفكر ولقلة الغذاء وكثرة السهر ويبسها اي ذهاب طراوتها وبقاها  
 لقلة الرطوبات التي بها نضارة الاعضاء وظهوره فيها الطاقة بنيتها من غير هزال فيها  
 لكثرة ارتفاع الايجرة الغليظة اليها بسبب السهر المستلزم لعدم الهضم وكثرة حركتها  
 لاستغفال الروح ويكون فيها غشج ودلال كانه ينظر الى شئ لذيقه او لسمع خبر اساره وذلك  
 لاستقرار شكل المحبوب وشئائله في الخيال حتى صار نصب عينه ولا شئ عنده الا من  
 ذلك واختلاف النبض كنبض صاحب الهولان الطبيعة تتوجه الى تخيل المحبوب استحضار  
 صورته والتفكر فيه فتصرف عن النبض الى ان تشتد الحاجة ثم تتوجه اليه وهكذا ينتقل  
 من احداهما الى الاخر ويحدث الاختلاف اولان العاشق دائما بين الياس والرجا فاذا غلب  
 عليه الرجاء صار نبضه مثل نبض السرور عظيم اليان الى ابطاء وتفاوت واذا غلب عليه  
 الياس صار نبضه مثل نبض الغوم صغير اضعف متفاوتا بطيا وتنفس الصعداء اي  
 يكون نفسه كثيرا لا انقطاع والاسترداد اما الانقطاع فلا تصرف النفس والطبيعة الى

تخيل المحبوب والتفكر فيه واما الاسترداد فلشد الحاجة الى نفس البخار الدخاني بسبب  
تراجع الروح الى القلب قال روفس علامة للغوم ليس البدن والسكوت وقلة النشاط  
للعمل قال ابن التلميد بهذه العلامات يحصل جنس العلة وهو الغم وبكتمان سبب الغم  
يتخصص سيما اذا انضم معه قلة مبالاة المريض بقول الطبيب ومساها له فانه يدل  
على انه عارف بدائه ولا يمكن ان يبديه للطبيب ما لكونه في ولاية غيره من والد  
او مالك او للاستحياء من الناس او غير ذلك فاذا اتفق مع هذا ان يتغير حال العليل  
في نبضه ونفسه ولونه ما يسمعه او يراه فاعلم ان له تعلقا بذلك الشيء وبهذا الوجه  
فهو حال ينوس امر المرأة العاشقة فانها كانت مستهنية بكل ما يسألها عنه فوان اتفق  
ان ذكر رجل فتغير لونها ونبضها فذكر رجل اخر فلم يتغير ثم امر بذلك الرجل الاول فعاد  
التغير فتعشى بعشقها له ويعرض هذا في اكثر الامور للجنشين والمغربين اي للحدثين مع  
النساء والمختلطين معها من الرجال والفراغ من الامور المهمة لما قال الحكماء النفس ان لم  
تشغلها شغلتك لانها لا تكاد تغتر ساعة عن تدبير فان شغلتها بالامور النافعة شغلت  
بها والا اشتغلت بمثل هذه الامور التخييلية الفاسدة ولهذا لا يكاد يتمكن في المنغسين  
في الجهد والمرهقين بالفقر الى الضروريات والتحقيري الهمم من الرجال والنساء فان  
ارباب الهمم العالية لا تكاد انفسهم متعلق بالدينيا وما فيها فكيف بتلك الرذائل الوهمية  
التي لا اعتداد لها عند العقل العجيج وعلاجه ترطيب المزاج لان هذا المرض وان كان  
من عوارض النفس لكن البدن ينفع عند ايضا بدوام السهر والفكر وقلة الطعام  
وغيرها فينبغي ان يعالج النفس والبدن بترطيب البدن بالاستحمام بالمياه العذبة  
والتمتع بالادهان الموطبة والتوسع في الاغذية وسائر ما ذكر في علاج ما يقولون من الطب  
وذلك لثلاث شجف ابدالهم فيصير الى ما هو شر منه واشتغال النفس بالاشغال الشاغلة  
التي تنسى المحبوب كاستماع الاغاني والزماير والاحاديث والاسمار وحكايات الزهاد والنظر

الى البساتين ولزراع الزهرة ومباشرة الاعمال المهيجة المخصوصات والمنازعات ليستقل  
 افكارهم بذلك ويكثر اهتمامهم بغير المعشوق وينقصهم السفر الصيد وتحويلهم بفتنة  
 احيانا وفي الجملة ينبغي ان لا يتركهم فارغين والجمع بغير المعشوق ينقص من العشق وينال القلبي لما ينشط  
 النفس ويشغلها بغيره ودرعايدفع عن الدماغ والقلب الا بحرفة الرديئة المنفصلة عن النبي  
 ويكسر عادية المواد المحترقة التي تحصل في العاشق من دوام الفكر والسهر والجوع وغيرها  
 انتهى وتامم اين بحث بالاله وواعليدركتاب نشوة السكران من صهار ذكر الغزلان كه درين جزو زمان  
 ريخته خامه آشفته بيان دتازي زبان گردیده ذكر كرده ايم و ابو احتي برايم بن تميم قير واني دكرتاب  
 المصون في سر الهوى المكنون براي عشق نامها ذكر كرده آنا نجله اين است شغف مقت وجد  
 كلف اسف تيم جوي دقت ضبو صبايت كرب كآبة شجوه خلا به بلايل حوات تبايح  
 سدام غمراش وهل شجن لا تخ حزن كمد الكتاب وضربل مع حرق شهد ارق رقت  
 جزع خوف هلع طغ حنين خرق انين اسكك انتك تباله تجلد لوعه تقجع قوت  
 شجون مس شجون لم حبل رسيس بيل داء مخامر ضنا عقل مختلس نفس محتسب  
 لب مشلوب دم مع مسكوب علق غرام هيام انتهى و آرا نجله است دمعه باكي ولوعه شكاكي  
 بلكه هر لفظ كه دران معني سوز و گداز باشد و مودى مضمون سودا و رسوائى بود صلاح است كه براى  
 عشق نام باشد اين ابى طاهر از على بن عبده آورده كه چيكي خالى از صبوت و عشق نباشد مگر آنكه  
 در اصل خلقت ناقص افتاده يا منقوص البنية بوده است يا برخلاف تركيب اعتدال واقع شود و لهذا

شعبى اين بيت بسيار ميخوانند

اذا انت لم تعشق ولم تدل ما الهوى فانت وعير في القلعة سوا

و ديگرى گفته

ولا خير في الدنيا ولا في نعيمها وانت وحيد مفرد غير عاشق

و بعضى گفته

وما نلقت الا من العشق محبت و هل طاب عيش لآء غير عا شق

و دیگری گفته

ولا خير في الدنيا غير صباة ولا في نعيم ليس فيه حبيب +

و بعضی گفته

ما ذاق بوس معيشة و نعيمها + فيما مضى احد اذ العو ليعشق

و دیگری گفته

وافي لا هواها و اهوى لقاءها كما يشقى الصادي الشراب المبرح ا

و بعضی گفته

كفى حزنا بالهايم الصب ان يرس منادل من هوى معطلة قفرا

و دیگری گفته

عجبت لمن يقول ذكركت الفی و هل انسي فاذا كمر من هويت +

و باجملا اگر باب پنجم از کتاب گلستان سعدی شیرازی خوانده باشی دریابی که این عشق خانه برانداز  
و مرض جانگذازل بلای عام و ابتلائی خواص و عوام بوده است و هیچکسی از اهل دل و صاحب علم و  
عمل الا ماشاء الله از آن نیا سوده و خود چه آدمی که عشق بخیرتی + لیکن ایقدر بهشت پیش  
ازین عشاق بزرگتر محاسن معشوق و نظر بروئی او اکتفا میکردند و گذشتن ایشان در کوئی محبوب  
و شنیدن بومئی او غایت تنامی بود هر چند آنمعی هم از مقاصد شریعت حقه فی الجمله اجنبیتی دارد  
چه مقصود از خلقت بشر و آفرینش این نوع بزرگ حب محبوب حقیقی و عبادت خالق و فاطر عالم

یز عشق بنی آدم گوینده در نیقام چه خوش گفته است +

غیر حق هر چه دلت را بر بود سدر ایه تو همان خواهد بود

و سعدی فرموده

دلارامی که داری دل درویند و اگر چشم از همه عالم فرو بند



و از اینجا ظاهر شد که صرف عشق در باره غیر محبوب مطلق اصاعت وقت و قلب و وضع است و لهذا  
در قرآن کریم آمده **وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ** پس اگر یکی آفرینش او بر خلق و اضطراب آمده  
اگر بمرتبه محویت جمال و ذوالجلال برسد و گرفتار رنگ و بوی سفا هرگونه گردد و بر وجهیکه درین حالتش  
آلوده عصیان نگردد و این مجاز موصول بحقیقت شود و غنیمت است بخلاف جمعی که این درد و سوز را  
درمان بومال محبوب کرده اند و این پیوستگی و پییدگی را غایت مطلوب دانسته چنان صریح  
فلم و تمجید است و لهذا میر حسین در عقیقه به خوش کلام بر زبان رانده **رِیاضِ**

خوبان زمانه جلگی سیم طلب عشاق فدا ره در طمعای عجب  
افسون که از گردش دوران و رنگ در حسن جیایانند و عشق طلب

وصفی طی گفته است

يقولون لي بالله ما انت صانع اذا دارك المحبوب قلت انيك

و دیگری گفته است

حد شاعن بعض اشيا خنا اين بلال شيخنا هن شرياب  
لا يشتغى العاشق صما به بالضم والتقييل حتى ينيك

و تیس بن علی گفته است

فوا له لولا خشية الله والحميا لعانقها بين المقام وزمها  
وقد حرم الله الزنا في كتابه وما حرم الرحمن خلد الا ولافا

و این نوع شیطنتی و این طرز آشفگی در واقع تورات و اعمالی حیوانیه و شمولات نفسانیست  
نه افعال انسانیه زیرا که محبت صادق و مودت و اقیانان همان است که دران خیال فاسد و محط عاشق  
نگذرد و جز جوش درون و شنیدن مضمون و دیدن روی دلسان طلب دیگر برنجیز و در نه و نال  
و رفنون جنون و اقسام بالهولیا است که تقدم و لهذا انقطوبه درین محل به خوش سخن فرموده

و داد فریاد پرستان داده است

کم قد خلوت بمن اهوی فیمعننی  
 منه الحياء وخوف الله والمخذرا  
 وکوضعت بمن اهوی فیقنننی  
 منه الفكاهة والجمیش والنظر  
 اهوی للملاح واهوی ان اخاطبه  
 وليس لکی حرام منهم وطر  
 کذلک احب لانتیان معصیه  
 لاخیر فی لذّة من بعد هاسقد  
 عتبی درین محل لطیفه سنجیده گفته که مردی بعض عرب را گفت ماینال احدکم من عشیقته  
 اذا خلا بها قال اللس والقبل وما شاکهما قال نخل يتطاولان الی الحجام فقال بانی وای  
 لیس هذا بعاشق هذا طالب ولد انتی گویم نیل لیس و قبل از عشیقته نیز مرتبه نازل است  
 و درجه عالی صبر و عفاف و قناعت بر ذکر باشد یا احاض بعض اوقات بانشار اشعار زیر که  
 هر چند سودن و بوسیدن از صفات ذلوت است نه کبار جرائم لکن ستر سال نفس در امثال  
 این احوال منجر بقسا و آتال میگردد و از عشاق مجازی این زمان کمتر کسی باشد که طالب وصال  
 محبوب و نیل مطلوب نبود و اینچنین کس که ذائقه محبت در دل داشته باشد و پابند سلسله آداب  
 و محبت بر طریقۀ اصحاب دل بود در صد هزار یکی هم نتوان یافت امروزه هر که هست که دعوی  
 عشق با کسی میدارد غرض وی از محبوب استحصال وصال یا استجلاب استعد و اسوال است لا غیر  
 بلکه اگر بنظر غورنگر نند در یابند که درین دور آخر خود وجود عشق و محبت اگر چه بر طریقۀ مجاز بود  
 یافته نمیشود و اینکه دیده و شنیده می شود عشق بخت و غرض صرف و اظهار غیر واقع و همارض  
 اظهار است پس بس عشق نبود و اینکه در مردم بود و این فساد خود را ندانند کم بود و تو  
 از نیاز است که نوران این مرض در اهل دول و جاه و اصحاب فراغت و فرصت بسیار است  
 و در مقابل و محامیج که دست رس بمقاصد خویش ندارند کمتر و نادر بلکه معدوم و مفقود  
 چنان قحط سالی شد اندر دمشق که یاران فراموش کردند عشق و  
 و اگر این عشق که آزار فسخ نام کرده ایم جائی باشد که انجا حصول مطلوب میگنجد نیل مقصود  
 دست بهم میدهد تا بهم غنیمت است زیرا که بوجه شرعی اگر تیار رسد مضائقه نیست اگر چه

اگر چه بمرتبه سافل و درجه نازل واقع است قیامت این است که مصرف این عشق درین روزگار پرازدار از انشوان متجاوز گشته بمردان افتاده است که هیچ راهی برای سلوک این جادو ناهموار و در وطریق دشوار گذار بر روی کار نیست و اگر معالج بالفرض سیجا باشد از الایین مرض باین درمان توانستین کرد این بلا ناگمانی و آفت آسمانی آفریده او باشند باین نمره مردم صفایان است و لهند او این و جمیع فارسین را دیده باشی که در تشبیب و تغزل خود چه متمم که بر جان ایمان نکرده اند و که ام خونریز است که بر دودمان انصاف روانداشته و بدولت این ناپاک دینان و ناک پرستان این داء عضال بسیر گلزمین دهند و سند خرامیده و در حد و دلهای مسلمان زاد بای غفلت منش که از علم شریعت و احکام ملت بی بهره محض افتاده ریشه افتاست و دوانیده و در زوایای خواطرایشان بکشاده پشیمانی امیده <sup>درین</sup> <sup>و</sup> انا لله و انا الیه راجعون هر خس و خوار که در راه نمودی دارد آخر ای باد صبا این همه آورده است پیش ازین اطوار حسب آبی را برای تسلی خاطر آشفته و دل شکسته در پیرایه سخن نظم جلوه میدادند و بر الفاظ ساغر و مل و سرخ و زلف و قمر و خیمیکردند تا آنکه گروهی از نفس پرستان دین دشمن و بلوالموسان شیفته نشاهدان سیمین تن بر طواهر این مبنای قناعت نموده و از معانی قطع نظر فرموده هنگامه عشق بازی و جان سپاری آراستند و خلق بسیار را از این طیار و زنان گل اندام بدام معشوقی گرفتار ساخته و این فسوق و فجور را در چشم هوای پستان جلوه استحسان داده از جاربودند و بنابالیهستماراه نموده بتلای آلاام دنیا و آخرت فرمودند و لوح دلها را از نفوش عرفان و توحید رحمان پاک شسته جادو و دونه چا ویدان میبوندند و بتقلید پیرمغان میکده کفر و کافری عزایل را ضعی به تنها روی در پایوه سفر نشده گروهی از مجنسان و ابنا و نوع خود نیز همراه بر دند و رفیق طریق وادی آتش گردانیدند ضلوا فاضلوا و شک نیست که اگر چه نیات سلف درین شعر و شاعری محسن خوابه بود و وقوف بین مفسد در خواطشان مغلور نشده لیکن اینقدر انهماک درین کار و پاپیرا در دستخوار

اوقات و انفس گرامی درین افکار خالی از لغزش ناسزا و کردار غیر زیبا نیست گو در حق هم  
اشخاص گمان این فتوق معتبر نباشد هنوز گرویی از خدا پرستان است که شغل باین فن دارد  
و زده از خلاف حق بر زبان و بیان ایشان جاری نمیشود و ارتکاب محذوری و فعل مخطوری  
از ایشان صورت نمی گیرد لکن قلیل ما هم حکم هر شی بر اکثر است نه بر اقل پس صرف وقت  
در انشاء شعر و انشاء نظم اگر بقدر بلع در طعام و نحو در کلام باشد و مقصود از ان احماض خاطر  
مستهام و تسلی دل ناکام بود مضایقه نیست و اگر عوض جمیع اشتغال مستحسنه و افعال بابیه  
و احوال شایسته و اصلاح ظاهر و باطن بقوارع شریعت حقه و اوامر و نواهی ملت صادقانه  
سودای جنون در سر و پیرایه نالخواه لیا در برست محل عبرت و مقام غیرت باشد تا اگر افهم وضع هر شی  
در موضع اوارزانی فرمایند و از مزایق افراط و تفریط ربانی بخشیده بر شاهراه یقین و عرفان  
بگذارند و باحوال زندگان فنا اساس و فانیان بقا اقتباس نظر بصیرت او را و آکشانند

## رباعی

دنیا خواهی ست کش عدم تعبیر است      صید اجل ست گرجوان و پیر است  
هم روی زمین است و هم زیر زمین      این صغیر خاک بر در و تصور است  
اکی لطفی همراه کن که اگر شکست اندیشهای تباہ بر آید نجات افتخ و آرزوی صیص کرد اسبت و نیت  
زبون بر کران صواب آیم

دولت اگر همدی ساسته      عسیر بدین تیر و نیز داسته  
در دلم آید که گفت کرده ام      کین ورق چند سیه کرده ام

المد بس بآتی موسی

واقف شیخ نور العین خلف قاضی امانت المد ساکن بماله من توابع لاهور طبع بلکیش  
تحسین خوا و فکر ارجیندش قابل بارک المد عمری خدمت سخن کرده و در تصحیح زبان کوشیده اگر  
کتب تحسینی هم کسب نموده امانت شعری بر مدقش غالب بد میگفت شبی در رویان مصر

بخاطر رسیدن جام طرب بدست تو لبریز داده اند بعد بیداری این پیش مصراع بهرسانیم  
 درخنده اختیار نداری برنگ گل به و نیز میگفت این مصراع بخاطر رسیدن ای چراغ  
 بکف از رنگ تناز و دیبا پیش ماه فلک مصراع دیگر کردم تا این پیش مصراع بهرسانیم  
 مع دل زدمم به شبستان غمت گم گردیدم دیوانش ریز غامت ستاین اشعار از انجبا  
 فرا گرفته شد

کشتن خولیش شد ضرور مرا	نکشد یار از غرور مرا
ورنه چه حاصل ست ازین شست پر مرا	خو هم سعادتی ز طواف قدم برم
آرزو زبان خاسته مشکین رقم داریم ما	آفتد ریادی که زخم کینه مانو شود
اعتباری نبود گفته سودا سئ را	تشنه ماف که از نکمت زلفت دم زد
سزبائی یار سودن یادی آید مرا	در نظر چون سایه ششامی آید مرا
بوی گل از جامه صیاد می آید مرا	ای هم آواز ان و دلع عنلیب من کنید
سیل تشریف نیاورد بوی رانه ما	آواز مشکلی طالع که درین فصل بهار
خدا زیاده کند عمر زلفت جانان را	گر یز گاه بود این دل پریشان را
بگذارد یکدور روز بکج قفس مرا	نوا آید بهام تو زددم چه میکش
گر چه یاد آرند اکثر نوز دنیا زنت را	چند روزی شد کوشش زخم میادیم نکرد
نه عندلیب نه پروانه کرده اند مرا	تخل ز انجمن شمسار از چرخم
آن زلف در بهشت پریشان نشسته	یارب زدود آه که این سیاه روز
زانکه اورا بر زبان زخم ست ماراد دل	خامه را احوال ماقریه کردن شکل ست
بداد کوتهی دست من رسید و گذشت	ربن چاره و گریان من درید و گذشت
مارا درین بهار نیا مد بکار دست	تی جیب من درید و ندانان من کشید
بکوی یار ز ما هم غمبار می ماند	ز هر کسی بهمان یادگار سمن ماند

زنگس او کا دکاه از سرمه دنباله دار  
 دلم از کوچه آن زلف هر سان گذرد  
 غم چه ستاوه تو بر دریا  
 دل از غور و برین و انمی شود نفیسه  
 قسمت بدین که از لب شیرین نو خطش  
 ترا که گفت که مایل بسیرستان باش  
 تان بهتر که من از آستانش زود برنیزم  
 آغشته خون میروم از کوهی تو بیرون  
 تو نویسی کیس مکتوب لیک از بدگمانیها  
 من نیامده ام که بمن باش و زحرا نشین  
 سر و روان من که میماند یعنی من  
 شود سالک از بد خود را آهسته آهسته  
 نخواهم تند چون سیلاب گشتن سر که نشسته  
 تلاش و پل این سین بران آخر گدا می کرد  
 آری آنکه سوز سیلابی از مزار پادشاه

باسیه روزان خود لطف زبانی میکت  
 بهجو مجروح که از مشک فروشان گذرد  
 اندر آیار ما برادر ما

ز سپلوی تو مگر این دماغ پید کرد  
 حلوا بدیگران و بباد و دمیرب  
 بنوش یکدسته جامی و خود گستان باش  
 چه لازم بعد روزی چند ناخشنود بر خیزم  
 میخواست دل من که باین رنگ برآیم  
 چو بر خیزد کبوتر از سر بامت بردم تو هم  
 شهر هم بد نیست لیکن فایز از دنیا نشین  
 تا آب رفته باز بباید جوئی من  
 رود از دست چون رنگ حنا آهسته آهسته  
 کفم پیش تو عرض با جرات آهسته آهسته  
 شدم غلس ز فکر کیمیا آهسته آهسته  
 از مرت بر منور پروانه غافل

و حشی دولت آبادی روزی چند مرغ خوش در حشت آباد عالم خوشگویی مانند دانه  
 از تنفس آن پروانه نمود از دست

قرب تا حاصل نشد دودی ز جانم بر نجات  
 بلطفی بحال تو دیدم که سوختم به  
 اتحاد شمع برق خرمین پروانه بود  
 وحشی بگو که از تو چه تقصیر آمد به من  
 وین گریه تنگ از جگر سوخته دارم  
 من عادت مرغان تو آموخته دارم  
 آتش بگرزان رخ افروخته دارم  
 در دام نخست تازه فدا دم نگه دار

وحشی بدل این شعله سوزنده چو قانون  
 قنبر خواهم کرد وحشی بر غم نادیدنش  
 بستم زبان شکوه ام این سخن کشاوش  
 مصاحبت و چین صبر که سولیش نرم  
 و دینش مسلحتی یک دریا کو تاب  
 زینسان که تنه میگردد خوشتر ام من  
 من و او دور تماشای گلستان کس  
 و نظر نعمت دیدار سمعت گلران  
 وحشی از شوق تو جان داده تو باشی زنده

از پر تو آن شمع برافروختی مرا  
 من که خواهم مرد گوار حسرت دیدار باش  
 عذر عتاب گفتن و مشرود لطف دانوش  
 بنشینم بر پیش بر سر کوشش نرم  
 که یک امر و زینظاره در پیش نرم  
 کی ملقت شود و بجا آید سلام من  
 بنیعی شده خوشتر از زبان من  
 و تماشای دمان شده بر جوان کس  
 زندگی بخش کسی سر کسی جان کس

ولی داشت یانمی واقف و زلفی دلی داشت و سوده گنج مرا سخن جانش از زمانت و مرا  
 نظم طبع خوشی داشت معاشر شاه طما سب بود و فائش در شعله و افق شد صاحب دیوانت

و شاعر رفیع الشان آردوست

کاش در بزم تو غیرت ندیدم مرا  
 با غم نامشکیده و مدد و احلیت پنداری  
 هلاک میشوی اینک و سکه نیک غم  
 دل که هر دم ز رخت صد بهوش منظور  
 بصیلت گداز میباید و سوره و رند  
 در مانده احوال خود و این چه جواب است  
 چنین چه شکوه تو غم از آن سنگر کرد  
 یاد آن آغاز رسوایی که یار از دیدنم  
 دل بجز روی دیدار نم به که ز دور

تا حسرت کش طعنه بدخواه مرا  
 بشوخی سر بر آورده ای و در ساختن مار  
 کاش که بام قریب است ناپسند و بهشت  
 اگر کسی بنگاهی نشود و معذرت است  
 فدای است اگر صد هزار جان دارد  
 فایغ گذر طاقت ظلمت که دارد  
 که هر چه در حق من غیر گفت باور کرد  
 شرکین بکشت و من از وی بجای دادم  
 بجز حسرت ز دوگان آیم و خطاره کنم

هزاران آه از آن خواری که چون میلند از بزم  
بهر تو شنیده ام خوشا  
تخت زده ام کرده بعشق و گرامی کاش  
از دوستیت بهره ام این است که در محض  
قاصد بزم رفت که آرد و خب از یار  
خوش آنکه با تو دهم شرح مشکل خود را  
والهی از سادات بلده قم بود برام و طفلی از عائله شامو شیفه شده گوش و بینی خود بباد داد

## از دست

خلق خشکی زلفت سوختن دل دارم  
دم آبی طبع از خنجر قاتل دارم  
که گفتم آرزوی بوس و گلی میل کن  
یک کفن خاک و صد اندیشه باطل دارم  
چاک پیر این بوسه که گل تمت بود  
خنده برستی تدبیر ز لحن میکرد  
و اعظم میرزا محمد رفیع قزوینی پایه تعریفش از آن رفیع ترک بسم قلم تو آن رسید و شرف تو صیقل  
از آن بلند ترک بلال او را قلم تو آن پرید آلی منطو مانش و کمال خوش جلای و جواهر نورانش  
در نهایت بیش بهائی حجت کمالش کتاب ابواب بختان است که با اتفاق جمیع کتابی باین خوش بینا  
در باب مواظبت ترتیب یافته مطاعه دیوان و اعطای طبع را در اهتزاز آورده این چند غزل

## رغنا از خن زار و یوانش بخرامش می آید

از زبان ملک نقاشان شنیدم بارها  
بی زبان نرم کی صورت پذیرد کارها  
ایقین طول امل ره میدی و در دل چرا  
مصحت خود را باین خط میکنی باطل چرا  
آزاده بهر ای کس بسند نگر دو  
خاصیت سروست که پیوند نگر دو  
حرفی اگر بعاشق بیتاب می زند  
شعرش طباخچه بر گل سیراب می زند  
سرمه یون آور و عکس ز روزن می گفت  
فیض محبت می تواند رنگ را آدم کند



نیکو زبان و جهان که در طبع مردم اند  
 ز کار آخر سنگ را سنگش میکند  
 اگر خوشی خسار تو در پیش نظر باشد  
 ز بانجامی جنس خود بخیز باش زانکه آب  
 از او نیستند بد و لذت رسیدگان به  
 گر نمی دانی نوا عظمایه و دیگر انگلیست  
 صد حیف که ما پیر جهانماید و نبودیم  
 طایر آری نباشد شیوه و روشندان  
 ما از شکست خویش به رخ یار و دایم  
 خرق ناکرده پاک و ز حفظ است بکار ما  
 زبان بسته نمویمان را ز دل باشد  
 تیر و کشتنی بهای بچسب نکرده  
 دور و دراز تر بند سفر بچو دست مرا  
 شب کشایش بود چشم صبح را  
 و حیدر میرزا که بعد ظاهر قزوینی یگانه عصر بود و در فنون و علوم و نظم و نثر گویا از همسران می  
 دفتر نویسند شاه عباس ماضی بود از مجلس نویسی شاه که عبارت از وقایع نگاری باشد میند  
 گردید و آخر از الامر بالا پای وزارت متعاضد گشت شیخ علی حنین ترجمه او در تذکره خود ضبط  
 تمام نوشته تر دیوان غزل قریب نیمی حسن از بیت از وی بنظر درآمد سر سری چند بیت  
 برجیده شده

نوز معشوق و نیش دل در دلم از یار افتاد  
 مرا ز محبت جلی ببل چه پاک می باشد  
 عکس خوشی ز آینه به یار افتاد  
 که در دیوان نجس حرف پاک می باشد

چو نمی بینم پدی از خشم خود و مهر میگویشم  
 ناقصان را جو میباشند گوارا تر ز لطف  
 سیم و زر دنیا پرستان امناقی میکند  
 دل اگر میگویم از طغیانی که حسیت  
 آگه کسی از ناخوشی زاده خود نیست  
 بر سیوه رسیده زدن سنگ ابلهیست  
 مرا بر یختن خون خود مضائقه نیست  
 چون نمیرم یار میگویند عاشق میکشد  
 بود خاصیت آب بقا خوشی ملایم را  
 بشاهان میرسد از زیر دستان فیض پنهانی  
 چو دولت یافتی خوشی بدت فرمان روا گردد  
 بزر پاشی بود شهر خو رشید جهان اما  
 در وصل دلم وانشود بکه ضعیفم  
 نیامیم در شمار اما بسان رشته دگوه  
 در سر کوی بتان همچو سخن در دل لال  
 بگلشنی که رخ دوست بجا ب شود  
 آبی که زمزمه خواستن بود سازشش  
 چو لاله روزن گلچین بود در گریب نم  
 هر جادلیست در پی چشم سیاه تست  
 از هم چو بانه شد فرودم خون دیده رخیت  
 ماطهران شوقیم آرام نیست جان را

ز آب سرد دایم چون سفال گرم میجو شتم  
 آتش سوزان به از آب است خشت خام را  
 پشت و رو باشد یکی آیینی بی سیم را  
 آنچه روز اول از ما بر ده آن را بدو  
 از تلخی گفتا رخ نیست زبان را  
 ز نهار از موال مرغیان کریم را  
 کس اگر بتو دید چرا چه خواهی گفت  
 من نه تنها عاشقم بدوست خود هم عاشق  
 که از دندان زبان را زندگانی بشیر باشد  
 بنائی خانه را از خشت زیرین محکمی باشد  
 که در وقت سواری دست پیاغبان باشد  
 ز بر پاشیده را پیوسته در بمان خود دارد  
 از رشته بار یک گره در کشاید  
 در شتان را بر می آشنائی یکد گسازم  
 هر طرف روی کنم راه بدر نیست مرا  
 ز شرم غنچه گل شیشه گلاب شود  
 صدای ریختن آب دوست آوازش  
 حدیث ز شتم و نیکو نوشنه اند مرا  
 عالم تمام زیر نگین نگاه تست  
 گفتی مگر که بخیز ز خم زهم گنجت  
 بر بال خود نهادیم بنیاد آسمان را

چرخ را آرا سگاه عافیت پنداشتم  
 هر چند که خود گم شده ام راه نمایم  
 چون شلخ که از میوه بسیار شود خم  
 آخر از دل چه آمده بر سر زبان  
 ز بار منت احسان دریا بر نیلانی  
 و حمید ملاکون در زمان شاه اسمعیل  
 در عرصه سخنوری داد مردمی داده دیوانش هفت هزار  
 بیت دیده شد و با آنکه عامی بوده از مساحت بخت و درستی سلیقه سخنش خالی از عیب است

## از دست

مجالست اینکه عاشق را شود یک گام دل صعل  
 گر میسر نشود بوسه زدن پایش را  
 من هست می عشقم و او هست می ناز  
 تو آن بخواب رخت دید لیکن از نخلت  
 و واضح میرزا مبارک الله مخاطب بارادت خان از دودمان امارت است در عهد جهانگیر می  
 برین شگر می دم سبابت میزد و در زمان جلوس شاه جهان بوالایه وزارت مترقی گشت بقرت  
 قلیل بایالت دکن و خطاب خان اعظم فوز عظیم اندوخت در ایام حکومت جوینور موافق شسته  
 مرحله آخرت پیمود دیوان واضح بنظر در آمد این چند گل ازان چمن چیده شده

عارف از و پرست ولی او نمی شود  
 ز مقراض فنا نورست شمع زندگانی را  
 چه الفت مست بزلت تو بقرار ان را  
 موجه و وحشت کند محروم از ساحل مرا  
 در عالم دل با ختن خویش رواج است  
 آینه رونما شود و رو نمی شود  
 بود آب و دم شمشیر مندل سرگانی را  
 بلی سیاه پسندست سوگواران را  
 و طپیدن رفت از کف دامن قاتل مرا  
 عمر لیست که ویرانه ما وقف خراج است

بنجیب صبح زخو رشید گفتش اینهاست  
 براه او چه در بازیم نمی دینی نه دنیا سئ  
 واضح هیچ راه دلم و انمی شود  
 بر مراد دل خود بال زدن نقصانست  
 گرچه آزادم ولی جانم فدای دیگر نیست  
 رشک فزونی دلم نیست بجز عیش حباب  
 جیوه دشت نم آفت مینای ادب بود  
 مقتدای همان قابل دل بستن نیست  
 گله اصاف باز عفو غبار آلودست  
 بهار وقت صبا گل بکام گلچین باد  
 بکاغذ انگری جمیده ام یعنی دل خود را  
 نشان سیر ما رست عمر رفت بیا و

## رباعی

در صفت رعیت اندنی بیش نه کم  
 و گنجینه در برشمان عالم  
 چون حکم نماند گشت با زسی برانم  
 کلمی دارند زان جهاندار شدند  
 و احد میر عبد الواحد ترندی ملگرامی صاحب طبع لطیف و ذهن شریف بود و بحالیه مکالم خلق  
 و جلال اوصاف سراپا آراستگی داشت اخضر نبات از جبین مبینش میدرخشید و عطر خلق محمد  
 از گل عنخرش می تراوید شعر بزبان فارسی و هندی میگفت و جواهر نوا هر بشقاب اندیشه سخت  
 در موضع راهون از اعمال لاهور در سر که جنگ با کفار آن نواحی جریه شهادت چشید و این وقعه  
 و ترانه در وقت صیاد فکرتش و حشیان معانی فراوان صید کرد و اما از عوارض روزگار و مقید  
 رسته شیراده نمانست لهذا اکثری از آن بی پروا از مدبرخی از اشعار که در بیاضها ثبت بود

درین سواد سفیدی میکند

امروز جو حسین تو چنین دیده ایم ما	صدرنگ ناز را بکین دیده ایم ما
گر بود ره یکدم بی بهنا دورست دور	بی اجل نتوان رسیدن که بمنزل پرست
اگر ز دل شکستن بلبل نه هنوز	طرف کلاه خود دگر ای گل ندید
عمری ست در رخ تو تماشائی خودیم	آئینه ست بسکه ترا از صف جبین
نباشد از گداز دل محبت نامه ام خالی	چو بکشائی سر بکتوب من طوفان شود میدا
نیستم محتاج خضر از فیض سوز خویشین	اگر م خاکستر خویشیم به از آب نیش

رباعی

تا کی هوا و حرص نامل باشد	زان ره که برین صفت غافل باشی
اکنون که گذشته را تلافی خواهی	از خجسته ات فعال سهل باشی

والا اسلام خان بخشی جد محمد افضل ثابت نامش میر ضیاء الدین حسین بود طبع موزون دشت

این شعرا زوی ست

دستی پید کن ای صحر که شب در غمش	لشکر آه من از دل خمیه بیرون می زند
واقف محی الدین بگرامی ذهن درستی دشت	و با کتب فارسی اشتغال تیغ و وحشیستی بهر ساند

و شوق سخن از سیر نوازش علی کرده و در او اخر نشسته در گذشته از وی می آید

گر به بینی تو مرا بر سر راهی گاه	چه شود گر بنوازی بنگاهی گاه
بسکه و امانده به چرخ زنده امیخواهم	وصل هر روزه اگر نیت بامی گاه
یا در وزی که گذرد دشت بکویتش واقف	بود با و نظر بر لطف تو گاهی گاه
بسکه حیران تماشائی تو گردیدم نماند	در چراغ دیده ام چون دیده بسبل فروغ
تحریر که رفت جانان بر کباب او ز رفتی	بر و از تن من ای جان بچه کاره خواهی آمد
زدیدن سر کوئی تو شاد شد و واقف	مسافرست و نگاهش بمنزل اتحاد است

۳۰

ظالمان از جنس مردم نیستند آدم مگو  
در حقیقت آدمی خواند این گفتار با  
وفائی سلطان اسماعیل عادل شاه پیوسته با علما و فضلا صحبت میداشت و مراعات ایشان و جواب  
می شناخت حلیم و کریم و سخنی بوده از علوهیت هرگز بدخل و خرج مملکت و انیسرید و طریقۀ عفو و  
اغماض را دوست میداشت و در احوالات و ملبوسات میکوشید و هرگز نمش بر زبان جاری نمیش  
هیچکس از سلاطین و کن بلطافت و منانت او سخن نگفته این چند لالی از خزانه طبع است  
دل خربان ز قید مهر آرا دوست پنداری  
مدار دلبری بر جور و بیدار دست پنداری  
مرا صد محنت از عشق تو بر دل میرسد هر دم  
دل ویران عاشق محنت آبادست پندار  
ز هجرت آتشی دارم بدل کز بهر تسکینش  
نصیحتهای سر در زاهدان بادست پندار  
دل پریش فایم آیینان خود کرده با تیرش  
که پیکانش نجابتی مریهم افتاد دست پندار  
آمی و وفائی منال از تمش  
که ستم نیز غایتی دارد

و قونعی محمد شریف نیشابوری احادش از هر کس که در زمان اکبری بان اشتمار داشت زیاده بود  
و متلخ مایل بلکه عازم و جازم از وی است

در زیر زخم تیغ تو عدا منی حسیم  
شاید ز ناتوانی نخویت خبر کنم  
از غم افتادم بحال مرگ بنگام وداع  
تا شوی آگه که در هجران نخواهم زیستن  
و حشمت عبدالواحد از مبارام غالی است در قضیه تهناسر نشو و نمایافته بازادگی طبع سرو  
بود و در چنین روزگار و در عالم وارتگی نخلی بود فارغ از غصان حوادثین در بیدار و آفرینش  
بود و در چنین روزگار و در عالم وارتگی نخلی بود فارغ از غصان حوادثین در بیدار و آفرینش

در گذشت این ابیات از وی است

برنگی شورش کوه دست از یاد تو آرام  
که شد چاک گریبان بکین بیتابی نام  
شهادت تیغ عزرا گم تا شام میتوان کردن  
قیامت سبز گردید هست برگرد و در و با هم  
سینه نختی پیام یک جهان برقی بلا دارد  
بود که در خام صبح محشر جلد هوشام  
نگد و زویدن از عالم تخر و خانه سنجو اجم  
ز مرغان و انکزن طرح این کاشانه میجو اجم

بنابرین جو دیهیم اگر ظالم قبول است  
ترا در جلوه سخو ا هم دل دیوانه میخوانم  
پیام وصل بی قاصد بفرما سویی من آید  
برای خواب از خود رفتنی افسانه میخوانم  
چشم را خالی کن از دیدن تماشا نازک است  
آرزو در سینه بشکن جلوه آرا نازک است  
صد بیابان ناله پر داز از نموشی گشتیم  
سر مه میداند که فریاد دل مانا نازک است

وحشت شیخ عبداله تھامیری معاصریدل بود و شمع محفل آرزوست

بمخفی که حریفان وحدت آهنگ اند  
بهم چو دیده تصویر محو یک رنگ اند  
وفائی اصلش از کار و عادیست در اصفهان  
بر دو بگفتن رباعی میل تمام داشت

این رباعی از و پسند آمد رباعی

میگفتم عشق منی ندانم چیست  
میگفتم یار منی ندانم کمیت  
گر عشق این است کی توان با او بود  
در یار این است کی توان با او زیست

وصالی سخن شیخ معنی طراز بود شمع نیکو میگفت آرزوست

مستانه میگذاشت و صالی بکوبی دوست  
انجار سید پوستی پار ا بهانه ساخت  
و قاتاق محمد امین جلالش از اصفهان است پدرش بهمد عالمگیری بسیر بند خرامید و در رفقت  
نواب آصفیجا منصب و هزار سی و هفصد سوار یافت وی مشق سخن از محمود مازندرانی و شیخ  
غلام مصطفی انسان کرد و در سال ۱۲۸۰ در گذشت آرزوست

گر بود مخفی ز ناقص فطران قدم بجاست  
پیش این جبل آشنایان معنی بیگانه ام  
و اصلی میرزا امام وردی بیگ اصلش از ایران است خودش در شاهجهان آباد متولد شد و اگر  
شمس الدین فقیر بوده و در خوشنویسی و موسیقی و تیر اندازی مهارت داشته و در کهنه بانو اب  
شیر افکن خان زندگانی بخوبی میکرد و در او خرنش و اصل مقام صلی گشت آرزوست  
و اصلی را اگر آزار دل خود بهوس است  
که رساند خبر آشوب دل آزار مرا  
خوش آن نشاط که در پایی خنم بهوش روم  
برون ز سیکه همچون سبوع بدوش روم

و حقیقت

و فانی

و صالی

و فانی

و اصلی

و قاضی ز شرف الدین قمی در آخر دولت نادری بهند آمد و تانسی اسال بخوبی گذرانید خست  
بساط هستی در نوشت از دست

عارض چون مہش یکی سنبل مشکفام دو  
وای بہ تیرہ روزیم صبح یکی و شام دو  
والا سید ابوطیب خان در آلکہ رحمت آبا مضاف مدراس متولد شد و سلیقہ استعداد و کتابت  
بہم رسانید شاگرد محمد باقر گاہ بود و مرید شاہ رفیع الدین محدث دکنی در سرکار نواب والا جہ  
بتقریب تدریس سرفخار با وج اعتبار داشت این ابیات نتیجہ فکر صائب است  
کند بیان کہ پیش تو حال جان مرا  
نہی بردسگ کوی تو استخوان مرا  
ز خاک ملک جنون ست بسکہ تخمیرم  
بغیر قیس نہ اندکے زبان مرا  
نیست والا زیر بارینت ای باغبان  
ہر سحر از داغہا دیر گلزار خود ست  
چو دید صفحہ تصویر او گلستان گفت  
نگار نہ چین و نقش از رنگی ست  
والا بشوق ناوک در دیدہ دیدش  
چون فی صدای نالہ زنا سورشہ بلب  
واقف مولوی میران محی الدین در او دیگر متولد شد و خدمت مولوی علا الدین لکنوی و  
مولوی خیر الدین فائق زانوی ادب تہ کردہ و حیثیات بہم رسانیدہ مرید خال خود شاہ منصور  
قادری است از دست

پندار هستی تو مجابی ست در نظر  
ور نہ بروی یار کسے پرده دار نیست  
در ہر نفس منا و بقا هست چون جباب  
واقف ہوج ہستی ما اعتبار نیست  
بسان شمع و نور شیدت طر زیار و حال من  
کہ او در جلوہ سر گرم شمن ہوی ہم کہ شمع  
چون جبابم نیست غیر از نشہ صہبائی ہول  
می برد از خود مرا یک جنبش مستانہ ام  
وقوعی تبریزی مردی صلاح آثار بود بزیارت عقیبات عالیات سعادت اندوز گشتہ  
و جارب کشی کہ پلامی علی اعتبار نمودہ ہمدان خاک در نشہ ہمدان از دست  
لب بستن او باعث بیتابی من شد  
خاموشی گل پرده در مرغ چمن شد



و همی طماست قلی قند هاری از طایفه اگر او بود در بند نشو و نما یافته خدمت دیوانی بند  
سورت دشته از دست

از کشته مغز هات هیچ گوشه خالی نیست جهان ز تیر تو چون خانه گمان پرست  
و قاهر وی از شعر خوش طبیعت است در عهد شاه جوانی از راه جنگا له دارد دهنده شده  
میگذرانید از دست

از اسپوش چهره که بانی ادب بنیم کوه ترست از مشر و مانگا ده  
و اصعب قند هاری در موسیقی از جمله باهران بوده در لایحان رفته با حمد قلی سلیم صحبت  
دشته از دست

در باب خویش را که درین بحر موج خیز همچون جباب وقت تو بسیار نازک است  
و افصح ناست آقا زمان و وطنش در لواحق اصغمان بوده سخن موزون چنین میگفتار و  
عشق آگاهی بخش جان غفلت دیدن را برق تواند بریدن این ره خوابیده را  
پیر چون گشتی بغیثان بر جهان دامن ترک داس گشت آرزو کن پشت خم گردید را  
و اصل الایچی محمد امین نام داشت بخش بسیار متین ست ثنوی خلعت از تالیف او است  
نغمه سخن چنین می سراید

در حقیقت عینکی بهتر ز پشت چشم نیست دیده چون بستی دو عالم را تا شایسته گن  
والی میرزا افضل بخاری در سلک نشیان امام قلیخان پادشاه انتظام داشت از وی است  
ضبط آه و ناله چون ساز دول زار مرا آخر این پر سر خواهد گشت بیار مرا  
والی نعت قلی بیگ ندم دشته و از اهل بخاری بوده است

پیر این گل درین مقرر من قبایست که روزا زل بر شد حسن تو بریدن  
و اصعب ملا ابراهیم از شعر اشد مقدس است اند از و خوش چنین باشد  
در ان مقام که دل مرغ نامد بر باشد کشودن مغز مقرر من بال و پر باشد

دستی

دستی

دستی

دستی

دستی

دستی

دستی

دستی

والله میزاج محمد یوسف و صفایان بسیر میکرد طبع نظم داشت این بیت از خوش آمد بیت  
چه کوتاه است شبهای جمال گلرخان یارب خدا از عمر ما بر عمر این شبها میفزاید

### وقاری ملا میرزوی شاعر عالی ضمیر بود

بزرگ رشته که از بنیهای زخم کشند کشم چو آه دو و خون دل بد ما نم  
واثق نیشا پوری بولایت هند آمده و روزگاری نهادشته و در او اهل جلوس عالمگیری  
ترک منصب کرده بدبار خود برگشت مزاجش خالی از سودا نبود دست  
ای جوان بر قامت خم گشته پیران نگر زنت زنت زندگی بار گرانی میشود

### وار و محمد شفیق از شعرا جهان آباد بوده

عروج منزلت کا ملان پریشانی است که آبروی گهر و لباس عیانی است  
وحشی نافقی کوکابی درین دبسرمی بر دبعده شاه طها سب صفوی با اعتبار میزیست مرد عاقل و شجاع  
بود خشن چاشنی در دوار و دشمنی فرهاد و شیرین و دیوان شعر از وی یادگارست در

### وحشی روحش از نفس جسم اوج گرای صحرائی عدم گردید

از من پوش چهره که غماز نیستیم چون طفل اشک پرده در راز نیستیم  
تو بین گذار وحشی که غم ترا بگویم که تو در حجاب عشقی ز تو گفتگو نیاید  
گردنشیند بطرف دامن آزادگان گر براندازد فلک بنیادین ویرانه را  
مريض طفل مزاج اند عاشقان ورنه علاج در دو طفل دوروزه پر بهرست  
ببل آن به که فریب گل عین نخورد که دور و زست و فاداری یاران دورنگ  
وحشی از خوش تلاشان خطا کا شان ست شاگردمستم بوده خشن صرف غل گوئی بوده و آخر  
حال بسیر هند رسیده و مدتی درین گلزمین بسیر برده فاطمه تبریزی گفته و فاش در است  
در دکن مدفون شد دیوانش دو هزار بیت باشد از دست  
شب گذاری بدل بخورد و خوابم کردی آنچنان گرم گذشتی که کبابم کردی

دور از چشم در نظاره را سمار کرد  
بر گاهی خنجر می گردید و در دل کار کرد  
گر سر شک آتشین ریزد دل من نموت  
شعله تواند نگهدارد شرار خویش را  
آهلی نظر بقیمت یا قوت یسخرند  
خونابه که بر سر مفرگان گره شود

واسطی تخلص سید فضل رسول خان مجاد ابن حکیم عبدالشکور ست و طغش قصبه سندید از مضافات  
صوبه اوده از احفاد محمد و سید علاء الدین واسطی جاجنیری که نسبش بواسطه سید ابوالفرج واسطی  
بحضرت زید شهید ابن امام زین العابدین منتفی میشود و از اخوان خود بمقدرت و تمول ممتاز و حکام  
انگلیسیه را با وی مراعات اعزاز در زمان غدر و فساد دهند و تسان که عالمی کمر بمعاذات ارباب  
فرنگ بسته هزاران راکشته و خسته واسطی بواسطه خیر گالیهای قوم انگریزی بجائی دزدل  
حکام انگلیش ساخت که فرمانفرمای برتانیه بعد تسلط بر ملک از دست رفته و صدمه این خدمت  
بعطای چند قری بطریق التماس نواخت وی بحسن تدبیر از ادر عرض و طول فقر و دو اسباب  
محبت را با حسن وجه فراهم نمود و طبعش نکته سنج و دقیقه فهم با موزونی توکم و نتائج انکارش  
نزد شعرای فارسی وارد و مقبول و مسلم استفاده این فن از تدبیر الدوله نشی سید مظفر علی قنجا  
اسیر نموده و این اسیر که حش از قصبه ایلطی است در لکنو نشو و نمایانته بدیری و ندی  
شاه اوده و ابد علی شاه گو بهیعت از معاصرین بوده و هر یک از اسطی شنیدنی است

هر که بنجو و از شراب نرگس ستانه شد  
فاسخ از فکری و در یوزه میخانه شد  
خاک گشتم در هوایی بوسه لبهای یار  
کی عجب باشد اگر از خاک من پدایه شد  
واسطی از آمد و رفت خیالات جهنم  
کنج عزالت و شتم از دل سافخانه شد  
آنقدر زارم که دشوار است تحریر نفس  
قوت دل المدهاچی کشیدن از دست  
کردن مارا که هست از عالم بالا بلند  
زیر محراب خم تیغش خمیدن از دست  
واسطی اهل فن را واجب بینائی است مرگ  
ذوق غم تو از دل شهید انمیرود  
سرمد در چشم از خبار خود کشیدن از دست  
این درواز علاج مسیحا نمی رود

کی سر دباغ سبز شود در نگاه سن ۴  
 بر دهنش شوق دل تا منزل مقصد مرا  
 چشمه چشمم تر بار بجشمم کم مسبین  
 حیرت چشمم بجا باشد که شکل آیین  
 نشاید غم کشا ز اغیر شیون آرزو کردن  
 اگر داری سر طاعت تو محراب شمشیرش  
 چه زیبا نرگس ستانه داری  
 چه دیدی واسطی از چشم مستش  
 که هر دم گریه ستانه داری  
 مشربلی طرفه در پیانه داری

و اصف مولوی سید حسین شاه کشمیری مولد بخاری صل در هندوستان علوم متداوله از  
 اساتذہ وقت آموخت و فاضل فرائض پیش مفتی عنایت احمد مرحوم خواند طبع موزون و خاطر  
 حقیقت شحون داشت در بھوپال آمدہ با ہوا رصدر و پید لازم شد چون بسفر فخر بن شریفین فخر  
 وی در قریہ ہائی گماٹ مضان علاقہ ریاست بعارضہ بیضہ در حین جوانی ہشتہ ہجری  
 فانی شد خدایش بیا مرزا د وقت تحریر تذکرہ این چند بیت از کلامش دست بہم داد  
 تا ترک من بنار سبز زلف بر شکست  
 چشمم بگریہ آمد و از آب برآب برو ۴  
 نازم بدوق و اصف ستارہ خوش کو ۴  
 تھر گشتی از جنبش ہوا دیدم ۴  
 پیام من کہ رساند بحضرتش و اصف  
 زاہد ز پافتا و بکفت آہ شکست  
 لعلت بخندہ آمد و قد رگ شکست  
 گزشتا شکست بخون جہ شکست  
 کہ گل بگر و سر عند لب میگردد  
 کہ ہر کہ میرود انجا رقیب میگردد

و حیدر مولوی ابوالعالی محمد عبدالروف بن منشی احمد علی مرحوم متوطن دارالامارہ کلکتہ ست  
 و ترجمان اولی کونسل قانونی محکمہ گورنری البتہ زانوی ادب بخدمت شاہ الفت حسین تہ کردہ  
 و در مشق سخن نام استاد ی برآوردہ اوردہ سواد کلکتہ بوجہ دش سر پا نازست و شاہ نظم و شاعر

## فارسی باقیات ناطرش متنازین ابیات از بوست

تو با اغیار و گلشن که شب گرم سخن بودی  
 آشنه ام لیک بقلزم زوم از پی آب  
 یک ناو کی که آن نگه شرکین زده است  
 سیراب کرد ز آب بقا جان تشنه را  
 شفا لوی زرو و نه فردوس نموش  
 در کنج چین با و می و یار دگر هیچ  
 عیسی نفسان جان بلهم این دم نزع است  
 ای شیخ تو مسجد و سجاده و تسبیح  
 صبح است شراب ناب بر نیز  
 باروی کیشسته مونسه  
 یک نیزه رسیده دست خوشید  
 کشتگان تیغ ابر و تشنگان لعل لب  
 دی بزم قدسیان افتاد بر شعر و حید  
 دم نزع است مگر شربت قندی ز لبست  
 قدم آهسته بنده در ره انشوخ و حید  
 کی خضر غورده است ز سر چشمه حیات  
 ببرید باغبانم و بیدل نیم هنوز  
 جز یاد تو شد از دل دیوانه فراموش

وله

رو نمود از هر دانه نازش لعل گفت بس

خواست یار من برآرد کام جانم ناگهان

عوضه کردم بار چسبیدار بر بازوی دل طاق و تاب و توان صبر و تحمل گفت لبس  
 بیک کرشمه دل و دین و جان رب و کستی بغمزه و اگر آخر چه آرزو دارم  
 خاک رایت شمع بود قضا می از لے بعد ازین تا باد خاک من و دامن تو  
 خسته فرس باشد که گذر کنی نکردی دل بسته چشم داشت که نظر کنی نکردی  
 وصف مولوی معراج الدین تحصیل حیثیات در مدرسه عالی کلمه کرده در خدمت آغا  
 احمد علی مرحوم بهمان سخن سرانی رسیده سلیقه نظم درست دارد و تخم مبنای تازه در زبان  
 بیگانه می کار و آواز دست

باز روی خندنگ که ام تیر انداز دلم بسین طیان ست چون شکار شیب  
 منکه هرگز دختر ز رانخواهم بنشین کامیاب آخر رعل میسا سبب تم  
 وصفی مولوی سرفراز علی بن شاه نجیب پیش ساکن قصبه امینتی ضلع لکهنوازاو لا مخدوم  
 بهما، الحق بد ملاذین شیخ احمد ست والدش در ششمه هجری بوده و فیض سخن از خدمت مولوی  
 غلام امام شهید روده دیوان فارسی دارد و هر دو در ترانه بلبل و غنمه غنایب و گنج تواریخ  
 و غنمه عشاق تالیف او است از ششمه هجری در حیدرآباد و کن بصیغه منشی گرمی صادر مرافعه  
 بسر جمی برد و در حین تحریر این نامه نزیل و اثره مولوی رضی الدین احمد بخانه مولوی  
 و مانع الدین خال خود واقع الہ آباد بوده است این چند بیت از کلام او است که برای اندراج  
 درین تذکره لطف نمود

مرغ دل در قفس بفریاد دست داد خواه که ام صیاد دست  
 سر شوریده را دو جستم گفت سنگ مزار فرهاد دست  
 بیاد شود یار و دشمن نرم نگردد در آه من خسته اثر هست و اثر نیست  
 اشک را نتوان گفت گهر فرق در خشک تری بایستی  
 آخر از عشق تو گل کرد جنون مبتدا را خبری بایستی

نامه بر جان غوغی نامه ببر  
 لبک دیه اند آن گرسن نان گشتم  
 از زبکس مجبور تو دل بخیر افتاد  
 بیمار تو و مساز پسندست درین بزم  
 گر بیم چنانکه اشک کباب جگر شوم  
 و صفی اگر بار کشندم بمحرم عشق  
 این رسم عدل و داد که آورد در جهان  
 خویشید بر در که چنین ساست تا سحر  
 حاتم ز طبع کرم که کیت کالیس  
 و صفی ز لبک بود و درین سکر تا سحر  
 گفتیم که جاده و عمر چنین صاحب کرم  
 و فاخته عبد الغفار و نظم فارسی شهرست

قصه مختصری بایست  
 می شدم جام شدم گردش دران گشتم  
 دیوانه چو باست در افتاد و بر نشتاد  
 بنشست چو بر ناست چو استاد و بر نشتاد  
 سرتاپ گدازم و شمع سحر شوم  
 من هم بکشکان غمش نامور شدم  
 این بایه جو و فیض و عطا از کشت عیان  
 از سلطوت که پشت فلک گشت چون کمان  
 ابرازیم نوال که شسته گهر فشان  
 انصاف داد حضرت نواب را نشان  
 افزون بود و فضل آنکه زمان زمان  
 و از ریسان شه جهانگیر نگار اصلاح کلام بود

این قصه مختصری است که در این کتاب آمده است

کتابت از میرزا اسد الله خان غالب داشت و اینک نغمه سخن چنین بر می داشت  
 چشم باشاک ابر گوشت بار  
 قطره زن شد بساحت گلزار  
 تیغ کوه از میب در سبزه  
 همچو فولا گشت جوهر در  
 سبزه صد پیر بن بخود بالید  
 سرو آید بوج در نشتار

و حشمت نامش رشید الدینی ابن حبیب الدینی از احفاد عالم ربانی می دلف ثانی قدس سره  
 بامر حکام زمان بتدیس علوم عربیه در مدرسه خالیه کلکته اشتغال داشت و خود و شایسته  
 ضلع هوکلی می افراشت از علوم ترمذیه خطی وافی برده و زانو می شست سخن پیشین طوطا را از  
 ضیغ تر کرده و هنش سایه و طبعش تقییم گوهر نظم تازی و دی واریت و بخت منقبت فانی  
 می نشست حینت که در ریایان شبانته تله هجری ازین چشمکده داشتی اجل البیک اجابت

این قصه مختصری است که در این کتاب آمده است

این دو بیت از گام و دست است

ترج غیرت خوشید مرا پرده ناز  
پرده دیده صاحب نظر است اورا  
تا توان عاشق و دلگیر تر از توان گفت  
قوت کشککش جان گرانست اورا  
واصف حکیم اشرف حسین بن کلیم بن فرخ آبادی طالع عمره با وجود نفوان شهاب  
بالکتاب فضائل موصوف است و بدکات خاطر وجودت طبع معروف بآمر سطور آشناست  
و باغند لیسان گزاف سخن هم از این چند که شاهوار از حدین طبع لطافت کاراوست  
دنیاست آنکه شاد و حزین میکند مرا  
گاهی چنان و گاه چنین میکند مرا  
من خود بقصدی مستی و شوش نمیکشم  
زاهد بایسته رو دین میکند مرا  
خوف و بهراس صحبت یاران تیره دل  
بچون گاه گوشت نشین میکند مرا  
واصف فغانی غلبه نواب است خطاب  
مستثنی از بهشت برین میکند مرا  
بالکه که خود دیده بی راز ترا نیست  
ورنه بهمان جلوه گویار گجانیست  
ای لاله عذاران بوفایم مفریبید  
و انیم که از مهر شیمی بشمانیست  
در صومعهما زاهدی ده نشین را  
غیر از جسم ابروی تو محرر بنیست  
ای صدفشینان سمر پرده خوشی  
از صیت که در شهر شمارسم وفا نیست  
واصف بکند قصد گاپوسی معیشت  
چون سایه نواب کم از بال نهیست

حرف پادشاه

پادشاهی سمر آبادی فروغ جبین فضائل و مشار الیه انال فوائض و بطول شکر ریز است  
و بلبل شور انگیز از اعیان اترک چیتا بود چون عبدالله خان بر خراسان استیلا یافت اورا  
ملازم خود ساخت ساعیان رسانیدند که اورا فتنیست و بهو خان نیز گفته فرمان قتل او  
صادر شد و در عذر خواهی قصیده غراموزن کرد اما موثر نیفتاد و در چار سویی هرگز  
خون او انجمن مذابین شمار تا سخن بدل زن بلالی از در پیشش سخن یافت



من که و بوسه زدن ساعده یارم  
 شرک یاری کردی من بچنان یارم ترا  
 بسی چو ابر بهاران گریستیم و هنوز  
 اگر ز آند نم رنج نگر و خویت  
 دم آخر که مرا عسر بسرس آید  
 چو سایه رویی هلالی بخاک یکسان باد  
 بر دای نرس ناوان تو بان چشم مناز  
 امی کجی آموخته پیوسته از بروی خوش  
 عجب شکسته دل و زار و ناتوان شدم  
 تو آفتابی و من ذره ترک محسوس  
 گر با غم این است که من می کشم از تو  
 خواهم تری تیر و تیغ منم بنوازم  
 خورشید حیاتم بلب بام رسیده است  
 ای که می گویی دل گم گشته خود را بچو  
 لبت و پناه من بود دیوار دلبر من  
 نطفه کن و آینه خود را صیب من  
 غم تو در دل تنگ نشست و منفعل  
 خواهم فلندن خوش پیش قدم عنائی او  
 چند گیر و جام می کام از لب میگون او  
 چون نیامیزی من در کوئی خود زار کش  
 بر من ای شوق ستمگر دست

گر مرا دست و بد بوسه زنیم پایش را  
 دشمن جانی و از جان و دست ترا هم ترا  
 گلی ز سست ز بلغ امید و ارشی ما  
 هر دم از دیده قدم سازم و آیم سویت  
 گر تو آئی بسرم عسر و گرسنه آید  
 اگر ز سایه تو رو بافتاب کند  
 ناز از چشم سیه باید و مشرکان دراز  
 راستی هم باید گیر از قامت و لجوی خوش  
 چنانکه هجر تو بخیر است چنان شده ام  
 که در هوای تو من سر آسمان شده ام  
 و الله اگر کوه شوم از کمر منستم  
 تا دردم کشتن بتو نزدیک تر منستم  
 آن به که در آن سایه دیوار میبزم  
 منکد خود گم گشته ام او را کجا پیداکنم  
 از گریه بر ساقهای خاک بر سر من  
 اما بشرط آنکه نگر دس رقیب من  
 که نیست لاف و کلمه محقر من  
 یا بر سر من باند با سر منم بر پای او  
 ساقیا بگذارتا بر خاک ریزم خون او  
 خون من باری بیامیز و بجا کوی تو  
 بارک الله که ماکر دست

باشم قندباری صافگو خیا بچوست در خدمت بیرامان پدر عبد الرحیم خانمان بسرمی برد  
 و اگر هفتاد سالم باقی شتافت نغمه سخن چنین میسر آید

بجز خاک درت جای نریم اشک از رخگان      بهر در آبروی خوشین بر خاک چون ریزم  
 قشمری بباغ بهره فریاد میکنی      گویا که سرو قامت او یاد میکنی  
 کجاشک دار بسته دام تو گشته ام      فی میکشی مرا و نه آزاد میکنی

هلاک هلاک دای خوابان خیال ست و سینه پاک شوخان خوش حال اصلا سواد نداشت از مردم  
 التماس میکرد تا شعر او را بپوشته میدادند اما سلیقه او با شعر پر مناسبت فادیه سلطان  
 میگذرانید سواد سخن چنین روشن نمیکند

گرچه شمع آن جفا جو سر زن سازد جدا      به بیکیساعت ز بزم خوشین سازد جدا  
 ز بسکه حسن فزود و غمش گداخت مرا      نه من شناختم او را نه او شناخت مرا  
 لذت دیوانگی و رنگ طفلان خوردن است      حیث مجنون را ز اوقات که در صحرای گشت  
 میان خون جگر بوده ام ز دوری تو      ز دل میسر که او نیز در میان بود است  
 سیاه آب شک برد هلاکی بسوی یار      چون باغبان که آب بسوی چین برد  
 تاثیر کرد در دل سخت تو ناله ام      این صوت را مصنف غم می اثره است  
 ز حد است هلاکی امید لطف زیار      غنیمت است اگر قابل ستم باشیم  
 گر گشته عشق تو نگرند و نشیدان      در حشر کجا دست بدامن تو یابند  
 آیدل عمل بقول تو دیگر نمیکشم      دیوانه حدیث تو باور نمیکشم

همت میر عیسی مخاطب بهت خان جوهر قابل و قابل دوست بود و مهت تبریت علما  
 و شاعران را باب بن صرف مینمود و نظم و نثر قدرتی داشت از وی است

بجز خار یک مجنون داشت در دل      بیابان جنون خار سه ندارد  
 همایون پادشاه است و پنجبال در هندوستان پادشاهی کرد و خفی مذمب بود و قوت

در مجلس اوسائل علمی مذکور میشد و همیشه با وضو می بود و بی وضو نام خدا بر زبان نمی آورد  
 دیوان شعر دارد ۶۰ هایلون پادشاه از بام افتاد به تازی و وفات او ست از وی می آید  
 من اشک روان چو گنج قارون دارم      گلگون درون کیسه زافیون دارم  
 خط مشکین بصفحه کلفام      آیتی رحمت مبین من است  
 خوش آنکه با خیالت عمری نشسته بودم      دز شوق سرودقت از جامی بسته بودم  
 عیبم مکن که گفتم موی ترا پریشان      در شرح جعد زلفت چون دل شکسته بودم  
 در شرح غنچه او هرگز نگفته حریفی      لب را دران حکایت پیوسته بسته بودم  
 حقا که چون هایلون در حال وصل بخود      بادوست در حکایت از خویش رسته بودم  
 بدست آینه داد آنکه دستان مرا      یکی دو ساخت بلای که بود جان مرا  
 بود که بیند و رجمی بحال من آرد      زگریه پاک مکن چشم خوف نشان مرا  
 روز و صلت بیک عشوه بکش زار مرا      بشب هجر مکن باز گرفتار مرا  
 صدر هم عشق شکاره و بد تو بذر عشق      باز از ره برد آن شیوه رفتار مرا

## رباعی

ایزد که فلک بقبضه قدرت است      داد دست تراد و چیرکان هر دو نکوست  
 هم سیرت آنکه دوست داری کس را      هم صورت آنکه کس ترادارد دوست  
 همتی غیاث الدین بلخی خوشگلو معنی جوست      این رباعی نتیجه فکر اوست  
 آنکس که بجانه نیم نانی دارد      در گوشه شهر آشپزخانه دارد  
 فی خادم کس بود نه مخدومی      المضاف بدو چه خوش جهانی دارد  
 پاشتم همدانی در علوم عقلی و نقلی با رع بود و وحدت و همنش سیف قاطع      در علم بطریق زمان  
 در حکمت باید گاریونان بود از دوست  
 خمیازه کشیدیم بجائے قدح می      ویران شود آن شخص که میخانه ندارد

دوری میان ما و تو صورت پذیر نیست  
نقاش سرو و فاخته همراه میکشد  
بر آسید آنکه شاید یکدمت بنیم بخواب  
دوش تنهایی بصدافسانه نام در خواب کرد  
از بلال نسیم بروی تو دل رفت ز کار  
حل شد این عقده و از ناخن تدبیر چلید  
همایون از سادات اسفرائین بوده شاعر است و نظم اشعار بی بدل و در قدرت گفتار  
مغرب المثل و عنفوان شباب به تبریز رفته و بتقریب سلطان یعقوب با خصاص یافته سلطان  
او را خسر و کوچک میخواندند و ان ایام بعشق جوانی سودا بهرسانید و کارش بآن کشید که چندی  
در زنجیر مقید گردید و فاقش را ناظم تبریزی در شیشه نشان داده قبرش در قریه آرمک  
من اعمال کاشانت منته

بود ز کسوت آسود گے فراغ مرا  
بسست پوشش تن پنبه باشی داغ مرا  
نموده گوهر سیراب از بنا گوشش  
چو شبنمی که کشد برگ گل در آغوشش  
سرو من از بسکه دلمابسته بر هر موی او  
گلبن هر غنچه را مانند تدبیر بجوی او  
نیایی در چمن سروی که من صمد بار در پایش  
سری ننهادم و نگریستم بر یاد بالایش  
ممتناز بود ناله ام اندر صف عشاق  
چون آه مصیبت زده در حلقه ماتم  
ز خراش سینۀ من بود آگهی کس را  
که ز نو گلش ناری بجگر خلیده باشد  
دیدمش دوش بخواب و نفسی آسودم  
لیک فریاد از آن بخت که بیدار شدم  
ز جولان سمنش آب چشم من بجوش آید  
بلی چون تند گردید و در یاد خروش آید  
پا تقی عبداللہ جامی از فصحاء نامی و شعرا گرامی است و خواهرزاده مولانا جامی خطاط  
را به چهار کتاب جواب گفته و بخدمت شاه اسمعیل صفوی اختصاص داشته و در شش و پنج عدم  
خزید بجواب قطعه فردوسی گفته

اگر بیضه زار غلظت سرشت  
نهی زیر طاوس باغ بهشت  
به گام آن بیضه پروردنش  
ز انجیر جنت دبی ارزنش

و بی‌البحش از چشمه ساسبیل      در آن بیضه دم در زنجیر سیل  
 شود عاقبت چندی ز مرغ ناز      بر دینج پیور و طاقوسن باغ  
 یا آتش سوزان علی الصغانی و طفلی همراه پدربنده آمد و نقد ایاق بکفت آورد و نگردد  
 نه از تغییر است از کار شجاع الدوله صویا او ده در بحر اسیان میر محمد نعیم خان سه صدر نویسه  
 مشایخ دینی نیست در آخر نایبانی عشر بقر اصل شتافت از دست **ه**  
 فایغ ز باد یک جغام کفیاش      یکدنگذار که اینک و گرانتر

## رباعی

با تفت تو که جسم ناتوانی داری      چون شمع لب رسیده جانی داری  
 از دل غم یار چه آمد بستر      تقریر کن تو هم زبانی داری  
 یا شمع از ایمان بخار است شیخ الاسلام آن مقام بوده و نزد عبدالعزیز خان منترلی عالی  
 دهشته و دهشته در گذر شده از دست  
 بنابر سر مه کش چشم منی ترسم را      نشسته گیر خاک سیاه مردم را  
 یا شمع اصفهانی شمس الدین نام دار و بولایت دکن رسیده و از خان نعمت عادل شاه  
 بهره برد دهشته و اعتبار تمام بهر سانیده مخاطب بعد جهان گشت از دست  
 مرا هر شب خیال یار در آغوش می‌ید      غلط کردم که جانی در تن بهوش می‌آید  
 بهجری از فرزندان شیخ احمد جام بوده و در خدمت همایون پادشاه قزلباش شاعری  
 صاحب دیوان است **ه**  
 ای دل آواره بر خاک درخش جا کرده      نیک جایی از برای خویش پیدا کرده  
 بهجری قتی شمشیر گر بود و شعر خوب انشا می‌کرد از دست **ه**  
 گویم چه بان شمع شبی سوز نهانی      ای صبح حسد ارادم سزدی نرمانی  
 با تفتی از شعر آفرین ناظران با نگرین است **ه**

بدیع عشق تو خواهم از جهان رفتن      که بی رفیق بجائی نمی توان رفتن  
 هاشمی میر نظام الدین کاشی مدتی بصفایان گذرانیده و در اسفند بموکب سلطان محمد صفوی  
 خطاب ملک الشعرائی یافته و در نواحی سمنان بسفر آخرت شافیه منته  
 از بهر قتل همچو منی مضطرب مباش      جان دو کون در خطر از اضطراب است  
 هادی از شعرا کاشان است بامر طبابت اشتغال داشته  
 در جنب رحمتش چه نماید گناه خلق      یکشت خاک گل نکند آب بحر را  
 همت از سخنوران سیستان است منته  
 آخر برآمد از لب لعل تو کام ما      کند این عتیق را خط مشکین بنام ما  
 هالیون پسر ملاشکوهی همدانی است منته  
 مجمع و هنر جمعیت مستان ماند      کان یک از پای فتد و آن دگری برخیزد  
 هدایت میرزا در شهید مقدیس بامر قضایام داشته و در سخن سخن صاحب سبل نطق نموده  
 ز بسکونی تو چمن در هم ست پنداری      که سبزه بر رخ گلزار چمن پیشانی است  
 همت محمد عاشق گوهر که پوری شاعر است بلند انداز و در تازه گوئی بی انباز عرایس  
 بجای خیالش بزور دلربائی آراسته و گلهای نو بهار تحالش از گلزمین رعنائی برخاسته  
 اگر چه بسبب سرشت چون خال پرزاد دهند و نژاد بوده اما از انق طالعش اختر سعادت  
 دیده و شام اعتقادش بصبح اسلام مبدل گردیده در او امل حال نواب خان جهان بهار  
 کوکلتاش و پسرش همت خان بجا در بزمانه ایالت صوبه آبا همت تبریت همت  
 گماشته اند و او را رکش ناصر علی قرار داده اما سخن ناصر علی را رتبه دیگر است از سبب  
 نیم بدل که در آغوش برگ گل بود خواهم      چو انگر از گداز خویش باشد فرش بنجام  
 محبانیت در تاج دل چشم سیاهش را      که میدارد و نگار و بی او پشت نگاهش را  
 مگر رفتی پده از رخ فشته حیرت و بالا شد      نگاهم نشین چون در درجام تماشا شد

دست

نوی

نوی

نوی

نوی

نوی

اسیر اخترع آن فاعل پیشه صیادم  
که شد پوشیدن چشمتش کشتنهای دامن  
بر آتش چون سپندم به کباب دل طعنهها  
بدوش ناله بستم محل ارغود رسیدنها  
شب و صلت ندارد فرصت بار و گردیدن  
سحر خنده و زبال افشانی رنگ نزا کتها  
هادی محمدی مشهدی اصفهانی از جلال اعظم عالم و اکابر بنی آدم بود و در سنه ۱۰۲۰ ازین دار

بیقرار به عالم انوار پیوست از وریسته

بسیه چنگ ز دم دل در اضطراب آمد  
بدیر حلقه ز دم کعب در جواب آمد  
نشان مودره گم کرده از منزل چربی پر  
حدیث کشتی طوفانی ز رمل چه می پر  
حر فم گر چه چو نگین بر زمین افتاد  
شادم از آنکه شیوه سن و دشین فقاد  
منت تردستی احسان کم از سیلاب نیست  
از خرابی نیست بهتر هیچ تمسیر مرا

هجر مولوی محمد حسین بن قاضی غلام حیدر از شرفا نامور و قاضی زادگان قصبه جویر ضلع  
بلند شهر از اولاد شیخ الاسلام ابوالحسن عبدالعزیز انصاری هراتی مت سلمه الله تعالی  
بلبل شاخسار غنوری و طولی شکرستان معنی پروری شاگرد رشید امام بخش صهبائی است  
کتب نظم و نثر فارسی را بکمال از خدمت ایشان استفاده فرموده و مشق غنوری را با التفات  
استاد بنیاد تکمیل رسانیده و تحقیق مقامات و تحصیل و قالی کتب استداله و مطلاعات و  
محاورات فارسی پرداخته و در انشا و نظم و انشا و نثر دستگاه تمام بهر سانیده و همین تحریر  
این نامه با نظر عمده حکمه را فخر ریاست اندر که خدمتی جلیل ست می پردازد و بوفور  
اخلاق و مروت و فراوان مکارم و فضائل موصوفت حسب طلب نامه نگار این چند گویند و  
از بحر طبع و قافیه و برای دج این جریده لطف نمود و از غایت تواضع تحریر فرمود که سبزه  
بهر غزار بردن و نمی بقلزم سپردن دندان سفید کردن بیش نیست اما بکمال امور معذور  
ار سال این شکسته بسته چند از عالم سع برگ سبزست تحفه درویش و حسی شمار داسیده  
نظر اصلاح فرمای حضرت بفرمایا در سبهای نادیده پیش برسد انستی با بکمال غنیش با فصاحت و هوش

و خروش بابا غمت هم آغوش این چند ریزه جواهر از کان طبع همایون اوست  
 این تعلیم و شست و شست هر چه جوش بود را  
 زنده سازد بخون بیگنا جان لعل جان بخشی  
 نمیدانم که اعی شوق احرام چمن دارد  
 چون سرگرم شوق حسن و محو خود آرائی  
 تو باین حسن شرم آلوده گزائی سونی گاشن  
 نه تنهاد و روی آن روی تابان و شست نگیزت  
 بلبل میتوان گفتن حدیث شوق مجنون را  
 صبا از بونی یوسف بدیده او گشته آرد  
 ز تاب آه هجر ناتوان غافل مشوق عالم  
 بعد مردن هم نیاساید دل بیتاب ما  
 رقص اسل میکند یارب شهید روی کمیت  
 به نفس بند و خفا مژگان بخون جوش دل  
 بسکایشان لعل رمانی ز اشک شکست  
 هجر باشد از طفیل ابر چشم اشکبار  
 چنان ضعیف شد از غم تن زار مرا  
 تو نیز چاره حرمان نمی توانی کرد  
 بیا روی تو عیشت در انجمن دایم  
 نثار و تاب بنیش دیده حسن حجابش را  
 نگه زد و دیده ز گسینید از خاک تا محشر  
 کنم گر عرض حال این دل صد پاره و درش

و هید از گرد باد دم مژده دامن صحرا را  
 که جامی و دم زدن نبود پیش او سیارا  
 که گرمیاست در پرواز رنگ و بی گلبار  
 مرا آوارگی آینه آن روی صفرا  
 گداز رنگ رو آبی زند گلها می رنار  
 خیال زلف چپان هم پریشان میکند را  
 که شاید جذبه دامنگیر کرد آن ل آرا را  
 که سویی کاروان دامی کند چشم زلیخا را  
 که جادو آتش ست از رشک و زلف پلید را  
 میفرودد به پیش خاک تریاب ما  
 صد پیش در آستین دارد دل بیتاب ما  
 گل کند رنگ شفق از دیده بخواب ما  
 میخورد خون جگر از گوهر شاداب ما  
 چرخ سرگردان چرخ در حلقه گرداب  
 که بار خاطر من میکند غبار مرا  
 بجلوه آئی و حیرت برد ز کار مرا  
 من و خیال تو با دیگری چه کار مرا  
 که باشد حیرت چشم نقابی آفتابش را  
 شهید نا چشم سحر ساز نیم خوابش را  
 بخاموشی سپارد هجر آن بدخوابش را



## حرف الباء الحقیقه

یحیی قاضی لایحی برادرزاده یقینی از علوم نصیبی داشته و در زنی طائفه مصوفیه بسوزده  
و در هند بعد از کتبادری سرکارشاهی مامور بود آخر در کاشان رنگ توطن ریخت و همانجا  
درشته رشته حیاتش بکسخت اشعار بسیار از و بنظر رسیده از انجمله این است

در دودل من مفتنی نیست      این درد دیگر که گفتنی نیست  
بگذشت و بهار و انشدل      این غنچه مگر شگفتنی نیست  
جام و سبوشکسته ام ای مرگ حلت      تا تو به که کرده ام آن نیز بشکنم  
آخر سر خود در بهت ای ماه خادیم      اول قدم مست این که درین راه نهادیم  
خوش آن دم که ز گمان آشنائیم گفتی      که بگذریش مردم بعد ازین بگانه دارا  
بگانه از خوش گویان بلخ و صاحب معانی بگانه مست مست  
عرق هر که که ز آن رخسار آتشک می افتد      گل خورشید میروید اگر بر خاک می افتد  
یحیی سبزواری نشی والی مرد بود و بعد از بعراق عجم رفت و بیکه مکرمه شافت و پانزده سال  
مجاورت حرم محترم کرد تا آنکه در سنه اقصیه روضه رضوان گردید ناظم تبریزی گفته اشعارش  
زیاده از آنست که محصور گرد و از دست

ز بسکه خرم ام از دود سینه بر جان است      چو محرم همه تن چشم آتش افشان است  
بدل شکستم از آن پایی گریه کاین گلگون      عنان کشاده و افلاک تنگ میدان است  
یحیی شیخ محمد یحیی الالبادی والد ماجد زائر جامع علوم ظاهری و باطنی بود و منبع کلمات  
صوری و معنوی شهر دین رتبه اوست اما مقتضای فطرت موزون گاهی سخن نظم میکرد  
و در سنه ۱۱۰۰ هجری رحمت لایزال انتقال فرمود و منده

چو وصل آن جوان از بخت خود دشوار بنهم      بسوی خانه او میروم دیواری بینم  
یکتا لاهوری نامش محو قاتل بوده و در مخنوی مرد کامل از دست

نالدا بخت سیه که ز ابل رقم است      حجت ناطق این حرف صریح قلم است  
یقین شاه درویشی مستجمع اخلاق گزیده و صفات حمیده بود      در کوکلو کپیری که موضعی در  
ظاهر سواد دلی است تکیه فقیرانه ساخته میگذازانید ازوست  
بارانه بود طاقت بر خاستن از جاب      چون داغ بهر جا که نشستم شستم  
میقیم ملا محمود نیز و جردی همدانی از وطن بهند آمد و سالها بسر برد در نظم طبع خوشی داشته باصفهان  
در گذشت ازوست

کوه غم بر دل نشست و آه سردی برخاست      آسمانی بر زمین افتاد و گردی برخاست  
میمینی سمنانی اصلش از شیراز است و سخنش با فصاحت همرازا اشتغال تجارت داشت و  
تخم سخن در زمین نظم میکاشت ازوست

در هیچ خانه بی تو دل و ددمند ما      آهی نزد که آتش از ان خانه برخاست  
صدیدش طبلان نه بهر خلاصی ز بند او است      میر قصد از نشاط که صید کند او است  
بهر خندنگ تو خواهم بسینه راه دگر      که دل کند بتواز هر درسی نگاه دگر  
یقینی خلخالی جمال الدین نام داشت حلی بند شاه سخن است و مشاطه خوان این فن ازوست  
با خودم هر خط یاد او بگفتار آورد      آرمی آرمی عاشقی دیوانگی بار آورد  
تا بکی خواهم بدر و محنت و غم زیستن      زیستن گریختن باشد نخواهم زیستن  
میجی کاشی بجی آفد کتاب و سخن سرای کامل نصاب بود شاعریت احیا معانی کار او  
و جان در کالبد سخن دمیدن شعار او پدرش از شیراز برآمده طرح توطن در کاشان نهاد  
میجی در هند آمد و مداح داراشکوه گردید تا آنکه در شاهجهان آباد در سلطه طومار عمر با انجام  
رسانید از وی می آید

ایک از دشواری راه فنا ترسی محسوس      بسکه آسانست این میتوان خوابید فوت  
کلی سبزه گشت پشت لب آفتاب ما      کز رشک که در هر فلک در شراب ما

با که گویم بعد ازین گرمیش آید مشکلی به  
 دید هر قاصد که رویش کرد و گویش وطن  
 زان باز گیرم دل از ان گل که شود خوار  
 به آزدل در دکان آفرینش نیست کالانی  
 بتو یانمی پاک که از فقیران است به  
 مده ز دست گریبان گوشه گیری را  
 هر چه یابم تا نیفشانم نیگیرم قرار  
 نرمی بسیار خواهد در شستان ساخن  
 حیاتم بس بود چندانکه یک شب با گل باشم  
 دو اکیست بد از اشفای می که با  
 ز دست عقل نچیدم گلجام ز عشق  
 دلب و دناخن مردست تا بهم نرسند

رباعی	
یحیی جهان نمیتوان خندان شد دل زنده کسی بود که چون شمع آ	حیف از عمری که صرف این زندان شد پیش از مردن مقیم گورستان شد
کیلتا احمد یار خان از نژاد قوم برلاس است دشته اند کیلتا در عهد غلامان صوبه دار در نهایت جود می کاشت و تصویر در غایت تحفگی میکشید میگفت در بلده خوشاب در شال خلوت نشین تراب گردید شغلی متعدد دارد مثل گلدرسته حسن و شهر آشوب از وی می آید	کیلتا احمد یار خان از نژاد قوم لاهور توطن دشته اند کیلتا در عهد غلامان صوبه دار در نهایت جود می کاشت و تصویر در غایت تحفگی میکشید میگفت در بلده خوشاب در شال خلوت نشین تراب گردید شغلی متعدد دارد مثل گلدرسته حسن و شهر آشوب از وی می آید
تا خطش طرح جهانگیری کاوسی ریخت	لشکر زنگ چو رومی بس روی ریخت

بامیدی که شود جلوه گر آن سرور و آن  
 سر به آلوده نگاهی که بیا دم آمد  
 بر در بستکده از ناله زارم ناقوس  
 شمع از رشک رخس بوقلمون سوخت بزم  
 از بیکه سراپا ز غم عشق تو دغتم  
 چه پرسی از مرسان من علمیت چون گل  
 یار می شیرازی در فن هیئت یطولی دهم  
 و بعد سلطان حسین میرزا در هرات بسر برده

### میگوید

نخواهم پیش مردم دیده بر خسار یار افتد  
 چو پیش آید نظر بر روی او بی اختیار افتد  
 یزدی حزن گفته شعرش متفرق دیده شد از دست

### رباعی

ای ساقی باده محبت جامه  
 تا کی بدین تیر تغافل باشم  
 یعقوب سلطان یعقوب حلف حسن پادشاه  
 ترکان در اترک پادشاهی باین جاه و جلال  
 نبر خاسته طبع نظم داشت آینه باغی از و سست  
 دنیا که در آن ثبات کم می بینم  
 در هر قرعش هزار غم می بینم  
 چون کمنه باطنی است که از هر طرفش  
 یوسف عادل شاه ترکان فاتحه اقبال و غره اجلال  
 خاندان عادل شاهیه از اولاد  
 سلاطین روم آل عثمان بود در بیجا پور مدتی  
 کوس سلطنت تو خاسته و تبریت علما و شعرا  
 چنانکه باید پر دانه طبع نظم داشت آینه چمن  
 گهر از معدن طبع او سست  
 گروارسی بدر دول نا توان من \*  
 کی می بر دهم گر کسان رشک جان من

درد دل خود را نکتم کا شکر است	ظواهر که میکند تور و نهمان من
با آنکه صدر بهم بخت آزموده	تین کشیده ز پئے آتخان من
امی گل سیده است بگوشش تو قصه ام	بلبل نخواند وقت سحر دستان من
گویا که بلبلان چمن بقتل کرده اند	حرفی ز بیوفائے گل از زبان من
یوسف بزار می دل من گوش کس نکرد	کو بخت آنکه گوشش کند نکته دان من
مرا ز باده جامی ندرخ یعنی چه	سبوسه و خشم و خشم ایام یعنی چه

## رباعی

آنکس که علم به نیکنامی فرشت	در مزارع دهر تخم نیکولی کاشت
نیکو نامان زنده جاویدند	مردانکه بمرد و نام نیکو نگذاشت

یوسف میر محمد یوسف بلگرامی دخترزاده میر عبد الجلیل و برادر خاله زاد میر آزاد مرحوم بود  
 در اقران انتخاب است و در ستار با آفتاب دانای علوم عقلی بود و شناسای فنون نقلی  
 در مقام تقوی بلند پایه و در سامان طاعت سیرایه صاحب شان عالی بود و عزیز مصر صاحب  
 کمالی از یاران میرزا مظفر جانجآن و خان آرزوست در شله رحلت فرمود از سنج طبع  
 کتابی است نامش الفرع الثابت من الاصل الثابت مشتمل بر چهار اصل و خاتمه در تحقیق مسئله  
 توحید که تحریرش بسیار استین و لطیف واقع شده و مطالب بلند مقاصد اجمند فراهم آورده  
 گاهی میل نظم سخن هم میکرد این چند جوهر از خزانه یوسفی است

بزرگام محمد بود و همچو بدستی ما	بقدر وصل شود و میار بدستی ما
بزرگ نقش نگین از فروتنی آخر	چه نامها که بر آورد سز بدستی ما
ز طرف دامن پاک تو کامیاب نشد	بجواب هم چو ز لیاخوار بدستی ما
همین که چشم کشودیم صبح چون شبنم	ز آفتاب رخسار رنگ باخت بدستی ما
دل من ز عرض کجبل بلول شد یوسف	هیار آینه گردید خود پر بدستی ما

پیوند سر رشته بابا گهری هست افتاده بکج قفس بال و پری هست بسمل شده قد ترا نو صگری هست شادوم که درین راه مرا چشم تری هست دانم که بجا کس قمری شرری هست در کوئی تو از آه مرانا سببری هست داند که ترانیز بیاشش نظری هست صد جاده سوختیم و یک جاده میرویم آینه وار از دو جهان ساده میرویم چون شمع در مقام خود استاده میرویم بیرون زد ادم سجده و سجاده میرویم بی دست و پا چ جاده افتاده میرویم یوسف عنان خویش زلف داده میرویم	از ناله مادر دل جانان اثری هست امی گل خبر از بلبل بچاره چه پرست قمری بسر تربت من گرم فغان هست گز نیست نشانی ز دل سوختن من سوزد جگر من از اثر گرمی آهش پیغام من و باد صبا این چه خیال است زندانی چاه دقن از خود شده یوسف مانست شمع از همه آزاده میرویم صورت نه بست در زل با نقش بچکس در شاهراه عشق نذاریم کاسه در دور چشم یار شکستیم توبه را در راه شوق تا سر کوئی تو عمر باست پست و بلند راه ندانیم همچو سیل
---	--

## رباعی

در محفل ساکنان لاهوت ملی آغاز دو عالمی و ختم رسی	ای در چمن بمیران تازه گل یوسف تواند که کند نعت ترا
---	---

یحیی سید عبدالرزاق شاه آبادی سید عالی نژاد بود و سلسلهٔ اجداد در وجود  
 طبع و سلامت مزاج و مهارت فنون فارسی ممتاز عصر میزیست دیوان غزل و رباعیات  
 و ترجیع بند و جز آن دارد اصلاح سخن از میرزا محمد فاخر مکن گرفته و مناظر الانوار در  
 سرابای محبوب و مظاہر الاسرار در حالات محب بسیار خوب و خوش اسلوب نوشته است  
 در سیه فارسی مثل گل کشتی و دیوان آصفی و غنی و نیز نگ عشق و جز آن شعر و ج دارد

دیوانش درین جین دستیاب نگردیده آنچه از معتدین مسموع است این چند بیت  
 برخ نه آن مه بیخ من نقاب گذشت خسی بشعله کتانی با تپا بگذشت  
 و کم شگفته نش بیتی ماه و سال گذشت نسیم رفت و صبا آمد و شمال گذشت  
 ز سر گذشت یمنی دگر چه می پرست که روز هجر گذشت و شبصال گذشت  
 بر تیز و برخ زلف شکن در شکن انداز در گردن خو رشید قیامت رس نانداز

## رباعی

عمریت که بر پائی تو سر می سایم بر خاک درت دیده ترمی سایم  
 چون سود نگر و سودن چشم و سرم اکنون کف خود بیکد گرمی سایم  
 یوسف مولوی ابوالکامه محمد یوسف علی بن مولوی مفتی محمد یعقوب علی الحاج گویا موسی  
 مولد لکنوی موطن عثمانی نسب خفنی مذہب چشتی مشرب که جلد میلاد است و چارم از شعبان  
 لفظاً از تاریخ ماه و عدد از سال و لادش مشعر است علوم بهیمة عقلیة و نقلیة زوالد ماجد خود  
 استفاده نموده و تکمیل تحصیل محققه دس مولوی قدرت علی لکنوی داماد ملک العلماء  
 ملا عبد العلی مرحوم کرده و مصلح است و دیگر کتب احادیث را قراة و سماعاً پیش مولوی عبد القیوم  
 بن مولوی عبدالحی مرحوم نموده شعر دون رتبه علم اوست اما احیاناً بموزونی طبع سخن  
 سخی میگراید هر چند همچو نام نگار خامه را بند وین و جمع آن نمیفرااید در حین تحریر این که  
 کامدار بالان خاص نوابشا جهان یکیم و لیس ریاست بمحوظ است آیین چند گهری بیلا  
 از صدف طبع رسای اوست

حرفی گو که از پیانه ام نوشد شرابی را که در هر ذره بیند جلوه افروز آفتابی را  
 کجا چشمی که از کحل بصیرت سازش روشن که در هر قطره دُر یابد محیط بی بجابی را  
 ز آبر و امن تر چشم بار است عینم را ولی ترسم که کار آبی شود نار چشم را  
 جلوه فرما و لبر می صد را آلود را بنده خود ساخته صد همچو من آزاد را

سرزمین عشق را آب و هوای دیگر است  
 صحرای سکون و عطش سیریش دیگر بود  
 مرگ خود عین بقا و زندگی عین فنا  
 طوئیائی چشم غایب برین مداد ناماست  
 گرچه یک غوغاست هم در خفا نه زاهدان  
 شان و آن شاد هم از عالم دیگر بود  
 زخمی بیکان و مژگان بودار شده دیگر  
 پنجه دست نگار و خنجر مرگان من  
 در دیو سحر و رمان ز طرب یوغی  
 آتش سرشار از ترشح و اسهال ترکرده است  
 چشم مستش ویدتا کیف سیستان عشق  
 نیست آب زندگی قطعا جز آب تیغ او  
 از وصال خار با گل ناله دارد و عندلیب  
 حرف تلخ آن شکر خا از شکر شیرین ترست  
 قطره دارد و در گره و ریاض عکس وئی او  
 پرده زان روی فتنه گرفتار افتاد  
 دل که از عشق با خبر افتاد  
 هر که در دل نیافت دلبر را  
 آن غیور از نظر شود پنهان  
 هر که در سرست سودا پیش  
 تماشای او ز خود در خست

لطیفه از یک شاعر صوفی قرن شانزدهم

صبح و شامی دیگر و مهر و سحای دیگر است  
 باد و آبی دگر نقل و غذای دیگر است  
 این فانی دیگر است و آن بقای دیگر است  
 عین بینائی بطون را توئیائی دیگر است  
 لیک و در بر رخان جنگا سهای دیگر است  
 دلبران و هر آن وادای دیگر است  
 کشته تیغ ننگ را خونهای دیگر است  
 گرچه هم رنگ است هر یک را ضایع دیگر است  
 چاره از صدیق جو کا زاد و ای دیگر است  
 در دل سر آتشین آب آتشی سرکرده است  
 از شراب نرگسی لبر ز ساغر کرده است  
 عمر مفت کشته کز وی گلو تر کرده است  
 کاین خلش در سینه او کا ز فشر کرده است  
 کاتش لعل لبش قند مکر کرده است  
 ذره را تاب بهالش مهر انور کرده است  
 در جهان طرفه شور و شرف افتاد  
 از بریار دور تر افتاد  
 وای بروی که بی بصر افتاد  
 گر بغیرش ترا نظر افتاد  
 سود کونین پشت سر افتاد  
 در حضر کار با سفر افتاد



چون گذشتم چشم دریا بار	بر لب دوزخ ایمن رفتاد
بخت نای طفل هر جا	دل دیوانه در بدر افتاد
نور چشمی که گشت آواره	طفل اشک ست کنز نظر افتاد
هر که ز دشت پاد افتاد	پیش پا خورد پس بسر افتاد
دل تاراج دستانی رفت	کو عزم بر سر جگر افتاد
دور بگریز از قریب و بعید	شوق قربش بدل اگر افتاد
بزینا رسید کی یوسف	تانه دور از بر پدر افتاد
کرده تا فوج خزان تاراج از گل برگ وزر	گل بچشم بلبل افتاد دست و عارش در بگر
طریقه ام بعد نیست غیر حسن سلوک	چو باورت نبود چند روز دشمن باش

## رباعی

ایم سری شگفت در پرده دل	حاشا که شود سدا و اخش حاصل
اعلا نش بود قاتل و انفا ماک	گویم شکل و گزنگویم مشکل

## رباعی

ستاره عشق نیست از دیده دل	بل از ره هر جا ماند محمل
گره زلفه و شانه و لاسه شش	چون سامعه میشود بجانها صمبل
جلوه مفروضید با من ایوتان خود فروش	شدم سر از شما گرم تماشا شای خودم
توریده سر حجاب عدم - اوریده ام	چون سنبل بوفت پریشان دیدم
چه پرسم و خطا زوجه سواد و دسپیدی تو	سیاهی کان پریا زبونه عفت پیری شست
کجا بخاطر با گذر و عزم شادی	نشسته ایم ز عمری با تم شاد و
بعال که منم زنده زنده شد	فروغ زده عزم را بجا شد
منم آن که کمال استغنا	نکره بران دنیا فروختی



## تاریخ بنامی مدرسه ام

رافع ارکان دین حضرت صدری نصر  
ساخت پای طالبین مدرسه دانشین  
سال بنا حصین یافت بی جبر و کسر  
فکر مندس چنین مدرسه فصل و دین

## تاریخ رسم بسم الله فرزندم علی حسن

علی نو باوه استان صدیق  
نموده افتتاح علم دینی  
بگفت تم بنی سرمدیشه تاریخ  
حمتا بر سه کتب نشینی

بر کاراگان مخفی نیست که صنعت شعر اگر چه نسبت به صناعات علمیه و مقامات علمی به پستی  
پایه موصوف است لیکن چنان مهمل و آسان که عوام روزگار آنرا گرفته اند و بهر شوریده سری  
بیوده گوی تراش خاکی بدان خود در هتسم ساخته نیست چه استکمال این فن و بهار این گلشن  
موقوف به سرمایه خطیر و شرط کثیر است که حصولش بهر عامی و سوتی دشوار باشد و بعد از  
نسبت خاص و کمال اختصاص عمری دراز باید سپری ساخت تا رونق گیرد و چون نزد قاع  
هیچ مایه درین کار و بار نمیاید از آنست که بشعر و شاعری از هر چیز دیر تر اند با آنکه حصول  
مرتبه ایش نهایت بقدر وسافل بلکه نازل کننده قابلیت است و صفت وسط آن تصنیع  
وقت و وجود و عدش در پله مساوات از کتاب کامل آن اگر از این کام پاک نفسی بر آید  
در روزگار بی تمیزی بی مصرف دلی سود باشد بلکه گوهر خویش شکستن و باخت شکر  
در آمیختن است و اکنون سالهاست که چنانکه شریعت مخور و نظم سراف  
منسوخ و شاهد این فن در نقاب حجاب است همچنین بخیدن و فهمیدنش هم نایاب و لاف  
مدعیان بیشتر هرزه و گزاف و درین زمان پسین ناامان سخن و ناشدان اشعار و کتب افزون  
از حد و بیش از عدد اند اما چون بسیاری از آنها بنا بر عدم بصاعت و فقدان بناسبت  
با این صنعت در خوار علنا و التفات نیند و سخن شان قابلیت ذکر و سماع ندارد و آنها را در  
حضر این مجلس جاندا دم و قلم بخیده رقم را بخرید تا صواب آشنا نکردم هر چند ازین گروه

چند بیت مربوط گوش آشنا سر زوده باشد چنان بندرت و نجات و اتفاق خواهد بود و دلیل  
 مهارت نمیتواند شد و اتفاق و معاجات را خاصه درین پیش مبتذل اعتبار نباشد و اگر میخواستم  
 که اقتضای بزرگامان قدیم و حدیث رو و هرگزینه معدودی قلیل بیش نمی بودند و حاجت  
 باین تفصیل و چنین تطویل نمی افتاد لاجرم بزرگرمی از ملوک و صوفیه و علماء و شعرا نامدار و  
 بعضی معاصرین و بعضی شاذ و وفاده که بعضی سخن و شعر آنها را شعاری قبول شامل ست غنان  
 اش شب فانه محظوف نموده آمد تا این بزم ملکین و مجالس رنگین را سرمایه جمعیت و پیرایه کثرت  
 بهم رسد و چون بر کس او بر صفت پای نصیب متفاوت است بذیل تراجم موافق شناخت خود و  
 اہمیت و لیاقت او اشارت رفت و بشیوه عدل و راست قلمی فرو گذاشته فقه چه معلوم است  
 که جمعی کثیر ازین طائفه هم صیقل من نیست و سلوک بجاده عقیدت و مشرب من ندارد و خلایف  
 جابلان که بی تمیزی خود را تمام امتیاز دانند و از افراط و تفریط و دزم بحسب بعضی و خفا  
 خود مصون مانند و صفی صفی سایشهای بی اصل و مدح باطل و مہفوات لاطائل و احجیات  
 و اعتسات را انشاء و نگینی کلام پندارند و تراش خالی طبع نافر جام را بهتر فرشی و فضیلت تمام  
 اکارند و هر که خاطر غرضمندش ذایل باشد هرگز ب و غلو که تواند در هم بافتد و از هر کس که معرض  
 بود حقیقت قدیش را نصیب العین خود سازد با آنکه بر زمین از مراتب و پایه شناسان مناصب  
 مخفی نیست که چنانکه یکس بجز در استن و افاده نمودن چند ضابطه علم خود نمی نشود و بگفتن  
 د و سه سله مهندس نگردد و همچنین کسیکه در مده العمر از وی چند شعر یا صده بیت سر زده باشد  
 هر چند شایسته بود شعاع نشود و در سلک این صنف معدود ذکر و در نه کتر کسی در دنیا بوده  
 که چند حرف موزون و مصراع پر مضمون بر زبانش نگذشته و د و سه لفظ نظم از وی صادر  
 نگردیده پس با اینهمه تنگ ناگی او را در شعرا و شمردن خون الفصاف و رختین بیش نیست از حیث  
 که با وجود این جمع و تفریق خود را این چنین سبزه یگانہ می شمرم و در زمره ناخمان خوش اندیشه  
 حلقه بیرون در میدانم و نگارش این نامه بهنگامی از خانه سر زده که هوش از کثرت فکرت

و پریشانی پریده تر از رنگ گل رستانی بود و حواس از هجوم اشغال جهان بینی آشفته تر از  
 اوراق خزان خرواستم که به بهانه این فسانه خاطر را باوقات فرصت شغله غمزدگی بست به  
 دبدبگو که گرانباری طبع شمیمه و دل اندوه آمیده و در سبکی آرد و لامحال در پریشانی ارقام  
 و آشفتنی کلام که بی درنگ بر زبان کاک جواهر سلک روان شده معذرت تواند بود و چون در  
 استقصای مطالب استقرا و تأرب جمعیت خاطر ناگزیر است بسا باشد که بعضی از یاران محاسن  
 و سخنوران اکابر و دوستان معاشر در وقت سرعت تحریر از خاطر شکسته و بالگسته محو و منسی شده  
 بعضی با استبداد و فرمایش و سعی بعضی اجباب درین مجلس جاگزین گردیده درین قصور خارج از  
 مقدار و معات و معذوم و بسا باشد که از بعضی اشخاص بلکه اکثر اصحاب پیشین و پسین بدو سه  
 بیت بلکه یک شعر اقتضای فتنه چمنلو نظر ابرام در ایراد نظم اختصار تمام است و ما نثر خاطر  
 مکتوب و تیرایات سنجیده و سخنهای گزیده و پس از فراوان کلام بخنور هر بیت و شعر که درین  
 انتخاب بدل چسبیده و بنمونهش خاطر پریشان را جمعیت طبع میامید یا موافق تحقیقناهی حال  
 آمد یا داد و نیرنگی طبع داد همان ثبت افتاد حفظ ذوق هر ذائق و ضبط شوق هر شائق و پس  
 رضای هر خاطر و مراعات طبع هر کامل و قاصر امر و شوار و جاده صعب گذارست که میسر  
 کُلَّ حَرْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ حَرْبٌ وَ حَقٌّ كُنَّا فِيهِ اِنْ مَنَّا بِمَنْ هُوَ وَ كَلَّ نَفْسٌ وَ دِينٌ هُوَ نَاثِقٌ وَ قَوْلٌ  
 جاده پیر الاموال اقتضای برپندیده های خود نمودن و از سیر مالگی بگمان نبط نفس فرمودن  
 زیبا تر می نماید بر خاطر ام اعتماد نیست که تسهید مکر ز نوشتن شوم و حالات و نحو اینست که برگزیده  
 خود و ثوق نایم و بسا است که در یک تذکره شعری را منسوب بکلی کرده اند و تذکره دیگر را  
 شعر برنام دیگری آورده بلکه خود در یک تذکره اینچنین تکرار تذکره بسیاری از شعراء نامدار  
 صورت وقوع گرفته و عدم اطلاع بر نام و تخلص یا عدم وقوف بر اصل نسخه دیوانش سبب  
 این انتساب و تکرار گردیده تا آنکه کمتر تذکره نویسان ازین جنس مزایق اقام و مدح و محض اقام  
 خالی بوده باشند اَلَا هَاسِئَةُ اللَّهِ چه بیشتر ازینها بر نقل دیگران التکاف کرده اند و رجوع بمعتمد

جواهرش نماید و ده و هر که مخزن نطفه اش حاضر وقت است آنجا خود این مساحت میگیرد  
و علی ای حال چون مقصود بالذات ازین جمع و تفریق صرف احتیاط خاطر مستمند و دل بردن  
صاحب ددان است سخن از هر که باشد مزیل ملال و مفرح بال و مسکن ببال است هر چند بعد فراغ  
جهد در بعضی مواضع نادره و تصحیح انتسابش بسوی قائل اختلالی رود داده باشد چون بناء  
تالیف این تذکره بر عدم اعتنا است و حین تعجیل سیر تحریرش نزد ترتیب مراعات سنین و فیات  
شعر بیان نیامده و ضبط تقدیم و تاخیر عصر هر واحد چنانکه باید صورت گرفته ناچار این تمهید  
بر طبع ثانی اگر اتفاق افتد گذشته آمد که حالا این معنی بقیه فیض اشوید بخواه انطباع بر صاحب حق

### آسان است و نعم باقیل

درین کتاب پریشان نه بینی از ترتیب عجب مدار که چون حال من پریشان است  
هزار شکر که با یکجهان پریشانم چو تار طره و دلداری غنبر افشان است  
باجمله کیفی اتفاق بهماری طبع هنرمند و دستپاچی خانه نقشبند طرخی در سواد شهرستان سخن انداخته  
و این شغل دلاویز را وسیله رفع تعطل خاطر ساخته آمد بو که صاحب دلی کارگاه را  
گذر وقت بر سر این خمرت پاره چند افتد و بملاحظه حرفی از کتاب و پر تو می از افتاد  
این جنس ناکاره را بنرخ گهر گیر و توانم نگارناتوان کار را بدعای خیر یاد آرد و ناظر جوهر  
شناس از لفظ رنگین و معنی نمکینش ذوق وقت ربوده و حظ طبع ستانده و حکم خد ماصفا و  
دع مالک در از سهو و نسیان که لازم نوع انسان است قطع نظر فرموده معاذ و اذامروا  
باللغو مروا اگر امانا مید **من ذالذی ماساء قط + و من له الحسنی فقط +** در  
بعضی تذکره ها از جماعه شعرا اسم وطن و چند شعر ذکر کرده اند و احیاناً دو کلمه احوال که  
مصدق لایسوس و لایعنی من جوج باشد نیز آورده چون آن اشعار بغایت مرغوب و نهایت  
تازه اسلوب بود طبع حریص رضا باهمال نداده و اسامی این طائفه بقسمی که یافته اند ضبط افتاد و بالنتیجه  
خاتمه شمع انجمن

منت فدا می را غزو جل که خامه خوش خرام منتهای این قلم و رسید و سیاحتی که آغاز کرد و بند  
 بانجام رسانید و درین گلزمین که سرو آزاد بوستان فصاحت و خزانه عامه کشور بلاغت  
 ذکر جمعی از شعرا نامدار و پاره از معاصران و الاتباح و احواله زبان قلم سحر رقم گردید و بیشتر  
 استعاره نظم و نثر و دران از سرو آزاد و خزانه عامه و دید بینا و ستاج افکار و آشکار و آشفته آذر  
 و تذکره حزین و سرخوش و جز آن از صحائف بقدر ناگزیر اتفاق افتاد و از دیگر دوا وین  
 اشعار و تذکره های آبدار هم باندازه فرصت و وقت ابیات و کلمات انتخاب درآمد و جمعی دیگر از  
 معاصرین که ازین شبکه تذکره بدرجسته باشند و میمان این خوان الوان نعمت نگردیده و پایی بند  
 عبارت و اشارت نگاشته ذکر آنهار احواله جمعی که بعد ازین قدم در صحرائی وجود نهند نموده  
 چه این سلسله چون بر مان تطبیق الانهایست و احاطه اش در یک آن و زمان فوق الوصف الفایه  
 و و بیتم جگر کرد و روزی کباب که میگفت گوینده بار باب  
 بسا تیر و دی ماه و اردی بهشت بیاید که ما خاک باشیم و خشت  
 کسانی که از ما بغیب اندر اندند بسیارند و بر خاک ما بگذرند  
 سبحان الله قلم سودائی مزاج چون دل دیوانه با هر آتش و بیگانه خشکی و خشکی کرد و قطره  
 سودا که در سوزیداد هشت از کانون دل جشت منزل فرو نخت و هر چه بر زبان بهره بیان  
 آمد از جد اول انا مل بیرون داد انجن آریان استقبال که درین صحرا بادیه پیمانی کنند چگونید  
 و آیندگان صاحب قبال را جواب این بی عرقیها چه باشد

مراقبه شکن خوانده و می ترسم که با تو روز قیامت همین عتاب و د  
 و چون نیک می نگرم این سوده حکم بیاضی دارد که بهر گونه انداز و روش نندی از معلومات  
 و مسموعات خود را دران بقید کتابت آورده شد پس اطلاق تالیف بران خارج از آهنگ  
 انصاف است و جز لاف و گزاف نتواند بود و مرا از ان شرم می باید که ملایم سیرت و مانا بصورت  
 من نیست تابنازش و مغاشرت چه رسد و اگر بلند پروازی کنم و بالا خوانی گرایم همین نقد





دقیقه سنجی و سنجندانی سلطان اقلیم کتبه پروری و سحر بیانی فارس میدان انشا و کتبه و ابیات  
 املا و کتبه زلیخای دانش را در پیرانه سری بخلعت جوانی نواخته و حاصل مزرعه علم را در ایام  
 خشک سالی بچهره مبه از ان ساخته طبع دقیقش نشتر عروق اشکالات و فکر بلغش گردن کشتی  
 عقود و مضللات و علوم شرعیه آید که میه رحمت الهی و در فنون رسمیه بحر موج ناستناجی حسن  
 خالق که کل سرسبد انسانیت ست پیرایه گاتانش و صلاح عمل که ثمه شجر علم ست سرایه بویش  
 سخن نمکینش در تازی و درمی همه شور انگیز و حرف شیرینش چون نیشکر در مذاق احباب او نشین  
 آعنی مطرح الطاف خفیه و جلوه حضرت باری ثواب و الاجاه امیر الملک سید محمد صدر لایق حسن  
 خان بهادر قنوجی بخاری که دیگه به دارائی این الکره بانافتش تالیف یافته و رنگ ترصیف  
 بر روی ظهور گرفته و بهی شگفتگی حسن بیان که در برابرش گلشن از شبنم اشک شرمساری برست  
 و خنمی صفائی سخن که در محاذیش آئینه رخ خوبان را چشم حیرت رو بر و ضیافت طبع اخوان  
 بنی نوع را خوان الوان نعمت اشتیاق ست مصاحبت ابنا و جنس را یا غم تراش و مونس  
 ایام فراق گرمی هنگامه رنگینی بزم پرچم فیروزی معرکه رزم برگ عشرت سرایه بهجت گل  
 بی خار معشوق بی آزار بهار بی خزان بلغم بی دربان آتش افروخته دروان مرهم لاریان  
 بیت المهور خزان اسرار گنج شاوگان نتایج افکار سطرست پراز یوسف طاعتان معانی  
 سواد اعظمی ست مملو بسیر خطان چمن معانی تشکین شاهی ست نقاب عنبرین بر رو کشیده  
 بنفشه زار است که از چمن نسوین و سیده در سواد این ظلمت آب حیات سخن پنهان ست و  
 از سوادق این ابر آفتاب جهانباب معنی نمایان نظم آبدارش خمار الودگان فراق الدار را  
 شراب ریجانی ست و چاشنی شهد گفتارش گرسنه چشمان وصل مطلوب را غذای روحانی  
 سخن دلیزیش چون دل سخن پذیرد همه جاع عزیز و فکر بندش چون بلند بی فکر مرغوب بل تمیز  
 شده از فیض بهار قلش قلم گل ز تراش قمش  
 عکسی از صفی او صفحه گل و قرش پرده چشم بلبل

تساظر کرد بران صفحه تر گرد گل ریخته بلبل بر سر

بآینه درین نزدیکی که این برج و خنجره افروز از زندگوه پریان سید فرمان واجب است  
شیرت نقاد یافت که این کان جوهری بها و عینیکه صفرا و بیض را در مطیع ذیل المطالع بجهوپال  
حمیت که بقدر شناسی و هنر پروری نیسیر معطر علیه ثواب شاه جهان سلیم صاحب و الیه  
ریاست بجهوپال نیسیر عظم دلا و طبقة اعلائی ستاره هفت دام لها الاقبال آنکه در رفعت مرتبه چون  
امواج سحابند پایه قوس حسن مکرر سی و انصاف پروری و پنج شاخ پر میوه گرانمایست بزبور  
انطباق آهسته و از فاروس سو و غلط پیراسته قد چار سوی گیتی جلوه بخش چنانچه با مثال  
امروالا و اشارت بالا از قالب طبع برآمده طبع طبع خداوندان دل گردیده و مستعد دلربایی  
نظاره گیان دیده و روح صاحب جوهران بنزد پرورش و از تنگنای قوت بوسمت آفاق خل خرمید  
عاشقان سخن را بدل سروری و آشفگان ذوق را بچشم جان نوری از دانی فرمود با تمام  
جاسخ تو بهای نفع انسانی کان اخلاق جان مهربانی مولوی محمد عبدالحمید خان مهم  
طبع شاه جهانی و بترستی قلم شیرین رقم منشی احمد حسین صفی پوری با هر هفت  
جلوه آرا گردیده و در شکر بجزی در کم بایه فرصت از سیر عالم طبع عود احمد کرده گرم هوادار  
نورسان چین حال و استقبال و شمع افروزی بزم آریان حال و جلوه پیرایان قال گشت  
و بخوانم زیبا و قصاید غرادر بای شاعران شیرین مقال و صاحبان سحر طلال گردید  
باغبان گلشن عالم این تو نهال گلزارسانی و سرو ناز حدیقه معانی را از دست بردوزان  
آهو گیران صحرائی این و ارقانی و کوه نظران محافل سخندان نگاه داشته قبول خاطر شیوایان  
سخن شمع و نازک خیالان سنی آفرین هنر گنج ارزانی فرماید

خاتمه دیگر از اشعار بنده حدیقه هست بلبل شاه جهان و کا مجسمه و ششم بهر سیاه و آب تهر رفت  
را تا سبک الال کرام نقی غلام مصطفی آلبادی و متول است پان خدایه با بعر و لافضا

غرض خوانی لمبلان خوش الحان خامه بنجیا بان صفحہ بزم زمہ پرداز می حمد باغبان حقیقی ست که گهمای  
معانی موزون پرشاسا حروف و الفاظ دامیده و عذب البیان طوطیان شکر زبان راغبان  
لسان بلاغت تبیان برانہ لغت طوطی شکر مقال و مایطق عن الهوی ست که چاشنی عسل مصفا  
ہدایت ہذاق جان تمکحان خنفل ضلالت رسانیدہ اما بعد بر مقتضای جواہر زواہر معانی مخفی نیست  
کہ کلزار کہ ہمیشہ بجا باشد و در بلخ خوش ماغان اولوالابصار را خوشوقت دارد بجزر گلدستہ ریحان  
نماز کنیالی یعنی سخن رنگین و حرف خوش آئین نیست چون اکثر شواہد معنی از کمال جوش حسن بخود آید  
مستوری نیافتہ از جلال خیال منصفہ قمر طاس خرامیدہ نگہ بعض وجوہ آوازہ حسن و جمال آن پر گیان  
کمال قرع صانع مشتاقان تشہ و دیدہ انتظار زنگس وار و او شیننگان خوش ادانی مطلوب  
خمیازہ کش تما ماندہ اعمی در تذکرہ کہ ماندہ گستر سفرہ نو و کمین و شیرین سازنداق اہل سخن ست  
بمرتبہ اشاعت نرسیدہ کہ درین زمان سعادت اقتران باشند و شوکت و اوان با جاہ و عظمت  
یا وجود مشاغل مہمات یاست و انتظام سیاست جمال جامع فنول کمال محافل ارباب منقول و  
مستقول کشف حقائق کلام مفتاح دقایق اسرار کتاب ملک علام شمع شمس معانی ارتفاع سپہر  
ہمہ دانی اقلیم سخن تابع فرمایش علم معانی گوئی خم چو گانفش قضاہل ازان نازی و کمالات را  
بدان نیازی انواع معانی تازہ رہن زبان و اصناف مضامین رنگین حاصل بیان در موقف  
امر بالمعروف کہ صدق بر میان سعی بستہ نو تاوک ولد و زنی عن النکیر در دل پطینتان شکستہ  
بوتہاقت اجہادش مسائل بوضوح موصول و بوضاحت تحقیقش و الٰہل منقول مقبول برانہ مقبول  
گلبن کمال صورت جمال حیرت افشال خدادوست دوست آشنا و عہدہ و فاسرہ ابا صدق و صفا  
در یاد دل در ہر فن کامل تصادق کلام رکن اسلام عثمان معانی سبحان ثانی بدر سما تحقیق مستوک  
عش تدقیق مقبول بارگاہ حضرت ذوالنہن جناب سہ مطاب امیر الملک والا جاہ لو اب سید  
محمد صدیق حسن خان بہادر رفیع الدین المتوہن اعلوہ و بارک لد فی لیلہ و یومہ مخفی را  
کہ بانام ہمیشہ مناسبت نیست و دروغ ست بل صلاش بی فروغ صفائی لمو الهوی آید انشا

و تحریر دال بر جلای جوهر شمشیر تقریر دوست و حسن تقریر و پذیرش پاتنویز روشن تر از انشا  
و تحریر اولر اتمه

گر و شش گردون ز صرغش ششمه نظم انجسم هم ز نجوش نجبت  
هم تفصیر و بدیع و همسم بیان کم بود هم وصف آن و الا مکان  
کامل آمد در حدیث و در حساب نطق هم از منطقش شد بهره یاب  
در فصاحت در بلاغت هندسم در ریاضه در فرائض فلسفه کم  
در معانی در حدیث و فقه دان ذات اور اما هر سر آران  
گلبن علم معانی را گلست ساغر فضل و کرامت را گلست  
در ادب گوئی بلاغت در ربو دپ هدایت معنی بصورت و انمود دپ  
خامه اش ابریت گهر بار که از قطرات مطرات نیسانی و امن بجو منظوم و منشور را پر از دانها  
مروارید معانی میسازد یا سمندست با و رفتار که از کمال جولانی خنای گسسته بر روی هوا  
تلاش مضامین بلند می تازد و صریح خامه عنذ لیب گلشن فصاحتش و فی ملک نمر و جوبار غلش  
بگهر باری خامه اش بحباب زبس خون میگرید که کف دریا پنجه مرجانست و از حس در ریزی  
گلکش غرق عرق تشویر دریا و کان سه مطول هر کلامش را معانیست و بیانش گنگ میسازد  
زبان را به تمقنای آنکه آدمی را عقلاً و نقلاً صفتی بهتر از دل سخن پذیر و لطیف و اثری گزیده  
از سخن و پذیرد که غبار زوال را بر ذیل اجلالش دست رس نیست و دست انقلاب از دهن  
حالش کوتاهست نیست بهصانیت هرفن چه شور افکنیها نموده و در تالیفات قیاسها آشکارا  
کرده که چشم ناظرین بلاخطه شمس باز غنچه جمال کمال مضامینش پر آب و دید و فاسدین خفا  
طینت در آفتاب رخسار هدینش و انکساک گلدسته مواد آرام طلبی را که خاصه فراغت  
شعاریت بر طاق نیسان گذاشته نیکو نامی و ناموری و دعائی خیر خطربان را ذخیره ساخته  
در کارگاه امتثال حکمش با و در رفوکاری رخته قصب و سنگیریش برای حصول مامول نهروان غده

سبب طبع نازکش خرد از تلخ سخن و خاطر پاکش قد روان هر ذی فن سخن و صاحب سخن را  
 بر حمت خاص عام نواخته و پایانه او را سدره المنتهی بلند ساخته در میولا چهره سخن ایرتو  
 التفات تالیف منتهی مالوف قلوب اعنی تذکره شعر که شمع انجمن ارباب انش تواند شد برافروخت  
 و با استعداد خدا داد و مذاق محبت اتحاد گلستانه گلزار سخن و کلیات اجزای هر فن انداخت  
 از راه قدر افزائی دل محزون این غریب دیار و جلیس هموم و افکار را به بر تو حسن التفات  
 از غم پرداخت و بتأش طرف عذار دل را بای شیرین لبان شکرستان فصاحت که عبارت از  
 مرآة انخیال اهل کمال از لطائف الامال سر اسرار حسن جمال ست دلم را سر گرم سودای آن خست  
 روضه ایست که از ریاض الفاخش گلهای فنون در دیدن و نسیم بلاغت از عبارات فصاحت  
 در وزیدن آتیار بلاغت بر شاخسار معانی در ترنم و کمال فصاحت در چستان صفتش  
 در تکلم لطافت از نزاکت معنیش بخود می بالد و نزاکت از لطافت مبانیش می نازد و سواد  
 دیده در ریاض حیران و بیاض صدقه بسوادش نگران

صورتش دیده جان را بصفا روشن کرد معنیش در دل محزون اثر غم نگذاشت  
 بود نقش همه آمال و امانی در وی آفرین قلبش باد که این نقش گاشت  
 لیلیای مضامینش را دلم محزون و سلمای معنیش را خاطر مفتون ست بفرط عنایت و کمال کرم  
 و رحمت ایما شد که نگارستان اندیشه را رنگ آمیز تحریر سلواری چند بطور یادگار باید ساخت و بیک  
 نقش چهره تقریظ این روشن نگار را رنگ معانی باید پرداخت تا چاشماهدامر واجب الانقیادش را  
 صد نشین محفل قبول داشته و نامه را بجا و در توصیف و کمالی عالیش مانند جبرئیل صاف و خامه  
 بجا و در تعریف ذهن با صفایش لبان نیرنج انگشت نمای ظهور یافته بحکم الامر فوق الادب  
 سطر چند از الفاظ نامر بوط در سلک تحریر منتظم ساختم هم که قبول فتد زبانی عزیز شود

خاسته گیر از معنی آفرین سخن پرور مهرورز که گسترستغنی از القاب  
 و کنی مولوی محمد حسین مستامر ادب و ادبی خصه الله تعالی بالا یادیک

این نامه ایست جانفزا و پیامه ایست و کلماتی است غم زدا آئینه ایست جهان نما رنگین  
 شاد است روح پرور رعنا نگار است دلبر نگار خانه ایست از چین کار نامه ایست توان  
 شمع محفل در سوزی است و مهر نیر سپهر خاطر افروزی نعم البدلی است از دفا ترگونگون شگفت  
 از جزایر یوتلمون ارمی است ذات العاد برتری است از مهوشان خلج و نوشاد منعمی است که خوا  
 الوان نعمت نماده گریبی است که دست بهمنه نشی کشاده گلشنی است همیشه بهار بهار است گلشنها  
 در کنار گل است صد رنگ گجاری است رشک از رنگ تکلی است پراز مره سلیمانی پرستانی  
 در جلوه دستانی صفحه آتش نقش مدح و قش کام روان از مخطوطه عقل سلیم را از وجیه  
 در کفر فیم را از و براتی قلزمی است و در کوزه نهان جهانی است در حجه آبادان همانا این شمع  
 و بهار گلزار سخن نو و کمن صمیمه ایست شل بر تراجم شعرا زن تالیف جان بخش کالبه سخن نورس  
 صدیقه و هر کمن زور بازوی فهم رنما جوهر دارویی بهل نام از تجمع البحرین فضیلت و غمدانی  
 امام البحرین مهابنی و معانی قران السعدین دولت و دین جامع الشرفین تواضع و مکین طهر  
 جمال و جلال تصد فضل و کمال ثمره شجره سیادت عظمی شجره ثمره شرافت کبری مزاجان سخن  
 فروغ شکوی و هر کمن تجنض شناس قلم صاحب سیف و علم نسق ملک سخن طرازی نظام قلم و نکته  
 پرداز می معنی یاب نکته آفرین گذرسته بند خیالات رنگین دانستند زود و در س طیب سیمای نفس  
 یگانه عصر و نظم و نثر مستوعب مناقب علایا مستحقه فضائل حسنی مطاع همه و من محمدین تمنا  
 جناب علی القاب نواب والا جاده امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان بهادر دام بالعلی و اتفاق

### والعز و التناصر

شیرین رفتی که شکر افشانی تحسیر	گردیده بی خامه بدستش بی شکر
تکرار کند که سخن حسن فزاید	لطفی شود افزون چو شود دست بکر
در عالم رهش چو نماید خطابش	گویند بخورشید که اسی ذره خاور
گروم زند از منطق و حکمت نتوانم	جز آنکه بگویم که بود منطق مصور

منت نہ پذیرد ز سخنها سے من و تو فکرش کہ ز تعلیم ازل یافتہ بہر  
 ہر کہ اور اندیدہ ہیچ ندیدہ و ہر کہ بخش نشنیدہ ہیچ نشنیدہ صد پاس خداوند گار کہ بچ بکارہ  
 را بہر دولت و نعمت بخواخت و جانم از غصہ نادیدگی اہل کمال برداشت

خاتمہ دیگر بابت تاریخ تالیف از سریر آرای کشور شیوا بیانی اورنگ زیب بخوری

و سخندانانی مالک از مہ تقریر و تحریر حافظ خان محمد خان شہیر سلمہ الفت مدیر

عسم اندکی ز سوز درون میدہد بر و دل شاد و یک نفسی در پسند ما  
 یارب بخندیکہ زبان را بادل کی کند از خدائی تست و گفتگوئی کہ دل را با زبان یگانگی بخشد  
 از یکتائی تو زبان را بآب این گفتار نیافریدی نفس تہ میکند قلم را مرادین کار نفرمودی  
 میدان میدہد رباعی

تا چنہ بچہ خود ش مصقلہ حسیت تا چنہ بگفتگو کہ عکس رخ کسیت

ای آئینہ داران تحیر پرداز حیران نقاشی یا ربیاید نیست

ہان و بان و نگ تراش قلندری شہیر آسیمہ سری امروز دیدہ تماشا شای رنگ و بو شگاف ام زار  
 در نظر دار کہ تا اندران قصور و کفش را طرح رخیۃ اندوہ و غلمان را رانده اند و شاید ان  
 معانی بیان را بجایش نشاندہ آئی فی شکر فی در بیان گاہ ہند شتم درین نزدیکی زیبا گاری مرا  
 بہ ارزنگی دیوانہ کرد و تازہ بہاری مرا بگلستانی فریفت بہوای بونی گل شتافتم آریچہ بار سنا  
 یافتہم بجوی بی زبانان از رنگ دو دیدم بحر آملگان الفاظ دیدم دانستم نقش کتابی ست  
 چون خواستند کہ این نقش را کشیدہ آید آب از ساسیل روانی طبیعت گرفتند و آتش شدہ  
 گرمی گفتار آتش آوردند خاک زمین و قمار کلمہ بختند و باوا از فرزندان رسائی دریافتند بگرہ  
 آتشچیان پیوند الفت گرفت شخص دین و دولت را پیکر بستند کہ بہ ثواب والا جبہ  
 امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان بہادر نام بر آورد

دوش از پیر خرد پرسیدم      کامی سیر تو جهان مغنیست  
میر صدیق حسن خان امروز      صاحب شوکت و ولا بجا هست  
بیش ازین رتبه چه خواهد بود      من ندانم که در منزلت چیست  
نگمش کرد بسوی اخلاق      گفت خاموش که علت چیست

همانادران شگرفت مقسم که برو زازل نام برآورد فلک را آسمان نمودند و مهر را در خشان  
فرمودند ماه را تابان کردند و نواب را کامگار و حکمران برآوردند اشک مردمک شسته  
چشم غمناکان چکیده باشد و در دوات افکندند و آه راست بالای سینه چاکان علم شده باشد  
قلم تراشیدند و رنه دوده چراغ بیکد و قطره آب آمیخته که بسیار پی پذیرفته آید این سواد  
شیرنگ چه انگیزد و ازین فی پاره خشک که در دست من و تو بنام قلم جنبید و چنین آتش را

### پارست چه خیزد

صدیق حسن خان بهادر که میدست      در کالبد معنی و الفاظ روانها  
آن تذکره طرّف رقم زد که بهایش      زید اگر اهل سخن آرد ز جانها  
باتا زه عبارات و اشارات نوایز      از اهل سخن و سخن آوردنشها  
بر کرد و بزم شعرا شمع معانی      تا بچ بود شمع شبستان بیانها  
سخن مختصر کنم شهر آرا ده روزگار تم شعار را فتنه پیش بینی ست عمریست که این تنگاره جفا  
دل غمزه و فاقه پیشه که دوشتم از تیغ جفا بدو نیم کرده در پهلوی ریشم گذاشته بود و نمیدانم  
که این دو بخش کردن بصنعتیکه پاره بر نیمه نیفزاید از صیفت اکنون نیمه از ان این شوخی  
انتخاب با خود برد و نیمه بخوبیهای کلام منتخب سپرد منه

ای نفس آهنگ فغان سازده      یک نفس از درد دل آوازده  
ای نفسم بر اثر ناله رو      ای اثر ناله بدست ناله رو  
حرف زد از وقت بد حسیست      آتش آواز گلک بستیست



مرد تو نگار لطیفی نواست  
تازه نوا می که نه هر کس شنید  
جان بلب آورده تقریر کیمیت  
تیر بود گر سخن سست فطیر  
تبع سخن بست که سر با نشانند  
نغمه رنگین که در رنگ و بوست  
کیمیت که هر جا که سخن بخت  
کس نبود جز فلک ابو ان ما  
آنکه ستوده همه انی است  
باهمه عیش ست چنان وصل کوش  
پیش چنان مرد بستان چنین  
چون قلمش سحر نگاری کند  
پیک نظر را که رسیدن دهد  
یک فن و بنوشت هزارش کتاب  
بسکه خودش موجود طریز خودست  
میشگفاند بسخن اندرون  
گاه زمین هم سخنی میکشد  
هر سخنش لغز ترک گفتگوست  
آفته دل آتش انسی را کباب  
جان و دلم سوخته سامان است  
گر چه بهر نکته سروش آمدست

آنکه نوا می نکشد بی نواست  
آه بتقلید که باید کشیده  
دل و گد احرامی تحریر کیمیت  
کیمیت که پیکان بنشانند بهیر  
کیمیت که آرزو انفسان بنشانند  
بر ورق گل افش گفتگوست  
نقش بدیع و گد انجمن خست  
حضرت صدیق سن خان ما  
آن همه دان راهم از انی است  
کافین قباد آمده راحت فروش  
حرف ز افلاک فخر بر زمین  
افسوس خزان نیز بهاری کند  
چون بقلم پای دویدن دهد  
بجوشش طبعش بنشانند شراب  
در عربیت جواب الواسودست  
تازه بهاری همچون اندرون  
جان بتن استنجه میکشد  
از پی دیوانه نشانند بوست  
زلفش آفر انفسان کامیاب  
شعله آبهم شر افشان است  
طرفه ترا نیک بخروش است

روح همه پیشه روان سخن  
 کای همه مست می ایام تو  
 لطف کن از می کمن قناره را  
 آتش شعرش بدل افروختند  
 دید چو تار یکی بنده سخن  
 تذکره بارچه جوی نویشت  
 رایج باغ نفسش کام برد  
 که ز غلغله سی و گوی از غمیر  
 گاه خودش هم سخن باندست  
 که بشکر گاه بقند و نبات  
 زهر هم از دی بند اقم نکوست  
 و او ز مشور و زموزون او  
 گیسوی خونی نگمان شان کرد  
 یار عروسان بلاغت نشست  
 طرفه کتابیکه چو بر داشت  
 تذکره آینه دار نگار  
 ای ز بهارش همه تن گل شکن  
 جان بخودش صفت کند دل بچویش  
 ترک ضامین بگناه کشند  
 لطف نه هرگز بشایان دست  
 هر که برین نامه نظر میکشد

گفت آن پیر معنی سخن  
 دولت جمع جرعه از جام تو  
 بیش مده رخت خمیازه را  
 سینه پرشتند و جگر نوشتند  
 شمع بر افروخت درین انجمن  
 نادر کسب خانه کتابی نوشت  
 از همه عنبر نقشان نام برد  
 که ز شقایق و گوی از شصید  
 نخل شکر نیست که بنشان دست  
 از پی خواننده تولید برات  
 دل همه تریاکی گفتار است  
 آه خدای کف مضمون او  
 عقد آلی بوق دان کرد  
 طره خوابان فصاحت شکست  
 نشتر و آتشکده بگذاشتم  
 هر و تش چه و کشای بهار  
 غار درون دل ببل شکن  
 کشمش نیست که آمد به پیش  
 شاد بد معنی بد مرغ بامت  
 آنکه در خیاب کتاب اندست  
 هر نظرش گنج محف میکشد

چون دل ز بادشبهای طاق	کرد بهم معنی و لفظ التفاق
و سوسه فرمای تماشای اوت	شوق همه محبتت می اوت
طرح فروشان چه طرحی فروخت	طرح کش آتش عشقم بسوخت
آرزو آذر و آذر آذر را	برد ز یادین و دوسه است آذر را
یاد آهلی همه روشن چراغ	شعله آواش بدل سوخت داغ

خاتمه دیگر ریخته خامه بلاغت شمامه یک تازمیدان فضیلت سابق غایات عجزیت

محلی بهر زین کاظم حسین صاحب فنی آباوی صد حکم پر این است پاسبان الله تعالی  
 نخست سخن آفرینی را پسام که مرتبه سخن بفرزین پایه نهاده اوست و دروای هر گونه کالایست  
 سخن داده او تجت ختم رسالت بر ذات قدسی صفات فخر المصلین بدست او نیز قرآن مجید است  
 و قرماندن و الا، تنگایان عرب و عجم از نظاره فصاحت بلاغت فزقان حمید سپین ستایش این مجبوعه  
 سخن موسوم بشمع انجمن زبان یکا شایم و درین پرده آهنگ ستایش روشنگر این صیقل ینیم  
 اسحق این صمیمه و شش و پیشش نور بخش دیده دیده و رانست و نصارت افزای ششم صاحب  
 نظران در هر و قش جوش بهارست و در هر صفحه او سیر لاله زار هر سبزه شاداب این چنین  
 بستر خواب گذشتگان گرامی است و هر ساغر گل ازین گلشن یاد او سخن سخنان نامی عشرتکده  
 بزم روحانیان است و مکتب خانه درس عرفانیان تنگ و فزائیت که از نیزگیهای افکار طابع  
 سخنان کامل عیار بوی گوناگون بمشام جان میرساند و گلهای رنگارنگ از نوبها چمنستان  
 افکار اهل این فن در دامن خیال میریزد و در هر مقام نوآشناسی بادامی ترانه سازست و بهر جا  
 نغمه جدا گانه جانفزاتر نغمه پر از جای داغ سوزی عشق غمناک است و جایی دلربایی حسن  
 دیداک در یک سطر عشوه گریمای شیرین و همان ناز پر و رطلوه فروشست و در سطر دیگر پشیا  
 آشفتمگی فرودوشان از خود فروموش بهمار پیرای سبزین چنین رنگین اداسی خربان گلشن

سرایای نازنینان گل پیرین آواهای مریبیدیان نازک بدن جلوه سوز و سازش میروم  
 نواز و نیاز شیرین و فرهاد و دیوانه چهره افروزی رنگ گل تپوش بهای نشسته دل درین نیزنگ  
 عالم دیدنی است و صدای شکست دل و شیون طپیدن بسمل آهای و هوای مستیان نغمه  
 و غنچه پرستان آه و زاری زندانیان چاه دقن قریه و غمان هیران کاکل پر زخم شکایت  
 مجنون و لیلی حکایت و امق و عذرا و درین غوغای محشر شنیدنی ————— ۵

تعالی اندازین غم دل آرد که حسرت ساز گه بخشد ادا را  
 شمیم گل یکسیده از دشت ضیای شمع نورس از سوا دشت  
 تراشش افشاید آیش حور به فروغ معنیش سرایه نور به  
 گامستانها و غنیش سرایه یافت بهارستان طراز آبرویافت  
 فی فی ستایش و آفرین سخن سخن را سزا است که شمع افروزان انجمن است و سبب آرایش  
 این بزم فخری شمع بسوزانند و یکدیگر برگشتگان فرسوده روان تجدد نام و نشان از رنگین  
 جامه دانی نیست که شسته و برامی آینه گمان تشنه کام کارنامه شگرفت و در ایامی شرف ازانی  
 و شسته است یگویم که کارنامه لوح این طلسم بوش و نقشند این حرز حریر پوش قبله آید  
 سخن است که بعد از معصوب این منظر از این گدازسته نقش بزرگی است ریخته خانه جادو و طرا  
 در و قطره حقیر است چکیده گلاب سرایا انجمن حضرت فلک رفعت عالیجاه هنرور  
 پناه تسری و سروری دستگاه قضا و قضا این یو انخواه گوهر اکیل ناداری دره الناج  
 سر بلند می و بختیاری و آواز و گوی نهاد و نیکو خجسته روست شجاعت را باز و با آواز  
 فتنه و انیر و جبهه فراست را جبین حسین مروت را آبر و کج کلاه است گفتر و کافش  
 دست کرد و در تشنه چرخ چاهیم افکار بلند گنج خزائن عامه نکات و لپسند جیت نقد  
 برتری و شهر یاری مطلع سر دیوان اوست و کامکاری مجموعه فضائل و کمالات نوع انسان  
 مخرج و آب زمزمه ان دوران ثواب و الا باه امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان بهما

آنکه پارسائی و زناوش چون نشد در دل و عفت در مزاجش بسان رنگ در گل و روح  
اخلاق محمدیه او چون شام شکفتن جابجا رسیده و آوازه فصاحت و بلاغتش آویزه  
گوش عالمیان گردیده فراوانی دانش و فروزانی اندیشه این فرزانه استاد از مضفات  
که شمار آن زیاده برصد میرسد دیدنی است لایما از مطالعه تفسیر فتح البیان و شرح بلوغ المرام  
بهستگاه نگاه و بالغ نظری آن یگانه کار آگاه و رسیدنی +

مطلع شان هدایت مظهر نور	گوهر کان مروت مخزن صدق و صفا
شهریاد مصر معنی داور ملک سخن	زیبداقلم فصاحت را چنین فرمانروا
از جبین لفظهایش حسن معنی جلوه گر	همچو حسن خوبرویان از رخ رنگین ادا
بهست نقاد سخن از نو نوشت این تذکره	کان زیر خالص بود از ابتدا تا انتها
رست میگویم کزین مجموعه برتر بود رست	رتبه تصنیفهای آن رئیس اقتضا
اینچنین تفسیر بنوشته که آن لاریب فیه	فائق از کثافت مبطل و بیست همچون چرا
نیراوج براعت بحر نواج معلوم	پادشاه کشور و دانش امیری با همیا
بر سپهر صدوی رخساره چون ماه منیر	بر زمین خاکساری اسوه آل عبا
تا کند کسب سعادت از در و دیوار او	آشیانی ساخته بر طاق ایوانش هما
سایه پرور دگار و آفتاب بر ترس	حامی دین متین و منخر مجد و علا
حضرت نواب والا با جاهد صدیق احسن	تا بعد از ملک معنی معنی محسن و وفا
دوستش و شاد و خرم باد و دشمن با کمال	بالیقین و انتم که دائم استجابت این دعا

خاتمه دیگر رنجسته خامه سحر آهنگ مجموعه دانش و فرهنگ معدن خویش  
دارین مولوی عظیم حسین خیرآبادی ملازم ریاست بھوپال سلمه الله تقا  
بیکران سپاس یزدان دادگر و فراوان نیایش جان آفرین داور که تسخیده ترین آئین

و بایسته وجود تمییز این زیبا گلدسته از اسیر سخن که بهر طر تنویر شبستان معانی شمع انجمن  
 نام دارد و هر چه تامل تر شیرین کلام شعرای ماهر فن و نوشتن مقال باغی کامل سخن را جامع  
 آمده استحق کارنامه آگهی است و دستور العمل دانائی دانش نامه سرای خرد بسوی خرد طلبان  
 و منشوری از صفو نگاه تقدس برای سعادت پژوهان تمن کم از هیچ راجه یار که طوطی آسا  
 بر دشت شگری شکم و روح بخش حلاوتی ازین شهد بهر انگیزم بکم کجا و کجا همچو انگبین مذاق نواز  
 و زبانه کو و کوا این زلال حلاوت دمساز اگر یکی از هزار بهجت سلامت و نفاست عبارت  
 و بلاغت بیانش خاصه فرمایم بحر طرازی شمع افزو زان بزم سخن و جادو بیانی مخموران  
 کهنه زمین برینج نگارم جادو طرازان یکتائی روزگار و بسته سلسله کلامش و تحرک کاران  
 سخن آفرین سحر حلاوتش نشر نشره نشر طائر شکسته و بلاغت ادایش باج از فصاحت جهان  
 فراخو بسته الفاظش نقابی است که شاید ان معانی بر رخ کشیده اند و نقاطش به تابی است  
 که بفرغ رخسار مایه هوش از توانان هوشان ربوده استحق باین فراوان محاسن چه قسم  
 محبوب دلهای جهانی مطلوبه اطرا بل زمان از کران تا کران نباشد که تالیف شریف و جمیع  
 صنایع بندگان سیادت مکان علامه عصر المعنی و هر تحریر زمان کو ذمی دوران نظیری نظم  
 فکری فکر لسانی لسان کلیم و ادبی فصاحت قازن گنجینه بلاغت جوهری رسته باز سخن  
 و آهنگ اسرار نو و کهن آبیاردائق فضل بصورت نگار فرمها و عقل فروغ ایوان اجتناب  
 ناموس کاشانه ارتضای رئیس عالی شکوه امیر معدلت پژوهه حامی سنت ماسی بدعت قادم  
 حدیث و کتاب عالیجناب و الاخطاب نواب والاچاه امیر الملک سید محمد صدیق حسن  
 خان بهادر دست درین فرانهای کشور بهند نظر گریان چارچمن صورت مینی و نور چندان  
 انجمن حق گزینی و هنرمینی که از فراخی حوصله و وسعت عرصه آگهی بر دقایق حقائق فطرت  
 فرار سیده اند و به نیروی ایزدی و ضیای مدارک با صفای خود در میدان ادراک بسکای  
 چالش نموده از مردان خدا شناس حقیقت اساس چنین عالی همتی که دل صفوت منزه

با وصف فراوان تعلق نظام مہام مملکت پیدا حق متعلق ذالطلیعہ توحیدش عساکر دوسے  
متفرق باشند ندیدہ اند و نظیرش درین دو آخر با قلمی از اقالیم گیتی گوش حق نبوش نشنیدہ  
بساعت بخت خدا و اوش بگزیدہ ترین وجوہ و پسندیدہ ترین عنوان سامان یزدان منک  
و نصف گزینی سر انجام یافته و سرمایہ منفعت صوری و معنوی بہت افتادہ کہ عقل اول  
بشگفت آمد و معقولیان نیز نگ کار را بحیرت دست و بازو شکست تاخن بہتیش عقدہ  
کشی کار فر و بستگان و اخلاق را رفت بارش مرہم جراحست خستہ دلان بحر محیط عالم در دست  
چرخ بسید و نیای فراست استقلال خاطرش دیدنی ست کہ کثرت تعلقات ظاہری و مشقتہا  
شہار و زمی زنگ فتوری بآیینہ دل وحدت گزینش نہ نشاند و فوریکتا دلی و حق پرستیش  
با و تفرقہ دلی در ہنگامہ ظاہر نو زائد متناقب والا ہی جناب تقدس انتابش طراز گوش و  
گردن ایام و کنار و دامن روزگار را از محامد گر انایاش زیب و وزینت مست ام نیر فروزا  
برج جاہ و جلال ست و مہر تابان جہان فضل و کمال قانون شریعت حق را بہد فرخی مہدش  
روز بازارنی و آہامی ارباب شرک و بدعت را از صولت شحمہ مننش طرفہ آزاری چون بخش  
بیش از اندازہ بیان باشد ختم سخن برو عاکرون منت بر ناطقہ زبان نہادن ست قطعہ

فیض سان سرور عالی تب	با ذل سر کردہ پروردگار
سروچان لب جوئی شکوہ	تازہ گل گلکدہ روزگار
عاجز و غمگین و دل آشفٹہ را	ای بسجا جز کف او نیست یار
شمنہ ز بدیش کہ زد دست کرم	در تگ یم خواست گھر زینہا
قدر نیار د بنگہ چون پیشینہ	گاہ سخایش گھر شاہوار
دیر فروز و بعد و رخ اگر	زود بگیرد جلش در کنار
مژدہ ایمن بستمدیدگان پ	بستہ سداوش بزمانہ حصار
بسکہ ستم را بگدازد کہ نیست	با و صبار ابلستان گزار

فکنه بریزد ز سر خود دمار	بین چه سدا دست که در عهدی
کرده ستگار زه چنین رانزار	دبد بد عدل سداش چه خوش
گر چه یتیم ست نشد آبدار	تانه پسندید گاهش گهر
نیک بیاس بره اختصار	تا بجا طول دبی اعظمش
تا شب و روز ست بهم بکنار	تا بهمانست روز و شب
عمر بد اندیش کم اندر شما	باد شکوه و فروغش دراز

خاسته دیگر از ناظم پیشال شاعر با کمال نادره ز من شیخ محمد عباس فعت  
بن شیخ احمد صیاحب نفحه همین مهتم دفتر تاریخ ریاست مجهول سلمه الله تعالی

هر دم ازین باغ بری میرسد تازه تر از تازه تری میرسد

احمد مدد هست که فروغ شمع انجمن والا جای همچو لمعات قبسات وادی امین کلیم کلامان طور  
سخن دانی را محو تجلی معجز بیانی ساخته و الصلوة علی نبی الرحمة که سلاله دودمان صاحب ایت  
بیضا برفق سخن پروران انوری رای صائب ذکا سایه و فرش بنفسش از رنگ نقش تسلیم  
جادو رسم خویش انداخته زین سپس سلام و تحیت بر آل و اصحاب میخوانم و بر صفحه کاغذ زده  
سرمه می افشانم و مژده تازه و تر باز ک خیالان هنر پرور میرسانم و بچند که در اطهار اضممار  
خود صادق البیانا کم صریح خامه امیرالملك بهادر در ریخته قالب سخنوران گذشته روان نویسن  
از سر مید و بسیاری از زندگان این گروه انجم شکوه را جام شیراز چشمه سار نوشا نوش  
بخشید تا شاه نامه تذکره رقم فرمود بهار فریب و نامه نوشت مرصع ترازی تاج و سر بر او نگ

زیب

طلسم خیالات عالی نوشت	بتاریخ آن کلک عنبر شیرشت
ولی مناقب و ذکر سخنوران باقی ست	نه سعدی و نه فرزدق درین جهان نیست



چون خورشید  
در آینه  
نمایند

کجاست خیمه بر ویز و جاه و شوکت او  
جهان و آنچه در وهست جمله وقف فناست  
چنانکه از رستم ملک حضرت نواب  
امیر ملک که از صوفی شمع انجمنش  
زهی کتاب و خیمه تذکره رستم فرمود  
شگفته باد کل جا و او بگلشن دهر  
آری بعنایت آتی جناب نواب عالیشان امیر الملک و الاجاه سید محمد صدیق حسن خان  
پهلو و امر و سرایه نازش روزگارست و علم مل و عمل و فضل تقوی و عمل و اقبال و کمال  
حسن اخلاق و جمال خورشید اشتها رسته کمالش از اندازه بیان بیرون تصانیف غزایش  
در علم دین از صد کتاب افزون شهر یاری اقلیم سخن بر ذات هایونش بی شبه مسلم و اهل فضل  
بدورنش بر چار باش عزت و راحت چنانکه باید و شاید منظم و مکرم کشور مهنا زمین ذات  
باکمالش با اقلیم شیراز و بخارا برادر و خط به پوئال برکت وجود با وجودش خال خسار نیست  
جهان داور داد و اوست یار باد  
رخ دوستان از الطاف تو  
ز قهر خداوند باروت دار  
پی اهل دانش درد و لذت  
بکام دلت چسب رخ دوار باد  
فرو زنده چون خشم سیار باد  
سر و شمنانت نمونار باد  
نشان شهر فهاک بسیار باد

خاتمه دیگر زاده طبع رسا و فکر ذکاوت اتما منشی انشاء

فصاحت محلی المار بلاغت منشی احمد علی احمد سلمه لاس

چو اول سخن بر زبان میرود  
کاین بنی چون نیارم ستود  
بمهر خدای جهان میرود  
بجان پیمیر فرستم درود

سخن را ستایش سخن را سپاس	که گشتم از دور جهان روشناس
چو آب بقا زندگانی دهد	سخن مرد را جاودانی دهد
سخن از خداوند و خلق از سخن	جهان شد کمون خدا گفت کن
گهی امر و گهی عقل و گه نوب شد	بلطف جدا گانه مذکور شد
خیر و خانداد را اگر فلسفه	تسلیم کرد تبیین شیخ سببه
جهان را وجود است از یک سخن	سخن شمع باشد درین آئین
سخن مرد را میکند سرفراز	سخن آدمی را در پدستیار
نباشد چو از لغو و هزل و بهجا	سخن بعد من باشد از من بهجا

گرا تا به گوهر خزانه غیب است و بهنگامه آرای زمان شباب و شیب آمد روز روز باز سخن  
 شا سگایانست و شتر یاران این مثل گرانها را وقت کوتاه کار شد روان علی الخصوص  
 اندرین درمی جانی نیست و این جنس عزیز الوجود را در چار سو میهند و کانی نه چه توان کرد  
 خود خلک را رفتار نیست و زمانه را بهنجار و بچنین مردم را کار با حساب و سیاق است کالای  
 سخن بالایی طاق سه امیر یک بر ترز نذاختار به زساحت سرای شریا قدم به اساس سخن  
 را بنای رفیع ساحت همه دانی را فضایی وسیع آسمان فرس هلال رکاب کیوان مشکوه  
 عالیجناب حمیدری الاصل فاطمی نژاد که رحیم خلق فرشته منش قدسی نهاد سیادت پناه  
 چون در میان کار نبود که کدام کس است که این دراز کشیدگان خاک نیستی را بدینگونه سخن  
 یا فرمودی جهان پهلوان مدینه سخن است و در مواضع مخلقه مشکلا کشا شیر شکن تقداد  
 روان است کار و نمایان خلاصه اعصار است و کتاب دهور در و در و لمانوس است و بهبهان کور  
 آونیه ادب باشد که مدینه بهر نام نامیش سکه میزنند خطبه بخوانند متن این سخن از خود میگویم  
 برای العین بینندگان نیکو دانست تا زی باشد که در می جمله صاف و سبزه سر  
 چه میکند جان میکند درین هر دو سحر که دو دوستی میزنند در نه صاحت مشهور در بلاغت علم

گوینا قبا می سخن بر قامت او بریده اند بیش نه کم بنابر آنکه خاطر شریف در صدد اختصار است  
درین تذکره گلی از گلشن دانسته از خرمین اندکی از بسیار شستی از خروارست **مشتوی**  
چو تالیف و ترتیب این تذکره تماش تو ان گفت نقد سره  
بیامد درون دلش نا گرفت ز خروار شستی نمونه گرفت

تشنه کامان بادیه سخن را از آب زلال جوئیست و یو انگبان بازار معانی را بهولی آینه نادر کار  
جله شگرف نگار از تذکره همین قدر مراد باشد و هر چه پیش ازین باشد مستزاد باشد الحق که  
پیشینیان جواهر خیمه اند و پس آیندگان قیامتها برانگیخته ماستی شاعران که درین آفرینیم  
نفس سخن را نوحه کنیم آشنای پستی را خانه آباد کار فرمایان مطلع را وقت خوش عمر دراز باز  
هر کدام را از ناکسان در محل سعدی و انوری فرو دارند رنگین تر اینکه از عقب برین دعو  
سخن ما گواه گذارند چون امروز کار بدست ایشان نمی بود آیین در دست سربها که می سرانیم  
که می شنید از دیده بیره که میکشید و از جای بجای که می ربود و خود این تذکره محکم امتحان است  
در سخن ما و پیشینیان پانصد ساله راه در میان همچو سنی برهنه سری را درین انجمن چایی یافتن  
و یکی ازین هزار کس سخن طراز در شمار آمدن رهنمای نیست که منسوز و زنده شمع این انجمن  
با من سری دارد و از کارین خبری هر چند وقت دست ندهد مروت و امن نگذار و که بانیست  
نگارید خواه نخواه از باب سخن چیزی سراید هر کس داند که ملازمان آستان سیادت حاشیه بوسان  
بساط امارت اہم امور جهان بانی و کامروائی نیز ذمہ خود دارند تنها همین تالیف و تدوین  
**بس نمیشود مشتوی**

ناید از یکس آب سانی	کار تصنیف در جهان بانی
درو فارسی چراغ انبخت	هم بتازی و خیر با اندخت
می شمارم مناد که است او	این قبا قطع شد بقا ست او

درستایش این ناشی جوان علامه زمان بطور طغرا و طر ز نظوری کار از پیش نمی رود و در

سخنندان هر فن بازار سخن چیدن سودی ندیدند وقت راشانی علاحدۀ هر زمانه را بسا  
 دیگریست چیزی که پیش ازین ستوده میشد امروزه سر اسر در دست نوشته را نوشتن تحصیل حاصلست  
 پیچیده را پیچودن فعلیست بحث برای فاعل گفته فروشی عاریت بهر تنگی پرده پوش تراز  
 جبهه مستعار من بر این سهل نویسی می میرم بر بیج و هتکار و بفت نگیرم از نیجاست که طریق  
 اختصار می سپارم و این ثنوی مورخ بقانون شکرگزاری می نگارم مشنوی

این رشک ده نگار از رنگ	یک دست نشون و سحر و نیرنگ
نقشیت که نشین قنارست	سوزد بفت دست دادست
از خلد نشان و دهر سراپا	دل بس نکند گهر تاشا
در ویر و دم ز بخت بر خور و	پنداشت چون گنج باد آورده
از دو نظر کنار بکشاد	این مردم دیده جای خود داد
وامد که به ازین نباشد	بخشانه چنین چنین نباشد
دل گفت بمن معامله چیست	این نقش و نگار خامه کیست
حیفست که قیمتش ندانم	این وقت ضمیمتش ندانم
باز از سخنوران ادوار	اسباب سخن دورسته انبار
از اهل کمال هر مدیت	مشتی سخن درین سفینه
چند آنکه ضرر و ناگزیرست	بس نازک و نفوذ لپیذیرست
در خانه چو این کتاب باشد	در سر ز سخن حساب باشد
البسته که آشنای این فن	هرگز نزد و در بگاشتن
من خاطر دل بسے بخویم	گفتم که بسا بتو گویم
داریم سری به نو جوانی	بر من ز تو بیش مهر بانی
صدیق حسن بهام مشهور	در علم ادب امام جمهور

بیوده و ماغ خود نپاشد  
 بنوشت صحائف گرامی  
 پیوسته بهین حساب دارد  
 این تذکره شمع انجمن نام  
 موجی ست ز بحر بیکرانش  
 در سال سواد این صحیفه  
 بهیشل سخن سوال کردم  
 تشریف قبول کرد و در هر  
 هر کس که شنید بس عجب کرد  
 انداز سخن بگوشنا سده  
 شد بهین بدهر نام نامی  
 در هر سخن کتاب دارد  
 چون روز کن شب سیه فام  
 حرفی ز درازداستانش  
 از قدرت حق کیسه لطیفه  
 هم زاری و ابتهال کردم  
 این خوبی اتفاق بست گرد  
 بهیشل سخن بگوش من خورد

خاتمه دیگر نگاشته ناشرین ناظم شیوا بیان شیرین مقال منته

کنج منوهر لال ساکن بھوپال بخشی آستانه ولیعهد یاست متخلص بنوش  
 شمع انجمن سخن ستایش توانا خدای سخن آفرینست که شمع و لفظ و سخن از باطن نفس بر کرد  
 و چراغ غفلت سوزدانش را از آب روانی طبع بر سر روشنائی آورد تا طلیعه هر جبهه  
 بلال را از لب صفحہ سبز فام آسمان نمود و شعاع یک بحسن مطلع خورشید ورق زرفشان سپهر  
 آفتاب گلی تازه افزود و در لقمه ذبا و نفس شمع لفظی فروخت و زهی قادری شمع از باطن  
 و رونق بزم کلام بنیایش فرستاد و الا مقامیست که مطلع نور خالق زمین و زمان است  
 و شیرازہ مجموعه اجزای کون و مکان با آنکه حرفی از دانش نیاموخته اما بلغا عرب را بلاتر  
 در آیت و عرق اقتاده اند و با وجودیکه چیزی از علم نیندونه لیکن فصاحت و عجم پیش فصاحتش  
 رفته بر خاک نماده احمد مرسل شرف السعیدان و روح تن و قوت دل قوت جان و  
 زمین بعد بختی از شکر فکاری مشیت باری میطرادم که امروز کالای گران ارز سخن را در

بگردن روشن  
 گردن ۱۱ سله  
 سوزن یعنی از فتن  
 نیز که چنانچه درین  
 شمس است با شمس  
 که چون از فتن  
 زبان کی صد و درین  
 بوزن شمس  
 در آب و درین  
 افتادن فغان  
 با کشیدن ۱۱  
 بهر دو غایت  
 بهر دو غایت  
 بهر دو غایت  
 بهر دو غایت

چار سوی گیهان روز بازار نیست و شاخسار گلستان معانی را در چارچمن گیتی برگ و  
 باری فی از ناسازی روزگار ناهنجار گردید و نفی بر چهره خوش بیانی نشسته و آژون  
 خراعی سپهر کج رفتار رشته گوهر آبدار گوهر فشانی از هم گسسته لیکن سرور و فیجاه آمیز  
 پاگاه سر لوح و سیاه چاه و جلال فرخنده عنوان صحیفه دولت و اقبال تذکره اعظم علمی  
 متقدین تبصره اکابر فضلای متاخرین دریای انکمال و استبحار را اگران بهادر توان  
 والا جاه امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان بجاور رانا زم که در پنج کسا بازار  
 علم و هنر سری برنگ آمیزی نگارستان معانی دارد و همت بآبباری بهارستان مبنای  
 می گمارد و همای فلک پهای فکرش در سیر و طیرت و همت نگارش صحائف شرافت بری  
 از اندیشه غیر و دیر آینه درین نزدیکی خسته نامه فصاحت نظام شمع انجمن نام آیین  
 بهین و طرز گزین زیب رقم فرمود و در هر هفت کردن این آراسته پیکر خواسته بهیضا  
 نمود که بسی سخنان نغز گفتار و بان کلامان کامل عیار پیشین و پسین را در آن بیاورد  
 و برای نواز شکران قافون نواخوانی و نواخوانان مشکه مشکف بیانی نهالین صفا آگین  
 از اوراق خوش قلم گسترده تمام خداکاری کرد که جز از کریم النفسان والا فطرت نیاید و بی نام ناز  
 سگالشی بسزای کار برد که غیر از جوانمردان عالی همت رونماید یا رب این کار دست بسته او  
 ستودنی ست و زبان بهج و شنایش کشودنی که هم مردان رازندگی و زندگان راپایندگی  
 ارزانی داشت همانان گلدسته رنگین و مجموعه نو آیین نزهتکده پر دگیان خلوت خانه  
 دل ست و جلوه گاه نازنینان نهانخانه آب و گل حسروی شیلانیت ششون از اغذیه شکر  
 گوناگون بضایف طبع ارباب سخن و شاهی میکده ایست مملو از صهبای پر تکالی و باده  
 شیرازی بهت دماغ رسانیدن تر دماغان این گرامی فن **در اقامت**

بنام ایزد و زهی مجموعه نغز که روشن شد از دو خواننده زمخز  
 فرغ دیده ارباب مینش نگار پیش طاق آفرینش

مصاریعش کلید باب اسید بخوبی طاق چون بروی ناهید

بیاضش یاد داد از صبح نور و سوادش همچو سرمه دیده افروز

هان و بان این نامه نگارین مغل نگارخانه چنین قافیه سخن گهر آمار است که ایست و پسند  
و خود هر یکی از آنها ازین در خانه خسروی به تشریف گرانمایه ذات ناموری و شهره آفاقی  
مشرف و ارجمند المختصر این بیاض خوش سواد و در عذوبت عبارات رشیده و لطافت فقرات  
انیده و برجستگی اشارات دلر باد و بستگی کلمات دلگشا و اختراع معانی بجانیه و ایجاد الفاظ  
در نفاست یگانه بیعدیل اقتاده و آبرویی صاحب جوهران کامل فن و تذکره نویسان نوکیز  
بر باد داده باینهمه این محمان فرایده فروزان پیش قلم زخار فضائل مصنف و الاجاهش  
بالاستوده آمد قطره ایست بی آب و در برابر تلالو، یحی کجالات مولف کیوان پاکجا هوش که  
که نام نامی او پیشتر و انموده آمد زده ایست بی تاب و چرا نباشد که هر عضو از ذات شریفش  
دانشی ست مصور و هر موی بر عنصر لطیفش زبانیست نکته سخن و معانی گستر

عقلیکه چرخ دل فروزد وین خلوت آب و گل فروزد

مالیده بر رخ عبارتش از راه تا گشت چراغ هفت خرگاه

خورشید که قره بلندش بادست بشان ارجمندش

سر سوده بر آستانه او تا شد فلک آشیانه او

طبعش که بهاد همد سخن را گل کرده بهار صد چمن را

چون در خدمت سراپا فاختش زانوی ادب شکسته ام و در حلقه ارادت و تلمذ نشسته  
این خرف ریزه چند که هیچ نیز در در ملک تحریر کشیدم و این مشت خاری که کاری انشاء  
در پهلوی این گلده فرجه میم تا خورشید تابان شمع انجمن آسمان ست خانه دل دیده و را  
فروغ پذیر ازین شمع انجمن باد و تا قندیل ماه باوج سماعلق به طنباب کهکشان است چراغ  
عمر و دولت امیر الملک و الاجاه بهادر نور و روشن بادیرب العباد

## قطعه تاریخ تالیف از حکیم شریف حسین مهتم واکنی نه ریاست

چو شد ترتیب این رعنای صحیفه      چمن دیدار و هم جنت مظاهر  
بمن فرمود هاتق سال تاریخ      بگو اشرف کتاب خوب نادر

## قطعه تاریخ تالیف از سوهن لال منشی بالان خاص رئیس دارالاقبال مجو پال

امیر الملک صدیق احسن خان      که بر ملک معانی گشته فیروز  
چه نیکوتر که تالیف فرمود      نباشد بهتر از وی دیگر امروز  
فصاحت را از و گرم است باز آ      بلاغت را از و شد روز نور و  
چه خوش گفت است سوهن لال تاریخ      که شمع و نجین شمع دل افروز

## قطعه تاریخ تالیف از مولوی ابوالکلام محمد یوسف علی یوسف کمار بالان خاص لیسند

چون امیر الملک صدیق احسن      سرور و الاکھر عالی تبار  
آنکه نوابی زوالا جا پیش      کسب کرده عظمت مغر و وقار  
حال و قال نکته سخنان جهان      کرد بر ترتیب دلکش انتظار  
سال تاریخش رقم زد ملک من      یادگار شاعران روزگار

## ایضا

ز درستم خامه امیر الملک      اخبر سروران شایسته  
وستان خنوران مجسم      بزبان و بیان شایسته  
نقش تاریخ در صحیفه دل      یا شتم داستان شایسته



<p>تاریخ تالیف از خاکی حسین گشتوی خوش نویس خطی و صاحب کتاب تفسیر فتح البیان سید ابوالحسن</p>	
<p>بزد نقش بدین تالیف تذکار همسیر ما برای سال تالیفش نمودم فکر از باقی</p>	<p>که گردیده است زو حالات رباب سخن ندآمد دل عالم ز شمع انجمن روشن</p>
<p>تاریخ تالیف از منشی کج منوهر لال سنگ بھوپان بخشی آستانه ولیعهد متخلص به خوش</p>	
<p>زین زمزمه که در همه عالم بهر لب است نزدیک و دور می شنوم من بگوش خود نقشیت یادگار دست کسی که او نسل شریف چای نشین رسول حق امروز هست چشم خود را بجای نور در شهر هر کسی بسفالتش بود گواه هر دم زبان بکام شریفش شکر فروش گاهی نمیشود که گشت کار در فضول هر چند هر کدام ببرد بوقت خویش زنده به لطف کرده عظام بریم را یارب بکام او همه ایام بگذرد و افکار خویش بشکافش عرضه میدهم مارا تیر بساط سخن نیست درستی غموار و چاره ساز و نگهبان حال من این تذکره که باز نماید جد اجساد</p>	<p>زین تذکره که نام برآورد در جهان امروز جای جای سخن هست در میان بهمه بر زمین شعر و سخن هست آسان از بطن پاک دختر پیغمبر زمان امروز هست شخص سخن را بجای جان در دهر هر که ام بخیرش دهد نشان هر وقت خامه در کف جودش گهر نشان روزی میرود که دهد وقت را لگان اما سخنان که نمیرند بیگمان آب حیات ریخته بر کمنه استخوان در جاده و در حلال فزاید زمان هستم کی ترجمه ز انوشک بنگان ای حق شناس اینم ز انعام و بدان مقبول حق پسند و مزنی و مهربان از باب وقت تمام و بگذشتگان نشان</p>

منت خدا را که بصد حسن ختم شد نوش حزین ز سال سوادش چو فکر کرد	قرب هزار یافت شمار سخنان اندرویش گشت که دستور شاعران سلام
---	---

قطع تاریخ طبع از مولوی حافظ سید محمد صابونی مؤتمم نظام جویال

مخزن هر گونه دانش منبع هر گونه فن گر کسی گوید که مینو جز دران عالم که دید شاید از بحر نمایان جهان پرسیده اند تذکره تالیف کرد اما بنحو شتر انتخاب این سواد منتخب در هر کتاب فن بود از سر الهام سال این هایون تذکره	حضرت نواب والا جاهد صدیق احسن بزم مدوح منش بنامی کاینک انجمن کز صیرر گلکش این آوازی آید که من هم سخن تقریر فرموده و هم اهل سخن مردمک در دیده و جان رن و گل در چین گو کمال روشنی طبع شمع انجمن ۱۲۹۳
--	--

صحت نامه تذکره شمع انجمن

صفحه	سطر	خطا	صواب	صفحه	سطر	خطا	صواب
۵	۸	اعتدال	اعتدال	۳۴	۱۰	دایوانی	دیوانی
۶	۳	درمند	دردمند	۳۷	۱۰	زبس	زبس
۱۵	۱۲	فرصت	فراغ	۳۸	۱۱	بدیا	بدیار
۲۱	۱۷	بود	ست	۴۰	۹	بدروی	بدوری
۲۲	۲	طهور	طهور	۴۱	۲۱	پیدای	پیدائی
۲۹	۱۵	مشیدی	مشید	۴۸	۲۰	بازی در	بازی بر
۳۳	۱	روزگار انرا	روزگار انرا	۵۰	۴	جباب	جباب

صفحه	سطر	خطا	صواب	صفحه	سطر	خطا	صواب
۵۴	۱	پیش	یا به پیش	۸۲	۱۶	بهرسانده	بهرسانده
۵۵	۲۱	و وصف	و وصف	۸۴	۱۶	کیست	کیست
۵۵	۱۳	این نیکه	این نیکه	۸۵	۲۱	به پیش	به پیش
۵۶	۲۱	خودم	خودم	۸۶	۲۱	برسیدم	برسیدم
۵۶	۱	سیاه پوش	سیاه پوش	۸۷	۲	پیکان	پیکان
۵۸	۳	یمنی	ایمنی	۸۸	۶	کرده است	کرده است
۵۹	۲۱	منصب	بمنصب	۹۲	۱۳	عنوان	عنوان
۶۰	۱۴	هش	جوشه	۹۷	۱	دگیر	دگیر
۶۲	۷	گر	اگر	۱۰۰	۱۲	زن	این
۶۳	۱۲	بدست	بدست	۱۰۱	۱۰	بیزنگ	بیزنگ
۶۰	۲۰	x	آزوده	۱۰۸	۲۱	سرگز	سرگز
۷۱	۱۰	ناله زور	ناله بسیار	۱۲۶	۱۴	گشته	گشته
۷۳	۵	بگو ششم	بگو ششم	۱۲۷	۲۱	رباعی	x
۷۴	۱۶	موسوی	موسویت	۱۲۷	۱۳	حسن بیگ	مکرر دست
۷۴	۴	نمود	نمودند	۱۲۸	۳	در آور	در آور
۷۶	۲	ناله جان	ناله جان	۱۳۶	۱۸	برده	برده
۷۷	۱۴	توداری	تراست	۱۳۸	۲۱	ملاکجان	ملاکجه
۷۷	۱۲	خفگان	رفگان	۱۳۹	۲	دترن دترن	اندیش
۷۸	۱۷	حاجری	حاجری	۱۴۱	۱۷	خستی	خستی
۸۰	۲۰	میسازو	میسازو	۱۴۲	۱۶	نبرد	نبرد

بازتاب

ناله جان

صفحہ	سطر	خط	صواب	صفحہ	سطر	خط	صواب
۱۴۶	۴	محمد خان	محمد جان	۲۱۳	۷	بکمان	نہ جهان
۱۵۲	۱۰	خوبخود	خود بخود	۲۱۸	۵	گل شدہ	گل گل شدہ
۱۵۴	۱۳	زر	زر	۲۱۹	۶	میرزا اید	میرزا اید
۱۶۳	۱۱	خورد	خورد	۲۲۲	۱۹	وہمہ	وہمان
۱۶۷	۷	مدل	مہرین	۲۳۸	۲	گلچہرہ	گل چہرہ
۱۶۹	۲	بھمری	بھمری	۷	۸	سید محمد	سعد محمد
۱۷۰	۱	فی	نے	=	۱۷	مصاف	مضاف
۱۷۳	۷	دہ	دہ	۲۳۹	۳	اورانگ	اورنگ
۱۷۵	۱۸	گشت	گشت	۲۵۳	۴	وار	وار
۱۷۶	۲۱	اسے	این	۲۵۸	۴	شگفتہ	شگفتہ
۱۸۱	۱۰	دزد	ورز	۲۶۰	۲۰	از خدمت	از خدمت
۱۸۱	۱۸	آہم	آہم	۷	۸	بارکشتہ	بارکشتہ
۱۸۲	۱	۱۲۴۸	۱۲۴۸	۲۶۶	۱	داد	ورد
۱۸۹	۱۷	جارب	جارب	۲۷۳	۸	ازو	زرو
۱۹۰	۷	سینچس	سینچس	۷	۱۱	ایمان	ایما
۷	۱۹	برمگستان	برمگستان	۷	۱۹	کافر	کافر
۲۰۳	۱۸	کے	کے	۲۷۸	۱	طریق	ہمان طریق
۲۰۸	۲	عشق	عشق	۲۷۹	۱۵	اشغال	اشغال
۲۱۰	۱۹	علی قلی خان	خان خانان	۷	۹	کودر	کودر
۲۱۱	۳	د	وز	۲۸۲	۷	یار	یار
۷	۶	ایچ	الامج				

صفحه	سطر	خطا	صواب	صفحه	سطر	خطا	صواب
۲۸۲	۱	مظہیر	x	۳۳۷	۳	بر راہ	بر راہ
۲۸۳	۳	بہان	جہان	۳۵۰	۱۷	بادہ	بادہ و
۲۸۴	۱۰	شیوہ	شیوا	۳۵۵	۸	خلخ	خلخ
۲۸۵	۸	نیزست	نذرست	۳۵۷	۷	ضدید	صندید
۲۸۶	۱۴	ینبہ	پنبہ	۳۶۰	۱۶	فروغی	فروغی
۲۸۷	۷	نہادون	نہادم	۳۶۱	۱۵	آو	او
۲۸۸	۲۰	پیداست	بندست	۳۶۲	۲۱	دولبت	دولبت
۲۹۰	۲	جبری	خبری	۳۶۴	۱۹	محمض	محمض
۲۹۱	۲۰	سندہ	سندہ	۳۶۵	۱۵	فکری	بر حاشیہ ہم با
۲۹۵	۱۳	فقیر	فقیہ	۳۶۸	۱۴	حسرت	حسرت
۳۱۱	۴	بروم	برور	۳۶۸	۲۱	تا یار	تا باز
۳۱۲	۱۲	گوارا	کورا	۳۶۹	۸	وایش	آبش
۳۱۷	۳	ہمدن	روا	۳۷۰	۹	وجوالش	جوالش
۳۱۹	۲۰	وجود عدم	وجود عدم	۳۷۱	۱۷	جلپسی	چلیپی
۳۲۱	۲۰	باشا	باشاد	۳۸۳	۱۲	محمد خان	محمد جان
۳۲۲	۲۱	وشعر	شعر	۳۸۷	۱۰	شکتہ	شکتہ
۳۲۹	۱۶	نگوئی	نگوئی	۳۹۰	۱۶	آشفتہ	آشفتہ
۳۳۲	۱۵	زرشک	ورشک	۳۹۲	۴	دل کہ	دلیکہ
۳۳۳	۱۱	گل	کل	۳۹۴	۸	نیاورد	نیاوردہ
۳۳۴	۹	شب	ش	۳۹۵	۱۵	تمتلان	تمبتان

تصنیف	مخطوط	مخطوط	مخطوط	مخطوط	مخطوط
۳۵۳	۱۸	کوکو	کوکو	کوکو	کوکو
۳۵۴	۱	۳	۱	۱	۱
۳۵۵	۱۳	ایسی	ایسی	ایسی	ایسی
۳۵۶	۲	سج	سج	سج	سج
۳۵۷	۲	ملاست	ملاست	ملاست	ملاست
۳۵۸	۱۷	میخورم	میخورم	میخورم	میخورم
۳۵۹	۱۵	دوست	دوست	دوست	دوست
۳۶۱	۱۵	طبیعت	طبیعت	طبیعت	طبیعت
۳۶۲	۱۵	بتظیم	بتظیم	بتظیم	بتظیم
۳۶۳	۱۲	نیستم	نیستم	نیستم	نیستم
۳۶۴	۱۹	فزوده	فزوده	فزوده	فزوده
۳۶۵	۶	وابسته	وابسته	وابسته	وابسته
۳۶۸	۵	روز مرا	روز مرا	روز مرا	روز مرا
۳۶۹	۱۸	بیاوندی	بیاوندی	بیاوندی	بیاوندی
۳۷۰	۱۵	ببینید	ببینید	ببینید	ببینید
۳۷۱	۱۳	طرز	طرز	طرز	طرز
۳۷۲	۱۹	سکشم	سکشم	سکشم	سکشم
۳۷۳	۱۱	آینه	آینه	آینه	آینه
۳۷۴	۱۳	ے	ے	ے	ے
۳۷۵	۹	نما	نما	نما	نما
۳۷۶	۲۰	میدم	میدم	میدم	میدم
۳۷۷	۲۱	ے	ے	ے	ے
۳۷۸	۲۰	نما	نما	نما	نما
۳۷۹	۲۱	ے	ے	ے	ے
۳۸۰	۲۱	ے	ے	ے	ے
۳۸۱	۲۱	ے	ے	ے	ے
۳۸۲	۲۱	ے	ے	ے	ے
۳۸۳	۲۱	ے	ے	ے	ے
۳۸۴	۲۱	ے	ے	ے	ے
۳۸۵	۲۱	ے	ے	ے	ے
۳۸۶	۲۱	ے	ے	ے	ے
۳۸۷	۲۱	ے	ے	ے	ے
۳۸۸	۲۱	ے	ے	ے	ے
۳۸۹	۲۱	ے	ے	ے	ے
۳۹۰	۲۱	ے	ے	ے	ے
۳۹۱	۲۱	ے	ے	ے	ے
۳۹۲	۲۱	ے	ے	ے	ے
۳۹۳	۲۱	ے	ے	ے	ے
۳۹۴	۲۱	ے	ے	ے	ے
۳۹۵	۲۱	ے	ے	ے	ے
۳۹۶	۲۱	ے	ے	ے	ے
۳۹۷	۲۱	ے	ے	ے	ے
۳۹۸	۲۱	ے	ے	ے	ے
۳۹۹	۲۱	ے	ے	ے	ے
۴۰۰	۲۱	ے	ے	ے	ے

صفحه	سطر	خطا	صواب	صفحه	سطر	خطا	صواب
۴۸۳	۲۱	گرسنه	گرسنه تر	۵۲۶	۱۹	یارو	یارو
۴۸۶	۲۱	برآید	برمی آید	۵۳۱	۱۹	وینش	وینش
۴۹۲	۱۳	بارم	بارم	۵۳۶	۱۲	تیش	تیش
۴۹۳	۶	یاوت	یاوت	۵۳۷	۵	بگرفت به	بگرفت به
۴۹۴	۱۰	سازند	سازند	۵۳۹	۴	نیست	نیست
۴۹۵	۱۳	بنظر	بنظر	۵۴۰	۱۰	ویده	ویده
۴۹۶	۲	شایدان	شایدان	۵۴۲	۱۰	ر	ر
۴۹۷	۴	ست	ست	۵۴۵	۱۱	ارم سری	ارم سری
۵۰۲	۱۳	جانگداز	جانگداز	۵۴۶	۹	سه	سه
۵۰۸	۱۲	و	و	۵۴۷	۷	نسبت	نسبت
۵۱۱	۱۸	گذر	گذر	۵۴۸	۲۰	ازین	ازین
۵۱۲	۵	بزم	بزم	۵۵۵	۶	رنگین	رنگین
۵۱۸	۲۱	بزرگان و	بزرگان و	۵۵۷	۱۷	را	را
۵۲۱	۱۷	گشت	گشت	۵۵۸	۴	خلج	خلج
۵۲۲	۳	لا	لا	۵۵۹	۸	باب	باب
۵۲۳	۷	غدر	غدر	۵۶۰	۶	یرون	یرون
۵۲۴	۸	خسته	خسته	۵۶۱	۱۲	دنگ	دنگ
۵۲۵	۸	نفسان	نفسان	۵۶۲	۸	جبه	جبه

صفحه	سطر	خطا	صواب	صفحه	سطر	خطا	صواب
۵۶۲	۱۲	منشور	منشور	۵۶۷	۹	باو	باد
۵۶۳	۵	یاد	باد	۵۶۹	۱۲	باجوش	باجوش
۵۶۶	۱۱	توانان	توانا	۵۷۲	۱۶	ضد	ضد
۵۶۷	۷	تعلقات	تعلقات	۵۷۵	۸	که	که

### تمام شد صحت نامه تذکره شمع انجمن

میگوید راجی رحمت رحمان محمد عبد المجید خان مہتمم مطابع ریاست علیہ صانہما اللہ عن کل لیلیہ کہ الیف ابن تذکرہ  
در غایت عجلت صورت لبست و کمال بی التفاتی حضرت مولف دلم اقبالہ نقشن جمعیت گرفت و جہش آنست  
کہ بیشہ تصانیف وی مظلہ متعلق علوم شریعت و باین نوع تو الیف توجہ خاطر فیض نقاطش چنانکہ  
باید و شایستگی چون تالیفات فہون دینیہ را جز اہل علم و ارباب دین قدر شناس ننید و ذات  
سامی و عنصر گرامی جامع فضائل دین و دنیا ست و با اکثر اہم و ارکان دولت راہ و رسم و شایستگی  
در میان است جمعی از اہل فراست خواستگار شدند کہ کتابی عام فہم حاصل پسند کہ بکار اتخاف بہر خمس دم از علم  
و غیر ہم ہائے تقسیم فرمہ ہنود و مسلمانان را شایستگی تمامہ بلاغت جاسہ گرد و ناچار با سبب راہ و جہی این نگارند  
بوستان را در اسرع ازمان ترتیب دادہ بحالہ الوقت از قالب طبع بر آوردند و فرصت امعان نظر دست بہم  
و فراغ وقت برای تہذیب خاطر خواہید شد کیفا اتفاق و انجہ و راہی النظر بلا خطہ درآمد بصرفہ قوطاس نگ  
تسودیش ریختہ شد درین اثنا کہ این تذکرہ در معرض انطباع بود سفر خیر در بارہو ملی بتقریر خطا قبصری  
ملکہ معظمہ انگلستان پیش آمد و کارکنان مطابع ریاست در کمال شتابکاری تحریر و طبع و تصحیح را با انجام  
رسانیدند و شاہزیبای این مجموعہ را بحلیہ انطباع آراستہ پیش ہر فرزند کوہ نظر گذارند تا بکا تقسیم  
شعر و آثار ان حاضر در با مسطرہ آید پس اگر نظار گیان بہار این گلشن کوتاہی کہ ام نوع در آیش  
و پیرایش این چنین ملاحظہ کنند باید کہ آنرا حاصل عجلت و وقت نمایند و مقتضای حسن ظن زبان  
و ان را بہر ذہن گوئی نیالایہ صفت غلام مہت آن عارفان با کریم کہ یک صواب بہ بینست و صد خطا بود



کتاب حکمت و سیاست  
الشعر و حسنہ و بیخت

بسم الله الرحمن الرحيم  
بسم الله الرحمن الرحيم  
بسم الله الرحمن الرحيم



بسم الله الرحمن الرحيم  
بسم الله الرحمن الرحيم  
بسم الله الرحمن الرحيم

کتاب حکمت و سیاست  
الشعر و حسنہ و بیخت



صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر
۲۱	بندہ کاستے	۲۳	حسن شامو	۲۷	واسعے استرابادی
۲۲	بھفری تبریزی	۲۴	حسین ہر شے	۲۸	واعی اصفہانی
۲۳	ہلال ورکاستے	۲۵	حمید و شاہچہا پورک	۲۹	دری می عمر قدس
۲۴	یہاں ہر شے	۲۶	حسینی	۳۰	دعویٰ
۲۵	جلال اردستانی	۲۷	حضور	۳۱	وہیقی سمرقند
۲۶	جمال اصفہانی	۲۸	علیم گنوی	۳۲	حرف الہدال العجمی
۲۷	جمیل فرخ آبادی	۲۹	علی اصفہانی	۳۳	فکی صفی پور
۲۸	شامیہ	۳۰	حمید و ریشتر	۳۴	حرف الہدال العجمی
۲۹	جوش فیاض	۳۱	حمید و گچہ ہروی	۳۵	راہبلا میچور
۳۰	جوہر گنوی	۳۲	حیرت راسپوری	۳۶	راضی شوہر
۳۱	حرف اکابر المصطفیٰ	۳۳	حیرت الہ آبادی	۳۷	راضی راز
۳۲	حاجب شیرازی	۳۴	حرف الہدال العجمی	۳۸	راضی گیلانی
۳۳	جادی سمرقندی	۳۵	خادم اصفہانی	۳۹	راغب تبریزی
۳۴	جادی گیلانی	۳۶	خالدی ہراتی	۴۰	راغب اردبیل
۳۵	جالی پانی پتے	۳۷	خاور سمیانی	۴۱	رافت
۳۶	جاسٹ	۳۸	خزشتے	۴۲	رافت رامپور
۳۷	جبرئیل ساہنہ	۳۹	خفاسے	۴۳	رحمت دہلوی
۳۸	جزنی ترشیزی	۴۰	خورشید گنوی	۴۴	رحیم
۳۹	جزنی استرابادی	۴۱	خوشگو	۴۵	خزینی
۴۰	جزیری یزدی	۴۲	خیالی کاسٹے	۴۶	رموا خراسانی
۴۱	مسامی خوارزمی	۴۳	حرف الہدال العجمی	۴۷	رنگی ہزار

صفحہ	تفصیل شاعر	صفحہ	تفصیل شاعر	صفحہ	تفصیل شاعر
۱۱	رشید گاندوئی	۲۵	روی ماوراء النہر	۳۹	سنانی چوہدری
۳۶	رشید	"	روحانی کشمیری	"	سیر علی اصغری
"	رشید بدخشی	"	ربانی خوانی	"	سراج خدیو پوری
"	رشیدی زرگر	"	ریاست	۴۰	سروگلہ نوی
"	رشید جہاد قانی	"	حرفۃ الزار المجمعہ	"	سروگلہ نوی
"	رضا	۲۵	زالالی اور لکھی	"	سقا
"	رضا	"	زمہری نیربادی	"	سلطان
"	رضی احمد خاں	۳۶	زینت لبناں	۴۱	سلطان محمد
"	رضی بیٹا پور	"	زینتی استر آبادی	۴۲	سانی غزنوی
"	رضی شیمی	"	زین خان کوکلتاش	"	سودا
"	رفیع لبناں	۳۷	زین خان کوک	"	سوزنی عمر قندی
۳۶	رفیع	"	حرفۃ السین المجمعۃ	"	سیادت
"	رفیق اصغری	۳۷	سابق	"	سید گویاں
"	رفیق اسلم	"	ساحر کاکوروی	۴۲	سیری خیر آبادی
"	رکن مٹی	"	ساطع کشمیری	"	سیری جہاد قانی
"	روح قزوینی	۳۸	سابع	"	سیری قاضی نقیسی
"	روحانی عمر قندی	"	سامی قزوینی	۴۳	سیفا
۴۴	روشنی بہاں	"	سجائے	"	سینی
"	روغنی بہاں	"	سجھر	"	حرفۃ الشمین المجمعۃ
"	ریزی کا بیٹے	"	سجاد موہاں	۴۴	شاہر انطوس
"	رویت رامپور	۴۹	سحابی اردستانی	"	شاہ بدخشی

صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر
۴۴	شاہ	۵۰	شمسی	۵۲	صغریٰ فنی
۴۵	شیرین شاہجہان آباد	۵۱	شمسی بغدادی	۵۳	صلبی مازندرانی
۴۶	شایق دہلوی	۵۲	شورش	۵۴	صغریٰ
۴۷	شایق بہاولپور	۵۳	شوق فریدی	۵۵	صغریٰ بدلی
۴۸	شایق اوجھانا	۵۴	شوقی احمدی	۵۶	صغریٰ یزدی
۴۹	شباب	۵۵	شہاب بخاری	۵۷	حرفۃ الصفا دہلوی
۵۰	شجاع احمدی	۵۶	شہید راجپوت	۵۸	شہید دہلوی
۵۱	شیر	۵۷	شیر افریز آبادی	۵۹	شہید
۵۲	شرف کرمانی	۵۸	شہید دہلوی	۶۰	شیرانی اردبیل
۵۳	شرقی قزوینی	۵۹	شیرین	۶۱	شیخ رامپور
۵۴	شریف طبرانی	۶۰	شیری کابلہ الی	۶۲	حرفۃ الطائر الدہلی
۵۵	شریف دہلوی	۶۱	حرفۃ الصفا دہلوی	۶۳	طاہر
۵۶	شریفی بانی	۶۲	سار دہلوی	۶۴	طاہری یزدی
۵۷	شریفی تبریزی	۶۳	سار دہلوی	۶۵	طارم
۵۸	شہابی قزوینی	۶۴	صداوتی	۶۶	طاہر
۵۹	شہید انصاری	۶۵	صمدی	۶۷	طاہر ہروی
۶۰	شہید فنی	۶۶	شہید کندی	۶۸	طاہر
۶۱	شکری رازی	۶۷	صوبی ہروی	۶۹	طبعی قزوینی
۶۲	شمس چرخ	۶۸	صمدی شہابی	۷۰	طہر بادشاہی
۶۳	شمس خراسانی	۶۹	صمدی	۷۱	طہر
۶۴	شمس گیلانی	۷۰	صغریٰ دہلی	۷۲	طرزی شیرازی

صفحہ	تتمہ شاعر	صفحہ	تتمہ شاعر	صفحہ	تتمہ شاعر
۶۵	عشقی خان	۵۵	عباسی	۵۶	ظلمہ موزی
۶۷	عصمت بخاری	۶۰	عبدالحسین	۵۷	حرف انظار المعجزہ
۶۸	عطار ازسے	۶۱	عبدالمولیٰ اصفہانی	۵۸	ظفر و ہوس
۶۹	عطار شیخ فرید الدین	۶۲	عبدالواسع خوجستانی	۵۹	نیلوسی شیرازسے
۷۰	عطائی طہ لہے	۶۳	عبدالوہاب عمورسے	۶۰	نملیر الدین لائیچی
۷۱	عطائی جونیپورسے	۶۴	عاکفی گیانی	۶۱	حرف العین المہملہ
۷۲	عظیم	۶۵	عبیدی جہانگیر نگرسے	۶۲	عابد شاہ جہان آبادی
۷۳	علاضرا سانی	۶۶	عبیدسے	۶۳	عاجز سبزوارسے
۷۴	علوی فراخانے	۶۷	عثمانے	۶۴	عارف بخاریسے
۷۵	علی تانب	۶۸	عذری تبریزسے	۶۵	عارف لاہورسے
۷۶	علی شاہ ابدال	۶۹	عزت	۶۶	عارف درویش
۷۷	علی گیانی	۷۰	عزت	۶۷	عارف یزدسے
۷۸	علی میر مرتضیٰ	۷۱	عزیز الدین شروانی	۶۸	عارفی شیرازسے
۷۹	عماد قروینے	۷۲	عذری بہلولے	۶۹	عارفی ہروسے
۸۰	عماد الدین شیرازی	۷۳	عزیز عظم خان کوکے	۷۰	عارفی صفہا نے
۸۱	عمادی غزنو سے	۷۴	عسجدی مروسے	۷۱	عاشقی عظیم آبادی
۸۲	عمارہ	۷۵	عشرتے	۷۲	عالم ہروسے
۸۳	عمیق	۷۶	عشق امام الدین	۷۳	عالی جبرسے
۸۴	عنایتی اصفہانی	۷۷	عشق عبد اللہ	۷۴	عالی دہلوسے
۸۵	عبدی شیرازسے	۷۸	عشقی کاشی	۷۵	عامی نہاوندسے
۸۶	عبدی ترشیزسے	۷۹	عشقی عظیم آبادی	۷۶	عباس ایرانی

صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر
۶۸	نعمدی خراسانی	۷۱	فاخر بہمانی	۷۵	فریدی طہرانی
۷۰	عبدی قرہ گونی	۷۲	فارسی خجندیہ	۷۶	فریدی کاتب
۷۱	عیدی امیر خانی	۷۳	فارغ صفہ ہانی	۷۷	فروزی سبز واری
۷۲	عیسیٰ لنگ	۷۴	فارغی استرآبادی	۷۸	فروزی استرآبادی
۷۳	حرف الغین الجحمہ	۷۵	فارغی تبریزی	۷۹	فروزی
۷۴	غافل	۷۶	فاروق	۸۰	فصیح المیعوب
۷۵	غالب صفہ ہانی	۷۷	فانی	۸۱	فصیح یزدی
۷۶	غریب سبز واری	۷۸	فانض گیلانی	۸۲	فصیحہ جمیلہ فاضلہ
۷۷	غزالی انجہانی	۷۹	فانض لطنزی	۸۳	فصیحی اردستانی
۷۸	غضنفر کاسبی	۸۰	فائق	۸۴	فضلی جرد باد قاسی
۷۹	نوحہ صفر	۸۱	فتح المد قزوینی	۸۵	فضلی قزوینی
۸۰	غلام مصطفیٰ الہ آبادی	۸۲	فتوت	۸۶	فضولی بغدادی
۸۱	غنی تفرشہ	۸۳	فخر جرجانی	۸۷	فضولی نجفی
۸۲	غنی	۸۴	فخر الدین رازی	۸۸	فغان دہلوی
۸۳	غواصی یزدی	۸۵	فصیحی استرآبادی	۸۹	فغفور تیرہ دہ
۸۴	غوصی گجراتی	۸۶	فدائی لایسجی	۹۰	فخری غیاث الدین
۸۵	غیاث نقشبند	۸۷	فدائی میرزا سید محمد	۹۱	فخری محمد رضا بیگ
۸۶	غیاثی استرآبادی	۸۸	فدائی اشرف الدولہ	۹۲	فکری سیرک خان
۸۷	غیرت صفہ ہانی	۸۹	فرد پہلوار	۹۳	فکری سبز واری
۸۸	حرف الفہار	۹۰	فروغ میرزا محمد علی	۹۴	فنائی شیخ احمد
۸۹	فلاح میرزا رضی	۹۱	فروغی طہرانی	۹۵	فنائی شمشاد

صفحہ	تخانیہ شفاء	صفحہ	تخانیہ شفاء	صفحہ	تخانیہ شفاء
۷۰	فتاویٰ چشتائے	۱۳	حرف الکاف	۱۰	لطیف نیشاپورے
۷۹	فوقی یزدے	۱۵	کاتب یزدے	۱۱	لطیف متوطن کجرات
۷۷	فوز لکھنؤ	۱۶	کاتبی تبریزے	۱۲	اعلیٰ بخشی
۷۸	فہمی ہمارے	۱۷	کامل کشمیرے	۱۳	لوالی سبزوارے
۷۹	فیض کاشی	۱۸	کرمی کاشانے	۱۴	حرف الیم
۸۰	فیروز کابل	۱۹	کرامی اصفہانے	۱۵	مالک دیلمی
۸۱	حرف الفاف	۲۰	کرامی لارے	۱۶	مانی مشہدے
۸۲	قی آبی بلالے	۲۱	کلامی قے	۱۷	ماہری کشمیرے
۸۳	قاسم علی طوے	۲۲	کلائی دکنے	۱۸	مائل دہلویے
۸۴	قاسمی نازدہانی	۲۳	کمال سبزوارے	۱۹	بٹکاد دہلویے
۸۵	قبولی یزدے	۲۴	کمال گیارے	۲۰	متین الہ آبادے
۸۶	قدرت لالہ شتافی	۲۵	کمالی نیشاپورے	۲۱	مجدد خوانے
۸۷	قدری شیرازے	۲۶	کوکب شیرازے	۲۲	مجرم نیشاپورے
۸۸	قدیرے	۲۷	کوکب کشمیرے	۲۳	مجاہدی ہزارے
۸۹	قذیری دماوندی	۲۸	کیفی	۲۴	مجید قمر وینے
۹۰	قنعمانی فتیہ	۲۹	حرف الکاف الفارسی	۲۵	محرزون
۹۱	قنی قاسم بیک افشار	۳۰	گرامی اصفہانے	۲۶	حسن شیرازے
۹۲	قندی ماہرا النمری	۳۱	گلشن دہلویے	۲۷	محسن کاشانے
۹۳	قوسی	۳۲	حرف اللام	۲۸	محمد میرزا حکیم
۹۴	قوسی طوے	۳۳	لالی سبزوارے	۲۹	محمد
۹۵	قیسی کرمانے	۳۴	لسانی کاشے	۳۰	محمد آملی





صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر
۱۱۰	نجاتی شہد سے	۱۱۵	ناصر بخاری سے	۱۰۶	منعم کاک شیرازی
۱۱۱	نجاتی سے	۱۱۶	ناصر خسرو اصفہانی	۱۰۷	منعم دہلوی سے
۱۱۲	نجاتی قنبر خان ایرانی	۱۱۷	ناصر تبریزی سے	۱۰۸	منعم جیر خان
۱۱۳	نجاتی شہد سے	۱۱۸	ناصر بجنوری	۱۰۹	منعم تیر سے
۱۱۴	نجاتی شیرازی سے	۱۱۹	ناصر ریاضی	۱۱۰	منعم ابی زور سے
۱۱۵	نجاتی الدین ہمدانی	۱۲۰	ناصر اصفہانی	۱۱۱	منعم قزوینی
۱۱۶	نجاتی لطف الدین بیک	۱۲۱	ناصر ابی زور سے	۱۱۲	منعم سوسنی شہد سے
۱۱۷	نجاتی بخاری سے	۱۲۲	ناصر خان قزوینی	۱۱۳	منعم زون کبیرا بیک
۱۱۸	نجاتی نیشاپور سے	۱۲۳	ناصر تبریزی سے	۱۱۴	منعم حسن بکرا می
۱۱۹	نجاتی علی الشافعی بولوی	۱۲۴	ناصر نیشاپور سے	۱۱۵	منعم سیستانی
۱۲۰	نجاتی کاشغری سے	۱۲۵	ناصر کشمیری	۱۱۶	منعم کبوتر سے
۱۲۱	نجاتی دامغانی	۱۲۶	ناصر کام حقاری سے	۱۱۷	منعم مہدی
۱۲۲	نجاتی شہرستان سے	۱۲۷	ناصر بلخ سے	۱۱۸	منعم غازی سے
۱۲۳	نجاتی استرآباد سے	۱۲۸	ناصر دہلوی سے	۱۱۹	منعم میکش دہلوی سے
۱۲۴	نجاتی ساکن کول	۱۲۹	ناصر گیلانی سے	۱۲۰	منعم حصار سے
۱۲۵	نجاتی تبریزی سے	۱۳۰	ناصر بکرا سے	۱۲۱	منعم حریف النوان
۱۲۶	نجاتی دہلوی سے	۱۳۱	ناصر دہلوی سے	۱۲۲	منعم تبریزی سے
۱۲۷	نجاتی اصفہانی	۱۳۲	ناصر دہلوی سے	۱۲۳	منعم تبریزی سے
۱۲۸	نجاتی اصفہانی	۱۳۳	ناصر قزوینی	۱۲۴	منعم تبریزی سے
۱۲۹	نجاتی دہلوی سے	۱۳۴	ناصر کراچی سے	۱۲۵	منعم تبریزی سے



صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر
۱۴۱	دو اسی ہروی	۱۴۵	ہجری تفرشتے	۱۴۸	یاد دانی سید رضی
۱۴۲	وصفی ہروی	۱۴۶	ہجری جدو جہانگیر	۱۴۹	مینا جنتی
۱۴۳	وہابی حاشے	۱۴۷	ہدایت اندہ طرانی	۱۵۰	یقینی لاناہی
۱۴۴	وفائے	۱۴۸	ہدایت حسین نانی	۱۵۱	یکنا محمد شرف
۱۴۵	وفائی شہدی	۱۴۹	ہراسے	۱۵۲	یمن حرکت اسے
۱۴۶	وقارے	۱۵۰	بلال قزوینے	۱۵۳	یوسف خانو اناری
۱۴۷	وقوفی ہرزے	۱۵۱	ہلالی شیرازے	۱۵۴	یوسف بیگ شامو
۱۴۸	وکیل تفرشتے	۱۵۲	ہما	۱۵۵	یوسف میر جانی
۱۴۹	ولی ہروے	۱۵۳	ہمام تبریزے	۱۵۶	یوسف جوہاری
۱۵۰	ولی	۱۵۴	ہماے	۱۵۷	یوسف لارے
۱۵۱	حرف الہام	۱۵۵	ہمت اردیلی	۱۵۸	یوسف لاریجانی
۱۵۲	ہاتھ اصفاے	۱۵۶	ہمتی نافقی	۱۵۹	یوسف قزوینی
۱۵۳	ہاتھ قزوینے	۱۵۷	ہندی مشرفیہ بانو	۱۶۰	یوسفی برد بادقانی
۱۵۴	ہاتھ اصفاہانی	۱۵۸	ہندی میرزا بر خورد	۱۶۱	یوسف سیر
۱۵۵	ہاتھ	۱۵۹	ہندو شاہجہان گاہکا	۱۶۲	یوسف محمد خان
۱۵۶	ہامی اسرار باد	۱۶۰	ہوشی شیرازی	۱۶۳	یوسف گاہلی
۱۵۷	ہادی ابرقوی	۱۶۱	حرف الیاء	۱۶۴	یوسف لکنوی
۱۵۸	ہاشم ابرقوی	۱۶۲	یارک قزوینی	۱۶۵	یوسف بناسی سرائی
۱۵۹	ہاشم تفرشتے	۱۶۳	یاس آردوی	۱۶۶	یوسف گنج عرف چوک
۱۶۰	ہاشم گراسے	۱۶۴	یہی اور یک	۱۶۷	از مولوی سید بیکار
۱۶۱	ہجری ہمدانی	۱۶۵	یہی حاجی اسماعیل	۱۶۸	صاحب کمال کریم

صفحه	تخلص شاعر	صفحه	تخلص شاعر	صفحه	تخلص شاعر
۱۵۹	ذکر آنحضرت زکریه	۱۶۲	قصیدہ از قاضی و الفقا		از شیخ محمد عباس رفعت
۱۶۳	خاتمه نگارستان سخن		ذو الفقار	۲۰۳	ایضاً منہ
۱۶۴	قطعه مولیٰ شریف	۱۶۲	قصیدہ از منشی محمد جعفر	==	قطعات تاریخ تالیف
	معتد المامی از کلام		زهره		وطبع نگارستان سخن
	شیعہ پروان مہرانیہ	۱۶۴	ایضاً منہ		تاریخ افکار مؤلف تتمہ
	جگہ وال سنگہ بہار	۱۶۵	ایضاً از کلام زہری		صاحبزادہ عالی نشان
	تخلص بشاقبہ	۱۶۵	قصیدہ از محمد عباس رفعت		سیان سید نور احمد صاحب
==	تاریخ معتد المامی از	۱۶۶	قطعه امیرت علیہ شاقبہ		جعلہ اللہ جبرانی کل علم
	محمد عباس رفعت	==	ایضاً منہ		وفن
==	تاریخ نوابی از منشی	==	ایضاً منہ	۲۰۴	قطعه تاریخ تالیف
	عبد العزیز اعجاز	==	تہنیت عمید از حافظا		وطبع نگارستان سخن
==	ایضاً منہ		خان محمد خان شہیر		از حافظ علی حسین کتاب
==	ایضاً منہ	۱۸۱	ایضاً منہ		تفسیر فتح البیان سلمہ
۱۶۵	ایضاً منہ	۱۶۹	ذیل خاتمہ نگارستان سخن		المنان
==	ایضاً منہ	۱۹۹	خاتمہ الطبع از سید	۲۰۵	ولہ تاریخ طبع
==	قصیدہ مولوی محمد حسین		ذو الفقار احمد نقوی بوبکا	==	غزل حضرت مولف
۱۶۶	قصیدہ از حافظا خان	۲۰۰	خاتمہ الطبع از منشی		تذکرہ شمع انجمن بنگلہ
	شہیر		محمد جعفر صاحب مری	۲۰۶	اعلام از جانتہ تم طبع
۱۶۷	ایضاً منہ	۲۰۱	خاتمہ الطبع از حافظا		مولوی محمد عبد المجید
۱۶۹	ایضاً منہ		خان محمد انصاحب شہیر		خانصاحب
۱۷۰	محمود علیہ از شہیر	۲۰۳	تاریخ طبع نگارستان سخن		تتمہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 الشَّعْرُ وَحُسْنُ التَّجَمُّدِ

بسم الله الرحمن الرحيم  
 الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله



بسم الله الرحمن الرحيم  
 الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

کاشکام افون لطیف  
 درین مجنا جویه بنفشه



بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله معصیت ایمان و فاتحه قرآن ایقان همه مشکلی است که گوهر فطانتان سخن را بجا بخت بالغه خود و بر  
 نظم و لاویز کشیده و احجار الفاظ منشور را در میزان کده طبلع شعرا سحر انگیز لاینت شمع بخشیده  
 و مطلع دیوان اسلام و مقطع غزل سبل السلام نعمت بلینی است که ذات گرامیش جزو اعظم نسخه نبوت  
 و پیکر سادیش خاتمه رساله رسالت است و بیت القصیده چکامه مرحمت و حسن تخلص چاکمه مکت  
 منقبت عصای آل و جماعه اصحاب باکمال است که شاه بیت دیوان دین و ورکن برکن قصه شمع  
 مبین اند صلی الله علیه و آله و صحبه سلم سپس عرض میدار و دکنه فروش دکان پس کوچه سخن  
 و تاز و خروش بر متاع بازار زده کاروان این فن سرکن برکن نور الحسن ابن یوسف تذکره شمع  
 که در حین طبع این تذکره جمعی از شعرا معاصرین از دیوانه و بنگاله و جزآن نتایج افکار خود بامید رج  
 تذکره بواسطه حق آگاه فضیلت و تنگناه جناب مولوی محمد شاه صاحب متوطن گینه نزل  
 حکامه متوسل و اجد علی شاه او و سلمه الصمد بنده مت جناب الدباید خصم الله بالعز و ابته فرستادند  
 اتفاقا تذکره مذکور غازه ختم طبع بر روی مالیده بود و نقاب انجام بر عارض گفتم انتها و فرشته



لاجرم جمعی از احباب بوجه آنکه تا این اشعار آید و یادگار شعرانما در تاریخ حوادث روزگار  
نگردد و مستعدی الحاقش در آخر کتاب و غنای ابواب شد و تا چهارمست قاصر بر ترتیب این جواهر  
گذاشتم و همه را بر میزان نظر بنحیدم دیدم که جمعی قلیل بیش نیست و حروف بسیار از بیجا خارج از  
آهنگ قنطاریست پس بغرض تکمیل ترتیب و اکمال تندیب پاره را از اشعار شعراب پیشین چونید  
این بحال نشین کردم **ه** هر که سخن را سخن نهم کند + قطره از خون بگریزم کند + منظره نظردین  
ضمیمه انور که لمعه شمع انجمن باسم سامی نگارستان سخن معنون است ایجاز و انتخاب است لهذا  
خانه نمبرین شماره را از تکلف عبارات و تصلف استعارات معاف داشتم و بآیراد اشعار معدود  
و افکار ستوده شعرا غیر مکرر القاف نمودم و قبسی از روشن طبعان متقدمین و پرتوی از آتش نفسان  
متاخرین در یوزه کردم و لمعه چند از تجلیگاه سخن بدست آوردم و بغرض ضیافت طبع اجتهاد اتح  
بزم اعزه این کلمات مینات را بر بیاض صفحه چون خطوط شعاعی مهر و سپیده صبح گذاشتم و گوهری  
را که در آیداری او فتوری بنظر آید از رشته شما انداختم و بدست و نیز ما کنشع من ایه او انشیها  
فانت یختر قنیها او قنیها جواهر و اهرنعم البدل اضافه کردم **ه** رنگینی حسن سخن بر خطافزون  
میشود + هر چند آید در لوا این نغمه موزون میشود + چشم از نظار گیان جلوه این چین و تماشا نیان  
بهار گلشن سخن آنست که اگر گلی خوشبو ازین گلستان به طرح مینو بکنند و در محراب جابت بهائی  
خیر برای این پرآرزو دست همت رو برو کنند و الله مستعا

### حرف الالف

آزاد تخلص سید محمود ابن سید اسد الدین حیدر خلف سید علی مهدی خان بهادر از رؤساء  
شهر جهانگیر نگر دها که که در گلشت چمن عمر سنی سالگی خزان است و شباب موزونی طبعش در عفو  
استفاده سخن مرالی از حافظ اکرام احمد ضمیمه امپوری و آغا احمد علی احمد جهانگیر نگر می نمود و گوی  
سبقت از اتراب ربوده و منتی الافکار شنوی ذوالبحرین بر قوت بحر طبع ذخارش دال و قصتا  
غزاجودت ذهن نقادش را گواه کمال از کلام آزادانده است **ه**

<p>چون شکست رنگ مشتاقان نینمیزد صدا چشمه خون زدل و دیده روانست که بود زین سبب جای شر در دل ننگ ریخت برگ هر سبزه نوخیز خدنگ ست اینجا روی خور در نظرم تیره تر از موی تو بود بانی طرز جفا ز گس جادوی تو بود مگر از خاک نشینان سر کوس تو بود چرخ تریتم از سوز دلها روشنست شب بجای گل جگر پر کاهماورد امنست شب وان مولنس و غمگسار دیرینه نماند فریاد ولی که بود در سینه نماند</p>	<p>از شکست شیشه دلهای حیرت آشنا خاشاکش نشتر غم در گرجانست که بود قسمت اهل فروغ مست نیستی بودن رنگ آرام بگلشن کده دنیا نیست وای که روزم سید از حسرت گیسوی تو بود پیش از آن که اثر سرمه شود عشو فروش با گلستان جنان خاطر آزاد ساخت بهجوم درد مندان باز بر خاک بخت است بیاور رنگ عشرتهای مشتاقان تماشا کن آن مسکن شادی و غم و کینه نماند از بسکه گداخت ز آتش سوز فرق</p>
<p>تسکین زدل انداز زمین دارد امروز بهار دیده دیدن دارد</p>	<p>رباعی هوش از سرین قصد پریدن دارد از سخت جگر گلی ست بر هر فرقه</p>
<p>از جوش سرشک دیده همچون گردید پابندی من چو شمع افزون گردید آیتی شاعری اصفهانی حکمته خوشگوست چرا که ماسک او نیمه و سگ یارست ایدهال در صفایان از شعری نازک خیال بود نظر در آن تن نازک کنی و ناز کنی</p>	<p>رباعی فریاد که از غصه دم خون گردید چند آنکه گداز غم بکدوشی داد میان ما کوسگ یار فرق بسیارست خوش آنکه بندگر بیان بنار باز کنی</p>

نقد

دوش آمد ناصحی سونی ملا متخانه ام گفت عاقل میشوی گفتم مگر دیوانه ام  
 ابو انخیر حضرت سلطان ابو سعید ابو انخیر قدس سره از اولیا اکبار و حوفا فیہ السلام  
 گذشته رباعیات و لنتین نوشته

آز و ز که آتش محبت افروخت عاشق روشن سوز ز معشوق آموخت  
 از جانب دست سر داینج زد که تا در گرفت شمع پروانه نسوخت

## رباعی

پرسید زن کسی که معشوق تو کیست گفتم که فلان کس است مطابق نیست  
 بنشست بهای بای من گریست کردت چنین کسی چنان خوانی نیست

## رباعی

جز در ره عشق تو نپوید هرگز دل از تراب کس نگوید هرگز  
 صحرای دلم عشق تو شورستان کرد تا مهر دگر کس نروید هرگز  
 اجل شاه محمد اجل خلف حضرت شاه مولد شاه جمعی عرف شاه خوبا لاله آبادی برادر زادو حضرت  
 شاه محمد فخر زائر از دودمان حضرت شیخ محمد افضل ال آبادی است حج در مکر که و مقابل قافز مکی گفته  
 خورشید شوم بیم شب تار ندارم آینه صبح غم زنگار ندارم  
 آینه نمط و صف کوران نمط اجل غم نیست اگر گرمی بازار ندارم  
 احسان معروف بمیر مقیابود و بر طالبان گوهر سخن باب احسان بدین طرز میکشود  
 در خلوتیکه بد قباست تو و اشود بی اختیار آینه دست و عاشود  
 پیدا است دورنگی ز قاش سخن تو برگ گل رعناست زبان در زبان تو  
 احسنی میر احسنی بینی احولی کلاش احسنی و فکش من افزای سخن چه  
 طرفه عالیت که آن آتش سوزان ز برم زود تر میرود و دید ترم می سوزد  
 عشق باروی خراشیده و پیراهن چاک دست بر سینه زمان در پی تابوت است

ملک

انسان

آینه

آرد چشم لودل ای شوخ ستمگر چکند

احمد مولوی احمد علی دہلوی طبعی لطیف داشت و سخن لطیف از وی است

ساقی بیا با جام و می این لطیف و حُضبت کجا  
انجا بهار دیگر و اینجا بهار دیگر است

اداسے از صفا ہان بود عروس سخن را بخوش ادائی منصہ آرائی بیان می نمود

مستفیدہ زیان بخش آبدار بکیتیم ۵

ارشد گز و نوش و طینت مرشد اهل شعر و سخن

و اگر نه دست قضا و رگویی من میرنجیت

اسیر رازی در بند سخن طهرانی بویوبان غاص سر فرازی صیت

فاحمد در يريب بوده و من عامل از يريب  
اسم تخلف منزهه علی بن محمد بن عباس

از تو ایوان و ط. آبا و اجداد تو شاد و اداست و تشبیه از غلام سر از پشت تو

وتم که روی علی شاه اخته باد شاه اخته بگریز او در میان و خطا است به الله و این را اگر منظر علی

اشارت به  
 منشی امیر اکبر  
 محمد بن محمد  
 منشی  
 بخت منظر  
 خان صاحب  
 واسطی  
 خاندان

برج سلطنت حاضر قصبات السبق اعزاز و اکرام ماند و بعد زوال مملکت ملک اوده و انهنض

ملک محبوب و الامارہ کلکتہ و قطع سلسلہ راجا فیوض آن سلطان عالی شان بدولت سلطنت

منتهی به امتداد مدت تعطل اسیر و ارقیه پریشانی نشاند تا چار بال التزام کاشانه نواب ملک علی

بہادر فرماؤ، سپوین درود اور بقیہ ملازمیت اور گردن تہا د آزان زمان الی آبان گنجی

در اسپور و ماهی در شهر لکهنو میگذرانند و بهر جا در فکر صید بر حسب مضافین ننگین میمانند و سرآشوب شعری

روزگار آن دیار و آوای شاد و سوزون طبعان خوش گفتار خضر بر شاگردش امیر را سربلندی نماند و بهی

محمد بن واسطی را واسطه از دو امتیاز فارسی وارد و هر دو سیر لوت و هر علی بردگری سبقت

هر يك ديوان هر دو رياست بسبب روساي از دوده طبع متطبيع و طبع مختوران روزگار غرا

چند از غزلهای فارسی وی درین مرغزار بجزخیر تحریر سیر و بنیزه کلمه شکار

کعبه از مقدم تو خانه ما سجده رقص بر آستانه ما

رخ زیبای تو خطان مصحف عشق منمیب بر زمانه ما

آب حیوان نصیب خضر اسیر مرگ با عیب جاودانه ما

سرمو فرق نگر دو چوبیزان سنجست

نمون پیشه ام نیز گلی من رنگها دارد

کمی پسند دلیمای فقر ایدای کس

آمد بهار وی بسوی من آمده است

ببسترش نبود گل سیر بر سر گل

بلبل سخن از ان لب خاموش میکند

آمر خضر جای گریه حال حباب دارد

سرم بر زده وحدت زگر بیان خیال

شد خجل از لب و دندان تو و گریه من

بآهزاران رنگ سر زده است والا من

در فضا می وادی عشقش من آن خضر کست

بلخ جنت گلی از گلشن زیبائی تو

خلق جان داده طریز سخن آرائی تو

با همه سنگ حوادث از شکستن ایمین است

کشیدم در غم هجرت بهامون آه موزونی

اگر چنانکه ز گس بیند

اسیر از سبزه بیگانه دیدم

سرو سامان تو با من سرو سامانی ما

منم گلخن منم گلشن منم دریا منم صحرا

کشتن سیاب باشد کفر در اسلام ما

آبیکه رفته بود بجوی من آمده است

یقین شناس کذل بر سر دل افتاد است

گل را حدیث او همه تن گوشش میکند

دار و دمی و آن جم نقش بر آب دارد

در دیده من یک گل رعناست دو عالم

لعل در کان بصفت در گلستان شبنم

هشت گلزار جنان جزو است از اجزائی

چرخ خضر بزرگ کاهی گوش صحرای من

روزن قصر جنان چشم تماشائی تو

عالمی کشته اعجاز مسجائی تو

بغیثه فولاد شد گویا حباب زندگ

بر آمد روح لیلی از تره تربت چو مجنون

نهد بر طاق زاهد پارسان

درین ایام روی آشنا

اشراق میر باقر داماد و صنف ایماضات و افق المبین عداوش نزد عقولین در زمره محققینست خویش  
 شاه عباس مانعی بود اندام لقب بداماد شد مذنب تشیع و پشت گاهی میل بشعر سیکر آذ و ست  
 هیچکس منکر جمال تو نیست نیست حاجت که خطبر و ن آری

اشکی جلالت زان از کشامه و بلوی ست و در آه دلش را نغمه تازگی و نوئی  
 روز محشر همه نالند به پیش حق و من و امنت گیرم و هم پیش تو فزاید کنم  
 و عده کردی و ز رفتی سوی اشکی اکنون باز فرما که چگونه که دشمن شاد کنم

اشرف سید شاه محمد حسن تنخص با شرف ابن قطب زمان امام عارفان زبده سالکان قدیه  
 صاحب دامن سر حلقه کلامان مقرب بارگاه یزدان حضرت سید شاه محمد زمان صاحب خفی القادر  
 احسنی ابن سید شاه رفیع الزمان صاحب له آبادی که از دودمان حضرت شاه عبداللطیف له آبادیست  
 و برادر کلان مولوی حکیم فخر الدین احمد اکثر کلام ایشان در مع حضرت ختمی پناه صلعم ست و گاه  
 گاهی هنگام فرصت از شاغل معمولی بکلام موزون هم می پرداخت علاوه دیوان مختصر فارسی  
 مثنوی سعدی فیض در علم اخلاق و یک مثنوی دیگر در فارسی دارد و گاهی بشعر اردو هم توجه نمید  
 اتفاقا در حمال داشت بعد وفات پدر خود و بمجاده نشین سند صاحب تاثیر و در ضبط اوقات

بی نظیر بود آذ و ست

دل نیست که مرا آه رخ و لبر نیست	جان نیست که جانمانه دران جلوه نمیت
اند طلب کعبه وصل تو نگار	جان من دل نمسته کم از قبله نمیت
نزدیک تر از جان من از جبل وریک	افسوس که کس محرم این سرخ نمیت
لب بند و کلمه خند و خاموش بود ایم	هر کس که شود واقف از راز منان تو
شید اسی تو هر دم ز غمت سوز دگر داشت	خنجر بگلو دست بدل خاک ببرد داشت
از بس که یاد تو بدل و جان من گرفت	نظم دهن ز تنه که ما و من گرفت
وی شب بختی ز رخس پرده برفتد	پروانه سوخت شمع لکن سوختن گرفت

گر بر دای عشق او دل بیتاب بپای  
در خیال زار و داند آن توانی آخر سخن  
در دل سوخته آتش زده چون گریه شک  
بسکه هر موج زگر شد از جیب دوت  
در حرم قبله ابروی تو گریه گشتم  
بیقرار است دو عالم بی آن جان جهان  
آب نجات زلبت چشمه کوثر دارد  
می پدید آمدن نیز چه بسمل یه خاک  
پیش او کثرت آفاق بود است ماند  
حاجه تهنیت نباشد بدو گویم  
اشرف خسته او گشت تا او آواره خوار

اعلی ملاکل خود توانی گنجین گستان شیدا بیانی سر  
هر که شد خاک نشین برگ و بری پیدا کرد  
اعلی شاه محمد اعلی خلیف الرشید شاه محمد علیم از دو دمان شیخ محمد افضل ال آبادی قدس سر  
همین یک شعرا زدی یا است

باندک اوج سبقت بر بزرگان سفله جوی  
بلی بروی شان پشت باشد فیلبانان  
افضل مرغی است افضل عهد خود در غمزدی و کنه سی  
در فراق تو منجسته بجانم چکانم  
امانی میرزا امان الله طبیب فصاحت و بلاغت و پناه تو منش در معانی و بیان معنوت  
بر بگاه

مرا گریه و گل را بخت ده می کرد  
نوازی با بلی این باغ را چه آهنگ صحت

آفتاب محمد علیخان طهرانی و قهرمان پسر خندان آرمست — —  
 کشنج چو زلف تو دیدم بپند و گزید دید زنت بر من کیش سلمان گرفت  
 اعدا و تمخاص مولوی ادا دلی خیر آبادی در عهد مختاری ریاست نواب قدسیه بگیم کو توان بچو پای  
 بودند و در زمانه حکومت نواب جهانگیر محمد خان بهادر صاحب نواب ماندند و در عهد مختاری نواب  
 سکندر بگیم چندی ملازم و باز خانه نشین گردیدند نواب نظیرال دله باقی محمد خان بهادر کا مدار  
 بالان خود و بعد چندی مستعفی شدند و گوشه گزینی گشتند نواب قدسیه بگیم در زمره ارباب  
 استحقاق یک رویه یوسیه معین کردند انتفاش و شکله هجری اتفاق افتاد و از دست  
 هر دم ز حسن یا من ریز و تجلای دگر چشم بود در هر نظر محو تا شائے دگر  
 بر فرد خفاک درش خورشید تابان در برش از پر تو محو بخش دار و تجلای دگر  
 خوبان دنیا گو همه خوبان از سر تا پای نام خدا آن دلر با دارد سراپا پند دگر  
 با و رکن قول عدو ساعز کی و شیشه کو ای محاسبین مای و بهود امر صبا دگر  
 بسکه بالید نمکج بکت چشم چ بطل اشکم هوس و امن صحر ا دارد  
 دل من مبتکف کعبه قدس است و لے حایا سر بر دیر و کلیب دارد  
 شعله ادراک روشن در دماغ میبکد ساقی مار و عن از می در چرخ غم میکند  
 پرده گوش دلم نازک تر از برگ گل است در فراقش شور بلبل بی دماغ میکند  
 دور گردون پیش هر کس با دمی ریز و بجم چون رسد نوبت بن خون دریا غم میکند  
 کو قمتنه که از چشم تو بر پاشد فی نیست کودیده که از درد تو دریا شد فی نیست  
 معود ازده زلف تو هر شنج و بر من آن کیست که در عشق تو رسوا شد فی نیست  
 این عقده لاصل که بجام دلم افتاد جز ناخن شمشیر قضا و اشد فی نیست  
 قاصد چه دمی دل که دل زار و نزارم از بوسه به پیغام دلا ساشد فی نیست  
 شادی مکن از وعده وصلش دل لالان کین وعده وفاتادم فردا شد فی نیست



در کوچه خرم در خرم بلفش دل نالان      گم شد دگر این گم شده پیداشدن نیست  
 امیر بخشی امیر احمد خف کوچک مولوی کرم محمد موم لکنو نیست از اولاد امجد شیخ محمد نینا  
 ادا مامده فیضه فینا از آغاز سن شعور در علوم متداوله مهارتی و مهارستی بهرسانید و از زمان  
 که ذوق مخملگونی در سر و چپید بکشد بخشی مغلف علی لکنوی متخلص با سیر بکسب فن شعر پرداخت  
 و شا به سخن باجمیه بامی شیرین بیانی و خوبی بندش و حسن معانی آتمایه آریست که نظار گیاره  
 از خویشترن ربود و بعد زمانه نادر نواب محمد یوسف علی خان بهادر رئیس دارالریاست مصطفی آباد  
 عرف را سپور و رویکنند به متعلقه صنعت بریلی و آرنه طرز مخملگونی ایشان گشته از لکنو بحال  
 شوق و آبر و طلب کرده تکمیل کلام در دوی خود پرداخت چون نواب مدوح از نیمان خست  
 بر بست و نواب کلب علیخان بهادر ولد اکبرش رئیس حال بر مسند ریاست جاگرم کرد خوش و  
 و منانت و لیاقت ایشان بسیار پسندیده تا آنکه ذوق سخن نواب موصوف را بهم از جا برد چون  
 طبع رسا داشت و او ستادی لائق و فائق بهر سبب مشغول مخملگونی پرداخت و باو ستادی خویشترن  
 پسندیده در اقران و امثال افتخار فرود که توجبه و محنت شبانه روز امیر و رانک بدت دیوان بود  
 تالیف نواب صاحب مرتب گشته علیه طبع پوشید از تصنیفات و تالیفات امیر و آة العیوب دیوان  
 اردو گوهر انتخاب دیوان مفردات اردو و محمد خاتم النبیین دیوان نعت اردو و مضامین دل  
 آشوب و مجموعه و سوغتها و قصاید و بعضی شنوات مثل نور تجلی و آبر کرم و مسدسی لغتیه سخی به  
 ذکر شاه انبیا مشتمل حال ولادت با سعادت و رضاعت و علیه مبارک و فضائل و شمائل و معراج  
 و وفات شریف خوابه و در عالم حضرت سرور کائنات محمد رسول الله علیه و آله و صحابه و سلم  
 مطبوع بوده است و بحکم طبع حقائق پسند کتابی جامع در لغت سخی بسره لغتیه بصیرت بقدر ترجمه جزو  
 کلان تالیف کرده که در آن به تنقیح لغات عربی و فارسی هر آنچه تحریر او تقریر غلط بر زبان قلم و  
 قلم زبان جاریست پرداخته و با سناد کلام اساتذہ متقدمین و متاخرین بذره تحقیق و محقق  
 جادوده است و علاوه از این دیگر تالیفات ناتمام مختصر و مبسوط نیز دارد که تمهید و تزیین آن بنابر

فقدان فرصت هنوز صورت نبسته و علاوه اینها در بعض فنون غریبه هم بقوت فکر وجودش طبع  
مناسبیتی بهم رسانیده و شهره کمال را با طراف عالم رسانیده اند همچو علم جفر و غیره اگر چه بذات خود  
و از نام خود نظم فارسی کمتر گرفته اما بشغل تعلیم دیگران و آراش کلام تمیضان اکثر اوقات را صرف  
میکند و زمین طبع تذکره شمع انجمن حضرت والد دام مجد هم بواسطه جناب مولوی عبدالحق حصا  
بن مولوی فضل حق صاحب مرحوم خیر آبادی بعض اشعار و ترجمه جناب امیر را از رامپور خواستار  
شدند پانچش منشی صاحب معز دوسه غزل خویش که غزال وادی بلاغت و طاوس چمن فصاحت  
معرفت جناب موصوف لطف نمودند و نوشتند که ملازمان سامی میدانند که فقیر را گاهی اتفاق  
نظم فارسی نمیشود و سابقا بر خود را حافظ علی سلمه خواهرزاده من که در بهوپال وابسته دامن دولت  
سرکار و ملازم انجمن برای فرستادن اشعار فارسی زبان بمن تحریر کرده بودند معذورماندم نه  
فرصت فکر بدست آمد کمی چاویدم اکنون که آنکرم ایام فرمودند عزیزان زبان شیخ فصیح الزمان  
اشعاری چندکه از من بدنام یادگار داشتند نگاشته آورده اند از آنجا دست همی فرستم روانه فرمایند  
منکه ننگ بزم خنم تالیف من چه پایه آن دارد که زبان خامه یا غامه زبان همچو الایه عالیجاه فلکات گاه  
نواب والاجاه امیرالملك بهادر بگذرد و آخرم از آفتاب مشهور تر شود فاماتا بش نیر اعظم بر وفده  
خاک عجب ندار و صیبتا خلاق و ذره نوازیهای آن سرکار سپهر تقدار از کران تا کران رسیده است  
و آوازه قدر شناسی در چارسوئی جهان سرکشیده اللهم بدم کیت اقبال زیران باد استی  
این چند اشعار آید از کلام بلاغت نظام امیر حسب منابطه در اینجا ثبت می افتد پایت ساتن  
ایشان از آن میتوان دریافت

خنجری ناز نیا بد جگر می هست ازین	ای یقربان تو ظالم نظر بهتر ازین
سرب پای تو خنم نیست سر بهتر ازین	روم از خویش نباشد سفری بهتر ازین
می برد دل بادائی که ندانست که برد	غزه اش یاد ندارد دهنر بهتر ازین
بوسه داد می و لب خویش مکیدی از ناز	ای شکر لب بادائی که در سر بهتر ازین

و چنین رفتی و هر گل گل و گیر گفت  
 هست و اینک بیا در سخ تو در دل من  
 هر چه از بسبل تو روز جزا پرسیدند  
 بر در دل نشین پای من بر در کس  
 همه و فدا و کش از سینه برون روان دل  
 یار من هست و هوای منی ناب بخش  
 مثل قد و ذنبت گو که ندیدست که  
 نگهی کودی و دل بر دی و جانم قیمت  
 بخودی بر دهر منزل مقصود امیر  
 و میکده وحدت او طاعت آرزو میکرد  
 هنوز حسن پس پرده بود و وحشت من  
 نماز قائم البسته میشدی مقبول و  
 مزاج حسن تو گرتاب همسری میشد  
 گذشتی از طرف باغ و باغ از حسرت  
 اگر عنایت ساقی بدی بحال امیر  
 عجب مدار اگر صوفیان چنین بستند  
 بنزدق کعبه و دیدیم وره غلط کردیم  
 ز تیر آه که خست ست سینه افلاک  
 گزیر نیست ز پیوند عاشقانه را  
 وفا نخواهد و الا زبتان مست شباب  
 زهر آنکه بیاران بیجان زسیم

که ندیدم گل نازک کمری بهتر ازین  
 و در آفاق ندارد دگر بهتر ازین  
 او همان گفت که زخم کمری بهتر ازین  
 دولت امی طلبی نیست و بر بهتر ازین  
 نیست در راه سفر همسفری بهتر ازین  
 ساقیا باز نیای به سحر بهتر ازین  
 شجره بهتر ازین و ثمره بهتر ازین  
 جان من گرد تو گردم نظر بهتر ازین  
 نیست در راه جنون راهبر بهتر ازین  
 حرم نبود و سرم سجده چار موسی کرد  
 گل وجود مرا می سرشت و بوسه کرد  
 بخون تازه بسمل اگر وضو میکرد  
 سکنت راز نفل آمین رو بر روی کرد  
 ز چشم رخنه تماشای رنگ و بوی کرد  
 ز جام باز چرا با ده در بوسه کرد  
 بکجه خویش رسیدند و از خودی بستند  
 گذر بر تنگه افتاد و در فر بستند  
 که بر شستن و لما پنین کمر بستند  
 اگر ز خویش گسستند با تو پیوستند  
 هزار پند کنی نشنوند تا مستند و  
 در حریم فنا هم بروی مابستند

دین بلامکه اندورد و غم مترس امیر  
 داد و در دست اجل حب بواقم در محفل  
 در جهان پنج یکی باعث عیش و گریست  
 میشش نرس مخمور تو بر خاک انداخت  
 پانی در سلسله اشک و بسراغ جنون  
 بود هر چند تجلی کده از شمع و چراغ  
 هیچکس را بر تو نیست نگا چه به در  
 جان ربودند و دل و تن همه داغ ست نهون  
 پرده شمع اثر عشق چنان سوخت که شمع  
 اندین تیره سراسیمه بر سوز امیر  
 سینه چاکان تو در بزم جهان آورده اند  
 در غمت بیند گرازا ناخن خراش سینه ام  
 بوی اورا جامه زیبا چمن دزدیده اند

امید ی رازی نامش را جاسپست و نام برادرش لهراسپ و نام برادر دیگر گتاسپ  
 سلطان محمود قی استرآبادی چون اسامی این برادران شنیده گفت که مگر فرج ما در اینجا جلد  
 شاهنامه بوده است امید ی شاعری عالی ضمیر و دروادی قصیده بی نظیر است اگر چه شعر ویر  
 میگفت اما خوب میگفت و شیراز بنی مدت علامه زمانی ملاجلال الدین دوانی کتب سی گذرنیده  
 و بریت امیر نهم ثانی وزیر شاه اسمعیل ماضی اعتبار و اوقات را برهم رسانیده آندوست  
 تا بنحظر باشد ای بد عهد پیمان منت بسته بر انگشت باید رشته جان منت

رباعی

آباد بد و ملت تو ویرانه ما

ای از تو بلند قدر کاشانه ما

از سایه نخل دولتت بخوابم همسایه آسمان شود خانه ما

المنح مولوی عصمت الدین رحمة الله وطلبه قضیه پند و در ضلع هوگلی از تالابره مولوی  
عبد الغفور خان بهادر نسل نخست در تلاش مضامین نگین والفاظ شیرین طریقه استاد خود

می پوید و چنین میگوید

شمع چون پروانه میسوزد ز روی آتشین کی به پیشیت تابا ستاون بود پروانه را  
بلبل از بلغ چراناله کنان منم آید شاید ای موسم گل فصل خزان می آید  
المنی مولانا امیر حاجی انور بخاری افکار دقیقه را با خاطرش یاری و مضامین رنگین را

باطع لطیفش مناسبت و مولانت بسایه

شاید که به بنیم سر خود درستم او خواهم که شوم کشته به تیغ ستم او

حرف بار موحده

با قمر ملا باقر خورده فروش کاشانی ست و دوکان چین رسته بازاری سخن سخن و خوش بانی  
ما چه باشیم و چه باشد دل غم پرور ما که بهیریم و کس گریه کند بر سر ما  
دری گریه پیش محبت ستم چه پاک آه کویشا رسوای می فروش آرد ما  
غم دیرینه او بادل و با جام غم لغت چه کنم منزل و ما و اسی دگر نیست مرا  
یارب آن سوز فکن در دل دیوانه ما که کلیم آید و آتش به داز خانه ما  
اگر چه کو کهن از پیشانی ستون برداشت ولی چه سود کشت سنگ راه پرویز ست  
باقر گمان محب و وفادار شتی بیار این جور با سزای دل بد گمان تست  
باقر یکی و عشق یک و جنون یک گوئی تمام شهر ز دیوانه پر شده ست  
از بسکه بهر دامن فدا دیم و رسیدیم در دست کسی نیست که مشیت پر ماست  
خود را بچه مشغول کند آه چسازد بسمل شده را که طلبیدن نگذارند  
تا در خور فراغت وصل تو نیستیم مارا برای خاطر حیران نگاهدار

برابر جلد خوبان برگزیده اسوای چون بایم  
 باقی عبدالباقی تبریزی از نعمات شکرین و الهامی نگین در شکر ریزی و شور انگیزی  
 اضطرابم نگذار که نشینم جائے  
 انتظارت نگذار که زجا بر سینم  
 بدیع سمقندی بقند و نبات سخنی شایسته ذوق ارباب ذوق در آرزو مند می شست  
 شبی در خواب او را بار قیام هم سخن دیم  
 برهان میر برهان الدین ابرقوس کلامش بر جودت ذهن او برهان قوسی  
 مار ارباب نامه نیز فراموش کرده  
 دانسته که دیده مار اسواندست  
 بسمل امیر حسن خان از روسا که گوی متصل لکنو و دلهامی سخن شناسان بسمل تیغ مصالیح

### اوست

آنقدر از دل صد باره نماندست بجای  
 که با حباب توان رقصه انشا کردن  
 بلیغ امانت عیسان خلف محیی خان فرخ آبادی بود نظم و شعر فارسی را بسیار گفت و فصاحت

### ادامی نمود

سخت جگر خون شده از چشم تر افتاد  
 این دانه یا قوت زد و جگر افتاد  
 از دست میجا گر کار چو نکشود بد  
 بر نفس بلیغ آمده و نوحه گرانستاد  
 بمصالحی بهاء الدین محمد آملی از مشاهیر علمای ستان و حلوائی او برای اهل ذوق خوان  
 چون رفت دل گم شده ام گفت بهائی  
 خوش باش که من فخم و جان گفت که من نیز  
 میکشد غیرت هر اگر دیگری آهی کشد  
 زانکه می ترسم که در عشق تو باشد آه او  
 بیانی خواجہ شهاب الدین عبدالعزیز راه و رسم خوش بیانی بخوشی آگاهست  
 خوش آنزان که خطی گرد آن عذاب بود  
 میان حسن تو و عشق من غبار نبود  
 بیانی ناهمش عبد السلام ست و در ادبی نظم نیکو بیان و خوش کلام  
 بیم از وفادار دیده و عسده که من  
 از ذوق این نوید بغیر دانمی رسم

بختیگر منشی غلام خوش کشمیری منشی گورنر شمالی در جنوبی اله آباد است این دو شعر از او گوش

### افشاد

نیست آشوبیک از دستت شکر بر نخواست      فتنه نشست از پایا که دیگر بر نخواست  
بختیگر جانیک من مشغول ضبط گریه ام      در بهاران ابر هم بادیده تر بر نخواست  
بیغم بر اگی از فقر است و آن بود احوال از زبان بشعر فارسی می شود  
در فضای عشق جانان بود ایوانی است      هرگز شایسته سنگ و سزای داریست

### حرف بار فارسی

پور حسن از شاعران اسفرائین است و نامش خوش فکر نیکو سخن  
روز روشن چو تنی بزمی ماه تمام      شب تاریک ستاره نشایم چو کرم  
چون خداروی نکودرد و جهان ابرو دوش      منکد پور حسنم دوست ندارم چو کرم

### حرف التار

تالبعی میر محمد تالبعی شیرازی است و ما هر طرز نظم طرازی  
وی کسی گفت یارت اینجا بود      گفتیم ای وای من کجا بودم  
مناصب محمد اکرم پنجابی است و مالک اسکافی یابی  
هر که چون دل زارم شکستی      شب آن عهدیکه با من بسته بودی  
باین زدودی چه جستی از بر من      مگر عهدی بدشمن بسته بودی  
تسلیمی کاشی است نزد ارباب قرن مسلم الثبوت در تازه مضمون تراش  
گویند بهاری شد و گل مدودی رفت      مایه تو ندانیم که کنک آند و که رفت  
تشیه محمد یوسف ابن مزین الزمان اصل آب و دانه اش از نهر حیرت و کالبدش از  
از غنای همان شهر هوای کس کمال بخشید از جگر بدار لالامار و کفایت رسید اینجا  
علم عربی و فارسی و انگلیزی میخواند و از موزونی طبع اشعاریکه سر بر میزد بنظم اصلاح

مولوی معراج الدین واصف میگذارد اگر چه در دبستان سخن سرائی مبتدیت لکن حدت  
طبعش بکمال این فن مقتضی غث و سمینش بسیارست و اینک مشق نونه از غزوار **ع**  
من نیدانم که گبرم یا مسلمانم که گم  
بیاد و قتلگاهم از خود آتش تاشاکن  
قصه منشی هر گویا پال و دموئی لال سکند را بادی از تلامذه میرزا اسد الله خان غالبست  
و طبعش جان موزونیت را قالب **ع**

این اگر گویم که آید یسین  
دل که با مرگ آشنائی داشتهست  
قصه جانم یار جانی میکند  
زندگانی جاودانی میکند  
تقی امیر تقی در کانی گوهر کلام لطیفش روشن تر از گوهر کانیست **ع**  
لطف با غیر غایت دارد  
جور با مانها سیت دارد  
گوش بر حرف مدعی تاپند  
هر که بینی حکایت دارد

تقی معروف با خا تقی اصفهانیست فرومای بود از جر که تلامذید رحمانی **ع**  
بجرم عذر جرم نگفتن گناه من  
با صد گنه قصاص نکردن گناه کسیت  
توفیق صدر نشین و ساد و عز و تمکین شاهزاده بشیر الدین خلف الصدق فرزند هجرتو  
کلاه سلطان شکر الله خلف الرشید شیخو سلطان شهید اریکه آراسی خلافت سر بهنگ پش در الله  
عن العبابات و الفتن بهنگامیکه جد امجد توفیق در معرکه جنگ بمقابله ارباب فرنگ ساچمه و  
کله تفنگ راجب شهادت یافت و با علی علین شافت و ملکش مخرولات فرنگ گشت  
والدش را با جامه اخوان و عزیزان و قلعه شهر بگلور واقع همان مملکت محروس نمودند اتفاقاً  
عساکر آن قلعه بمصدر شورش و فساد گردیده همین وارث و بیم و گاه را بسروری برداشتند  
و تیغ خا گشت بر سر افران انگلشی آغشته آنگریزان ظالمان فطنت آتش فتنه به آب تلابیر  
صاحب منطقی را خنده و بودن مستحقان خلافت در آن هرز خلافت مصلحت دیدند جمله را خانه



کوچ بگلکته رسانیده مقیم ما یکنج گردانیدند بتوفیق موفق تحقیق توفیق برسان والد محب  
خودش خلعت علم و فضل و جلایه اخلاق حمیده و صفات برگزیده عملی عطا و ده بران فخر و دانا  
در و قیقه نخی و موزونی طبع معلی است و اینک کلام با نطاش گواه این مدعا —  
دلی آزاده داری ازین خوشتر چه میخوای درونی ساده داری ازین خوشتر چه میخوای  
تو ای عاشق ز اشک سرخ در پایه چشمت مصفا با ده داری ازین خوشتر چه میخوای  
چرا روشن گردانی شب تاریک عاشق را جبینی بهجو پروین عارضی همچون قمر داری  
شدی توفیق گری چیز با گردون دون مستیز ز فیض طبع گوهر ریز گنجی از گهر داری  
ندیده است کس زلش خشک میوه تر بحر قلم که دهد میوه تر و شیرین

### حرف التار المشته

ثابت فخر الدین تفرشی است مدام دماغش را از صبهای سخن سرخوشی  
چاره مرگ است اگر کار بنا کس ننهد مشکل اینست که کارم بکسی اقتاد است  
ثناقب شیو پر دمان مهار چه جی گو پال سنگ بهادر ولد منشی بینی پر شاد از قوم کا پیتان بکشت  
ایدون بکازمت و اجد علی شاه او ده در گلکته اقامت دارد از صف دبان چنین در بای  
غیر مشقوب برمی آرد قصیده

فصل گل آید و بشگفت گلستان ز من در عدم خاک بسرا دغزان شد ز چین  
بست رخت سفر ملک عدم حشرت و نسیم شادمانی بدل ایل جهان کرد و وطن  
می برد با و صبا مرده بهر سوز بهار حکمت اندوید زبان ست چو صحرای فتن  
چشم و اچار طرف گرم تماشا ز گس غنچه غنچه بشگفت از گل صد برگ و سمن  
کرد از جوش طرب ز آمدن فصل بهار نغمه در کوچه شقار عفت اول مسکن  
طوطیان است بهر شایخ سر ایند سرود قمریان محو نوا سخنی کو کو همسه تن  
هر دم دیده نظاره بر رنگ گلچین کرد لبریز ز گلها همسریب و دهن

سحر از دانه شبنم بگفت هر گل تر  
 ز مهر پرست ز ما غیر هوا که دانا ده  
 وقت آنست که گلبانگ طرب بردارم  
 وقت آنست که در میح اسپیری گویم  
 اول این مطلع ثانی بجنورشن خوانم  
 ای ز بهر دور عالی بهم و فخر ز من  
 تا نظم منتظم و عظمت ملک بهو پال  
 ذی مروت همه الطاف سر اسرار شفقت  
 عالم و متقی و سید عالی رتب  
 آنچنان نقش طرب لطف عیش پرست  
 منعقد بزم سرورست بهدش هر سو  
 لطف او موجب افزایش تاب و طاقت  
 عدل را گرمی باز از زوالتش باشد  
 صورت امن شد از خوبی لطفش پیدا  
 قهر او ز لرزه بر پاکن و محشر آشوب  
 از دم تیغ ظفر سپیکر او روز و غا  
 آن شجاعیکه سر مهر که در روز گمش  
 از کف او که گهر بار سخاوت باشد  
 بر سر ذره اگر نیر مهرش تا بد  
 منگه چشم که کنم مرغ چنین مدو سح  
 نایدا ز دست و زبان تسلیم بدست او

تر زبان است تحمید زبان سحر حسن  
 عکس گلهاست شفق نیست برین چرخ  
 وقت آنست کنم دور ز دل شیخ و سخن  
 چند اشعار و بگویم از واد سخن  
 کوست چون مطلع خورشید سر ابرو شن  
 ذی کرم صاحب فرید صدیق حسن  
 قاطع پنج ستم جامع اخلاق حسن  
 محزون فیض اتم کان بهر منبع فن  
 بر همه دلی اود هست و لیلم روشن  
 یک قدم حک شده از لوح جهان نام عن  
 خیز و آهنگ بشاشت ز در هر رزن  
 خلق او باعث آرایش روح است بر تن  
 یافت در سایه او جود و سخاوت مامن  
 گشت معدوم ز بهو پال همه شر و فتن  
 مهر او صندل در دیر بر یار حزن  
 همچو سیاه فتنه از زخم جسم دشمن  
 بدتر از زبال بود و ستم و سهراب و شن  
 او فتاده در مقصود مجیب و دامن  
 کندش صورت خورشید بیک چشم زدن  
 خامه کسور و دین بدوز با نعم اکمن  
 به که شاقب بدعایش بکنم ستم سخن

تا اویم ست و عقیق ست و سیمیل سینه  
تا بود کوه و بیابان و گلستان بزمین  
بر سر چرخ بود و شمس و قمر به و نکل  
و انما بود و فزون شوکت والا جاست  
شانی میرزا شایبک دهلوی از آبیاری فکرش بهار نظم را تا زنگی و لونی ست  
ز جفای تو خزان بر سر باغم زده اند از تنهای تو دلمان بجز غم زده اند

### حرف جیم تازی

جامی مولانا محمد جانی لایحی جام آشام مصطفی دقیر ست و نکته سخی ست  
غم زمانه که در هیچ سینه جا نگذاشت زمین سینه ما گرم بود با نگذاشت  
جاوید ملا علی جاوید ما ز ندرانی ست و بنجید و فقری را با زبانش بط جاویدانی  
بیدارم کا شکی بعد از هلاکم بگذرد گر ز خوغم بگذرد و بار سبب بجاکم بگذرد  
چند به نامش آغا سومن کاشی ست و جذب القلوب کلامش ناشی ست

در مصر دلم یوسفی آسوده که هرگز یعقوب ندید ست و زلیخا نشنید ست  
جعفری میر محمد جعفر تبریزی ست و لب و لجه اش یابین طرز در گلریزی و شکر آمیزی  
دوش با من بی سبب بزم نجیدن چه بود این عتاب آلوده هر دم سوی من ندین چه بود  
گر ترا میلی نبودی سرد کا نیم از پیت آن خرامیدن نیاز و باز پسیدن چه بود  
جلال خواجه جلال در کانی ست و جلالت نظش را با نظم دیگران بالا خوانی  
کمند زلفت چو بر بام آسمان سگفته ستاره را بزمین بوس خویش باز آری  
جلال سید جلال الدین محمد یزدی جامع فضائل و کمالات و از امتساب با و شاعری را

### مبایات

دی ماه را بروی تو تشبیه کرده ام امروز سر بر مشرم تو بالا نسیم  
جلالی جلال الدین محمد اردستانی از اجله لغت مستحبان بزم خوش بیانی ست

تجلی

تجلی

تجلی

تجلی

تجلی

تجلی

تجلی

تجلی

تجلی

از آن مردم که جان دیگر آن  
بجان دیگران چون زنده باشم  
جمال جمال الدین عبدالرزاق اصفهانی جلوه افزای جمال الفاظ و معانی است  
بشرط آن دلم در کوه اوش  
که تا جان بر نیاید بر نیاید  
جمیل مولوی جمیل الدین فرخ آبادی اصلش از شیخ پور بود طبعش بر شاعری مجبول و  
مفسطو را و لا بهجا میلان تمام داشت پس باندا بعض بزرگان آن طریقۀ ماهر ضیہ گذشت  
و توجیه بظم قصاید بتغیہ گاشت خوب میگوید

نام خداوند قدم صل علی فخر الاحم  
عالی نسب و الاحم یعنی رسول محترم  
رکن رکنین اصطفیٰ حصرت حصین اتصفا  
برج متین اجتنابا سندنشین محترم  
صبح صباحت روی او شام ملاحت روی او  
محراب دین بروئی او نورست از ترانه قدم

جناب تخلص میر ابو طالب ش موزونی بر فرازش غالب  
اسیر بینوا یکم زارم گرفتارم  
بخون غلطیده شکم ز چشم افتاده یارم  
جوش محمد نظام پنجابی بخور کلاش از جوش مضامین گردابی است  
بران سرم که در گربا کس نیایدیم  
امید لطف زیاران روزگار غلط  
جوهر منشی جوهر سنگ و لونه و سنگه لکنوی جوهری جوهر معانی در اردو شاکر و خواجہ وزیر  
لکنوی و در فارسی تمیز گل محمد خان باطریق کرانی است

ساقی بیایا که دما دم متع ز نیم  
ابری و گشتی و بهاری غنیمت است  
حرف حار محله

حاجب آغایادگار شیرازی دربان بارگاه معنی طرازی است  
دلم ز داغ تو می موزد از که شکوه کنم  
بخانه آلتشم از شمع محفل افتاده است  
حاجی خواجہ حاجی محمد سمقندی مجرم مجرم مضمون بندی است  
از شوق زگر گس تو که هستیم است از تو  
چندان گر لیت دیده که کشیم است از تو

حاجی محمد حاجی گیلانی متصف بصف شیرینی است

بیگانگی بطینتش از بس سرشته اند هر کس باو نگه کند از خویش میزد  
حالی مولوی الطاف حسین پانی پت وطن ست و کلام لطیفش آبروی شعر و سخن ست  
صدیقا افکنده دست باز روی خود ست این جوان روزی شکار خوشین خوانند

حاجی میرزا شاعری بود لطیف و گویا ست

ز فریب وعده شب نزد چشم بر هم که شب امید واری در خانه باز باشد

حریفی ساوجب حریف شاعران خوش گفتار و زباده سخن شرار ست

جنون دارد من گشته را در کوه و مامونی که هر سنگیست فرزادی و هر خراست مجنونی

حزنی تر شیزی ناله های دلگیرش در صد و در انگیزی ست

کسی که پیش تو اظهار آشنائی کرد ترا بد شنی خویش رهنمائے کرد

حزینی سید حسن استر آبادی صدای جزیش غمهای عشق را منادی ست

توان بهر تو آسان و دل جان کردن ولی و داع تو آسان نمی توان کردن

حزینی یزدی سخنوری بود سنجیده و بوجدان اهل وجد کلامش پسندیده ست

نگین نمی شوم ز وفای تو بار قیاب از بسکه برو فای تو ام اعتماد نیست

حسامی خوارزمی مردی خوش بیان بوده و از حسام زبان اقلیم سخن را تنخیر نموده ست

بچونی در غم او چپه زردی دارم گر بنالم عجیبی نیست که دردی دارم

حسن حسام شاملو از سخن سخنان نیکوست

نگین ناله ام در زیر گردون مصیبت خانه ام بسیار تنگ ست

صد بلغ و بزجم چشم براه من ست و من دست جنون گرفته بویرانه میسوم

ای باد صبا طرب فزای آئی رباعی از طوف کدای کف پامی آئی

از کوی که بخاسته است بگو ای گرد چشم آشنائے آئی

حسین خواب حسین بروی این شعر لطیف از و مروی است

مژه مانع نشد از گریه من شیدا را      نتوان بست بخاشاک رمد دریا را

حسین خواب غلام حسین خان شاه جهان پوری از اخلاص خواب لیر خان منصب آیتا جهانی

بانی شاه جهان پور بود کمال عزت و توقیر زندگانی نمود و نظم و نثر فارسی و اردو مهارت

کامل داشت ز امد از بیست سال گذشت که قالب کلی گذشت خوب میگوید

ای ظهور تو بود و نسخ او دیا فنی چند      افگشت ز لرزه نام تو بالوانی چند

جنس کسد بکف یوسف کنگان افتاد      چید و حسن تو بهر ناحیه دو کانی چند

گو بیک جلوه ز جامیر و د از خویش حسین      برق در خرنش انداز بجولانی چند

بوسه و خرمین گل آتشین روی که او دارد      ز ندایی بسنبل غنچه بین مونی که او دارد

نگاه دست نازش به معنای با اجل دارد      مسیحی میکند لعل خنکونی که او دارد

زبان و کام میدزد و دسان پیش نگاه او      کند خم گردن شه شیرا بروئی که او دارد

حسین از نقد جان داری تو سوا کن که من فتم      قیامت میفرود شد قد و بجوئی که او دارد

نگمش گوشه نشین است و جهان شد برجم      عالمی گشت و خاشاکش بجان است هنوز

حشمتی در بزم ارباب سخن صاحب حشمت و پیش ارباب حشمت ذی حرمت بود

موی سر کردم سفید و هیچ کارم سر نشد      دست و پایی میزنم اکنون که باز گشت

حضور کے لاله کو خرنش دهند و ترا دو درین فن روشن سواد است

عشق ظالم و دست تا عاشق کشی بنیاد کرد      آنچه با پر ویز می بایست با فر باد کرد

حکیم الکبر اخلاق تدبیر الدوله نشی مطهر علیخان بهادر اسیر لکنو است که واجد علی شاه پادشاه

معزول ملک او ده از کلکته بعطای خطاب مرحمت الدوله غیضه علیخان بهادر وصول جنگ

نامورش فرموده و تبریت در صاحب هنر خویش و تنگای در نظم و نثر فارسی و اردو حاصل

نموده طبعش بذل و سخاوت و این اشعار مشعر خوش فکر است

بدر

بدر

بدر

بدر

بدر

بوی تو ارد و پندس جانفزای صبح  
گوهر زانک وید و قشایم پهای صبح  
عمری بهجودست ندیم شکل روز  
شد شام جلوه گر پس چرب پهای صبح  
دلخ در لاله و چاکست به پیرهن گل  
هر کس در چمن و هر طایفه دارد  
چار ابروی تو باشد زمین چار هلال  
چرخ به بود و بنا زد که طایفه دارد

حکمی اصفهانی سر آمد ارباب نکته رانی و شیوا بیانی است  
بار با گفتم بخود دل غمش بیرون کنم  
دل نیخواهد که باشد بی غم او چون کرم

حیدر در ویش صدایش نمک پاش هلمای ریش است  
ندام هم سرتزم که در بهنگام قتل من  
زند غیر یی تقریب شفاعت بوسه بر پیش

حیدر کلیم هر وی اگر شعرش بشنوی از خود روی  
گر میسر نشود بوسه زدن پایش را  
هر کجا پای نهد بوسه زخم پایش را

باز در دل تخم مهر گلنداری کاشتم  
گر چه جز غم بر نخواهد داد باری کاشتم  
حیرت منشی کنج بهاری لال بعد و بخشگیری ریاست رام پور از طرف نواب کلب علیخان

بمادر والی آن خطه مامور بمشرف فقر او لشائل پابندی و حلیق و دیادی ترک و تخریب حاصل  
شمارد مولوی رفیع الدجیات نزہت و بشرفا سینه غیب است

گاهی ز نیم بر سر و گاه به بسینه اش  
کوتاه ناز دامن آتش و دست است  
دشوار نیگشت بازند گاه

از باد پریشان نشدی گرسنه زلفش  
سنبل چمن نافه است تا ز بوسه  
اعجاز سیسی نشدی زنده و گر بار

گر باد صبب و صفت دهمان تو نمی خواند  
خاش و دهن نمه بگنجد از بوسه  
حیرت ز جفا پیش نشدی ز نیمه دل زار

حیرت شاه محمد طیم از برادران شاه محمد اهل آباد سخی طریق قدوس و تدریس طبع است

کلمه

کلمه

کلمه

در اردو بیتاب تخلص دارد و در فن شعر بحیثیه لبر کامل وقت بود از دست  
من جای و دل جای و دل را بجای افسوس که این قافله یکجا شدنی نیست

### حرف انخار المعجمه

خاوصم بابا قاسم اصفهانی خدمت این فن کماحقه نمود و از اقران گوی سبقت ربوده  
بمن دشوار شد آخر ره میخانه پیبودن باین پیری بکوی میفر و شمع خانه بایستی  
خالدی از مردم هرات بود و ستیج کالات

نیخو اہم کہ بر گیر و صبا از کوی او گردی مبادا تو تیار انگند و چشم مید روی  
خاور نامش محمد اکبر خورشید خاور و نیز احمدی قزلباش کہ صلش از سیستان کمر اسلخس را  
از مدتی نواح کابل مقام و مکان با آغاز شباب دل خاور بہر ملک ہند مبتلا گردیدشش  
جذبہ شوق و در دہلی رسید طبعش ہوزون بود برای اصلاح شعر و سخن بخدمت اسد اللہ خان  
غالب زانوی تعلیمتہ نمود و از انجا بکھنؤ را نڈزبانی در انجا ماند بملکہ آخندہ کہ در طینت داشت  
بتحصیل زبان اردو ہمت گماشت در اندک فرصت بلب و لہجہ فصحا می ہند حرف زدن  
آغاز نمود و زبان نظم اشعار اردو کشاد و در ہنگامہ کابل کہ کوہ مصیبت بر سر سران و عسا کہ  
ارباب فرنگ افتادہ بزرگان خاور بعض اضران انگلشیہ را در منازل حصینہ خود پانیاہ اوہ  
آنها ہنگامیکہ بسلامت ازان اماکن جاوای خود ہا قدم برداشتند بر دست و بازوی محنت  
و اولادشان نشانی برای شناخت گذاشتند خاور ہم بعلامتی ازان سر می افزاشت کہ ہرگز  
مصیبت کابل بدان علامتش می شناخت و در کھنؤ و اکثر مستر کوکن کہ منت کش لب و عجم خاور  
بود خیلی تعظیم و توقیر و احانت و اداوش مینمود و درین زمان ملک جنبہ خاور آن مہر خاور لیست  
و از جانب فرمانرویش اورا یاری و یادری این کیفیت از زبان مولوی ابوالکلام محمد صاحب مدین  
سامعہ افرو گردید کہ خاور در کھنؤ با ایشان الفتی بہر سانہ روزانہ نجاست میرسد کہ  
او در دل نیست و دل من بدست او چون آیینہ بدست من و من در آیینہ

خالدی

خالدی

خالدی



دوم باو بهاری شد چو روح القدس گلشن  
وزان شد مریم گلبن بهیسی گل آبتن  
نسیم باغ جان پرور شمیم بوستان دلبر  
صبار اعدو در مجمر جوار امشک دریاون  
خرودی معروف به لانا خردی کلامش مشعر بحال بخردی سست

طفل شکم خویش را رسوای عالم کرد پست  
میدود هر سونید انهم که اگر کم کرده است  
خطائی شاه همیل مفوی خاقان مملکت ایران تیغ زبانش تبخیر خطه سخن  
بستون ناله زارم چو شنید از جاشد  
خورشید غرید احمد لکنوی زمین شعر از تابش آفتاب فکرش بسزودی سست

عاشق زنده و بیباک سبب چکنم  
ای بر همین بت و تیغانه و زنا رکب است  
خوشگوار لاله بند را بن در خوشگویی فائق بر بر همین است سست  
هر که رخت سفر از دارفت احی مبتد  
محل داغ بدوش دل مای مبتد  
خیالی کاشی جاده نور و بلند خیالی و خوش تلاشی سست

قدر آن یار و فادار حن امید اند  
که جفا میکشد از یار و وفا میداند  
نبه اسی خضر فریم بیات جاودا نه  
مین و خاک آستانش تو آب زندگانی

### حرف الدال المعمله

واعی استر آبادی ست و با عوس نظم مدعی دامادی ست  
مردم ز بهر بار و مرا چشم تر هنوز  
یعنی نکرده ام ز تو قطع نظر هنوز  
واعی اصفهانی نامش ملا میرک ست و در فن شاعری هوشیار وزیرک  
ز خم کاریست مرا وقت شیدایی خوش باد  
که تواند دو سگام از پی قاتل برود  
خوشتر آن شهباک همچون شمع باشم بهشتین باد  
شود مجلس تخی از غیر و من باشم همین باد  
در روی سمرقندی ست و مضاریش بیشتر گمای در دمنده  
نم بر زخم پیکانش و مادوم مرهم دیگر  
که بهر تیر و گیز زنده باشم تا دم دیگر

دستی

فغان

توکل

فغان

دستی

دستی

دستی

مرغ روح خود از ان در قفس تن دارم که بگرد تو بگرد انم و آزاد کنم  
 و عجمی نامش رکن الدین است و معانی لطیفه اش فرین نشین را باب تمکین  
 دست من گیر که این دست هاست که من بارها در عجم حیران تو بر سر زده ام  
 و قیقی سمرقندی او ستاد مصورت و طبعش در بندش خیالات پر زور است  
 و قیقی چا خصلت و دوست دارد بگیتی از همه خوبی و ورستی  
 لب یا قوت رنگ و ناله چنگ شراب لعل و کیش زرد هشتی  
 بعد مردن تو معلوم شود ریخ حیات رهرو آن بخطه بناله که بمنزل برسد

### حرف الذال المعجمه

ذکی منشی احمد حسین بن حکیم فضل حسین صفی پوری نواسه منشی احمد علی رساله امده تفسیر  
 متوسل این ریاست و نگارنده این کتابت اند این یک رباعی و یک قطعه از کلام فصاحت  
 نظام ایشان است رباعی

یک صاحب فیض در همه عالم پس کسری در عدل در سخا تمام پس  
 آرایش ملک را قباد و جرم پس مارا بجهان شاه جهان بگیم پس

### قطعه

آفتاب بوج عزت ماه انجسم انجمن هست صدیق حسن نواب گردون بارگاه  
 خلعت زیبا ز نواب گور ز آید شش کا طلس گردون نیز ز پیش و یک برگ کاه  
 و چه خلعت خلعت زیبا تر از نسیم گل و چه خلعت خلعت رخشان تر از خورشید ماه  
 در ره تاریخ دل پائی تعب ببرید و گفت خلعت نواب و الا پاکی آید بجبهه

### حرف الراء المعجمه

را ببط مولوی عبدالاحد خلعت ارشد مولوی محمد فائق صاحب انشا فائق مشهور است اگر چه  
 قصبه امیشی از توابع لکنئو مولود و وطنش بود لکن در شهر لکنئو نشو و نما نمود و در علوم رسمیه

دعوی

دعوی

دعوی

دعوی

استعدادی داشت شرعی در صل غوامض و شکلات و تمیز نکات و اشارات و قانع نمتیجان علی  
بکمال لطافت نوشته یا دگار گزشت در نظم و شعر فارسی از والد ماجد خود فائق بوده و در ربط و  
ضبط لالی مضامین نگین بقوالب جوهر الفاظ شیرین سخن کار بری نموده سی سال کما بیش میگذرد  
که روش رشته رابطه جسم گسست از کلاش این بیت یاوست ۵

طهره صیاد کنی جسم بحال بلبل      گریه بندی برگ گل پر وبال بلبل  
شبی که چرخه آن ماهر و نظاره کنم      روم بسوره اخلاص استخاره کنم  
راضی خوشتری مهد بساط سخن گسریست ۵

خوش آنکه شب کشی و روز بر سرم گوی      که آه این چه کس است که کشته ست این ا  
راضی فصاحت خان راز نیست      و مضامین برجسته از بندش اوراضی — ۵  
بندگی گیشم تیز کعبه و یرم کجاست      دیده ام هر جاوری انجا سجودی کرده ام  
در چه ساعت ز نظر رفت که بی او چشمم      روز روشن بشمار دوچو خشم خشم  
و وصل است این دل غمگین سرورازو      ای زندگی بجان تو مردیم دورازو

## رباعی

هرگز نشوم از پی رفعت و نخون      بر خاک نشاندار چو تیرم گردون  
با گوشه خود ساخته ام همچو کمان      از خانه نیایم بکشیدن بیرون  
راضی گیلانی کلاش مرضی ارباب سخندانست ۵  
بخت گرد خواب کیشم هدم یارم کند      دل طبع از ذوق چند آنیکه بیدارم کند  
راغب ملک حسین تبریزی دهانش در گریزیست ۵  
صد نامه نوشتم و جوابی نداشتی      این هم که جوابی ننویسند جواب است  
راغب میر یوسف از مردم اردبیل است و خاطرش راغب نظم جمیل ۵  
ای دل قرار گیر نه وقت طلبیدن است      ای دیده خون مبار که هنگام دیدن است

راضی راضی

راضی راضی راضی

### رافت ایاتش بیوت لطافت سه

در عین شباب توبه کردی رافت کاری کردی که هیچ کافر نکند

رافت شاه رؤف احمد خلف الصدق شاه شعور احمد متوطن شهر ارم پور از اخلاف متقرب  
بارگاه یزدانی مجد والفت ثانی حضرت شیخ احمد سهندی مبرور مدتی در شهر بجو پال بارشاد و هدایت  
مشغول بود و بر یکی از رؤسای آن ریاست تعظیم و تکریمش بدرجه تقوی می نمود و در وقت بعزم  
حرمین شریفین دل از بجو پال برکنده رخت بصوب ملک جاز کشید و در سفر دریا بحر چهل هشت  
سالگی در وقت که هجری غریقی بحر رحمت الهی گردید ناخدا ی جبار در رویا بر جلالت شان نش تئلیه شد  
نش او در بند لیس رسانید وزیر زمینش آسوده گردانید ناظم سیرگوست صاحب دوا وین فاسی  
وارد و این چند شعر از کلام اوست

قدر عنای تو شعله چه شعله شعله سوزان بود رخسار تو آفت چه آفت آفت ایمان  
بدیدم مشب عجب عالم چه عالم عالم خلعت چه خلعت خلعت کاکل چه کاکل کاکل پیچان

### رباعی

حمدیکه صد در عاشقان است سرور شکری که قلوب عارفان رهست حضور  
رافت همه اهل حق خدایت کرد در خلوت جمع و جلوت فرق ظهور

### از مثنوی ذوالبحرین سه

محرور برانگریه پر خون من میداد آتش سخن چین  
دامن کوه از دل سوزان نبوت آتش بهم دل عمان بخت  
بخششکم دل جان غرق کرد دیدم من پرده من خرق کرد  
بای صدف سوسه ساین ماچرا مردم و آمدند دل آرام ما

رحمت رحمت علی دهلوی است و در طریقه شاعری سالک خراط سوسی

من و عجب جوان شوخی که چشم مست او محبت بکافر ماجرا فی میزند راه مسلمانها



رشید محمد رشید رشیدی درین فن ازین سخن پیداوید است  
 شود از دیگران در ششم و بر من افشاند غباری در دل از هر کس که از برین افشاند  
 رشید خواهد رشید الدین و بلاط بلخی از شعرای ماهر بود و قدتش بر نظم از قصایدش ظاهر  
 خبر در دامن بعالم رفت آن جفا جو هنوز نخبه است  
 رشید می از گرد و جیافت از کمال العیار بود و مرشد از باب هنر  
 هر که یکدم سر مصیبتی ما دارد که دم تیغ بود بر سر مباح دارد  
 جز دم تیشه فرما دکن و خون میر سخت هیچکس اشک فشان بر سر فرما نمود  
 در حجاب ز قانی است و کلام لغزش به امار در ایشه دوانی  
 گویند در دامن غنیم دیوانه میخیزد دیوانه هم شدیم غنیمت ماکس نمود  
 رضانا من میرزا سید رضا است و خیالاتش مقبول و الهام  
 شکم بین زدیده چه بیتاب میرود تا چشم کار میکنند این آب می رود  
 رضامیر محمد رضا طوطی خوشنویس است  
 رمید خاطر از هر چه هست در عالم بغیر از که او عالم دیگر دارد  
 بیایان بلا خاکی ندارد که از دامن من تاری ندارد  
 رضی قاضی نامش رضی الدین اصفهانی است و در دار القضا نظم فرمایش از عانی  
 از خدا قرب تو آن روز که میجو است قریب کاشش از ادوی مانیز تنست میگرد  
 رضی رضی الدین نیشابوری حسن پیرای شاد یعنی حقیقت بلباس الفاظ صوریست  
 چو روی بطور عینا زنی بگوش و بگذر که نیز داین تنست بجواب لن ترانی  
 رضی میر مرتضی شعبی ناطقه اش را با نظم آشنائیهاست  
 برادران بیایا قسمتی کنیم قریب جهان و هر چه در دست از تو یار ازین  
 رفیع همش رفیع الدین لبنانی است و بر ملاح افکار بلند در صیغ غنای معانی

گفتا کنون چه سود که تیر از کمان گذشت  
 رفیع موسوم میرزا محمد رفیع است رتبه اش در وقوف فنون معانی و بین عالی رفیع  
 این زمان چشم بعد خون جگر تر میشو  
 سرم بعرض رسد گر زمانه بهیچ  
 بقصد انچه بخاکم نگشت بر دارو  
 رفیق اسفغانی نامش ملا حسین است و در دیده ارباب بصیرت سواد شعرش انسان العین است  
 دل خوش شودت ز مشکل ما  
 مشکل ز تو خوش شود دل ما  
 زدیروزم بترامروز و از دیشب بترامشب  
 چه خواهم کرد فردا اگر مانم تا سحر مشب  
 نه خود با من جفا آن بیوفا کرد  
 که با هر کس وفا کردم جفا کرد  
 قرار دزدی گریبان چاک کردند  
 که آن چاک گریبان آفرینند  
 من و جوش که مخصوص نیست این حرمت سینه  
 چه کار آید مرا طفی که با اغیار هم دارد  
 خرقه اشمن بهر نوع است میباید فروخت  
 باد و نیگین بهر نرخ است میباید خرید  
 پیاله داد بدتم سبب نهاد بدوشم  
 مرید پیغمبر غلام باد و فروشم  
 گرفتتم ز نادیدنت خون نگذیم  
 چو باد دیگری نیست چون نگذیم  
 بغیر آن ماه رابی مهر و با من مهربان کردی  
 خلافت عادت خود گردشی آسمان کردی  
 رفیقا اعلی شان کلام رندانه اواز انداز کلام دیگران بالا  
 در کعبه اگر باده خوری جرم ندارد  
 اندیشه کن صاحب این خانه بزرگ است  
 رکن قاضی رکن الدین قی و عیدار رکن کین ملک ایات و شارس  
 شرم باد از خون من در گردنست  
 یاز خود یا از حسد ایاز منست  
 روح قاضی روح الد قزوینی گلهای گلستان طبعش با کمال نیگینی است  
 هزار سال زمر که گذشته بود اکنون  
 بمرگ خویش اگر بودی اختیار مرا  
 روحانی ابو بکر سمرقندی ارواح باهنگام موزون او آرزو مندی است قطع

اینها

اینها

اینها

اینها

اینها

اینها

مرد آزاد و گبستی نگذیند و پند  
تا همه عمر ز آفت بسلامت باشد  
زن نخواهد اگرش دختر قیصر باشد  
و ام نستاند اگر وعده قیامت باشد

روشنی هدانی روشنگر شبستان الفاظ و معانی است

در بزم ازان پهلوی خواند هر ما  
تا راست سوی او نتوانم نگاه کرد

روشنی هدانی است و ذاتش نصف بود نصف هدانی است

حرف از شوق زبیس با همه کس میگویم  
پا تو گرمی خورم اول بوس میگویم

بر موی طالع کمالی طای شیریین او خوش طبع موزون حرکات بود زمان بحث سخنا میگفت

که از خنده هلاک بایستی شد و منتخب التوا سیخ برای او ترجمه طولانی نوشته مولدش گلهای نام

و بی از قول کابل بود چنگاه تخلص خود بهاری میساخت باز داشت که یاد از نامه های کنیزکان

میداد تغییر داده و بی بی نوشت از دست

شکست شیشه غمیرت بهر کز نشستم  
گست رشته صحبت بهر که پیوستم

برای کشتن من تیغ کین بکف بر پشت  
بهر که یک نفس از روی مهر نشستم

رویت تخلص موادی سیب احمد ظف الرشید شاه روایت احمد رفت شاگرد و ال واجب خود بود

و در علوم شد او که خراب و جدا نقاد و خاندانی و موسس اساس معرفت سبحانی حضرت محب

الف ثانیست مولد منشایش شهر را پیوست با وجود حادثات سن در تلاش نکات برجسته او را نیکو

سلیمه و شعور بود و باو ستادی فرما زوای ملک بجو پال نواب علی القاب شاه جهان بیگم حسب

او امداد ال اقبال امتیاز داشت در بجو پال بعین شباب بوبای عام ازین دار ناپا دار خیم

جمادی الاولی ششم هجری انتقال نمود از پنج و چهار است

شب که یاد حسن حیرت بخش او در سین بود  
هر فنان که دل کشیدم جوهر آمیز بود

میل دل رم خود ده بزلت تو دادم است  
این آهوی من حبیب گرفتار نمی دادم است

نوی جیبیه بگفتوب فرستادم من  
یعنی از محنت بجزان تو چون موشده ام



بجای اشک چشمم همیشه خون آید      ازین صدف همه یاقوت برودن آید  
 بارخ اودید اندوا از بسکه حیران کرده است      غنچه دست از شاخ گل زیر زلفان کرده است  
 سوز عشق افسرد و طبعان را دوا آید و آید      آتش آب زندگی بخشش شمع مرده را  
 در دلم یاد میان یار است      گدازد حیرتی من مو و است  
 چشمم در دلم ندویش با صد قران گشته      این مرد و خانه روشن از یک چراغ گشته  
 روی از مردم ما و را الهست و قلم حیدر الهیست  
 تهر سیر سیر در دی و اندوی و سودای      کجایی ای اجل آخر تو هم سیر زن از جای  
 رسوایی پس حالتی یادگار است پدر بچهاره مرحوم را      از ماد بخشای زهر داد و بکلمه فیه الزامی  
 از کشمیر بلاهور آتاکو وال در انصاف ساند طبع نظم و نیت از دست  
 ما غمزه خونیز تو تارنگر جان است      چشم ازل از دور بحسرت مگر نیست  
 ربانی از نسل شیخ زین الدین خوانی ست یوانی دارد از دست  
 سفر کردم که شاید خاطر از غم بیاساید      چه دستم که صد کوه الم در راه پیش آید  
 بشکر آن دهن تنگ و ابروی جو بلال      چنان شدم که تیار در اکنی نخیال  
 ریاضی گلباگمش خوشتر از تعلات ایور ریاضیست  
 من جدا از یار و یار از من جدا افتادوست      این چنین مشکل که من دارم کرا افتادوست  
 حرف الزار المعجمه  
 زلالی او گنجیست و از زبانش صد گونه لطافت و ملاوت      در زلال سخن سخن غریز زلالی خوانست  
 و معادلش در نهش گفتاریست  
 نخواهی کرد یاد از ظرافت پرسینه چاکم      مگر دزدیکه گیر دامنست خار صراط کم  
 نه نکته شکسته از خاسته      درین چمن بچه دل خوش کند گرفتارست  
 ز مهری نامش محمد جعفر ابن قشقی کرم احمد ابن محمد زمان متولی از و ساسی خیر آباد مضاف

ازین صدف همه یاقوت برودن آید  
 غنچه دست از شاخ گل زیر زلفان کرده است  
 آتش آب زندگی بخشش شمع مرده را

گدازد حیرتی من مو و است

این مرد و خانه روشن از یک چراغ گشته

کجایی ای اجل آخر تو هم سیر زن از جای

محبوب استرگزارده آبا، کراش از جانب سلاطین دلی برعمده تولايت سرکار خیر آباد منسوب  
 و این عزیز راز بد و شعو کمال علی مرغوب و مطلوب اکنون که چستان سی سالگی بهایش  
 در جوش تو زمین ثاقبش با عايس الجار الکاکیم افروشست گوی طبع گیش کرده زمره برار کرده باشد  
 و رسائی فکر رساش کند اندیشه برنگرد عرش برین اندازد از بهفت کشور و بهفت نظر سائل  
 مفرش شا به طبعش را بر بهفت توان دانست، و ازین چند اشعار بحودت طبعش سید حق توانست  
 بوقت نزع آید گریه بالیدم نگار من

تغطیش چه بواز گل بر آید جان نازین

شب من بر آید ای کاش

که بکفت شد رگ گشت نقاش

زخم بر زخم و ناخنی به خراش

از دل خود فرو ختم صد قاش

بخون جوهر ز نذر عرض نامه

حسن بشو نکاش بسته ده

مهر در خشان بجاش نشاء

از لب شیرین ز شکوای خوار

چون هنر از عیب سر آید

زینت لبانی زینت افزای بزم سخن بچش بیانی است

بیرون نمی برند ترا از دیار دوست

زلفیتی استر آبادی در زمین شعرا حسن فکرش آبادی است

بگذر از تاجت حجب تو خو کنند

زین خان گو کتاش در عالم لفظ و معنی خوش تماش است

تماش کنم پیچورم راز گویم

تا نشستی دلم بر دکتان

لوحش آمد ز آلت بدست

نمک حسن تا کنت تا شیر

عوض یک نگاه خون ریزت

اگر خنجر کش از نوک خامه

خنجر دانی نکین خست ده

ماهوشی ماه شکارش غذا

فتنه گری فتنه فریش گاه

موکد بچش ربانی پرست

گر دوده و دوزخ است و گرنه شاد باش

بدخو کن بود عده و مسل اهل در در

بیک شب چه عشرت توان کرد با تو

تماش کنم پیچورم راز گویم

تماش کنم پیچورم راز گویم

تماش کنم پیچورم راز گویم

زین خان

زین خان

سنان

سنان

سنان

زین خان کو کہ دروادی نواختن ساز پامی مندی و وف و سارا قسم بی نظیر زمانه بود  
اگر چه حیثیات دیگر خیر از حظ و سود نداشت اما گاه گاه بیتی از و سر بر میزد  
آرام سن منید بد این چرخ کج خرام  
تا ریشه مراد بسوزن در آو دم  
حرف السین المحمله

سابق نامش فریدون است و دلمای سخن شناسان بکلامش مفتون است  
هر چه دیدم من از نین دشمن جان ندیم  
غیر دل و در جز با دگر کم کاری نیست  
فکات بخت آن بت عیار چه میگفت  
قریان زبان تو بگو یار چه میگفت  
با آن رخ زیبای که در آینه نظر کرد  
خود نام خدا نام خدا میگفت و امروز  
ساحر جسم جودت و ذکا منشی غلام مینا از عشیر و خدمت و اوگان کاکوری نون شهر لکانو بود  
و در حدت طبیعت و در سالی فکر از اقران گوی بوقت بلورده تلمذش بعضی را سرایه افتاد و شکار  
قتیل را را اس المال عز و اعتبار طبعی معنی آفرین و ذوقی دقت گرین داشت شاعریش سلم الشبوت  
باب کمال است و کلام نوز و نش به سحر طلال آرزوست و چه نیکوست

زین غرقیتی و افسرد بخت چمن بیتو  
قبای گل شده بر دوش گل کفن بیتو  
مراست کج نقش نوشته از چمن بیتو  
چرخ گوریه از شمع از چمن بیتو  
گلزار مرا هر کس که بومیکرد  
ز بس فسرده وانی مردن آرزو میکرد  
بوسنی قبله گویت و میکرد  
آب دیده تر مر دمک و خومیکرد  
ز بیم و شش تیر تو فلک صورت کرد  
شبی را دم افتو یزنی گامو میکرد  
ز خو شگوار سی آبی که بخت میداشت  
یکدگر لب هر زخم گفت گو میکرد  
ز بوستان گل تر چید و آشیانم خست  
یکی ز سنگ لیها س باغبان اینست

ساطع ملا ساطع کشمیریت و در قایم طمش تبه امیری  
دل باخته عشقم افتم غم دنیا را  
قصید کاش مملان من خانه کجا دارم

ندانم نقد دل ز من کم و ز دیلین قدر دانم  
 که در درگاه حسنش شانه آویزست گیسوی  
 سامع نامش ملا محمد حسنست و سامعه راضی بجمع کلامش از من  
 چکنم خاطر صیاد عزیزست مرا به  
 ورنه از کشمکش دام به تنگ آمده ام  
 سامی سعد الملک قزوینیست و فکرش در معنی آفرینی  
 شفاش را ز عشق من و کار از آن گذشت  
 کز بیم غیر بر سر آن کویان گذشت  
 سبحانی نامش ملا کمال الدینست و خودش صاحب رای رزین و طبع متین رباعی  
 در معرکه جهان من شیدائی  
 چشمی یکشادم از سر برینا  
 دیدم که درو نبود دیدار کس  
 من نیز بخواب فتم از تنائی

## رباعی

دوشین ز سوزگرید ز تاب شدم  
 چند آنکه ز پای تاب بر شدم به  
 دل ازستم تو سر گذشتی سر کرد  
 آسوده چنان شدم که ز خواب شدم  
 سپهری میرزا بیگ برادر زاده خواجہ سیاست شهو ز خواجہ جهانست و صاحب یوان  
 دل غریب بکوی بلا گذارے کرد  
 غریب کوی تو شد لبس غریب کاری کرد  
 از تبسم دفع زهر چشم خون آلود کن  
 کز نمک سازند شیرین چون بود باد ام تلخ  
 چون لاله جام گیر سپهری بدور شاه  
 اکنون که گل شکفت و گلستان معطرست  
 سجاد سید محمد سجاد خلف سید اکبر علی طیبی حافظ تجر به کار نیکوست وطن آباد و اجدادش و جای  
 میلادش قصبه موبان از توابع لکنو با وجود صرف اوقات بطب شبانه روزی گاه گاه هست  
 به نبض گیری سخن موزون می پردازد و برای تقریب طبع سخن طرازان از گلهای مضامین  
 رنگین و فوکه نکات لطیف و شیرین سفرهی دلکشا و مجوی نشاط افزا مرتب سازد و قاتون سخن بدین  
 آهنگ می نوازد

حبذا سرور دنیا به رسول عربی  
 ای فدایت دل جان من واقعی

رحم فرما که بهمدت بوجود آمده ام و  
گرچه شایا تو وجود و جهان را سببی  
بسکه گفتار تو خوش آمده ای شاه عرب  
حرف زد با تو حرف ای هم زبان عربی  
جزد و ابر و شب معراج ندانم تو سین  
فرق کم بود ازین نیز باشد و سب  
سحابی از دستانی ابر مطیع طبعش در در افشانی است

باز

باز

کنون کرد دل ز تو کنیم و فایده داد  
نواز شش ل بی دعا چه فایده داد  
سخا سید سخاوت علی از مادات جو نور و جو انمردی خوش فکر ذی علم و شعور بود از دست  
گریه از لبس گهر اشک بدانم کرد  
در شب وصل تو شرمند و احسانم کرد  
بیتیک چشم زدن دیده بطوفانم داد  
انچه دشمن نمکند بجز تو با جانم کرد  
شمنه از گل روی تو به لبس گفتم  
آن تنک حوصله رسوای گلستانم کرد  
زلفت او بود سخا حاصل سرایه عمر  
شانه آخر ز کفم برد و پریشانم کرد  
سرمدی اصفهانی شریف است چنگاه چو کی نویس اکبر پادشاه بود همراه شریف آملی در بنگال بخارمتی  
متعین گردید طبع شعر دارد از دست

باز

تا تیغ نازان بت مغرور شد بلند  
صد گردن نظارگی از دور شد بلند  
حق در سر و گل در نعل آبی چو در کاشانه ام  
بهر تماشا بشکفتد خاشاک محنت خانم  
تا بر سر کونین نهدیم قدم را  
دستی نبود بر دل ما شادی و غم  
سراج مولوی سراج الدین هر چند موله و سکانش فریاد پورست مگر قامت ضلع مرشد آباش  
از بد و شعور معمول و دستور در غری و فارسی وارد و حرف موزون نیزند و چراغ نظم بین  
دو تیره روشن میکند

باز

حیران و سر اسیم نیم در کویت  
امید بدل بسته که بنیم رویت  
بکشایکی عشوه گره از کارم  
بر بند گلوئی من بر بند موت  
من توانم و تو نامل بهمان و فلان  
بخشال تو ام و تو بخيال دیگر

سرور نیت پچی رام لکنوی از زمره کشار دست و نقود خزینہ خاطرش حید و سرور  
 بیتوجان بر لبم و ذوق طیدن بافتی یک نفس فرصت و صدالکشدن قنیت  
 سرور شیخ مراد علی لکنوی از ملائذہ غلام محمد الی مصحفی بود در سنه ۱۲۰۰ هجری ازین دارالشرف  
 بارالسرور طاعت نمود

میکشد بر شنگان شمشیر کین قاتل چرا هر که خود بسمل بود می سازدش بسمل چرا  
 یار پرسید غم ناله و افغان مدد رفت از کار زبان دیده گریان مدد  
 آشیان در چین دهر بندهیم سرور شاهبازیم و در نجابش کار آمده ایم  
 این خط کا فکر که چون جان ظلم پیشه است مصحف روی ترا زیروز بر خواهد نمود  
 سرور این را از اگر پیسی پیرل بیدلان و نه چه آگاهیت از راز محبت فخر رازی را  
 استقامت در ویشی فانی مشرب است از مریدان شیخ حاجی محمد خوشانی است خالی از جذبه نبود  
 پیوسته در کوچه های آگره باشاگردی چند آب باقی خلق خدا رسانیدی و در آن حالت زبان اواز  
 اشعار آبدار تر بودی از آگره راه سرانذیب پیش گرفت و در راه سیلان فنا رفت هستی او را در یو  
 سقی السد را و چند دیوان جمع کرده بود هر تبه که جذبه بر و غلبه میکرد بیکان بیکان رامی شایسته  
 اساس پارسانی را شکستیم تا چه پیش آید سر بازار سوالی نشستم تا چه پیش آید  
 دل دیوانه را گشته روی قومی نیمم بهر سو بسته زنجیر گیسو قومی نیمم  
 از گریه شدم غرق بخون جگر امروز اسی دل مده از ناله مراد و سر امروز  
 عشق آن گل پیرهن بازم گریان میکشد و ده که چاک صمیم آخر تا بمان میکشد  
 سلطان تخلص سلطان قند و نکتہ رانی خدیو اقلیم سخندان فی شاهزاده اعظم الدین برادر علانی  
 شاهزاده بشیر الدین توفیق بکر گوشه سلطان شکر السد غمره الفواد سلطان شهید میبوست بخش  
 لطیف و کامش نیکو آنچه گوش رسید نقش صفحه گردید

مژده که بر سر رسید چتر سیاح از هوا چون خمی شدر و آن پر آب از هوا

ابرسیه دل رسید لاله لب جو دمید  
 دل بهو اور رفت رسم و رع برفتد  
 از غم نسیان بدان کردم سلطانست آن  
 بسکه غم فزود و آینه سینه را  
 عشق تو ای مه لقامایه محرم فزود  
 عشق آمد و آرمود ما را  
 بگذاخت دل حزین و از چشم  
 و اسوخت باه آتش آهنگ  
 و شست آب دیده از دل  
 آینه دل چو گشت روشن  
 مژه بشود یار و دید مرا  
 داشتیم چشم مرهمی از دوست  
 کرد از تیغ جورای سلطان  
 ماکه نوشیم با غمش با خوشی و گرچه کار  
 ز آتش آن روی روشن آب گلشن می بر  
 عمر مانند جباب ست تو هم میدانی  
 چه دهی تو به مرا از می و می کاین سباب  
 طبع من آتش و فطرم آب کلام دیگران  
 سلطان محمد ساکن سبکی موضعی از قند بار بود بشهر بدافون آمد و سیر کنان در اطراف میگشت  
 بدکن - فت و در سالی که چهار پادشاه با اتفاق بهیست نموده ولایت بجایگزیدند از جنگ عظیم و  
 کارزار صعب فتح نموده و بتخانه مشهور را که کان کفر بود شکست سلطان محمد در آن لشکر بود

در خور آتش و آب ست تو هم میدانی

غنیمت بسیار گرفته باز گشت و دیگر خبر او قطع گردید آرزوست  
 زاهد اعرافان بپست بجه و سواک نیست  
 عشق پیدا کن که اینها داخل او را کن نیست  
 چون کنم تشبیه ابرویت بماه نو که من  
 هر سر رموی ز ابرویت هلالی دیده ام  
 سنائی حکیم ابوالمجد محمد الدین غزنوی صاحب حال و قال است و صدقۀ او بر کاشن دال  
 باز گشتم ز آنچه گفتم زانکه نیست  
 در سخن معنی و در معنی سخن  
 بهره از راه و امانی چه کفر آن حرف پیمان  
 بهره از دوست و ورافتی چه زشت آن نقش چو پیمان  
 ناز را راهی بیاید همچو درد  
 چون نداری گرد بدخوی مگرد  
 عیب باشد چشم نابینا و بازو  
 زشت باشد روی نازیا و ناز  
 آسمانهاست در ولایت جان  
 کار فرمای آسمان جهان  
 در ره روح پست و بالا است  
 کوههای بلند و صحرا است

سودا نامش ملا علی اکبر است و سودای شایه بان طبع از او شمعنی ران را در سر  
 از چاک دل فطر بنخ یار میکنم  
 سیر چمن ز رخساره دیوار میکنم  
 سوزنی حکیم شمس الدین محمد سمرقندیست و از سوزن فکرش در اطلال نظم نغمه بندی هنر لطیفتر  
 غالب بیاو ده سرالی غالب را غلبه

چار چیز آورده ام یارب که در گنج تو نیست  
 نیستی و حاجت و عذر و گناه آورده ام  
 تا کی زگر دشمن فلک آبگینه رنگ  
 بر آبگینه خانه طاعت ز نیم سنگ  
 بر آبگینه سنگ زدن کار ما و ما  
 تهمت نیم بر فلک آبگینه رنگ  
 سیادت غیر میرزا جمال الدین سیادت است و او را در خوش بیانی بروی زیادت  
 تا کی کشی آزار پی طبل و علم  
 سرشته شوی در طلب خیل و حشم  
 تا چند چو فائوس خیال از پی هم  
 گرد بدل تو فیل و اسب آدم

سیب فرید الدین عطار می شطابی گوایاری از زمره سادات جعفریه و صوفیه صافیه



و وظیفه خواران سرکار و ساد بھوپالت و سلسلہ نسبش را بواسطہ شیخ محمد غوث گوایا ہی بشیخ  
 فرید الدین عطار اتصال و شیخ عطار و الاتبار از احفاد حضرت جعفر صادق عالم  
 علیہ و علی آباء الکبار است در ششم ہجری بشہر بھوپال جنت حق پوشت و شہر ضامن صوفیانہ چست  
 می بست از دست ۵

کردی نگہ ناز و ببردی دل مارا ہ	یکبار نگاہ دیگر ای جان حصارا
اے ترک پری چہرہ اگر رو بنمائے	بخشم برخت کشور تاتار و خطارا
فاشش را عروشانہ دیگرست	مخوذ آتش را نشانہ دیگرست
بوستان بخیران عشق را	برگ و بار و باغبانی دیگرست
دور و عشقش خرام دیگرست	سیر این منزل بگام دیگرست
میکش نمخانہ تسلیم را	شدیشہ و صبا و جام دیگرست
شہسوار عرصہ لاہوت را	مرکب و زین و زمام دیگرست

سیری اخیر آبادی ست میری مرغزار سخن بگام اوستادے ۵

اگرچہ فاش بگردست نمیکردم	ولی بین کہ بگردت دلم ہی گردو
رقیب تانہ دپے بود ای وصلت	بجائی باجمہ جاسہ تنادہ می ایم

سیری میرزا محسن جرد باوقانی ست و کلمہ سخن لاشانے ۵

دل محمود شد سیرایانہ	کار خود کرد عشق بندہ نواز
مسپا چارہ در و محبت را نمیداند	بیاریدای عزیزان بر سر مرز چشم تیار
سیری قاضی فقیہ خوش طبعی بود ہند آمدہ و بشرف زیارت حج اسلام مشرف گردیدہ و علم	

عروض و قافیہ و معانی نظیہ نو دین رباعی از دست رباعے

سیری بحریم جان دل منزل کن	قطع نظر از صورت آب و گل کن
جز معرفت اکر ہیچست ہمہ	بگذر ز ہمہ معرفتے حاصل کن

سیفا حکیم سخن فہم و سخن سداست

مجنون خموش ناقہ لیلی بہر قدم  
عرض نیاز او زبان جرس کند  
سیفی میرزا کا رت و سیف نشان خامہ و زبان در تخیر ملک نشر و نظم کارش استوار  
عاقبت سرگزریان تو بیرون آورد  
بوئی پیراہن یوسف ز جہان کم شد بود

حرف الشین المعجمہ

شاکر انصوری شاعر اہل زبان ست و معروضہ و در زمرہ نغز گفتاران

بچون برس نہ دوری یار یگانہ ام  
فریاد خیزد از در و دیوار نہ ام  
شاہ معروف بلا شاہ بخشی عارفی بود با کمال صاحب وجد و حال بخدمت شاہ میرزا ہور  
قدس سہ نیاز و ارادت داشت اشعار عارفانہ یادگار گذاشت رباعی

از بستگی خویش اگر و اگر دی  
بر واری خویش میاگردی  
و اگر دگر خویش مانند جباب  
تا و اگر دی ز خویش دریا گردی

شاہ مشہور شیخ شاہ نغز از شمشیر گاہش قلم و معانی مسخر

یک جور را ہزار دلیل آورد و بگذر  
یارب کہ دلربایی کسی نکتہ دان مباد  
شمیون حافظ سید اکبر علی از مردم شاہجہان آباد و فن سخن سرا فی او ستادست  
کشتہ تیغ نگاہ تو بخون می غلطید  
جان ہی داد و دگر زخم تناسکد

شد بندہ کسی کہ گرفتش بہ بندگی  
باید بحال زار زلف گریستن

شائق محمد جواد خان دہلوی و سنگا ہش برہر قسم نظم قوی در او اخرا تہ ثانی عشر از ہجرت

بعہ شاہ عالم پادشاہ دہلی بودہ و از امثال گوی سبقت بودہ

بحسن خط خوبت دارم  
خط ناخوان باین خوبی ندیدم  
بر وفا ہم اعتمادش آنقدر حاصل شدہ است  
مصلحت با من کند اگر جفت مائل شود  
نی شکوہ از رقیبان فی شکر یار دارم  
کندم چو دل زد لبر دیگر چہ کار دارم

خوردلم گرچه ز دست تو هزاران نمیشست  
 یک همچون گل صد برگ بلب خندانم  
 ربط که وی باد و بطینور لازمست  
 پیوستگی بهم و که دوا یکی بین  
 شائق خواجۀ فیض الدین معروف بخواجۀ سعید رجان  
 این خواجۀ خلیل الله از قاضین شهر چاکم  
 و کاک طبعی سوزون داشت و علم کلام الله خان غالب می افراشت بست و چهار سال  
 میگردد که ازین جهان گزران گذشته این یک شعر از و رسیده

عربی

فارسی

ببین بس بود و خوبا بعد قلم  
 بفرما که از کشتگان من ستاین  
 شایه چنان شخص جناب علی القاب نواب شاه جهان یکم صاحبۀ رئیسۀ معظمه آنکه ملک بهو پال جامه  
 جمعی این دارالاقبال بقب بنائت گراید که از آف دی موسی اکبر الله دار و آف دی شتار  
 آف اندیاست هر چند مذکور شد سخن بید که شرفش اقتباس لوامع قبول کرده لیکن بقتضای  
 رع هو المصلک ما کس دهنه بقتضوع و درین نگارستان سخن پر توی از آفتاب جلال و حریف از  
 کتاب کمالش بزبان خام سپردن نقش تاوید شکر بعضی نعمتهای او بستانست درین دور سپین  
 ر و سادۀ اقلیم هند غالباً مخونه برگ تماشای عالم اند و از غایت بطنی مالک و دوری ز علم و ادب  
 خلاف آدم ذات گرایش سراپای عدلست و قیادۀ تقوی و فضل و کثرت جبری متولد شد  
 و اولاً در ششۀ او شایسته مدد نشین ریاست شد و در ششۀ جبری سنت عقد با والد ماجد  
 بجای آورد و در ششۀ بیستم می و در جبهۀ می و تنه اش را نشان شای یافت و در ششۀ آنکه مدد  
 و در دارالاماره کلکته از شاهزاده و وزیرستاندین گزارش پیرانۀ درین بر دو سفر همراه بود  
 ایشان افغان میرازی خیلست همداهای این ریاست امیر دوست محمد خان در ششۀ جبری  
 دار و این که شد و دیده بهو پال دارالاماره گردانید این شهر نو آباد از اقلیم دوم ملک هندست  
 طویش کیصد و یازده درجه عرض است و سه درجه و نیم و تمامه و که در ابتدا ای این اقلیم مدینه  
 قرین بوسط اوست غایت طول شمار و در پنج سیزده نیم ساعت درج باشد و گویند در میان  
 سواد و سمره گویند بالی نخستین و اوج و الی او چین معاصر حضرت علی الله علیه و آله و سلم

بودندی برگزیده این شهر است بهجت پاشا بنیوانندیم اکثر استمال فرو افتاد و بچو پال شد  
 پال و رهندی انگیر را گویند باکیه اینجا در طول چهارم میل و در عرض گنیم میل باشد این  
 خط حرسه گویند و آنه صوبه مالوه واقع شده قلعه سنگین دارد و بحسب شمار شصت و سه هزار  
 و چهار صد و بیست و پنج نفر قریه کم آباد است امروز اکثری از آن آباد گردیده شهرهای  
 بجای مانده و بود و شصت هزار تن است و حاصل کیسالت او زیاده بر نسی ملک و پیه شرقی او بلده  
 ساگر و جنوبی هوشنگ آباد و غربی ریاست اند و در شمالی علاقه گوآلیا ریاست بنامی این دولت  
 از عهد بهادر شاه بن اوزنگ زیب بوده و تمام روز عمر ریاست یکصد و هفتاد و سه سال میشود  
 امروز بتوجه و قدر شناسی رئیس معظم دام نظام اینجا شیخ اهل کمال از هر علم و فن است که مثل آن  
 پیش ازین نشان نمیدهند و در زمان مستقبل امید دارند تمام مضی حق سبحانه و تعالی درین میان  
 چیست و بلده قنوج که موطن والد ماجد باشد حالش در کتاب حج الکرامه تفصیل مرقوم است  
 مخدش آنکه بنالدین فیروز آبادی بجله بلا دهند و بلده را در کتاب قاموس ذکر کرده یکی و دیگری  
 قنوج و ابوالخاوار مختصر خود ذکرش پرداخته عمران او از عهد قبایل اولاد او از زمان حام بن نوح  
 تا نیا نشان میدهند و گویند که از موفکات است سرسینش و اقلیم سوم واقع شده طول او  
 یکصد و پانزده درجه و پانزده دقیقه و عرض است و شش درجه و پنجاه و نه دقیقه است بر حسب المقد  
 و ششم قسطنطنیه و غیره نیز از همین اقلیم هم اند و این اقلیم بعد اقلیم چهارم اقلیم است و بجله  
 چنانکه پدر والا قدر از خاک پاک قنوج است این بی هنر را مولد و مسکن بلده بهو پکت که محل ریاست  
 جناب رئیس معظم موصوفه باشد شخصها الله بالاقبال و بهر چند شعر و شاعری و دین و تبه و الا ای  
 او نیست که نو و فرصت این افکار و فحواش و تغزل مهات مملکت و تغزل خصومات نیست و وظیفه  
 لیل و نهار و قیام و نوما و وصیایم و قمرات کلام ملک علام و عدل و داد و جمهورانام و احسان و  
 انعام بر هر نزدیک و دور علا و دیر است اما اینجا است والد ماجد مد ظله و برکات مرافقت ایشان  
 بنابر توجه بطالع کتب توابع و اسفار دینی و وجود و نور و نیت جمعی احیاء تا بسخن بنی میگراید و گوهر

معنی نایاب زور و شرف و نظم با آب و تاب یکیش آیین چند اشعار از آفتاب عالم کتاب طبع و محاد  
و ذوق بین خدا و ادوات است

افتاد بخاکم گذران سسور و روان را  
من مرده خوشم زایت مبارک گران را  
گرچه پلوسه این جمع آب شد و ماند  
دل باد صند و صفت آتش فسان را  
آخر چرخ چه کردی بسلیمان و سکنه  
کز تو یوس عیش بود شاه جهان را  
دیگر که کند در ره وحشت سفر ما  
بر خیز تو ای خار ره از برگزار ما  
دست ازل آن روز که شمشیر تو میخست  
بگزاشت سر شک فسان بگر ما  
وقت شر افشانی آه آه یا رم پا  
برقی بخشد ز جیب شمر ما  
رخ تا فته گیسوی سید تاب نماید  
شب جانگیر روز برزاید سحر ما  
رستم شجر وار بگزارد امارت  
غیر از کرم وجود نباشد شمر ما  
ای شاهچهران مطلع اشعار تو نبود  
خویشید بسفتند بملک گهر ما  
بهر کفشت دین او نه آسان بر فاست  
در ره یار شستیم که نتوان بر فاست  
تا زخم من لبی نکشد بآرزو  
کس پیش بند نام نکند نمی برد  
ز نهار تا ورک گل در بجان بخاکن  
ای دوست گل کسی بگلستان نمی برد  
آثر ناله و دم بچین با سق باد  
حیف گر ناله من یادگیری بلبل  
گرچه این نغمه آزادی تو نیز خوش است  
لیک خوشتر بود آهنگاسیری بلبل

شباب حاجی محمد حسین شابی بود با زب و زین

بکنی روان سوزی من خنک میگردد  
که تا آید بالین استخوانم خاک میگردد  
شبیخ شجاع الدین محمود و اندامانی اشجع  
شبیخ شجاع الدین محمود و اندامانی اشجع  
نیست رشکم که چو میبندد رویش بسی  
کاخچ من می بینم از رویش نمی بینم بسی  
شر زناش میر کاظم است و مضامین گرم زانظم

بکنی

شبیخ

بکنی

نیخواهد و علم نهی که با مرع بود کارش  
 مشرف مولانا شرف الدین کرانی اگر بگلاش داری معنی شرفش دانی ۵  
 نخواهم گذر روی چین باد از سر کوش  
 مباد ایوی او گیر دغل و غیری کند بوش  
 شرقی ملا شرقی قزوینی دلش شرق مهر رنگینی است ۵

آزردگی ابل و فاق پیش تو سهل است  
 باید که دل بوالهوس آزرده نباشد  
 بیار تر کار رسیده است بجای  
 که مردن او بچکس آزرده نباشد

شریف سیر از شریف طهرانی قدر شناس شرافت معانی ۵  
 چشم یعقوب بر چشم زلف و سپه  
 نکست مصر ورین بادیه سرگردانست  
 دل به نعل لکوه واکند  
 شایسته انکست حد انکست

شریف ولوی سید شریف حسن ابن ولوی نظام الدین سقط از سرش نهی و مقطع الان شرف  
 فرخ آفتاب روز خواران نواب  
 بنفشه در تعاریم و نوباد  
 بنفشه در تعاریم و نوباد  
 بنفشه در تعاریم و نوباد  
 بنفشه در تعاریم و نوباد

برق یا صبح تجلی یا رخ زیباست این  
 روز من یا شام هجر قیس یا گیسوی تو  
 مشتری یا زهره یا ماه است یا خورشید یا سحر  
 آینه یا لوح سپین است یا سیاه است این

چشم سوزن یا گره یا نقطه شک یا دهن  
 یا محایا عجم یا رمز ناپیدا است این  
 فتنه یا تیغ کشیده یا قیامت یا بلا  
 یا خحال گاشتن جان یا قدر غناست این

شریفی الخی در طب و موسیقی است و اکامل و مبح سلاطین بزشان سرایه معیشت سیر  
 حاصل داشت ۵

از بسکه سینه تنگم از افغان پرست  
 گر تا بر وز مشربتم الم جهان پرست  
 شریفی تبریزی غالباً غیر شریف تبریزی است نفوذ دار العیار دهنش اشرف از دهنی

ایرانی

گذشتیم از سر و گفتیم نیازم اینقدر است  
کشیتم ز من و گشت کار و بخت  
کی نغم عاشق ز سیر دلی باوصف ایام بود  
عشق تپان و دست فدا و دست مروت  
فرگوده ن مرگ بخوابم حیاتم میداد  
فکاست ایمن زین سان عطفای بی غما  
گشتن مگذر از سر خاکین ای رقیب  
دارم چو نوز شاد آسب که در شستم

شما سنی ملا عبداله قزوینی شهب سا افکش را که است دل نشینی ست  
در آرزو تو شو قلم مگر که در شب حیران  
شعیب عاشق جوانی است و برآمد شیرین گفتار  
اجل بکار خود من در انتظار تو بوم  
با بر که حرف دوستی اظهار میکنم  
خواهید دشمن است که بید از سکنم  
شغف آغا عبداله قزوینی مشغوف حسن کلام است و فطش و انزبیب خواص و عوام  
بوسل یار ساندی مرا بجز بسراغم  
که این بکار تو ای آسمان سنی ماند  
شکایتی ای سست در روز مره شکایتی سست  
چون خرقه که لایان هر باره ز جاس

دارم دلی که دارد بر زده اش بولکی  
شمس خواجده شمس الدین جوینی فاضل اجلت بر هر گونه اشعار قادر از قصید و در باغی غزل  
یا ترا من و قافیا موزم  
یا از تو من و قافیا موزم  
یا وفا یا جفا ازین دو یک  
یا بیا موز یا بیا موزم  
شمس قاضی شمس الدین طبسی خراسانی از علمای عهد سلطان سعید باهنر و شمول طفت

سلطانی بوده

از شرم خط غالبه بوی تو فتاده است  
در وادی غم با بگر خونت آید  
آن زلف شب آسود رخ روز نهایت  
چون غنچه کافور بهم خسته بدو  
جانان دل مخزون مرا چند بر آرس  
زنجیر کشان تا بهر طاق دو ابرو

از زلف سیاه تو گر شد گرست باز  
کز مشک بر آرد ده فاک تعبیه هر دو  
شمس میرزا ضیاء الدین گیتی استعداوش در علوم ست اوله علاوه زبانانی است و فقه  
بحری برای تنزه دار و دو پال گردید بعد زمانی از انجا رخت بجای دیگر کشید و زیور  
اگر آن ماه کفانی کشاید روی زیبارا  
اگر از بهر جان بخشی کفانی لعل جان بخش  
نکرده اند این ماه کسی خوشتر شد با هم  
چنان شد شمس لیلیان کون فانی ز عشق تو  
شمس شمس سما یعنی پروریست و نیز می بخوریست

پشیمان من برویت در عاشقی چنانند  
کز رشک یکدگر آرد دیدن نمی توانست  
شمس افند او تنی نور روشنی طبعش کمال روشن بودیست

زان زبان و زان میان بوسه کماله کشت  
نیمت چیزی در میان و صد هزار آرزوست  
شورش مولوی سراج الدین ابن مولوی محمد ناظم خان بهادر و صد الصد و بهر عالمی نگردد با که  
جوانی نهش وضع موزون طبع بود اصلاح نظر می شود و ضیغم را مپوری می نمود در عین جوانی  
از دار فانی به عالم جاودانی رخت کشید این دوست او کلام نکینش بگوش رسید

در دل از ضبط انفس صا شعلای قضا که دهم  
ما ز صرصر خانه خود را چو اغان کردیم  
دیدم ماهست صاعظ طوفان آفت در غل  
خند بارگرید ابر بهساران کردیم

شوق عنایت الله فرید آبادی همه تن شوق کمال خوش خلقی و نیک نهادیست  
ز ضبط مال نیارم بلبل ولی ترسم  
کز اهل در دنیا زنده در شمار مرا

شوکتی خصلت بر ابراهیم صفهانی طرز گفتارش اشوکت فرمان خاقانیست  
ز پاره دل من هیچ گوشه خالی نیست  
که ام سنگدل این شیشه بر زمین زدوست

شهاب شهاب الدین احمد بخاری شعله آوازش و گدازد و لعل شهاب ناریست



بناگویش تو آخر ترک بمن سیاحتی نیست تن  
 بمن را خاک زد و چشمم و گن را چاک پلیرین  
 شهید تخلص مولوی خدیجه الدین احمد ابن سید نجم الدین برادر عمه زاد مولوی عبدالغفور خان  
 بنیاد نسلخ مولدش راجه پور و ضلع فریدنگر و دارالامان و کلاته مشاوش و کسب علم و هنر حسن  
 اصالح کیم تران زند دلبوسی شاد سخن برکسی نظم جلوه گر می ساخت و طرح دیوانی می انداخت  
 وقتی که بنجا کشیده رفت مسوداتش از دست برد و نامه بتاراج رفت این سببیت از دست

### یادگار مانده

از گریه خود سربید هم سناک گهر را  
 در زمزمه آرام ز سخن مرغ سخن را  
 باز آئی شهید از غم کلماته نه کاسه  
 کالبش خور مستموم کشد نوع بشر را  
 از نظم جهانگیر خود آراسته میکن  
 چون شاه جهانگیر حبس انگیزه گر را  
 شیر انمولوی ابوالحسن طمش فرید آباد است  
 مراد است نیکو سرشت از قیود و نهالی آزاد  
 در اشعار گاهی شیر او گاهی حسن اینماید و چنین میسر آید

رفتم بطوف کعبه و اقدام اندر میکده  
 شوق تو از جانمی مرا آورد در جای دیگر  
 قدری سستی فعل تو حسن میدانند  
 جرم چند بکارم کن و احسانی چسند  
 شیر امیر زار و صفیان بیگ دلبوسی شیرای عروض و آشنای قافیه و روی مست  
 با خضر امتیاج نیفتد بر راه ما پند  
 شیرین تخلص رضیه سلطان بیگم دختر سلطان شمس الدین القش کالامش لطیف و دلگش  
 نادیده رخسار چه مردم چشم  
 کردیم درون دیده بایش  
 سخن نام ترا شنیده میدانم دوست  
 نادیده ترا چو دیده میدانم دوست  
 شیر می از ده کوکب و ال است فطرتی بس عالی و وضعی مبهوار داشت کسب حیثیت در خدمت  
 مولانا یحیی کرده و در وادعی قصیده و قطعه گوئی گوئی سبقت از اقران ر بوده و در دست قضا  
 دیگران بسته و مهر سگوت برد بان ناطقه الی شان نموده از دست

چنانچه غم فتنه شد دل حال سستی  
که چون است بد رشتگی تسلی را  
در آن دلی که قوی بود کجای کمر  
در آن کعبه پستیدن است غمی را  
بستم بر سر سبیل و احوال است  
که در رخی تو در گرجان خون مانده است

### حرف الصاد والمهل

صدا بر میزد آواز و بخشش بودی از خانه ان شبی است و بر غم غن قدش کجای  
رنج از آنه تو دل ناگزید حبیب  
صدا بر نمیشد باش چه فریاد سبکی  
صدا سبب فصیح الدین است آب و سیت و زبانش فصاحت و بلاغت رساندی  
دوستان ای کوی تویش نعم از فتن کنیدی  
صدا و قیامش بجای خود صادق است و طبع روشن او پر تو می از صبح صادق  
در خانه نشسته نگیر کس قرار  
چه شد گر غیر جادو بر زمین پلان شکن دارد  
ز کوی تو می بردم و ز فردا غیرت عشقم  
صدا بای ما صاحبانی است و انفس مشک نیزش نسیم و گلشنان  
گیرم که رود قاصد من سوی دیارش  
از شرم ابروان من به دل غیب  
صحبی ملائی از قاطنان شمشیر بود و لب بابت بیان بر معاصران می افزود  
چه پنهان گفت پیغام تو در گوش شنیدنجا  
صحبی بر دی قصبوی کش مع طبع طریقی است

نصفت غالب شده از ناله فر و ماند دلم  
و گر از حال من او را که خبر خواهد کرد  
زیر لب شناسم ای نامه بان دادی مرا  
کشته بودی از تغافل باز جان اوی مرا  
صد در شیخ صد الدین نیشا پوری صد نشین دیوان تغمه و حکمت منوی و صواریت قطعه

گردیدت روزگار دست و زبان زینهار      دست درازی بوجو پیر و زبانی مکن  
با همه عالم ملاقات با همه کس از گزاف      هر چه بدانی مگو هر چه توانی مکن

صدقی با صدق و صفات تبه کلاش و الاست ۵

عرق نشسته ز بندم رخ نکو سئ ترا      ز من مرنج که میخوابم آبرو سئ ترا

صفیری دلیلی ست صفیر دلکش او صلا ده خرمی ۵

ز پیام من جوابی نشنیده قاصدا ما      دهم باین تنگی که ندیده ام هنوزش

صفیری قزوینی بلبل گلبن معنی آفرینی ست ۵

چاره مرگ ست که از حیلای پیا رسیدن      نتوانش آرد و بکاشاید خوشیش

صلحی مازندرانست و سخن طرازیش بحال اصلاح الفاظ و معانی ۵

صلحی ترا که طاق و روز وصال نیست      در حیرتم که در شب هجران چه میکنی

صوفی ملا محمد غیر صوفی چغتایی ست صفا کیشان صومعه و ماغش را عالمی تماشا نیست ۵

چه سود ز یک عتاب تو خنده آلود ست      که ز هر کار گرگ ست ارج و در شکر باشد

صیر فی قاسم هدانی ست و صراف رسته باز و معانی ۵

غنچه نگذاشت کارام و بلبل کند      باغبان امروز گل را سخت بیرحمانه چید

جائیکه تو با کسی نشینی      کس با دگری چرا نشیند

صیقلی یزدی صیقلی گرامینه بوشمندی و بخردی ست ۵

روز وصال مدعی هیچ شب نمیرسد      سیرتاره را چه شد گردش روزگار کو

حرف الضاد المعجم

ضمیر تخاص نپژت زان دامن لوی ست و در آیات و عبارات مضامین لطیفه منطوق ۵

صد شیشه شراب بزم طرب شکست      دلما ز دست محبت به ادب شکست

ستی چشم کی سر خوشی باد و سیکه      نشسته آن بت میخوابد و بالا افتاد

صدقی

صفیری

صفیری

صلحی

صلحی

صوفی

صوفی

صیقلی

ضمیر

تو و شوخی و تبسم بهر آرزو ناز کردن  
 مرغ مجر و جان فشانی ز سر نیا کردن  
 چو خار زور اگر چه خوش است سوئی ساقی  
 پی جام باده دوستی بهوس دراز کردن  
 ضیا ضیا الدین محمد صابری ضیا طبع روشنش و شبستان آیات مصروف و شکر سی  
 ناز ناز است اگر چه فرشت لب بر آفتاب کرد  
 سخن را دل نمیخواهد گزین لبها جدا گردد  
 ضیائی اردبیلی است و رای بیضا ضیا اوی غفل ضیای بیضای چرخ نیلی  
 خوش آن ساعت که آید ترک من شیر کین آید  
 رقیبان جمله بگریند و من نامم چنین با او  
 ضیغم حافظ اکر ام احمد ظف مافظ قطب الدین در اخلاف یادی مسالک خدا وانی مقرب  
 حضرت سبحانی مجد و الف ثانی قدس سره معدود و تمیز و امام شاه رؤف احمد رافت بود  
 زاد و بومش رام پورست و سیر و سیاحتش دور دور در اکثر فنون ماهر و نظم عربی و فارسی و  
 اردو و ترکی و پنجابی و ناگری و پشتو قادر است آزادانه زندگانی می نمود و مقید مذمت نبوده  
 در شش هجری بصلع بر سیال مبتلای پنج ضیغم اجل گشت و ازین واقعه نامرضی غم بسیار بر دلها  
 گذشت دفتر کلامش در جزو آن عدم پیچید و جز این یک بیتش سماعه نواز نگردیده  
 پیما نه و مل ساقی و گل منفس با  
 آسایش جان باز و می مرغ بهوس با

### حرف الطاء المهملة

طالب مشهور به بابا طالب الفاظ و کلماتش کمن لطائف معانی و شرائف مطالب است  
 رباعی  
 زهرم بفراق خود چشمانم که چه شد  
 خونریزی و آسمین نشانی که چه شد  
 اسحر غافل از آنکه تنج هر چه تو چه کرد  
 خاکم بفشار تا چه دانه که چه شد  
 طالعی یزدی خوش خط نستعلیق نویس بود قدری طالب العلوی داشته در اگره صفائی میکرد

### آزوست

ساقیا چند توان خور و غم عالم را  
 باده پیش آر که بیرون کنم از دل غم را

تغیر خود تراستی از زمین هوم نمیخواهم  
ترا میخواهم و غیر تو در عالم نمیخواهم  
گر بصد در دول از سن سخی گوش کند  
بشنود قول غرض گوی و فراموش کند

## رباعی

زا هد بصلح و زهد خود می نازد  
عاشق بر دوست نقد جان مجازد  
دارند امید نظراین هر دو دوست  
تا دوست بسوی که نظر اندازد  
طاهر ملا علی محدث برادر ملا صادق علم حدیث در عربستان تحصیل کرده بغایت متقی و پرهیزگار  
بود و بار بند آمد و در لشکر بخوار رحمت ایزدی پیوست بموافقت سلیقه طبیعت شوخ را

## بنظم اشعار کار میفرمود

تن خاکی چنان افسرده شد از دلغ و هجرانم  
رو و بیرون چو گرد از جامه گردن برافشانم  
در رون روضه جان قامت نهال نیست  
نمال قد تو نازک ترا ز خیال من است  
در میان مردمان چون نیست ما را اعتبار  
همچو اشک خویش میخوابم از مردم کنا  
طاهر بخوبی درین فن ماهرست و غیر شهادی و اصفهانی و بخاری و هروی و دیگر مشاییر

## از طواهر

من آن صیدم که خون خوشین او قفس نرم  
بر دگر پیش میادیم کس نام ربائی را  
طاهر هروی است و از استاد صنعت وی زمین اشعارش کرده  
گفتم به ازین فکر من بی دل و دین کن  
در خنده شد و گفت که فکری به ازین کن  
طاهر ناسخ محمد طاهرست و کلام پاکیزه اش طاهر از عیوب باطن ظاهر  
در حضور غیر با من این همه دشنام چیست  
ای یقربان تو من این لطف بی هنگام چیست  
طبعی آقا قزوینی است و در گلزار طبعش بهار رنگینی  
نمیدهم نگه رخصت نظار یا ر  
چون ابر باید از همه اعضا گریستن

طاهر

طاهر

طاهر

طاهر

طاهر

طییب پناش نیز اعیان باقی اصفهانی است و نبض شناس اسقام الفاظ و معانی  
 ششم که روز ازل از من آسمان وزمین محبت پدری مهر مادری برداشت

طییب میرزا عنایب در حفظ صحت کلام حاذق لطیف است  
 گریه تو بزم عیش ساغر زده ام صد غوطه بخون دید که تر زده ام  
 چون دست سبوی باوه باده <sup>بیکار</sup> دستی که ز بهجران تو بر سر زده ام

طرزی شیرازی است و طرزش پسندیده در سخن طراز است  
 نجمه العبد برنگی گشته شمشیر او گشتم که در رشک اند فروانی قیامت صد شمشیر

طلحی مردی است و یا ستلع نالهای درد انگیزش لب بدندان گری

چون بجز کربسته بجزگ دل من در دامن صبر دید چنگ دل من

بان تا چو کنی تو بیا من ای صبر از آنکه در گردن هست نام و ننگ لکن

### حرف الطار الجمعه

طاهر تخلص او رنگ نشین اقلیم سخوری فرمانروای کشور زبان آوری خاتم سلاطین تیموری  
 کورکانی ششم مملکت نامی هند و ستانی ابو الطغر سراج الدین بهادر شاه پادشاه زینت بخش ارک  
 معلی مینو سواد شاه جهان آباد که در ایام غدر هند فیه باغیبه عساکر انگریزی او را به سلطنت برداشت  
 و سیرای هند بعد نظر بر بغات بر طغر دست یافته خود بدولتش را در شش هجری به رنگون  
 فرستاد و وی از آنجا در سال یک هزار و دو صد و هفتاد و نهم از هجرت بصوب ثواب جنت ملک  
 انشام فرمود و عالی را بفراق دائمی خود متاکم و تحسیر نمود اجلسه العبد علی اسره العبدان و توجه  
 بیتجان الرحمة والرضوان شاه طغر دستگاه طبعی موزون داشت و فرق اعتبار شایع ابراهیم فوق  
 و بلوی بشوره نظم باوی کیوان افراشت در هر روز زبان اردو و فارسی آبی ابدار می گفت  
 و حکم کلام الملوك الملوك الکلام هر چه میگفت نیکو میگفت دیوان اردوئی او در چهار مجلد مطبوع گردید  
 مگر کلام دری او هنوز لباس طبع نه پوشیده من کلامه

بیتی سرکشی کافری بکجا است	هر آن آفتاب بزم سار است
معوطن کن مغربان دو عالم	بسیار نشانی ز لبت سیاست
بهر گام در راه معروضت	دو بدنه بدستال اورا بخت
نه در خاکساری چو من بنوائی	نه در ناز و تکبر چو پادشاهت
بیم تحفه پیش او از کجا من	نه در دیده اشک نه در سینه لب
فغان از سر لطف آن شاه خوبان	خطف بر من بی بضاعت نگفت
ظهور می شیرازی است و حسن کلامش را بکمال ظهور از مدح بی نیاز است	
هر زمان گوئی که از کویم برو جاست و اگر	جان من جانی و گرمی باید و پاست و اگر
ظهور الدین لایحی ظمیر موزون سخن در معارک نیست بنجی است	
نیافتم که سر رشته در کجا بندست که آه من بکشیدن نمی شود آخر	

### حرف العین المعمله

عابد شیخ محمد عبدالنصاری متوطن شاهجهان آباد است و شاعری سلیقه شعار و خوش خلق و نیکو نهاد است

بیزم وصل دوش از دینت سیر چرخم ترا در بر شدیم ای سخی در پیرین کردم  
عاجز میرزا محمد سبزواری است و با وجود سرفرازی بهیم سخن طرازی از لباس تقاضا  
عاری در عهد محمد علی شاه ثریا جاه در کهنه ملازم کباب نجم الدوله بهادر سیر آتش شاسب  
بود بعد تسلط انگیز نیری بر آن خاک و نهضت واجد علی شاه خلف الرشید محمد علی است دین  
محمد علی شاه جانب کلکته از نزہت آباد لکنو سبزواری وطن خودش عود نمود -

این طرف پسرین که ز گل پیرین آتش میگردان لب رخسار قمر سیمین آتش  
آن کامل مشکین که فدا هست بدوش صد همچو من دل شده در هر شکن آتش  
از خوبی و از نازگی او توان گفت صد و صفت ایستوب بجای ذوق آتش

از همه برتر است در دستان صاحب حمزون  
 بمون معرفت و در بدر و بی وطن است  
 عارف شیخ باید به نجاری است و برای معرفت  
 حاسن شماعی اشارت می آید داری سه  
 برابر دی نماید اول که در دین شکسته شد  
 بگو ای شوم مال که طاعت شکسته است  
 زخو رو کند هر چیز که یگانه است از آید  
 همین این مهر و رسم دل است نمی آید  
 نمی آید روی ناز و عجب یاد ابر عارف  
 و اگر آید چنان آید که پند است نمی آید  
 عارف میر حسین لایبوری است و در فن نظم معروف  
 به برگزیده طرز می پسندید و طوری  
 چون نقش قدیم بر سر کوی نوشتم  
 چند آنکه مرا خاک درت جزو بدن است  
 چه شد عهد که با من بسته بودی  
 مرا یاد و ترا باشد فراموش  
 چون مهری دوست بنمای فلک است  
 من دشمن دل گشتم و دل دشمن من شد

### عارف و رویش مردی بود عفا کیش

وران روز که آمد ماه من ز بندگی بیرون  
 چنان آمد از اینجا رب از شرمندگی بیرون  
 عارف یزدی است و مضامین معرفت آگینش  
 مبر از استال و دزدی  
 مرابان و ادان از شوق تو آسان  
 و لے نادیدن روی تو مشکل  
 عارفی شیرازی است و عرفان نکات شعری  
 را با طبعش همه و دسان  
 هر سنگ کز برای تو ام دشمنان زبند  
 بر دارم و تجف بر دوستان برم  
 عارفی هروی متفلسف و معادله گوئی  
 و چوگان دی معروف است و بنجیده گوئی موصوف  
 در جهان شومی و تحریف اسب چو گالی  
 نمی پوید و چنین میگوید

چون گوی سپهر گردنسته  
 میدان میدان چو گوی نسته  
 بر بار که در عرق شدی عزق  
 باران بودی و در میان برق  
 بگریمت آذر از سم او  
 آویمت صرصر از دم او

عاری قلندری صفاتی است و کلامش عاری از تکلف  
 و الفاظ و معانی



روز جزا اگر تو نیامدی برابرم      آبی کشم که دو وز نشتر برآورم  
 عاشقی حسین عیسیان ابن کفایان از مردم غایم آباد و دور و سا آن مکان نوبت نشان  
 نشتر غم تذکره شعراء و مآثر و مقدم بحال بسطاید و گار دوست و دشمن نیکوست  
 عاشقی بچو لاله از دنیا      بادل و اغدار آمد و رفت  
 عالم هر دی است و عیش و رقت شاعری محبت  
 گمان آن دیان شکل خیالی آن میان شکل      میان این و آن شکل مرا افتاد شکلا  
 عالمی جردی آتش و ارباب است و از جد اول عیش بلغ سخن سیراب  
 داری هوس که غیر برای قویان دهد      آو این چه آرزوست مگر مرد ایم ما  
 آمد آن سر سفر جانب گشته خویش      آمد اینم عجب از طالع برگشته خویش  
 عالی رمولوی امیر علی دلبوی است و صاحب ذوق مستقیم طبع مستوی  
 شکایتی بچشم از بستان که خود دل من      همیشه دشمن جان است در کت رما  
 عامی نهادی است و در بر طبع از گانش علی العموم نعت دل پسندی  
 شبنکی چو دل من در خواهد یافت      اگر خدایک تو آفاق را کند غرابال  
 عباس شاه عباس فاضی اول او رنگ آرای مملکت ایران و خسرو عجم خوش بیانی است و غیر  
 نور العین شمع انجمن که آن شاه عباس ثانی است  
 دوستی که در پیاله اسنت شراب ریخت      و روی که ماند در قبح آفتاب ریخت  
 هر کس برای خود سر زلفی گرفته است      زنجیر از آن کم است که دیوانه بر بند است  
 عباسی عباس افطش و در آن معانی راقبای زیبائی است  
 ز بلاء نیست مگر غم آن کند بلاء کم      که بپریم و بکامم و گران گذارم و ارا  
 جز شب کتم اندیشه مآول ز تو برگیرم      چون صبح شود روشن مهر تو ز سر گیرم  
 عبدالحسین حسینان خیالانش سر با زیب و زین اندر

عاشقی  
 عالمی  
 شکایتی  
 عامی  
 شبنکی  
 عباسی  
 دوستی  
 هر کس  
 عباسی  
 ز بلاء  
 جز شب  
 عبدالحسین

بیزست گری آیم ساز غیاری ترسم	ز خوبی نازکت یترسم و بسیار می ترسم
عبدالولی اصفهانی است و مدادش سر زرد و موالی بنجید و بیانی	
پیشین که تکبیر بستار دارد و گل	و اگر کجاست و بر یک بسا دارد و گل
تجربین و غرور توشت آشتابم	رسم ندرست الفت شاد و گداهم

رباعی

آسان بر آن گزنتوان رفتن	بی دیده اشکبار نتوان رفتن
گرد است میان ما و جانان حتی	نمانشید غبار نتوان رفتن

عبد الواسع جلی غزستانی از شعرای مآثره است و در توسیع و اندر و صنایع و بدایع لفظی و معنوی و نظم بر دیگران اقدم شایان معانی عرب و عجم و خالص فائز و الفاظ شیراز و مناسبات تازی و فارسی را بطبعش ناز و قصاید غزلی او مشهور اند و در اسفار قدیمه و جدیده

مستوبه

در سیکه رفتم و دل و خرقة و سوگند	دادیم و نهادیم شکستیم و گربار
تا کرد و ام بلا لایسرا تو نگاه	تا کرد و ام بزرگس پر خواب تو نظر
گابی چو لاله ام و صالت شگفته روی	گابی چو نرگس ز فراقت فگفته روی

عبدالوهاب معموری است و بفیض و باب بنی نشت و لش معمور از مطالب مستوب

و صور

پس ز عمر یک شب در خواب پلوی تو جا کردم	ز پیش دیده ام غاب شدنی تا چشم و اگر دم
از آن قلاش در میان میخوام هم درون آیم	که خود در این می گردانم و بنجو درون آیم
عاکفی از شعرای گیلان است و در هیئت و نجوم مهارت داشته گاهی زبان بشعر میگوید	
ای دل همه باب جهان خواسته گیر	بارغ طربت بسینه آراسته گیر
انگاه بران سبزه شبی چون شبنم	نشسته و باد ابروی بسته گیر

عبد الواسع جلی غزستانی از شعرای مآثره است و در توسیع و اندر و صنایع و بدایع لفظی و معنوی و نظم بر دیگران اقدم شایان معانی عرب و عجم و خالص فائز و الفاظ شیراز و مناسبات تازی و فارسی را بطبعش ناز و قصاید غزلی او مشهور اند و در اسفار قدیمه و جدیده

عبدی

عبیدی نامش عبیدالد فرزند امین الدین احمد است نسبش بشیخ شهاب الدین سهروردی  
می پیوندد و درین عهد مدینه ها نگه میگردانند که با اتهام رای رزیشش نقش هرگونه ترقی می بندد  
مولدش در قصبه جیتو امضاف بشهر میدنی پوشش ششم جادی الاخره سنه الف و اتمین و خمیس  
از هجرت سید المرسلین اتفاق افتاد بعد سن تمیزش شوق کسب کمال و در کمال نهادت طبعی  
رسائی فزینی که داشت در اندک فرصتی از هر علم خطی وانی برداشت و در بعض علوم کتب رسائل  
نگاشت از حایه تصانیفش مثل طراز الازهار فی سیر الفلاسفة الکبار و التجهیه الاوراک فی حقیقه  
حرکه الارض و وجود الافلاک و درایه الادب فی لسان العرب و المناهل الصافیة فی مسائل جزیه  
بر مبلغ شان عیش توان رسید و بمطالعها بجا آید و سفا فی نظمش باید دید که زمین شعرش آسمان  
پیوندد و کسی نفیرش عرش است بلمست و در لید و کثره است

ابلی کوز خدا غنیمت خدا را طلبد	خار از گل طلبه خسته ز خرمای طلبد
تا بخورشید رخت دیده بدوزد گستاخ	دل دیدار طلب دید با حور با طلبد
کوسخ یوسف من بیند و نظم نشود	هر که اول کعبه موسی و م عسی طلبد
از پی خویش عبیدی دل شهاب بشک	سر شوریده ز سودا دل شهید اطلبد
بوسین پائی گش دارد لب من آرزو	مس که درن خاک درش دار و جبینم تمس
جز در غم آن ماهر و لغو مست گرداری غلو	غیر از هوای روی او و دوست گزینی تو
خون که از دیده چکیده است ثمر است امروز	دل شوریده نمک سود کباب است امروز
جایی یک حرف چو در نامه اعمال نماند	هر گناهی که گنیمین قلوب است امروز
اگر فلک نه خیال هلاک نادر دها	چراست نیز و بکفت و فلک سماک نگر
چاره کارم نیاید از کسی ای یاد دوست	غمسار و یار غار و چاره کارم توئی
ای دل بیار یا ر خویشتن و دستمت	آه از نادانیم در آستین بارم توئی
بهرج دانی جامه ات سرخ از چه شد و سرخ پوش	ز آنکه هر دم اندرون چشم تو نهادم توئی

## از مثنوی مشرق الانوار

هست علاج از پی قلب سقیم      بسم الله الرحمن الرحیم  
 در دولت را نبود ای لیب      بهتری از اسم الهی طیب  
 نام خدا طره پزشکی است بان      و ده چه پزشکی که مسیحی جان  
 سرور و سر ملقه پیغمبران      شاه عرب دره تاج شهبان  
 ختم رسل خاتم فضل و جود      گوهر تابنده بحر شهود  
 عبیدی جوانی نورسیده بود چنگاه در لاهور این بیت او شور در هر طرف انداخت باین  
 تقریب حکیم ابو الفتح گیلانی تعریف او بسیار کرده بهلازمت اکبر پادشاه بر دیت این سر  
 مستاع در دکه پرسید نم نمی آزد      کرشمه که پرسید نش نمی آزم  
 عتباتی عبد الوهاب فکرش دراری نظم را اصطراب است  
 ذوق جان بازی اگر نیست نخچیر ترا      در میان جان دهم جا چون الف تیر ترا  
 بتو چون رسد بعضی که ز فطر ضعف جانش      ز دل فگار تالاب مینار جانشسته  
 خون شد دل خدنگ تو تا از تو دور شد      او نیز رفته رفته پهلوئی من نشست  
 عذری تبریزی در فریاد جزیش شور انگیزی است  
 آمد بهار گل شد و نور و زهم گذشت      گرد و سرت نگشتم و امر و زهم گذشت  
 عزت نامش سیف الدوله احمد علیخان بهادر است و هر دانه از در و انهای اصداف  
 افکارش بی بهادر  
 بر فغانم اگر دگر بگوشت      ناله تا آسمان بخود باله  
 عزتی میزاجانی شیرازی طبع زاد گانش را در بزم عزیزان نکته دان عزت عالی تزاوی است  
 فی صبر و بی قرار نه سب و صل یار      چون من کسی بکام دل و زگار نیست  
 و در زان صاف ست برقی آشیان من شد      مشت خاشاکی بصد محنت فراهم کرده ام

نوی

نوی

نوی

نوی

نوی

دل دامن تو در نفسی باز پس گرفت  
کام تمام عمر در آن یک نفس گرفت  
شادیم از ربائی مرغان هم نفس  
شاید یک باغ رسا ندعائی ما  
متاع هستی از گریه و دمام سوخت  
بهار این چمن از قطرهای شبنم سوخت  
نیا فخم که غضب بود مدعا یا لطف  
مرا تبسم و دشنام هر دو با هم سوخت

عزیز الدین شروانی عزیز مصر خدانی است

نداغم هیچ و گنج که با ما آشنا باشد  
ومی پمان ماجوی شبی همان ما باشد  
عتاب از پیش برداری غبار از راه باشد  
من از عالم ترا باشم تو از عالم مرا باشد  
عذر می درین زمانه مولوی حیدر بخش باین تخلص معروف است و بوزنی طبعیت بنجید  
سجیت موصوف مسکن و موطنش قصبه بملول از تو الی دار الحکومت لکنو است و در نوقت  
هفتاد و سال کما پیش سن و سال اوست فارسی را لب و لجه اهل زبان میگذازد و بر هر گونه  
نظم قدرت دارد و با مولوی محمد یوسف علی صاحب تخلص بیوسف هنگام قیام لکنو طرح  
گر می هنگامه صحبت می انداخت و هر غزلی و قصیده و قطعه و رباعی و شنوی تازه که بشنید  
نظم میکشید نقل مجلس ایشان میبانت با نیمه اشعارش مصری هم محفوظ حافظه شان نیست قصید  
نعتیه که فی الحال درین شهر بھوپال بدیه فرستاده اشعارش جسته جسته دیدنی و شنیدنی است  
جز مذاق اهل معنی و در خرابات وجود  
کام هر خامی چه داند لذت صبا بای من  
نغمه پر دازان شلخ سدره و طوبی بوند  
سایه پرورد جای هست والا ای من  
تاریخ از جلباب خلوت سوی جلوت کرده ام  
شد زیارتگاه مردم گوشه الکای من  
کی نشیند در مقامات بنجر و مشربے  
گر و حرص و آرزو دامن استغنائی من  
میشود در مجلس ارباب معنی مستدام  
باعث تفریح دل نظم نشاط افزائی من  
صلح کل با هر کی از خاص و عام روزگار  
خصلت خاص نیست و سنت آبائی من  
آمد از کان عدم تاورد کافی کن فکان  
گشته زیب تاج امکان گوهر بکتنائی من

عزیز الدین

عزیز الدین

می نشاند تیر گردون از تیر یا هر سحر  
 ز آنکه شد در گشتن شان حبیب کردگار  
 سر نه خاک در او آورد تا که نسیم  
 گشته تا و کتب تعلیم اسرار و کون  
 کار بند نظم کی گردد در امنای امور  
 در فراق آن حرم رشک بنت چون بلال  
 میکند بیدار و ایم ننگان خاک را  
 بتزلزل و درست ندی کی سی نهفتن  
 باد بر روح دی و برآل و اصحابش درو  
 عزیز اعظم خان کو که بس نفاق و انواع فضائل و هنر موصوفت و بولفهم عالی و ادراک بلند  
 کسی دیگر را از امر انشان نمیدهند گاهی بشعر طبع آزمائی مینود آواز و مست

گشت بیمار دل از درد و غم تنهائی  
 ای طیب دل بجای چه میفرمائی  
 جان غم فرسود من شد خاک در راه وفا  
 بی وفا با هر طریق خاکساران ابدین  
 عجب می مروی از معاصران فردوسی و ما احان سلطان محمود و غزنوی غازی ست  
 و باناشد قصاید بلبل و سنج طراز سی طلعی از قصیدایش اینست

تاشاه خروید من سفر سومات کرد  
 کردار خویش را علم سحر است کرد  
 عشرتی بر عشرت نغمه پروازیش و لما حیف و حسرتی ست  
 از منیب من گبر و سلمان گله دارد  
 گرت شکم گاه بسج زخم آتش  
 عشق تخلص امام الدین ست و کلامش عشق آگین  
 از عالم دل ست ز حالش خبر مرا  
 منت نباشد از کرم نامه بر مرا  
 دل تنگ شد ز عشق بت مندی قبا  
 یارب ربانی تو ازین درد مرا

عشق

عشق

عشق

عشق

عشق

عشق

عشق آتش میرزا غبار است و از راه و رسم کلام عاشقان بنویس گاه است  
 سیل افتاد و دست از پاتما خرابم کرده است جور صد غوغا به آتش تا کجا بزم کرده است  
 عشق غریب الدین محمود کاشی است و از زبان و لبه تر جانم معنائین عشق فاشی است  
 شاد و مکرده است سر کوئی تو میکشد وین شادی و گر که بسوی تو میکشد  
 عشق شیخ حبیب الدین ابن شیخ غلام حسین مجرم غنیم آبادی است و در عشق غرائس موزون  
 طبع از جادو و پهای ندرت آزاد می است

یارب شاید خنجر خود بخوار کن مرا  
 یمنی که بسمل از لنگه یار کن مرا  
 عشق خان از پر زانوهای ترک است از علم سیاق و قوافی دشت پند گاه نیز نشی مرا  
 بود و دیوانی پر از قنای و غزلیات دارد و آرزوست

عکس چشم به چارت و شراب افتاد و است  
 بچوستی کن سرستی و آب افتاد و است  
 آنچه از شوق لبست و صبیح من خندان بود  
 بلکه بهر دیدن روغنی چشم دل کشود  
 بوقت خط نوشتن یک نام از گریه ترکان غدا  
 ز رشک آنکه بوی قلم نام تو بر کاغذ  
 عصمت آتش خوابه عصمت الدین غاری است و عصمتیان سراق غارتش بحسن و خوشی  
 منجلی خوبان فرخاری است

ای حجر بیرحمی مکن دور از رخ نیارم کش  
 گزین بکشتن لایقیم باری پناز زارم کش  
 بزود وصل همین گشت ذوق دیدارش  
 کنون بقبر آن روزگار میکشد رم  
 سالها قد تو تا من به تقدیر کشید  
 قاست بود قیامت که چنین در کشید  
 ای چشم تو به و چو با بر و پر دست  
 شد چنان است که بر روی تو شمشیر کشید  
 لایق می بین که در اندیشه نقشه نقاش  
 اینقدر ماند که تصور مرا پر کشید  
 نام منم بنان که گذشت است که باز  
 ز خشم شمشیر که بر آن دو تیر کشید  
 عطف قاضی عطاء الدین غازی است و لطیف نمایش سرای دیوان ناز است

ز کارهای جهان عاشقی خوش است مرا  
و گردن کار درین کارخانه بسیار است  
عطار شیخ فرید الدین عطار اصلش از نیشابور است و کلمات و وصفاتش در آفاق مشهور است  
کلاما صوفیه کرام بود و از ارباب حال و مقام دفاتر بزرگتر میآمدش موش و بشون است و صفات  
و آتش از حد مصروف و نپذیرد و منطق الطیر او شده اول الایادی است و بر ولایت و عرفانش  
بآواز بلند سناوی و لاد است شیخ در سنه پانصد و سیزدهم بوده و شهادت وی در جنگه مقل عام  
چنگیز خان بسال شصت و دو هم قدس اند سره و افاض علی السالین بر وی مفید است

هر زمان شور و گریه دارم ز تو  
هر نفس لب تشنه تر دارم ز تو  
خاک بر فرقه اگر جز خون دل  
بسجیج آبی در جگر دارم ز تو  
و تو شمع خبرت ز دلیر آمد  
روغ فردو بد که دل بر آمد  
گو شمع چو شنب نام دلبر  
فریاد و فغان ز دل بر آمد

عطای طهرانی است و دیده سخن گنجینه اش مفاض عطیات رحمانی است  
خویش او به شنش ریوای مردم میکنم  
تا تو پیدا میشوی من خویش را گم میکنم  
در و عاشق را و انجی بهتر از عشوق نیست  
چاره یار سے فریاد را شیرین کند  
عطای جو پوری است و از و پاشی عطای طبعی وی در عبوره سخن افزایش معموری است  
هر خط خطش خوبتر اندر خط باید  
بچون خط او ستاد که نشینے بتال  
عظیم بر طور سخن حکیم است

خرایش ناخن مار اول ناسا و میداند  
زبان تیشه فریاد را فریاد میداند  
علامه علاء الدین خراسانی است جامع فضائل نوع انسانی  
منظومه مایقیانش اگر چه  
و ستمال اطفال گردیده مگر در دیده ارباب بصیرت کاشف حال ارباب وجد و حال است  
ز ناغم آن گل خندان چه رنگ بودارد  
که مرغ هر چینی گفت گویی او دارد  
بجستجوی نیاید کس مراد او  
کسی مراد بیاید که جستجو دارد

عطار

عطار

عطار

عطار

عطار



نشاط داده پرستان هوشها برسید  
 هنوز ساقی مایاده در سبزه دارد  
 علوی خواجه علی قلی فراغانی ست  
 و صد نشین بزم شیوا بیانی ست  
 شمسید عشق ترا بر گزید از آن ایزد  
 که روز شتر شکایت از او سنجی آید  
 علی تائب را پیش رزین و فکرش صائب ست  
 فرهاد بهر گرم شدگان و یار عشق  
 سنگی چو میتون بهر ره نشان نهاد  
 علی شاه ابدال ست و علی الرتبه نزد شایان  
 خطه فکر و خیال ست  
 من رندی سر و پا ز غم تو غم ندارم  
 ز غم تو آنچه غم که غم تو بهم ندارم  
 علی گیلانی ست و عالی معالی سخن بخی و نکته دانی ست  
 نه کعبه و انم و نی ویرای نقد روانم  
 بهر کجا که بر دوشوق منورست مرا  
 علی ملقب بمرصعی از امرای مجتربان  
 بود چنگاه بادهان در حوزه تصرف خود داشت  
 و بهست فضیلت و حیثیات تصفیه و آزدست ست  
 ای دل به شب آن سگ کو خواب ندارد  
 از ناله و فریاد و فغانه که تو داری  
 عمار و کاتب قزوینی در خوشنویسی از معاریف علامت  
 و جامع حسن خط و حسن کلام ست  
 بوسه بن وادی ورنجیده  
 بازستان گر نه پسندیده  
 عمارالدین شیرازی ست و عمار ایوان نکسته پرورازی ست  
 گفتم از همه باریب روسیه کمتر نشین  
 زیر لب شنید و گفت او نیز میگویی چنین  
 عمار دمی غزنوی ست و برای ایوان نظم رکنی ست قوی ست  
 آنکس که یار و دوست ترا در دانه چنان  
 بنی دوست می نشیند و بی یار میرود  
 تا قیامت شرح عشقت دادمی  
 گر کس بودی که باور داشتی  
 عماره از متقدمین شعراست و مهندس و مزارع ابیات ست  
 اندر غزل خویش نمان خواهم گشت  
 تا بر لب تو بوسه ز غم چو نش بخوانی

نشاط داده

علوی

فرهاد

علی

علی

عمار

عمارالدین

عمار دمی

عمار

عمیق از قدامی شعر و ما و این است و سر آرد سخنوران آن شعر — — —  
 اگر موری سخن گوید و اگر موی روان دارد  
 من آن موی سخن گویم من آن موی که جان دارد  
 تنم چون سایه مویست دل چون یاقوت مورا  
 نه هجر غالبه موی که چون نوران میان دارد  
 اگر باموی و باموری شبانروزی شوم عمر  
 اگر خواهی مرا موری بچشم اندر زمان دارد  
 چشمم مورو گنجم زبیر ناری و لب سستی  
 عجمی عبد الوهاب غنای است و ابواب سخن دانی بر رویش مفتوح بینایت یزدانی — — —  
 بخت زو شمشیری که نه خطب عشق دارد  
 بشریعت محبت نتوان نماز کرد و ن  
 عجمی شیرازی اقسام شعر از قصیده و غزل دارد و مدتی در کجرات بایز نظام الدین  
 بود بدنی آمده بدکن رفت باز حالتش معلوم نیست که چه روی داد این رباعی از دست  
 از خون لب شکوه ام اگر تریشد  
 از روزن دیده دو دو دل پریشد  
 اشکم همه شعاع زیر آتش میریخت  
 آهیم همتا با او ده انگشت شد  
 عجمی ترشیزی است و در غم فائق بر اقران در قند بیز — — —  
 زان پیش که قاصد خط آن سیمه آرد  
 جان صرف کسی شد که ز قاصد خبر آرد  
 از آن باختران پیوست در مجلس سخن گوید  
 که می ترسد کسی با او حدیث در من گوید  
 عجمی قاضی عبدالزاق خراسانی است و با وجود عقل قضا با ناخالصش هم همزبانی — — —  
 پیش ازین تاب غم عشق ندارم عجمی  
 سینه اشکاف دل خون شده و لاله اندام  
 عجمی قراگولی عجمی باشد آن سخن در دست و مضامین است از بدش می خست  
 پیش بتام و عجمی بر مراد خویش متن  
 بعد از که دم که صد جاست یا نامشست  
 عجمی امیر خانی است و گلهای اشعارش شکفته تر از ریاحین عمید شادمانی — — —  
 گاهی که خویش را ز غمت شاد میکنم  
 افسانه وصال ترا یاد می کنم  
 عجمی تنگ است و انقباس رنگین جانفرایش با هم می هم آهنگ — — —

ز بهشتیاران عالم هر کراویدم غمی دارد  
دلادلو آنه شود و انگلی هم عالمی دارد

### حرف الغین المعجمه

غافل نامش حاجی محمد امین است و خود را غافل و اندون بر کمال هویشاری او اول لیل است  
ز شوق نامه نوایم ز رشک پاره کنم  
ولی که نیست تسلی در وجه چاره کنم  
کار آسان نیست بی اوزر سیتن  
سخت جانها حساب دیگر است

غالب میرزا محمد حسین اصفهانی است و غالب بر سر کشتان سخن به تیغ کسان است  
تپش دل مگر انظار کند حال مرا  
ورنه کس نیست که گوید بتو احوال مرا  
افتشده ولی گشته ز بس عام درین شهر  
دیوانه بر است رود و طفل بر است

غریب سبزواری است و جد اول کلام عجیب و غریبش بر زبانها جاری است  
غریب مردم و ازین نکر دیاد که  
به یکسی و غریبی چون مباد که  
نوشتم بغیرت از آنده بیکس مردن  
که فی غین شود از مردنم نه شاد که

غزالی محمد شریف انجانی است و از تارهای انفاس دام باغ غزال غزل جسته معانی است  
بدست تاسه زلفش فتاده است مرا  
عجب کشتگی دست داده است مرا  
غضنفر کابل است و در معارک نظم شیر عین کافلی رباعی

زارم مگر کرشمه آمیز تو کردی  
در هم زد و زلف فتنه انگیز تو کردی  
دل را بدویم خنجر تیز تو کردی  
اینها همه غمزهای خونی تو کردی  
غضنفری بسره خنجر فکر گیرادر شکار آهوان مرغزار دری است

یارانه باریق بنی لشکری گنم  
تا در میان تقصص احوال او گنم  
تا بفراق خوگنم صبر کجاست را که  
وعدۀ وصل گردد بدعاقت انتظار کو  
غلام مصطفی ابن سید علی الدین ابن سید نور محمد قادری حسینی الیه آبادی از اولاد سید شاه  
محمد ابراهیم ابن سید فیروز موجود است و سولوی شکر السید بن شاه حجت الیه آبادی را که از اخاد

غافل

غالب

غریب

غزالی

غضنفر

غضنفری

غلام مصطفی

نسب الله آبادی بود و زنده شان حق اوستادی ست و نیز زانوی ادب پیش مولو سے  
مراد علی شاکر در شید مولوی این نامه مدرس مدرسه گلکنه صاحب قصیده غنمی ته کرده و قمار  
از میرزا میر بیگ آبادی فرا گرفته درین زمانه یکشش آب و دانه متقیم شهر بجو پال ست  
و ملازم بارگاه جناب میسه غنمی این دارالاقبال بحر چند از انسلاک در سلک شعر انجمن بنامه  
لکن احیانا از زبانش کلام موزون بر می آید از انجوست سے

ز کارشش مژه شوخ چشم حیرانم      که نشتری زند اندر رگ دل و جانم  
نگاه لطف تو باشد رقیق جان بشه      مذاق درد تو باشد بجای سے در مانم  
فاخته کو کوزن در یاد آن سر بلند      عندلیب خوش نوادر ذوق دیدار بها  
در تلاش روزی و فکر معیشت صبح و شام      ق      کو کبو آواره گشت ته دهر دیار  
این نمیدانی که خلاق جهان رزاق خلاق      از شمار روزی رساند مر ترا لیل و نهار  
غنمی میر عبد الغنی تفرشی ست و همچنین داری نقد کلام تجیده و دانش غنی و دام از صبا سے  
سخن در سر خوشی سے

غنمی از بت پرستی باز مانده      سر شوریده تقوی بر تابد  
غنمی ملا غنی جوانی نورس بود مدتی در گجرات با خواجه نظام الدین احمد بسبر بر داول غنی تخلص  
نیکر و خواجه تفسیر نموده این تخلص داد و در ملازمت جهانگیر پادشاه می ماند خالی از خوش طبعی  
نیست از دست سے

منم که غیر منم اند و ختن نمیدانم      تمام اشکم و واسو ختن نمیدانم  
بخور خاطر اگر روشناس خورشیدم      چرخ بخت خود افر و ختن نمیدانم

غواصی یزدی ست و غواص بخور زو خارا نکار بی بی سے  
گر نه هر دم ز سر کویتو ام اشک برد      عاشقی با کنم انجا که فلک رشک برد  
غنمی حسن گجراتی ست و زبانش البقر یاد سخن رسیدن بهت جلی حسن اتی سے

سوی یار از ره دل میروم و می آیم      قاصد و نامه و پیغام قیام به بیت  
 غیبات نقش بدست و نقوش خیالش و لبست  
 بر دلم سبزه خط تو گران می آید      این بهار نیست که بود بوی خزان می آید  
 غیباتی است آبادیست و سخنش پیش نکته ترسان از جورنا نماند      ۵  
 نامت ز رشک پیش کسی چون نمی برم      آیا سرخ از که گفتم منزل ترا  
 شرمسارم ز رفیق شب بجران تناکه      او گریبان مراد و دزد و من پاره گفتم  
 غمیرت میزد محمد جعفر اصفهانیست      عروسان حجله داشت غیرت افزای دلبران انگشتانی  
 آفتوس که تا بوی گل بود بگلشن      صیاد نیا و بخت بگشتن قفس ما  
 شنیده ام که غم را کسی بجانان گفت      چگونه گفت غمی را که باز نتوان گفت  
 من و قفس ز شوق اسیری ترانه بخت      صیاد و در گمان که گستاخم آرزوست  
 چشم نوش ترا غم بهما نشناسد      و رشتا سد چو لب تشنه مانده نشناسد

حرف الف

فلح میرزا ضعی از سیارکان سما فکرش عالم خواطر مستفیست      ۵  
 هست در کوئی یار خاندان ما      لن ترا — ذ بود ترا ندان ما  
 مطلب ما دیگر و مقصود موسی دیگرست      عاشقان را با نظر بازان مانند کارها  
 رسواست هر که شیفته دگر خان شود      در پرده بوی گل نتواند نمان شود  
 فاختر به بهانی سرمایه افتخار ارباب نکته راست      ۵  
 باز از شراب غیر برافروختی چرا      ما را آب نش و گری سوختی چرا  
 و در دوش سری بر خننه این غایب کشید      ای پنهانین شکاف دلم فروختی چرا  
 فارسی ضیاء الدین خجندیست و کلام فارسیش را محال از جیبست      ۵  
 شب تا بروزگار من و روز تا شب      نالیدن است از غم تو یا اگر نیستی

مهر

مهر

مهر

مهر

مهر

گفتی ز درو من نگرستی و برستی      فرق ست از فشاندن خون تاگر بستن  
 فارغ ابراهیم صفایانی ست و در فکر موز و مان فارغ از افکار سرایم فانی      ۵  
 دوستان بهر خدا فکر من بیدل کنید      مهربان سازید او را یا مرا بسپار کنید  
 فارغی استر آبادی ست و صلاش بفرغ بال منادی      ۵  
 بی نظاره ستاده ست جهانی بر هوش      من در اندیشه که یارب که افتد گمش  
 فارغی مولانا بادشاه تبریزی ست و از شاه بیت نکین او شور یگان دشور انگیزی      ۵  
 ترا در دیده جاودام که از مردم نهان باشی      ندانستم که اینجا هم میان مردمان باشی  
 فاروق فرق دراری نقش بفرقدان و حیوق ست      ۵  
 نوگر قماریم مار اگر یه کردن لازم ست      تو نهالی را که نشاند آبش می بیند  
 فانی امیر نظام الدین علی شیر در محراب شعر و سخن شیر بود بس لیر بوزارت سلطان حسین میرزا  
 سرفراز و بنفوت حمیده ممتاز بود      ۵  
 اخشب غم چند دور از روی یارم میکشی      زنده میدارم ترا هر چه کارم میکشی  
 با صد هزار دیده بگرد جهان سپهر      جو یای آدمی ست ولی آدمی کجاست

رباعی

رفتی که چو آفتاب یکتا باشی      از پر تو محرم عالم آرا باشی  
 نماند گردوی که تو از ایشان ببر      آباد یاری که تو آنجا باشی  
 فالص گیلانی ست و از مبد و فیاض فیض مطالب عالیله بدش از زان      ۵  
 نمیدانم ز من گریه طلب چیست ناصح را      دل از من دیده از من آستین از من کنار من  
 فالص نظری ست و کلام فیض نظامش همه معجزی      ۵  
 ندر و نا اگر که نه عجب نبود      غرور حسن ترا اند تو بخوبی درازد  
 فائق نامش میر احمد ست و در خوش گفتاری فائق بر معاصران خود      ۵

فانی  
 فارغی  
 فارغی  
 فاروق  
 فانی  
 فانی  
 فانی  
 فانی

برگه که مر آخر امید آوردم      سرى بسجده ز پیری چوبید آوردم  
دل سوخت آتش حرمان ایامم      جز پنبه میبنا گذارید به انجم  
هر روز میزند چو شفق جوش خون ما      سو قوت بجنب رها شد بنون ما

فتح الله قزوینی است و اشعارش فاتح ابواب جان گزینی است

من که چون فی رغبت چرخ از روی ام      گوشت لایعنه نیست که دردی دارم  
فوت میرزا نوری است و کلام فوت نظامش روشنگر اما بملعات معنوی و تصویری است  
و فای و عدد بهین پس که دولت گذرد      که آن اسیر شکش در انتظار من است  
ز شرم و عدد و فلانی کنکاست راز من      نیامدن ز تو و ذوق انتظار راز من

فخر جرجانی از اشعار آن پاستانی بخش و چمنی فصیح و منتهی و این او شیرین و لطیف است  
خوش است این نکته از گیتی شناسان      که باشد جنگ بر نظاره آسان  
گل و زگل سبک باشد بدین      ولیکن تلخ باشد در پیشین  
گناه بوده بر مردم خفتن      بسی نیکو به از ناهوده گفتن

فخر الدین رازی قدس الله روحه فخر افاضل است و از کمال تجربه و انواع علوم با اهلای عالمش  
لی انباری و از غایت شهرت و آتش از تلمیح و توصیف بی نیازی است  
اگر با تو ساز دشمن ای دوست      تا یاید که با دشمن بسازی  
گرت رنجی رسد خراش و خروش      تو کل کن لطف بی نیازی  
و اگر نه چند روزی صبر فرما      تا او ماند نه تو نه فنا را زنی

فهمی استر آبادی مردی مستقر بود وفات او در دهی شد از دوست

رباعی

ای روی تو در غرق گل آب زده	زلف تو در بخت آب زده
چشمان تو چون دوست نیکو بالین	زهر تو در تمامه خواب زده

فخر جرجانی

فخر الدین رازی

فخر جرجانی

فخر الدین رازی

فهمی استر آبادی

فدائی شینخراود و لاله‌نخی باشش فدای کشته‌نخی است

شونخی دل و دین بر دلفنارت ز فدائی  
وین طرفه که سیدانم و گفتن نتوانم

فدائی میرزا سید محمد فدای کلاش و لهامی نیک بدست

کنت خیال تو شرم از رخ نقاب هنوز  
ترا حجاب ندیده است بی حجاب هنوز

فدائی نواب اشرف الدوله بهادرست و از نیسان به معش درهای بی بهادر تقاطرست

ز بهر امان نفسم شد چرخ افغان بر سر خاکم  
دل هر آشنای سوخت ز بهر سوکال من

ز سرخی بر سر لوحم نویسد  
درین تربت ولی خون گشته هست

فردشاه ابوالحسن از شایخ پهلوانی است و فردوسی فردی از بزرگان بارگاه باری

برنجی گرزین تقدیر نوکن  
خط پیشانیم تحریر نوکن

فروغ میرزا محمد علی طبع روشنش را با پرزادان سخن محبت دلی است

محمودیم از وصل جوانان نذر پیریت  
پیری چه زیان داشت اگر بخت جوان بود

بیاد چشم منجمد بر کس در انجمن فرستم  
گر نفتم ساغر می بر کف و از خوشین رفتم

فروغی نیز از محطرات و فروغ ضمیمه اش ازین اشعار بینی و دانی

تو آن بتی که بتان جلد پای بند تواند  
سهی قدان همه محو شد بلند تواند

فتادگان بهت را بسی سرفراز هست  
که پائمال شمع نازنین سمست تواند

فغان که همچو فروغی هزار خسته جگر  
اسیر حلقه گیسوی صید بند تواند

فریدی آغاز ناز ز کیش طهرانی است و زردار العیار ز بهنش و لفریایه داران سخندان

نظر بلف و رخ و خال نیست عاشق را  
تو واقفی که سر رشته در کجا بند سبت

خوش آرمیده قافله دمک یا گدشت  
گردی نشد ز رفتن این کاروان بلند

ما را هوای گلشن و باغی نمانده است  
ای بوئی گل برو که دماغی نمانده است

فرید کاتب شاعری ماهر از تلامذه انوری است و فرید زمان در مداحان سخنبری



شایان ز سنان تو جهانی شده است      تیغ تو چهل سالان اعدا کین خیز است  
 گر چشم بدی رسید آن هم نقص است      کانکس که بیک حال بانه دست خداست  
 فزونی سبزواری ست و سر آمد نخل بندان ریاض سخن با فزون گلکاری ست  
 اگر دست شوم بفرزونی ستم کن      آخر چه شد اسیر تو شد بند خداست  
 این خواری از تو میکشتم ایدال تو بن شوی      ورنه مرا بدوستی او چه کار بود  
 فزونی میر محمود است آبادی ست و بفرزونی کمال درین فن صدر مدد است و ستادی ست  
 شادوم بستم گاری روز جزا که بسپنج      دوزخ با مقام گناهم منیر ست  
 فسونی امام قلی بیگ شاعر سحر بیان ست و انسون کلامش دلهای عشق گزیده را در مان      و  
 سالها از گریه ام رفت و چو منیم ز با      سختی از دل با جگر می افتد از دهن هنوز  
 فصیح معروف بنوب شاه فصیح الدین خان ست از رؤسای قبه ایچی مضاف صوبه      و  
 او دست طبعی لطیف و ذوقی شریف دارد و درین زمان بدان مکان آن شاه سریر عرفان  
 کوس لیل الملکی می نواز و نسبش بمحمد بن ابی بکر صدیق رضی الله عنه می پیوندد و الدوا بدش نواز  
 سعید الله و له محمد مناج الدین خان بهادر هم جوهر ازارت شاه کبیر ثانی پادشاه و ملی ممتاز و  
 جدا مجشمنش غلام باسط خان بعد از ریاست انشای دیوان گورنری دارالاماره کلکته  
 سر فرار بود و خودش در حاکمیت بیت السلطنت لکنؤ بلامت فرمانروایان آن سرزمین سمر  
 روزگار مانده ناگاه بجا ذله الطاف ربانیه خاک بر فرق دنیای دنی انداخت و دست تبیت  
 مولانا عبدالوالی فرنگی محلی قدس سره داده بتزکیه باطن پرداخت مدتی بحکم سیر وافی الاض  
 کرده چند را به پرکار قدم تقریب میدوی و در اشنامی دور و گشت طالبان حق را راه رست نمود  
 اکنون در وطن بر و ساد ارشاد و ملقین شکر محمد رشید الدین خان برادر کوچکش بلامت این  
 ریاست در ملک و پال متوطن از کلام بلاغت نشان فصیح فصیح البیان ست  
 شعله آه جگر در جان مضطرب ریخت و خست      طایر من همچو نقش آتش از پر ریخت و خست

بازمانده

بازمانده

بازمانده

بازمانده

در غم آتش رخسار کان دل از دوستان  
 فلک سیاه زد و دل تابوین ست  
 سر غم گذران بیوفا کرد  
 کامل فتد چه عشق کش حسن ناز و  
 لاف محبت گزنی پید اکن اعضا می دگر  
 تیرسم بر من ای باز تح کین  
 زند خنجر نوا تا بر دل غصه  
 زبط خون کبوتر ریز ساقی  
 زرگمانی گل باغ نزاکت  
 وفا می نیست در عالم فصیح  
 کاکل ست این یا سواد کشور سود است این  
 خاکپای گلرخان یا تاج فرق بیدلان  
 فصیح یزدی اسفاری ست و بهار کلاش در بلاغت ریزه و فصاحت باری سه  
 غنهای مرده در دل بازنده کرد بهجر  
 شهید رسم دیاری شد که بعد از مرگ  
 چشم ترا زستی ناز آفریده اند  
 فصیح از طائفه نسوان نانش جلیه غنم ست و حسن کلام با حسن مصوری و معنوی و بی غنم  
 جز خار غنم زست ز گلزار بخت ما  
 آن هم خلید در حبس گنجت نخت ما  
 فصیحی اردستانی ست و فصاحت ابالکماش پیوندر و نانی  
 کدام دل که برو زخمی از خدنگ تو نیست  
 تو صلح گر کنی کس حریف جفاقت نیست  
 فضلی جبر باد قانی ست و حاضر فضائل روحانی و نفسانی سه

فصیح

فصیح

فصیح

فصیح

سما کی از خوبی تو دل بار جفا بردارد      آنقدر جور با کن که حسد ابرو دارد  
 حل میکنم سیاهی چشم از پی امداد      تا در لباس نامه به بینیم روی دوست  
 فضلی مافضل اند قزوینی پدر ملا مقصودست از جلالی زاد ما و اهل حرمت بود از دوست  
 دل در برم طپید مگر یار میرسد      یا نامه ز جانب دلد ار میرسد  
 فضلی چو غنچه خلعت هستی بخود میبچد      بر چهره چین نیکن و دامن بخون کش  
 چون گل شگفته باش چو سرو از غم جهان      آزاد باش و منت این چرخ دون کش  
 فضولی بغدادی هر چند باین تخلص مشهورست      مگر از فضول کلام بفراخ دورست  
 ولا عذرت چنان خواهم که هیچ از من نیاسود      دوروزی کا ندرین محنت سر امان بود  
 اگر میرم نخواهد کم شد آب از چشم نناکم      بهر سو چشمه خواهد روان شد بر سر ناکم  
 فضولی نجفی فضولی را از مقالاتش بر طرفی است  
 تا در دولت اندیشه بسید او نیامد      هرگز ز من دل شده ات یا دنیا مد  
 یار ما را به ازین زار و حزین میخواند      به ازین صیت که ما را به ازین میخواند  
 فغان لاله لاجبی پر شاد دهلوی است و فریاد و فغانش بلرزه اندازد لهای قوی  
 علاج درد دل از دلربا نماند آید      و فغانشاید و غیر از جفا نماند آید  
 فقیر ریزی غیر فقیر را لاجبی است و صدر نشین دیوان سخن سنجی  
 خوشم که جلوه برقی کند شکار مرا      بدام شعله کشد دانه شکار مرا  
 فکری غیاث الدین منصور در جمله علوم کامل و ما هرست با اینهمه دلمار با سحر طلال ساحر  
 صفائی عارضش نقصان نگیرد از غبار خط      نگر و تیره از گرد و بیتی آب گوهر را  
 همچو من بکیس شهیدی هیچ کافر دیده است      صبح محشر هم دیدم خون من خوابیده است  
 بود هر حلقه چشمی بر او انتظار او      سراپا دیده گردیده است زنجیر خون من  
 فکری محمد ضایک شاعر خوش نواست و فکر آسمان پیمایش بضامن عالی رسالت

فیاض

فیاض

فیاض

فیاض

فیاض

فیاض

فیاض

بنگین رفتن تا بستم از کوهی تو میترسم  
 که یابد مدعی رازی که در دل آتشم عمری  
 پنهان نتوان داشت ز ما صیبت دشمن  
 با جنبش مژگان تو در سینه خبر بود  
 فکری میرک خان است و شب ز فکرش را در ضامین رنگین جولان  
 ندیده قطره خون از جگر برآورده  
 بدیدن تو دل از دیده سر برآورده  
 فکری قاضی احمد بنزاری است و شور کلام نکینش در دلهای فگار ارباب و جد ساری  
 شها فکری پیش ازین در دهر مردم ده  
 گیم شنید آن سنگدل تاثیر کو فریاد را  
 دل یک بی طاقی هر دم زندگام را  
 کسی ز حال من ناتوان خبر نگرفت  
 کز غم عشق تو کار من ز غوغای گذشت  
 چو آه و ناله من در حق توبی اثر است  
 چه نامها که بمشرب سیه خواهد بود  
 داشت صبر و طاقی بر صبر و آرام از شد  
 تو هنوز زای شمع بی پروا غافل میکنی  
 فغانی نامش شیخ احمد است و از فنا و محویش در نظم بقای نامش تا ابد  
 افتاده به پازلف سخن سائی تو از صیبت  
 فغانی می علی اصغر مشدی است و نعمهای دلکش او بصلح ارباب ذوق نوا  
 دی خودی

غبارم کن خدایا در هر کان مه گذارد  
 مگرد من گشتان روزی مرا از خاک بر دارد  
 فغانی چغتائی اخیل زاده بود و سفر بسیار کرده و زیارت حرمین شریفین مشرف گشته و شیرینان  
 زده اول خطاب فغانی داشت بنا بر صد و بعضی امور از آن مرتبه افتاد و روزی چند در بند بود  
 بعد خلاص بدیو لگی افتاد و دست جنون او را نشان گشتان بصحرایی برد که کس نشان نداده است

دیوان است و شعرش از ان قبیل است که میرزا دوگان چغتایه خراب آن روش ناماز است  
 رسد بر کس مقصودی زیارب یارب شما چرا مقصود من حاصل نشد یارب زیارب  
 نگویم بجز تشریف قدوست خانه دوام غریبم خاکسایم گوشه ویرانه دارم  
 تا گل روی تو از باد و گلغام شکفت باد و از عکس گل روی تو در جام شکفت  
 فوتی یزدی بخرال است و غلبه بیلش بلغو و هنرل سائر فضل و کمال دیوانش از کلام زندانه  
 لوطیانه مملو و النادر کالعدم در وی سخن نیکو

بظا هر خنده بر ریش دوران میرنم اما گل فصل خزانم خاطر ختم منیدانم  
 مرا قیامت مردن بصورت دیگر است مسافران عدم انتظار ما مه پدید

## رباعی

تا نیست نگرودی به است ندهند وین مرتبه با هست است ندهند  
 چون شمع قرار سوختن تا ندی سرشته ز روشنی بدست ندهند  
 قوت ربیع بن حافظ محب صادق لکنوی تحصیل حیثیات از خدمت مولوی عبد العلی  
 فروغ و صدیم محمد حسن حاجی پوری و مولوی عبدالصمد پشاور سیلیم الله تعالی نموده و شوق کتابت  
 نسخ از منشی اشرف علی اشرف ساکن کسمندی مضاف لکنو کرده و خط نستعلیق از منشی عبدالکریم  
 لکنوی فر گرفته حافظ کلام الهی و قاری احادیث ختمی پناهی و ملازم ریاست بهوپال و کتاب  
 تفسیر فتح البیان است هر چند شغل شاعری ندارد اما انیانا بنظم می پردازد آیین چند شعرا  
 و یک قطعه تاریخ از دست

بسکه وقف سوختن افتاده اند بر زم یار هست جان عاشق خونبار شمع انجمن  
 رحم بر خاک تیر پر و اند که بهر تو سوخت کس نمی بیند چمن آزار شمع انجمن  
 وصال و عده فرما بادل امیدوار ما کشد تا چند جو زحمت تو جان نزار ما  
 مثنای می لعل شکر افشان بدل دارم نخواهد که در صهبای غنم زائل غمار ما

یافت چون لواب صدیق احسن      خلعت رخشان چو مهر تابک  
 از ملک اهل زمین راست دنا      آسمان ناز و باریش تشریف پاک  
 فتمی همش دیانت حسین ابن شیخ هدایت علی لونهال خطب بجا رست و چمن طبعش باغ و بهار  
 بشاگردی عبد الغفور خان بهادر نسل ممتاز و در فاسی وارد و سخن پرداز نکته فتمی فتمی ازین

اشعار فتمی

سینه نختی عشاق حزین را      سواد زلف خوبان نام کردند  
 بر وز اولین زهراب غم را      بکام فتمی ناکام کردند  
 در هفت فلک ز نیم آتش      آهی اگر از درون برآریم  
 منت کشیم چاره گر را      دل داده در عشق یاریم  
 صیاد بهر یک قدم دامن فلکده است      ای دایم بر سینه که پروبال ندارد  
 فیض محسن کاشی است و جل فکرش بخوش تلاشی      بر آراء  
 بامن بودی منت نمیدانستم      یا من بودی منت نمیدانستم  
 رفتم چون از میان ترا دانستم      تا من بودی منت نمیدانستم  
 فیروز کابلی خانه زاد میرزا محمد حکیم بود اصلش از طایفه لنگاه است خالی از طالب علمی ناقص و  
 حلی نبودنی اجماع و موسیقی و قوفی داشت و طنبور را بطور تازه می نواخت و سخن فتمی طبعش خالی  
 از شوخی نبود اکثری از دو اوین متقدمین و متاخرین را دعوی میکرد که جواب گفته ام تا چه  
 یافته باشد مگر دران عالم شهرت یابد از و ست

غیر منظور نظر ساخته یعنی چه      بنده را از نظر انداخته یعنی چه  
 کس ندیدیم بد و بر تو باین حسن و جمال      قیمت حسن بر انداخته یعنی چه  
 علاج این تن بیمار چیست جز مردن      برو طیب مکن سرخ خوشی تن صنایع

## حرف القاف

قافانی قافان قلم و شعر و سخن قافان خط کلام فصیح و بیان روشن مایم میرزا حبیب فرزند میرزا  
ابو الحسن تخلص نگارش است و غالب پاک شیرازش مولد و موطن در عمر هفت سالگی گردیشی شهره  
نشست و بهدایت لیاقت فطری در سن تمیز رخت بعزیزیت خراسان بخت و دهن شوق تحصیل  
علوم بگذروده از هر گونه علم و هنر قسطی وافی برداشت و بموزونی چلبی در همان عهد صبا ناطقه را  
معروف نظم و شعر میداشت تا آنکه درین طریقه از سخن سخنان عهد بسابق الاقدامی شهرت گرفت  
و آوازه خوش کلامیش بمساجع مجامع بارگاه شاهزاده شجاع السلطنه حسن علی میرزا رفت  
باحضارتش امر فرمود و منساک زمره ندائی خاص نمود بعد از مانی بتقریب احسن و حضور پادشاه  
حم جاهد فتح علی شاه رسانید و بخطاب مجتهد الشعرا مخاطب گردانید و پس از شنعار آن شاه عالیه  
داریکه آرا فی محمد شاه باو شاه او را بخلعت تقرب سلطانی نواختند و بدلقب حسان العجم ملقب ساختند  
باجل بر چلند قسام نظم بحال طلاقت قادر و از فن شاعری بخوبی ماهر بایات مقطععاتش قطعات  
خیابان بلخ از ریاضین مضامین عطر آگین نخله سانی شام سخن سخنان و گلزمین قصایدش  
فضای مرغزار و راغ از گلهای نکات رنگین نظر فریب مناظر نکته فغان کلمات و حشیانه از  
لطف تالیفش مانوسانه معانی بیگانه از میان ساحران اش یگانه مطالب است بسنه پیشینان  
از بندش تین او خجست الفاظی ربط ادرست گزشتگان از حسن ترتیبش مربوط و درست  
مهارست در قصیده گوئی بحدی دارد که از غزلیاتش انداز وادی قصیده می بارد و در سبک  
قافان جانش از سلطنت اقلیم جسد دست کشیده و بسال نفتم ازین واقعه کلیات نظم و نثرش  
و مسموره مسمی روحی بقالب طبع دمیده آرزوست

عید شد ساقی بیا در گردش آور جام را	پشت یازن دور چرخ و گرهش با م را
خلق را لب بر حدیث جانیه نه است و ن	از شراب کینه میجو اهرم لبالب جام را
هر کسی شکر نمده بر خوان و بر خواند دعا	من ز لعل شکر نیت خالیم و شام را

عود اندر عید میوزند و من نالان چو عود  
 حیران کند جمال تو ماه و دو هفته را  
 خاکم بس که آب و چشمم بسان باد  
 ضحاک و ارشده سسے بیگناه را  
 حیران ز ایدم که بر آن روی چون بهشت  
 چه غم ز بی کاهی کاسمان کلاه من است  
 برون نه یک قدم قافانی از خویش  
 تبه شد حال دل قافانی از اشک  
 ز دلربایی چشمش شرابست شود  
 مگر که مسکن دلهاست زلف مشکینش  
 ز جان شاکر زلفین اوست قافانی  
 چون ابر در فراق تو از بس گریتم  
 غم عشق تو آزادم ز غمهای جهان دارد  
 موسی تو بروی تو عبیر است بجمهر  
 ز ایدم گفت ز دین شرم کن و باده مخور  
 جام می ده که ترا عرضه دهم از جهان  
 بجرم عشق تو گر میزنند بر دارم  
 گو که جان مرا با تو آشنائی نیست  
 گد بدانم در بهشت می برند  
 پای قافانی رسد بر ساق عرش  
 صد خرمن جان را یکی جلوه بموزی

بی بتی کز خال هند و ره زند اسلام را  
 نجات دهد رخ تو گل نوسنگفته را  
 گرمی فزود آتش عشق نهفته را  
 بردوشش تا غلنده دو مار سیاه را  
 از لبه گناه شمار و نگاه را  
 زمین بساط و دروشت با نگاه من است  
 که از قید دو عالم میتوان رست  
 ز جوش سیل ویران شد عمارت  
 دران زمان که می از شیشه دریا می کند  
 که هر کس دل خود را دران سراغ کند  
 تو عند لب نگه کن که میج زانغ کند  
 در چشم من چو چشمه خورشید غم نماند  
 بدان غم کرده شادم خدایت شادمان دارد  
 خال تو بپهر تو پسندیت بر تش  
 می حرامم بود آری خبر از دین دارم  
 که من اندر دل خود جام جهان بین دارم  
 گمان مبر که ز عشق تو دست بردارم  
 که با وجود تو از هر چه هست بیزارم  
 کافر مگر پاکشتم از کوی تو  
 گر بند سر بر سر زانوئی تو  
 صد کوه گر آن را یکی غزه بکاسه



نار از نه گنجت از چیت پاسبانی	ابر از نه بھرت از چیت پرده داری
شب وصال تو دایم از چه کوتاہیت	تو خود ستارہ روزی چو پرده بکشائی
تا چند سرائی کہ چنین است و چنان است	آن اگر بجز نام در گنج ندانی

## رباعی

آن ز گسست فتنہ انگیز نگر	آن خنجر مرغان بلا خیز نگر
در عمد ملک کہ بادہستی ندہد	اندر کف مست خنجر تیز نگر

## رباعی

گاہی ہوس بادہ رنگین دارم	گاہ آرزوی وصل نگارین دارم
کہ سجدہ برست و گاہ ز نار بدوش	یار بچہ کسم کیم چہ آئین دارم
قاسم علی قصہ خوان طوسی است و دشت بوزونی کلام مانی و مانوسی	چو توئی نبودہ ہرگز بوفا و مہربانی
قاسمی از ندرانی است و حظ ز بانہش از حضرت قشام ازل قسم خوش بیانی	چو مجر ز آتش سودا بر آید و دواز جا نم
قبولی یزدی است و کلامش مقبول پسندیدہ ارباب مخدوی	جوئی آنکہ بر سر گستر لطف تو دامنم

نام رقیب برب جانان من گذشت	واقف نشد کسی کہ چہ بر جان من گذشت
قدرت لالہ مشتاق رائی است و قدرتش در نظم معاصران راحت افزائی	نشد در زندگی چون از توقع خا خا برین
قدری شیرازی است و کماند طبعش بہام مصالحہ بنجیدہ در قدر اندازی	بہر نگاہ تو صد خون اگر کنم دعوی
قدری بر نظم قدرت داشت و شعر خوب میگفت در منتخب التواضع ذکرش کرد و این	زمانہ با ہمہ خصی گواہ من باشد
بیت از و آورده	

قدرتی  
قدرتی  
قدرت قبولی  
قدرتی

چندان امان نگیرد بهم بخودی که جان داند که چون برآید و قربان او شود

قرنی دماوندی است و سخن را بقرب طبعش از جندی و سر بلندی سه

میفرستم بر او قاصد و میگویی در شک سببی ساز خدایا که بمنزل نرسد

قضائی علی پسر ملا درویش فتحپوری است در سیزده سالگی شمسیه میخواند و طبعی بغایت فیض

داشت سلیقه او شعر بسی مناسب افتاده بخد مت شاهزاده بزرگ اکبر پادشاهی بود

این تخلص را از انجایافته فارسی نمیدن و گفتن درین سن عجب بود چه جای شعر گفتن از دست

گر حسن صنم جلوه گر صومعه گردد سجاده کسان سبجه بزنا رفروشدند

نقد و جهان کس نشناسد ز خریدار انجاکه متاع دل افکار فروشدند

منم که یافته ام ذوق نشتر عسمر ز ریش سینه من نخلت است هر هم را

قمری قاسم بیگ افشار کلاش را در بر زمخوهران عز و اعتبار است سه

باکم از کشته شدن نیست ازان میترسم که هنوزم نفسی باشد و قاتل برود

قمری آن صبر و قراری که بآن می نازی بنایم تو چون او دوسه منزل برود

نه بجانم دل قرار و نه بکوی یار گیرد چکنم مگر بیرم که دلم تشرار گیرد

قندی در عهد بیرم خان از ماوراالنهر با گره آمده طالب علمی میکرد و غیر این ابیات

### دیده نشد

صومعه طاعتم گوشه میخانه شد سبجه درویشیم نعره مستانه شد

خرقه زهد و صلح در گرو بادیه رفت غفلت سبج و ذکر کفعل پمانه شد

قندی بی خانان سوئی حرم میشتافت زو صنی راه او جانب بجانم شد

قوسی در خدمت خان کلان از امرا اکبر پادشاهی بود و در تراشیدن خلال و شانه ایشان

### آن پیش و عدیل زمانه بود آراوست

کار قوسی در هم از زنجیر زلف یار اوست همچو زلف یار دایم صد گره در کار اوست

چنان

قندی

قمری

قندی

قوسی

قوسی طوسی در ترکش فلش هزاران تیر دلشین صفایین معقولی محسوسی است  
 جاییکه تویی نیست کسی را گدراختب از من که تواند که رساند خبر آختب  
 قیدی کرمانی است و در قید و بندش آهوان لطائف جهانی است  
 در سینه آه گم شد و در دل اثر نماند ای جان تو هم برو که درین خانه گس نماند

### حرف الکاف

کاتب یزدی است و روی کلمات شکنیش منور و زشانی ابدی است  
 دی جانب صحرانندان ترک سپهر مارا مشکل که کسی بیند در شرف و گرامارا  
 ترسم که کند محنت هجر تو بلام کم جاسی که تو هرگز نبوی راه بنای کم  
 کاتبی محمد کاتبی تبریزی غیر کاتبی اصفهانی است و در حسن خطش یدی طولانی است  
 خوش است گفتن و برینه اجرای دویا بشرط آنکه نباشد دران بیان حکمی  
 کامل پندت رساند که کشیری کام بخش لذت گیر ذائقه مذاق فقیری است  
 خاکم بیاد رفته و بر شمع هم هنوز دار و سمف ناز تو جوان تاز ده  
 کریمی کاشانی است و فیضان مطالب عالی برایش از کارم ربانی است  
 چراغی می برم در خاک از دغث پلن درون که بزم کشتگان عشق ربانی سوز نگذارم  
 بیتو چون نشان کنم روز و داع دیده را شربت و اسپین دهم جان بلب سیده را  
 کلامی اصفهانی است و دود شعله آوازش دیده دل را سر منصفاهانی  
 نه از مستی است مائل هر طعن قیچو شمشادش گرانی میکند از بار دلباسه و آوازش  
 دوش در آئینه عکس وی خود انداختم داشت بار وی تو دعوی نه در ویش شختم  
 کلامی مولانا صدرالدین لاری است و صدر آرای دیوان خوش گفتاری است  
 دل ابرو و صلتش یاد آورم شبی روز تا اگر بهای شادی راه نظره بیند  
 کلامی نمی در جوانی بهندرسیده طبعش خالص از شوخی نبود آواز است

نسخه

نسخه

نسخه

نسخه

نسخه

نسخه

نسخه

نسخه

نسخه

نسخه

بسم تن خون شوم ندیده چکم  
 کلامی ملقب بافضل خان در فنون علم بهره داشت از و کن بهند آمد و در ملک ارباب شرف  
 شریف و اهل شد آخر بدکن رفت و با نیا سفا حیات گزید آردست

ز عشق چربدل خویش تن نگویم راز  
 سزایای او نهادم سرگران از من گذشت  
 کمال سزواری آب زلال جو بار طبعش و در ذاق طباعان کمال خوشگوار است  
 کند غیر از زبان من نصیحت آن جفا جورا  
 چون مرادشمن خود میثمری نیکو نیست  
 کمال گیلانی کمال الدین محمد بن عیاش الدین محمد شیرازی کمال شتکار کمالش از شرح و بیان

### لی نازی

بر لب بام از فغان من بنا کام آمدی  
 کمالی نیشاپوری است از کمال طیب انفاس او سواد و دانش متکین و بیاضش کافوری  
 خوش آن مردن که چون میزدیم از جوت لبیم  
 کوکب نامش متاره بانو گویند دختر شیخ سعدی شیرازی بود اویا نامشمن سخن میل می نمود

### این شعر بوی منسوب است

عشقا زان رو بسوی قبله آن کو کنید  
 کوکب خواجه اسماعیل الدین ابن خواجه عبدالنبی منشا اجدادش خطه دیندیر کشمیر است والدش  
 بشغل تجارت در کلته چاکر بوده و کوکب زمانی تحصیل علوم در مدرسه عالیته کلته شتغال داشت  
 و مدتی بهمد عهد پای حلیه سرکار انگریزی علم شهرت افراشت آخر العمر دال بر ترک و تجرد نهاد  
 دوست به بیت شاه نجیب ابد شهبازی داد و در شتبه چیری کوکب حیاتش در و بان دال  
 افتاد و یوانی ضخیم دارد این سر بیت از ان حکم کلی از کلامی هدیه آذان باد

آه شهم گوازی داشتی / شام فزانش سحری داشتی  
 آنکه بیک غمزه مرا قتل کرد / کاش بگورم گذری داشتی  
 پیش تو هم غوار بودی چنین / کوب اگر مشت زری داشتی  
 کیفی کیفیت صبا را کلامش / دو بالاست و هر دو مصرع فردش دو گردن مینا  
 تمام خاک رپی سر زیر پاست / غریب افتاده هر عضوی بجای

## رباعی

مار انبوه دلی که کار آید از او / جز ناله که در دمی بنر آید از او  
 چندان گویم که کوچه اگل گردد / نی روید و ناله ای زار آید از او

## رباعی

موسی ام و راضی بقی نشوم / مجنونم و خوش بوصل لیلی نشوم  
 آزرده چنانم که اگر هر دو جهان / گردد برادر من تسلی نشوم

## حرف کاف فارسی

گرامی آغا بابا خان زاد بوش خطه اصفهان از وطن در شاه جهان رسید و در سلک سپاهیان  
 نواب نجف خان بهادر منسلک گردید از بهادران شیرانه بود و اشعار مرادانه نوزون میخواند  
 از بان بویرانه مراد و صبا برد / خاکم ز کجا بود و نصیبم کجا برد  
 زین داد و ستد بهت من هیچ نیندخت / هر چیزی که از شاه گرفتم گدا برد  
 محکمین و وقارست فریبندگی ما / خوبان نتوانند بشوخی دل ما برد  
 از زمین وفاداری و اخلاص گرست / بجای سلامت ز سر کونی وقا برد  
 گلشن در عهد محمد شاه پادشاه دلی زنی بود از شاهان بازاری در بابتناسب اعضا  
 و حسن صورت و شیرین گفتاری لای سخن با صلاح میر محمد تقی خیال مصنف بوستان خیال سخت  
 و هر چه میگفت نیکو میگفت

بیمار

کافی

کافی

بخیال قدر عنائی تو ای غیرت گل  
سر واهی است که از سینه گاشن بریست

### حرف اللام

لالی میخورد و بنز واری سخن پنج خوش مقال است و زبان خمد و و بزرگ در وصفش لال است

باین شادم که باشد یار سرگرم جهانی من  
که یادی میداد از اعتمادش بدو فانی من

آودر حجاب از من من منفعیل از و  
در حیرتم که چون طلبم کام دل از و

### لسانی کاشی زبانش شیرین و کلامش نگیل است

خوبان نکشید از کف ماطره پر حشم  
تا سلسله ما و شما نگسلد از هم

هرگز شرمند و غفلت بیان ما  
باشد بزرگ مید زبان و در دهان ما

لطیفی نیشا پوری غالباً غیر لطف آمده است و بحقیقه احسان لطیف سلیم آگاه است

چه لازم است تو بدنام قتل ما باشی  
تا ره و سپهری و روزگاری هست

لطیفی میر لطفی بنجم ندیم پیشه نیک بود چندی گاهی در گجرات ماند ایات اساتذده بسیار بخاطر

### دشت تا آنکه شبنم هزار بیت بتقریبی بخواند از دست

در کم گر شعله آتش شود افسردگی دارد  
گل نغمه گر از جنت دمه پر مردگی دارد

هر آه که در حسرت بالائی تو کردم  
نخل چمن آرای پشیمانی من شد

لعلی میرزا العل بیگ و له شاه قلی سلطان  
بخشیست جوانی در نهایت شرافت و لطافت

بود و بحسن صورت و پاکیزگی سیرت معروف از ملازمت شاهزاده سلطان مراد بلا هوآ آمد

### این شعر از دست

بر بگذارد تو چون خاک پره شدم ترسم  
که نگذری بمن و بگذری بر او دگر

لوائی پیرزاده سبزواریست طبع شعر داشت و مدتی در خدمت آستانه اکبری بود در راه بود

بشده دیواری از تنه باد حوادث بر سر افتاد و نقد عیاشش بر باد رفت پیرزاده از جهان

### رفت مایع است از دست

دست

دست

دست

دست

دست

دست

در پیش غیر زان نگفتم گوی تو      تا جای در بخش نماند آرزو من  
آبل بوس ز شوق چو نام بتان بر ند      ترسم که نام او بخلط و زبیر بر ند

### حرف المیم

مالک دلیست و ناظم ملک نانسی

بهر فریج اول و ام و فاما دی      پائی دلم چوبستی دست جفا کشادی  
مانی مشدیست و مصور محنات مطالب موجدی

مردم بزبان کنند فریاد      فریاد زبیر بانی من

ماجرای کشمیری کارش در کلام ساحریست و از ما بران این فن در عهد اکبری  
در طاقه ناز مزه سور نباشد      ما غمزگان را اول مسرور نباشد

ویرانه اول چون بر تعمیر نرسد      بگذارد که این غمگده مسرور نباشد

ما مل میرزا قطب الدین از مردم دلیست و بسوی اقطاب کلام بوضع قطب نامبلعشر

### رامیل دلی

جوش زن اسی نو بهار تا بهستان شویم      شور کن اسی عنایت تا به نالان شویم

زبستی مارا قضا و دست لقا نشو قبا      جلوه کن اسی به لقا تا به عریان شویم

بهستلا منشی ابرو بهیا پر شاد و دلیست و در انشا مضامین دستگابش قوس

شع چون در بر گرم محبت آری شود      سوزش غیرت بجای آتش زنده پرواندا

مستین کاخی سهای آله آبادیست و بر تانت او کاهش منادی

من چو بهیم تا چو ایدم ز دانا میستین      ای خوشا وقتی که حاصل بود نادانی مرا

از دست من چه دامن دلار میرود      کارم ز دست و دست من از کار میرود

محب خواجه عبدالعزیز خانی بهمد اکبر پادشاه و بهندوستان نهاد و بهین جاجان ادر پادشاه

پیوسته بیا و اعل شیرین فریاد      میگرد تلخکامی خود فریاد

نکته

نکته

نکته

نکته

نکته

نکته

جان داد و نیافتد کام از این تیر  
سیرین گشت زبان تلخی نیا  
خبرم میرزا جعفر شاپور می ست و زنده گشت جزو گشت و من و ستان جنت نشان سپید  
و منی بپروست بود و یوش بازگردید

تقلیل خب بر سر گن شم اما ندانم  
 کو خجریه در بکشت یاسه خجریه  
 و در واکسته آید از بار خجریه  
 گشته بگوشت او خجریه  
 مجلسی از خطبهات جامع مکرمه سنات بود

چو زمان گردی ز کونی دوست سبز بکشد  
ناگزیم انار و انار خاک بر سر میکشد  
محبیب در ویش عبد المجید قزوینی بزرگ منش با کمال دور اندیشی و دور بینی است  
آه از شب هجران تو روز قیامت  
کاین را شبی از پی تو آن را سحر خیزیست  
مخزون نامش محمد حسین است و شعله آوازش محمد زوان و نور العین است

چرا بنیاده شادی در دل من غایب سازد  
همین دم بیل غم می آید و یار انمی سازد

محسنا از مردم شیراز بود و در بخت یمن بختی متمناست

سرود مجلس عشاق آه و افغان است  
در ویناله لبریز چشم گریان است  
خیال بوسه بران گردن بلند است  
بوی که میرد با خجالت گریان است  
محسن کاشانی بطریق قدما در خوش بیانی است

از ان محبت یاران کشید و دامنم  
که محبت و گرس می کشد گریبانم  
محمد میر حکیم فطرت آن مجذوب و سرشاری عشق سرورده  
مرئیس عشق را نامم که از حبس علاج او  
محمد بندش سخن را حکم می بندوده

بلبل بے فغان بن مجبوسے غم خور  
محمد اکملی بشر بے صوفیہ تفتنی است و با وجود محبت اسم و تخلص از خط بقیتہ می یگانہ بود از بیعت

1

12

D:

1

محکمہ

13

محمد ابراهيم

1

111.



## نام و پوشش تجانه

مجلس عاشقان مخلص  
شیشه هم مطرب است و هم ساقی  
دانی از بیهوده تمجید مخلص  
خود فروشی زمین منم آید  
محمد کسکنی گفتار میرزا یار از توصیف ستنی است

فسر یا و از آن تر گسستی که تو داری  
آه از دل یگانه پستی که تو داری  
گل نیم شب شگفت شود در حریم بلبل  
تعلیم گلستان بیا اینف بر بس است  
مستی ابو الفیض و بادهای مست و از بادهای انقاسش نگذار تن را از آلودگی و نوبی  
با تو کل گردین بحر آشنایی می شود  
با وجود دست و پای دست و پای می شود  
محمود و از مردم تیر دست و پا من با نیش از باده لطافت لبریزه

سیاه و نخی ازین بیشتر نمی باشد  
که مجلس و گران و دشمن از چرخ مرست  
محمودی نمی بیاید محو حال خوبان معانی و آیین حسن سخندان است

ز حال محوی آرزو دل پر میسر است  
بگرنگار ستمدیه و بی وفایی هست  
دیگر که در آید بفریب تو که نموس  
از دست غمت مرد و گاهی یاد نگرفت  
مقصود و کاشی برادر باقر خرد و تلمیذ میر حیدر معانی و مصاحب میر غیاث الدین منصور است  
و گنج شاگان نقشش ناخمان زمان را مقصود و منظور است

کام جوان دامن عشق و از نذر آرزو  
ورنه لیلی دوست را خود دهن صحرایست  
صبا دارد بکف چو گان ز این غمبارش  
بیان می میرند هر لحظه بر گویی ز غمبارش  
مقصود و تیر گر هر مصرع اشعارش تیر است بر بگر پامی

گر با غم عشق سازگار آید دل  
بر مرکب آرزو سوار آید دل  
گر دل نبود بجا وطن ساز عشق  
ورعشق نباشد بچم کار آید دل

محمودی میر محمد و دست و پنجه مال مشغول حاکمان خود که کشور بندگان بود و جبهه او در جبال کاس

بیا بیا

بیا بیا

بیا بیا

بیا بیا

بیا بیا

بیا بیا

بیا بیا

نفتیق خان در آمد طبع نظم داشت و اشعار منشیایه میگفت از دست  
از مشکتاب غالیه بر یا سمن بکشتش برگرد آفتاب خط غنبرین بکشت

## رباعی

شوخی که بود خاکدش نزل من جز جور و جفا نیست از و حاصل من  
از گدشت بام چون چش را نیم چشمش فلک تیر جفا بر دل من  
محقق حصاری طالب علی بقدری داشت و در مدرسه و ملی می بود منصب قضا و سهز که  
و تخلص مذکور از حضور پادشاه یافت و همزمان بلده از محنت سرای دنیا در گذشت از دست  
یا فتم در گذری جامی کعب پایش را چون ناله مخ خود یافته ام جایش را  
بفکر موسی میانت دل کسان گم شد دل شکسته با هم دران میان گم شد  
محب شیخ نسب علی بلگرامی مؤلف جریده مفیده درین کتاب مقاصد را جمده آورده و رباعیات  
و پسند ایراد کرده صاحب صدق و صفا و والی دارالاماره ذکا ست این رباعیات از کتاب است

## رباعی

از بهر فساد و جنگ بعضی مردم کردند بکوی گمیری خود را گم  
در مدرسه هر علم که آموخت اند فی القبر یضربهم و لا ینفعهم

## رباعی

از نسب نیست نسبت مردم هر کسی را بنفس خود شرف است  
شرف در بوجه خویش است نه زپاکی گوهر صفت است  
بعده گفته بعضی از اولیا کمال چون ابو حامد اسود زنگی و ابوالخیر حبشی و کریمی و شمس معونی  
و لغوی پذیرده النون مصری و ابونصر سراج و ابوالحسن نساج و عبدالملک سکاک و ابونعمه  
خفاف و ابوعبدالله بلاد و ابونفص مراد و ابوالعباس قصاب و حمود بن قصاب و ابوالعلی دقانی  
و ابوجعفر ممالک با وجود عدم شرافت نسب بمرتبه عالیه ولایت نماز گشتند از رباعی

خواهی که شوی خلاصه نوع بشر	باید که فراموش کنی نام پدر
و فضل و هنر کوش بیدار ادب	از اهل کمال معرفت گوئی ببر
رباعی	
انسان که بصورت همه چون یکدگر است	باید که بعین مهر در همه نگرند
نام پدر و مادر و صوری نبرند	کین قوم ز یک مادر و یک پدرند
رباعی	
ای طبع کجاست سرشته با کبر و منی	دستت تمام خلق را بون و دلی
هر جا که روی لاف انصاف نشیند	چون اصل تو از گلست یا آب منی
رباعی	
ای طبع تو خورده باین خلافت	تا چند زنی از نسب علی لاف
در نفس تو گرفتاری هست بگو	باقی همه از قبیل شوش و گزاف
رباعی	
ای کرده سلوک در بیان طلب	ز نهار کن مفاخرت بهر نسب
چیزی که بان فخر توانی کیون	عقلست و حیا و عفت و علم و ادب
رباعی	
چیزی که نه روی در یقاباشی زو	آخر بدت تیر فتاباشی زو
از هر که بزدگی جدا خواهی شد	آن به که بزدگی جدا باشی زو
ه	
گر ز غوغای نفس اماره	از جلیسه نباشد ت چاره
شنوایس کتابهای نفیس	اشتهای الزمان غیر جلیس
رباعی	

دیوار سرایت اربود از آهین	زنهار شوقی از عصمت زن
کاخ بنزار حیل و بیرون آرد	چون رشته تسبیح سر از صند سوزن
رباعی	
دشنام اگر بد خیس	چاره نبود بحر شنیدن
گر پای کسی سگی گزیده	باسگ نتوان عوض گزیدن
رباعی	
باشند زمان بقتل ایمان هست	هرگز نگنجد عهد و پیمان درست
مشکل که شود با خیزت ز ابل نجات	هر کس که خلاص خود ازین قوم نیست
مدامی بخشی سلیقه شعر داشت چند گاهی در ملازمت میرزا عزیز کو که بود از دوستی	دلا صد فتنه بر پا زان قد بالا است میگوئی
درین زمین بسیاری از شعر گفتند و همه گرد و پیش یکدگر می گردیدند اما مزه ندارد و در نمی تیج	شعری بهتر ازین بیت ذیل دیده نشد
راستی فتنه انگیزست سر و قامت	هستی ماجز دروغ مصلحت آمیز نیست
مذاق اصفهانی که پاس فروشی بوده در شیشه بچری جامه تن ترک نموده	
اگر گردی نشیند از روی آن نازنین برین	بود با و صبار است روی زمین برین
هر تفضی قلی بیگ خودش خوش گفتارست و او راق اشعارش رشک تخته نگار	
زمین چورفته باشم بکنا خواهی آمد	چو بکار من نیایی بچه کار خواهی آمد
هر تفضی قلیخان پیر حسن خان شاموست و فکرش رسا و کلامش نیکو	
چنان جوش محبت گرم دارد آشنائی را	که گر صد سال دوری نستمی فهم جدائی را
معارف و دشو که کنه خاها خراب	ویرانه شو که از تو بنائی شود بلند
میر مرتضی شیرازی نیر و سید شریف جرجانی قدس سره است در علوم ریاضی اقسام حکمت	

و

و

و

و

و

و منطق تکلام فائق بر جمیع علمای آن ایام بود از شیراز بکه معطر رفته علم حدیث از شیخ ابن حجر  
 کمی شافعی اخذ نموده اجازت تدریس یافت و از اینجا بدکن و از دکن با گره آمده بر اکثر از  
 علمای سابق و لاحق تقدیم یافت و بدرس علوم مشغول شد تا آنکه در سنه ۸۰۰ هجری بروضه رضوان  
 خراسان نیش او را از جوار امیر خسرو دهلوی بشمار بردند این بیت از دست **ه**  
 خاطر جمع از اسباب معیر نشود **ه** تخم جمعیت دل تفرقه اسباب است  
 غالباً ماخذ این شعر آن عبارت است که جمعی گمان بردند که جمعیت در جمیع اسباب است و تفرقه  
 مانند و فرقه یقین دانستند که جمیع اسباب از اسباب تفرقه است دست از هم افشانند  
 هر لفظی سید سیستانی است و سلا قافله اشواییانی از دست **ه**

کی رود از دل خیال یار پر تکین ما **ه** کس او در دیده آئینه مردم میشود  
 نایاب شد ز بسکه سخاوت در جهان **ه** غنای او کسی که بسک استخوان **ه**  
 مردمی محمد با شرم از مردم مشهور است و با ستاد اصحاب و دواوین مردمی وی در مشاوه فارس  
 و هند مستند **ه**

کنیم بهر که رسم شرح بیوفائی تو **ه** که دیگری نمکذیل آشنائی تو  
 آدمی باید که بی حالت نباشد هیچگاه **ه** گر لب خندان نباشد چشم گریان هم خوش  
 هر شد از طباعان شیراز است و هر شد مخوران و ساز **ه**  
 پهلوی سبک تو جاست مارا **ه** جاس به ازین کجاست مارا **ه**

هر ادوی استر آبادی از طبقه سادات انجاست بهندوستان آمد و در شش فوت شد  
 نتایج طبع او خیلی بیادگار ماند از انجمله این است **ه**

بنمودن ز پرده که صبح صفاست این **ه** یعنی کمال قدرت صنع خداست این  
 طالع نقشه شبی ز رخسار گوپ مراد **ه** بیطالعی و تیرگی و نجات ماست این  
 ز نهار خوشدلی و فراغت طبع مدار **ه** در خاکدان و هر که محنت مراد است این

مرقی

مرقی

مرقی

مرقی

بگذشت دی بخاک مرادی و گفت یار  
 ای سیل غم ز دیده غبار برهش مشوی  
 در راه عشق کشته سنگ جفاست این  
 ما را چو یادگار از آن خاک پاست این  
 گریه کن چون دیوانه با سایه هم شکسته  
 مروی ابن علی نام دار و در ملازمت اکبر پادشاه می ماند از دست  
 سر زلفش بران رخ از نسیم آه مالرزد  
 مسرت لاله عوض رای شاه جهان پوری از محنات طبع زادش زمین سخن را معمور است  
 فتنه دقت تماشا است تبا هم  
 عشو طرز نگش بیند و خونریز کند  
 کمر یاسایه تاز گاهم  
 فتنه بر سنگ دلش تیغ ستم تیز کند  
 دل حبش شکوه آن زلف دلاویز کند  
 که صریح تسلیم لغت تبریز کند  
 رفیق معنی عجبی نیست مسرت امروز  
 مسعود قتی ناطق اش را با موزونی همدی است  
 گفتش سالها بخاک رهت  
 سوخته ام روی خویش گفت چو  
 بیتو چون در گریه خوابم می برد  
 خواب می بینم که آنم می برد  
 مستغنی کشمیری مولد لاهوری موطن است و شاعر عهد اکبری ماهر فن شعر و سخن رباعی  
 من خنده نیم بطبع عاشق ناساز  
 یا گریه که بر روی روم چون نماز  
 یا ناله که سر بگوش بیگانه نهم  
 من در دلم خلوتی محرم راز  
 میسجار کن الدین مسعود کاشانی است و اشعارش شعر خوش تلاشته  
 بیامیز ای جوان و دیدن خود برین آسان کن  
 که من پر پریم و نزدیک هم دشواری نیم  
 بتقریبی بیا و او همد نام میسجارا  
 در نصورت توان گرد سر غنا گردیدن  
 آنقدر گردد کدورت بدلم آمده جبع ق  
 که اگر پایم ازین هیچ و خم آید بیرون  
 ننگ لنگان در دروازه هستی گیرم  
 ننگ ارم که کسی از عدم آید بیرون



مضمون میر ہاشم ساکن عظیم آباد است و میر معزم موسویان اورا و شاہ و سرای مضمون بود  
و ہمدن موزون ۵

آخر ز فیض پیر بقصد جوان رسید  
این تیر بر نشانیہ بزور کمان رسید  
بہیچ فہمیدہ نشاء مصرع پیچیدہ زلف  
موبو شرح کن ای شانہ چہ معنی دارد  
تر و مایہنای بلبل از ملاقات گلست  
صحبت یاران رنگین کار صبا میکند  
مطلوع محمد علی در فن نظم از مہرہ ست و مطلع مہر ذاتش شہر مہرہ ۵

ما التجا بچشم و دل خویش برده ایم  
زین جام و شیشہ مطلب خجہ پیش بردہ ایم  
سخن بر مز و اشارت تمام گفت و گفت  
نگین مقابل من کرد و نام گفت و گفت  
منظر مظفر حسین از مردم کا شان باقیمت بالباس پوشی مظفر و حضور و معرکہ کلم  
خوشم بانا تو انی گر چہ ہر ساعت پافتم  
کہ وقت رفتن از کوشش چو بر خیزم بیا فتم  
مظفر از خوان بود یا ہرات خود بین و متعلی صاحب ترہات ست ۵

شہی کہ رونق مہر بود روی رخشانش  
ز پستہ تنگ شکر بخت لعل خندانش  
میان آن رخ و خورشید فرق نتوان کرد  
چو سر بر اوردا از مشرق گریانش  
مظہر میرزا اعلام علی متوطن دہلی ست و معاصر میرزا مظہر جان جان این در عفتوان شہاب  
و آن در کملی ۵

کہ دستخیر دلم شایہ کہ در دوران او  
ناز و ستور ست ناظر چشم و ابر و حاجبت  
منظہر می کشیری صاحب دیوان ست حالت او ازین ابیات میتوان دانست ۵  
تو عہد استوار نہ دانستہ کہ حیثیت  
بودن بیک قرار نہ دانستہ کہ حیثیت  
اقبال حسن کار ترا پیش می برد  
ور نہ صلاح کار نہ دانستہ کہ حیثیت  
فدا می آیینہ گردم کہ ولستان مرا  
درون خانہ بگلگشت بوتان دارد  
معجز نامش محمد نظام ست و با عجاز فکرش در خطہ سخنوری انتظام ۵



در گریه ناله که بگویی تو میکشم  
فریاد میکشم که مرا آب می برد  
معز میرزا الدین یزدی باحتوای علم و فضل حائز سعادت ابدی است در عهد جهانگیر  
به بند رسید و با تالیفی شاهزاده پرویز مفتخر گردید

وحشی که جان و دبد بدن نموده فیست  
آبی که خاک بر سر آتش کند می ست  
معز می هر وی از سادات طباطباست در ایام طفلی بکامران میرزا هم سبق بود و قریب  
پنجاه سال و ده گد را نید و در شرف از عالم رفت

چند داری ای فلک چون زده سرگردان مرا  
تابکی داری بغیبت بی سرو سامان مرا  
گفتم آه در دودل خود برو کن گم  
در دم آه کم نشود آه چون گم  
معنی جامی جام طبعش لبالب صهبای معانی سامی ست

از صد سخن بجنده یک گوش میکنی  
آن هم نگفته ام که فراموش میکنی  
معنی وجه الدین خان از قاطنان حیدر آباد است و بخشش را با موزونی ایالات و اتحاد  
صبح چگونگی در دند و بنا که همچنین  
شام چه رنگ سر زدن کشا که همچنین  
شد چه رنگ غنچه را دست صبا که کشا  
معز علی نامش محمد شیرین است و در شهر تبریز از اکرمل عارفین بود و بدین مرغرب رفته و خرقه خلا  
از مشایخ سلسله حضرت ابن عربی قدس سر و با قه و در نشسته بهجری به مغرب عقبی شافیه و دیو اشتر

که وحدت اندر وحدت اندر وحدت است بهماش مشرق آفتاب معرفت را  
در خلوت تاریک ریاضات گذشتیم  
دیدیم که اینها همه خوبست و ضیالات  
مروانه ازین خواب خیالات گذشتیم

بر آب حیات تو جهان همچو جبابی ست  
او نیز اگر باد رود از سرش آبی ست  
مفتون نیاز علی خیر آبادی فریفته بجهل مضامین ابدی است  
بر گرفتاری من طعنه چرا  
حلقه زلف سیاهش نگرید

ناله

نغمه

نغمه

نغمه

نغمه

نغمه

مفتون شیخ موسی علی ساکن قصبه کاکوری کلام نکینش در تغزل بحال شور شور است  
از شاگردان غلام دنیا سحر بود با سالیب سخن باهره

ز دوق خوشگواریهای آب خورش هر دم      بیکه گیر لب هر زخم شوق گفتگو دارد  
حدیث تلخ که آن لعل شکرین بر رخاست      بلا لیلی است که از شان انگبین بر رخاست  
برنگ بیکه تصویر احمد عرس      و گرنه از قلم صورت آفرین بر رخاست  
جز تفرقه در بارغ جهان، هیچ ندیدیم      هر گل چمن رنگ و گریه ای در رخاست

مطلع از خط اصفهان است و بجنبه معانی صلاح و فلاحش جهان  
بهشت اینجا که آزاری نباشد      کسی را با کسی کاری نباشد

میر مقبول شاعر است از قلم و سخن مقبول قلوب مردم است  
نه سیکه بھر در دم رود و طیب جوید      نه سیکه گر میرم کفن غریب جوید  
مقصود ملاقرونی منجمه شعرائی خوش طبع زمان خود بود دیوانی مرتب دارد در گره درشت  
بمرد از دوست

عشاق را تمام نظر بر جمال تست      امی شاه حسن و یو ماه تمام ماست  
نمال آرزوی او نشاندم در زمین دل      و زان شلخ گلم جز بار غم چیزی نشد حاصل  
بود امید کادرم حلقه زلف او بکف      و که درین خیال کج عمر عزیز شد کف  
مقیما از مردم شیراز است و در سخن سحر پر داز آرزوست

نباشد قوشه زیر کمر ارباب بهمت      نگین دانست نایب سالکان گفتاوت  
چه پروا از نو نهامی سامان سفر دارک      تو که خواب پریشان بالش بر سر دارک  
مقیما برادر نصف طهرانی است و از کین دایمیه سخن ای مقیم وانی شاعری خوش فکر بود  
در پایان عمر جنون در کلخ و غش اقامت نمود

از کثرت وصال ندا غم وصال نیست      چون باغبان پرست دماغم زبوی گل

آسی گل شگفته شو که بیا و تو کرده ام  
آن گریه که ابر بهاری نکرده است  
آبی جام باد و عیش گلستان تمام نیست  
دستی که بی پیال بود شایخ بی گلست  
مکتبی معلم مکتب و مدرسه شیراز بود و سخن  
پرواز و معقول و منقول تمییز معقول و آتی  
و در نظم و نثر او ستاد و موجدان تازه معانی است

شب روم بر بام آن محرم بر وزن نیم  
شیشه بر دارم بهایش دیده روشن نیم  
شده روز بخود آنکس که شبت شراب داده  
چون خفته باغبانی که گلشن آب داده  
و در شنوی لیلی و میمون خودش بصفط طبع میگوشد

در شیشه سپیخ گاه بنفش  
دسته مزاج آفرینش  
گردید بختن و دوائی  
چون آب بشاخ برگ گشته  
ملکی تونی سرکانی پادشاه ملک بخوری ست و سلطان الکای نظم گتری در هندوستان  
بنا صاحب علیا سر فریزی یافت و در شیشه جبری بهک آخرت شتافت

گر در شیشه کسی تیغ او سوری  
هر دم هزار سر ز گریه ان بر آمد  
چون شر ریافته ام لذت تنهایی را  
خانه بایدیم از سنگ گدایی در باشد  
مانند انیم گویا از گرفتاران کیست  
دعوی آزادی سر جویم رانده ایم  
گلغذاری که بخون جگرش پروردم  
لاله سان چشم سید سحر بخونم کرد دست

ملهمی میرزا خیر الله بیگ غالباً غیر ملهمی تبریزی ست و از شیرین مقالی و در شکر نیز می  
وسی گفت که فردا بگذرم بستر پا  
سر تا بقدم در ره او دیده ام امروز  
حمتم از مولوی احسان الله مولود و موطش قصبه انوام از توابع شهر کهنه مضاف صوبه  
آخر نگاروده بود و با محتوای فضائل صوری و مضمونی محی هر اسم اب و ج و مضمونی بحر سواج او از  
غایت لطافت مطبوع طابع و مطبوع مطلع در اقران خود بکمال استعداد ممتاز بوده و  
بست سال نجاشیش گذشته که طائر روحش از قفس عنصری پرواز نموده آزاد است

بیا و تو کرده ام

بیا و تو کرده ام

بیا و تو کرده ام

بیا و تو کرده ام

بوسه بر بوسه زخم فرصت منعی ند بهم  
 و بمن تنگ تر افاقه تنگ است آشب  
 ممتاز از خطه شیراز بود در بند رسیده شهر نشینه عظیم آباد را برگزید و هاجا درخت نه بجری  
 زیر زمین آرمیده

چون دعای مستجاب آخربجائی میرسم  
 مرغ قدسم دامن پاکم بود بال و پریم  
 ممتاز از عبده الغنی در زمره ممتازان ممتاز است و سحر حالش پهلوزن اعجاز  
 طپیدن دل و پرواز رنگ و گرد آه  
 ممنون تلج خان از افغانه مؤشمن آباد است و گوشهای شستاقان کلاش اینک ممنون  
 صریخامه باد

یه پیش آتش حسنت چه تاب آینه را  
 اگر پناه نمی بود آب آینه را  
 مگو که زشت بود و کفر با مسلمان  
 که از دورنگ بود خوشنما سلیمان  
 خون و لهما خورد و نه پرهیزد  
 ز گس یار طرفه بیمار است  
 منجنیک تر مذی از شعرا و متقدمین بود طبعش عالی و کلامش متین و دیوانش حلیقه انیق  
 و ضامینش نازک و دقیق

بعرصه که دو صف گرد را بر انگیزد  
 فرخ بازوب کلام اثر دمای قبال  
 رگی زابر شجاعت کفش بر آرد تند  
 بباغ عمر شگفته شود گل آجال  
 منشور حاجی شریف صفاهانی است و مناشیر ناطقه اش بحکم عقیدت او غانی  
 میرد مبی اختیار از خویش ممی آیم برون  
 جز رومدی هر نفس مانند دریا می کشم  
 منشی ادبم قزوینی در انشای تشریفش طولی است و در انشا و نظم و نثرش ساس  
 ای سبابت را نظر لشکر کش نصرت یک  
 فی یقین بر طول و عرض بود و واقف نهنگ  
 بسته گرد مرکب صد پرده بر روی سما  
 کرده نعل مرکب صد زخمه بر پشت مرکب  
 منصف غیاثا صفهانی طبع انصاف پسندش سخن را ممد امن و امانی است

هست دور از عقل و سپیدان جام شراب  
 میتوان خوردن اگر زهرست یک چمانه  
 منیر سید اسمعیل حسین از سادات قصبه شکوه آباد  
 شاکر و شیخ نامی و رشک که نویست سجد  
 دیوان در اشعار او و تشکیل اقسام سخن دارد و شاعری سیزده هزار ابیات تقریباً و زنت و حجت  
 گفته و ز شریع مناسبی دارد صاحب تلانذ که کثیرست و همواره بمصاحبت امر و روسا و کائنات  
 و کانپور و فتح آباد و بانه گذرانید و حالاً متشبه با ذیال نواب کلب علیخان بهادر رئیس  
 رامپورست گاه گاه بزبان فارسی جماعت میزند از دوست

بر پای یار نامیه ساری است دین ما  
 خوش در ساری یحیی آرمیده ایم  
 در حجب یار تیغ اجل هم نمی برد  
 خون در دل و گره بچین که افکنیم  
 بهر گریستن چو شستیم ای منیر  
 تکب بقدمن بود و پیر پیشت رای  
 با و ده خور ز دوست یار بار و گرجان بشو  
 دل بکفت من و من از نشسته جمل بخب  
 عمر روان کبوتری یا خضر طریقت نشد  
 لذت درد عاشقی که بخواشنا شود  
 و شب بجه بملقا که در بزم غم را  
 بر سر سجده باز نیم یا کنا زبان نهیم  
 که آیین فتنه نشتر برگ ابر بهاران زد  
 علاج جوش و جشت چون نیاید بود مندر  
 ره آه و فغان گم کرده بودم بعد مرگ اما  
 پیوسته سجد بود زنده بر حسین ما  
 بیرون در نشسته یسار و مین ما بد  
 برگشت همچو بخت دم و اسپین ما  
 در وصل غیر مان بود در کمین ما  
 جز طفل اشک کس نگرفت آستین ما  
 داده ام این عصا بهت ضعف شکسته پای  
 خیز و بنمیره بگیر سر گر یز پاه را  
 بخت بدست کور داد جام جهان نهای را  
 پای طلب بریده باد طالع نار ساری را  
 در بر خنده پروری گریه بایهاس را  
 عمر خضر و جد خدا هم گره کشی را  
 از رویار چیده ایم تو گل نقش پای را  
 که خون تو به جوش از سینه پر میز گاران زد  
 گریبان خند با از چاک بر تبر میزبان زد  
 غبارم دست خواهش ز رکاب میسواران زد

بخود چون آدم غرق غرق ستر با گشتم  
 سوئی یخنا نه ای ساقی چه بیتا بانه می آید  
 ز خود رفتند چون دلدادگان طرز قنارش  
 شکست افتاد بر فوج تمنا با همه کثرت  
 غبار کس بشوخی تا نغیزد بر سر آهش  
 در یک زخم هم نمشوده شد در دار ناکامی  
 نه تنها شد منیر خسته بان صید نگا و او  
 خنومی از غضب چو زان رخ الو فرود چکد  
 خون دلت گرا زین هر مو چکد چه حظ  
 عشر اید زمرگ نخواهد شهید عشق  
 یک قطره خواهیم از می مینای عشق پاک  
 صدره چکیده خون دل من مگر ز شوق  
 ای مرغ نامه بر خذر از چشمه ست کن  
 در فارسی چه هرزه سرائی کنی منیر  
 از یرم گردم نفع آن ستم ایجا درود  
 از تماشای تو محروم همین چشم من است  
 کس را بسر وقت غریبان گذری نیست  
 ز هر جانب که آن ترک پری تماشال می آید  
 و از حرم حوصله سعی بیتنگ آمده است  
 می آید و خون بچکد از تیغ لگا هوش  
 گل چاکلی که به پیر این یوسف باشکفت

هانا کاروان هوش اوراد و یاران زد  
 هوایی می مگر آتش بجان ابر و باران زد  
 نگا و گرم او برقی شد و بر هوشیاران زد  
 چه سنگی بود گان بت بردل امیداران زد  
 فلک بزخاک ره آب رخ صاحب قنارن زد  
 کف خون گر چه دستک برد خنجر گذاران زد  
 غزال چشم خونخوارش بر معنی شکارن زد  
 دل آب گشته از مرده تر فرو چکد  
 شرط چکین آنکه زشته فرو چکد  
 هر چند آب خضر ز خنجر فرو چکد  
 اما بشرط آنکه چه که زنده فرو چکد  
 خواهیم که از خندان تو دیگر فرو چکد  
 کز وی مدام خون کبوتر فرو چکد  
 کین می ز ساغر تو مکد ز فرو چکد  
 روح من رو بقضا تا عدم آباد رود  
 نگه پاک درین شهر غریب الوطن است  
 و در بست بجز تیغ تغافل دگری نیست  
 تماشا دست و پا کم کید از دنیال می آید  
 سجده راپای درین راه بسنگ آمده است  
 کوجرات نظاره که گیرد سر را هوش  
 رنگی از خون تمنای زلیخا میداشت

پاره شد پیرین جو هر تیغ از صند جا  
 از راه وصل بعد فنا کمران شدم  
 مگر من یکسکه شهاب درت رسیده باشد  
 پس از آنکه خود پرسی مگذراناشنیده  
 بت من نمیتواند که سر قلم تراشد  
 تو بسیرال و گل که روی ندانی ای گل  
 گشتنه بگردم که بوقت جان سپردن  
 میمنت تا بجرمان ره خویش باز گیرد  
 آب و تاب گهر گوش تو دیدن دارد  
 کوتاهی از کند دست تناس کس  
 لذت عیش نیز دیشیدن ز نهار  
 بکشت بیام سلسله مشکسای را  
 چشم کرم ز تاب جو رعد مادر  
 جاده معنی بهم رگ سنگ ست ایجا  
 سنت اهل هم زخم خدنگ ست ایجا  
 مشرب صلح کل از حلقه ما بیرون نیست  
 اینقدر بر غلش عشق خود ای قیس مناز

زخم دل تنگ ترا ز بسکه آب خوش کشید  
 و نبال جان گرفته بکوشش روان شدم  
 ز فلک چه دیده باشد چو ترا ندیده باشد  
 بهزار شوق حرفیکه بلب رسیده باشد  
 دل خود و صحبت ما بچه سان بریده باشد  
 که کس بخوان حسرت چه قدر تنیده باشد  
 زمین و تو چشم بسته رخ یار دیده باشد  
 بهوای بوسه جانیکه بلب رسیده باشد  
 شبی از گل شاداب چکیدن دارد  
 و کمی دامن دلدار کشیدن دارد  
 طرفه خوابی ست شپ فصل که دیدن دارد  
 از نیمه ره بکشت نگه تار سایی را  
 بر فرق خویش سایه فتد این های را  
 غنچه گردیدن مضمون دل تنگ ست ایجا  
 رشتنه ابر کرم بارش سنگ ست ایجا  
 ریزه شیشه جگر پاره سنگ ست ایجا  
 خار در پیرین است خدنگ ست ایجا

منور احمد یار خان اورنگ آبادی مخاطب بنورالدوله ممتاز جنگ از شعرا و عمد میر آزاد  
 بگرامی ست

گفتم و خیال رخت رفت خواب ما  
 آیین دیدن آن بت حاضر جواب ما  
 منطری سمرقندی شاعر خوشگوست با گره در ملازمت بیرحمان می بود و نظم شاهنامه





مولای خراسان لا بوری مولای خوشنویان محمدی و دوری شاگرد علامه دوانی است او را  
مولای خندان **ع**

دلاهر گزمنه از کوی دلبر یکدم بیرون که باشد کشتی صید یک آید از حرم برون  
موجی ضیاء الدین از قزوین بجز اشعارش موج خیز مضامین ضیا آئین است **ع**  
مهر لب خود کشته سراپا چو حسابم اول نفس من نفس با دلچسپین است  
موسوی شهیدی نسبت او از تخلص معلوم است طبع شعر داشت و در عهد اکبر بادشاه بود از نو  
ترانه‌ها نغمه سوزی من زار است میدانم تفاعل کردن از بیم اغیار است میدانم  
چشم او میکشدم زار برف بروده او می نماید زنگار و غضب الوده او **ع**  
موزون پسر شیخ پیر اگر هست که خط را بهفت قلم نیکی نوشت شیخ عبدالقادر بدایونی  
در زمان سلیم شاه او را در پشاور دیده ام از دست **ع**

هر نواک تو ای سرباز و کمان ما چون مغر جا گرفت بهراستخوان ما  
مرا چه سود ز گلهای رنگ بهار چونیت بیتودلم را بهیچ رنگ قرار  
گواه در دین در دمنده محزون اند سر شک سرخ و رخ زرد و دیده بیدار  
محمد احسن بگرامی نزیل حال حیدر آباد کن درین نزدیکی انشا، فارسی ایشان موسوم به  
از رنگ فرهنگ مطبوع شده ابجری هدیه مصحابت حافظ عبدالقیوم صاحب بخدست الراجد  
دام ظله رسید بعضی ابیات که معنون بلفظ لراقمه است درین جریده نوشته شد زیاده برین قدر  
بر حال ایشان اطلاع نیست **ع**

ناز کم بکشف مهر که آورد در نظر بنی پرده آنچه در پس صدر پرده جلوه داشت  
چه می پسری ز فیضان نشاط انشائی بوش بخود بالیده ام چند آنکه در عالم نیگنجم  
مده و امان صبر از کف اگر افتی بگردابی که در هر قطره این بحر بنیانست ساحلها  
مهری سید علی شاعر شیرین مقال حکایت مختصره او بآرایش جمال شاهان سخن مشکین غالت

توالت

توالت

توالت

توالت

توالت

توالت

شنوی سراپای محبوب و محبوب قلوب و اختراع طرز مزج زبان پارسی بعربی و تعریب او

### مرغوب است

بانی دلبر آب الحیات خرام سرور و انیم  
مشکین سلاسل زلفه کما پریشان الصبا  
گلزار عیشی کاغذ فی سر و سیر و فائمه  
بعد ازین بگیاگی باشد بخوبان چاره ام  
آب حیات پاک و شیرین حرکات  
و ده چه جلوه رم آموی ختن  
دل زلف داده سر و شمشاد  
و ده چه متد بهمت ارباب کرم  
چون پیمت سرو شب بوی سیاه  
و ده چه سردار دازان رویلی  
شانه برفرق تو از آب حیات  
و ده چه مورخیت کلک تقدیر  
آده تا بکمر زلف نژند  
و ده چه حلقه چه سر زلف چه خم  
در رهت از خم گیسوی رسا  
و ده چه گیسوت من آه چه مو  
موج صنت بحین دوش و شوش  
چه جبین سوئی چمن چادرها  
از دوا بروی سیاه بر خورشید  
نار انگلیل عذاره و انحط بوی دغانم  
فتری کدسته سنبلی و کرده فی دامانم  
لایکفن بهاره الابصل خزانم  
آشنائی می شود سه رویه نظاره ام  
جلوه نماز تو چون آب حیات  
موج می شه پر طائوس چمن  
بند ده قد تو سر و آزاد  
شخ گل سرور و ان نخل ارم  
رخ از گوشت نمودار چو ماه  
کر میه نیمه بر آید لیل  
جدولی کرده روان در طلعات  
جدول فقره و عنبر تحسیر  
ختم ختم حلقه حلقه چو کند  
همه سر رشته بیداد و ستم  
هر قدم خاک نشین سلسله  
موج عنبر شده ناش گیسو  
جو هر حسن تو آنجا زده جوش  
آبشار عرق شرم و حیا  
نگه مست تو شیر کشید

ده چه ابرو بکفت نازکمان  
 چشم ببار تو خواهد بدعا  
 چه اشارات سخن گفتن باز  
 کرد و نبال ابروی رسا  
 ده چه و نباله سر تیغ ستم  
 ده چه رخسار مه خال افزون  
 گل ز رخساره ات افزونته  
 جام پیشانیست از حسن کمال  
 ده چه جام و چه جبین طلع فجر  
 چون کشی و سحر بر ابروی دوتا  
 ده چه و سحر بگفت بهر مصان  
 چشم مست تو بهنگام خرام  
 ده چه چشم آفت دل دام غزال  
 زنگشت بارم نیل آهوا  
 چه نگه نشسته به پای دورنگ  
 ده چه گردش نبوی جلد ناز  
 گردش چشم تو چون دو سپهر  
 می خورد ترک نگاه تو قسم  
 چه مژه خامه تصویر پرست  
 هست بر شستن مژگان میاه  
 ده چه بر شسته مژه چنگل باز

که برو بجهت زده از شمشاد  
 از اشارات ده ابروت شاد  
 شریک بیت الغزل گلشن از  
 با بنا گوش تو سرگوشه ها  
 سر نه چشم غزالان حرم  
 مه تابند و صبح نوروز  
 لبیل از آتش تو سوخته  
 گشته لبریز غنچه و دلال  
 لوح سیمین دم صبح و شب قدر  
 طوطی باز شود بال کشا  
 بسته شمشیر کج سبز غلاف  
 سرور اگر ده نفسان دام  
 وحشت آهوی نگه بر نبال  
 میکشد کارستان جادو  
 جذبه تعجبستان تیر خدنگ  
 جلوه گر خیل عروسان طراز  
 که بکین بنگر و نگاه جسد  
 که زندان صف خدگان بهیم  
 بال مرغ نگه عشوه گرس  
 اثر رجعت فسون نگاه  
 نعل و آژون نگاه همتاز

مژده شوخ تو گیر است چنان  
 وه چه گیرند کی افسون افسون  
 بنیم از جنبش مژگان دراز  
 چه مژه همزن آشوب سستم  
 چشمش از سرمه نماید خط  
 وه چه سرمه ز سواد خط یار  
 پیش گلگون ذرات اسه مایه ناز  
 وه چه گلگون به جل ناز  
 خال رمالیست بران جبهه آل  
 وه چه خال آینه بار مژگان  
 نه همین حسن و نه بهجت داری  
 چه نمک مایه شیرینی لبان  
 تن خطائی و دو گوشت سمی  
 در شب تیره عشاق و سب  
 وه چه گوش و چه بنا گوش نگه  
 چه بنا گوش بگلزار سخن  
 بینی از غنچه زنبق رفته  
 وه چه بینی ز دو طاق ابرو  
 غنچه پیش و هنت با صد تنگ  
 وه چه غنچه و هنت با صد تنگ  
 لب نوشین تو در شکر نسند

که نمک نیز گران خیزد از ان  
 قسم حق نمک شور جنون  
 زون بال پری در پرواز  
 از دو سوز خنجر صفت برهم  
 مغرباد ام بفتشه پرواز  
 مژغائی تو گرفت ست عیار  
 رنگ می بچو بطور پرواز  
 صاف صفا شفق صبح بهار  
 انتخابیست ز دیوان جمال  
 نقطه مر و یک چشم بتان  
 یک نمک زار راحت داری  
 شور دیوانه عشق بتان  
 که زحمت برباید تن  
 از بنا گوش تو معج امید  
 از سمن بسته و دو برگ گل تر  
 برگه یز ان شکوفه و چمن  
 بار آورده و دو نرگس قن  
 سرنگون برگ گل غنچه نو  
 و مد از شاخ شود رنگ رنگ  
 دل عاشق صدف در قسیم  
 دل و جان برده مکر از قند

چه لب لب و نشان گل تر و مژغائی صفت بهار

از زبانت چو نسیم گلشن  
 چه زبان شعل جواله جان  
 لب و دندان تو آید بنظر  
 و ده چه دندان و چه لبشت پدیده  
 سخنی زان لب پر شکرت  
 چه سخن گوهر خلطان خلطان  
 از ازل کرده آواز تو بود  
 چه صد انشئه پمانه راز  
 نمکین خنده ات امحور شربت  
 ده چه خنده و اثر صوت حزین  
 بتبسم چه کنه لب شیرین  
 چه تبسمه بخلجان دل زار  
 بوسه از چپه مرغ چین است  
 و ده چه بوسه می جوشید ز قند  
 ذقنت پا بصف افشوده  
 چه ذقن قطره که خوابد بچکد  
 قطره آب دران چاه ذقن  
 و ده چه چاه و چه ذقن از دندان  
 در ذقن غنچه از موج زلال  
 و ده چو غنچه بهوای برودش  
 از خم تار و دوزلف چو رسن

ریزد امر و ز بسد رنگ سخن  
 برگ لاله شده در غنچه نمان  
 درج لب که بود پر ز گهر  
 در شفق صبح که روز نهید  
 ریزد قند که ریزد از قند  
 در چمن موسم گل گلر یزان  
 ناله لبیل و سخن داوود  
 قوت جان پاشنی عمر دواز  
 خوشتر از قنقه کبک شست  
 قلقل شیشه آب شیرین  
 قند بار و ز ثریا بر زمین  
 شد طباشیر بعباب شار  
 در سحر و اشدين یا سمن است  
 شغل شقا لوی سرین پیوند  
 از میان گوئی لطافت برده  
 کاشش نهری لب آبمکد  
 می نماید چو سیله زمین  
 ماند بر سبب تر خلد نشان  
 بر سر یکدگر افکند هلال  
 باز کرد دست نزاکت آغوش  
 پر چلیپاست بیاض گردن

ده چه گرون سرفوار دُ نور  
 چونکه از ناز کشای آغوش  
 و ده چه آغوش وصال احباب  
 ناز کی بسکه ترا در بدن بست  
 و ده چه تن بخسته بوی گللاب  
 نرمی از این تنست یافته راه  
 و ده چه نرسه چه تن ابریشم  
 بسکه باشد بطراوت بدنت  
 چه طراوت گل شبم دیده  
 اگر شمیم تو کند استشمام  
 و ده چه بوبرای یکدشک ختن  
 بتن از عکس رخ چون شفقت  
 چه غرق بسکه ندارند قرار  
 تو چه پاک از غم هجران دار  
 و ده چه چاک آینه روی بهار  
 از غم سینات امی شک بهار  
 و ده چه سینت بزالال کوثر  
 سرو گویند آرد بار  
 و ده چه پستان و تو پنج سیاب  
 ساعدش مایه در یابی صفات  
 و ده چه ساعد بشبستان سرور

دست آینه دست بلور  
 طاق محراب بود سجده فریش  
 عاشقیهاست در ایام شباب  
 پیرهن بار دل و شوق تن بست  
 سمن رنگ بهار مهتاب  
 لغز از نیمه ره پانی نگاه  
 مخمل ترک پر قوتانستم  
 میچکد آب لطافت ز تنست  
 مغز بادام نخوی غلطیده  
 بوی گل بخیمه آید بشام  
 نفخه باد صبا در گلشن  
 لعل شد دانه دانه در غرق  
 آسمان را شده ثابت سيار  
 صبح در چاک گریبان دار  
 رخت بلع و کلیه گلزار  
 بدر همراه بلایست دوبار  
 لعل جل گشته لبسته مرمر  
 قدرت آورد ز پستان دوانا  
 زده سر جوش لطافت و حباب  
 بر بوی عطافت ایشاست  
 حسنت اخرویت شمع کافور

پنجه بسته بنگارت بصد  
 وه چه پنجه مژده تر دامن  
 از خنا نیکو گفت نازک بست  
 وه چه پشت کف دست و چه خنا  
 ناخست را بقصد شرف ست  
 وه چه ناخن چو بخود پردازد  
 کمرت هدم راز ست چنان  
 چه کمر آن کرد و دیگر هیچ  
 شکست گردد و سبب نفقت  
 چه شکم دست قضا یا می و شیر  
 کرده از خدنافت بشتاب  
 ناف چه حلقه چشم آهو  
 از برین سوی میان درتابست  
 چه سرین تا که هوس گردد گرم  
 فاش ترا نیکو بعین مطلب  
 ساق سیمین تو چون گردن تو  
 چه بگویم من از آن فاش نهان  
 وه چه ساق از گل نسرین بسته  
 کف پائی تو تماشا دارد  
 چه سمن سبزه اکت کف پا  
 سایه ات هم سفر بال هاست

خوانده بر ناله عشاق تو  
 شان زلفت عروسان چمن  
 پشت دستی بجهان زد زود دست  
 حل شده بر ورق نقره طلا  
 زانکه رخساره او پر کفست  
 هفتت بست بلال اندازد  
 که گنج بر موسی بیان  
 هیچ چشم در نظر و دیگر هیچ  
 قشبه چتر گل نستر ست  
 سوده صندل و مکرده نمیر  
 سیرگر و اب زلال مهتاب  
 تنگه شاخ گل عنبر بو  
 یک بغل یا سمن مهتابست  
 می نند زیر سرشش بالش نرم  
 عکس افتاده ز چین غنیمت  
 بصفایاب ده گوشش بلور  
 که چه غیبت بنیر دامان  
 دست گلچین قهنگل بسته  
 در لطافت ید بصیف دارد  
 برگ گل آینه تازه بلاء  
 گر چه از چانه اندیر خاست

وہ چه سایہ ز شمع سرور وانی      قالب چشم سیا و پر بیان  
 معدن حسن و لذت پائس      عضو عضو بود از ہم خوشتر  
 چه غلط جملہ سراپات نکوست      کی توان گفت کز این بهتر است  
 روز و شب مہری بی تاب و توان      کردہ نام خوش تو در زبان  
 آدمی تو کہ پرسہ حور لغت      کہ بدنیات فرستاد خدا  
 مستی گنجی از شعر اہار گاہ سلطان شہر بلوچی بودہ و در بذلہ سنجی و لطیفہ گوئی از اقران

خاتون محبتی

قصب السبق ر بودہ رباعی  
 قاضی چو زش ماملہ شد خون بگریست      گفتا ز سر غصہ کہ این واقعہ صیت  
 من ہیرم و آیر من نمی جنبہ بسج      دین قحبہ نہ مریم ست این بچہ زکیت  
 معنی در زمرہ شعر اہل بیت و بناخن فکرش عقدہ مہات نظم نعل      کہ بر احوال زار من نگریت  
 میر غازی بانسلاک در سلاک سخن گویان گوہر ش      از نسب و نسبت بی نیازے ست  
 فی نسیم گل نہ سیر لالہ زارم آرزوست      یک گریبان دار چاک از بہارم آرزوست  
 میکش میر احمد حسین از ساکنان بیست مساعزن صہبائی مضامین رائقہ معلی      گفت سیکش بودہ باشد کان گرفتار است  
 گفتش دی باکہ میر فی خزان سوی باغ      میلی حصار ی از گفتار و کش مال سحر کاری ست  
 جفا ہمن نہ از ان شوخ بیوفا دیدم      ز ہر کہ چشم و فاو ا شتم جفت دیدم

### حرف النون

ناجی تبریزی کلاش را کمال دلاویزی ست  
 ناجی اندر دست شاعر و زمیڈان من  
 مصرع رنگین کم از شیر ذہر کو نیست  
 ناو را تبریزی بتاد رجہ غنی در شور انگیزی ست با

خاتون

ناو





مدح علی و آل علی بر زبان ماست      گویا زبان برای همین در دهان ماست  
 ناصر شیخ ناصر علی نجفی آئین بند جله عروس سخن آراشین جلی مضی مست  
 همی گرمیم بزم او چو شمع و او همی خندد      چنانم چون کتم نامن نگرمی و نمی خندد  
 ناصر شیخ خواجہ ابونصر از مننه بود بهضرت طبع رسامعانی غامضه را حل می نمود  
 از زود رفتنت همه روزست ماتم      وز دیر آمدن همه شب ماتم  
 ترسم اگر حکایت غمهای خود کنم      غمگین شوی ازین غم این غم هم درگم  
 ناطق نامش ملازمان است و نشاء و نمار او شهر اصفهان است

مفلس تر شمی ز تو اگر ندیده است      کس رشته را ز آب گهر تر ندیده است  
 نازک تان نقش حصیر شناسند      او راق گل شکنجه بسط ندیده است  
 ناطق از قبیل اساطیر پوری است و طیب انفاش ریحانی و و ردی و رباعی  
 بر عارض تو غالیه گون سلسله است      یاروی بروم از حبش قافله است  
 در شان تو کرده آیتی حسن نزول      یا مصطفی رخسار ترا بسلسله است

ناظم خان شاه فارغ مقامش بده قسمت و دست و زبانش بنظم قلم و نظم و شعر و تحریر  
 تکلم بهند از حضور شاه فرخ سیر خطاب ناظم خانی مخاطب گردید و باید عبد الباقیل بگراست

محبت می ورزید

ندارد میل آمیزش بهستی رنگ تخمیرم      چو گر دازد امن قاتل توان افشا تصویم  
 تلاش بیقراری باعث آرام شد دل      طبعیدن بال پرواز سبک روحی است سهل  
 ناظم صادق قاتر ریزی است و نظم و شعر در تک ریزی به بیت لعل حاضر گردیده از انجا رخت  
 بهند کشیده رباعی

در دایمی عشق آنکه نکو فال هستد      چون سایه ملاتش بدینال هستد  
 در هر قدمش چو بگیرد سحر راه      چون موثر ضعیفی که بغیرال هستد

مولی در حق تو  
 بر لوی شیدا  
 غنچه صابون  
 کدل از دانی  
 باغچه گل افروز  
 بر شادی تو  
 این قصه را  
 در بر خنجر  
 باشد با من

و

نظم

م

ماظم نظام شیرازی در صنعت معماری مسرور کار سازی ست و کاخ سخن از حسن نظامش

### سرفرازی

نخراش گرچه در هر گام حسیده و کسین دارد نگاہش چون رسیدن تو سنی در زیرین دارد

ماظم نزد سبزه ابر نفسیه در رشته نظم کشیده و مدتی در ملک هند گردیده

سرو از پای در افتاده چمن را چکند آدمی زاده بی چنین وطن را چکند

نمافع از موزون طبعا کشمیر بود و سخنش لطیف و دلپذیر

همه تن تیغ زبان می شود و میگویی خون خورده که درین معرکه جوهر دارد

نما کام سیدی بود مختاری و با وجود کامیابی از سر مایه سخن علی العکس بنا کام شتماری

در ساغر غمیش مانده صاف ستوده از میکده رخت خویش می باید برد

کو طاقت آنکه بار هر سفله کشیم نما کام درین زمانه می باید مرد

### نامی افضل طهرانی از اشعوان نامور ایرانی ست

همیشه داغ غم بر دل حزین باشد گللی که چیده ام از عاشقی همین باشد

کمی راز دل خود بگو گفت که پس از من چون مدعیان باور و دیوار گفت

### نامی بلدیو سنگدلو بی طبعش را انواع سخن محتوی ست

آن زنده خرد سوزم کز سستی و مدبوستی در کعبه پرستم بت در دیر نما آرام

نامی در انواع گیلان توطن داشته و سخنان موزون برای نام و نشان مایه گار داشته

ما را فریب عافیت از راه برده بود ناسازی زمانه بفریاد من رسید

### نامی میر محمد معصوم بکری مدعی بانام و نشان از امر اکبری بود

### رباعی

در عشق تبان شوق جنون باید کرد جان را بطریق زنجون باید کرد

چون شیشه تمام پر ز خون باید شد و انگیزه دیر برون باید کرد

بشمار میرزا لطف احمد سخن را پشت پناه است و در نظم تلمیذ عبداللطیف خان تنہا در دہلی از  
 اکابر و اعیان قوریگی سلطان رفیع الشان و محاطب بخطاب نصرت یار خان بود  
 کشتی و دولت هنوز زنگ است بر لوح مزار می نویسم  
 شکر کسیک زنگ دل از آب تیغ برد تا کے غبار ویدہ نمناک می شدم  
 سر آشفتنی در راه عشق چہفت دارم بتعمیر خرابی مشت خاک کے برہوا دارم  
 بشمار میرزا علی دہلوی دستگاہ سخن طرازیش قوی است

بزلفش گفتم آخربند و اکن سخت چیدیش چہ دشوار است کان ہند و زبان ہن نہیں  
 شایسے تو فی از شعراء ماضیہ بیدیل در علم ریاضیہ بود از دست  
 ای درد کوئی دوست نمی از ہوا نشین مہمان مردمان شو و در دیدہ ہاشنین  
 ای تیر یا راز نظرش گرفتار دہ ما ہم فستادہ ایم پہلوئی ہاشنین  
 نجاتی از نواحی کرمان ست خوش بیان شیرین زبان بود

لالہ نبوکرز کنارہ میسون سر میزند دست خون آلود فریادست بر سر میزند  
 نجاتی عبدالعلی از مردم شہدست و ملیش جانب جو بیدہ باغی  
 ای کاسہ تو سیاہ دیب تو سفید از آتش و آب ہر دو بیریدہ امید  
 آن شہدستہ نمی شود مگر از باران دین گرم نمی شود مگر از خورشید

## رباعی

ای خواجہ کہ عمر تو فزون از شہدست بر خوان تو ہرگز گنسی نشست  
 نام تو مگر شکر چنگار خان ست کو را بہمہ کسی نکست  
 نجدی طباطبائی بود از سادات یزدست

رستی تو و جان بستہ از خمیر بلا ماند حسرت گری چند شد و در دل ما ماند  
 نجف قلی خان ایرانی میر آخور ہاشمی سرکار شاہ عباس ثانی بود

عکس خنکش چو در آینه بساط اندازد  
صفحه آینه را قطع یحسان سازد  
نه همین اصل تو گل رنگ کت آینه را  
کز ملاحظت بکس سنگ بود آینه را  
اتو دل از فکر عدم چند مکدر گشت  
بیش ازین نیست رده آمده را برگردی  
نظام مشهدی مردی قانع بود بوضع درویشان در دلق بی تعلقی و لباس جردی  
هر دل که بود شیوه فقر آئینش  
باشد خوش فنا بریز زینش  
مردانه و بد عروس امید طلاق  
موصول دو کون را ده کاهینش

نجیب از بنما شیرازست و خجسته اش خوش آواز است

زخم تعیت خطا آزاد است در روز جزا  
این شهادت نامه را بخواب و ز عالم می برید  
نجیب الدین جبریا و قانی از معاصران تحیر یلقانی است و از مداحان ابوالقاسم زیر سلطان  
سنجر بود و نظمش در حلاوت قند مکر است

سبحان الله بریز گردون  
کس داشت دلی که آن نشخون

رباعی

از خار چو آید گل رنگین بیرون  
اندوه کنم از دل گلین بیرون  
کردند بنظاره غروسان چمن  
سر باز در چهای خونین بیرون  
نجیب لطف الیه یک مایه نظم غزل و تنبوی است و از مولی شاه سلیمان صفوی است  
برقار آور چون ناز آن سرو شاهان  
ز رفیق باز میدارد و نجالت آب حیوان را

نخلی بخاری نخلد گستان خوش گفتاری است

طریق زندگی از شمع انجمن آموز  
کز آتش دل خود تا بوقت مردن سوخت  
هنوز لب بر عانا کشوده از صدا  
رسید مژده که درهای آسمان بستند  
ندانی از موزون طبعان نیشا پورست و بندای دکلش او سامعد در جور و سهرور است  
بکوی او چو روی پامنه بخاک انجبا  
که خاک ره شده بسیار جان پاک انجبا

نظم

نظم

نظم

نظم

نظم

شیخ شمع جاگند از مرقع تو صبح جانم از مرقع تو  
سوزم گرت نه بنیم میرم چون مرغ نه  
نزدیک این تنهیم دو آفتابان که غمتم  
نی تاب وصل دارم نی طاقت جدایی  
نمرگسی سلطان المشایخ حضرت نظام الدین بدایو نے قدس اللہ سرہ

س

تا کی ایل فکر و دروید و امی من کنے  
از برای خود چه کردی کز برای من کنی  
از تو نتواند بریدن کس با سانس مرا  
گرنیبا غم کسم آخر تو میدانی مرا  
آرمید بی برقیبان و رسید از ما  
ما چه گفتیم و چه کردیم و چه دیدی از ما  
نمرگسی مرا غنی مولد و نشانیش کاشغریست و خودش از مداحان سلطان سنجری با غی  
گفتی که سر شک تو چو گلگون شد  
از خون نبود ولی بگویم چون شد  
در دیده من خیال خسار تو بود  
اشکم چو گداز کرد بران گلگون شد  
نمرت است دامغانی تنزه گلستان دیوش زهرت روحانی ست س

شهادت می تراود از نسون چشم خونریزش  
نگر ادا از منصورت مرگان دلاوریش  
نه شانه دست نوازش زلف یار کشد  
که از بهر سر زلهای بقیرا کشد  
نسبت محمد صالح شو ستریست و طبعش را نسبتیست خاص با شعر و شاعری س  
ز بس نشنیده ام حرف درشت از فیض مہو  
زبان نرم و در بزم ادب شد پند گو شمر  
نسیم استر باویست و در داستان سمرانی و معاگو نے مدعی اوتادی رباعی  
با آن گل تازه رو قیبان لیم  
گویند که اختلاط کم کن نسیم  
ایشان سخنی برای خود میگوند  
گل را بنسیم اختلاطیست قدیم  
نسیم بود ادا یک موجد لطیف و معنویست و از ملازمان دودمان صفویست

خود را ز رشک غیر گرفت که حسرت  
این یک پسند دفع گزند که می شود  
خوشی فیه ما دار و سخن پرد از میداند  
نخستین هر که ساکت میشود ملزم نمیکرد

نسیم مولوی نسیم انده ساکن کول فغانش ریزنده ناله مرغول  
 هر طفل هر شک درنگا هم تخت جگر خو چشم مست  
 نشأ عبد البرزاق از مردم تبریز و با ده پر زور کلاش سرخوشی انگیز مست  
 نشأ محنت دیده و اندقد محنت دیده را هیچ نعمت بهتر از معشوق عاشق پیوست  
 ترا شیرین مرا فربا گفتند مرا سوا ترا بدنام کردند  
 نشأ فی مولانا علی احمد ولد مولانا حسین نقشی دهلوی مهر کنست و عالم هر هنر و فن استاد  
 شاهزاده بزرگ بود در عراق و خراسان و ماوراء النهر سکه اورا تبیین و تبرک می بردند کمتر از  
 امراماندار نبود علم هیئت و طبعی را خوب و ورزیده و در جمیع خطوط و طویل و شسته و دانشا  
 و المانی نظیر بود و بزم شاهی و در هنگامه گرمی سلع برین شعر امیر خسرو دهلوی سرسجده نهاد و جان  
 بجان آفرین داد و این واقعه در ششده هجری اتفاق افتاد چه خوب میگفت و لالی نظم

## چین می سخت سے

هر قوم راست راهی دینی و قبله گاه  
 ترا تا سبزه نظر لب جان بخشید  
 مرا هر شب چو دران خواب گرد چشم گرزد  
 تا در دل مجروح و بتان را نکین لب  
 خبر از یار صبا بر دل ناشا آورد  
 مقتضای غم شکست و آب آتشاک رخت  
 ز تنگ حادث دل نشکند بسینه ما  
 شکر خدا که پیرو دین میبزم  
 بیزارم از برهن و ناقوس و اهرمن  
 قائل بروز مشرقیام قیام مسم

من قبله است کردم بر طرف کجکاهی  
 میجا بود و تنها خضر همرا میجا شد  
 دلم را با غمت بیدار بیند باز برگردد  
 تا روز اجل بشد این ریش نباشد  
 اعتمادی نتوان بر سخن باد آورد  
 خاک من بر باد و او خون من بر خاک نخت  
 که ساختند ز الماس آگینه ما  
 حب رسول و آل رسول است رهبرم  
 فکند زین راهب و قیس و آزارم  
 امیدوار هست و حوراء و کوثرم

[illegible]

حاکم بسوی من بختارت نظر مکن  
 هر چند در نمود بصورت محقرم  
 من آتش دلیر بسویم گذر مکن  
 چون نیستی غلیل منه پا باز مرم  
 نصیب مشهور با غایب نصیب اصفهانیست  
 نصیبی کافی داشت از فن خندانی  
 ترا از صحبت من عار بود از انجمن رستم  
 کنون با هر که میخواهد دولت نشین کن من فتم  
 رفت برون مدعی از کوی تو  
 چشم بدی دور شد از روی تو  
 نصیب حاجی طالب خوش فکری بود از اصفهان  
 نصیبی یافته از سیر هندوستان  
 آن گل چو در عرق شود از آتش عتاب  
 چین جبین او رگ تنگست در گلاب  
 غبار خاطر او گشته ام از ناتوانیها  
 گر اندک قوتی میداشتم میرفتم از یادش  
 نصیبی رازی بهره کامل داشت  
 در نکته پردازی  
 زنده در عشق چه سان بود نصیبی مجنون  
 عشق آن روز مرا اینمه دشوار نبود  
 وقت رفتن دست خون بر طرف من میزد  
 و امنی باشد که او بر آتش من میزند  
 نصیبی امیر نور بخشی باندک التفاتش  
 الفی و النسی مضامین وحشی  
 تو خود بگوی دیگر دامن کرا گیرم  
 هر که چاک زد دست تو در گریبانست  
 ز جرم بر لب آید جان بوسلم میدی عهد  
 کسی را وعده ده کورا امید نیستن باشد  
 نصیر امر بوش عفا مانست  
 و طبعش شگفته و خندانست  
 صد غوطه زند در بگر الماس محبت  
 تا طفل شکم رود و از رنگ برنگی  
 نصیر از خطه طهران بود و در فن نظم از نام آوانست  
 شد فروزان تر لب لعلش ز تاثیر شراب  
 کار دامن بیکند بر آتش یا قوت آب  
 نصیر از ففلامی هلاکت و همه دان مشاعر الیه بابیان  
 از اشد تلامذۀ شیخ بهاء الدین  
 عالمی بوده و درت نه بجزی در حی آسوده و در نظم و شعر گمانه بل و در پایه فنون از کمالان نمایان  
 محل رفت و آب و رنگ دین بوستان نماند  
 یک چشمه غیر دیده بلبل روان نماند



چو طوطیا که بکاغذ کنند باد صبا      غبار کوئی تو در برگ یا همی دارد  
 ناکا میم ز همت عالی ست ای نصیر      از آب جوئی سبز و بام ست بی نصیب  
 نصیر ملائکا بنی هر بابی و هر فنی ست      نصیر ملائکا بنی هر بابی و هر فنی ست  
 دانی که کعبه از چه مطاف خلایق ست      در مهیکل زمین شده گویا بجای دل  
 نصیر ملا ابراهیم شیرازی ست و طائر فکرش ببح اینه اثنا عشر در بلند پروازی ست      نصیر ملا ابراهیم شیرازی ست و طائر فکرش ببح اینه اثنا عشر در بلند پروازی ست  
 بزیرتیغ بیدارش مکن تغییر بگل ای دل      مبادا بر سر رحم آوری آن بیحسوت را  
 نصیر میر ناصر علی اکبار افکار را والی و ولی ست      نصیر میر ناصر علی اکبار افکار را والی و ولی ست  
 میر بایند دل بچشم زدن      واد از مردمان شهر آشوب  
 نصیری گیلانی ست و مبدع نادره مضامین و معانی ست      نصیری گیلانی ست و مبدع نادره مضامین و معانی ست  
 بخواجهیم ز هجر در مرگ میزند      این نیست آن شبی که بانساز بگذرد  
 دمی دارم خراب از التفات چشم پیکارش      همه از جو میترسند من از لطف بسیارش  
 بیمار عشق را بهما و اچه فائده      دارد لب تو فائده اما چه فائده  
 فتد رویای من چو ندانند گداشتم      چندان جفا کند که خود از خود خجل شود  
 نصیر الدین خواجه طوسی علامه روزگار بود و متعنی عن التعریف از غایت اشتیاق لیکن از دین      نصیر الدین خواجه طوسی علامه روزگار بود و متعنی عن التعریف از غایت اشتیاق لیکن از دین  
 بهره داشت حافظ ابن القیم او را هر جا نصیر شرک تعبیر کرده و حق بجانب است و این باب است      بهره داشت حافظ ابن القیم او را هر جا نصیر شرک تعبیر کرده و حق بجانب است و این باب است  
 از دست ست      از دست ست

منم آنکه خدمت تو کنم منی تو انعم      توئی آنکه چاره من نکنی و منی تو انعم  
 رباعی      رباعی  
 موجود بحق واحد اول باشد      باقی همه موهوم و مخیل باشد  
 هر چیز جز او که آید اندر نظری      نقش دوین چشم احوال باشد  
 نظام کائنات فزونی ست و طبعش در ظرف نیست مزاج بحالی آفرینی رباعی      نظام کائنات فزونی ست و طبعش در ظرف نیست مزاج بحالی آفرینی رباعی

بیا...

بیا...

بیا...

بیا...

بیا...

بیا...

دی شب هر شب گردورت میگشتم  
بر یاد تو بر برگذرت می گشتم  
با حسرت بسیار چو در خواب شدم  
دیدم که بقربان سرت میگشتم

نظر شاه نظر بیک قومشی از متولیان روضه امام رضا علیه التحیه و الثناء است در جودت  
طبع وحدت ذهن مستغنی بود در مهند آمده بعشق زنی فاحشه جان و مال باخت و بحالت تهیستی

و پریشانی این باعی موزون ساخت باعی

گر بهند شود کعبه شوم سوی گشت  
دو نرخ طلبم اگر چه بهند سبب گشت

خواهم ز غلط کردن خود بر گردم  
مانند نگاه عاقل از صورت زشت

یک دل نماده هست که دغش نکرده  
بردار و امی فراق خدا از میان ترا

فطمی محمد میرک را غلب بصیبت در و لیسان بوده و از اصفهان بشیر از رفته هانجا آسوده

گرچه جوش حیا مانع نظاره نباشد  
در چشمم هوس هر مژده دست دراز نیست

خندنگ غمزه بطنی زدی و آه کشید  
زبان بریده مگر آفرین نمیدانست

فطمی تبریزی جوهر شعرش از فن جوهر شناسی ظاهر است طبعش بشعر ملائم بود و دیوانه

ترتیب داده از دوست

دایغ جفائی یار که بر سینه من است  
دواغش محوان که مونس دیرینه من است

خطی که بر گل رخسار یار پیدا شد  
بنفشه است که از لاله زار پیدا شد

ز دل ربودن و بیگانگی ظاهر شد  
که بهر بردن دل بود آشنائی تو

رباعی

شوخی که بود لب بقون آلوده  
اهل نظر انداز و جنون آلوده

بر بسته بسر حیره منخست او را  
یارشته جان هست خون آلوده

نعمی از موزون طبعان قزوین بود و بخینا طی امام قلیخان حاکم فارس اشتغال گزین

یکپند بقیدنگ و نام افتادم  
چندی بزبان خاص مقام افتادم



بسط لائق و شرح فائق محمد رضا عجب اعاده ثبوت اما چون جناب والا پیش از در دوزی و تازی  
هر ذوق و طبعی و قبح معلی است خواستیم که درین صحیفه بعضی اشعار تازی که بتقریب شش بیت است  
استیعاب و قافیه و وزن نقاد سه برزده ثبت کنیم و تراجم بعضی آیات فارسی بعضی که علی الباقیه  
برزبان گوهر فشان گذشته بنویسیم تا ذکر ما از هر دو نوع سخن طرف نیگویی بند و باین برگزیده

بعضی غنمای متفرق رنگ جمعیت گیر و از انجمل این شعرت

سر مه گویا کرد چشم یار را      شب بفریاد آورد و یار را

دور یزاد برش گوهر تر جم جمین برشته نظم کشیدند

انطق الکحل عین صاحبنا      فی اللیالی یصنیع همراض

دیگر این شعرت

درون خانه چشم تو مردمان هستند      که در میان حرم میزنند قافله را

در ترجمه شش چنین فرموده

و فی بیت عین منک حلت اناسی      لکن فی بیت الحرام قوافلا

و از انجمل این رباعی میرود و بلوی رحمه الله تعالی است

ساعز فانی و بزم و ساقی فانی      با هر که شدی درد ملاقی فانی

بردار دل از هستی بی بود جهان      الله بود باقی و باقی فانی

ترجمه اش اینست

تقنی السقاۃ و یفنی الکاس و النادی      و من تلاقیه من خل و من حادی

فصرف القلب عن دنیاک باطله      یفنی الجمیع و یبقی ربنا الهادی

دیگر این شعرت

زر پرستی میکند دل را سیاه      آخرا این صفا بسود میکشد

ترجمه اش چنین فرموده

يسود حجب التبر قلبك أخسرا  
وتجذب ذى الضفر إلى السواد  
وأزاحم ابن قطومت كدور وصف سيرگاه رئيسه معطر دام مجدا واقع محل سراسى غاصر طلبة  
واحدة اتفاق نظم انما دونه

دار تدور بها السعادة والمئة  
فيها الذرا والكواكب كلها  
فيها نفاس ما يرام ويقتصد  
كالجنة الغراء فيها كل ما  
نخل ورماني وورد ورجس  
روض اريض ليس يلفي زده  
كم اشمرت اشجاره في حينها  
معنى مفاخرة لمن حلت بام  
اعني اللتي قد سميت شاولجان  
هي حرة هي درة هي عزة  
تعلو على اهل النجا وما هم  
هذي على هذي وكيف فانها  
كم اختفي رام طرائق جودها  
ابن الذي يحكي عطية حاتم  
كم في زوايا من خبايا ظلمنا  
هي عمرت تلك الربوع بعد لها  
فاقت على كسرى بكل عدالة  
حسن التناهي عليها هائل

وتلوح دون خيامها الانوار  
فيها الذي تشبثه النظم  
فيها المئة فيها الجنة ومنا  
تشتي النفوس تلذذه الابصار  
اس اثيل بانه جلت امر  
متنزه تشدو بها الاطيار  
كم قد جرت من تحتها الانهار  
شمس الضح بداد الدج انوار  
لا تاتين بمنها الادوار  
هي عزة هي فضة ونضار  
كلتا يديها خمرتان تغار  
بجر العطايا دونه الابحار  
كم سرمد اكفها العطيار  
نطوي لديها هذه الاخبار  
خفيت على ناس وذا الظهار  
ونظماها لا يعتريه عشار  
بنيان ظلم في الثرى منها  
من غير ما باب به مدد

٩  
بسم الله الرحمن الرحيم

هذی التي جلت مکارم ذکرها  
 قد حام حوم جنبها الاقدار  
 هل ترقی نداء الها فی عصرنا  
 ما انت الا حق مهذا  
 لله در ملک طابت بها  
 بهو بال طیباً و نه الا ترها  
 هی بلدة تمت مقالة عزها  
 فی جنه اصحابها اخیار  
 لانزال حیاً من بنی تلك الثلثی  
 ما نصرت سوح الحی الامطار  
 و چنانکه حضرت ایشان دام مجربهم توصیف نزهتکده مذکور در ابیات سطور پر و اخسته پیمان  
 مولوی سید ذوالفقار احمد نقوی بهو پالی نیز درین باب این ابیات نظم نموده اند خالی از  
 لطافت مسانی و بلاغت معانی نیست

لله در ما اجل بناء ها  
 اکرم سامن منزل معطسا  
 تلك القنادیل الله فیها ترأی  
 شهب السماء تلوح بالانظار  
 فیها نفایس ما رأت عین ولا  
 سمعت بها اذن مدى الاعصار

وله سلمه الله تعالى

رابع و مداربع منازل عشره  
 بناذ و ماناد معاهد عزه  
 لانزال فی عیش رغید من بنی  
 و نباهه و سخاوه و کرامه  
 و تاریخ بناء بستان سراي مذکور از جمیع الکمال شیخ زین العابدین انصاری عرب قاضی حال

عافا و سلمه الله تعالى این است

دار کشمس الضحی حسنًا و منزلة  
 و طائر السعد عنی فی اعاليها  
 عنادل الروض مع ورق الحمامه  
 تشد و بحسن شاد فی نواحيها  
 ارخت عام بناء الدار مر تجلا  
 من اخر القلب فافهم حکمة فیها  
 تبارک الله ما ابی محاسنها  
 یدوم عز و اقبال لبانها  
 نواب تخلص فرمانروای خطه رام پور عرف مصطفی آباد و زینت بخش مسدغات رابعه

ریاست عالی نثار و الا نهاد نواب کلب علی خان بهادر شمره الفواد نواب یوسف علی خان بهادر  
 خلف الصدق نواب محمد سعید خان بهادر است آرایش بزم ظهور و وجود فیض نمودش و در الف  
 و مائین واحدی و خنشین از هجرت بشهر شاهجهان آباد اتفاق افتاده و زمانی که در خیابان عمر  
 شش سالگی نوبت خرامش رسید و افعه وفات نواب احمد علیخان بهادر و الی را پور و داده  
 حکام فرنگ از نبودن عقبی که وارث گاه و دهیمیش باشد محمد سعید خان بهادر ابن العم او را  
 که در آن زمان متعدد دپٹی کلکتر سی ضلع بدایون از طرف سرکار انگلیزی بود بایالت ام پور  
 برداشتند و در شش هجری زمام ریاست آن مرز بوم بقبضه اقتدارش گذاشتند مدت  
 پانزده سال حکمران بالاستقلال ماند بعدش بدارالملک آخرت راند نواب یوسف علیخان  
 بهادر بجای پدر فرخنده سیر نشست و تا عرصه ده سال منطقه حکومت و ریاست بر میان بهت  
 بست و هر کس را از ارکان دولت و اعیان حضرت بمراتب فراخ و نواخت و بنظم و نسق  
 ملک و دولت و جوهر شناسی را باب فطنت و خبرت کوس نیکامی بلند آوازه ساخت و در  
 سنین الف و مائین واحدی و ثمانین هجریه دست از انتظام مدام ظاهری و اکشید و ملک  
 جاودانی نهضت گزید بست و سوم ذیقعد همان سال اراکین انگلشیه نواب را بر سبند  
 خلافت آبائی زینت افزا ساختند و عالمی را بعدل کامل و احسان شاملش نواختند نواب  
 مدوح تحصیل علوم از مولوی محمد حیات و مولوی جلال الدین و مولوی فضل حق خیر آبادی  
 و مولوی عبدالعلی و مولوی عثمان الدین را پوری فرموده و در نظم و نشر ملکه کامل حاصل  
 نموده ترانه نظم و قندیل حرم و شگوفه خسروی نمود و بی از نثاری اوست و دو اوین دو  
 و فارسی نمونه موزونی و خوش گفتاری او در خیابندی از اشعارش برای نشاط خاطر  
 ثبت افتاد شنیدن را حذر و باد

سخن باغی و روی سویی می آری مرثی گو  
 نه چشم حسرت همید باشی بدگمانی را  
 چنان بخود شرم از ذوق غم کاندیش چهر  
 هزاران مرصع کفتم بلای آسمانی را

بحق عاشقان خفای الفت خوش بود لیکن  
 بهر ظلی سپاسی تا دم محشر سے خواهد  
 و میدم صحرایک عمر در عشق گل بلبل  
 سوا لیم نیست قاصد این جواب کیت پندار  
 گدائی گوئی تو که دید تا نواب می نازد  
 میفشان بر رخ خورای نسیم خلد خاکم را  
 رقیبی سانتم پیدا بهر آن از تو پنهانی  
 خیالت را ز تو بهتر شناسم که سر یاری  
 که امی شعله را و افکنده و امان بر عهد آمد  
 چه میرسی که ای نواب در وصلم چه پیجوی  
 نعشم ببرید از طرف رگد را و  
 صد بوسه گل رفت و رخ یار ندیدیم  
 ذوقی که گلگشت عدم پنجم اضعف  
 گر بار کتا بنم شد بال کبوتر تر  
 رشکم نه در خجست تنائی قاصد  
 از نکمت گلهام نشود تازه و دامنم  
 تیر می بدلم گر بنشیند بنشیند  
 گر جور سازد تو نواب چه سازد

چه سازم ناصحان چشم و اشک ارغوانی را  
 چه خواهد کرد اگر بنمود طر زهر بانی را  
 بیا موزا ز من و نخست رسم نوحه خوانی را  
 بگو با کجبان آداب پیغام زبانی را  
 چو محتاجی که یاد تخت نفخه و ری خانی را  
 که از من مانده در رهش همین شربت فباین  
 قضا را گو برد از سینه ام جان نزار من  
 همی ماند شبانروزی بهجت نگار من  
 که حسرت میچکد چون اشک شمع مزین  
 سرت گردم تمنایم بدان از اضطراب من  
 شاید که بتا بوت من افتد نظر او  
 کو پیک نسیمی که بسیار و خنبر او  
 دل داند و من دانم و داند کمر او  
 بندید دلم را عوض خطا به پیر او  
 آن به که شوم سوئی تو خود را بهر او  
 ای باد و بفشان بسم خاک در او  
 یارب نشینند رقیبان ببر او  
 خوار از تو بهالم نبود در نظر او

نور تخلص را قلم این کلمات و محرر این صفحات سرت نامش سید نور الحسن بن نواب والا جا  
 امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان بهادر بن سید اولاد حسن قنوجی بخاری بن نواب سید  
 اولاد علیخان بهادر انور جنگ عفا الله عنا و عنهم اجمعین بستی یکم رجب سنه دوازده صد



بهفتاد و هشت روز چهارشنبه بامدادان مطلع فجر از کمن الاهوت بمنصه ناسوت خرامیه نظر من  
 نام تاریخی اوست که علامه عصر و فهامه دهر مولوی علی عباس چڑیا کوٹی دام مجده هم نزل جا  
 حیدر آباد کن برآوردند وطن اصلی او بلده کهنه خراب آباد قنوج است و خودش در بھوپال متولد  
 گشته ذکر این هر دو بلده در ترجمه ریسنه معظمه بزرگ صرف شین معجمه گذشته از طرف پدر ریسنه  
 بوده ام و از طرف مادر شیخ صدیقی جدادیریم دارالمهام محمد جمال الدین خان بهادر دهلوی  
 دام مجده هم نائب ریاست بھوپال اند و پدر عالیقدرم شوهر ریسنه این دارالاقبال و درشته  
 والدیاجم برقمصر نواب سکندر بیگم حومه ریسنه معظمه بھوپال بحضور اهل علم و ارکان دولت  
 رسم کتب نشینی مودمی فرمودند اول تعلیم کلام مجید و ثانی بتدریس کتب متداوله فارسی  
 پرداختند چون سواد حرف شناسی بهمرسد باعث تحصیل علوم آلیه از صرف و نحو و منطق و جز  
 آن شدند او اهل کتب بخدست مولوی محمد ایوب صاحب مفتی حال بھوپال خواند و الفیه شرح  
 بخدست مولوی انور علی صاحب لکنوی محشی کتب درسیه مطبوعه این زمان و مدرس اعلامی حال  
 مدارس سلیمانین دارالاقبال الکتاب نمود و الحال زانوی ادب بخدست جناب مولوی آلی بخش صاحب  
 مصنف تحفه شاہجہانی تہ کردہ تحصیل لقیہ فنون درسیہ می پردازد و سبق بعض مشکوٰۃ شریف در  
 علم حدیث از جناب قاضی شیخ حسین بن محسن بمینی گرفته و بعض قصاید عربیه از او والدیاجد  
 خوانده و اصلح سخن فارسی و اردوی ریخته از حافظ خان محمد خان شہیر شاعر علی فطیر پانچت  
 ریاست شاگرد غالب دهلوی ستانده حالادر صد و تکمیل علوم لاسیما کتب تفسیر و حدیث و  
 ماتصل بذک بودہ است و فقہ المدتعالی لما یحب و یرضی و صانہ عمالایق باہل المدی طریق  
 چپای جناب معلی القاب نواب شاہجہان بیگ صاحبہ والیہ حوزه بھوپال نایت گرانیک اند آف  
 دی موسٹ اکر اللہ ارڈ آف دی اشتار آف انڈیا دام قبائلہا باہ صیام و شتہ ہجر سے  
 بگلشت بندرمبی و بڑودہ و بہرائچ و احمد آباد و گجرات پرداختہ و زیارات مشایخ آن دیا  
 غایز گشتہ و بدر بار نواب گورنر جنرل بیرنگ لارڈ ناتھ بروک بہادر شریک گشتہ و سپہ درشتہ

بعیت رئیس معظمه طالع عصر بارگرا می عرصه دارالاماره کلکته گردیده و مجالس آمد و شد شاهزاده  
پرنس آف ویزو و لیعهد ملکه انگلستان و قیصر هندوستان مشاهده نموده و سیر صادق و منازل  
قدیمه و جدیده بلده مذکور بحشم عبرت بین دول حقیقت گزین کرده هنگام معاودت بر بلده  
بنارس و کانپور و الہ آباد و جیلپور و غیره گذر نموده درین نزدیکی که تالیف این نامہ نامی و نظم  
این جوابہ گرامی در معرض طبع است سفردر بار خطاب ملکہ معظمہ بلده دہلی با و آخر ذیقعدہ  
۱۲۹۳ هجری در پیش است انشاء اللہ تعالی این گنام بادیہ هستی و ناکام زاویہ بستی نیز رفیق طریق  
حضرت رئیس مکرمه و والد ماجد خواهد بود چون این نقطه دائره شکسته پائی و جگر خسته حضرت  
مومیائی با وجود حداشت سن و محرومی از ہر ہنر و فن کی از اہل اقطاع این ریاست است  
و از بدو شعور با برادر خرد و خواہر کتر خود ہفت ہزار و دو صد روپیہ معاش می یابد و ہم شوق  
سیاحت بلاد و مشاہدہ علماء و امجاد در سردار دخواہی و خواہی در ہر سیر و سفر اراغ اعنان رفاقت  
با پدر و الا گہر و رئیسہ عالیقدر میکند و عرصہ وسیع گیتی را درین آمد و شد بدیدہ اعتبار می نگرد  
اگرچہ از شعر و شاعری کہ دون شیوہ ذاتی و آبائی اوست بہر اہل دورست لیکن تفنن نگاہی  
ماہی در ریختہ حرف موزونی میزند و کلیم تخلص میکند و در فارسی تخلص بنورست اگرچہ حضرت  
پدر ترجمہ پسر در شمع انجمن زیبا رتسام فرمودہ اند اما بوجہ تالیف این ضمیمہ روشن کہ گویا گلستہ  
از ان رنگین چمن است خود ہم با وجود کج میج زبانی دوسہ گلبانگ ترجمہ خوانی زود و باریا و چند شعا  
پریشان بضایف طبع اخوان صدق و صفا پرداخت و گوشہ گلزاری برای گلکش تار باب  
و فامیاساخت امید از نظار گیان خطا پذیر عیب پوش و عالی طبعان عذر نیوش آنست کہ  
اگر درین جبریدہ برسوی آگاہ کردند عمل بر مثل سارخند ماصفا و دع ماکد فرمایند

فغان کہ آتش عشق بتان بجان افتاد	شرارہ سوخت کین با چو در مکان افتاد
بشکر آن ہرز بخیر کعبہ می بوسم	کہ دل بجلعہ معرخلہ بہستان افتاد
سحر ز خانہ برون آمدی و خور ز رفیق	ہر آنکہ اہل نظر بود در گمان افتاد

ز حرف حسن و جمالت که در گشت آید  
 بهمانه کرد مگر نور ضعف حالت را  
 قمر جفا قاصد جانانه ماسه آید  
 میشود سلسله چنان جنون عالم را  
 ای اجل باز دهم جان کنناش ساق  
 هر کجا بوی گل و نغمه خبر باشد  
 هر سحر که که کنم فکر سخن روح قدس  
 گر چه انداز سخن نور نماند لیکن  
 باز چاک در گریبان میستم  
 دیده تنجالت را مژگان نبود  
 و در خیال خنده دلجو می او  
 می شمارم مهر را شمع سحر  
 هر نفس چون لیلان اندر نفس  
 کی نهم بر طول محشر گوش نور  
 و ناز گشت زمان فراق چاره کنم  
 هزار جور تو آسان ولی بود و نوار  
 بهار غنچه و گل در سر خزان افتاد  
 چو بر درش بی نظاره یک زمان افلاک  
 بهدی مرده ده از شهر سبای آید  
 اگر سلسله پابصدا می آید  
 یار بر تربت ما بهر عز است آید  
 مایه از حلقه آن زلف دو نامی آید  
 بهر تاید دل و طبع رسامی آید  
 از غزل سنجی او بوی ذکا می آید  
 خنده بر فصل بهاران میزنم  
 پای بر خار غمیلان میزنم  
 زخم دل را بر نمکدان میزنم  
 داستان روی تابان میزنم  
 نقمهای خوش بزدان میزنم  
 حرف از شهبای هجران میزنم  
 باشک دیده خون ریز استخاره کنم  
 که بار قیام نشینی و سن نظاره کنم

نوای تخلص امیر علی شیر وزیر سلطان حسین مرزا و جوت فہن و رسای فکر و در جو و سخاو و قد و  
 علما و فضلا و شرفا و شعرا و ہمتا و ہودہ بزبان ترکی ہم اشعار لطیف و نازک موزون نموده ہواي کلام  
 فارسی چہار دیوان ترکی دارد و فاقش در ششمہ ہجری در بعض تذکرات می نگارند بہی ارباب تذکرہ  
 تخلصش فانی نوشتہ بنا بران درین رسالہ ہم ذکرش در حرف الفا گشتہ از وی سہ آید  
 آتشین علی کہ تاج خسروان را زید ست  
 اگلہ بہر خیال خام بختن در سہ ست

نورالهدی را بختایق و دقایق شعری آگاه بود از نکایک اصفهان منت و نور و کلاوت از جبر اشعار است  
 با خیال نگزنی سحر و کفن خواهم کرد تا قیامت عیش در یک پیرهن خیم کرد  
 نه مروت است ما را برادر خود رساندن که هزار ناامیدی بامید نداشت  
 نازم بنیوریکه گراز گل سخن افستد چون آتش سوزان شود و در چمن افتد  
 نورس رشید قزوینی ثمرات نورش در کمال نگینی است از ولایت خود بکن وارد گشت  
 و درین جوانی ازین برای فانی در گذشت

نه چون گم بوس جوش عنده لیبان است چون غنچه ام سر تسلیم در گریبان است  
 آهیم که طره برود و شسپه بود دله از ضعف این زمان کفره چشم سونست  
 دل چون نشود خانه ز نور از ان چشم آینه فولاد زره شد زنگاهش  
 نورس محمد حسین دناوندی است و در عالم سخنان نورس مسلم بخند  
 آنکه محراب دو عالم گوشه ابروی اوست در دل هر ذره پنهان آفتاب وئی اوست  
 هیچ و تاب موج دارم در نهوائی گوهری آنکه در یار از هر گرداب ای سویی اوست  
 نوروز علی بیگ زرگر تبریزی است و از طلا کامل عیار قلبی در زر ریز  
 قنادگان بفکام سر فرونی آزند زمین بگرد سر آسمان نمیگرد  
 نورس قاضی از نواح اصفهان در علم و فضل فائق بر اقران بود از شاگردان میر فتح الله  
 سماکت و ذمخش دقایق و نکات را دراک

دور از دیرینه دل با چشم روشن شینست هر که باغم خلوتی وار و پر وزن و شینست  
 چنان که در دایه اهل ماتم راسیه مخفی فغان از بلبلان برخاست چون بن چمن  
 حامل چون تو انم دید بر دوش کسان دستی که بر دله از منداخن اگر در آستین باشد  
 بتید چو کسی سوی تو گیرم سر بهش تا ذوق تماشائی تو در دم زنگاهش  
 نورس دندانی هر دی نبیره مولانا حسن شاه و بارث در ظرافت کامل و شگانه دندانش بسکه

آباد و برق بود و خود را بدانی ملقب نمود و در حلیه خود میگوید

و صیتیست که بعد از وفات من یاران  
کنند لوح مزارم ز حسیب و دودنم  
سخن چگونه کنم پیش خلق کین و دو لبم  
بیگدگر رسد گر بلب رسد جانم  
نوری از اکابر هر مزست و در بزم سخن سخنجان لطیف الطبع موقر و معزز  
نظر پیر و جوان ای گل رعنا باست  
نوری ملا نورالدین محمد سفیدونی برگزیده سفیدون از توابع سهرند در جاگیر او بود آن  
منسوب گشت در علوم هندسه و ریاضی و نجوم و حکمت ممتاز بود و از جمله صاحبان مایه یون  
پادشاه و بایجیت خطاب ترخانی یافت سلیقه شعر داشت و دیوانی ترتیب داد و نهم بلده  
کرناں تا پنجباده که ده بنام سلطان سلیم ساخته است و در سنه ۹۹۰ در آنجا بمردن دست  
و لتنگ و در از آن لب خندان نشستم  
نویده نامش محمد حسین است و بطعراوش نحت جگر و نور العین

طریق مهر یا یاران خود یاد امید من  
و گرمیدانی از یاران خوار امیدانی  
نویدی تربتی صاحب دیوان است و ترجیع او در بجه کجک بیگ بخشی بیرغمان شهور زن  
این چند بیت از دیوان نویدی است اما معلوم نیست که همین نویدی مذکور است یا غیر آن  
خندنگت را که عمری جانی در دلم آتشم دارم  
چنان قیدی که در اول من مسکین سرگردان  
گیر ای آشنای ستم که آتپ دیدم هجر می شد  
آورم تاب بیغایت بهمه عمر و سله  
بقراری سوز زلف تو یک چشم زدن  
گشت تاجم نویدی دل من باغم تو  
گر زار بمرم ز غمدم و مبدم خویشش

همان آرزوی کز تو حاصل داشتم دارم  
از آن سلی و شش مشکین سلاسل داشتم دارم  
یوادبی چون بانی که در گل داشتم دارم  
ایمنکه با غیر نشینی خود تاب مرا  
نگذار دشب هجران تو در خواب مرا  
رفت از یاد پریشانی اسباب مرا  
با غیر شکایت نگویم از اهل خویشش

نوری

نوری

نویدی

نویدی

از وجودی عشق اگر پیش تو ظاهر  
کردم غم دل در گزینان از کرم خویش  
نه فکر آخرت داری نه دنیا  
منید انهم نویدی در چوکاری  
ای خوش آن دم که شوی قبض ز قوس لعل ترا  
نسخه حقیقه نویسد اطباء عظام  
دست خدای شتر شلخ بزرگ گردن قاز  
کله خرس و سر استرودندان گراز  
نویدی نیشاپوری فی الجمله تحصیل علوم داشت و در شعر صاحب رتبه بود و فاش در شهر  
شد و در راه حج ببلده ابرین از ملک ملوه واقع شد نوید سخن گوش شتاقان چنین میرساند  
اگر هم ز اشک گلگون شده لاله گون زینها  
نموان شدن پریشان گل عاشقی ست اینها  
مال خواست شود حلقه درت شب عید  
زدور بست خیال ولی بهم نرسید  
تختانی زنی بود از مصاحبات والده شاه سلیمان در حسن و جمال فریده زمان اکابر دور  
بخواستگاری او مایل بودند لکن از نارسائی بضمون رباعی وی که استعجاب برشته نظم کشیده

در چار سو آونجه بود بطلوبه غیر نائل رباب

از مرد برهنه روی زری طلبم  
در خانه عنکبوت پر می طلبم  
من از دهن بارش که می طلبم  
وز پشه ماده شیر ز می طلبم  
سعدالدخان وزیر عالیشان جوابش چنین موزون نمود و گوی سبقت ر بود رباب  
علمت برهنه رو که تحصیل زرت  
تن خانه عنکبوت دلی بال و پرست  
ز هرست جفای علم و معنی شکرست  
هر پشه از ان چشید او شیر زرت

نیا ز شاه نیا ز احمد بریلوی از خلفای مولانا فخرالدین دهلوی قدس سره واقف اسرار صوری  
و معنوی از کاطین صوفیه کرام و اهلین مشایخ عظام بود

نه کافر گفتیم باید نه مومن خواندیم شاید  
که فی در بند کفر متم نه اندر قبیله یا غم  
نست جز آهنگ عشق آواز موسیقار من  
رب ارنی می نواز در بر بطر هر تار من  
بسکه هشتم سایه پرور زیر بال مهر یار  
بین میگردد با از سایه دیوار من

این برده  
عبدالله بن محمد  
در خدمت  
میلاد و در خدمت  
جمعیت  
در محرابی  
نخستین خیال  
دانشگاه  
منبر  
نخستین  
نخستین  
والله اعلم

بدر

حسن خوابان بهر حق منی مثال عینک است  
 میبد به بیانی اندر دیده لطف رمن  
 همچو دریای محیط این قطره ام شایع زن  
 چون بخود غرقم نمودن قلام ذخا رمن  
 کرد و مارابی نیاز آن قبله ابل نیاز  
 لطف فرماید باحوال دل انگار رمن  
 بباطن ناز و درخا هر نیل زعم  
 بمعنی خواجه در صورت غلامی

نیاز محمد رضا موطن و منشادش شهر گجرات است و اقطار امطار سحاب افکارش آب حیات است  
 بهر پاس آب و موی خویش می سوزم نیاز  
 نیاز می احمد میرزا اصفهانی از نسایم انفاش در نحو رنجن روانی است  
 آب یا قوت تم که چشتم شرارم کرده اند  
 از برایت شنیده ام سخنان  
 که ترا طاقت شنیدن نیست

بر رسم فغان من افغان آورد ترا  
 دست از جفا بدار و مرا در فغان مدار  
 دل اهل دیاری خوش که دارد چون تو بار خوش  
 که از یک یا خوش گرد و دل اهل یا خوش  
 نیاز می رسیدن از سادات بلده طینه بخارا بود اما شجره وجود او نصیبت بجمیاد و صادق شاعر  
 بود در فن شعر و عروض و معاوتایچ و سائر جزئیات ماهرست و رسائل دران باب تالیف  
 کرده بهمد که اکثر در هند آمده و در شهرته از نیازا سباب دنیاوی بی نیازی گردیده پیوندد  
 زمین گردید از دست

بر موی آتشین زلف تو ای سمن فن چید  
 بی چون موی بر آتش فتد بر خویش تن چید  
 چو تو انتم که برگردی سران تن رخو گردم  
 خیالش در نظر آورده هر دم موی او گردم  
 بر فلک نیست شفق باد و گلغام من است  
 رند دردی کشم و طاس فلک جام من است  
 تا نیازی شده در ملک سخن خسرو عهد  
 نام جامی شده منسوخ کنون نام من است  
 روزی این غزل بخواند دیوان جناب مولوی حاضر بود چون کشادند در اول فصلی از مطلع  
 بر آمد مطلع

چرخ را جامه گون آن کز می عشرت می است  
 با ده از جامه گون جستن نشان ابل می است

نیاز

نیاز

نیاز

نیازی شوهری طبع نقاد و ذهن و قوادش بے نیاز از ستایش گریست ۵  
 گاه آتش گاه گل رخساره جانان من گل برای دیگران آتش برای جان من  
 نیکی زین الدین مسعود ز ادب و بوش نظیر و نشاط و مناوا و صفتان ست از مصاحبان میراث  
 جهان بود و در شاعری مشاکو ایه بالبدان و این مصرع تاریخ وفات آن هم نیکی ز جهان فرست  
 نیکی ز جهان پد و در کلامه ۵

مار از دست حیران شمع سه وقامت پاکست در گریبان تا دامن قیامت  
 ز عشق شمع صفت در گزشت ام مشب خوشم که زندگی از سر گرفته ام شب

### حرف الواو

وائق ملاصدیق نجفی ست و کلامش موثق بطائفت جلی و خنی ۵  
 بیا آه لب میگون چو سر کتم حسنه چو آب لعل شود در دهن سخن ز گین +  
 و احد میرزا شاه تقی صفایانی ست و ناطقه اش اتحاد با ملاغت سحبا ۵  
 انور دیده رفیق و سحر نور دیده ماند مرثگان چو آتشیان مرغ پریده ماند  
 خوش است سفله که با خاک ده شود کیسان زیان بدیده رسد چون غبار بر خیزد  
 مست نازی و سر خانه خرابی داری از در خانه نامیگزری خوشی باش  
 نهاده ام چو سگان سر بر آستانه تو فرشته را نگذارم بگرده خانه تو  
 و احد میرزا محمد باقر شیرازی ست و در هندش ملازمت رکاب سلام خان حاکم بنگاله سر مایه  
 سرفرازی را با ع

عاشق تابان نه در رو جانان خست کی منزل اصل عشق را نسک ساخت  
 تا بود درون بحر ماسه زنده مجیش از بحر کی بساط انداخت  
 و احد ملازب علی تبریزی و حیدر عصر در شیرین قتالی و لشکر ریزی ست از علم فضل بهر وفائی  
 داشت و سخن نجی کمتر توبه نیگداشت رباعی



واحد که جو آتش برت میگردد      گریه شود و گریه میگردد  
گر آب شود روان کبوتر تو شود      و چاک شود خاک درت میگردد

و ارسته امام قلی بیگ ناظم و ناشر پیشال بود و فائق بر اقران و امثال و ارسته از قید  
این و آن و گذرش چندی بسند و چنگدایران

آنکه پرستیم و کم دیدیم و بسیار نیست      نیست جز انسان دین عالم که بسیار نیست  
دور و زنده کنی تینمش نمیدانم      بخانه که فدا دست دیگر این آتش

و اصف میرزا محمد امین ایرانی است و موصوف بخوش بیاض و شکر فشان می  
بروئی آنکه هم از پر توش آواز ده دارد      مگر خط حرف ما گوید که روی تازه دارد

من از خوبان عاشق کش گاری طفل خواهم      که گر گاهی دهد بوسی بمن فی الحال پس گیرد  
و اصلی مروی یا کابلی درویشی مجذوب و اصل حق بود در شسته و جبری از خیانت حلت نمود

ز دل پیکان زنگ آلود آن موشن بآن      بسان شعله سبزی که از آتش برون آید  
واقف محمد تقی ابن خواجه محمد از معززین عهد شاهی و عارف با علم تصوف و خدا دانی

در نهان دست نه در چینه کیست      آه سحر و ناله مستانه کیست  
از مسجد و دیر حق پرستی غرضت      گریانه و تاراجت صاحب خانه کیست

واقف انصاری خلفای است و از مهره فنون نظریه بخش بلند و طبعش عالی است  
آب گریست لبانیم نمون جگر می      نتوان کاسه بد بر یوزده دریا بردشت

یک صبی بر لبی گستان گذشته      شبنم بنور بر رخ گل آب میزند  
واقفی مشهدی ماهر اقسام شعر و واقف فنون لایبی است

بیرون میان خانه که ذوق اسید حمل      بهتر ندیده است که بیوشی آورد  
واله ملادر ویش از شعراء عهد شاهی بود در ملک بگال ازین سرای فانی با علم جادو دانی

انتقال نمود از دست

خواجه که بجزیرم از بهر گو اسب  
سبزی دوسه در عذرت نامه سپاسه  
آسمان کو خلعت منت پوشان بر تخم  
زانکه همچون نغمه تاری بس بود پیرانم  
والهی بروی والد و شیدای گامای شگفته توانی و روی ست سه

قضا با دلبران چون داد حسن و دلریانی را  
بقدر حسن هر یک کرد قسمت بیوفانی را  
واجب میرزا حسن از موزون کلامان سر زمین صفایان ست و انفس جانفزایش قالب  
شعر و سخن را واجب و روح و روان سه

سیر چه باشد که من از تیغ تو اساک کنم  
ترسم آن را که در خاطر فتراک کنم  
آتش افروخته از کاروان و امانده ام  
همرمان رفتند و خاکستر نشینم کرده اند  
دوش در میخانه یکجا به شرابم زنده کرد  
ماهیی بودم بچاک افتاده آمهم زنده کرد  
دل شکسته که لب خشک و چشم تر دارد  
مسافر نیست که از بحر و خرب وارد  
به پیری خاک باز گاه طفلان میکند بپر  
که شاید بشنوم زان خاک بویی خور و سالی را  
و حدیث حکیم عبدالکبیر از شعرای عهد شاه سلیمان صفوی ایرانی ست تخلصش اولاً  
راغب بود و بالاخر بوحدت غیبت نموده

زلف بکشد و رخ افروخت ز می  
طرفه شامی و قیامت شفقی ست  
صد صدف بار تو اندر از یک رگ ابر  
تا تو ان تیغ زبان بود چرا گوش شوی  
و حدیث شیخ عبدالاحد معروف بشاه گل فرزند شیخ محمد سعید خلف شیخ احمد سهرندی مجرب  
الف ثانی قدس سرافست در ذاتش علم ظاهری با علم باطنی اتحادی پیدا کرده و بشعر و شاعری  
از امثال اتراب سر برآورده شیخ سعدالدین گلشن از مریدان اوست و کلامش در کام و زبان باب

ذوق شیرین و حلو سه

مهر که چون فواره بر یاد قد جانان ستاد  
پایمی تا مهر گریه گشت و آبر و بر باد داد  
نشسته فقر را ترزقنا یافته ام  
ده قدم پیش بود ره ز کفن تا کفن

بروز واقعه تا بستم از چنار کنید که برده ایم ز باغ جهان تهیدستی  
وحشت میرزا امام علی غنیمتاری ست و دلش بتالیف و خوش مضامین معروف خوش انکاسی

بافس جهاد کن بجاعت این ست برخویش امیر شومارت این ست

انگشت بحرف عیب مردم مگذار مفتاح خزاین سعادت این ست

وحشت ملا جمال الدین از سادات اردستان بود وحشتی از وطن گرفته بنزینگاه هندی

### میل نموده

دل همه خون شد و شور دل نماز بماند کوه پاشید ز یکدیگر و آواز بماند

وحشتی جو شقانی ست و معانی وحشیه را بنیض طبعش انس انسانی ست

تلافی غم صد ساله سینه چاکه هست اگر بنا ز کشتائی دسے گریبان را

هزار سال پس از مرگ میتو انهم زیست اگر بیرون نکشند از دلم خدنگ ترا

بآبر نقد را از آب چشم خود دادم که قطره قطره ادا کرد و ام دریا را

یک خطه گریه گر نه کنم کور می شوم گویا چراغ چشم من از آب روشن ست

تیب هجره بعد از دجهان میدادم گر کسی با من سودا زده سودا سیکرد

وداعی هر وی بقدر تحصیل هشت بهند آمد و در گذشت آرزوست

نه از شراب بیزم تو هر زمان روم از خود پیاله لعل تو بوسه ز رشک آن روم از خود

وصفی هر وی ست و بر زبان ناقدان شعر و سخن موصوف بیانه روست

نومیدیم رسید بجایی که گر کسی بد آرد نوید وصل تو باور نمیکشم بد

چو با سگت نتوانم که عرض حال کنم بخویش گویم و خود را سگت خیال کنم

وصلی حراف خوش طبع بود از ولایت عراق بسفر جاز رفت و از راه دریامتوجه بند شد

اهل کشتی بفرق اب افتاده بجز فتنه نند و اوبساحل نجات و اصل گشت و درالک اقطاب

دکنی رفته بایکی از کشتی گیران سر پنجه گرفته غالب آمد حریفان راعوق حقد و حسد و حرکت

بنا

بنا

بنا

وداعی

وصفی

وصلی

آمد ز ہری در کاسہ او گردن دوا بن واقعہ در شکستہ روی نمود آرزوست  
 و نظریانہ برہ میرود و میترسم کہ مبادا بودش دل نگرانی از پے  
 نگار من تو چنان تند خو بر آئم کہ کس بہ تندی خودی تو بر من آید  
 وفائی میرزا ابراہیم خلف الرشید میرزا سلیمان والی بدخشان از احفاد امیر تیمور صاحب  
 قرآن بود در انشا و اشعار فارسی و ترکی دستگاہی کامل حاصل نمود و در سنہ سبع و شصت  
 تسعۃ ہک جاودانی رحلت نمود

ای کہ چون مہ ہر زمان منزل بنزل میرود گریوی از چشم کی از خانہ دل میرود  
 وفائی از شعرا شہدست و در زمان خود مستند

کاش پیوستہ بود آینہ پیش نظرش تا نظر جانب اغیار نیفتد و گرش  
 وقاری میرزا غازی فرزند میرزا جانی والی تہ بود و در عہد اکبری دہانگیر  
 بحکومت سندوتہ و قندہار سر فرازی یافتہ بکمال تنعم زندگانی مینمود باز ارقار شناسی  
 ارباب فضل و کمال در سر کارش گرمی داشت تا آنکہ در سنہ ہجری احدی و عشرین  
 الفان عالم را گذشت

کجاست یک دوسہ ہم کہ بچو موسیقار نشستہ پہلوی ہم بر کشیم آوازی  
 و قوفی ہر دی بیو اعظم مشہور بودہ و در بدخشان توطن داشت مجلس و عطا و بسیار  
 گرم بوز دوست

چون سر زلف تو گردید پریشان لہن یکسر مونک شادی گرہ از شکل من  
 بگذشت ز حد قصہ درد و الم ما عشق آمد و گرفت ز سر تا قدم ما  
 و کیلی تفرشتی ست و در زمین اشعارش مضامین رنگین مفرشتی

کسی لاف و فاداری ز ندایو فانی خود کہ خود را بہر او خادہ نہ اورا از برای خود  
 ولی قلی بیگ ہر دی از شعرا بارگاہ شاہ عباسی ست و دیوان مخفوری را قاضی

قاصد میر خورشید جانان بروئے ما      شرمی بد ار از دل پنهان و سست ما

در کارنامه عباسی در جنگ ذوالفقار خان با حاکم قندهار گفته است

سر پای خشم و سرافتمی وطن      ز رویم بدخواه و فرزند زن

شکست پست و بکند و بخت      گرفت براد و خرید و فروخت

ولی هندوی بود از زمره منشیان شایزاده داراشکوه و بتاثیر صحبت ملا شاه بخشی آشنا

بمذاق صوفیه حق پروده رباعی

در خود بنگر که جان جانانه تو سئ      در مجلس خود چیراغ و پروانه توئی

تا چند بگر و خانه گشتن شب و روز      در خانه در آگه صاحب خانه توئی

رباعی

مطلوب تو هست با تو امی طالبات      موجود بذاتی نه بایات و صفات

این چاه خودی را دوسه گز گر بکنی      در خانه خود بیایی آن آبجیات

حرف البار

با لطف سید احمد اصفهانی ست و قیض رحمانی بهتف هو اوقف غیبی برداش از زانی سے

بیک کر شمه چشم فزونگر تو شود      یکی لپاک و یکی زنده این چه لوبجی ست

نه با من دوست آن گفت نه آن کرد      که با دشمن تو آن گفت و توان کرد

تو بد من کردی از جور آنچه کردی      من از شرم تو گفتم آسمان کرد

بیگانه گفت اگر سخنی در حقم چه باک      این میکشد مرا که از و آشنا شنید

چو آتی ناله ام استخوان از جدائی      فغان از جدائی فغان از جدائی

با لطف قزوینی ست و صدایش بسان ندای با لطف غیبی در دل نشینی سے

جز خندگی کو نشان از غمزه یارم و بد      هر که در پهلوی من بنشیند آزارم و بد

با لطف میرزا محمد اصفهانی از شعرای پائی تخت خسرو و محکاه قاجار محمد شاه ایرانی بود و مفصلا

مشهور و فصاحت و بلاغتش بربانها مذکور ۵

چه شود بچهره زرد من نظر از برای خدا کنی  
که اگر کنی همه در دمن یکی نظاره دو کنی  
تو شوی و کشور جان ترا تو می جان جهان ترا  
زرد و کرم چه زیان ترا که نظر بحال گدا کنی  
تو کمان کشیده و دو کین که زنی تیرم و غنیم  
همداین غم بود از همین که خدا نکرده خطا کنی  
تو که با تفت از درش این زمان رو از سلامت بگیا  
قدی ز رفقه ز کوی آن نظر از چه سوی تفا کنی

با تفتی ملا شرف الدین علی طبعش از جند بود و پایه کلاش بلند ۵

بخشیدن درم نبود پیش ما کرم +  
صاحب کرم کسی است که بخشد گناه را  
ما ۵ استر آبادی فاضلی است صاحب تدریس و آلائی کلاش علق نفیس ۵  
منم گوشه غم در فراق یار نشسته  
قرار داده بهجران و بقرار نشسته  
برگزار تو دیگر کس چگونه نشیند  
بخطرات گرا زین رهگذر عبا نشسته  
ما وی برادر میر بر بان ابر قوی است و در خزینه ذهنش نقد و مضامین را کثرت و انبوهی ۵  
می نمایند بهم تیغ ترا چون مبرید  
خون تو میریزی و انگشت نامشیر است

رباعی

دنیاداران صلاهی احسان ندهند  
جز حالت تپان بفقیران ندهند  
این طائفه سوختنی همچو تنور  
تا گرم نگردد بکس نان ندهند  
باشتم ابر قوی شاعر نامی است و عین و اثرش در زمین و انبیا ان دقایق کلام گرامی ۵  
شود در خواب چون بنیدم را با آنکه میدانم  
که گرد خواب می بنیدم مرا بیدار میگردد  
باشتمی تفرشی سخن فغان را نا لعلش یکی و منشی است ۵  
هر چند کلبه با جایی تو نوش لب نیست  
با باشمی بروز آریک شب هزار شب نیست  
باشتمی شاه جهانگیر از اعیان کرمان بود و والدش از اخفا شاه قاسم انوار و مادرش از اولاد  
شاه نعمت الله ولی از مشاهیر ارباب عرفان است مجمع الفضائل اسوة الامثال بود و هنگام

عیونش بسند میرزا شاه حسن سلطان انجمنه شریفه غلغله شوره و تپید و توجیش بدین  
 قصوی نمود بعد زمانی از انجا در شعله بحری عازم بیت الله گردید و در کمان و کعبه از  
 دست قطاع الطریق جام شهادت نوشید ثنوی مظهر الاسرار از موت ممته  
 سفله که ز رو گر بهشت اوست هر درمی نماند گشت اوست  
 بنیو بود و هوس ساغری در سراما گر همه چشمه خورشید شود ساغراما  
 هجر می انجمنی است و سخن پرشته اش را خاصیت دل برآنی سه  
 میروی میرو و از پی دل بجای دل آفرینان روم من که تو نماد دل بین  
 به جبر می تفرشی ناش میرزا ابوالقاسم است و قلند سخن را به تیغ زبان و نیزه قلم ناسخ و نظم  
 خوش آنکه چون از دست اوین الم او خیزند من با لاله دیگر کهم او خنجر دیگر زند سه  
 ماند و سنگی که ایجاد کرد در گل تو که سر لایمی توان از ک بود اولاد تو  
 به جبر می میرزا محمد شریف چه نور بهمان میگوید دست و زارت خراسان ویز و اصفهان  
 را علی سبیل البدایه نظم و ناسخ حسن نموده در شعر و سخن طبعی سلیم و ذوقی مستقیم داشت و در  
 سنین شصت و اربع و ثمانین کالبه غصه می گذشت سه  
 اگر چه در بین نقشش آن جمال کش عجب که چیز و گر غیر انفصال کش  
 به ایت الهمه شرف طهرانی از مقران شاه ایلان سپایرانی است بر سخن غنی شیدا و فتن  
 بود و گرفتار ان اشعارش عاری از لباس مضمون گوهر سخن را به تیغ خسته قلم می سخت  
 و در لیلی بخون خود چنین گفته سه

عاشق سگ ریغ بود و میمون	آوازه بلند شد از بخون
چون کتب عشق جوش میزد	دلال گس خروشش میزد
لیلی ز دریغ بستم	میگرد بفارسیه مستحکم
ماد تو برادران موشیم	همسایه ار دگ نموشیم

دو کلمه

دو کلمه

دو کلمه

دو کلمه

سایه وفات گرگ جیم است      آتش شب چله اشرار است  
 در اینست حسین شیراز سنجید و گشتاران شهران است و بهار است صبح و قمار داد و ستیز  
 خوش فحش و خوش گامی کامروزن و کائناتی

ز نار که عذر هست در رو سکنه      او بد کرده است تو باو بد سکنه  
 تا تو ای نه جای بدی سکنه کن      تا راه شفا هست سبب سکنه

بهراتی ملاقاتت بغض و کمال کسی و ذاتی      و آنکس که سر نهاد بیای تو بر پشت  
 آنگس که پاشا بگوئی با تو شربت

هلال قزوینی در سارخ طبعی و طرافت آینهی است      چو مردم قم کرده و دایم شان شمرده

ز روگوشی دوسه از خانه بردن نماند      چشمه سرخ و سیه کرده ببال مردم

یکسوز از روی حوت به قیری ندهند      گر شکم شان به چنگا کنند بسان گندم

یک تنی در وطن خویش نیست و هرگز      کم بسوزان رود چو باد براه کثوم

ریش ویش و هر دو بنا گوش سفید      چون کلاغی است جناح باغی و سود و سود

هلاسه شیرازی است و خامه زبان و زبان خامه اش در سحر است ازی

تج و فاشیده خون نریز عاشقان      آمد از آن میانم از سود و رفت

هماسمی بسید از قیاز خان سخن سخن و سخن فم سخنان بود و مغز و متاز بین الامثال و الاقران

ز عشق بی مایه کار بائی بوالعجب آید      در و دامن یوسف را کند ریز از لیا

بها هم تبریزی معاصر شیخ شیراز بود و در کمال و مالی بی ابتزار یکصد و شانزده سال عمر یافت

و در سنه هفتصد و چهار بهم از هجرت بطوره عدم شاف است

زند بر وجه عاشق خسته و غافل      چو طفل از رقص مرغ نیم بسمل

لبان را باد نوروزی بشارت میداد      کرده کیسا گل سوی گلستان میرسد

بیایا که ز جبر آدم بجان آید و ست      بیا که میر شدم بیتا ز جهان آید و ست



کلام و ششم از آرزوی دیدار است      مباحث بیخوار حال و دستان ایدوست

همانی بنام است اوج و محتالی است

پیش از سالی بخوابت دیدم دوش      مباد اهرگز این خوابم فراموش

هنوزم هست دیدار تو در چشم      هنوزم هست گفتار تو در گوش

بر لبم نام از توفان من بکلام آمدی      بر لب آب جان من تا بر لبم آمدی

بجست من زمان یک ترک از موزون طبعان از ویل است کلام عالی بمقاس بر جمت

و الاخت او دلیل است

فیض از وجود خود دل آگاه می برد      در منزل است بر که بخود راه بسته برد

درین گلشن به خوشی هر کس مشغول دارد      اگر ابله گدازد خویش را بشنم نخواهد شد

گدازد از راهین و راه گریه سنگین      نقش پای بهر خواهد ماند از ما بر زمین

اربابی

در عالم ایجاد اگر خواست تو ام      بقدر متاعم و نیاز تو ام

مقامی تو ام اگر چه طاقت کنم      در کار تو نیستم ولی کار تو ام

چنانچه خواهی فصل متوطن نافع از لواحق گر مان      هستونی متوطن نافع از لواحق گر مان

بود آرزوست

افتاد در نبرد سخن از دیان ما      دندان که بود قبضه تلخ زبان ما

جمعی نامش شریض با کوبانکه تشریف حجاب شرفش حاجب از منشینی و همی من و دوست

لکن لغات جانفزایش دلرای هر یک و دجوس

قاسبت هر که در آب نمودار شده      کرد و عوی بقدر یار و نگویند ار شده

همدی میرزا به خور در مخاطب بخان عالم ولد همید یک است که از امر اشهر هالون پاشا

بود و شجاعت و خلق نیک اشتها داشت و نظم شغل است بود آرزوست

بجست من زمان یک ترک از موزون طبعان از ویل است کلام عالی بمقاس بر جمت

جمعی

جمعی

جمعی

دل من و بر سوزانه داعی از بنوان کز  
 محیط محنت است و هر طرف گرداب خون در  
 بنده و تخلص تخراس هند و شاعر عبد شاه جهان پادشاه هند و سنان در حالت سجون  
 خودش بکلمه خازمان حاکم نگار غزنی حکیم رکناسیح کاشی نوشته این اشعار از ان است  
 سلام من که رساند سکیم رکنار  
 ز در و من که خبر مید پس چار  
 منم فدا ده بام بلا بجرم سخن  
 سخن سپید نفس که در مرث گویار  
 شفاعت من کافر مگر مسیح کند  
 که بر سج تو لا بود دفنارار  
 دست ما تا گرفت دامن دوست  
 دیگر از آستین ما بگر بخت

هوشی شیرازی بحر طالش در انداز داد اسب هوش پر دازی است  
 جز کوی خود را نبود منزل دیگر  
 گیرم که بود یار دیگر کوی دیگر

### حرف الیاء

یارک حکیم عا و طیب زاد و قزوین است در هرات قیام داشت و بیاری ویاوری رای  
 همت با قامت عا و ایات حدائق سمات میگاشت

چو عنایب برو گل باشیانه خویش  
 بدست خویش زند آتش بجانه خویش  
 یاس مولوی انور علی از علماء شهر آره بود و جگر در و دندان از فغان یاس نشانش پاره  
 بر بهر یاس شنیدم که میایا میگفت  
 عشق آن دردناش که دوا نداشت  
 سحر گاهان ز شوقش دوست فی لید شوم  
 موزن بود در فریاد و ناقوس برهنم  
 میبخی اوزبک سواد داشا بش چشم عرایس افکار با کار رامک

چو میرم همچنان در کوشه گلشن گذاریم  
 که آتش را بهمان خاکستر او در کفن گیرم  
 میبخی ناش حاجی سمیل است و روح انفس نج بخش او با حیای روحم نغمه گویان کفیل  
 پس از عمر که با من گفت از راه وفا رفتی  
 چنان شتم ز خوشحالی که آن را بهم نفهم  
 یزوانی سید مرتضی بصدای قول الشعراء تلماسید الرحمن است گویا شالردند او آسمانست

و در زمره شعرا ایست صاحب بیان با کتسب نظم پارتی پیش کسی ز القوی ادب نه نموده و در عالم استفاده  
 فیض گیر مستفیدی نبود و نیکانانی در زمان سلطان مبارک شاه بنی القراض خاندان لودی بهر  
 ملکات و بی پریشست بکشور زند افتادند مولایش بلده انباله است و خودش ساکن میر شمس  
 بلال الله این غزل از کلام اوست

آمد بهر ریحان نشسته	در هر دو ج امتحان نشسته
انگیزه صد فساد و در کون	تا در صف کن فکان نشسته
بر مخزن گوهر تکلم	ز سنگ بچه پاسبان نشسته
قوچی بشکوب عشوه خورده	خلق بدر فغان نشسته
در معرکه جهان ستانی	بر غنچه جانان نشسته
صد نادره سر به سر داده	وز حادثه بر کران نشسته
در غلوت صد مکین رسیده	در گوشه صد کمان نشسته
در مصر شکر فشان رسیده	در قاهره خوشچکان نشسته
ایران چو آب خراب کرده	در خون عرب چو خان نشسته
دوران بنماید برون او	قارخ ز سر جهان نشسته
جز بزم نیاید از نگاهش	عمریت که با سان نشسته
افراخته قامتی افروار	خوش خوش بجریم جان نشسته
شوخ که بخویشتن نگنجد	عمر به کین چنان نشسته
میخیزد تنی نموده دانگه	با منوچهر سگدان نشسته
یزدانی پاک زاده افتاد	بر خاک رهستان نشسته

یا

نیعمایزه ابو الحسن خان جندقی از مداحان محمد شاه قاجار خسر و ملک ایران بود و بخطاب  
 ملک الشعراء از ان بارگاه رفیع الشان سرش آسمان اعوان فکر قاهرش بر گنجینه مطالب

نفسیه دست بیگما کشاده و در مخازن تحفه قصاید و غزل و دلیت نماده

بجانان در دلد ناگفته ماندی نطق تقریری  
رقم کردم ز خون دیده شرح روز حیران  
بیک زخم از تو قانع نیستیم تعجیل ای قائل  
بود کان مه بفریادم رسد فریاد ای افغان  
زبان را نیست یارائی سخن ای خامه تحریری  
بسوی او ندارم قاصدی ای بادشگری  
بجان مشتاق زخم دیگر می ای عمر تاخیری  
شود آن سنگدل رنجی کنایه تاثیر  
جنوغم ساخت رسوای جهان ای عقل تدبیری  
بکار خود فرو در مانده یغاپند ای ناصح

یقینی قاضی عبداللہ لاجبی هست و از شاخ سلسله نور بخشی و قبیلہ فدای شای گلشن است

و در زمره ارباب یقین و اذعان گیایان مکرّم و مست از دوست

شبی همراه دل در جستجوی خویشتن بودم  
فر و فتم خود چون سر بر آوردم من مینم  
آخر خوش آن شبها که با فسانه میشتی  
در دلد میگفتم و فسانه می پداشتی

یکتا محمد شرف شاعر غزلبود و در انداز سخن سرائی یکتا

کی ترک سجده تو بستد دل را بکنم  
کار سے کہ کافر می نکنند من چرا کنم  
می بین امیر محمد بین والد امیر ابن مین محمود اصلش از ترکستان بود بگردش زمانه در خراسان

رسیده از وزیر انجا تفقدی بحال خود دیده هانجا اقامت نمود

دارم ز عتاب فلک بوقلمون  
از گردش روزگار خس پروردون  
چشمی چون کناره صراحی جمله شک  
جایی چو میانہ پیا له به خون

یوسف خا ن ساری ست و بر خوان غنّش سالاری

ما را از تو هیچ پایی کم نیست  
اے چرخ بگرد تا بگردیم

یوسف بیگ شالمو الفاظ و کلماتش یوسفستان مسمانی نیکوست

دران وادی که از مطلب نام و نشانی باش  
بجویم گوهر مقصود چون ریگ روان باش  
هر کس چو شبنم سوخته اغ نیاز تو  
بلبیده جامه جامه ز شوق گداز تو

تبرکس ز قفامیر و داز پیش روان است این قافله چون سجد پس و پیش ندارد

یوسف جرجانی عزیز مصر سخندانست

می کشی هر خط تیغ و قصد جانم میکنی قصد جانم میکنی یا امتحانم میکنی  
یوسف خواجه آزادات جو بهارست و هر شعله آوازش در کنگان غن گسری بشکار افروز  
گرسنه بازار است

چه شد که محبت مانع در نیگیرد مگر فسرده دلی هست و پیمانها  
و دعوی ناقص من نیست بروی تو تمام کرم شب تاب کجا گوهر شب تاب کجا  
کشور ویران دلمار اپلی تعمیر باش خسروان را عیب باشد ملک ویران دشتن

یوسف درویش لاری زنجیای حسن یوسف بنجیده گنقار لیست رباع  
بر دیم لعشقی زخم کاری با خود کردیم بهمت تو یاری با خود  
ایمان بسر زلف تو حکم کردیم داریم قرار بقرار ی با خود

یوسف ضیا الدین از خوشگویان لاهیجانست و سن کلاش حسن یوسفی و سواد  
دلش سواد کنگان رباع

پیش از تو محبت توان غیرت خور جا در دل من نمود و گردش معمور  
در خانه تار یک چراغی که برند آری ز چراغ پیشتر آید نور

یوسف میرزا قزوینی یعقوب صفت والدینش انکار لطافت آینهی ست  
چه کوتاه است شهبائی وصال لبران یار خدا از عمر ما بر عمر این شهباهای بفرایه

یوسف محمد یوسف از فضلاد شعرا و جربادقان و دامادان شاه عباس ماضی فرمانروای  
ملک ایرانست زمانیکه شانی محکوم قصیده در مرغ شاه و بعضی رسانید و شاه در صلوات  
بزرگ بنجیده یوسفی نیز بحسب جاه با آنکه یوسفان مضامین دقیق از حسب فکر عمیق بر کشیده در  
رسته بازار نظم در کشید و بحضور شاهی گذرانید بوی از پیر این مقصود نشیند

یوسف

یوسف

یوسف

یوسف

یوسف

یوسف

پروانه بینی ملا خفه در عشق کار ساخت  
من حرف همنشین بعبث گوش کرده ام  
دل بهائی نگمی جان تو میداد هنوز  
ناز میخواست که بر هم زند این سودا را

## رباعی

رندی شده است دزدکالای سخن  
بر دوخته کیسه بیغای سخن  
نتوان خود کرد در داغ پیشانی شعر  
نتوان خود بست زنگ بر پای سخن  
یونس میر کب و لاجش مجالی انوار خوش مقامی است و حوت قلبش ملتمس یونس ز کجایی  
نیستم گلچین برویم در بندای باغبان  
می نشینم گوشه کا و از بیل بشنوم  
یوسف محمد خان بن خان اعظم آنکه خان از امر احمد هایون پادشاه است این باعی ازوست  
در کوی مراد خود پسندان دگرند  
در وادی عشق ستمندان دگرند  
آنانکه بجز رضای جانان نخرند  
آنان دگرند و در دمنان دگرند  
یوسف محمد یوسف مولدش کابل و منشایش هندوستان است در خط شاگرد اشرف خان  
بود در عتقوان جوانی در شش نه هنگام محاصره قلعه سورت در گجرات وفات یافت از و ست  
خوشوقت آنکه جای بیخانه ساخت  
در پائی خم بساغر و پیانه ساخت  
آنکس که داده شویوه مستی چشم یار  
ستم ازان و دوز گس مستانه ساخت  
گفتم که جا بدیده من کن بنا ز گفت  
در رگزار سیل کسی خانه ساخت  
یوسف مولوی محمد یوسف علی ابوالکلام ابن الحاج مولوی محمد یعقوب علی منظرش از سطوره  
نابود و بمحوره بود قصبه گوپامو از توابع سرکار خیر آباد مضاف بصوبه اختر مکر او ده و مولدش  
دارالاماره لکنوست قاضی محمد مبارک گوپاموی شایع سلم العلوم منطق از نیاکان اوست الد  
ماجدش در الگامی مدراس صدراقتا و صدراصدوری رار و فو افروده و آخر العمر از غلبه زهد و  
ورع ترک فرموده بقیه احویات اوقات عزیز صرف طاعات و عبادات نموده حضرت یوسف  
مد مجده هم مشایعت یعقوبی ملک مدراس و ملیدار بقدم سیر و سیاحت پیوده بالاخر خشت بکنو کشید

و دران ریاست نام و نشانی بمرسانید و بعد برهمی سلطنت کهنه و بنگا منقدر و آشوب بنیاد  
از وطن مالوف برکنده پایتاخت بغرب نهاده دوازده سال حکامیش است که در دارالاقبال بپال  
سنگ بوزرش افتاد و بجلازمت این ریاست دل نهاد و عهدهای جلیله را حسن انصرام داد  
الآن با تمام و انتظام مهم کلیه و جزو و ولایه العمد این ریاست امور تعظیم و توقیرش و لایه و نوب  
را بریده دل منظور هر چند نامش خاتم شمع انجمن است و ذکرش درین رساله بعکس معهود تکرار نیست  
لکن بالفعل قصیده فریده اش که بیج جناب معلى القاب فلک قباب نواب شایمان بکلیه حصه  
رسمیه معظمه و محترم ملک بپال و اما السد و الجلال بالولایه و الاقبال و ستایش حضرت و ارث  
الانیا و قدوة الامم جناب مستطاب نواب و الاجاه امیر المملک سید محمد صدیق حسن خان بهادر  
و امیر نظام علی رؤسنا بفضل السد ذی الجود و الکرم در ملک نظم کشیده سامعه نواز زم گردیده طبع  
لطافت پسندش برگزیده خامه ام اقطاعی روش کلام گهر سلاک شمع انجمن طراز حضرت و الابد  
اسوة الاما جید بر خود واجب لازم دیده و در صفت الولد احرار قیتمی بابا العروا غل گردید آن  
قصیده دلگزین نیست قصیده

ای رهبر خو د ساخت آلام و محن را	بنیاد بر آب است ز چهر تو وطن را
حیرت زده کار تو ام اسے متردد	تا کی بدلت بار دهمی رنج و خزن را
نکر غزل و مثنوی و فرد و رباع	که دفع کند تفرقه سر و علن را
سودی ندهد و صف بتان متخیل	بیسر چرا می کنی امر و وزن را
تا که شمری نسخه دار وئی دل زار	و صافی اعتبار لب و سیب ذوق را
اغراق بوضف خط و کاکل چه دهنفع	بیوده چرا ساختن مار رسن را
در فکر بهاریه و عشقیه موزون	تا کی بکشی مد نظر باغ و چمن را
بوی نبرد از گل مقصود و ماغت	هر چند که بوئے گل و ریحان و بمن را
کی غنچه دل بشکند از لاله و سوسن	بیوجه مہو زنبق و نسرين و ترن را

یک چهره مقصود بکاست نرسد گر  
 جان و دل از افکار پرگنده بپرداز  
 حاشا که جز آویزه گوش خرد و هوش  
 گزین قصص اطلاق ز تعلید دیوانست  
 آن و الیه عالیہ جان بخش که نامش  
 دارای زمان شاه جهان بگیم عظمی  
 مدو و نفع بشری مدحت او را  
 هر چند که باشد وطنش بلده بھوپال  
 گردل کشت سوی سراپردہ بارش  
 بر سنج بیزان خرد آن در منظوم  
 خود را برسان بر در کرباس رفیعش  
 زان مطلع تابنده بخود ملتفتش ساز  
 در غره روت که بود بدر و دجن را  
 نظم و نسق از رای تو اصرار و مدن را  
 از گوهر اسکنده می و تیغ جهانگیر  
 از فیض تو افزایش عدلست بھوپال  
 در دور تو بادشمن خود نیز بصلحست  
 بمرنگ خرفت و نظرت در هم و دینار  
 طی کرد و حدیث کریمت قصه حاتم  
 بر سائل فیروزه کنی وقف نشاپور  
 تنها بشر از مائدهات ذل را نیست

صد بوسه زنی دست سیو گردن من را  
 زمین بعد عبت و استکن باز دهن را  
 بیصرف کنی صرف گهر با سحر سخن را  
 مداح شوی فیض همان تو و من را  
 بخش بربان ماده حرف زدن را  
 سر بر خط فرمانش یکسان مدن را  
 با ناطق آن رابطہ کان روح و بدن را  
 لکن ز عطا فیض رسان چین و چین را  
 بر جان زده سایطانی بار یمن را  
 کار زند و بود مدحت دارای زمین را  
 کن واسطه بار جهان شعر و سخن را  
 کز نور بر تابش پروین و پرن را  
 ابرو و بلال اند زمین را و زمین را  
 معور کند مقدمت اطلال و مدن را  
 وارث شده ملک نو و ملک کهن را  
 ذات پی آن خط سهیلست یمن را  
 آموخته فصلت نو چرخ کهن را  
 خرمه و شماری گزینش شمن را  
 مایه شده آثار نو آثار کهن را  
 نخبه بطلبگار و در اقطع عدن را  
 بل طعمه ز خوان تو رسد زاغ و زغن را



ز اشوب تم لرزه بر اندام زمین بود  
 هر جا که زده لشکر انصاف تو شبگیر  
 و او را بلب دشنه بیداد دم آب  
 هر مو شودش سوزن تعذیب چون باش  
 در ماتم پروانه ببرند سر شمع  
 تا پیر فلک معرکه رزم ترا دید  
 هنگام یورش بر سر اعدا ز تور  
 بالفرض عدو تو بود جان مجسم  
 صد قاف پانگ و قاف تو چه پنجم  
 تا پای فشردی پله ترویج شریعت  
 ناموس شریعت ز حضوری محضوش  
 بر چیدنی نظم معات خلافت  
 بگزید بجای خود و بر صدر نشانید  
 آن صاحب تاثیر که هر شعر شنایش  
 در جمع کمالات بنی نوع بشد فرد  
 ارباب حوائج ز لب فیض بیان  
 ای و او ز جیش تو آئی که درین عهد  
 با طبع رسائی تو مضامینست قابل  
 قاصد بود از مدحت و حسن تو زیبا نهاد  
 چون صورت از باد خلق شده معلق  
 طیب النسان پیش دم طیب تعلقت

بخشید بومی عدل تو آرام و سکن را  
 گردید سقا حوض فنا گردفتن را  
 آتش بزند معدلت جسم من را  
 تخمیل کند سرقه یک تار کفن را  
 لبر ز نسا زد اگر از اشک لکن را  
 بازیچه طفلان شمرد جنگ پشن را  
 بردوشش تصور زنی بار مجن را  
 از خوف تو خالی کند از روح بدن را  
 هم پله شنجید کس حبه و من را  
 و شنی تیر پا از بغل افگند و شن را  
 حاجب شده افراد بشهر عامه را  
 از آل بنی نخبه اولاد حسن را  
 نواب فلک مرتبه صدیقی حسن را  
 یک نسخه سجون ذکا دست و هن را  
 سرایه فخر و شرف اعیان زمین را  
 جز وقت تلاوت نشنیده لم ولن را  
 لطف تو فرح خانه کند بیت حزن را  
 چون جودت و همت که نقیضت همن را  
 در عهد صبا کسب نمودی همه فن را  
 زان رو مجیبت نبود راه شکن را  
 گیرند خطا دم زبانی مشک حقن را

درد و رمد سیزدهم مرکز اعدل	ذات تو بود دایره فعل حسن را
آثار پنج خوشد از صفحه گیتی	تا رای تو اثبات نموده ست سخن را
هر چند که صنم نبود شاعری شعر	افزود ولی طبع تو تا قدر سخن را
گفتم که کنم نظم پریشان خاطر	راجی شوم از فیض تو اشرف شدن را
هر چند صد اها زندم که ویشرب	دل میطپدم نعره لبیک زدن را
لکن توانم که ز آشوب غریبان	آسیده سرم مهر خوشی ست دهن را
کرده ست چنان منضبط کشمش در	کز روح تنهای جدایت بدن را
حمد و ادا فم کند فم زایما	تفصیل پراگند گئی دل من و سخن را
خاموش ز افزایش قصد بزمش	باید بدعایش زدن مهر دهن را
تا تم ز اجرام سموات بعید ست	در بارگمش جان بود نقص و غبن را
شادابی گلزار جهان باد ز فیضش	تا آب روان ست تن گنگ و جمن را

### تاریخ جشن ازدواج نواب سلطان جهان بیگمنا ولیة العہد یاست بھوپال

نوگل گلبن دارا سئی شہر بھوپال	کز شمیم کرشم تازہ شدہ جان بہن
گشت تاجلوہ فروز چمن مجاہد طوسے	کر دگل برگ مسرت بگلستان جهان
بلبل طبع بتایخ عروسی خوش خواند	عالی شاد شد از شادی سلطان جهان

ایضاً

از زمزمہ شادی سلطان جہان	زد جوش مسرت از قلوب ثقلین
سنجیدہ موخ دل از غایت وجد	خوش نغمہ حبذا قرآن السعدین

تاریخ تولد بقیع جہان بیگمنا طالعہ عمر باقرۃ العین نواب سلطان بیگمنا صاحب

گشت ظاهری باطن سلطان	سزای رازهای صفت
یعنی پیداشد از ولید احمد	دخت پاکیزه لطیف و شگفت
چهره از نشانه نشاط از خشت	هر که این مرده سر و شگفت
با تفت طبع سال بیابا و شس	زینت مسند ریاست گفت

قطعه تاسع نگارستان سخن

فرخی دودمان نور احسن خان	فردان نیر برج سعادت
ز تالیف نگارستان نگین	بجز این سخن افزود ز زینت
سخن سنجی که نام آن شنیده	زده جوش اندیش شوق و محبت
طراز سال آن تالیف و کشف	طرازی دم نگارستان الفت

تاریخ بنا برای صدیق گنج صرف چو کا واقع افتاد راه بود شگفت آباد از بھوپال  
 نتیجه فکر رسا و خاطر تقوی پیر امجد متبع سنت رسول مختار مولوی محمد عبد الجبار  
 ساکن ناگپور متوطن سابق بھوپال نزاع حال کلمه نقطه نیا و شرفا سلمه اندک

حق گفت سید ابرار	زین عنوان فخر گوهر بار
حق کند گر تکی بر طور	کندش شعله سرا پا نور
مزی عشق او هر گز نم	بهر گرد و دو چوستان ارم
گر کند نفس خورش بر کفن	کند از لطیف غیرت گلشن
کود و صحرایان کند آباد	که شود نظر بر سر او بخداد

تاریخ طبعی که در کتاب تاریخ تالیف

دشت ویران بخوابد رعمور  
قصر سازند قیصر و غفغور

تصیح

ننزی هست در شیب جبال  
چو که نام از منازل بچو پل  
بود جای پی و خوش طیور  
گشت احوال قریه معمور  
بود اول محل خوف و هراس  
گشت اکنون مقام تنیاس  
بود اول ملاذ بوم و شغال  
گشت احوال مرکز اشغال  
بود اول طریق صعب و شدید  
گشت اکنون بسی محبت خیز  
گشت احوال جلب اوقات  
گشت احوال مرجع تجار  
گشت احوال موضع آزار  
گشت احوال موطن الفت  
گشت احوال مرصد انعام  
گشت احوال امن بهر ناس

الهم، بهم، ای کبریا  
جای شیب و دشت و بیابان

موضع شیب و دشت و بیابان

تلویح

گنج صدیق شد دران صر و  
شد صدیق گنج ازان صر و  
گشت همان سرئی نو تعمیر و  
باعث راحت امیر و فقیر  
پادشیرین و چشمهای پر آب  
مردم و مرغ و مور ازان سیراب  
هست واقع سر مرانام  
فیض یابند ازان خواص علوم  
هر که آمد نمود منزل خویش  
مطلن شد مسافر در لیش  
مطلن باد قلب بانی آن  
همه از شر و قننه و دجهان

«اینجا که در این دشت و بیابان  
جای شیب و دشت و بیابان  
موضع شیب و دشت و بیابان  
جای شیب و دشت و بیابان

شد ز آبادیش رفاه عباد آنکه آباد کرد باد آباد

توضیح

کر دآباد امیر و الاحباب	منصف خیر خواه و حق آگاه
عالم و فاضل و حمید و خصال	حاکم و عادل و بلند اقبال
صاحب شان و شوکت و اجلال	مهربان ریاست بهو پال
بر خلایق چه خوش عنایت کرد	چاه و همانند اعارت کرد
مسجدی خوب هم برای نماز	ساخت انجا بصدوق و نیاز
تا غریبان پس از رسیدن گنج	نکشند ابتلای محنت و رنج
بلکه یابند راحت و آرام	سیما عجبیان بیت حرام

دعا

یار باین باقیات باقی دار	صاحبش نماید اقرار
بانیش را جزای خیر بده	تج افضل خود بفقرش نه
دار یارب مدام مخطویش	و از غنوم و هموم محفوظش
ولد صاحبش عطا فرما	خلف الصدق و الدش بنما
کن ترقی پذیر اقبالش	رفعت و قدر و جاه و اجلالش
خیر دارین در ترقی باد	تا بود آب و خاک و آتش باد
چون مرتب شد این بنا عجب	سال تا پنج شد محل غریب

الحمد لله والمنه که شاهنازک خیال این تهمه و عزیز مصر جمال این ضمیمه غازه انجام و گلگونه حسن ختام بر خستار لایف و رؤی انطباع مالید و چنانکه ضمیر ضمیر کسیر و خاطر آشفتنی پذیر بود از سر پرده قوت بنای کاغذ فعل خرامید و در عرض مدت دو سه اسبوع رنگ جمعیت و نیز رنگ

فرمانی گرفت و گرد و غبار پریشانی از کاشانه دل نیاورند و لطف مهربانی در سن معاسنه  
 پاک بر رفت و در حین نگارش این نامه و کلمات و حقیقت علم ندانم که شمع خورشید و آفتاب از کاشانه  
 ستم و در پیش نظر و نصب العین بود مثل لب الالباب نیز معنی که بسیار است و این نوشته و احوال  
 شعرا از احوال مایه ابعدها تا بهمانی زمان خود که اوایل مایه تا حدیست سبب القدره است و  
 نموده و جمع تذکره نویسندگان متاخر در تحریر احوال شعرا و تقدیم خیال آورند و تذکره سامی  
 و دولت شاه که از میز سام میرزا صفوی تا حدود سب و خمین و قماره ایشلم آورده  
 و خلاصه الاشعار تذکره میرزا قاشی که تاریخ تماشای ستم است و مبعثت قاضی میرزا  
 این رازی که سال تا لیفش ستم افشین و الف ستم و خامنه منتخب التو ایشلم تا لیف تا لیف  
 عصر فمانده در موش زمانه حق پرست یگانه شیخ عبدالقادر بدایونی که تا اوایل ستم تا لیف و الف  
 شعرا احمد الکبری را با سبب شایسته و ایجاب تا لیف تلخیص نموده و مجمع الفضل تا لیف  
 ما ابقانی که از زمان ظهور شریعت شعرا عصر الکبری و شاه شعرا زمانه امان کاشانه خود و ستم  
 و تذکره میرزا طاهر نصیری آبادی که سال تا لیفش ستم فتمت و ثمانین و الف ستم هر آیه اخیال  
 تا لیف شیرخان که در ستم تا لیفش پرداخته و در کلکته بطبع گشته و کلمات الشعرا تا لیف  
 سرخوش که در ستم تا لیفش شرف کتا بست و اختتامش در عشره ثانی بعد مایه و الف ستم  
 گرفته و همیشه بهما تا لیف خلاص شا بهمان آبادی که بنگرانها سال تا لیفش و ستم تا لیف  
 می شود و حیات الشعرا تا لیف محمد علیخان تین کشمیری که شعرا عهد بهاد و شاه را تا زمان  
 محمد شاه تحریر نموده و سقیمه فیخیر تا لیف میر عظمه احمد بگرامی رح که در حدود و ستم تا لیف  
 پیر فتمه و ریاض الشعرا تا لیف علی قلیخان و اله و اغستانی که در ستم تا لیفش پر ختمه  
 و مجمع النفایس راج الدین علی قلیخان آرزو که در ستم تا لیفش ریاضیه و ما خورش  
 در تحریر احوال ستم به ستم تذکره میرزا طاهر نصیری آبادی و عرفات تذکره قاشی و حسی  
 اصغهرانی ستم و تذکره شیخ محمد علی حزین بنارسی مشتعل بر احوال معاصرین که در ستم تا لیف

و داد غایت خجیدگی و اتقان داده و بر پایه حسن اختصارش پوشانید و بلی نظیر تالیف  
 میر عبد الوهاب دولت آبادی که در کتابهای مشایخ تحریرش در بر کرد و بهین اسم نامج نمایند  
 اوست و هر دو هم دیده تالیف شاه عبدالحکیم حاکم لاهوری که در کتاب در اوزنگ آبادی  
 تالیفش بخیریه و شعرا که ایشان را دیده بود و فراموش ساخته و این اسم بشید و میر آزاد و لکرامتی  
 وید میضا تالیف امام غنی طرازان و علامه مذکور که لکرامان میر غلام علی آزاد این سید نوح  
 لکرامی تالیفش بیستون ملک سنا اتفاق افتاده و در کتاب تذکره سنی صورت بسته و  
 سر و آزاد تالیف میر آزاد و لکرامی هم که تاریخ ترتیبش چنین گفت  
 خوشا شایسته ملک هنرمند بر خوار ورق المید غازه  
 شنو از قریبانی غیب تاریخ نشانده آزاد سر و سبز قنانه  
 و تاریخ ختمش نیست

مبذ انونمال موزون کرده ام سبز در ریاض سخن  
 سال تمام آن خرد پید گفت آزاد ختم او حسن  
 و خزانده عا هره که در کتاب تصنیفش بر بعضی از این بحیریه و مفهومی بزرگ شعرا باز و ستان  
 و ابیات قصاید ایشان ساخته و درین نزدیکی از قالب طبع برآمده سهل الحصول گردیده و  
 آتشکده آذر لطف علی اصفهانی که در کتاب بیدار می مطبوع گشته و محتاج الافرکار  
 قدرت اند که با موسی که در مدراس متوفی جمیع آن در کتاب هجری گشته و ششتر غم و تفالیل ماثر  
 و صبح صادق و تذکره ناظم تبریزی و تذکره ملا قاطعی و بهارستان عبدالرزاق و  
 گل عناد شام غریبان شفیق آبادی شاگرد میر آزاد و دیانش و خط و کتابت  
 میر آزاد و لکرامی هم و قند پارسی سنخ و گلستان مسرت که پیشتر بطبع نظامی طبع  
 شده و دیگر مجامع شاده و فاذه که تعدادش درازی میخواند پس بای عالی از هر یک تذکره  
 که نسخ تمام و صحیح برست که با ناقص و غلط بقدر فراغ وقت و حسب فائق خاطر محبت پرست

سید ابوالحسن علی حسینی که در کتاب  
 تالیفش در کتابهای مشایخ تحریرش در بر کرد و بهین اسم نامج نمایند  
 اوست و هر دو هم دیده تالیف شاه عبدالحکیم حاکم لاهوری که در کتاب در اوزنگ آبادی  
 تالیفش بخیریه و شعرا که ایشان را دیده بود و فراموش ساخته و این اسم بشید و میر آزاد و لکرامتی  
 وید میضا تالیف امام غنی طرازان و علامه مذکور که لکرامان میر غلام علی آزاد این سید نوح  
 لکرامی تالیفش بیستون ملک سنا اتفاق افتاده و در کتاب تذکره سنی صورت بسته و  
 سر و آزاد تالیف میر آزاد و لکرامی هم که تاریخ ترتیبش چنین گفت  
 خوشا شایسته ملک هنرمند بر خوار ورق المید غازه  
 شنو از قریبانی غیب تاریخ نشانده آزاد سر و سبز قنانه  
 و تاریخ ختمش نیست  
 ۱۱۹۵ هجری قمری

تراجم شعر از نامدار و اشعار و ادب از آبدار با احراعات تقدیم و تاخیر سین و وفات برشته انتخاب  
 کشیده و ش. و جمعی از معاصرین که تلخیص اشعار خود از بلاد دور و دست هدیه بزم اتحاد کردند  
 بعضیافت طبع منت بر خاطر نشاند نهادند اشعار ایشان نیز در زیر صوف ترتیب در آمد اما  
 برگذر در پیشی سفر دلی که بتقریب خطاب ملکه انگلستان و قیصر هندوستان پانزدهم و هجده  
 ۱۲۹۵ هجری مطابق یکم جنوری ششصد و شصت و شش اتفاق افتاد گیر و فرصت نظر ثانی و عرض اشعار  
 بر تذکره شمع انجمن چنانکه باید و شاید صورت نهیست و حذف تکرار و تهذیب اشعار چنانکه  
 دل رنجیده و بخواست و خاطر شمیده و محبت دست بهم نداد و کثرت تذکراتی مانده و بخواست  
 نسخهای منقول عنه ازین اندیشه صواب پیشه بر کرانم داشت عجب پریشان خواب من  
 از کثرت تعبیر با چه و آیین چیزیست که هیچکی از مؤلفین تذکره بالا ما شاء الله تعالی از ان  
 نجات نیافته و از عدم تیسر و اوین همانان یا اعتماد بر نقل دیگران عاجز و ناچار مانده  
 لاجرم ایقاع این آرزو را برهنه گام گیر و زمان آخر اگر فرصت و وقت دست بهم دهد  
 گذشته آمد و کیفا تفوق درین کشاکش بر جنح استحال که پاد در رکاب ست و خامه در تحریر  
 کتاب و دل در گرفتار و شب با نچ در بادوی النظر مستحسن نمود و بمذاق جان خوش افتاد و بسلاک  
 خط کشیده شد و برشته شد تا نظر بسته گردید و کلک شکین تم بای بسلاک راتاناتی تمت  
 رسانیده و بر ترتیب فائده پرداخته از سیر و سیاحت دشت صفحہ کاغذ بسیار سودا می  
 از بالغ نظر ان تجسس به کار و ناظران اولی البصائر و الابصار آنست که اگر بقیه تصانیف  
 جوهر شناسی طلمی ماسره این همه چندان بسیج شناس بهیچیر کس پرسس انجک  
 مقبول عیار کامل بخشند قرن بنده نوازی ست و این متاع کاسد و کالامی فاسد  
 را اگر بزرگ زر گرفته بهیزان بی پانی و بسپندگی

سجده مقتضای انصاف طرازی

و بالله التوفیق \*



## خاتمه نگارستان سخن

خدای عزوجل را منت که بعد از خود در دو چراغ و سونقین مغرور باغ از نگارش این عجاایب حاصل آمد  
و شایه مد عا در غایت شتابکاری بر کسی تدوین نشست طبع شمع انجمن نزدیک تخم بود که نقش این  
نگارستان سخن بسته شد و صیقل کشاکش از دست نمائمه شوش کشیده آمد تا این نقد و وقت گوهری بها  
بدرست افتاد و عشت خاشاک را بعد محنت فراهم کرده ایم + اگر نقصی در آرایش این چین و پیدایش بهار  
این گلشن نظر نگار گیان در آید امید معذوری هست که دل عای دیگرست و آب و گل از جای دیگر  
ع من خاندنشین و دل بازار + راست برسی این نگارش حکم بیاضی دارد که در آشتای سیر و سیاحت جالب  
معانی و بسا این جهانی که فیما کان کلی چند بریده بر سر قرطاس نهاده اند و هنوز فرصت تقدیرش در جای مناسب است  
هم نداده تا که اجمعت تمیزش نزد طبع ثانی بخشد و توفیق ترتیبش بخشد و اندام زرانی دارند مع ذلک  
این مجموعه بهتر از بسیاری مجامیع انبای زمان و شعرای او ان همت جهان که بر عارف عابر مخفی نیست  
با صد جهان که درت باز این خرابه جانیست + در خاتمه این نامه رنگین و نقش نو آئین قطعات تاراج  
خروج مناصب قصائد مدح و مناقب و تمای اعیاد و تنایج طبع و قواد شعرای مناصب آمده اند و داده اند  
که در باره پدر و الا که برشته نظم و سلک وزن کشیده اند و بقالب طبع در او اثر مولفات آن عا  
نزد آمده احاق کرده اند تا این جوامع را و هر پنجینه سخن دست برد حوادث زمین نگردد و نگار مراد بهر مفت آرا  
مستعد دلیر با می سیارگان گلزار آفتاب و نظار گیان بهار را ملاشود و توقع از انصاف پرستان بندیش  
و منصف مزاجان خطا پوش آنست که هر لقمه که ازین مانده نعمتهای آسمانی و خوان الوان معانی بویا  
یکام دل گوارا افتد نوش جان فرمایند و هر چه سبک مغزان بهر دشمن بریزد و چینی بر خورده این خرد بین  
و ندان سفید نگفتند

مباش در صد و بی شمار خستیدن + که صبح باخت نفس در د و باز خندیدن

والسلام آخیر الکلام

قطعه حصول تشریف معتمد المهای از کلام شیو پرمان مبارک یو ال سنگه بهادرت خاص به

میر صدیق حسن زنده ارباب عظیم	هست چون ماه باوج فلک علم و کمال
وزرمان طلب افزا و بهنگام سعید	آز غنایات و کرمهای خدای متعال
گشت چون تائب ثانی بجنابیک بود	نام او شاه جهان مالک ملک بهو پال
خان بهادر لقب و عتدا از بهر مقام	یافت همه خلعت و جا لیب از غار و کمال
همگان رانده صدگونه سرور و فرحت	گشت از برگ طرب باغ جهان لا مال
ثاقبا از پی تاریخ مبارکباد شش	خاطر خالص مکرر دمی و نک و خیال
مطرب طبع چنین نغمه رفیع سجید	بارقی بود اعزاز و شکوه و اقبال

### ایضا تاریخ معتمد المهای از محمد عباس رفعت

صدیق حسن امیر اعظم	شد معتمد المهای بهو پال
تاریخ لطیف گفت رفعت	فرخنده طلوع حبیب اقبال

### ایضا تاریخ نوابی از مفتی عبدالعزیز اعجاز

دین ایام صدیق احسان	معزز ساخت صدر جاه و ثروت
رقم کردم پی تاریخ اعجاز	مبارکباد یارب عهد شوکت

### ایضا من

شهادت ترا فضل رب مبارکباد	بخجل عز و دولت رطب مبارکباد
شمار سال بین از سر همین الفاظ	خطاب و غایت و فر و طرب مبارکباد

### ایضا من

فلک قدر نواب جیسے نعمت  
بہشتات دعویٰ اقبال و دولت  
پذیرفت در منت ذلت ارتقائی  
ز تقویم سالش بخوبی فکر  
بفضل خدا غمگینی یا شست سداطع  
بود نام تائیش بر این مستطاع  
بگردید نوازشش هم سداطع  
بفسر بود نواب خورشید طالع

۵۱۲۸۹

ایضا است

زہی نواب صدیق احمد بن تاج ملک حضرت  
سن فصیح و تہذیب و علم و خوش رقم کلام  
معتب شد باطفت ایزدی بانیک الشاہ  
مخطاب نواب نواب و خطاب خوب نواب

۵۱۲۸۹

ایضا است

مختار شد بر تو نیک القابی  
مختار اوج جاہ نوابی  
مبتدا شد و راشدی نواب  
بہر تاریخ آسمان فرمود

۵۱۲۸۹

قصیدہ جناب لوی محمد حسین صاحب زنازل علم الدین یاسین اندر ورام مجہم

چمن بخت و گویا نغمہ بلند ہزار  
جواد و دادگر وقت باؤل عادل  
علم و تبحر فراز و ولی سر طاعت  
کسی ز حاتم طائی بگدازد کند  
نظیر او کہ چون عقاب است حق عالم کون  
مگر قنادہ نظر بر کف گہ بارش  
بچشم من رخت افزون ز چہرہ تو  
تراست همچو زلیخا درین زمانہ تو  
نہ گز عشق تو سیراب گلشن بہار  
کہ کرد کل ز میج امیر غصہ ہزار  
نہ دیدہ شہ فکاک مثل او بشہر و دیار  
نہ داد و صبح و سہا پیش او در دار  
کہ نہست ابر کشش سچو ابر گویار  
گوی شکوت آئینہ ہم ندارد کار  
کہ آب میشو از روی شرم ابر ہمار  
نہ تفاوت ہر کار و دیدہ و نیل  
ز شادمان پرچہ و مجلہ پوسف زار  
چہار میدہ اکنون برون زمین نہار

چنان ز خویش برون رفت بجز از شوق  
عرف نشان شده اسب پرده و و گشم  
بیاغش نظر لطف این تغافل چیست  
زبان سوسن و لبهای برگ گل با هم  
بود ز لطف غناب تو در جهان پیدا  
ز سپیده امرا و سمران با تکمین  
نسیم گلشن خلقت از آن زمان که وزید  
چون نشانده بر است گل از نیل و فلک  
بدانکه تو بود پاکت ز سینه صاف  
و از خن دل گوهر است لب شاداب  
هر آینه تاب سخما می لغزش بن بگر  
دل من است محیط و لطف من است سجا  
ولی باین همه سر مایه سخت دانی  
ز بس نماده تفاوت چه ملو و غزال  
بنور که نفسی می کشم ز سر سوراخ  
بفتح چرخ و آفرینش کم ز مدح میر  
همین خوش است که بهر دعباد گذشت  
زمانه تا نشود بهر کسی یا دور

که ضبط او نتوان کرد و ساحش بکنار  
بهمی سمندت که هست لب زوار  
بین که سرو براد تو است ماده نزار  
ز حسن خلق تو دارم هر طرف نگار  
برای خصم و مو خواهد گلشن و گلزار  
شده ست خاک در عالی توانا صیقل  
ز رشک خون جگر خورده نافه ناتار  
ز بخت منو چه و نه ماده بردستار  
فلک که بود ز کلفت پیشتر ز غبار  
ز لطف خویش نظر کن بسک این اشعار  
که آبروی عدن ز بخت این در شهوار  
جرا بخویش نگریم چو بار کوه بار  
کفم چو دست چنان است غالی از دینار  
ز دست تیر جفای سپهر نادره کار  
بگوش میشوم ناله زنجیر و سیه قمار  
چه سادام که ندا غم بهج و قشع  
کنون برآورم ای هجر دست چو چنار  
بخدمت تو جهان فیک یا و رویار

قطعه از حافظ خان محمد خان متخلص بشهید الله تعالی

یک یا سطلی که دم ترا دولت عمر بایدار دهنت

ایکه مابنده تو خود مارا  
ای ز حکم تو وی گلشن را  
ایکه از تیغ دشمن افکن تو  
ای زینت برون نمیکند  
ایکه در جای یکدم دادن  
تا یکی در شکنجه افلاس  
نگران کشایشم تا چند  
بند و خویش باز دستگیر  
دست از پا افتاده بگیرند  
مویهای شکسته بکشند  
چه بیایم قراخندش  
که ازین کیشم زدند  
که بخیزد و کل اختیار دهند  
در خزان غازه به سار دهند  
رنگاروی کارزار دهند  
همه ستان و پیشیار دهند  
بندگان تو چند هزار دهند  
که شمشیر بر افشار دهند  
ز محنت و در و انتظار دهند  
ز و فدا مکه زینهار دهند  
منزلت با خاکسار دهند  
مهر مهر خاندان بگزار دهند  
که ازین کیشم زدند

### قصیده از حافظ خان میرزا میرزا

نوا کیست که رخا و سرفراز گیرد  
عیان شود که بیاورد و نوا  
کند مرا همه عالم نفس بر پند  
چو جان بفرم ز بخششم و گان  
مرا باغ جهان بهر آن فرستادند  
سفینه مغرطم کار نامه باشد  
ز بسکه کرد مرا بهند من صفائی  
باین زمین که ز غلب بود سرمه را  
ز برق ناله ام آتش در آشیان گیرد  
دمی اگر دمه بر آتش همان گیرد  
نفس چه راه پرستاری فغان گیرد  
بهر دود دست سیرام از بان گیرد  
که تازی ز من این گلشن میان گیرد  
هر آن کسیکه بود کار نامه فغان گیرد  
چنان خوشم که کسی ملک حقان گیرد  
که بعد مرگ بهر آن بند نور بان گیرد

ولی چو بخت نباشد ازین چه بجشاید  
 زمانه پیش و هست ناشناس هنوز  
 بسی گذشت که حاجت آید می بتم  
 ولی کنون من زایمیر سزایام  
 ز بسکه فکر تو هم اوج آسمان آید  
 امیر ملک بهادر بود که دیده ازو  
 فلک غلام جهان را سطاع کانوز  
 چه زور بازوی علش که در فضای  
 چه سیم وز ریفشانده بیگانه یه  
 تنی گجاکه ز خدمت کس از همان زد  
 کسی گفت گیش چه درین زمانه ندید  
 بهادر دل عاشق امانتی که دود  
 ز کردگار بخود از پی کسان گرفت  
 ایاکه چون بوغادر کشی نه قابلهست  
 ایاکه نام ترا یک زبان دل و جانم  
 ایاکه جز به تنای تو پرد ده گوشم  
 بیوی سایه لطف تو آدم می واک  
 دو ماه گشته شهیه ترا دین امید  
 کنون ز زادش آفتد بود باقی  
 اگر دگر باشد دیر التفات نجات  
 شهیه طول چرا چون مختصر شرفست

اگر سخن ز زمین تا آسمان گیرد  
 بیز آه ز خاصان و از خسان گیرد  
 که کامگارم ای سیج کامران گیرد  
 که برگ عیش بکام دل تپان گیرد  
 خوشا که مدح وزیر فلک کان گیرد  
 گرفته خود ز بار آنکه بوستان گیرد  
 ز دهر هر چه تمنا کند همان گیرد  
 از دست گوی چو در دست بجان گیرد  
 که ابر بگذریش گنج شایگان گیرد  
 سری کجاکه لطافت کس سران گیرد  
 ولیک خود ز ستیگاری بتان گیرد  
 بهر که خواست چو خواهد دگر از آن گیرد  
 نغمه یک برای غم شبان گیرد  
 میان تیغ که تیغ تو در میان گیرد  
 همیشه فتنه نامت زبان مان گیرد  
 نشید نغمه بدحت گران گران گیرد  
 که سایه از من بیمار ناتوان گیرد  
 که آنکه خواست انعام تست نان گیرد  
 که هفته خورشیدی زان بهر مان گیرد  
 چسان از آنکه مرا و راست گمان گیرد  
 مباد خرد کسی از سخنان گیرد

بخواجه از در خالق که با او از ممدوح  
مدام رخت و یوار عافیت یارب

ایضا

سهر که ترجم مرتبت ساقی ما بر گرفت  
و صفت شکر آتش مست بهست و قلم  
دولت کو نین با بر خیزد همه بگو  
خفته طریقت بود آنکس پی پیهر  
گرمی مستی بود فاقش بینای می  
منع می آشتا و عیب است می هر و معش  
فصلن به این و گریه بکشت سبزه  
جام زد و نه که خواست از لطیف چمن  
ساغومی نا گرفت و چستان زدند  
و ده چه خوش اقبال است که این شربت  
دوش سو می که در ششم و بر زدم  
دست من از لطافت خاص خوش بگوشت بود  
بر و در او بهمان بهست بساقی گرسنه  
تازه بهای گرفت ساقی جان ادا  
کرده مستی هم در دل شب نغمه زن  
پیر خرد مع شاه گفت که باید سرود  
داور کیوان بناب حضرت نواب  
آنکه سعادت بسی از خوش گذشت

سواد خود که آن نقش جاودان گیرد  
درین زمانه که عطف فایگان نیرد

بصرد و بهاد و را از خطا ساغ گرفت  
نال قلم صورت با حقست و گرفت  
ساغ لب نی می بود که کمر گرفت  
پیر جان را نخست با دمی به گرفت  
جام سقا لیمه را خند و از آن در گرفت  
و اعطای نادان چرا ترک نبرد و گرفت  
جام شربانی ز نیم کین دل فدا گرفت  
کز پی آن هر گهی صورت ساغ گرفت  
عصه بستن بهار و گل احمد گرفت  
رشته دیوار و بهر روز ناله گرفت  
شعله طمانند بهست ساقی و گرفت  
شرم و حیار از اشتباه و رخ گرفت  
گر بکشیدم خمی از نسیم دیگر گرفت  
داد می جان فزای خود غم شمر گرفت  
ساقی من گرزدم نیکو گرفت  
وزنم جان فزاید حجت داور گرفت  
آنکه خود از عدل و داد خرد و چرخ گرفت  
آنکه هزاران شکر از سر نشستن گرفت

آنکه بهدش بود مذبح حق را رواج  
 آنکه زارایش یافت می حدش بود  
 آنکه بی طبعان از پی آواز د یافت  
 آنکه بر آفرین گفت ملک متصل  
 آنکه چنان آورد و در گیتی دیگر  
 آنکه بر خواند تا خلبه جانش خطیب  
 آنکه بر یسپهر در چین روزگار  
 آنکه بیا راست تا مست اقبال را  
 آنکه بوضعت سخا شایسته افشای بسته  
 آنکه جهان دواش نکته پس نکته چند  
 بر سر نباد او بادش و داد خویش

آنکه زور و نفی دین پیمر گرفت  
 آنکه زاسکند ریش پوشی فر گرفت  
 آنکه فراز سپهر از پی نظر گرفت  
 آنکه زباز بر و گنبد سید گرفت  
 آنکه جهانی از دوش می از گرفت  
 پایه چرخ برین پای منبر گرفت  
 گلشن آفاق را عدل کیو گرفت  
 مسند جایش ترا ز شوکت قیو گرفت  
 خامه من نامه زور و زو گوهر گرفت  
 خود و بهمانگی بی خمر و خاو گرفت  
 تا بهمانست یک داده و دیگر گرفت

### مختصر عاییه از میسر

تا بخاری زنی وصل شکر فغان شکست  
 تا بخاری دل پر داغ غم از آن شکست  
 مه ز رشک رخ صدیق سن شکست  
 از بد دشمن و شر فلک من گرو  
 آنکه گروش به چرخ همه دشمن گرو  
 چون سر سند جاهی ممکن گرو  
 زنگها بر رخ او رنگ شینان شکست  
 دولتی سود کن بهر که سر آورد فرو  
 قدرتی آقدرش نیست نه خلاق و دو  
 هر چه عیش طغیانیست از او بود  
 مهر او خود همه معدوم در او بود  
 قمر او رونق بهنگامه امکان شکست



بر شجاعان جهان یافتد لیر اثر شرف  
کیست آنموی چو بخت گشته طوف  
زورمند نیست بفرتاب خا و کجف  
شهواری که اگر گزیر گیر و در کف

روز ناور و مهر رسم دستان شکست

دین پناهی که بیداری او نازانند  
ظلم کا بی که کسر اش فزون دانند  
شاه جایی که پیشش ابرو دارند  
کجکا بی که همان گونه رخ گردانند  
چون کلاه گوشه گر گنبد گردان شکست

سرو او تا بهستان جهان را آرد  
هر دی همه از گشای عالم بهشت  
بهار ابراز بکشا شاد و قوت  
سر دهری ز بمان برده خون گریخته

آن جهان گرمی باز از رزستان شکست

عهد فرشته که او راست گردان حاصل  
ساعتی پیش غی نیست که ماند و دل  
اندی کونر مانش که نگردد زائل  
شبه لطفش ز پس است بود و گشک

ناشتنای الم تکه دل آسان شکست

بسکه میر نیست ملولانه بهرگاه شهیر  
داشتی بعد الم ذوق سخن گاه شهیر  
تا رسیدت برین بار که از راه شهیر  
رفته ارشاد که آن بند و گاه شهیر

هم نه کا غنبد و هم نه قلان شکست

آنکه عالم به منقاد خدا وانی نیست  
علم چیز تو نا خواند و جهانی نیست  
آفتاب این همه اشراق فروغانی نیست  
درس فرمای که عالم بیستانی نیست

تا خامر می ارشاد و تو لقمان شکست

این شهیت که بر تو حق خدمت آرد  
این شهیت که خبر تو کس پر و آرد  
این شهیت که از تو طلب گر خواهد  
این شهیت که خواهند اگر بتواند

که قدم در کف ارباب صفایان شکست

تا بگوش هر چه هست چشمت به باد  
کامیاب گریست باد جهان سرتراست  
تا بپایند کلام علی اهل نظر  
تو بگفتن بنوشتن افشای شکرت  
طلو علی ما شکرت و در شکرتان شکست

### قصیده قاضی و الفقار علی بکراچی متخلص فی الفقار

مرحبا و عشق دل رنجور شد رنجور باد  
چشم من جوینا باد و زخم دل ناسور باد  
برس کوه و میدان و شت و شه عاشقی  
دست من فراد و دل نبول زبان منصور باد  
زان تجلی که به پیش من میگفت همیشه را  
سینه من وادی امین دل من طور باد  
دمیدم میل ز نه ناله ایست عین الکمال  
فقیر من بهمان ز چشم قیصر و غم غفور باد  
تبتان شام که سلسله به سر گریست میزد  
از سر شوریده مانی نوایان دور باد  
مردم بیما که دارد با من این پیوسته گریه  
از پی داغ دل من مرسم کافور باد  
زان فی صافی که در بام انا الحق سنج بود  
شیشه و جام و خم و ابرق من محمود باد  
این دل بیجا ستم در مرغزاری عاشقی  
چنگل تنها زخم راحه معوه و عهد غور باد  
شاید نطق دل آرا را نهان آراستم  
حسن آن دیده ناخبران ستور باد  
صاحب انصاف انقبول با و این غویس  
قدر دانان سخن را حسن آن منظور باد  
دشمنای نانو و نعمت رسول آل او به  
همت من تا منم اندر جهان منصور باد  
آنکه از آل حبیب ز افتخار عصب ماست  
ندایت او هر کجا رو آورد منصور باد  
آفتاب دین ایست لیل که فخر کائنات  
دوستش در کامرانی دشمنش قهرور باد  
نمان و خاقان سده او را جبین فرسایم  
خاکبوس استانش قیصر و فقور باد  
جز به ادا نمی جهان پرور نیاید او مباد  
ناز او تا ملک عالم هست بر محمود باد  
آسمان را رفعتی از شان او باد انصیب  
ما از شمع ایوانش ضیا و نور باد

نغمه سنج نرم گامش باد و طنبور باد  
 کیمیا ساز فلک بر گنج او انجور باد  
 بهر سالاریش ترک آسمان نامور باد  
 در سعادت بیشتر از بیشتر مشهور باد  
 پاسبان بهشت وی گردون باد و شمشیر باد  
 جوهر اول بام ملک او دستور باد  
 سنی او در امر دین حق چشمش کور باد  
 همه دای دولت او بر دوشش سحر باد  
 دشمنش مار و زور و شن چون شمشیر باد  
 جان دشمن هر وقتش محرق و زبور باد  
 دشمن اولش نفس بدین نامحسوس باد

کاتب امش عطار و زهره بهر شام و صبح  
 گنج او باد انجور و عالم بود لطف روان  
 باد گرد او سپاهش همچو آنجسم بشمار  
 سعد اکبر باد در ایوان او قاضی القضاات  
 گرد بر گردش نشینش بهر آفتاب  
 تا کف فرماندهی در عالم از عدل و کرم  
 بجهت او در امر دنیا شد سزای آفرین  
 باد دیش جوهر تیغ زبان و ذوالفقار  
 دوستانش را شب و یکر باد همچو روز  
 صرف جان و دوستانش تا قیامت نوشت باد  
 دوستان او سزای آفرین شده شمار

### قصیده از مستقی محمد حقیقه تخلص بر مهر

بر و کشاد در فیض دولت بهیدار  
 بمغنه جان فروغ انگیز باد و گلزار  
 نشست با شمشیر فروزیتاب عذار  
 ستارگان فلک از ثوابت دستیار  
 بفرق اهل زمین رشحه رشحه از انوار  
 ز خیل خیل حب و چین چین از انوار  
 رجوع کرده بجن فتنه زلف از گلزار  
 طراوتی بد باغ و زدل تسکین و قرار

سحر که خواب گران رفت و بخت خمار  
 وزید ظلمت آینه طیب غالب بهیز  
 جوان جمیده که خیزد شمیمه از بر و ست  
 شده غرق یم اخضرش مثال حباب  
 گرفت زابر تابش صبح باریدن  
 بگوشه گوشه شگفتن نمود در گلشن  
 بر همان طایفه دیرینه خوان گشتند  
 نوای مرغ و هوا به چین بر بود و فروز

معالگری بنگامه صبیح زودند  
 سببوی عشرت فرازم چو شان  
 سوچمن زردشوق و کشانم بد  
 قدم زدم در بولشش شجره بزم  
 در دوزخ کفری هر گل بجه برسم  
 ستاده لب جوهر و راست توتم  
 بجان کف لاله زمی گلگون بند  
 لباس بر تن و در بر گل از جعفر  
 خورشید بختگر خورشید است  
 که چون چنین روشن بود تو  
 زبیرت گل بختگر خورشید  
 و کلاه و پیراهنی که نمی باش  
 برآمد از عشق چرخ ناگهان خورشید  
 نگه زلف شعاعی و دیدن رخ حور  
 هماندم از دلبستان شد زبیر  
 خیال شد بزم و بزم به پال  
 سر و پایم ساقیا سرست گروم  
 می کرد صفت بازگر چه چنانست  
 نمی که طلب کند زرد خراج  
 چه باونی که نگیر و بختگر  
 چه باعد که ستانند روشنای فلک

ز باگست تمقل مینا جان نما  
 که شکوه بی انعام جمع باد کسار  
 شمیم سنبلیلیان خیال کاگل بار  
 که میکشد سحر زور و انتظار آزار  
 می از دیده برود داشتند گشت  
 تمام شوق و نمای پای بوسنگار  
 به به بکام لب باد و نوش بوشنگار  
 ز رنگه نوشش سر صفی چنین بنگار  
 ز ما هر که دیدن و آمد از گنگار  
 بتان ز رخ سراسر و انتظار افطار  
 و چیت زلفی بگزارد در توانه هزار  
 بود که باز کشاید گره ز غنچه کار  
 چنانکه خوش شمع طوفان نور از نار  
 چنانکه از سر گیسو رسد به جاش  
 ز تاب عکس رخ آفتاب آینه دار  
 که و شکسته شود رنگه بر رخ گزار  
 کبری در گامش یکدو جام نوشنگار  
 بطر آب نماید ز رخ و بوشنگار  
 سحر که باج ستاند ز تقوی ابرار  
 مذاق در دکش او کف تیرم خمار  
 ز تاب شع جانش بوارق افکار

ز نقشه گون قدیمی بر ز آتش رنگ  
 شایم ملاک تغافل خدای را در یاب  
 که هست گزوم هر حساب آرزویم  
 خجسته شاه جهان بیگمیکه دولت شاه  
 ز بس که نقش انداخت جهان بر عام  
 گزراگی بس را پروداش که در یاب  
 ز عطر پاشی خلق عظیم او مالد به  
 بیوی او گل و بلبل بهم در آید  
 نظر به عالم خمیازه تخمیر و دخت  
 بجان و دایه است همبارکش تسلیم  
 پارس و فرمند زمت گلی در چشم  
 نسیم لطفت می آرد و زمانه در گیر  
 بلند مرتبه نواب قدردان سخن  
 معین شمع محمد بو عدا صبیق  
 خجسته خان بهادر که تیغ رانی او  
 مبارکار ریاست ز حسن اقبالش  
 چنانکه شعله آفتاب شب تاب  
 دل خراب من از لطفت ساغر شتاب  
 طریق محبت نوشا بنست و بشمار  
 که بر پا کرش بسته است بی انکار  
 همه بر نقش رفت آبروی بخار  
 خیال را سر دوشش هو است پستی  
 بعمر خود گفت افسوس خوشی عطار  
 نسیم انجمنش گز و ز سوسو گلزار  
 عروج پایش از دیده اولی الاله کما  
 زمانه آنچه بخواه داشت زمانه که شب  
 کنند مردم اگر میل بهر مد از سر خار  
 و ما دم از شجر سر و گل کنند از بار  
 گزیند سید فرخ بد و دمان سدرار  
 حسن خلقت حسن کوه در هلال وقار  
 کند بجهنم ز جان عد و نصیب هزار  
 ز رای قدرش تا سرش نظم ملک مدار

زهی خجسته خصال و ستوده الطوار

سخا شعار و مروت و ثبات و عدل از

نهال قدر ترا زیبا یه فرش کند  
 چه رای تست که سر از دظهور کند  
 چو سبزه زطلسم سبز سپهر لیل نهاد  
 یقین که بود در شیشه افکار  
 گماشت بر چمن خلد دیده انکار  
 هر آنکه پدید گشت از حد یقه لطفت

بسان نو بصر و دستت کجا بگرشت  
 حسود از تو گریزان بگوشه که خزید  
 نخست بخت ز روی مهر و ماه گرفت  
 ز رفعت چه حدیث آوردم که با من چه  
 بخت می آید تو باز شناسند  
 پرست آنکه نخل حمایت بگیرفت  
 چه میزبان و خالگوست غایت جان  
 شمر از من جانهاست شعله تیغست  
 بنیاد گلی بر دشت از شوسته  
 صبا خرم تند و یک در غرامیدن  
 بجاده کاه و تماش از چشمه و بیان  
 بر روز زم که حشر جفت بر انگیزی  
 با نما و نظر من استج بوازند  
 ز شور صور دم کربانی و مهر و کوس  
 تهمنان طرف خون گرفتگان نگرند  
 ننگ مسیه شکل از دوا خیزد  
 دامن زخم غنای پلان بیکر خصم  
 زمین ز جای بخت به فلک بجایاند  
 شنگ لب و ربای خون جبار مثال  
 نایب شمع مرا نصرت آید و پیشین  
 ز راهی بپذیرای کمر شناس سخن

برای او داشت و دیده بیدار  
 بگوشه پاشد اش خیل تکلیت و اوار  
 نمود قصر تراگویی بنام سمار  
 سر سجود ز پستی بر و پهای جبار  
 روندگان رده از زلفت و روی خندان  
 هزار وید سیاهش سایه و دیوار  
 که هست خاموش و زاید بجز و گفتار  
 چه شعله برق و خشان چه برق جلال  
 بشمن است خنک که نقد جان پیش آید  
 روان که بکشتی گردوش بگردنار  
 کرشمه بازستاند پستی و دیدار  
 سو مخافت بیدین معسکر سوار  
 بهادران از غیب دانی اسرار  
 بیای لغو در افند بنای هر کسار  
 بدیده غضب آور جو ضعیفم و نخوا  
 زبان برآرد و آید سنان بیدار  
 بود خنده دندان غامسان انار  
 ز بار گرز و بد و تفنگ آتش بار  
 درون فوج مخالف سری زهر سردار  
 خضر رکاب ترا بوسد از زمین بسیار  
 چنین گزین گریه که کرد بر تونشار

خود از گداز جگر بخت پیش کشید  
تلاشی که بخت داد فکر غم است  
ز فیض روح قدس نادم بزمش  
معمای صیفت سخای توان کشید  
بهیسته ناک و بهند انتظار کشید  
بکمر از زمین است کجاست بود فکاک

خود از گداز جگر بخت پیش کشید  
تلاشی که بخت داد فکر غم است  
ز فیض روح قدس نادم بزمش  
معمای صیفت سخای توان کشید  
بهیسته ناک و بهند انتظار کشید  
بکمر از زمین است کجاست بود فکاک

### ایضا است

سجن بگوش کز دست استاز سخن  
سجن مکن و بوی سینه ام کجاست سخن  
که خون عدل پر زنده بر فغان سخن  
بسود و محبت و زمان مکن بیان سخن  
جدا ز هر دو جهان است خود جهان سخن  
لب سح نه ز اوی چو تو امان سخن  
خلف نصیب بهیر است نشان سخن  
و مانع بسکه بسوزیم در جهان سخن  
و هر نفس هر چه یک جلوه نمان سخن  
که نکته سنج سخن بود و نکته دان سخن  
کجاست اگر فرخنده مسکین سخن  
سخن که زان خودش بود و وی ازان سخن  
کجا ز جو حسن جلوه عیان سخن  
که بود و قوت بازوی ناتوان سخن

ز غمت لایب توان سنج پستان سخن  
بر پنج صفت اغیار کا بهر جان سخن  
فغان فغان ز سخن شمعان سخن  
مریز آب گهرین بریده است  
به این جهان که بنای زنی ثبات سخن  
کمال حبه ایچا زب و نه گرقی  
چو د شوخی معنی بکبری دل  
ز روی افتا ناییم صورت معنی  
فروغ خورشید و نور عیان کنه فغان  
کجا بایه ادراک و معرفت سخن  
بسلک سلک لالی و حجب بر کرم  
کجا بهست متاع عدالت نور سیه  
بنوع نوع تماشا بدست دست نوال  
کجا بیده نقد خاقانی

بدیده دید تو تنگه ننگه تحسین  
 بسی بشیر گریسته غوغا ناب جگر  
 بصدرا انجمنی بن نیافتم کجی  
 کنون اجسود محسنه و غمزه الفاظ  
 بدل فیض خسار و حسن صبر بر با  
 کرا برای تماشا می حسن او و چشم  
 بدین تکلف الفاظ نادر و شیرین  
 بسیر رنگ یا حین و نفی و کشف  
 بدین لطافت ترکیب لذت مضمون  
 غلط غلط همه نفییم بود قدر شناس  
 سخن بزنده کسان زنده میتوان کرد  
 بهر زمانه کند گل برنگ تازه سخن  
 نشان بحضرت نواب مید پطالع  
 بهما بتراب مطاعن گوی نی رخسار  
 امیر رنگ سیادت که فکرش گوئی  
 سنی خیر خلاق که خبر طبعش  
 چه همه خطاب بود بکر ز صد اوتی  
 بحسن خلق گرش تازیان حسن خوا  
 ستوده خان بهادر و هم حلال

در بیان صفات  
 در بیان صفات  
 در بیان صفات

بطریق تو کنتم اید و ن خطاب بر زمش  
 بطریق که بود آب در کان سخن



یک نگاه توای فحش خاندان سخن  
 خدای را نظرسیم بلبلا نه برین گل  
 کشاد چون گره زلفت شانه محبوب  
 مرا چه باک ز زگرگان حرف گیر توئی  
 نومی گرفت مرا از فیض طبع فیاضت  
 طبع و حسیه مضمون بکافیه و دلست  
 عقیق و لعل زار ز او فتنه گر گردد  
 کشنده شد ز حنظل سخوران سخن  
 اگر بحد تو سجنه در تر از د عقل  
 مبارزان سخن خون دل بیاچ دهند  
 سخن ز اهل سخن گنج سینه نگریند  
 بیخیز حد انت خیره دیده حاسد  
 فلک فلک بزین بار د آب جوانی  
 چه بیم عدل تو در جمله شی سرایت کرد  
 در د که صله بخشی چو تن قبای تنک  
 قران زهره و جریس در مثل آرند  
 سخن بود در امان میامن است  
 بزخم تیغ نگاهی جلوه بخون نه شید  
 بر و خویش نشانده فلک بزین  
 بنان زلف شکن حسن استعاره کنند  
 مضرتی نه بد عیب جوئی حاسد  
 رنج تر ز فلک سنگ گستان سخن  
 بهار کل مخاطب بودست ندان سخن  
 فصاحت تو و صد عقده لسان سخن  
 شبان کله عالمه منم شبان سخن  
 چو ارض از شمع است فکار ندان سخن  
 کشی پیکله اندیش چون کمان سخن  
 بلاغت تو گر اثنایه و کان سخن  
 کند چو نطق تو شیرین همه دبان سخن  
 سبک بودن بهار پیکله گران سخن  
 بهر کجا تو علم بر کنی سمان سخن  
 در انجمن چو توئی مستقل ضمان سخن  
 بنقد چشم تو غریبه تن توان سخن  
 ز آتشین جلالت نیز دارد خان سخن  
 بخنده خون نمک شاخ عرفان سخن  
 فراخی کرمست دامن گمان سخن  
 طبیعت مصر آید چو برقران سخن  
 چنانکه اسم سخن سخن در امان سخن  
 زنی چو خنجر اندیش بر فسان سخن  
 بهود و مچ تو بافت چو کتان سخن  
 کشی چو غازه بر خسار آمان سخن  
 بنقد دیده تو باشی چو هستان سخن

شدی بزل غنایت چو میزبان سخن	سخن بخوان نوالست لطف همای ست
شدی چو رستم و ستان مفتوحان سخن	بفتح قلعه مازندران بحسب بیان
شدی به تیغ زبان گریه تو گورکان سخن	ز شاه چین فسون دخت میتوان بردن
هزار گریه اندیشه نزد بان سخن	ز بام و صفت جلال تو همچنان کاس
کند عبور ز دریای بسیران سخن	بجز تو کیست که بی پنج دست باز و فکر
ز بار هم بشکستن رود میان سخن	رسد چو فکر بشیر و قار و تکلیفست
اگر بنا طلق بخشی دم روان سخن	ز لطف باز نماند زبان بجان رفتن
که بند بند شکست استخوان سخن	ز نو میایی جود و عطا نصیبی ده
بکا و کا و جگر گنج شنگان سخن	نثار و گهستی خسرو سر بر کرم
قصور ناطقه دزد مرغان سخن	برخش بد حمت ای شهسور عقیقه
که بر جناب تو آمد نور مان سخن	شکفت ز مهری از قدر و انیت صیقلی
ز خون ناب سخنور بایر مان سخن	در یغ چشم تو جبینی توان کردن
کنون که قافیہ یک سبستان سخن	قصور ناطقه جوید و دعا کردن
بیرمان زمان و بدیرمان سخن	بلست قدر تو باشی بختت اقبال

### ایضا از کلام زهری

فدائی گل بوستان سخن	سر ببل نغمه خوان سخن
گرفته ست رونق مکان سخن	مثال چین از نسیم بهار
ز هر سینه دل بر فغان سخن	دویدن بانصاف آغاز کرد
بسود آمد اینک زیان سخن	مبدل چو عهد خزان با بهار
نشان بقادر بهسان سخن	قدم بر صفحہ خوشتر و به
بجان تاب برق جهان سخن	چو آب و مرغ آتش زنده

بدل نوم و بیان نهان میزنند  
 چه جادو و چه چشم بیتان تراز  
 نهان غارت هوش کردن از  
 بفرمان دل زاهد بیت شکن  
 جنود معالی بطبع اندرون  
 چه مرهم بهسد نکته زاینده  
 رسام بکنه سخن آفرین  
 بدیده جهان رشک لایک کند  
 سحر غیبی با شکفته بازبان  
 ز خود رستم از فوق معنی جای  
 مبارک سرمه گوی با صند نیاز  
 ز افسون جادو کنم خار بند  
 فروزم همه رشک رخ رشید شمع  
 بالفاظ شیرین بیارایش  
 ز پیران بگزشته گفتن چه سود  
 الا ای خیال سوز محبت  
 گرفتیم که از عرض جویت سرم  
 علی ریختی آب روی ادب  
 ندانی بجام که بس گرم گرم  
 چه نه ابریهوشن توان شدن  
 شنیدی که شاه سر نوال  
 بهر غزوه ناوک بسان سخن  
 همه جادوی تو امان سخن  
 چه گریست سحر عیان سخن  
 بهر ستار روی بیتان سخن  
 به خواه منج نشانی سخن  
 چه طبعم رسد بر بیان سخن  
 بگویم چو راز نهان سخن  
 مرا سر مه از سر مه دان سخن  
 ببادار شودم حکم ان سخن  
 که شد خانه دل از ان سخن  
 سر پای سر و چان سخن  
 به پیرامن گلستان سخن  
 کنم به که زیب او آن سخن  
 فرستم بهر بزم خوان سخن  
 چه صمیم منم نوجوان سخن  
 چه لافی تو بر آن سخن  
 فزودی بخود و میوشان سخن  
 بآتش زدهی خان مان سخن  
 بروغن فکاه دست نان سخن  
 زرندهی که بر افسان سخن  
 ترا نه زشت و نه زیان سخن

به  
 گفت  
 این  
 به  
 سخن

طلب کرد و شعرت پی ننگره  
 خرد سال طبع هایون می  
 تو اضع کن و شکر یادش بگو  
 مویش ز نامش بیا گاه هست  
 شکر کیست آن داو و کجوتج  
 قصیه از تصور جلالت خیال  
 در انشای وصف خندانیش  
 ردای نه نقش لوح فسون  
 دبیر فلک وقف گل چینش  
 ایالت شمیم گل گشتش  
 نزاکت بلفظش نشینش  
 همای بلاغت بدام خیال  
 نعیمی جفا گاه نرس  
 رخ او ز سنی بهر مفضل طبع  
 ورق ریزد و رخ سخن دشمنان  
 ردیف توانش چون دم تمام  
 ادبی سخن سنج حشمت نشان  
 نشاط دل غرقه خون تاب  
 نوبی بخش بلع سخن از قسم  
 وحید زمانه بانصاف و داد  
 الف بر زمین هر زمان کیشند

که از تو بهانه نشان سخن  
 بگوید ز بهی گلستان سخن  
 که بر نامه ات شد ضمان سخن  
 چنان کند تازه جان سخن  
 مزین کن دو دو مان سخن  
 هزار ار نهد نرد بان سخن  
 زبان تسلیم تر جهان سخن  
 که ناز و بیکاشن بنان سخن  
 کیست تر از بوستان سخن  
 دل تازه اش ضومر ان سخن  
 بسجد بگو که گران سخن  
 سخنر کند ز اشیا ن سخن  
 بانصاف پوشیدان سخن  
 دقیقه رسن جستان سخن  
 شمیم ده عود و بان سخن  
 ز هم بگسلد ریسمان سخن  
 خدیو زین پاسبان سخن  
 بقدر سخن کامران سخن  
 که گفتش توان باغبان سخن  
 بدست گرم قدردان سخن  
 بخش فکریش کاروان سخن

بشاخ قلم از نسیم خیال  
 وضاحت ده سر مکتوم دل  
 امیر جلالت زمین در وقار  
 لب جان فوارش چو فواران  
 از املای مدحش نیازش قلم  
 جلیسے سخنور که هر حرف او  
 ابرو ویز کز رفعت فکرش  
 همانا چو ذکر فصاحت کند  
 ادب بر جنابش با حراز فخر  
 مراد دل آرزو مند و تدر  
 یگانہ خداوند والا شکوہ  
 رہه انجام فکرش معجز رود  
 اولو العزم غیرت وجه سر  
 لبسید سخنور بها رعب  
 معظم بزم جلالت سران  
 لغونه کش عارض دلبری  
 مکتومہ "کشد سر مه اندر گوی هزار  
 سر گرگ درنده حرف گیر  
 یکایک کند مرغ دهاشکار  
 درود که قدر دانی شریح  
 گمبستوان داد دل شریح

دماند گل ارغوان سخن  
 فروغ رخ زیر قان سخن  
 بطبع بلب آسمان سخن  
 رکعت برو مزرعفران سخن  
 نسیم داور قسم بان سخن  
 ہمانا بود دُر کاں سخن  
 زگر دون فرسج کستان سخن  
 بنذر تیر آید زبان سخن  
 جبین سودہ بانور بان سخن  
 دماغ سر عفو ان سخن  
 باندیشہ کشورستان سخن  
 بیاندازدش چمن سخن  
 بیاد آور دشت انگان سخن  
 یہ پیشش خجل درخزان سخن  
 باندیشہ در ابریاں سخن  
 بصدمعجب زولستان سخن  
 زگل گرزند و استان سخن  
 بانصاف وی شد شبان سخن  
 بزمہ برکشید چون کمان سخن  
 جزوار نہ اندر ملک ان سخن  
 چو طبعش کشاید دکان سخن

حلاوت فریبند مذاق نبات  
 مذارهمام خرد فکرتش  
 درودار هجر شد تسلیم زخم  
 صواب خرد بر لب جوی عدل  
 دماغ حسودان بهسم بریزد  
 یک اش شب برغم سخن بر زبان  
 قلم خط بخط فسون برگشد  
 حریف زبان آشنا خالیش  
 سخن گوی و اناکه ز انصاف دل  
 نگه خون کند حرف خرفش زنده  
 خداوند عدلی که از راه وطن  
 اثاثه دوی نوایان فضل  
 نیلی بهمان دوازی مثال  
 بر اخلاص کاوس حسنی فکر  
 هر آینه رستم گلویم چیرا  
 امام سخن پروران در جهان  
 دیدم میانی بحکم کرم  
 رسیده بشرح وقایع خیال  
 دل آویز چون نعل نظر بر او  
 از یک نشین شکوه و کرم  
 آب من دست طالب جهان

زبان گردید در دمان سخن  
سبک بار گران سخن  
علم گردید جاستان سخن  
خوشش گفت سرو و لوت سخن  
ز شمعش چو بنیر دو خان سخن  
به جش زبان بهستان سخن  
ز بان چو گداز قران سخن  
چو ماهی بجس روان سخن  
و بد قدر من در امان سخن  
چو تیغ قلم بر فسان سخن  
ز نجد بعدش کتمان سخن  
جمال رخ آرزمان سخن  
که شد کلامی میزبان سخن  
گرفته است مازندران سخن  
که کرده است ملی مفتوحان سخن  
بتیغ زبان گورکان سخن  
اگر بت کند استخوان سخن  
که بگست تار بیان سخن  
بدام آید ز پر کلان سخن  
بودیستم سیستان سخن  
باقبال شاه جهان سخن

۱	امید مرا غازه از مهرش	فهی هست نکت دان سخن
۲	قرینه بنستم لبان فطیمه	بهرج قزل از سلمان سخن
۳	بسیه فرستم بندش گیسو	زوریای معنی و کان سخن
۴	اگر نقد چشمش ز پر یکد	نباشم من از لوریا ن سخن
۵	لسان من آمد بهر جش قصیر	و عاصیه هم از لسان سخن
۶	بها یون بطالع خدا وارش	باقبال تادیر مان سخن

### قصیده از کلام محمد عباس رفعت ابن شیخ احمد عربی

صبرم چون مهر رخ بنود دلدار تکبیل	بردهوش و عقل را از فقر و چشم کبیل
در خیم زلفش هزاران جان شیدا شدند	وزادای تیغ چشمت صد دلی فزون فقیل
ببیل طعم کشد گر یک عقیقه روح بخش	در زمان چون از دهر می شفا یابد بطلیل
یا دروی دلبر شیرین کلام و گلبدن	همچو مدح پور انور جنگ و طبعم نذیل
میر صدیق احسن خان آنکه بهر شاه و تخت	در سیر قدر و فروش آن وکیل و آن لفیل
شوق شود قلب حسودش بگیان در هم خویش	گر گشت خشک بجوای نگاه سیه یکسبیل
آب لطفش آبیار گلشن دلهای خلق	همچو آب آبر و افزای شعله سبیل
که شود و صفت سخاوت از زبان ایشان	رو بروی بود عاست میوه و جام بخیل
صیت عدلت آنچنان گرفت عالم را که رفت	از دیار مهند تا اقصای شهر را و بیل
عظمت شان تو ظاهر در جهان چون آفتاب	روزر و شمع را چراغی کس نمیخواهد دلیلی
دوستانت همچنان احشام و جاه و فر	و شمنانت در جهان خوار و پریشان ذلیل
سوار استم تناشیر افکنند و یادلا	آستان اهل جوهر را بود ظل خلیل
شخص بذل یکران تو ز عالی هسته	سوی دولت از برای مخلصان آمد دلیل

عبدالمجید  
محمد عباس رفعت  
ابن شیخ احمد عربی

پیش درگاه جلالت شان کیوان پسندد  
جنب پای نوالت قطعه آسار و نعل

زیب فرق خادمانت باد تلخ قنار

راس اندایت بود مجروح از ضرب صیل

## قطعه تننیت عید از ثاقب

ای معتمد المهاجم بپال	جاست هر دم مزید باشد
سر رشته نمود دولت تو	چون عمر خضر مدید باشد
هر شب باد اشب برات	هر روز تو روز عید باشد
هر آرزوی بدل که دارم	از فضل خدا پدید باشد
ثاقب خواند و عاب نهست	جشن عیدت سعید باشد

### ایضاً من

ای مایه افتخار و مدوح ز من	نامت نامی بد هر صدیق حسن
روز عیدت بود مبارک جاوید	باشد خورشید اقتدارت روشن

### ایضاً من

خورشید سپهر فضل و گردون گاه	نواب اسمیک و هم و الاجاد
پیوسته بود مطیع حکمت اقبال	باد افزون همیشه دولت بخواه

## تننیت از تنج طبع حافظ خان محمد خان شهید

سحر ز عالم غیب این نوا بگو شمع خور	که مرده با پی و نخستگان که عید آمد
یکی بهار چو روز گزشت شب شد فوت	دو صد بهار چو اشب سحر و سید آمد
چو سبج بهج که جان کردش آرزو پدید	چو عید عید که می بست دل اسید آمد



چه را و قی که از و نشهاد میدرسید  
 ز بسکه جان پی این روز و اله بودید  
 از آنچه بجز و الم در رسید جلوه نمود  
 کفون بخیر و سعادت مران همایون عید  
 غریب جلوه فروشی حضور والا جا  
 اسیر ملک بهادر بود که از هم جا  
 فراز قصر جلالتش فرو دد به جا  
 بعمد اوست چه هر روز مابشادی عید  
 بود و بعلم شریعت ابوحسن یضه وقت  
 چو اوست ز آل رسول من از طبعانش  
 بلف بارگهان مرا مبارک باد  
 بدان ادا که بد و رسکس نیامده بود  
 از به چه عید که اندر کنارشان شکوه  
 چگونیت که چه عید است بان مگر عید  
 چه عید ای چو تو چشم کسی ندید رسید  
 عظیم سحقی بوده که در بر تو نب  
 چه دولتیکه همان بهر او دویدند  
 ز کبر و آمدن عالمی چمی پرسند  
 هزار عید بدینی که مرشید ترا

چه باد که دما غم از و رسید آمد  
 ز بسکه دل پی این عید می تپید آمد  
 از آنچه مضطربان را دل آسیب آمد  
 که خفاش سر و غم کشید آمد  
 که غیب او نه چنین جلوه خرید آمد  
 هر آنکه کمتر که از و صفت او شنید آمد  
 که در هوای سلیمان بسی پرید آمد  
 نشاط عید چه گویم چپا پدید آمد  
 بعلم معرفت استاد با یزید آمد  
 چپا که نامه اعمال من سپید آمد  
 که در زمان تو عید آمد و سعید آمد  
 چو در شکوه نظیر تو کس ندید آمد  
 هنوز مادر دهرش بد پرورید آمد  
 که دهرش از پی نذر تو برگزید آمد  
 چه عید ای چو تو حق کت آفرید آمد  
 اما تیکه ز پیشینان رمید آمد  
 دو اسبه بر در جا تو در و دید آمد  
 چو جذب عدل و سخایت بخو کشید آمد  
 مدام بر درت از عید ها نوید آمد

چه عید ای چو تو  
 حق کت آفرید آمد  
 اما تیکه ز پیشینان  
 رمید آمد

سلامت دو خداوند زادگان با دا  
 گزان یلیست سعید و دگر رشید آمد

# قطعه تنزیه عیسی از شهر

صدیق حسن خان بهادر که گفت  
دایم بر عام گمراش و زرافشان

در زرنگه قهر سپاد تو سرافشان	در زرنگه قهر نگاه تو صحران دار
نیروی قلمهای تو بچ هفت افشان	باز وی علمهای تو افسیم کشائی
یک دست اگر تیر عقاب تو پرافشان	البرزده و گشتن او تاب نیارد
نخل چین خود تو مارا شرافشان	باغ شجبه لطف تو مارا مل افرا
وردا من شب یزد و بحیب مهر افشان	ای بهر روز گمش لطفش گل و صفرا
هم عقد و عایش لطیف از دگر افشان	مهر نقش شنایش به نگار دگر انگیز
تو هم گمراشک خود ای چشم تر افشان	با ابر کشش گر چه مقابل نتوان شد
گردست فشانی تو ز خود بخیر افشان	زاد اسبه قیامت بود ای طربش
در مدح چنین داور روشن گم افشان	چیدست گم افشان نثار مستی
عید آمده ای شعله جایت شهر افشان	عید آمده ای آذر طبع طبعیم با انگیز
در پاش ترا ساخته مارا شکر افشان	در مدح تو و جایزه مدح تو خالق
وز نقش شمش گل بر برگ افشان	تا بزرگه شهر خنک سوارای
روشن گمراشک داد رسا داد گم افشان	در جایزه نظر به بلوغ در تحمین
اندر صلاه ام گنج گمراشک افشان	و تنزیه عیسی فشانم گمراشک
البسته بجای شمر آمد اثر افشان	به نخل گلستان دعای تو مر است

نخل شری باش و لب مود و غالب  
چند انکه شریش سد بیش تر افشان

## ذیل خاتمه نگارستان سخن

منفی مباد اول کسیکه تضمین بیان در قطع غزل شرح انداخته میرزا محمد قلی طربانی متخلص سلیم است معذرت  
سیدم شیب ریاد زربت حافظ قدح شسته  
ایلا ایها الساقی اور کا سا و نا و لسا  
بعد و شعرای دیگر منتهی خامه را درین وادی جولان دادند بلالی گوید

بالی چون حریت نیم زندان شد بجان طلب  
ایلا ایها الساقی اور کا سا سا و نا و لسا  
و کمال خجسته می گفتی

بر دی دل عشاق کمال از سخن خوب  
خوبان عمل فتنه زد دیوان تو یابند  
گر خضر بقا چون غفلت از آب بگذرانست  
عشاق حیات از لب خندان تو یابند  
و میر غلام علی آزاد بلکرای سر معمار ربع بسیار از کلام سائده نقیض نموده و گوی بدقت  
بر صاحبان این فن بر خود ابیات چند در خجسته ایراد کرده و میشد و سیف میامیزد  
ای خضر و شو خان چه کند وصف آزاد  
خوبان عمل فتنه زد دیوان تو یابند  
سیر خضر و نمکین شعر ترا خواند آزاد  
از نمکدان تو رشت تاز و گرفتار تو دل  
براه عشق تو نامست حافظ و آزاد  
که ما دو عاشق زاییم و کار واری است  
یار اگر غنشت با آزاد و حافظ و میریت  
پادشاه کا مران بوز گدایان عاید است  
تا بر دواز باغ حافظ و خجسته آزاد را  
بلالی هر گز خوشش نماند و منفک است  
آزادی خجسته از آزاد را  
آن سیه جرده که شایسته بی عالم با دوست  
هست دیوان سخن گسترش از آزاد را  
قبول کرد بجان هر سخن که جانان گفت  
حکیم شد شیر از بند آزاد را  
که ز انفاس خوشش بوی کسی می آید  
آزاد از شیر از نسیمی عجب  
که ز انفاس خوشش بوی کسی می آید  
می پندم سخن حضرت حافظ آزاد را  
حافظ را نیز بداند که چنینم چیست و

برگزین شیوه سنجیده حافظ آزاد  
 تهری مرشد شیراز بگوشش آزاد  
 روند جانب میخانه حافظ و آزاد  
 نیست محتاج ثنا گفت حافظ آزاد  
 شسته اند سر راه حافظ و آزاد  
 عنان در جانب میخانه عطف کن آزاد  
 بسوی میکده رفتند حافظ و آزاد  
 چون در جواب حافظ آزاد این گفت  
 یافت تعلیم ز علامه شیراز آزاد  
 حکم مرشد شیراز طاب مضجعه  
 بقبر رفتند مرشد شیراز قسم  
 کرد درو جانب آزاد نسیم شیراز  
 آزاد گرچه دور زد گاه حافظم  
 آزاد تارویه حافظ ششم  
 بسوی مشهد حافظ کتول آزاد  
 نوش کن باده زمیخانه حافظ آزاد  
 تسلیم حرف خوشه گفت از فنا آزاد  
 خطش نمید و طاقت آزاد را بود  
 آزاد برگزیده ایمنی باین سند

بنده طاعتیه آن باش که آتی دارد  
 گفت بر خیز که آن خسر و شیرین آمد  
 بلال عید بد و رقص اشارت کرد  
 دست مشاطه چه بالطف خدا او کند  
 باین امیب که آن شمسوار است آید  
 چرا که حافظ ازین راه رفت و غفلت شد  
 که موسم طرب طرب و نای و نواش آمد  
 هر کس شنید گفتا شد در متاع  
 انچه استاد ازل گفت همان میگیم  
 زهر چه رنگ تعلق پذیر و آزاد م  
 بنده عشقم و از هر دو جسان آزاد م  
 خاک بیبوسم و عذوقش میخوام  
 اما بجان و دل ز مقیمان خسته قم  
 برونه های همت خود کاران شد م  
 صبا بیار شیمی ز خاک شیراز م  
 خوشتر از فکر می و جام چه خواهد بود  
 کتان ماه لیشب هتاب می بافتند  
 ما را ازین گیاه ضعیف این گمان نبود  
 یک آشتای بامزه یک عالم آشناست  
 تشبیه ملاحظه و اوین شب را شام است که بسیار است که با هم شعری معاصرین دیگر  
 متقدمین بعضی ضایعین همسایه یکدیگر واقع میشود و این داخل توارد است نه مرقه چنانکه علمای

معانی و بیان بدان تصریح کرده اند و اگر کسی بظرف تفهیمش بنگردد کم شاعر میرا از قوار و مضامین غالی یابد  
میرا از درم جزوی از اشعار قوار و فلام آورده چند بیت از آن برسیل شد تا مشاهده شود چقدر گفته  
بستم دل اسیران کجا گریزد از تو بود بحوالی دو چشمت حشم بلا نشسته

صائب گوید

بحوالی دو چشمت حشم بلا نشسته چو قبیله گرد لیلی همه جا بجا نشسته

بانی گوید

قفا که بر لب او فطر انگبین درو برای کشتن من زهر در نگین دارد

صائب گوید

امید جان شیرین دوشتم از لعل پیرانش ندانستم که از خطا زهر در زیر نگین دارد

میر سخن گفته

دم واپسین ز اینجا پس زانه دم زد که بجز بد صحبت پس از پدر گفتم

نقته گوید

چه غم ز قریب دشمن که صحبت اینجا بکشا کش نهانی پس از پدر برآرد

سلیم گفته

سوق رویش همه کس را بغریب دارد سیل نیست جلای وطن آیین مرا

کلیم گوید

چند دغا داش آتش هست از بر تو تو زین ستم آند در فکر جلای وطنست

سلیم گفته

چون کشم با گرگان غم ووری که ضعف نگه خود توانم ز رخست بردارم بداد

کلیم گوید

ز ناتوانی خود اینقدر خسر دارم که از رخست توانم که دیده بردارم

## اسیر گفت

نیست و هر شیخ یا سیر بهر قلم نوشته دارد

میر صیقا گوید

نیست جوهر کاش شیر قلمش در دست / رقم قتل جهانی است که تخریر شد دست

سلیم گوید

گر از هیچ محشر روزن من روشنی دارد / کسبهای سیاهم بروی پوست مانا

واعظ گوید

چون باروی سیاه است که هر چه بپوشد / بپوشد ای دوازدهم همه بهر پشته

حسنی گفت

ما بر ساد و لوحهای حزنی خنده می آید / که عاشقش و چشم و طاقان بر هم دارد

فطرت گوید

ما بر ساد و لوحهای فطرت خنده می آید / که دارد چشم من از لایه ناموس باری

سلیم گفت

آنکه پینامی برد از مابسوی او دل است / نامدلی طاقان بر بال مرغ محنت

فطرت گوید

نیست توان از دل خطپین یافت احوال مرا / نامدلی طاقان بر بال مرغ محنت

صائب گفت

سر چشمه حیات لب میچکان اوست / عمر دوباره سایه سروان اوست

فطرت گوید

همیش ابد بکام دل در دمنده است / عمر دوباره سایه سرو بلند است

صائب گفت

صحبتِ ناجنس آتش را بفساد آورد آب چون در روغن افتد نمیکند شیو چون راغ

علی گوید

آب چون در روغن افتد ناله خیزد از چرخ صحبتِ ناجنس را باشد ثمر آزارها

مشرقی گفته

برگِ حنا نیم و بامید رنگ و بو در دست دیگریست بهار و خزان ما

خالص گوید

مارا خبر ز شادی و غم نیست چون حنا در دست دیگریست بهار و خزان ما

سلیم گوید

مشاطه را جمال تو دیوانه میکند کاینه را خیال پریشان میکند

صائب گفته

دل را نگاه گرم تو دیوانه میکند آئینه را رخ تو پریشان میکند

غنی کشمیری نیز این مضمون را می بندد

هر کس که دید روی تو دیوانه می شود آئینه از رخ تو پریشان می شود

سلیم گفته

چشم تو امزهوش تهی دست میکند یک سرمه دان شراب ملاست میکند

صائب گفته

از چشم نیم مست تو بایک جهان شراب ماصالح کرده ایم یک سرمه دان شراب

سلیم گوید

صد چگونگی بر آید که این سیاه چمن بسنگ سرمه شکستند شیشه ما را

صائب گفته

نماند ناله دل درد بیش ما را بسنگ سرمه شکستند شیشه ما را

سید

هنگامی که در این شهر بودیم هر فردی که در این شهر می‌رفتند و می‌آمدند

سائیکس پیکو

خواب فناد و اسن لطفش پیست من این فال را ز شانه شمشاد دیدم ایام

سیرگودہ

سليم ہندو جگر خوار خود خون مرا  
چہ روز بود کہ دہم باین حلقہ افتاد

سامان گفتند

صاحب از چند جگر خوار برون می آید  
دستگیر می شود اگر شاه بخفت خوابد

آشته اک الفنا و مضامین و اتحاد مہمانی و معانی حاصل ہوا و خواہ کفر و مکر و کلمہ سنی و ائمہ

باشد و بی محل و دیگر در هیچ احاطه جمیع معلومات خاصه نیست علی الخصوص انسان که مستغرق

سیاست تاجانیزم پس از انقلاب صورت می‌تواند مبنای فاعده ستانی و ضد ستیزی را برای زبان و ادبیات ایران در دوره پهلوی و جمهوری اسلامی ایران فراهم آورد.

تاریخ زبان و ادب فارسی در مجامع و هیئات این است که الفاظ و دیگر زبان میوه و نسل فارسی و  
 که آثار و نسل و الفاظ زبان و دیگر زبان میوه و نسل فارسی و

برخی از خطه صاحبان که از او در حقه المرحوم آثار متعدده و ثبات و امان حاصل و اهل التذکره را دور

فخصم البیان المورق بحسنات البیان کہو ذکر عمر بنی سنکرت مست بیان فرمود و انوار قائمہ

اہل ہندو جوہر رائے میں نام کردہ اندر میں زبان ہندی جوہر رائے میں اسمانی آن بھجور است

اَنْتَ يَا قُوتِ الْمَسْكِينِ فَرْدٌ عَلِيٌّ مَرْغُوبٌ كَيْفَ يَكْفُرُ الْمُجْرِمُ بِاَنْبِيَاءِ سِتِّ

سبب کمالی که دارد از جنس نباتات است و داخل جسم هر شمس است و از بکرانی عمد السویر

کمال مرد ز غش خودش بیرون آرد که در شمار جبرائیل در آمده مرجبان

فغان و سدا طین صفویه را در صفایان باغی است که بالای درختان از رویه ارتاد یوادر دیگر تیره سنگ دره



و اصناف مرغیان که در آن باغ سر داده اند هر طایفه که میخواهند بر واز بکنند یا با تکیه آسمان از  
شبکه سیر و ن فی توانند رفت میر از او گوید

سر کوی تو کم از باغ صفایان نبود  
صدید سر داده آنجاست نفسی هم دارد  
فانده یخوش ترش شیرین راست مزه را گویند و چه تسمیه اش آنکه تیکش را شیرین ترش خوش  
می آید و افیونی را صدق شیرین نظیری نیشاپوری گوید

مشته ای صفای بیمار آن شکست  
بوسه یخوش از ترنج و قند اوست  
فانده را در خط ساغر خطوط جام جمست و جام جم هفت خط داشت اول خط جود و دوم خط  
بخشود و سوم خط ابرو چهارم خط ازرق پنجم خط اخضر ششم خط کاسه گریه هفتم خط فردینه  
فانده را سوختن یعنی باز سوختن یعنی دوباره سوختن است مثل سوختن زغال چه و اما یعنی باز  
آمده و سوختن معنی و سوختن تمام سوختن است چه در آتش اول قوی در زغال میماند و در آتش  
تمام سوخته گشته میگردد و بایند رخان گوید

گویند داغ سوز که و اسوزی از غمش  
خود را تمام سوخته و وانسوتم  
فانده در فلک کشیدن نوعی از تعذیب اطفال است که معلمان کنند فلک چوبی را گویند  
که تخمینا بقدر یک نیم گز باشد و در وسط آن بقاصصه یک است و دو سوراخ کند و سنی را در  
سوراخ گزرا نیده حکم سازند و طفل را بر پشت خوابانیده هر دو پای او را در میان چوب در سن  
در آورده بچینه و دو کس هر دو سر چوب گرفته پای طفل را بجانب شمال کنند و بکف یا چوب  
در ویش محمد قصه خوان که او را شاه اسمعیل ثانی صغوی بطریق مطایبه در فلک کشیده بدین گفت  
پایم که دودیده بود در هر وادے  
چون بی ادبی کرد منرا ایش دادے  
از دولت تو رسید پایم بفلك  
دیگر بزین نمی رسد از شادے  
فانده بهتین آبهای شیر از آب کاریز رکن الدوله ابن بابویه قمی است که باب رکنا باد و کونی  
است همار پذیرفته خواجہ حافظ علیہ الرحمہ فرماید

شیراز و آب رکنی و آن باد خوشخرام عیدش کن که حال رخ هفت کشورست  
 کذا فی هفت اقلیم ظاهر این رکن الدوله محله متصل شیراز آباد کرده در اینجا کاریز آورده چنانچه  
 شاه عباس صفوی عباس آباد متصل صفهان آباد کرده صاحب برهان قاطع گفته رکن آباد نام شیراز  
 و این معنی محل تامل چه وجود شیراز پیش از زمان رکن الدوله مست محمد بن عقیل عمر زاده حماد بن یوسف  
 ثقفی آن شهر را در سال هفتاد و چهار هجری بنا نهاده مگر آنکه رکن الدوله در عهد خود شیراز را رکن آباد  
 بنام خود مسی کرده باشد و بهر دو مورد کاریز بنام او مانده و شیراز نامند و **ف** آمده  
 تشبیه قلم با ذوالفقار بنا برد و سر بودن قلم است حال آنکه ذوالفقار دوسر داشت و عالمه عقاد  
 دارند که دوسر داشت شعر ابر قول عامه عمل میکنند و در اشعار دوسری بنده صائب گوید  
 ما را خیال جنگ و سر کار زار نیست ورنه دل دو نیم کم از ذوالفقار نیست  
 در قاموس گفته ذوالفقار بالفتح شمشیر عاص بن منبه که روز جنگ بدر کشته شد و آن شمشیر حضرت  
 رسیده پس از حضرت ابییر المؤمنین علی رسید فائده و ساختن یعنی شمرنده شدن است  
 و بای دادن بمعنی باختن و از دست دادن نیز آزاد رسمه الله علیه موده  
 مرا آزاد و بر نادانم خود خنده می آید بدست خورد سالی بای دادم گوهر دل را  
 مشهورست که آدمی در سه وقت احمق میشود یکی وقت دیدن آئینه دوم وقت بازی کردن  
 با طفل سوم وقت مباشرت با زنان شیخ محی الدین عربی در کتاب فصوص الحکم در فصوص محی این هر سه را  
 بطور خوبی بیان کرده و تارون نام درختی خوش اندام است که قد معشوق را بان تشبیه میکنند  
 میستان میگردد را گویند و تشبیه دل با بادام آمده توری معنی لایلی طائر معروف استعلست  
 لا جرمه می زدن بیکدیگر میکشیدن را گویند گیس شلایین معنی چپینده آراستن زینت بزیا دت  
 مثل سر سه و غازه و پیر استن زینت کمی مثل اصلاح مو و ناخن و بریدن شاخهای زانده درخت  
 جوهر قابل بیولی را گویند چند جگر خوار کنایه از ماد معاویه است که جگر خور و دشاخ نبات جوئی که وقت  
 ساختن در نبات گزارند و آن اکثر از بید می باشد شیشه گز را شیشه کبر اوراق قصا و غیره می گویند

تا آسیب نرود و بر آن نرسد و شیشه که بر تصاویر زدی روح گزارند آن آئینه تصویر خوانند و زکس خرفانی  
 است و کل بیماری که از او در یک موسم جمع میشوند برزد و رو بهی چپک و تالک غساله سه پیاله اهل  
 زشتاریست و این آئین گویند که شویند و غم است و نشاء شب که به فی آرد و نشاء بنگ خنده و غم  
 تا غم سوز این جهان خراب که به یست و خنده و بگی است و دود و دله یعنی ستر و آید  
 ثلث و دو قسم است یکی ثلث که سه حصه است و یک حصه است و ثلث بر آتش بخوشانند تا  
 وقتی که سوم حصه بر آید و ثلث کیف است و یک ثلثی که آب گنور را فقط بخوشانند تا وقتی که  
 ثلث برود و یک ثلث باقی ماند این ثلث کیف نیست چرا که ما نیت او سوخته و رب شود  
 و ایند اخوردن آن نزد فقها جائز است بعضی اطباء ثلث طبی را بثلث شری غلط کرده اند شعله جواله  
 دانه که از گردانیدن چوب آتش گرفته بخظمی آید خوشنقم صغوصاف و ساد که قلم کمال صفا  
 بران روان شود مسیه را بیدل فرماید

حسن بنی شق تامل نگذشت از دل آن  
 عفت میرت آئینه عجب خوشنقم مسیه  
 آسمان مرکب از آس و مان است چرا که در گردش آس میماند فائده شعرا نسیم را بیاورد  
 صاحب منصب سالت گفته اند چون نسیم درخت باد نرود را گویند الطلاق بیاورد و جوی از  
 شباهت طلق باد مشرق را گویند آنرا هم چهار گفته اند ترخان شخصی که پادشاه از او قلم کیف ببرد  
 فرمود آن پس آن بسیار آده شوقی زدی گوید

سر بر با خاند از خجالت  
 چون خرامان بباغ فرمانی  
 طلاق خانه بر آشیان آمده سقط در علم منطق قیاسی را گویند که مرکب باشد از مقدار و کیفیت  
 کاد به ایستنی سخن پیوده آزاد و حمد الله فرماید

سازند بپا پاره گلو سقط گویان +  
 آزاد نگردد طرف پید و چن  
 آشنای معشوقی خوشامد آمده مسیه آزاد رسته اند غلبه منبر ماید  
 در تصدیق از خوان چنانکه فالو میاند  
 که زنده گانی من صفت آشنای نیست

قائمه معتبره در قاعده جل صورت کتابت باشد نه تلفظ شکی در عقد احواله گوید وقتی که لفظ  
در رسم الخط مختلف واقع شود مثل حصی و یحیی که در انطق الفست و در رسم یا و مثل حمزه و طحه  
که در انطق تارست و در رسم بار بعضی گویند معتبر مکتوب است نه تلفظ و بعضی گویند معتبر لفظ  
نه رسم عیب اندر تدبیرینی گوید قول اول معتبر علییه است. قائمه ه نام بنده نور الحسن است :  
اضافت نور بسوی عباد و در کلام الهی و سنت رسالت پناهی بسیار آمده قال الله تعالی  
نورهم یسعی بین ایدیههم و قال صلعم اللهم اجعلنی نورا و نام جید پدر اولاد علیخان نام  
اب الداولا و حسن بایدارم که میره عبدالولی غزلت. سورتی برین جنس اسما اعتراض کرده بود  
که مطابق لفظ اولاد بر یک درست نیست و لفظان باید گفت جوابش آنکه در علم بیع صنعتی است که  
نام آن الحاق الحجز بالکلی است این صنعت در شرح بدیعیه ابن حجه و النوار الریع فی انواع البیع  
تصنیف سید علیخان مکی مذکور است حاصل تعریفش آنکه اطلاق کل بر جزر کنند برای تعظیم جز  
ازین قبیل است آیه کریمه ان الله کان وحده دانه لکمال  
فی جمیع صفات الخیر و تنبی گفتند

مبوالغرض الاقصى و رؤیتک المنی + و منزلک الدنیا و انت اخلد لق +  
یعنی ای مدوح تو تنها خلالتی از جهت اجتماع اوصاف کثیره در تو و ازین رو نیست نظام الدین اولیا و اکبر  
اجبار قائمه از بدائع تاریخات تاریخ حمام است ان کنت هم جبلا فاطها و تاریخ خشک سانی  
اورنگ آباد از سمیر آزادیا ارض ابلیعی ماء لک همه ذماک بقاعد و جبل و حساب  
و تاریخ پل جوینور صراط مستقیم و تاریخ مسجد باغ والد ماجد و ام خله از فاطمه سید محمد  
سورتی مہتمم و غلاف و عن النبی من بنا لله مسجدا بنی الله له بیت فی الجنة  
و تاریخ مسجد باغ رئیسہ معظمہ و ام مجربا و اقبالها از مولوی ابوالاحسان محمد یوسف علی صاحب  
یوسف اقصم الصلوٰۃ للذکر کنی و این هم کی از قرائات آیه کریمه است و تاریخ انتقال  
جد امجد از مولوی امین الدین صاحب مرحوم جالیسری مات بخیر و تاریخ عقد ثانی

والله ما بدد امر محي وازاجض معاصرين واخرى تحبونني وانما حسن جهات مست جمع  
 نكمن به سيد مبارك محبت بلگرامي وجعلني مبارك كالينا كملت وجمع سيد احمد مجا شيب  
 بر يلمعي اسمه احمد وجمع جدا جدا محسن في چون رفتار حسن فرامه وزگار ش اين نامه  
 برزگوار حسن حسن وقوف كرو اسيدست كه خاتمه همه كار و بار بر دو سر امر خوب شود  
 اللهم احسن عاقبتنا في الامور كلها واجزا من جزئي الدنيا وجزء الاخرة

خاتمه الطبع از غير حساسات كمالی مولوی منشی سید و الفقار احمد محمدی جوہالی سلمہ اللہ علیہ

اول بادای حمید و شاد و کرم  
 نورانی بزمین صفیہ ایجا و کرم  
 زبان بعد بدست رسول تقی  
 بردارم و جوت ختم انشاء کرم

وین و عید و زمان سعید که غنچه آرزوی خاطر و دستان سرنگشتن و اور و مهر و دست بزد  
 بر ساست تنای بلخ و بوستان نمی تابد و دعا با اجابت دست گریبان مست و تمیز بقدر  
 همعنان این نگارستان سخن که ضمیمه کرده شمع انجمن و تمیز بازوی جوانان آن چنین است  
 تا صیقل او به نازک خیال نه تا صیقل و دولت و اقبال شیخ شبستان سخفوی نور گلستان نیر  
 پروری مهنه و سپهر فطانت و ذکا مادی مرماه شهر صدق و صفای کرم بعد سیادت تاج  
 تارک شرافت شیل اسد قنار و در مرده اعتبار و تمدن علوم و فن بنایید نور احسن بفضله الله  
 عن المکاره و الفتن بعد رافت محمد ملکه ملکی صفات مالک قدسی ماکات آروی و دو مان و دو  
 و کرم خزینه جواهر کلمات انواع نعم نقطه و اثره عدل و دین مکرر فلک عز و تمکین آفتاب کتاب  
 حق پروری جهانگیر آشور انصاف کتری انصاف فنی بخت و اقبال کان لای مثل فی فضل و  
 افضال یگانگی زمانه و انشعند فرزانه قد روان اهل نهر فیض سران همه و امته صدر رشید جوان  
 فخر و امتیاز متکلم و سادۀ مزیت و اعزاز و رنگ زیبای الاماره حسن شیم غنچه نسج بی آدم  
 بیس و المار اعظم طبقه اعلائی ستاره هندی جناب تطاعت علی القاجار حضرت لوثا جیجان بیگم

وایه نالیه شمرسته بوبال و فرما روی گفته این را از فضل الهی است که تعالی بخواهد  
 بحسب جمیع الامور و خصصا بمنزله التقی و ابو و واکرم و الامیر چون حضرت باری در غایت شتابکاری  
 بفرستنی و دستکاری عین انسان و انسان عین سنانی از حضرت پیر و جعفر پوری و قمر این گذرسته  
 انضام منوی و صورتی در تمام محلی مکاره و اخلاق شایان از پنج حماد و عبادی نمایان و لوی  
 محمد عبد المجید خان تمام طایع ریاست علی بن ابی طالب و بوال محمیه حسیست علی کل رزبه و اصلاح  
 سنگسار معدن و انش و فرسنگ حافظ کرامت القند سلیم و عافا و جعفرت آراسته  
 ویراسته جوهره گرگاشانه زمین و نور افشان زوایای این خاکدان کهن گردید و محاسن مجامیع  
 پیشینیان و محامد مذکوره بای پسینیان را در گوشه ضلوع و اختفا نشانید و از احتیاج اسب  
 دیگر فراهم آمده بای بی نیاز گردانید یکمیش او این گل رعنا و باؤ و آتشه فکر راستی  
 امروز شاه جهان اقلیم تنغنا و سلطان کشور اعتلا است

بهر دوسه لعل بدیشان چه روی      از بهر گهر بسوی همان چه روی  
 زمین نسخه بگیرد جهان لعل و گهر      در جای دیگر برای سامان چه رو  
 اللهم احفظها عن اعین الحساد و منها عن جوارث الکون و الفساد و بارک فی مبادیها و معانیها  
 و انعم علی مؤلفها و یانها

دیگر خاتمه الطبع بخیه کاک جوا کافتم بدو هر و حید عصر آبروی منشور و

منظوم غوغیه منطوق و مفهوم منشی محمد جعفر حنا زمیری کان عن کل محمیه

بهر زوان سخن آفرین سپاس که سخن بر زبان آفرین و زبان در دهن و زبان بیل و  
 به گل و او گل بچمن و از صدق دل درو و بخت سخنه و فصیح عرب که فصاحت یکی از هزار  
 اعجاز زبان اوست و بلاغت معنی نقشی از ستود و نگارستان او صلی الله علیه و آله

اما بعد مرده شنیدن کلامه شمع انجمن شکر و گارستان سخن بدستکاری خامه ای زهر  
 و نقد نظردید و کرم پنهان صدق و صفای بگیه کشور و هنر رسانا زک خیال آتش نهان روشن  
 و مانع شیوه ایمان حسن ریعان بخنوری ریعان چهره نکته پروری جان بخش قالب سخن جناب  
 سید نورالحسن صاحب سلمه الدوا حبث ثمه پیش رس نهال نوا این ممالک جایه و بدل  
 سرافراز بزم جلالت و اقبال فروغ ایوان کامکاری سپیده و جمع حشمت و بختیاری آسیا  
 چمنستان حدیث و تفسیر معلوم حقه یگانه و در تاسیس دین محمدی بی نظیر جناب ستیاب  
 امیر الملک و الاجاه نواب سید محمد صدیق حسن خان بهادر دام و لثم و لزال صولتم چون  
 ریاحین رنگین بدسته آمد و شاعران گزیده انجمن بیدار صبح و دوسریج انجمن با ساعرت  
 بهمانا این تذکره ایست که قربان طرزان یفش توان گشت و از کلمات سخن چینی که آب تخمیر از  
 خیالانش با فراط و تفریط نگزشت درین آغاز مه ذی قعدة و وفراجم ۱۲۹۳ هجری باهما تمیز  
 اخلق عمیم الاحسان مولوی محمد عبد الجبار و خوشنویسی جاد و رقم حبیب کونین بنشی احمد حسین  
 و تصحیح معدن علم و فضل مؤبد مولوی سید ذوالفقار احمد صاحب که هر یکی کار خود و یکتای رنگار  
 و ضرب المثل اصبارست در طبع دار الاقبال بهوپال از قالب طبع برآمده چون شامه ری  
 نقاب از رخ برگرفته جلوه فرمای عهده دلبری گشت اگر باقتضای بشریت نقطه از خال در بایانه  
 یا حرفی از لب جانفزا ایانه سواد دید در روشن کرد و بشنای حسن معنی دهند و بخت آه و بخت  
 انصاف نگریانند احمد مد علی تمامه و الصلوة و السلام علی نبیه و علی آله و اصحابه و احبابه

### قطعه تاج طبع

بر آید چون از قالب طبع خوش  
 جوانه سخن گل یاسمن  
 طرب سخن تاج نوحی زهری  
 بگفتا سبج طریق سخن

۱۲۹۳

و بگرختا به طبع از استادی شاعر علی نظیر نام و بیرون خان شهنشیر به تقدیر

تا چند قطره را خوش آنکه آن شیب  
راست گرفته اند و بجای رسیده اند  
بناهم ایند این نوها را گلشن بجا و تازه خرام و عود سخن آبروی دولت و اقبال سید نور العسکر  
که کار بندای نگارستان سخن و چراغ دود و خلط و شوکت و صاحب شمع انجمن است چه بلا  
شور سخن در دگر که کن ناموران زخم سخن اشعار نکیش اینک دانی برداشته اند و بر سر دلهای پیش  
مشک آنکه خدمت این فن غمور میکنند عمری براستمانه سخن نیاز دارند ای ششینه و هیچ فنی  
سازگار ندارند و شوق بانهایت میرسانند چون پیری شود و همچنان فراغ نقصان بر دل نویسنده  
و یگزارند چه بر کارگمان پوشیده نیست که اگر غم خوابه که این بارگران را بر خویش سبب سازد ویتواند  
که بسوی سائل غلطی و معنوی نرود و از باند خیالی و تازه سگالی و ادبندی و وضو نبرد و وقت گزنی  
و معنی آفرینی و سخن نگاری و لغز گفتاری و دیگر اسباب بال این فن قطع نظر نماید و سبب سارا نه بگفتگوی سلیس  
و زیاده که به استمال این دشوار آسان نمایزد بی کلام زمر خضر خواهد چه توقف علیه گفتار سلیس سه پیر  
صحت تفاوت بین عاوت و ترکیب الفاظ هر چند عاوت به لغات و طلمات و مطالع و دوا و این اساتذ  
خوش خلق لغات و معنی که اندک و از خواب و بیدار فتن کافر و فیاض میمانان حفظ و نواورت را هیچ وقت  
میدانید و ترکیب الفاظ آن نادان معیشت نمیرسد که اندران را درست توان رفت تا سلیقه است  
بر پیری برخیز و اگر کسی در کوه و میابان راه کند که بعد آن کند که بنایب خضر را یاد و سیکه و ادبی  
سخن و زمانه باید که سلیقه درست پیدا نماید همین هنرم که یکی از اساتذ وقت را باستانی بود و شتم  
و بهت بد ریافت نکات این فن که شتم و به هیچ حال از این شوق از کف نکاز شتم مننه اند که سیر لغت و ثنویات  
نوشته مرد و جوانی فراهم کرد و مفضلان که او در ماله شمدین نور و قد فر و زاده نوای چمن سخن بهر لیکه  
بکمال دولت من نموده و بهت بیشتر در جمله محاسن است و را به بوف و بهت یار بهت شوق سخن این تازه و از  
که گاه و گشت توان که گاه و گشت توان شوق نظر دارد و در تبخیر غلامی پر از دگر و فنی نو آفرید و باشی کلام و سخن  
در این کمال که گشت است درین نزدیکی نگارستان سخن و شمع انجمن را بدان شغلی نگارستان  
ادای آراست که اگر چه صاحب شمع انجمن نیست بجا است اگر چه نتواند بهر تمام کند چون کمال انشا





۲۰۴  
ایضا

چون کلام سخنوان تبسم  
دل نور احسن بتاخیشر  
یافت ترتیب در تمه زین  
گفت معقول فکر اهل سخن  
۹۲ ۹۱۲

ایضا

فکر کردم بسال این تالیفت  
گفت نور احسن بن دل من  
که بطرز تمه شد تحریر  
طبع زاد سخنوان کبیر  
۹۲ ۹۱۲

ایضا

چون تمه بهر شمع انجمن  
عیسوی تاریخ گو نور احسن  
کرده شد انشا بد حسن مقال  
تازه حال شاعران با کمال  
۴۵ ۱۸۶

ایضا

عیسوی سال طبع پریدیم  
گفت نور احسن مگو تاریخ  
کامیل از بهر این تمه بسیار  
ذکر عالی شاعران کبیر  
۴۶ ۱۸۶

ایضا

تذکره تازه شعرا چنان  
خاصه نور احسنش سال بخت  
یافت تمه بنکار چسپین  
بریه پاکیزه پی ناظرین  
۹۲ ۹۱۲

وله تاریخ طبع

طبعه تمه که زین طبع شد  
سال بختش دل نور احسن  
رشاک گلستان اردو رنگا  
مجمع اشعار عیشا  
۹۳ ۹۱۲

قطعه تاریخ تالیف گلستان سخن از حافظ علی حسین کاتب تفسیر فتح الدین سبله المنان

بهرمند نور احسن خوش بیان  
بیاد است چون گلستان کلام

خرد و مصرعی خواند تا پنج آن بود بخیران بوستان کلام  
۹۲ ۱۲

موله پنج طبع

لمعه شمع انجمن تالیف کرد نور الحسن حمید ز من  
فوز تاریخ طبع او گفتم که زهی بوستان اهل سخن  
۹۲ ۱۲

نخل حضرت مولف مذکور شمع انجمن ام جیم که از اندراج در گارستان سخن بریز ترجمه  
شرفیش هوا باقی مانده در خیانت نوده شد هنگام ترتیب ثانی بجای خود نهاده شود و انتشار اقل

یا رم آمد بنو و جلوه گری بهتر ازین  
مژده مستی و تمنای جانان مارا  
نگه ناز بزدنا و کد و دزد جان  
قاسمش سر و لب جوئی بهشت خلعت  
لب جان بخش تو هر چند بکام دل زار  
ناصحا طعنه مزین بر من بیدل در عشق  
خوش بود که شمع تیغ ستم یار شدن  
بهره تیرنگامش بروای جان از تن  
بعد عمری چه کنی رنج قدم بهر غزا  
در رویار نشین دست فشان بر عالم  
چه کنی عیب فن عشق که جز آفت نیست  
دست در دامن سنت زن ایمن می باش  
رفت نواب و همان کلمه توحید لب

دور افلاک ندارد دگر به بهتر ازین  
شوق در جوش نیار دگر به بهتر ازین  
اسے بقربان تو زخم دگر به بهتر ازین  
نایچکس عیده نباشد شجر به بهتر ازین  
مهر بان ست و لیکن قدر به بهتر ازین  
ویده راست بفرما که به بهتر ازین  
این حیاتی ست که ناید دگر به بهتر ازین  
نیست در راه وفا هر سفر به بهتر ازین  
بسر رخاک شهیدان گذر به بهتر ازین  
نیست گلزار جهان را ثمر به بهتر ازین  
من و ایند که ندیدم بهتری بهتر ازین  
نیست در راه خدا راهبری بهتر ازین  
کس ندیده ست زگیستی سفری بهتر ازین

## اعلام از جانب مستمطع است

این هر دو تذکره که چون هر ماه روشنگر شبستان لیتی است بعد معاودت حضرت مؤلف نام طالع  
از مقام کلکته در سیمه هجری و تعقل عزیمت سفر دلی در سیمه هجری آغاز و انجام یافت ثبوت  
نظر ثانی در سوده نرسید ناچار در ترتیبش اندکی تهذیب باقی ماند و چنانکه مضمونیه نور بود  
انطباق نگرفت بنا بر عملی ذلک اگر احدی قصد طبع ثانی اویش فرماید باید که اول از حضرت مؤلف ام قباله  
خواستگار تهذیبش شود چه قصد جناب موصوف است که در کثرت دوم حمله شعری گذشته جدا و  
بخش شعری معاصر علیحده بمبیط گردد و در بعض تراجم و اشعار فی الجمله نحو و اثبات بکار آید  
تا نقش صحت و لطافت چنانکه باید و شاید بر قرطاس تالیف نشیند و گلزار سخن باین آرایش پیرایه  
گل رنگارنگ دروغ نقاش نقش ثانی بهتر کشد ز اول چه و هر چند این هر دو تذکره بوجه مذکوره  
پسندیده حضرت نواب عالیجناب نیست لیکن قبل از آنکه از قالب طبع برآمده مشتاقان ابحال  
پیری مثال خود مخوف ظاهر فرماید جوق جوق ناظران سحر پرداز و شاعران فنون ساز و دست  
بمخزیه آرایش کشادند و تقاضای طلب زکی بهزار رسانیدند عالمی ششم در راه ختم و گوش آلود  
و جهانی از تاخیر سرانجام کا طبعش با وجود چنین عجلت در آتش فراقش با درد ساز باری  
احمد بعد که کینا اتفاق بکشش و کوشش کار پردازان بطبع و عرق ریزی کاتب خورشید مطلع  
و تصحیح صحیح گانه و تنقیح متحرران سیمه ترتیب و تهذیب جناب فادیت مولوی ابوالکلام محمد  
یوسف علی صاحب کادار آستانه و بعد نقش و نگار فهرست و صحت نامه چنانکه باید و شاید  
در صبح اوقات و اقل ساعات صورت گرفت و از جمله طبع برآمده جلوه هنر و زوایای  
مشتاقان گردید و قرب زمان سفر جناب مؤلف محضرت رئیس اعظمه تمام رسید مجموع شعر تذکره  
شیع انجمن به عهد شبستان و نه کمال و جمله شعری تذکره نگارستان سخن بعد از ششصد و یک کس قلم  
آخر الکلام و الحمد لله تعالی علی الاتمام ان ختم الله بغفرانه به فکل ما لا قیته سهل

# تتمه صحت نامه تذکره شمع انجمن

صفحه	سطر	خطا	صواب	صفحه	سطر	خطا	صواب
۴۸	۹	دیدنت	وزدیدنت	۵۴۴	۴	ملوتیائی	لوتیائی
۲۱۳	۷	بجهان	دو جهان	۷	۷	ومرگگازرا	مرگگازرا
۴۴۷	۱۵	باموسیهای	برالوسیهای	۵۵۲	۴	مناجتیان	مناجاتیان
۴۵۵	۴	خاصت	خاصیت	۵۶۰	۲	ولا	والا
۷	۱۵	انجاس	اجناس	۷	۷	شته	شته
۴۸۱	۱۶	کنند	زند				
۴۸۲	۲۰	ناسکور	ناصر				
۴۸۳	۱۱	بکب	کب				
۷	۲۱	دشت	دست				
۴۹۳	۱	بشایه	یشایه				
۷	۲۰	باندم باعث بپنا	+				
۴۹۹	۱۳	والا					
۷	۱۳	سترود	والاستراد				
۷	۱۹	جرنبا	جرینا				
۵۲۷	۶	شدم	شوم				
۷	۱۸	بتدریس	پدرش بتدریس				
۵۴۲	۲	قفس	قفسی				
۵۴۳	۱۹	دُر یابد	دُر یابد				

انما سوره بالسدين الصا وجميعا طاعتك  
 في العين وقد تم بحث حول القعدة وفي القعدة  
 و هو معرب ذكره الجوزي وقال الازهر  
 انما سوره بالسدين والصا وجميعا طاعتك  
 فسادهما بفتح الاعاء وفتح غيبر فاسدا و ذكره  
 الفيون في الصباح و ذكره في تاج العود

## صورت نامه تذکره نگارستان سخن

صواب	خطا	صفحه	سطر	صواب	خطا	صفحه	سطر
مصفا	مصفا	۱۹	۵	بالتزام	بالتزام	۱۶	۶
شاه اوده	شاه اوده	۲	۱۳	نده	نده	۱۷	۷
از	از	۲۱	۷	گریه	گریه	۱۱	۷
وز	از	۷	۷	کاهی	کاهی	۱۵	۷
دامان	دامان	۷	۷	خاموش	خاموش	۱۰	۸
پسچی	سبخی	۷	۷	از	از	۳	۹
گریه من	گریه من	۲۳	۲	حالی	حالی	۱۳	۱۰
دکانی	دوکانی	۷	۷	بوجه	که بوجه	۱۲	۱۱
از	از	۱۲	۷	از دل	از دل	۵	۱۳
از نقد	از نقد	۷	۷	گو	گو	۷	۷
تا ز دامن	تا ز دامن	۲۵	۱۵	پرده شرم	پرده شمع	۹	۱۳
ست که	که	۲۶	۸	کشد	کشد	۱۶	۱۵
اسلافش	اسلافش	۷	۷	بیار	بیار	۱۷	۷
مصیب	مصیبت	۷	۱۰	لکنو	لکنو	۸	۱۶
دق فدا بن بیت		۲۷	۳	عناصر	از عناصر	۲۰	۱۷
نظر سفت		۲۸	۷	انگیزی	انگیزی	۲۱	۷
این شعر شمع بخت گشته	+	۳۰	۸	اینک	و اینک	۳	۱۹
وصاحب	وصاحب	۳۱	۱۶	دقیقه	دقیقه	۷	۷
رسوا	رسوا	۷	۱۷				
ریاحین	ریاحین و	۷	۱۷				

صفحه	سطر	خطا	صواب	صفحه	سطر	خطا	صواب
۳۲	۱۵	قاضی نامش	نامش قاضی	۵۹	۱۴	ایران	ایرانی
۳۳	۱۸	درگرونت	برگرونت	۶۰	۱۹	سه	رباعی
۳۴	۹	دیسی	دهی	۸۸	۸	مزاج نازک	مزاجی نازکی
۳۵	۱۴	خاندانی و	خاندان	۶۲	۱۵	خامی	جامی
۳۶	۱۵	ست باوجود	وباوجود	۶۴	۷	صورتانی	صورتحشر
۳۷	۵	سیدین می نوشت	می توان رسید	۶۵	۴	سر	سگ
۳۸	۲۰	گوکلتاش	گوکلتاش	۶۶	۱۲	جستش	جستنت
۳۹	۱	زین خان کوکلتاش	احتمال تکرار دارد	۶۷	۱۵	گر بگویم	مگر
۴۰	۷	رای باید چو در	رونی باید چو در	۶۸	۵	سه	رباعی
۴۱	۱۸	سه	رباعی	۶۹	۹	دجاول	دجاول
۴۲	۱۷	مسیحا	مسیحا	۷۰	۱	بود	ست
۴۳	۴	دیه	ده	۷۱	۱	ست	باشد
۴۴	۱۲	شریفت	شریفت	۷۲	۷	مردمان	مردمان
۴۵	۱۹	غالبه	غالبه	۷۵	۳	بافزون	بافزونی
۴۶	۶	عیان	عیان	۷۶	۹	یا جگر	یا جگر
۴۷	۶	وبا شماع	با شماع	۷۷	۱۰	گذر	سفر
۴۸	۱۴	ثواب	صواب	۷۸	۳	زاهد	زادهای
۴۹	۹	الانیجی	لاننجی	۷۹	۸	قیامت	قیامت و
۵۰	۷	سنجی	پسجی	۸۰	۱۲	سه	رباعی
۵۱	۲	ابروی	ابروئی	۸۲	۱۵	آری	ارمن

صواب	خطا	صفحه	سطر	صواب	خطا	صفحه	سطر
ای گرد	ای درد	۹	۱۱۰	تودفع	توقع	۱۷	۹۳
چون	خون	۱۱	۱۲۲	بود	بوده	۱۸	۹۴
رباعی	ه	۲۰	۱۳۴	۹۹۵	۹۹۵	۲۰	۹۸
بکه	بکه	۲۱	۱۳۴	۹۹۵	۹۹۵	۲	۹۰
سلیمانی	سلمانی	۱۲	۱۳۱	رسید	رسید	=	=
زسد	زسد	۳	۱۳۵	میخواهد	می طلبد	اشیاء	=
پس	بس	۹	۱۳۹	سها نپور	سها نپور	۱	۹۷
فرمود	نمود	۵	۱۴۲	باشد	باشد	۱۳	۱۰۱
بوده	بوده است	۱۱	۱۴۵	گام	گام	۱۴	۱۰۲
سیدمقتی خفتمیر	سیدمقتی	۲۱	۱۴۸	باران	باران	۱	۱۰۴
گوهر ابن تاشین سته				کان	گان	۴	=
مفیدی	مستفیدی	۲	۱۴۹	کشته	گشته	۷	۱۰۵
که بعد	بعد	=	=			۱۰	۱۰۶
عوان	اعوان	۲۱	=	بهر	بهر	۱۷	۱۰۹
شاه که	شاه	۲	=	خیلی	خیلی	۲۳	=
شده است	شده است	۴	۱۵۲	گیرا	گیر	۱	۱۱۰
بوسے	بوسے	۲۰	۱۵۳	باطی	باطی	۷	=
حبه	حبه	۹	۱۵۵	گروه	گروه	=	۱۱۱
ناکپور	ناکپور	۱۲	۱۵۷	افروخته	افروخته	۲۱	۱۱۲
خان	قلینان	۱۹	۱۶۰	علوی	سومن	اشیاء	۱۱۶



صفحه	سطر	خطا	صواب	صفحه	سطر	خطا	صواب
۱۶۶	۱۳	ولی	ولی	۱۸۵	۱۲	فرش	قَرش
۱۶۷	۶	که شمیر	مرشمیر	۱۸۷	۵	جلود	جلو با
۱۶۸	۱۶	مزدگان	مزدگان	۱۸۸	۶	نیارد	نیاورد
۱۶۹	۷	بگشیدم	بگشیدم	۷	۷	یکدشت	بگزشت
۱۷۱	۴	بیداری	بدینداری	۴	۴	بزرگه قبر	بزرگه مهر
۱۷۲	۱۳	سخن گاه	سخن گاه	۱۱۹	۴	بنشت	ننشت
۱۷۳	۱۶	آنکه	ایک	۱۹۰	۱۷	کتان باه	کتان ما
۱۷۴	۱۲	مرغزاری	مرغزار	۱۹۱	۲	اشتهاد	استهاد
۱۷۵	۲	فراز خم	مراز خم	۲۰۰	۱۷	آفرین	آفرید
۱۷۶	۱۱	گلزار	گلزارو	۲۰۲	۲	بنام ایزد	بنامیزد
۱۷۷	۲۱	روشنای	روشان	۸	۸	داد بندی	ادابندی
۱۷۸	۶	قرار	قرار	۷	۷	پیوند	پیوندی
۱۷۹	۲۱	انکار	انکار	۲۰۳	۹	زکی	ذکی
۱۸۰	۱	افسان	افسان				
۱۸۱	۱۱	گنج	گنج				
۱۸۲	۲	بهفتخوان	بهفتخوان				
۱۸۳	۵	هوا	هوا				
۱۸۴	۲۰	که برافسان	برافسان				
۱۸۵	۱۳	گاه	گاه				







